از نتائج طبع لطیف عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانہ زمان مولوی وحید الزمان صاحب کتاب مستطاب کنوز الحقائق

سنہ ۱۳۰۸ ہجری

تسہیل القاری

ترجمہ اردو

صحیح البخاری

مع الشرحین

فتح الباری

و

ارشاد الساری

لعلامہ قسطلانی مع

نیل الاوطار

شرح

منتقی الاخبار

۱۸۶۹۰

باہتمام شیخ محی الدین تاجر کتب در مطبع صدیقی واقع لاہور سنہ ۱۳۰۸ ہجری بزیور طبع مزین گردید

فہرست کتاب مستطاب پارہ دوم تسہیل القاری ترجمہ اردو صحیح بخاری

صفحہ	مطالب
۲	کتاب غسل کے بیان میں
〃	کافی ہے غسل میں پانی بہانا
〃	غسل کی فرضیت قرآن سے ثابت ہے
〃	کن باتوں سے غسل لازم آتا ہے
۳	کن باتوں سے تیمم کرنا چاہیے
〃	کیفیت تیمم کے بیان میں۔
〃	آیت ولا تقربوا الصلوٰۃ الخ کی شان نزول اور اسکی تفسیر میں۔
〃	باب غسل سے پہلے وضو کرنیکے بیان میں
〃	کیفیت غسل کے بیان میں
۴	غسل سے پہلے وضو چاہیے صرف غسل کفایت نہیں کرتا
〃	جنابت کے وضو میں تکرار کا ثبوت
۵	وضو اور غسل میں مل دلینا جائز ہے
〃	بی بی کو خاوند کی خدمت کرنا
〃	شرمگاہ کے دھونے میں داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالنا
〃	جو شخص چلوؤں سے پانی لینا چاہے تو شرمگاہ سے پہلے ہاتھ دھووے
۶	وضو اور غسل کے بعد رومال سے پونچھنے کے بیان میں
〃	جو پانی طہارت کرنیوالے کی اعضا سے ٹپکے وہ پاک ہے
〃	غسل کے بعد وضو کرنیکے بیان میں
۷	بیان میں کیفیت غسل جنابت کی
〃	باب مرد کو اپنی بی بی کے ساتھ غسل کرنیکے بیان میں
〃	مرد کو عورت اور عورت کو مرد کی شرمگاہ دیکھنا درست ہے
	فرق اور صاع کی تحقیق
〃	باب صاع اور اسکے مانند برتنوں سے غسل کرنے کے بیان میں۔
۸	رطل کی تحقیق کے بیان میں
〃	محرم عورت کے سر اور ہاتھ پاؤں کا دیکھنا درست ہے۔
۹	پانی کا ایک صاع غسل کے لیے کافی ہے
〃	اگلے لوگ حدیث کے کیسے تابع اور حضرت ص کے افعال کے کیسے پیرو تھے۔
〃	جو شخص بسبب کم علمی کے حدیث کے خلاف جھگڑا کرے اسکو سختی سے سمجھانا درست ہے
۱۰	پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک صاع سے غسل اور ایک مد سے وضو کرتے تھے۔
۱۱	باب غسل میں تین بار پانی سر پر ڈالنے کے
۱۲	پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم غسل میں تین چلو بھر کر پہلے سر پر ڈالتے۔
〃	حضرت علی رض نے حضرت فاطمہ رض کے بعد حضرت حنفیہ محمد کی والدہ کو نکاح کیا۔
〃	باب ایک بار غسل کرنیکے بیان میں
۱۳	غسل کرکے پاؤں دوسری جگہ پر دھونا
〃	باب حلاب یا خوشبو غسل کے شروع میں
〃	حلاب کی تحقیق اور اس باب کو حدیث کے ساتھ مناسبت کا بیان
۱۵	داہنے ہاتھ سے طہارت میں شروع کرنا مستحب ہے
〃	باب غسل جنابت میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے بیان میں۔
۱۶	غسل میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے
۱۸	امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں
۱۹	وضو اور غسل کے بعد رومال سے پونچھنے کے بیان میں
〃	باب اس بات کے بیان میں کہ غسل میں ہاتھ زمین پر رگڑا جاوے
〃	باب اس بات کے بیان میں کہ جنب کو ہاتھ پہلے دھونے کے برتن میں ڈالنا درست ہے یا نہیں
۲۰	جنب کا بدن اگر اوس پر نجاست نہو تو نجس نہیں ہے
〃	اگر جنب کے ہاتھ پر نجاست نہ ہو تو برتن میں ڈال سکتا ہے۔
۲۱	باب غسل اور وضو میں جدائی کرنیکے بیان میں
〃	لگاتار اور پے در پے اعضا کا دھونا وضو اور غسل میں واجب نہیں
۲۲	باب داہنے ہاتھ سے بائیں پر غسل میں پانی ڈالنے کے بیان میں۔
۲۳	باب جماع کے بعد دوبارہ جماع کرنے اور ایک ہی غسل میں سب عورتوں سے صحبت کرنیکے بیان میں۔
〃	دو جماعوں کے درمیان غسل کرنا مستحب ہے
〃	دو جماعوں کے درمیان وضو کرنیکے بیان میں
۲۴	پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم میں تیس مردوں کی قوت تھی
۲۵	تیس عورتوں کا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا۔
〃	جنت میں ایک آدمی کو سو آدمیوں کی طاقت ملیگی کھانے پینے اور جماع کرنے اور شہوت میں
〃	پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا باوجود بہت قوت ہونیکے تھوڑی بی بیوں پر قناعت کرنا۔

صفحہ	مطلب
۲۳	سخت ممانعت ہے ان لوگون کی جو آپ پر شہوت ملنی کا اعتراض کرتے ہین
"	تعدد ازواج حضرت کے زمانہ مین موجب عزت اور عظمت تہا
۲۶	حضرت داؤد کی ایک کم سو اور حضرت سلیمان کی ایک ہزار بی بی تہی
۲۷	باب مذی کو دہونا اور اس سے وضو کرنیکا
۲۸	مذی سے غسل واجب ہونے پر احتجاج ہے
"	باب بیان مین اس شخص کے جو خوشبو لگاکے اور غسل کرے اور اثر خوشبو کا باقی رہے۔
۲۹	مرد اور عورت دونو کو حج اور احرام سے پہلے خوشبو لگانا مسنون ہے
"	باب غسل مین بالون کے خلال کرنے مین
۳۰	غسل مین بال خشک رہجانیکی وعید مین
"	غسل مین بالون کا پانی سے خلال کرنا مشروع ہے
۳۱	باب اس بات کے بیان مین کہ جنب وضو کرے بعد غسل کیا اور پہر اعضاء وضو کو نہ دہویا تو اسکا کیا حکم ہے۔
۳۲	باب اس بات کے بیان مین کہ جب مسجد مین یاد آوے کہ مین جنب ہون تو اسیطرح بغیر تیمم کے نکل جاوے
۳۳	حضرت ص کا بدن پونچنا واسطے جاری کرنے سنت کے تہا
"	تکبیر اور نماز شروع کرنے مین فاصلہ کثیر جائز ہے
"	باب جنابت کا غسل کرکے دونو ہاتہون سے پانی جہٹکنے کے بیان مین۔
"	وضو اور غسل کا پانی ہاتہون سے جہٹکنا درست ہے
۳۴	بیان اس بات کا کہ جو بات قرآن اور حدیث کے خلاف ہو وہ محض لغو اور بیہودہ ہے۔
"	باب غسل مین پہلے سر کی داہنی طرف سے شروع کرنے کے بیان مین
"	باب تنہائی مین ننگا نہانے اور ستر ڈہانپ کر نہانے کی فضیلت کے بیان مین
۳۵	احتیاج کے وقت شرمگاہ کا کہولنا درست ہے
"	بی بی کے سوا مرد کی شرمگاہ دیکھنا درست ہے
۳۶	دوا یا علاج یا اور کسی ضرورت سے ستر کو دیکھنا درست ہے
"	اگلے زمانہ مین کشف عورت جائز تہا
۳۷	مالداری کی فضیلت
۳۸	باب لوگون کے ساتھ غسل مین آڑ کرنیکے بیان مین
۳۹	باب عورتون کے احتلام ہونیکے بیان مین
"	اگر انزال ہو تو صرف خواب دیکہنے سے غسل واجب نہ ہوگا۔
۴۰	لڑکے کو ماں یا باپ کے ساتھ مشابہت ہونیکا بیان
"	باب جنب کے پسینے اور مسلمان کے نجس نہ ہونیکے بیان مین
۴۱	بڑے کا نوکر لیے باطہارت ہونا بہتر ہے
"	بزرگون کی تعظیم اور توقیر کرنی چاہیے
۴۲	خادم کو مخدوم سے اجازت لیکر جانا بہتر ہے
"	مخدوم کو خادم سے ہیبت کا کہدینا چاہیے
"	غسل مین تاخیر کرنا درست ہے
"	جنب کا بغیر غسل کے کنوے مین گر پڑنا پانی کو نجس نہین کرتا۔
۴۲	جنب کا پسینا پاک ہے۔
"	جنب کو غسل سے پہلے ضروری کام کرنا درست ہے
"	باب اس بات کے بیان مین کہ جنب گہر سے نکل سکتا ہے اور بازار وغیرہ مین چل سکتا ہے
"	بیان مین اس کے جو ہو یا اور تابعین کے جنب سے مرد کو کہ جب تک بغیر وضو کے نکلنے اور کہانے نہ تہے۔
۴۳	باب جنب کو گہر مین رہنے کے بیان مین جب وضو کر لیوے۔
۴۴	باب اس بات کے بیان مین کہ جنب وضو کر کے سو جاوے
۴۶	حالت جنابت مین پہلے سونے ...
"	غسل جنابت فوراً واجب نہین تاخیر کرسکتا ہے نماز کے لیے
"	سوتے وقت طہارت اور پاکیزگی مستحب ہے
"	حالت جنب مین قبل از نوم وضو کرنیکے مسئلہ کی تحقیق
۵۱	باب اس بات کے بیان مین کہ جب مرد اور عورت دونو کے ختنے ملجاوین تو کیا حکم ہے۔
"	دونو ختنے ملنے سے غسل واجب ہوجاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ
۵۲	غسل انزال کے ساتھ ہونا یہ رخصت ابتداء اسلام مین تہی
۵۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثین ایک دوسرے کو منسوخ کرتی ہین جیسے کہ قرآن مجید کی آیت ایک دوسری کو منسوخ کرتی ہے۔

صفحہ	مطالب
۵۴	حضرت حوا کی ازواج مطہرات مین کی بات تبلانے مین کو شرم کی ہوتی تہی نہین کرتی تہین
۵۵	حضرت کے بڑے بڑے صحابیون پر بعض مسائل مخفی رہجاتے تہے۔
۵۷	باب اسبات کے بیان مین کہ عورت کی فرج سے جو رطوبت نکلا ہے اسکو دہو یا جاوے۔
۵۹	امام بخاری دین کی بڑی ناموں ور مسلمانونکے بڑے عالمون مین سے ہین۔
؍	ایک جماعت صحابہ کی بغیر انزال غسل لازم نہ ہونا ۔
۶۰	جس شخص نے فقط التقاء ختنین سے غسل واجب ہونیکے مسئلہ مین اجماع سمجہا ہے اُسکی غلطی کا اظہار
؍	بغیر انزال کو غسل واجب ہونیکے دلائل
۶۳	غسل کے مسئلہ مین امام بخاری پر طعن نہین ہو سکتا
؍	کتاب غسل مین امام بخاری نے ۴۳ حدیثین مرفوع بیان کی ہین
؍	ان حدیثون کا بیان جنکو امام بخاری کتاب الغسل مین نہین لائے ۔
؍	منی کو غسل واجب ہونیکے بیان مین
؍	جسکو احتلام ہوا اور تری نہ پاوے ۔
۶۴	کافر جب مسلمان ہو تو غسل کرے ۔
؍	جنب کو قرآن پڑہنا منع ہے ۔
۶۵	جنب اور حائض کچہہ نہ پڑہین قرآن سے
۶۷	بغیر وضو کو قرآن پڑہنا درست ہے جنب کو درست نہین ۔

صفحہ	مطالب
۶۷	جو شخص باوضو سووے اور پیر رات کو اٹھ کر کچہہ خدا تعالیٰ سے مانگے تو اسکو ملیگا ۔
؍	جنابت کی حالت مین سوائے قرآن مجید کے خدا کی یاد درست ہے ۔
؍	جنابت کی حالت مین وضو کر کے کہانا پینا درست ہے
؍	جنب کو مسجد سے گذر جانا درست ہے ۔
۶۸	حائض عورت کی گود مین سر رکہکر قرآن مجید پڑہنا درست ہے ۔
۶۹	بیان مین دلیل ان لوگون کے جو جنب اور حائض کے واسطے مسجد سے گذرنا بہی درست نہین جانتے
۷۰	مستحب غسلونکا بیان
؍	جمعہ کے غسل مین ۔
؍	بیان مین دلائل اُن لوگون کے جو غسل جمعہ کو واجب کہتے ہین ۔
۷۲	بیان مین دلائل ان لوگونکے جو وجوب غسل جمعہ کے قائل نہین ہین
۷۳	بحث حسن بصری کی سماع کی صحابہ سے
۷۵	سلسلے مشائخ کی سب روایتین منقطع ہین کوئی بہی متصل نہین ۔
؍	امام ابو حنیفہ رح کا صحابہ سے سماع اہلحدیث کے نزدیک صحیح نہین ہے
؍	حسن بصری کا سماع کسی صحابی بدری سے ثابت نہین ہوا ۔
؍	حسن بصری نے عتبہ بن غزوان سے نہین سنا
؍	حسن جب پیدا ہوئے تو حضرت عمر کی خلافت سے دو سال باقی تہے ۔

صفحہ	مطالب
۷۵	حسن بصری نے ابوہریرہ سے نہین سنا
۷۶	بیان مین جواب ان حدیثونکے جنسے وجوب غسل پر استدلال کیا جاتا ہے ۔
۷۹	بیان اسبات کا کہ حضرت عمر کا حضرت عثمان پر غسل کے بارہ مین زجر کرنا دلیل وجوب کی ہے
؍	وجوب غسل کی حدیثین راجح ہین ۔
؍	غسل جمعہ کے وقت مین اختلاف کا بیان
۸۰	بیان ان احادیث کا جو غسل جمعہ کی فضیلت مین آئی ہین اور امام بخاری انکو اپنی کتاب مین نہین لائے ۔
۸۱	عیدین کے غسل کے بیان مین ۔
۸۲	غسل احرام کے بیان مین ۔
؍	غاسل میت کو غسل کے بیان مین ۔
۸۴	پچہنی لگانے سے غسل کرنیکے بیان مین
۸۵	مکہ معظمہ مین داخل ہونیکے وقت غسل کرنیکے بیان مین ۔
۸۶	جنابت کے غسل مین بالونکے کہولنے مین
۸۷	غسل حیض اور نفاس اور مستحاضہ کے بیان مین
؍	پانی مین بغیر تہبند کے داخل ہونیکے بیان مین
؍	حمام کے بیان مین ۔
۹۰	غسل کے متعلق متفرق حدیثونکے بیان مین
۹۳	**کتاب حیض کے بیان مین**
؍	حیض کے نامونکے بیان مین ۔
۹۴	باب اس بیان مین کہ حیض کیونکر شروع ہوا
۹۵	اسبات کے بیان مین کہ عینی کا اعتراض حافظ ابن حجر پر محض تعصب کی وجہ سے ہوا ہے نہ انکار کی نفسانیت سے

صفحہ	مطالب
۹۶	اون جانورون کے بیان مین جنکو حیض آتا ہی
؍؍	باب اسبات کے بیان مین کہ جب عورتون کو حیض آوے تو کیا حکم ہے ۔
۹۷	باب اس بیان مین کہ حائض عورت اپنا نماز کا شرمہو وے اور کنگہی کرے ۔
۹۸	اعتکاف مین اپنے سر کا ایک جز مسجد سے باہر کرنا درست ہی ۔
؍؍	باب اسبات مین کہ مرد اپنی عورت حائض کی گود مین قرآن پڑہے
؍؍	جنب اور حائض کو مصحف کا اٹہانا درست ہے جب اوسکو ہاتہ نہ لگے ۔
؍؍	جمہور کے نزدیک جنب اور حائض کو قرآن مجید اوٹہانا درست نہین ہی ہان اگر اوسکو ساتہ تفسیر یا اور ایسا ہو تو درست ہی
۹۹	اسبات کے بیان مین کہ نجاست کے قرب مین قرآن پڑہنا درست ہی ۔
؍؍	عورت حائض کے اگر کپڑے پاک ہون تو بیمار آدمی اوسپر تکیہ لگا کر نماز پڑہ سکتا ہی
؍؍	باب نفاس کو حیض کہنے کے بیان مین
۱۰۰	حائض عورت کے ساتہ ایک چادر مین سونا
؍؍	باب حائض عورتوں کے ساتہ مباشرت کے بیان مین
؍؍	پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم باوجود اختیار کے اپنی شہوت پر از ارکے اوپر مباشرت کرتے تہے
؍؍	حائض سے ناف سے لیکر گہٹنے تک مباشرت حرام ہے ۔
۱۰۲	حافظ ابن حجر کو دنور علم اور کتب حدیث پر وسعت نظر کا تہا نہین

صفحہ	مطالب
۱۰۲	حالت حیض مین جماع کرنا حرام ہے اور اوسکو حلال جاننے والا کافر ہے ۔
؍؍	فرج کے سوا مباشرت کو دو قسمونکی بیان مین
۱۰۳	بیان مین اون احادیث کے جو ناف کے نیچے اور گہٹنے کے اوپر مباشرت کرنیکے جواز مین وارد ہوئی ہین
۱۰۴	باب حائض کے روزہ نرکہنے کے بیان مین
۱۰۵	جسکے خاتمہ کا حال شرع سے معلوم نہو تو اوسپر لعنت کرنا درست نہین ۔
؍؍	بلا تعیین ظالمین اور کافرین پر لعنت کرنا درست ہے
؍؍	امام کا حکم کرنا لوگون کو صدقہ دینے کے لیے
؍؍	عورتونکا عیدگاہ مین آنا بالشرط علیحدگی بخوف فتنہ
؍؍	عورتونکو الگ ہو کر وعظ کہنے کے بیان مین
۱۰۶	لعنت کی مذمت
؍؍	سختی کے ساتہ نصیحت کرنیکے جواز مین
؍؍	صدقہ سے عذاب کے رفع ہونیکے بیان مین
؍؍	عقل کم و بیش ہونیکے بیان مین
؍؍	حائض کا حالت حیض مین نماز روزہ نرکہنے سے گنہگار نہونیکے بیان مین
؍؍	شاگرد کا اوستاد سے پوچہنا جو سمجہہ مین نآوے
؍؍	حضرت کے اخلاق اور حسن وعظ اور نصیحت کا حال
؍؍	باب اسبات کے بیان مین کہ حائض عورت حج کے سب ارکان سوا طواف بیت اللہ ادا کرے
۱۰۷	ابن عباس حالت جنب مین قرآن مجید پڑہا کرتے تہے
۱۰۸	محدثین اور حنفیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے کہ ایک آیت بہی پڑہنی جنب اور حائض کو درست نہین بلکہ حرام ہے ۔

صفحہ	مطالب
۱۰۸	آیت کو پڑہنا بطور ذکر اور بقصد تلاوت کے جنب و حائض کو درست ہے ۔
۱۰۹	باب استحاضہ کے بیان مین ۔
؍؍	اس بیان مین کہ استحاضہ کی چار قسمین ہین
۱۱۱	عورت کو خود مسئلہ پوچہنا درست ہی
؍؍	مرد سے وہ بات بیان کرنا جو عورتون سے متعلق ہے درست ہی ۔
؍؍	حاجت کے وقت عورت کی آواز سننا درست ہے
؍؍	جمہور علما کا یہی قول ہے کہ مستحاضہ کو ہر نماز کے لیے غسل کرنا واجب نہین ہے
؍؍	حضرت سے صحیح نہین ہوا کہ آپنے مستحاضہ کو غسل کا حکم دیا ہو ۔
۱۱۴	جمہور کا مذہب ہی کہ مستحاضہ کے واسطے غسل نماز کے لیے واجب نہین ہے ۔
؍؍	بیان مین اون حدیثونکے جنسے ہر نماز یا ہر نماز مستحاضہ کے لیے جو غسل کے واسطے دلیل پکڑی جاتی ہے ۔
۱۱۷	ان لوگون سے دلیلین جو مستحاضہ کے لیے ہر نماز کے واسطے وضو کو کافی سمجہتے ہین
۱۲۴	استحاضہ مین مختلف مذہبونکا بیان ۔
۱۲۵	باب حیض کم خون ہونیکے بیان مین
؍؍	عورت کو شرم کی بات مرد سے پوچہنا درست ہے بوجہ ضرورت کے
؍؍	دہونیکے وجوب مین حیض کا خون اور خونون کیطرح ہے
؍؍	سوکہنی نجاست کا مل ڈالنا مستحب ہے تاکہ دہو نے

صفحہ	مطالب
۱۲۵	نجس کپڑے میں نماز پڑھنا درست نہیں ہے
"	**باب** اس بات کے بیان میں کہ مستحاضہ کو اعتکاف کرنا کیسا ہے۔
۱۲۸	عورت مستحاضہ مسجد میں رہ سکتی ہے اور اسکا اعتکاف اور اسکی نماز صحیح ہے
"	مسجد میں حدث کرنا درست ہے جب مسجد کے آلودہ ہونیکا ڈر نہ ہو
"	مستحاضہ کے حکم میں ہے وہ شخص جو دائم الحدث ہو یا جسکے زخم سے خون جاری ہو
"	**باب** اس بیان میں کہ کیا عورت اُس کپڑے میں نماز پڑھے جسمیں اسکو حیض آتا ہے
۱۲۹	**باب** اس بات کے بیان میں کہ جب عورت حیض کا غسل کرے تو خوشبو لگاوے
"	احرام باندھا ہوا نہ ہو تو عورت کو غسل حیض سے فارغ ہوکر مقام مخصوص میں خوشبو لگانا ضرور ہے
"	نفاس کا غسل بھی مثل غسل حیض کے ہے
۱۳۰	**باب** غسل حیض کی کیفیت کے بیان میں
۱۳۱	تعجب کے وقت سبحان اللہ کہتے ہیں
"	عورتوں سے شرم کی بات کنایہ اور اشارہ سے کہتے ہیں۔
"	عالم کی کلام کی تفسیر کرنا اسکے سامنے بڑی درجہ والے کے موجود ہوتے کم درجہ والے سے علم کی بات لینا
"	شاگرد کے ساتھ نرمی کرنے میں
"	اپنے عیب کا چھپانا انسان کی جبلت میں ہے
"	**باب** غسل حیض کے بیان میں

صفحہ	مطالب
۱۳۲	**باب** حیض کا غسل کرتے وقت کنگھی کرنیکے بیان میں۔
۱۳۳	**باب** حیض کے غسل میں عورت کو بال کھولنے کے بیان میں
"	حیض کے غسل میں سر کھولنا اور چوٹی کھولنا واجب ہے۔
۱۳۴	**باب** مخلقة اور غیر مخلقة جو قرآن میں آیا ہے اوسکی تفسیر میں۔
۱۳۵	**باب** اس بات کے بیان میں کہ حائضہ عورت حج اور عمرہ کا احرام باندھ سکتی ہے۔
۱۳۶	**باب** حیض کا آخیر اور شروع کے بیان میں
۱۳۷	**باب** حائض عورت کی نماز قضا نہ کرنے میں
۱۳۸	جو کوئی خارجیوں کا سا اعتقاد رکھے اسکو حروری کہتے ہیں
"	اگر دین کا مدار رائے پر ہوتا تو حائض کو نماز کا قضا کرنا ہی لازم ہوتا۔
"	جو کوئی صرف قرآن شریف کو مانے اور حدیث شریف کی پیروی نہ کرے وہ خارج مردود ہے
"	بعض شیاطین صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور موطا کی حدیثوں کو موضوع کہدیتے ہیں خدا اور رسول سے نہیں شرماتے۔
"	حدیث کو قرآن کیطرح ماننا چاہیے
"	حدیث قرآن مجید کی تفسیر ہے۔
"	جو شخص حدیث کو نہ دیکھے وہ قرآن بھی اچھی طرح نہیں سمجھ سکتا۔
"	دین کے علم دو ہیں قرآن اور حدیث

صفحہ	مطالب
۱۳۸	جب بچوں کو عقل آوے تو قرآن اور صحیح بخاری پڑھانا چاہیے۔
۱۳۹	قرآن حدیث سے غافل ہوکر دوسرے علموں میں مشغول ہونا بڑی بدبختی اور بدنصیبی ہے
"	**باب** حائض عورت کے ساتھ اسکے حیض کے کپڑوں میں سونیکے بیان میں۔
۱۴۰	**باب** حیض کے کپڑے طہارت کے کپڑوں سے علیحدہ کرلینے کے بیان میں۔
"	**باب** اس بات کے بیان میں کہ حائض عورتوں کو عیدین میں جانا اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہونا درست ہے لیکن عیدگاہ کے باہر
۱۴۱	مسلمانوں کو عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا چاہیے
"	عورتوں کو عیدگاہ میں جانا چاہیے گو وہ جوان اور حائض ہوں۔
"	جو شخص ان قاعدوں کو برا جانے وہ مردود ازلی بدعتی ہے۔
۱۴۲	حائض عورت اللہ کی یاد ترک نہ کرے
"	وعظ اور علم کی مجلس میں عورت کو جانا درست ہے
"	عورت کو بغیر اوڑھنی کے نکلنا منع ہے
"	قیاس کسی صحابی کا کوئی شرعی حجت نہیں ہے
"	عورتوں کو مساجد میں جانے اور عیدین میں نکلنے سے نہ روکا جاوے
"	جو لوگ مفسدہ کریں انکو امام اور حاکم سزا دے
"	بیان میں اس بات کے کہ حضرت کے زمانہ میں بھی مفسد اور شریر لوگ تھے۔
"	سنت کو کہیں کسی ایسے فساد کا ڈر ہو جس سے حرام تک کی نوبت پہنچے تو اس سنت سے بنظر مصلحت

صفحہ	مطالب
۱۴۲	سنت کو سنت جاننا ضروری بات ہے
〃	حدیث کے خلاف کسی کا قول اعتبار کے لائق نہیں
۱۴۳	باب اس بات کے بیان میں کہ اگر کسی عورت کو ایک ماہ میں تین حیض آجاویں تو اسکا کیا حکم ہے۔
〃	عورت کو حیض اور حمل میں اپنا حال ظاہر کردینا لازم ہے۔
〃	حیض اور حمل میں عورتوں کا قول مقبول ہے
〃	اگر عورت اپنے گھر والوں سے دیندار امانت دار گواہ ایک مہینہ میں تین بار حیض آنے پر لاوے تو اسکی بات سچی جانی جاویگی
۱۴۴	عطا ابن ابی رباح نے کہا حیض ایک دن سے پندرہ دن تک ہوتا ہے
۱۴۵	امام مالک کا یہ قول ہے کہ حیض اور طہر کی کم مدت مقرر نہیں ہے بلکہ عورتیں جو بیان کریں وہی معتبر ہے۔
۱۴۶	چالیس دن سے زیادہ نفاس نہیں ہے
۱۴۷	حیض کی مدت معین ہونیکے باب میں کوئی دلیل قابل حجت نہیں۔
〃	جو کچھ حیض کی تعیین مدت میں مروی ہے یا موضوع ہے یا بالکل ضعیف ہے
〃	امر تعیین مدت حیض کا حائض کی رائے کیطرف مفوض اور اسکی عادت پر ہے
〃	باب حیض کے سوا اور دنوں میں زردی میں یا خاکی پن دیکھنے کے بیان میں۔

صفحہ	مطالب
۱۴۷	صحابی کا یہ کہنا کہ ہم ایسا کرتے تھے یا ایسا کہتے تھے حضرت کے زمانہ میں حدیث مرفوع کے حکم میں ہے
۱۴۸	زرد اور خاکی رنگ اگر حیض کے دنوں میں دیکھے تو حیض ہے اور اگر طہر کے بعد دیکھے تو حیض نہیں ہے
	باب استحاضہ کے رگ کے بیان میں
۱۴۹	باب بیان میں اس بات کے کہ عورت کو بعد طواف افاضہ کے خون آوے
۱۵۰	حضرات صحابہ کو جب حدیث ملتی تھی تو پہلے فتوے سے جو اجتہادًا دیتے تھے باز آکر موافق حدیث کے فتوے دیتے تھے۔
〃	باب استحاضہ کا حیض سے پاک ہونیکے بیان میں۔
۱۵۱	مستحاضہ سے اگر اسکا خاوند صحبت کرے تو کچھ قباحت نہیں۔
〃	جب استحاضہ کیحالت میں نماز جائز ہے تو جماع بطریق اولے جائز ہوگا۔
۱۵۲	باب نفاس والی پر نماز پڑھنے اور اسکے طریقہ کے بیان میں۔
〃	بعضوں نے جو امام بخاری کی طرف غلطی کے معنے میں وہم کیطرف نسبت کیا اونہوں نے خود وہم کیا اور امام بخاری نے جو اسکے معنے سمجھے وہی صحیح ہے۔
۱۵۳	باب حائض نجس نہیں ہے۔
〃	کتاب الحیض میں سینتالیس حدیثیں ہیں

صفحہ	مطالب
۱۵۴	کتاب الحیض کی وہ حدیثیں جنکو امام بخاری نے نہیں نکالا
〃	جو کوئی حیض کیحالت میں جماع کرے
۱۵۶	حائض کے جوٹھے اور اسکو ساتھ کھلانیکے بیان میں
۱۵۷	مستحاضہ کے طواف کرنیکے بیان میں
〃	نفاس کی اکثر مدت کا بیان۔
۱۵۸	ابو سہل کو بخاری اور ابن معین نے ثقہ کہا۔
۱۶۰	نفاس والی پر نماز کی قضا نہیں
〃	علماء نے اجماع کیا ہے کہ نفاس مثل حیض کے ہے سب باتوں کی حلت اور حرمت اور کراہت اور استحباب میں۔
〃	علماء نے اجماع کیا ہے کہ حائض پر نماز کی قضا نہیں ہے۔
〃	کتاب الحیض کی متفرق حدیثیں
۱۶۱	حیض کا نو سال سے پہلے اور ساٹھ سال کے بعد ممکن نہ ہونیکی کوئی دلیل کتاب و سنت سے نہیں ہے۔
〃	حالت حمل میں حیض آنا مختلف فیہ ہے
۱۶۲	کتاب تیمم کے بیان میں
〃	تیمم کے معنے لغوی اور شرعی اور اسکی کیفیت کے بیان میں
۱۶۵	غزوہ بنی المصطلق اور غزوہ مریسیع ایک ہی ہے
〃	امام کو مسلمانوں کے حقوق کی فکر کرنا چاہیے اگرچہ خفیف ہوں۔
〃	مال کا تلف کرنا منع ہے۔

صفحہ	مطالب
165	عورت کو جسکا آشنا خاوند ہوتی ہوئے اُسکے باپ سے کرنا درست ہے
〃	باپ بیٹی کے پاس جا سکتا ہے گو وہ اپنے خاوند کے پاس ہو۔
〃	آدمی بیٹی کو ازروے ادب مار سکتا ہے اگرچہ وہ بڑی عمر کی ہو اور اسکی شادی ہوئی ہو۔
〃	بیٹے کے حکم میں ہے وہ جسکی تادیب اسکے متعلق ہو
〃	جسکی حرکت سے کسی شخص کو جو سوتا ہو تکلیف پہنچے تو وہ حرکت نہ کرے
〃	جب نماز فرض ہوئی آنحضرت صلعم نے وضو سے ہی نماز پڑھی۔
169	اگلی امتوں کے لیے نماز مخصوص مقاموں میں جائز تھی
170	شفاعت عظمی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُس وقت کرینگے جب لوگ حشر کے عذاب میں مبتلا ہونگے
〃	شفاعت عظمی کے بارہ میں کسیکا اختلاف نہیں ہے
171	حضرت کی شفاعت اہل صغائر و کبائر دونوں کے لیے ہوگی۔
〃	جسکے پاس بجز توحید کے اور کوئی نیک عمل نہ ہوگا اوسکو بھی جہنم سے نکالا جاویگا
172	اللہ جل جلالہ کی نعمتیں شمار کرنا درست ہے
〃	سوال سے پہلے علم کی بات بیان کرنا درست ہے
〃	زمین میں اصل طہارت ہے۔
〃	نماز کی صحت کے لیے مسجد کا ہونا ضرور نہیں ہے
〃	باب اس بات کے بیان میں جب پانی اور مٹی دونو نہ ملیں
173	جس شخص کو پانی اور مٹی دونو نہ ملیں تو وہ نماز پڑھ لیوے۔

صفحہ	مطالب
173	باب اس بات کے بیان کہ جب انسان حضر میں ہو اور پانی نہ ملے اور نماز کے فوت ہونیکا ڈر ہو تو تیمم کرلیوے۔
〃	اس بیان میں کہ اول وقت نماز تیمم سے پڑھکر پھر وقت کے اندر پانی پاوے۔
176	جسنے تیمم سے نماز پڑھتے ہی پانی پالیا اُسپر اعادہ واجب نہیں ہے۔
178	سلام اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے
〃	باب تیمم میں ہاتھوں کے پھونکنے کے بیان میں
179	مجتہد اور عالم کو سب حدیثیں پہنچنا ضرور نہیں
〃	حضرت عمر اور ابن مسعود پر تیمم کا مسئلہ پوشیدہ رہا
〃	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی صحابہ اجتہاد کرتے تھے۔
〃	اگر مجتہد اپنی طاقت کے موافق غور اور فکر کرلیوے تو اوسپر ملامت نہیں گو اُس سے خطا ہو جاوے
〃	جب ہاتھوں میں زیادہ غبار لگ جاوے تو انکو پھونک دینا چاہیے
〃	تیمم میں ایک بار مسح کرنا کافی ہے۔
〃	وضو میں مسح کے بدل اگر سر دھو لیوے تو کافی ہے
〃	تیمم میں دو باروں سے زیادہ مارنا درست ہے
〃	ترتیب واجب نہیں جب جنابت کا تیمم کرے
〃	باب تیمم میں صرف منہ اور دونو ہتھیلیوں کو مسح کرنیکے بیان میں۔
180	تیمم کا وضو پر قیاس کرنا فاسد ہے۔
〃	تیمم میں کہنیوں تک مسح کرنیکی حدیثیں صحت پکڑنے کے قابل نہیں۔

صفحہ	مطالب
181	پہونچوں سے زیادہ مسح کرنا فرض نہیں ہے
182	باب اس بات کے بیان میں کہ مٹی پاک وضو ہے مسلمان کا اور وہ کافی ہے اسکو پانی کے بدل
184	جب جنابت ہو تو تیمم ٹوٹ جاویگا جیسے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
185	جب تک جنابت نہ ہو وضو کیطرح تیمم کافی ہے
186	تیمم ہر وقت درست ہے وضو کیطرح
187	اکثر علما کا یہ مذہب ہے کہ صعید سے جو قرآن مجید میں ہے مراد مٹی ہے۔
191	جو نماز قضا ہو جاوے پھر یاد آوے تو اوسکی پڑھنے میں دیر کرنا درست ہے مگر غفلت اور تحقیر کی راہ سے نہ ہو
192	جماعت کے تارک پر انکار اور عیب کرنا چاہیے
193	صابی کے معنے بیان کرنے میں
194	گیہوں اور جوار کے سوا اور کہانوں کو بھی طعام کہتے ہیں
〃	اس بیان میں کہ صابئین کے پاس کوئی کتاب آسمانی نہیں ہے۔
195	باب بیان میں اس بات کے کہ جنب کو بیماری یا پیاس کا ڈر ہو تو تیمم کرلیوے۔
〃	وضو کرنیوالوں کی نماز تیمم کرنیوالوں کے پیچھے درست ہے
〃	حضرت صلعم کے زمانہ میں اجتہاد جائز تھا۔
196	جس شخص نے سردی کیوجہ سے تیمم کیا اور نماز پڑھ لی تو اسپر اعادہ واجب نہیں۔
〃	جو شخص پانی گرم کرسکتا ہے وہ سردی کی شدت میں تیمم نہ کرے بلکہ غسل کرے گرم پانی سے

صفحہ	مطالب
۱۹۷	پٹی پر مسح کرنا واجب ہے۔
۱۹۸	مقلدین پر سخت الزام کے بیان مین
۱۹۹	مناظرہ مین ایک دلیل کو چھوڑ کر دوسری عمدہ اور کہلی دلیل کو اختیار کر سکتا ہے
〃	تیمم کے بارہ مین ابو موسی اور عبد اللہ بن مسعود مین جو مناظرہ ہوا اوسمین ابو موسی کی دلیل قوی تہی اسیواسطے عبد اللہ بن مسعود کو جواب نہ آیا
۲۰۱	آیت اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ کی تفسیر۔
〃	جمہور علما کا یہی قول ہے کہ تیمم مین ایک ضربہ کافی ہے
〃	تیمم مین ترتیب شرط نہین
۲۰۲	تیمم مین ایک ضربہ یا دو ضرب کی بحث مین
۲۱۱	باب
۲۱۲	امام بخاری کتاب التیمم مین شترہ حدیثین لائے ہین
〃	بیان مین اُن احادیث کے جنکو امام بخاری نے کتاب التیمم مین نہین نکالا
۲۱۵	تیمم کے مسائل متفرقہ کے بیان مین
۲۱۶	**کتاب نماز کے بیان مین**
〃	بیان مین صلوۃ کے لغوی معنے اور اوسکی مناسبت ساتہ شرعی معنے کے
〃	**باب** بیان مین اسبات کی کہ معراج کی رات مین نماز کیونکر فرض ہوئی۔
۲۱۷	شب معراج مین نماز فرض ہونیکے نکتہ اور حکمت کا بیان۔
〃	نماز مکہ مین فرض ہوئی ہجرت سے پہلے
۲۱۹	بیان مین اسبات کی کہ حکمت کی تفسیر مین کئی قول ہین۔

صفحہ	مطالب
۲۲۴	بیان مین اسبات کی کہ سدرۃ المنتہی ایک درخت ہے بیری کا تمام آسمانون کی اوپر
۲۲۵	بیان مین اسبات کی کہ سفر مین قصر عزیمت ہے یا رخصت۔
۲۲۶	اُن حدیثونکے بیان مین جو باب کیفیت فرضیۃ الصلوۃ فی لیلۃ المعراج کے متعلق ہین
〃	جو شخص عمداً نماز ترک کرے اوسکے قتل کے بیان مین
〃	لوگون سے ظاہر حال پر معاملہ کرنا چاہیے اور دلکے حال کو کریدنے اور تفتیش کرنیکا ہمکو حکم نہین
〃	حضرتؐ کا دائمی طریقہ یہ تہا کہ ظاہر حال کا اعتبار کرتے تہے
۲۲۷	فرض نماز کا عمداً ترک کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور سب کبیرے گناہون سے بڑہ کے ہے اس مین کسی مسلمان کا اختلاف نہین
〃	تارک الصلوۃ کے کفر اور قتل مین اختلاف کا بیان
۲۳۰	قیامت کے دن پہلے جو آدمی کا عمل پوچہا جاویگا وہ نماز ہوگی
〃	نماز اسلام کے فرضون مین پہلا فرض ہے
۲۳۲	ان لوگونکی دلائل کا بیان جو تارک الصلوۃ کو کافر نہین کہتے۔
۲۴۱	اسبات کی بیان مین کہ جو شخص نماز کو ترک کرے تو اسکا کوئی عمل قبول نہین ہوتا
۲۴۲	اس باب مین کہ بچون کو نماز کا حکم کرنا چاہیے
۲۴۳	کافر جب مسلمان ہو تو نماز کی قضا نہ کرے
〃	نماز کی فضیلت کی متفرق حدیثین
۲۴۶	نفل جتنے زیادہ پڑہے اوتنا زیادہ ثواب ہے

صفحہ	مطالب
۲۵۴	**ابواب** عورت چھپانے کے بیان مین
〃	**باب** کپڑون مین نماز پڑہنے کی وجوب مین
۲۵۷	حق یہ ہے کہ عورت کا چھپانا نماز مین واجب ہے لیکن نماز کی صحت کی شرط نہین
〃	جو شخص غرور سے اپنا کپڑا لٹکاوے تو اللہ تعالی قیامت کے دن اوسکی طرف نہ دیکہیگا۔
۲۵۸	ستر عورت تمام اوقات مین واجب ہے مگر حاجت اور جماع اور غسل کیوقت اختلاف ہے
〃	اپنی بی بی اور لونڈیکی سوا تمام لوگون سے ستر عورت واجب ہے۔
۲۵۹	مرد کو مرد اور عورت کو عورت کی ستر کیطرف نظر کرنا جائز نہین۔
〃	تنہائی مین بالکل ننگا ہونا نادرست ہے
〃	**باب** ازار کو گدی پر نماز مین باندہنے کے بیان مین۔
۲۶۰	ایک کپڑے مین نماز پڑہنا درست ہے
〃	دو کپڑون مین نماز پڑہنا افضل ہے
〃	**باب** ایک کپڑے مین اوڑہ کر لپیٹ کر نماز پڑہنے کی بیان مین
۲۶۳	حافظ ابن حجر کی وسعت علم کا بیان۔
۲۶۴	**باب** اسبات کی بیان مین کہ جب ایک کپڑے مین نماز پڑہے تو کاندہے پر اوس مین سے کچہ حصہ ڈالے۔
〃	**باب** کپڑا تنگ ہونیکے بیان مین
۲۶۶	مستحب فعل کو ترک کر سکتے ہین جب اوسمین کوئی قباحت لازم آوے

صفحه	مطالب
۲۶۸	باب بیان مین اسبات کی کہ نماز مین ننگے ہونا منع ہے۔
۲۶۹	باب قمیص اور پائجامہ اور جانگیا اور قبا مین نماز پڑہنے کے بیان مین۔
۲۷۱	عقلی تجویزین علوم نقلی مین کام نہین آتین
″	باب بیان مین اسبات کی کہ کونسی عورت چھپانا چاہیے۔
۲۷۲	احتبا اور بیہم لباس اور نباز کے معنے بیان کرتے ہین۔
۲۷۳	حضرت علی کو خاصکر سورہ برأة سنانیکی حکمت بیان کرتے ہین۔
″	جاہلیت مین جو ننگے ہو کر طواف کرنیکا رواج تہا اسلام مین باطل ہوگیا
″	باب بغیر چادر کے نماز پڑہنے مین
″	باب بیان مین اسبات کی کہ ران ستر ہی یا نہین
۲۷۴	بیان مین ان حدیثونکے جو ران کے مسئلہ مین وارد ہوئین۔
۲۷۸	حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت امام حسنؓ کی ناف کو بوسہ دیا۔
″	پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام کی ٹلی کو حالت صغر مین بوسہ دیا۔
۲۷۹	عورت غیر محرم کا بدن تمام آنا ہتہ منہ کے ستر ہے
″	نماز مین عورت کو اپنا سر چھپانا لازم ہے آزاد ہو یا لونڈی
۲۸۲	ولیمہ کی دعوت دخول کی صبح کو کرنا مسنون ہے
۲۸۳	ولیمہ کی دعوت مین کچھ ضرور نہین کہ گوشت ہی ہو
″	باب اسبات کے بیان مین کہ عورت کو نماز مین کتنے کپڑے چاہیے۔
۲۸۴	پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم بہت اندہیرے مین صبح کی نماز پڑہتے تہے اور اندہیرے ہی مین فارغ ہو جاتے تہے۔
″	باب بیلدار کپڑے مین نماز پڑہنے اور نماز مین اسکی بیل پر نظر پڑنے کے بیان مین
۲۸۵	نماز مین حضور قلب ضرور ہے۔
۲۸۶	مسجد مین بہت آرایش اور نقش و نگار اور طرح طرح کے رنگ چڑہانے مکروہ اور خلاف سنت ہے
″	باب بیان مین اسبات کی کہ اگر ایسے کپڑے مین نماز پڑہے جسمین صلیب یا جانور کی صورت بنی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہین۔
۲۸۷	اون کپڑون اور پردون اور بچھونون کا رکہنا جائز نہین جن مین تصویرین ہون
″	بری بات کو بگاڑنا ہاتھ سے درست ہے بغیر مالک کے پوچھے ہوئے
۲۸۸	بیان مین اسبات کی کہ فرشتے اس گہر مین نہین جاتے جسمین کتا ہو یا صورت
۲۸۹	باب اسبات کے بیان مین کہ ریشمی کپڑے مین نماز شروع کرے پہر اسکو اتار ڈالے
۲۹۰	بیان مین اسبات کی کہ حضرت ص نے حریر پہنی قبل اسکی تحریم کے نماز پڑہی ہے۔
″	اگر کپڑا نجس ہو تو اسکو نہ پہنے اور ننگا ہو کر نماز پڑہ لے۔
۲۹۱	ریشمی کپڑے کا ہدیہ مردونکو قبول کرنا جائز ہے مگر خود نہ پہنین عورتون کو پہنا دین یا بیچ ڈالین
″	باب لال کپڑے مین نماز پڑہنے کے بیان مین۔
۲۹۲	بیان مین اسبات کی کہ جب آپ نے منا مین خطبہ پڑہا تہا تو آپ خچر پر سوار اور ایک چادر سرخ پہنے ہوئے تہے حضرت کے پاس ایک کپڑا تہا جسکو عیدین اور جمعہ مین پہنتے تہے۔
۲۹۳	باب چہت یا منبر یا لکڑی پر نماز پڑہنے کے بیان مین۔
۲۹۵	منبر پر نماز پڑہنے کا جواز
″	امام اور مقتدی کے مقام مین اگر بلندی اور پستی کا فرق ہو تو جائز ہے
″	امام احمد بن حنبل کی فضیلت کے بیان مین
۲۹۶	لکڑی پر نماز پڑہنی درست ہے
۲۹۷	بیان مین اسبات کی کہ مہینہ تیس یا انتیس دن کا ہوتا ہے۔
″	اگر کسی نے ایک مسجد مین مہینے کے روزون یا اعتکاف کی نذر کی تو انتیس دن سے زیادہ اسپر لازم نہین
″	باب بیان مین اسبات کی کہ اگر نمازی کا کپڑا نماز پڑہنے مین اسکی بی بی سے لگ جاوے تو کیسا ہے نماز فاسد ہوگی یا نہین۔
″	بیان مین اسبات کی کہ حائض کا بدن پاک ہے
۲۹۸	باب بوریے پر نماز پڑہنے کے بیان مین
″	کشتی اور ریل مین نماز پڑہنے کے بیان مین
۳۰۰	اس بیان مین کہ آگ کا پکا ہوا کہانا وضو نہین توڑتا

صفحہ	مطالب
۳۰۰	عورت کا قبول کرنا گو دلیسہ ہو گو عورت سے کی ہو بشرطیکہ فتنہ کا ڈر نہ ہو جائز ہے
״	نماز نفل جماعت سے گھر میں پڑھنے کے بیان
״	بیاسے نماز پاک و رضا کرنیکے بیان مین
״	لڑکے کا مرد کے برابر صف مین کھڑے ہونیکے بیان
״	عورتون کی صف مردونکے پیچھے ہونیکے بیان مین
״	اگر ایک ہی عورت ہو تو اکیلی صف کے پیچھے کھڑی ہو جاوے۔
״	جس لڑکے کو عقل ہو اسکی نماز صحیح ہے۔
״	باب جائے نماز پر نماز پڑھنے کے بیان مین
۳۰۱	باب بچھونے پر نماز پڑھنے کے بیان مین
۳۰۲	عورت کو چھونے سے وضو نہین ٹوٹتا
״	سونیوالے کی طرف نماز پڑھنا مکروہ نہین ہے
״	باب سخت گرمی مین کپڑے پر سجدہ کرنیکے بیان مین۔
۳۰۳	سردی یا گرمی سے بچنے کے لیے کپڑا پیشانی اور زمین کے درمیان حائل ہو تو جائز ہے
״	اُس کپڑے پر سجدہ کرنا درست ہے جو نمازی کے بدن سے لگا ہو۔
״	نماز مین خشوع کا اہتمام لازم ہے
۳۰۴	حضرت کا بوریے پر نماز پڑھنا۔
۳۰۵	باب جوتون مین نماز پڑھنے کے بیان مین
۳۰۶	جوتے نجس کے پاک کرنیکے بیان مین۔
۳۰۷	بیس حدیثون سے جوتی مین نماز پڑھنا ثابت ہے۔

صفحہ	مطالب
״	حضرت عمر نماز مین جوتا اوتارنے کو مکروہ جانتے تھے۔
״	ابو عمر شیبانی لڑکون کو نماز مین جوتا اتارنے پر مارتے تھے۔
״	ابراہیم نخعی امام ابو حنیفہ کے استاد کے استاد نماز مین جوتا اوتارنے کو مکروہ جانتے تھے
۳۰۸	اگر نادانستہ نجس کپڑی یا جوتی مین نماز پڑھ لیوے تو اسکا اعادہ واجب نہین۔
عے	بیان مین اسبات کے کہ جوتی نجس کی طہارت رگڑنے سے ہو جاتی ہے۔
ے	باب موزون مین نماز پڑھنے کے بیان مین
ے	بیان مین اسبات کے کہ مسح موزون پر کرنا منسوخ نہین ہے۔
״	آیت فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ کی تفسیر مین
״	بیان مین اسبات کے کہ جب ہماری شریعت مین حکم خلاف کسی پیغمبر کے شریعت کے ہو تو اسوقت اس پیغمبر کی شریعت حجت نہین ہو سکتی۔
״	باب بیان مین اسبات کے کہ جو کوئی سجدہ کو پورا نہ کرے تو اسکا کیا حکم ہے
״	بیان مین اسبات کے کہ جو شخص شرط نماز کو ترک کرے اسکی نماز صحیح نہ ہوگی۔
״	بیان مین اسبات کے کہ جو شخص نماز مین خشوع اور رکوع اور سجدہ کو پوری طرح نہ کرے نماز اوسکے حق مین بد دعا کرتی ہے۔
״	باب بیان مین اسباتکے کہ سجدے مین دونو بازو اور بغلین کھلی

صفحہ	مطالب
للعہ	ان حدیثون کا بیان جنکو امام بخاری نے ان بابون مین نہین نکالا
حمہ	بیان مین اسبات کے کہ ننگا کیونکر نماز پڑھے
״	بیان مین اسباتکے کہ اگر کپڑا تنگ ہو تو اسکو تہبند ہی باندھے گو مونڈھے ننگے رہین۔
״	رداوین لوگونکا جنہون نے سطلقا کپڑا تنگ ہو یا کشادہ مونڈھونکا ڈھانپنا واجب کہا ہے
״	بیان مین اسبات کے کہ قمیص کا گریبان کھلا رکھنا سنت ہے۔
ے	سدل نماز مین منع ہے۔
״	منہ بند کر کے نماز پڑھنا بغیر جمائی کے منع ہے
حمہ	ڈھاٹا باندھکر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔
״	دس درم کی قیمت کے کپڑے مین اگر ایک درم حرام کا ہو تو اسکی نماز خدا تعالیٰ قبول نہین کرتا
״	بیان مین اسبات کے کہ کپڑے کی طہارت صحت نماز کی شرط ہے یا نہین۔
״	نمازی کو نجس کپڑے سے پرہیز کرنا چاہیے
״	اکثر علما کا یہ قول ہے کہ کپڑے کی طہارت شرط صحت نماز کی ہے۔
لعہ	نماز مین بے وضو یا مشکوک کپڑونکا اٹھانا درست ہے
عہ	عورتون کے کپڑونسے نماز مین پرہیز کرنا مستحب ہے نہ واجب
للعہ	مشکوک کپڑے مین نماز پڑھنا وسواس مین داخل نہین۔
״	بیان مین اسباتکے کہ نجس جانور یا نجس سواری پر نماز پڑھنا درست ہے۔

صفحہ	مطالب
٣٠٥	بیان مین متفرق حدیثون کے
٣٠٦	بیان مین اثبات کے کہ حضرت میمونہ رضہ ایک کرتی تہین اور عذر مین نماز پڑہتی نہین
"	نماز مین کُہنی بانہنے کی عادت وضو و نماز کے حدیث سے ثابت ہے
"	بیان مین اثبات کے کہ اگر تہوک کپڑے مین لگجاوے تو کچہ قباحت نہین ۔
"	بالونکا جوڑا باندہکر نماز پڑہنا درست نہین ہے
٣٠٨	بیان مین اس بات کے کہ اگر نجس زمین پر چلکر پہر پاک زمین پر چلے تو اوسکے پانون پاک ہوجاتے ہین پہر دوبارہ دہونیکی حاجت نہین ۔
"	آیت خُذُوا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ کی تفسیر
"	جوتیون مین نماز پڑہنا منجملہ اُن امور کے ہے جنسے اسلام پر خداوند کریم نے عزت کی ہے ۔
٣٠٩	**ابواب** قبلہ کیطرف منہ کرنے اور سجدونکے آداب کے بیان مین ۔
"	**باب** قبلہ کیطرف منہ کرنیکی فضیلت مین
"	جو کوئی احکام دین کے ظاہر مین بجالاوے تو اسکو مسلمان کہنا چاہیے ۔
"	جسکو قدرت ہو وہ عین کعبہ کیطرف توجہ کرے ورنہ نماز صحیح نہوگی ۔
"	سفر مین نفل پڑہے تو قبلہ کیطرف منہ ہونا شرط نہین ہے
"	جو مکہ مین ہو تو عین کعبہ کیطرف منہ کرے یقیناً اور جو باہر ہو تو ظناً
٣١٠	نماز مین قبلہ کیطرف منہ کرنا واجب ہے

صفحہ	مطالب
٣١٨	**باب** مدینہ اور شام والون کے قبلہ اور مشرق کے بیان مین ۔
٣١٩	**باب** اللہ تعالیٰ کے قول وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی کے بیان مین ۔
٣٢٢	**باب** اثبات کے بیان مین کہ آدمی جہان ہو سفر یا حضر مین قبلہ کیطرف منہ کرکے نماز پڑہے
٣٢٣	اثبات کے بیان مین کہ اللہ جل جلالہ کی ذات مقدس آسمانونکے اوپر ہے ۔
٣٢٥	پیغمبرون سے سہو بہی ہوتا ہے ۔
٣٢٦	**باب** قبلہ کے بیان مین ۔
٣٢٧	حضرت عمر رضہ کی رائے دینی و دنیوی معاملات مین نہایت صائب تہی
"	اکثر احکام پروردگار کے حضرت عمر کی رائے کے موافق اوترتے تہے ۔
"	حضرت عمر کی زندگی مین تمام خلافت کے کام اس انتظام سے چلے کہ سر مو خلل نہین ہوا ۔
"	حضرت عمر نے اکثر شہر فتح کیا اور اکثر مسجد بنائی
٣٢٩	جو حکم حضرت کو پہونچتا پہر اسکی پیروی لازم ہے جب تک ناسخ حکم کی خبر ہو اسوقت تک اسپر عمل کرنیکی تکلیف نہین ۔
"	جسکو نبوت کی خبر نہ پہونچے اور دین کے فرائض نہ جان سکے تو اوسپر فرائض واجب نہونگے
٣٣٠	جو شخص نماز کے باہر ہو وہ نماز پڑہنے والے کو بتلا سکتا ہے
"	جو شخص بہولکر غیر قبلہ کیطرف نماز پڑہ لے اوسکی نماز جائز ہوجاویگی ۔

صفحہ	مطالب
٣٤٠	باب قبلہ کے متعلق حدیثون کے بیان مین
"	جب خوف زیادہ ہو تو قبلہ کیطرف منہ کرنا معاف ہوجاتا ہے ۔
"	جب آدمی سفر مین سواری پر ہو تو نفل نماز کے لیے قبلہ کیطرف منہ کرنا ضرور نہین ہے
"	قبلہ پہچاننے کے طریق مین ۔
٣٤٢	**باب** اثبات کے بیان مین کہ مسجد مین سے تہوک اپنے ہاتہ سے مل ڈالے
٣٤٣	تمام صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ عرش پر ہے
"	اثبات کے بیان مین کہ خدا تعالیٰ کا نمازی اور قبلہ کے بیچ مین ہونیکے یہ معنے ہین کہ اسکی رحمت نمازی کے سامنے ہے اور یہ تاویل نہین ہے بلکہ اسکی تفسیر دوسری حدیث ہے فَاِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ
"	قبلہ کیطرف تہوکنا منع ہے
٣٤٥	**باب** بیان مین اثبات کے کہ مسجد مین سے رینٹ کنکریون سے ملدیا جاوے ۔
"	**باب** اثبات کے بیان مین کہ نماز مین داہنی طرف نہ تہوکے
٣٤٧	**باب** بیان مین اثبات کے کہ بائین طرف یا بائین پانون کے تلے تہوکے
"	**باب** مسجد مین تہوکنے کے کفارہ کا بیان
٣٤٨	گناہ اسوقت ہوتا ہے کہ مسجد مین تہوکنا جب

صفحہ	مطالب
۳۳۹	باب بلغم کو مسجد مین دفن کرنیکو بیان مین
۳۴۰	باب اسبات کے بیان مین کہ جب تہوک کا غلبہ ہووے
	تو اپنے کپڑے مین تہوک لیوے
۳۴۱	امام کو مسجد والونکا حال دیکہنا چاہیے
״	نمازیکو نماز کے اندر تہوکنا درست ہی
״	نمازیکو نماز کے اندر سینہ کہنا یا کہنکارنا درست ہے
״	تہوک پاک ہونے کے بیان مین ۔
״	آدمی کو نیکیون پر حرص کرنا چاہیے ۔
״	بیان ان احادیث کے جو بابت غلبہ ہونے تہوک
	اور کپڑے مین تہوکنے کے متعلق ہین
۳۴۲	باب اسبات کے بیان مین کہ امام لوگون کو
	نماز پوری کرنیکے لیے نصیحت کرے اور قبلہ کو ذکر کرے
۳۴۳	امام کو لازم ہی کہ مقتدیونکی نماز کی نگرانی کرے
	اور جو بات خلاف سنت پاوے تو بتلادے
۳۴۴	خدا تعالی نے بعض بندونکو بنسبت دوسرونکے
״	دیکہنے یا سننے مین زیادہ قوت دی ہی
״	جو شخص یہ اعتقاد رکہے کہ کسی نبی یا ولی یا غوث
״	یا قطب کو خدا تعالی کیطرح علم محیط ہو وہ مشرک
״	اسلام سے خارج ہے
״	باب بیان مین اسبات کے کہ کیا یون کہہ سکتے
״	ہین کہ فلان لوگونکی مسجد
״	مسجد کی نسبت اسکے بنانے والے کیطرف کرسکتے ہیں
۳۴۵	گہوڑ دوڑ کرانا درست ہی ۔
״	باب مسجد مین بانٹنے اور کہجور کے خوشے
״	لٹکانے کے بیان مین ۔
۳۴۶	مسجد مین صدقات رکہنا اور انکا بانٹنا درست ہے

صفحہ	مطالب
۳۴۷	مسجد مین پینے کا پانی رکہنا درست ہے
״	باب مسجد مین کہانیکی دعوت کرنے اور اوسکے
	قبول کرنیکے بیان مین ۔
۳۴۸	کہانیکی دعوت گو ولیمہ نہ ہو درست ہی
״	جسکی دعوت ہو اپنے ساتہہ اور لوگون کو بہی لا
	سکتا ہی جب اسکو یقین ہو کہ صاحب دعوت
	برا نہ مانے گا ۔
״	باب مسجد مین فیصلہ اور لعان کرنیکا
״	باب بیان مین اسبات کے کہ جب کوئی کسی کے گہر مین جاوے تو جہان چاہے
	نماز پڑہے یا صاحب خانہ جہان حکم دیوے وہان
	پڑہے اور کہوج نہ کرے ۔
۳۴۹	باب گہرون مین مسجدین بنانے کے بیان مین
۳۵۳	اندہے کی امامت جائز ہے
״	اپنی بیماری کا بیان کرنا شکایت مین داخل نہین ہے
״	مدینہ منورہ مین حضرت ؐ کی مسجد کے سوا اور
	مسجدون مین بہی جماعت ہوتی تہی ۔
״	اندہیرے اور مینہ مین جماعت کا ترک کرنا درست ہے
״	جو شخص ملاقات کو آوے اسکی امامت بلحاظ بزرگی
	یا اجازت صاحب خانہ درست ہے ۔
״	حضرت ؐ نے جہان نماز پڑہی وہ جگہہ متبرک ہے
״	اگر کوئی کسی صالح شخص کو برکت کے لیے بلاوے تو اسکو چاہیے
״	افضل کو اپنے سے کم درجہ والے کی دعوت قبول کرنی چاہیے
״	وعدے کو پورا کرنے مین ۔
״	وعدے کے ساتہہ انشاء اللہ کہنے مین
۳۵۴	گہر مین گہسنے سے پہلے اجازت چاہنا اگرچہ اسکو بلایا ہو

صفحہ	مطالب
۳۵۴	اہل محلہ کا امام یا عالم کے پاس جمع ہونا
	برکت حاصل کرنے کے لیے
״	جس سے دینی آفت پہونچنے کا ڈر ہو
	اوسکا حال امام سے کہنا غیبت مین
	داخل نہین ۔
״	ایمان مین صرف زبانی اقرار کافی نہین
	ہے جب تک دل سے یقین نہ ہو ۔
״	جو شخص توحید پر مرے وہ ہمیشہ دوزخ مین نہ رہیگا
״	نوافل جماعت سے ادا کرنا درست ہی
״	باب مسجد اور گہر وغیرہ مین گہستے وقت
	پہلے داہنا پاؤن رکہنے کے بیان مین
۳۵۵	باب بیان مین اسبات کے کہ کیا جاہلیت کے
	زمانے کے مشرکون کی قبرین کہود ڈالنا
	اور اسجگہہ مسجد بنانا درست ہے
۳۵۶	آنحضرت ؐ کی قبر کیطرف منہ کرکے نماز پڑہنا
	حرام ہے ۔
״	مقبرہ مین نماز جنازہ درست ہے
۳۵۷	مومن جو عجیب باتین دیکہے اونکو
	بیان کرسکتا ہے ۔
۳۵۸	قبرون کے پاس مسجد بنانے سے منع
	کرنا چاہیے ۔
۳۵۹	جو مقبرہ کسی کے ملک مین ہو اوسمین اسکو تصرف
	مثل بیع وہبہ کے جائز ہے ۔
״	پرانی قبرونکو اوکہیڑنا درست ہی بشرطیکہ قابل
	حرمت نہ ہون جیسے کافرون
	کی قبرین ۔

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۳۵۹	مشرکین کے قبرین کہود ڈالنا پہینک کر مسجد بنانا جائز ہے۔		نہ چاہیے بلکہ جلدی وہان سے نکل جانا چاہیے۔	۳۸۵	باب بیان مین اسبات کے کہ جب سفر سے آوے تو پہلے مسجد مین نماز پڑہے۔
"	میوہ دار درختون کا ضرورت سے کاٹنا درست ہے۔	۳۷۷	باب نصاری کے گرجا مین نماز پڑہنے کے بیان مین۔	۳۸۶	باب بیان مین اسکے کہ جب مسجد مین جاوے تو دو رکعت نماز پڑہے
۳۶۰	باب بکریان جہان رہتی ہون وہان نماز پڑہنے کے بیان مین۔	۳۷۸	مسلمان کو گرجا مین نماز پڑہنا منع ہے	۳۹۰	باب مسجد مین حدث کرنیکے بیان مین
۳۶۱	باب اونٹون کے رہنے کی جگہہ مین نماز پڑہنے کے بیان مین۔	۳۸۰	مسلمان سچے کی بیان مین۔	۳۹۱	باب مسجد نبوی کے بننے کے بیان مین
۳۶۳	باب بیان مین اسکے کہ نمازی کے آگے تنور یا آگ یا کوئی چیز ہو جو پوجی جاتی ہے اور نمازی کی نیت خدا تعالے پوجنے کی ہو	"	قبر پر روشنی کرنا ہر سال وہان عید کیطرح جمع ہونا جسکو اس زمانہ مین عرس کہتے ہین منع ہے۔	"	بڑی غرض مسجد سے یہ ہے کہ لوگ دل لگا کر اوسمین یاد اللہ تعالی کی کرین
۳۶۴	نمازی کے آگے آگ ہونے سے نماز نہین جاتی۔	۳۸۱	باب بیان مین اسکے کہ حضرتؐ نے فرمایا ساری زمین میرے لیے مسجد اور پاک کرنیوالی بنائی گئی ہے	۳۹۲	مسجد کی آبادی نماز اور ذکر الہی سے ہے
"	باب بیان مین اسبات کے کہ مقبرون مین نماز پڑہنا مکروہ ہے۔	"	باب مسجد مین عورت کو سونیکے بیان مین۔	"	مسجد کو سونیکے پانی وغیرہ نقش نگار سے آراستہ کرنا مکروہ ہے
۳۶۹	پیغمبرون اور نیک بندونکی قبرونکو مسجد بنانا حرام ہے۔	۳۸۳	جسکا گہر نہ ہو مرد ہو یا عورت بشرط امن فتنہ کے اسکو مسجد مین سونا اور رہنا درست ہے	۳۹۳	مسجدون سے فخر کرنا حرام ہے اور وہ قیامت کے نشانی ہے۔
"	قبرون پر مسجد بنانے والون پر خدا کی لعنت آئی ہے۔	"	مسجد مین خیمہ وغیرہ کا سایہ کرنا درست ہے	"	مسجدون کی آرایش بدعت ہے ظالم پادشاہون کی ایجاد ہے۔
"	مسجد مین دفن کرنا حرام ہے	"	جس ملک مین آدمی پر آفت آوے وہان سے نکل جانا بہتر ہے۔	"	مسجد کی عمارت مین میانہ روی بہتر ہے اور آراستگی مین غلو کرنا بہتر نہین
۳۷۰	اون مقامات کے بیان مین جہان نماز پڑہنا منع ہے۔	"	مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے گو وہ کافر ہو۔	۳۹۴	باب بیان مین اسکے کہ مسجد بنانے مین ایکدوسرے کی مدد کیجاوے
۳۷۴	باب بیان مین اون مواضع کے جہان زمین دہس گئی ہے یا اور کوئی عذاب اوترا ہے۔	"	باب مردون کو مسجد مین سونے کے بیان مین۔	"	مسجدون کے آباد کرنے والے اہل اللہ ہین
				"	مومن کو اپنے اعمال پر اور ایمان پر مغرور ہونا نہ چاہیے۔
				۳۹۶	نیک کام مین زیادہ مشقت اوٹہانا زیادہ ثواب ہے۔
۳۷۶	عذاب والون کے ملک مین ٹہیرنا	۳۸۵	بیان مین اسبات کے کہ غصہ والے شخص سے خوش طبعی کرکے اوسکا غصہ دور کرنیکے لیے	"	ٹہیکی توقیر کرنا بہتر اور اسکا سوکھ کردینا باعث اجر ہے

صفحہ	مطالب
۳۹۷	فتنون سے پناہ مانگنا چاہیے
″	باب بیان مین مدد لینے کی بڑہئی اور کاریگرون سے منبر اور مسجد کے بنانے مین
″	ہدیہ اگر بغیر سوال کی آوے تو قبول کرلے
۳۹۸	وعدہ کیے ایفا کے لیے تقاضا کرنا درست ہے
۳۹۹	اہل فضل کے ساتھ تقرب حاصل کرنا خدمت بجا لاکر عمدہ بات ہی۔
″	باب مسجد بنانے کی فضیلت مین
″	حضرت عثمان رضنے مسجد کی بنا سنہ ۳۰ ہجری مین کی تھی
۴۰۰	اگر مسجد اجرت پر بھی بناوی تب بھی اوسمین ثواب ہی۔
″	باب اسبات کے بیان مین کہ جب تیر لیکر مسجد سے گذرے تو اوسکے پیکان تھام لیوے
۴۰۱	اس بیان مین کہ مسلمانکی حرمت کرنا ضرور ہے
″	باب مسجد سے گذرنے کے بیان مین
″	باب مسجد مین شعر پڑہنے کے بیان مین
۴۰۲	باب ہتھیار والونکو مسجد مین جانیکی بیان مین
۴۰۳	مسجد مین ہتھیارون سے کہیلنا درست ہے
″	مباح کہیل کا دیکھنا درست ہے۔
″	باب مسجد مین منبر پر خرید فروخت کا ذکر کرنیکے بیان مین۔
۴۰۵	باب قرضدار پر تقاضا اور اسکا پیچہا مسجد مین کرنیکے بیان مین۔
۴۰۶	صاحب حق سے سفارش کرنا درست ہی

صفحہ	مطالب
۴۰۶	حاکم کو صلح کے لیے اشارہ کرنا درست ہی
″	شفاعت کے قبول کرنیکے بیان مین
″	باب مسجد مین جہاڑو دینے چیتھڑے اور کوڑا اور تنکے اور ٹہیکریان چننے کے بیان مین
۴۰۷	خادم کا حال پوچہنے کے بیان مین۔
″	دوست کا حال پوچہنے کے بیان مین جب وہ غائب ہو جاوے
″	دوستی کا بدلہ کرنے مین دعا اور نماز جنازہ سے
″	نیک لوگون کے جنازہ پر حاضر ہونیکے بیان مین
″	قبر پر نماز جنازہ پڑہنے کے بیان مین
″	موت کی خبر دینے کے بیان مین۔
″	مسجد مین شراب کی سوداگری کی حرمت بیان کرنے مین
۴۰۸	باب مسجد کے لیے خادمونکے ہونیکے بیان مین
″	باب قیدی یا قرضدار کو مسجد مین باندہنے کے بیان مین۔
۴۰۹	باب اسلام لانیکے وقت غسل کرنے اور قیدیون کو مسجد مین باندہنے کے بیان مین
۴۱۱	کافر جب مسلمان ہونا چاہیے تو غسل کرے
″	باب بیان مین اسبات کے کہ ضرورت سے اونٹ کا مسجد مین لیجانا درست ہے
۴۱۲	بیان مین اسبات کے کہ اولیاء اللہ وہی ہین جو سنت پر چلتے ہین۔
″	جس فعل کو حضرت صلعم نے ایک بار کیا وہ سنت ہوچکا اگرچہ سارا زمانہ اسکو برا جانے اور عیب کرے۔
″	حضرت صلعم کی ادنے سے ادنی سنت یا فعل کی تحقیر کرنا یا اوسکا عیب کرنا کفر ہے۔

صفحہ	مطالب
۴۱۲	باب
۴۱۳	باب مسجد مین کہڑکی رکہنے اور مسجد مین سے گذرنے کے بیان مین۔
۴۱۵	مسجد کے اندر رستہ کرلینا اور اس مین بجز حضرت صدیق کے دروازے رکہنا منع ہے۔
۴۱۶	باب مسجد کا دروازہ اور زنجیر کہٹکانیکی بیان مین۔
۴۱۷	باب مشرک کا مسجد مین جانیکے بیان مین
۴۱۸	باب مسجد مین آواز بلند کرنے کے بیان مین۔
۴۱۹	باب مسجد مین حلقہ باندہکر بیٹھنے کے بیان مین۔
۴۲۱	باب مسجد مین چت لیٹنے کے بیان مین
۴۲۲	مسجد مین تکیہ لگانا اور لیٹنا اور استراحت کرنا درست ہی
″	باب اسبات مین کہ اگر لوگون کو ضرر نہ پہونچے تو راستہ مین مسجد بنانی جائز ہی
۴۲۳	باب اس بیان مین کہ بازار کی مسجد مین نماز پڑہنا جائز ہے۔
۴۲۷	باب ان مسجدونکے بیان مین جو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے درمیان واقع ہین اور ان مقامات کے ذکر مین جہان حضرت صلعم نے نماز پڑہی ہے۔
۴۲۸	صالحین کے آثار سے برکت لینا درست ہے
۴۳۳	بیان مین ان احادیث کے جو مساجد کے متعلق ہین اور امام بخاری اونکو نہین لائے

صفحہ ۴۱۱ [illegible]

صفحہ	مطالب
۴۳۳	فرض نماز بہی لوٹ کر پڑہنا عذر سے جائز ہے
۴۳۴	قرآن کی کوئی سورت یا آیت یاد کرکے بہول جانا اسے پڑہکر کوئی گناہ نہیں ہے
"	مسجد سے کوڑا نکال لینے کے ثواب میں۔
"	گہروں میں مسجد بنا نیکے بیان میں
"	مسجد میں جانے اور نکلنے کے وقت کیا دعا پڑہے
۴۳۵	مسجد میں گمی ہوئی چیز کیلیے کسطرح آواز کرے
"	مسجد نیک کاموں کیلیے بنی ہے۔
۴۳۶	مسجد میں حد یا قصاص جاری کرنے کے بیان میں۔
"	مسجد میں خرید و فروخت کرنیکی بیان میں
"	مسجد میں شعر پڑہنے کے بیان میں
"	جمعہ کے دن مسجد میں حلقہ باندہ کر نماز سے پہلے بیٹہنے کی بیان میں
۴۳۸	مسجد میں صدقہ دینے کے بیان میں
"	مسجد میں کہانا کہانیکے بیان میں
۴۳۹	قبلہ کیطرف دل لبہانے والی چیز رکہنے کی بیان میں
"	اذان کے بعد مسجد سے نہ نکلنے کے بیان میں
"	مسجد میں دور سے آنے کی فضیلت میں
۴۴۰	مسجد میں اندہیری رات میں آنیکی فضیلت میں
"	مسجد کی خدمت کرنیکی فضیلت میں
"	نماز کی انتظاری کرنیکی فضیلت میں
"	نماز کے بعد مسجد میں ٹہیرنے کی فضیلت میں
"	مسجد میں جانے والے کی فضیلت میں
۴۴۱	گہر سے وضو کرکے نماز کو جانے کی فضیلت میں۔

صفحہ	مطالب
۴۴۱	مسجد میں جاکر ذکر کرنے کی فضیلت میں
"	پیاز اور لہسن کہاکر مسجد میں نہ جانے کی بیان میں۔
"	فضول باتیں مسجد میں کرنیکی ممانعت میں
۴۴۲	صبح کی نماز قریب طلوع شمس کے پڑہنے کی بیان میں
"	حضرت صلعم کا خواب میں خدا تعالیٰ کو دیکہنا
"	پاؤں سے چلکر مسجدوں میں جانے اور نماز کے بعد مسجدوں میں بیٹہنے اور تکلیف کی حالتوں میں پورا وضو کرنیکے ثواب کے بیان میں
"	حضرت صلعم جب مسجد میں تشریف لاتے تو خدا تعالیٰ کی عظمت بیان کرتے اور مغفرت مانگتے شیطانوں سے پناہ چاہتے
"	حضرت صلعم کا اپنی قبر شریف نہ پوجنے کے لیے خدا تعالیٰ سے دعا کرنا۔
۴۴۳	حضرت صلعم باغوں میں نماز پڑہنا مستحب جانتے
"	بیان میں اُن مقاموں کی جہاں نماز پڑہنے میں زیادہ ثواب ہوتا ہے۔
"	نماز نفل گہر میں پڑہنے سے برکت ہونے کے بیان میں۔
"	عورت کو افضل جگہہ نماز پڑہنے کے بیان میں۔
"	مسجد میں کوئی اونگہے تو اوس جگہہ کو چہوڑکر دوسری جگہہ چلا جاوے
"	کنواں کہودنے کی ثواب کے بیان میں
۴۴۴	جو کوئی نماز پڑہنے کی واسطے مسجد بناوے خدا اُسکے فضل سے اُسکے لیے بہشت میں گہر بناویگا

صفحہ	مطالب
۴۴۴	بیان میں اُن چیزوں کے جن سے مومن کو بعد مرنے کے ثواب ملتا رہتا ہے۔
"	محققین اہلحدیث کے نزدیک سماع موتے ثابت ہے
۴۴۵	جو کوئی مسجد سے کوڑا نکالے اللہ تعالیٰ اسکے لیے جنت میں ایک گہر بنادیگا۔
"	جب کوئی وضو کرکے نماز کو نکلے تو انگلیوں کو انگلیوں میں نہ ڈالے۔
۴۴۶	بیان میں اُن باتوں کی جنکا مسجد میں کرنا جائز نہیں۔
"	جماعت کے ساتہ نماز پڑہنے کیلیے مسجد میں جانے اور اُسکے ثواب کے بیان میں
۴۴۷	بیان میں اسکا کہ جتنا مسجد سے دور زیادہ ہووے اوتنا ثواب زیادہ ملتا ہے۔
۴۴۸	بیان میں ثواب اُس شخص کے جو کثرت سے مسجد میں جاتا ہے۔
"	اللہ تعالیٰ روشنی دیگا قیامت کے دن چمکتے نور سے اُس شخص کو جو اندہیرے میں مسجد کیطرف نماز کے لیے جاتا ہے
"	جسکی زیارت کو کوئی جاوے تو اوسپر حق ہے کہ اوسکی عزت کرے۔
۴۴۹	بیان میں ایسی دعا کی کہ نمازی اگر اسکو پڑہکر مسجد میں نماز کو جاوے تو ستر ہزار فرشتے اسکے لیے استغفار کریں۔
"	بیان میں اُن مقاموں کے جو اللہ کے نزدیک پسند اور ناپسند ہیں

صفحہ	مطالب
۴۴۹	بیان مین ثواب اس شخص کے جو مسجد کو نماز اور ذکر الٰہی کے لیے اپنا گہر کا نا بنا وے
"	بیان مین اون بیہ مجلسونکی کہ جب تک آدمی اون مین ہو تو خدا تعالیٰ اسکا ضامن رہتا ہے
۴۵۰	جو مسجد سے الفت رکہے اللہ اس سے الفت رکہیگا
"	بیان مین اسبات کی کہ شیطان آدمی کا بہیڑیا ہے اور تدبیر مین اسکے بچنے سے
"	ان لوگون کے بیان مین جو مسجد کے اوتاد ہین اگر وہ غائب ہون تو فرشتے انکو ڈہونڈتے ہین اور بیمار ہون تو عیادت کرتے ہین
"	بیان مین اون فوائد کے جو مسجد مین بیٹھنے والیکو حاصل ہوتے ہین ۔
"	ان ترکاریون کے بیان مین جنکے کہانے سے فرشتون کو ایذا ہوتی ہے اور مسجد مین آنا اونکے سبب منع ہے ۔
۴۵۱	جو شخص قبلہ کیطرف تہوکے قیامت کے دن اسکا تہوک دونو آنکہون کے بیچ مین ہوگا
۴۵۵	باغون مین جہان نجاستین ڈالی جاتی ہین نماز پڑہنے کے بیان مین
"	گہر مین مسجد بنانیکے بیان مین
"	بیان مین اسبات کے کہ جس شخص کو اللہ سے ملنے کی خوشی ہو تو پانچون نمازین وہان پڑہے جہان اذان دیجاوے ۔
"	اگر کوئی شخص فرض نماز گہر مین پڑہے تو اسنے چہوڑ دیا ہے اپنے پیغمبر کی سنت کو

صفحہ	مطالب
۴۵۵	بیان مین اسبات کے اگر تم پیغمبر کی سنت کو چہوڑ دوگے تو گمراہ ہو جاؤگے ۔
"	صحابہ کے زمانہ مین سوا منافق بین النفاق کے کوئی شخص جماعت سے پیچہے نہین رہتا تہا
۴۵۶	حضرت صلعم کی مسجد مین نماز پڑہنا اور مسجدون کی ہزار نماز کے برابر ہے سوا مسجد حرام کے
"	مسجد نبوی کے ستون اور چہت کے بیان مین
"	جو شخص مسجد بیت المقدس مین نماز نہ پڑہ سکے وہ وہان تیل بہیجدے ۔
"	حضرت صلعم کے گہر اور منبر کے درمیان ایک کیاری کیاریون جنت سے ہے ۔
"	المسجد اسس علی التقوی کی تفسیر مین
۴۵۷	راہ چلنے والا جب مسجد مین جاوے تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑہے ۔
"	**ابواب** نمازیکے سترے کے بیان مین
[illegible]	**باب** بیان مین اسبات کے کہ امام کا سترہ اوسکے پیچہے نماز پڑہنے والے کو کافی ہے
۴۶۰	بیان مین اسبات کے کہ نماز مین ہتیار دشمنونکے دفع کے لیے ہتہیار ساتہ رکہنا
۴۶۱	صالحین جسکو چہوین اسکی متبرک ہونیکے بیان مین نمازیکو سترہ لگانیکے بیان مین ۔
"	سترہ کا موٹا بالقدر برچہی کے کفایت کرتا ہے
"	بیان مین اسبات کے کہ سفر مین قصر افضل ہے اتمام سے
"	شہر سے باہر نکلتے ہی قصر شروع ہو جاتا ہے صحابہ کی تعظیم کا بیان ۔

صفحہ	مطالب
۴۶۱	برچہی کو ساتہ رکہنے کے بیان مین ۔
"	سفر مین اذان شروع ہونیکے بیان مین
"	مرد کی پنڈلی کیطرف نظر جائز ہونے پر اجماع ہے جب فتنے کا ڈر نہ ہو ۔
"	سرخ لباس کے پہننے کے جواز مین
۴۶۲	**باب** بیان مین اسبات کے کہ نمازی اور سترے کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہیے
"	یہ حدیث امام بخاری کی ثلاثیات مین سے دوسری ثلاثی ہے ۔
"	حضرت صلعم کی مسجد مین محراب نہ تہی
۴۶۳	نمازی اور سترہ کا فاصلہ مین ۔
۴۶۴	مسجد مین محراب بنانا خلاف سنت ہے
"	منبر کا مسجد سے علاحدہ رکہنا مسنون ہے
۴۶۸	**باب** مکہ مین اور اور مقامون مین سترہ لگانے کے بیان مین ۔
"	مکہ مین بہی نمازی کے سامنے گذرنا منع ہے
۴۶۹	جو چیز صالحین کے جسم سے لگی اس سے برکت لے سکتے ہین ۔
"	**باب** تہم اور ستون کیطرف نماز پڑہنے کے بیان مین
"	یہ حدیث امام بخاری کی ثلاثیات سے تیسری حدیث ہے
۴۷۰	امام بخاری اس ثلاثی مین اپنے استاد امام احمد بن حنبل سے برابر ہو گئے ہین
"	**باب** بیان مین اسبات کے کہ جب نمازی جماعت مین ہو تو اسکو ستونون کے بیچ مین نماز

صفحہ	مطالب
۴۷۰	جماعت میں صفوں کا برابر کرنا ضروری ہے
۴۷۲	حضرت ؐ کی مسجد کے چھ ستون تھے
"	ستونوں کے درمیان نماز پڑھنے کی بحث میں ۔
۴۷۳	**باب**
	کعبہ کے اندر ہر جگہ اور ہر طرف نماز پڑھنا جائز ہے
"	باب اونٹنی اور اونٹ اور درخت اور اونٹ کی پالان کیطرف نماز پڑھنے میں
۴۷۶	سونیوالے کیطرف نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے ۔
"	عورت نمازی اور قبلہ کے بیچ میں بیٹھی رہ سکتی ہے
"	کتا اور گدھا نماز کو نہیں توڑتا ۔
"	باب تخت کیطرف نماز پڑھنے میں
۴۷۷	باب بیان میں اسبات کے کہ جو شخص نمازی کے سامنے سے گذرتا ہے اسکو منع کرے
۴۸۰	جو شخص دین میں فساد ڈالے اسکو شیطان کہہ سکتے ہیں ۔
"	ابن مسعود سے مروی ہے کہ نمازی کے سامنے سے گذرنا اسکی آدھی نماز خراب کرتا ہے
۴۸۱	باب بیان میں اسبات کے کہ نمازی کے آگے سے گذرنا کتنا گناہ ہوتا ہے
"	بیان میں اسبات کے کہ گناہ اس شخص پر ہے جو عمداً نمازی کے آگے سے گذرے
۴۸۳	باب اسبات کے بیان میں کہ ایک مرد دوسرے مرد کے سامنے منہ کرے اور وہ نماز پڑھتا ہو تو کیسا ہے

صفحہ	مطالب
۴۸۳	بات کرنیوالے کی پیٹھ پیچھے نماز پڑھنے میں قباحت نہیں ہے ۔
۴۸۵	باب عورت کے پیچھے نفل نماز پڑھنے کے بیان میں ۔
۴۸۶	باب بیان میں دلیل اس شخص کے جو کہتا ہے نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی
۴۹۵	باب بیان میں اسبات کے کہ اگر چھوٹے بچے کو نماز میں اپنی گردن پر اوٹھا لیوے تو اوسکا کیا حکم ہے ۔
۴۹۶	نماز میں عمل کثیر کا بیان
"	بیان میں اسبات کے کہ حدیث انّ فی الصلوٰۃ لشغلاً ہجرت سے پہلے کی ہے
"	اعمال اگر قلیل ہوں یا متفرق ہوں تو ان سے نماز باطل نہیں ہوتی ۔
"	چھوٹے بچے کا چھونا طہارت کو ضرر نہیں کرتا
۴۹۷	جو آدمی کسی آدمی کو اوٹھائے ہو یا پاک جانور کو تو اوسکی نماز صحیح ہے
"	حضرت ؐ کی شفقت اطفال پر
"	اسبات کے بیان میں کہ جو فعل حضرت ؐ سے نماز میں ثابت ہو وہ جائز ہے ۔
"	افعال نماز کے توقیفی ہیں ان میں قیاس اور رائے کو دخل نہیں ۔
"	نماز میں سانپ اور بچھو کا مارنا
۴۹۸	اس بیان میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے رونے کے سبب نماز کو لمبا نہیں کرتے تھے

صفحہ	مطالب
۴۹۸	حضرت ؐ کا نماز میں شیطان کو پکڑنے کے بیان میں ۔
۴۹۹	جو افعال پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں گو ان میں حاجت عمل کثیر کی پڑے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ۔
"	بیان میں اسبات کے کہ جو رائے اور تجویز حدیث کے خلاف واقع ہو وہ رائے اور تجویز غلط ہے
"	حدیث شریف ہر طرح واجب العمل ہے
"	باب بیان میں اسبات کے کہ جب کوئی شخص ایسے بچھونے کیطرف نماز پڑھے جس پر حائض عورت ہو تو نماز مکروہ ہے یا نہیں ۔
۵۰۰	باب بیان میں اس بات کے کہ اگر مرد اپنی عورت کا بدن دبا دے سجدہ کے وقت تا کہ سجدہ کرے تو کیسا ہے
"	باب اس بیان میں کہ عورت اگر نمازی سے کچھ نجاست اوٹھا کر پھینک دے تو کیسا ہے ۔
۵۰۲	خاتمہ استقبال قبلہ اور اوس کے متعلقات کے ابواب میں
"	بیان میں اون احادیث کے جنکو امام بخاری اس باب میں نہیں لائے

۴۸۵ باب سترے کے پیچھے نماز پڑھنے میں

تمت

از تالیف لطیف عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانہ زمان مولوی وحید الزمان صاحب کتاب مستطاب کنند ترجمہ احادیث

۱۳۰۸ھ

تسہیل القاری

ترجمہ اردو

صحیح البخاری

مع الشرحین

فتح الباری

و

ارشاد الساری

للقسطلانی

نیل الاوطار

شرح

منتقی الاخبار

۱۸۹۰ع

من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين وانما انا قاسم والله يعطي ولن تزال هذه الامة قائمة على امر الله لا يضرهم من خالفهم حتى ياتي امر الله

باہتمام شیخ محی الدین تاجر کتب در مطبع صدیقی واقع لاہور در سنہ ۱۳۰۸ھ بزیور طبع مزین گردید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الغسل

وقول اللہ تعالیٰ وان کنتم جنبًا فاطّہّروا وان کنتم مرضیٰ او علیٰ سفرٍ او جاء احدٌ منکم من الغائط او لٰمستم النساء فلم تجدوا ماءً فتیمّموا صعیدًا طیّبًا فامسحوا بوجوہکم وایدیکم منہ ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرجٍ ولٰکن یرید لیطہّرکم ولیتمّ نعمتہٗ علیکم لعلّکم تشکرون وقولہ جلّ ذکرہٗ یٰایّہا الذین اٰمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکارٰی حتّٰی تعلموا ما تقولون ولا جنبًا الّا عابری سبیلٍ حتّٰی تغتسلوا وان کنتم مرضیٰ او علیٰ سفرٍ او جاء احدٌ منکم من الغائط او لٰمستم النساء فلم تجدوا ماءً فتیمّموا صعیدًا طیّبًا فامسحوا بوجوہکم وایدیکم انّ اللہ کان عفوًّا غفورًا ترجمہ کتاب غسل کے بیان مین

ف غسل بضم غین نہانا اور بہ فتح غین دہونا اور بکسر غین جس سے دہووین پانی کے ساتہہ ملاکر جیسے صابون اشنان وغیرہ اور کافی ہے غسل مین پانی بہانا اور مالک اور مزنی کے نزدیک بدن کا ملنا بہی واجب ہے (فتح) ت اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ف یہان مؤلف نے دو آیتین ذکر کین پہلی سورہ مائدہ کی پہر سورہ نساء کی اور غرض اونکے لانیسے یہ ہے کہ غسل کی فرضیت جنب کے لیے قرآن سے ثابت ہے اور مائدہ کی آیت کو مقدم کیا کیونکہ اس مین فاطّہّروا آیا ہے اور یہ مجمل ہے اور دوسری آیت مین اسکی تفسیر ہے حتّٰی تغتسلوا (فتح) ت اگر تم جنب ہو (احتلام سے یا جماع سے تمکو انزال ہوا ہو یا مقدمات جماع سے انزال ہوا ہو یا دخول کیا ہو گو انزال نہ ہوا ہو) تو پاکی کرو (غسل کرو) اور اگر تم بیمار ہو (اور پانی ضرر کرے) یا مسافر ہو (اور پانی نہ ملے) یا تم مین سے کوئی پاخانہ سے آوے (یعنی بول یا براز کے بعد) یا چہوؤ تم عورتون کو (بشہوت کیونکہ شافعیہ کے نزدیک عورت کے چہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور حنفیہ کے نزدیک چہونے سے مراد جماع ہے اور اسکا مفصل بیان پارۂ اول مین

لذرا) پہر تم پانی نہ پاؤ (یعنے پانی استعمال نہ کرسکو جیسے ابن ابی حاتم نے کہا کہ یہ آیت ایک بیمار کے حق مین اوتری انصار مین سے جسکے پاس خادم نہ تہا اور وہ خود اوٹہ کر پانی نہ لے سکا نہ وضو کر سکا) تو تیمم کرو پاک مٹی پر تو مسح کر لو اپنے موہون اور ہاتہون پر اوس سے اللہ نہین چاہتا کہ تمپر تنگی کرے لیکن وہ چاہتا ہے کہ تمکو پاک کرے اور اپنی نعمت تمپر پوری کرے تاکہ تم شکر کرو (اور تمکی نعمت زیادہ ہو تمپر یہ آیت سورۂ مائدہ کی ہے) اور فرمایا اللہ تعالے نے (سورۂ نساء مین) اے ایمان والو مت نزدیک ہو تم نماز کے جب تم نشہ مین ہو یہانتک کے سمجھنے لگو جو کہتے ہو ف یہ آیت ان صحابہ کے باب مین اوتری جنہون نے شراب کی حرمت سے پہلے شراب پیا ابن عوف کے پاس پہر اونہون نے امامت کی اور پڑہا قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ روایت کیا اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے اور ضحاک نے کہا نشہ سے نیند کی غفلت مراد ہے نہ شراب کا نشہ ت یا جنب ہو مگر راہ چلتے (یعنے مسافر ہو تو غسل کرنا ضرور نہین جب پانی نہ ملے بلکہ تیمم کافی ہے اور بعضون نے کہا مطلب یہ ہے کہ نماز کے مقامون پر نہ جاؤ یعنے مسجدون مین نشہ اور جنابت کی حالت مین مگر جب راہ چلتے اوپر سے گذرو یعنے مسجد پر سے کہین جانے کی راہ ہو اور وہان جانا چاہو تو جنابت کی حالت مین بہی مسجد پر سے گذر جانا درست ہے) یہانتک کہ غسل کرو اور اگر تم بیمار ہو یا مسافر یا تم مین سے کوئی پاخانہ سے آوے یا چہوؤ تم عورتون کو پہر پانی نہ پاؤ (یعنے پانی تمکو نہ ملے یا ملے پر اوس کا استعمال نہ کرسکتے ہو بیماری یا مفلسی کی وجہ سے) تو تیمم کرو پاک مٹی پر پہر مسح کر لیو اپنے موہون اور ہاتہون پر بیشک اللہ تعالے معاف کرنیوالا بخشنے والا ہے (تو جب پانی نہ ہو اوسنے غسل کو معاف کر دیا اور تیمم جائز کر دیا)

باب الْوُضُوءِ قَبْلَ الْغُسْلِ غسل سے پہلے وضو کرنیکا بیان ف امام شافعی نے ام مین کہا کہ اللہ تعالے نے غسل کو فرض کیا پس جس طرح غسل کرلے یعنی سارے بدن کو تر کرلے کافی ہے اور بہتر یعنے مستحب اس طرح ہے کہ پہلے وضو کرے جیسے احادیث مین آیا ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا أُصُولَ الشَّعَرِ ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ غُرَفٍ بِيَدَيْهِ ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى جِلْدِهِ كُلِّهِ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غسل کرتے جنابت کا تو شروع مین دونو ہاتہ دہوتے (برتن مین ہاتہ ڈالنے سے پہلے ترمذی پہر اپنی شرمگاہ دہوتے مسلم) پہر وضو کرتے جیسے نماز کے لیے وضو کرتے تہے ف حافظ نے کہا ہاتہ دہونا پاک کرنیکے لیے تہا یا ہاتہ دہونا وہی تہا جو نیند سے اوٹہکر چاہیے اور دلالت کرتی ہے اسپر ترمذی کی روایت اور احتمال ہے کہ غسل سے پہلے وضو ایک مستقل سنت ہو اور

اور احتمال ہے کہ وضو مین جو اعضا دہل جاتے ہین اونکو پہر غسل مین نہ دہویا ہو اس صورت مین اس وضو کے شروع
مین جنابت کے غسل کی نیت کرنا چاہیے اور ابن بطال نے کہا اجماع ہے اسپر کہ وضو واجب نہین غسل کے ساتہ
اور یہ غلط ہے کیونکہ ابو ثور اور داؤد اور ایک جماعت کے نزدیک غسل وضو سے کافی نہین ہوتا یعنی جو بے وضو
ہو وہ اگر غسل کرلے تو کافی نہوگا بلکہ رفع حدث کی لیے پہر وضو کرنا چاہیے قسطلانی نے کہا شافعی اور مالک کا
یہ مذہب ہے کہ غسل سے پہلے پورا وضو کرے جیسے ظاہر حدیث سے نکلتا ہے اور حنفیہ کے نزدیک اگر غسل کے مقام
مین مستعمل پانی جمع ہوتا ہو تو صرف پانون نہ دہووے بلکہ غسل کے بعد دہووے اسیطرح ظاہر ہے کہ یہ وضو بہی تین تین
بار کرے اور عیاض نے کہا کہ جنابت کے وضو مین تکرار ثابت نہین ہوئی انتہے مختصرا ت پہر اپنی اونگلیان پانی مین ڈالتے
اور خلال کرتے اونسے بالون کی جڑ و ف مسلم کی روایت مین ہی پہر پانی لیتے اور اپنی اونگلیون کو بالون
کی جڑون مین ڈالتے اور ترمذی اور نسائی مین یہ ہے پہر اپنے بالون کو پانی ملاتے اور بیہقی کی روایت مین ہی کہ پہلے
خلال کرتے اونسے سر کے داہنی جانب کا تو لیجاتے انکو بالون کی جڑون مین پہر بائین جانب بہی ایسا کرتے اور یہ
خلال بالاتفاق واجب نہین ہی مگر جب بال جمے ہوئے ہون اسطرح سے کہ پانی اونکی جڑون مین نہ پہونچے تو واجب ہے (فتح)
ت پہر اپنے سر پر تین چلو دونو ہاتہون سے لیکر ڈالتے پہر پانی بہاتے اپنے ساری بدن پر ف حافظ نے کہا عیاض
نے جو کہا کہ جنابت کی وضو مین تکرار ثابت نہین یہ غلط ہی امام نسائی اور بیہقی نے بسند صحیح روایت کیا غسل جنابت
مین کہ پہر آپ کلی کرتے تین بار اور ناک مین پانی ڈالتے تین بار اور منہ کو دہوتے تین بار پہر اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتے ۱۲ اور دونوں ہاتھوں سے پانی تین بار
اور ساری بدن پر پانی ڈالنے سے یہ نکلتا ہے کہ جو وضو غسل سے پہلے کیا وہ ایک سنت ہی اس صورت مین اگر غسل کرنیوالا
بے وضو ہو تو اس وضو مین رفع حدث کی نیت کرے ورنہ غسل کی سنت کی اور پانون دہونے مین دیر نہ کرے بلکہ پورا وضو کرے
اور یہی محفوظ ہے اس طریقہ مین البتہ مسلم نے ابو معاویہ کے طریق سے نکالا اس مین یہ ہے پہر پانی ڈالا اپنے ساری بدن پر
پہر دونون پانون دہوئے بیہقی نے کہا یہ روایت غریب ہے اور صحیح ہے مین کہتا ہون اسمین گفتگو ہے اور اسکا ایک
شاہد ہے ابو سلمہ کی روایت سے حضرت عائشہؓ سے اسکو نکالا ابو داؤد طیالسی نے اور اسکے اخیر مین یہ ہے جب غسل
سے فارغ ہوئی تو دونو پانون کو دہویا انتہے ملخصا قسطلانی نے کہا اس حدیث کو امام مسلم اور نسائی اور ابو داؤد نے
بہی نکالا مترجم کہتا ہے حافظ صاحب نے ام المومنین عائشہؓ کی حدیث مین پانون کا دہونا غسل کے بعد مراد رکہا
ورنہ ام المومنین میمونہ کی حدیث مین جسکو مولف آگے بیان کرینگے یہ آتا ہے کہ آپ نے پانی ڈالا اپنے بدن پر پہر اس جگہ سے
سرک گئے اور دونو پانون دہوئے **حدثنا** محمد بن یوسف قال حدثنا سفیان عن الاعمش عن سالم بن ابی

الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ صلعم وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ وَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ مِنَ الْأَذٰى ثُمَّ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثُمَّ نَحّٰى رِجْلَيْهِ فَغَسَلَهُمَا هٰذِهٖ غُسْلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ ۔ ترجمہ ام المومنین میمونہ سے روایت ہے اونہون نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے ہین صرف پانون نہین دہوے ف حافظ نے کہا اس مین تصریح ہے کہ پاون کو غسل کے بعد دہویا اور یہ بظاہر مخالف ہے حضرت عائشہ رض کی روایت کو اور تطبیق یون ہوگی کہ حضرت عائشہ کی حدیث مین وضو سے اکثر افعال وضو کو مراد ہون یا کبھی ایسا کیا ہو کبھی ویسا اور جمہور کا یہ قول ہے کہ پانون دہونا غسل کے بعد مستحب ہے اور امام مالک سے ایک روایت ہے کہ اگر غسل کا مقام صاف پاک ہو تو پانون دہونے مین تاخیر کرنا مستحب ہے ورنہ تقدیم مستحب ہے اور شافعیہ کے دو قول ہین افضل مین نووی نے کہا صحیح اور مشہور یہ ہے کہ غسل سے پہلے وضو پورا کرے کیونکہ اکثر روایتین حضرت عائشہ اور میمونہ سے اسیطرح ہین انتہے حالانکہ کسی روایت مین غسل سے پہلے وضو پورا کرنیکی تصریح نہین بلکہ محتمل ہین تمام وضو کو اور بعض وضو کو اور بعض روایتون مین تصریح ہے کہ غسل کے بعد پاون دہوئے جیسے ابو معاویہ کی روایت مین جو گذری اور میمونہ رض سے اکثر روایتین اوسکے موافق ہین اور امام احمد کی روایت مین ابو معاویہ سے اونہون نے اعمش سے یہ ہے کہ آپ جب غسل کرتے جنابت کا تو پہلے دونون ہاتھ دہوتے پھر داہنے ہاتھ سے بائین ہاتھ پر پانی ڈالتے پھر اپنی شرمگاہ دہوتے اور بیان کیا حدیث کو اخیر تک آخر مین یہ کہا پھر سرک جاتے اور دونو پانون اپنے دہوتے اس سے یہ نکلتا ہے کہ آپ ہمیشہ پانون دہونے مین تاخیر کرتے قرطبی نے کہا اسمین حکمت یہ ہے کہ شروع اور ختم غسل کا وضو کے افعال سے ہووے انتہے ملخصا ت

اور اپنی شرمگاہ کو دہویا اور جو کثافت آپکے لگی تھی (یعنے منی اور رطوبت وغیرہ) پھر اپنے بدن پر پانی ڈالا پھر اپنے پانون کو سرکایا (غسل کے مقام سے) اونکو دہویا یہ آپکا غسل تہا جنابت سے ف حافظ نے کہا اس روایت مین تقدیم اور تاخیر ہو گئی ہے کیونکہ شرمگاہ کا دہونا وضو سے پہلے تہا اور یہ ابن المبارک کی روایت سے معلوم ہوتا ہے جو آگے آویگی اوسمین پہلے ہاتہون کا دہونا مذکور ہے پھر شرمگاہ کا دہونا پھر دیوار پر ہاتھ رگڑنا پھر وضو کرنا مگر پانون نہ دہونا اور اس حدیث سے امام بخاری نے بہت سے مسائل نکالی ہین اور ہر ایک باب مین ایک ایک مسئلہ کو بیان کیا ہے اور سب مین یہی حدیث بتغیر اسناد ذکر کی ہے اور اس سے کئی فائدے اور نکلتے ہین ایک تو مدد لینا جائز ہونا وضو اور غسل مین پانی لانے مین چنانچہ حفص کی روایت مین آئی حدیث مین ہے کہ مینے آپکے لیے غسل کا پانی رکھا دوسرے بی بی کو خاوند کی خدمت کرنا تیسرے شرمگاہ دہونے کے لیے داہنے ہاتھ سے بائین پر پانی ڈالنا چوتھے جو شخص چلو دے

پانی لینا چاہیے اوسکو شرمگاہ سے پہلے ہاتھوں کا دہونا لیکن اگر پانی لوٹے مین ہو تو پہلے شرمگاہ کا دہونا اولی ہے
اور اس حدیث مین کسی طریقہ مین سر کے مسح کا ذکر نہین اور مالکیہ نے اسی وجہ سے کہا کہ غسل کے وضو مین سر کا مسح نہین ہے
بلکہ غسل مین جو سر دہوتے ہین وہ مسح کی بدل کافی ہو اور ابو حمزہ کی روایت مین یہ ہے کہ پہر مینے آپ کو ایک
کپڑا دیا آپنے نہین لیا اس سے بعضون نے دلیل لی ہے بدن پونچہنے کی کراہت پر حالانکہ یہ دلیل لینا صحیح نہین کیونکہ
یہ ایک واقعہ ہے اور شاید پہیر دینے کی وجہ اور کچہہ ہو جیسے کپڑے کا اچہا نہ ہونا یا آپ کو جلدی ہونا مہلب نے
کہا شاید کپڑا پہیر دینے کا سبب ہو کہ پانی کی برکت باقی رہے یا تواضع کی راہ سے ہو یا اوس کپڑے مین ریشم ہوگا یا
میل ہوگا اور احمد اور اسمعیلی کی روایت مین ابو عوانہ سے انہون نے اعمش سے یہ ہے کہ مین نے اسکا ذکر ابراہیم نخعی سے
کیا اونہون نے کہا رومال سے پونچہنے مین کچہہ قباحت نہین اور آپ نے اوسکو پہیر دیا اس ڈر سے کہ عادت نہ ہو جائے
اور تیمی نے کہا اس حدیث مین دلیل ہو کہ آپ بدن کو پونچہتے تہے ورنہ رومال کیون لائی جاتی ابن دقیق العید نے کہا
آپنے پانی ہاتہہ سے جہٹکا اس سے یہ نکلتا ہے کہ پونچہنے مین کراہت نہین نووی نے کہا ہمارے اصحاب کے اسمین پانچ
قول ہین صحیح یہ ہے کہ نہ پونچہنا مستحب ہے اور اسمین یہی دلیل ہے کہ جو پانی طہارت کرنیوالے کے اعضا سے ٹپکے وہ پاک ہے
اور بعض غلو کرنے والے حنفیون نے اوسکو نجس جانا ہے انتہی مختصرا قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو کئی مقامون مین نکالا اور مسلم
اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے طہارت مین نکالا ہی کہ امام احمد نے روایت کیا جبیر بن مطعم سے کہ ہم
نے ذکر کیا جنابت کے غسل کا حضرت ؐ کے پاس آپ نے فرمایا مین تو چلو بہر کر پانی لیتا ہون اور اپنے سر پر ڈالتا ہون
پہر بعد اسکے سارے بدن پر پانی بہاتا ہون اور اسکے راوی صحیح کے راوی ہین اور ایک روایت مین امام احمد کے
یون ہے کہ مین اپنے سر پر تین چلو ڈالتا ہون پہر پانی بہاتا ہون تو مین پاک ہو جاتا ہون اور نکالا پانچون عالمون
نے حضرت عائشہ رض سے کہ حضرت ؐ غسل کے بعد وضو نہین کرتے تہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نکالا
اوسکو بیہقی نے عمدہ سندون سے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے روایت کیا موقوفا اور مرفوعا جب وہ پوچہے گئے
غسل کے بعد وضو کرنے سے تو اونہون نے کہا غسل سے زیادہ کونسا وضو ہے اور ایک شخص نے اون سے کہا مین وضو کرتا ہون
غسل کے بعد تو اونہون نے کہا تو نے مبالغہ محنت کی اور حذیفہ سے اونہون نے کہا کیا تم مین سے ایک کو یہ کافی
نہین کہ سر سے لیکر پاؤن تک دہو دے تاکہ وضو کرے اور ایک جماعت صحابہ اور تابعین سے ایسا ہی ابن عربی
نے کہا علما کا اختلاف نہین اس باب مین کہ وضو داخل ہے غسل مین ابن سید الناس نے کہا کہ امام داؤد نے
وضو واجب کہا ہے غسل کے اندر نہ غسل کے بعد اور ابن حزم نے کہا کہ داؤد کے نزدیک بہی وضو غسل مین

فرض نہین ہے انتہے مختصراً اور امام نسائی نے روایت کیا ابن عمر سے کہ حضرت عمرؓ نے پوچھا حضرتؐ سے جنابت کے غسل کو آپنے فرمایا شروع کرے تو اپنے داہنے ہاتھ پر دو بار یا تین بار پانی ڈالے پھر اپنا داہنا ہاتھ برتن مین ڈالے پھر اپنی شرمگاہ پر پانی ڈھلکاے اور بائین ہاتھ کو شرمگاہ پر رکھے اور جو وہان لگا ہو دھو ڈالے یہان تک کہ صاف کرے پھر بائین ہاتھ اپنا اگر چاہے تو مٹی پر رکھے پھر بائین ہاتھ پر پانی ڈالے یہانتک کہ اسکو صاف کرے پھر دونو ہاتھ دھووے تین بار اور ناک مین پانی ڈالے اور کلی کرے اور اپنے مونہہ اور دونو ہاتھ کہنیون تک تین تین بار دھووے جب سر تک پہونچے تو اوسپر مسح نہ کرے اور پانی اوسپر ڈالے

باب غسل الرجل مع امرأته مرد کا اپنی بی بی کے ساتھ غسل کرنا (ایک برتن سے) حدثنا آدم بن ابی ایاس قال حدثنا ابن ابی ذئب عن الزهري عن عروة عن عائشة قالت كنت اغتسل انا والنبي صلى الله عليه وسلم من اناء واحد من قدح يقال له الفرق ترجمہ حضرت عائشہ سے روایت ہے اونہون نے کہا مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونو غسل کرتے تھے ایک برتن سے ایک پیالے سے جسکو فرق کہتے تھے **ف** مالک کی روایت مین ہے کہ جنابت کا غسل کرتے تھے صحیح مسلم مین ہے کہ سفیان بن عیینہ نے کہا فرق تین صاع کا ہوتا ہے نووی نے کہا یہی جمہور کا قول ہے اور ابو عبید نے کہا اسپر اتفاق ہے تو فرق کے سولہ رطل ہوئے اور بعضون نے کہا فرق دو صاع کا ہوتا ہے اور ابن حبان نے حضرت عائشہؓ سے نکالا کہ وہ برتن جیسے اقساط کا تھا اور قسط باتفاق اہل لغت نصف صاع کا ہوتا ہے حافظ نے کہا جب فرق تین صاع کا ہوا اور سولہ رطل کا تو صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوا جیسے شافعیہ کا قول ہے نہ آٹھ رطل کا جیسے حنفیہ کہتے ہین اور بعض شافعیہ نے کہا کہ غسل کے لیے آٹھ رطل کا صاع معتبر ہے اور صدقہ فطر کے لیے ۵⅓ رطل کا اور یہ قول ضعیف ہے اور داؤدی نے اس حدیث سے یہ دلیل لی کہ مرد کو اپنی عورت کی شرمگاہ اور عورت کو اپنے مرد کی دیکھنا درست ہے اور ابن حبان نے نکالا سلیمان بن موسی سے اون سے پوچھا گیا کہ مرد اپنی عورت کی شرمگاہ کو دیکھے اونہون نے کہا مین نے عطاء سے پوچھا اونہون نے کہا مین نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا تو انہون نے یہی حدیث بیان کی انتہے مختصراً حافظ نے کہا ابن اثیر نے نقل کیا کہ فرق بفتح قاف اور را سولہ رطل کا ہوتا ہے اور بسکون را ایک سو بیس رطل کا اور یہ قول غریب ہے قسطلانی نے کہا جوہری نے کہا فرق ایک پیمانہ ہے مشہور مدینہ مین سولہ رطل کا اور یہ پیمانہ کانسی کا تھا جیسے حاکم کی روایت مین ہے ایک کٹورے مین کانسی کا اور روایت کیا اسکو مسلم اور نسائی نے انتہے

باب الغسل بالصاع ونحوه صاع اور اسکی مانند برتنون سے غسل کرنا **ف** اوپر گذرا کہ صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے اور رطل سے مراد بغدادی رطل ہے جو ایک سو اٹھائیس درہم اور چار سبعے درہم کا ہوتا ہے اور نووی نے اسیکو ترجیح

دی اور رافعی وغیرہ نے کہا کہ رطل ایک سو تیس درم کا ہے (فتح) اور اہل عراق (کوفہ وغیرہ) نے کہا کہ صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے اور حجت لی مجاہد کی روایت سے کہ ہم حضرت عائشہ پاس گئے پھر ایک بڑا پیالہ لایا گیا حضرت عائشہؓ نے کہا آپ ایسے برتن سے غسل کرتے تھے مجاہد نے کہا میں نے اوسکا انداز کیا تو آٹھ رطل سے نو یا دس رطل تک ہوگا حالانکہ یہ روایت اُسکا مقابلہ نہیں کرسکتی جو مدینہ میں مشہور اور متواتر ہوا اور جاری رہا اُنکی معاشون اور معاملات میں اور امام مالک نے ابو یوسفؒ کے سامنے جب وہ مدینہ میں آئے صاع کو نکالا اور کہا یہ صاع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو یوسف نے اُسکو ۵⅓ رطل کا پایا تو اونھون نے رجوع کیا امام مالک کے قول کیطرف پھر یہ سب لوگون کی روایتین ایک مجاہد کی خبر سے رد نہیں ہوسکتین حافظ نے کہا اگر مجاہد کی خبر کو تسلیم کرین تب بھی اہل عراق کا استدلال تمام نہیں ہوتا کیونکہ مجاہد نے انداز کیا اور انداز ماپنے اور تولنے کا مقابلہ نہیں کرسکتا اسکے علاوہ مجاہد نے یہ کہاں کہا کہ وہ برتن صاع تھا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِيْ شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ يَقُوْلُ دَخَلْتُ اَنَا وَاَخُوْ عَائِشَةَ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَاَلَهَا اَخُوْهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَتْ بِاِنَاءٍ نَحْوًا مِّنْ صَاعٍ فَاغْتَسَلَتْ وَاَفَاضَتْ عَلٰى رَاْسِهَا وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا حِجَابٌ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَبَهْزٌ وَالْجُدِّيُّ عَنْ شُعْبَةَ قَدْرِ صَاعٍ

ترجمہ ابو سلمہ سے روایت ہے میں اور حضرت عائشہ کو بھائی (رضاعی جیسے مسلم اور نسائی کی روایت میں ہی) ف نووی نے کہا کہ اونکا نام عبد اللہ بن یزید تھا کیونکہ صحیح مسلم میں کتاب الجنائز میں ہی عبد اللہ بن یزید سے جو رضیع تھے حضرت عائشہ کے حافظ نے کہا میرے نزدیک وہ معین نہیں ہوسکتے کیونکہ حضرت عائشہ کے رضاعی بھائی کثیر بن عبید بھی تھے اور کثیر نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے نکالا اوسکو بخاری نے ادب مفرد میں اور ابو داؤد نے اور غلطی کی داؤدی نے جو کہا کہ مراد عبد الرحمن بن ابی بکر ہیں اور اوسنے جسنے کہا کہ مراد طفیل بن عبد اللہ ہیں کیونکہ امام مسلم اور نسائی اور ابو عوانہ کی روایتون میں شعبہ سے رضاعی بھائی کی تصریح ہے) حضرت عائشہ پاس گئے اونکے بھائی نے اونسے پوچھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیونکر غسل کرتے تھے اونھون نے ایک برتن منگوایا جو ایک صاع کے مانند ہوگا پھر غسل کیا اونھون نے اور اپنے سر پر پانی ڈالا اور ہمارے اور اونکے بیچ میں پردہ تھا ف قاضی عیاض نے کہا ظاہر یہ ہے کہ ان دونوں شخصون نے حضرت عائشہؓ کے سر اور بدن کے اوپر کیجانب کو دیکھا جو محرم کو دیکھنا درست ہے اور ابو سلمہ بھی حضرت عائشہ کے بھانجے تھے رضاعی اونکو دودھ پلایا تھا ام کلثوم حضرت عائشہ کی بہن نے ورنہ وہ اونکے سامنے کیونکر غسل کرتین اور اس سے یہ نکلا کہ کام کرکے دکھانا عمدہ طریقہ ہے تعلیم کا (فتح)

(نخ) ف ابوعبداللہ (امام بخاری ح) نے کہا یزید بن ہارون اور بہز (بن اسد) اور جدّی (عبدالملک بن ابراہیم) نے
اس حدیث کو روایت کیا شعبہ سے اور کہا کہ وہ برتن ایک صاع کے اندازہ کا ہوگا ف حافظ نے کہا کہ یزید بن ہارون
کے طریق کو ابوعوانہ اور ابونعیم نے مستخرج میں نکالا اور بہز کے طریق کو اسمٰعیلی نے اور انکی روایت میں یہ ہے کہ اپنے سر پر
تین بار پانی ڈالا اور ایسا ہی ہے مسلم اور نسائی کی روایت میں انتہیٰ حدثنا عبد اللہ بن محمد قال حدثنا یحیی
ابن آدم قال حدثنا زھیر عن ابی اسحٰق قال حدثنا ابوجعفر انہ کان عند جابر بن عبد اللہ ھو
وابوہ و عندہ قوم فسألوہ عن الغسل فقال یکفیک صاع فقال رجل ما یکفینی فقال
جابر کان یکفی من ھو اوفی منک شعرا وخیر منک ثم امنا فی ثوب ترجمہ امام محمد باقر (ابوجعفر)
بن علی بن حسین بن علی علیہم السلام سے روایت ہے کہ وہ اور اونکے باپ (امام زین العابدین علی بن حسین علیہ
السلام) جابر بن عبد اللہ انصاری رض کے پاس تھے اور اونکے پاس اور کچھ لوگ تھے اونہوں نے جابر رض سے پوچھا
(اسحٰق بن راہویہ کی سند میں ہے کہ پوچھنے والے امام ابوجعفر ہی تھے اور نسائی کی روایت میں ہے ابوجعفر سے ہم نے جھگڑا
کیا غسل میں جابر رض کے پاس) غسل کو جابر نے کہا کافی ہے تمکو ایک صاع پانی ایک شخص بولا (قوم میں سے (اسمٰعیلی)
اور بعضوں نے کہا کہ وہ شخص حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب تھے) مجھے تو (اتنا پانی) کافی نہیں ہے جابر رض نے کہا وہ تو
کافی ہوتا تھا اون شخص کو جنکے بال تم سے زیادہ تھے اور تم سے بہتر تھے (یعنی حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم) پھر امامت کی جابر رض نے ہماری ایک کپڑے میں ف امامت کا ذکر کتاب الصلوۃ میں مفصل
آویگا حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگلے لوگ حدیث کے کیسے تابع تھے اور حضرت ص کے افعال کے کیسے پیرو تھے اور
یہ بھی نکلتا ہے کہ جو کوئی حدیث کے خلاف جھگڑا کرے بے علمی سے اوسکو سختی سے سمجھانا درست ہے جیسے جابر رض نے حسن بن
محمد کو سمجھایا اور یہ بھی نکلتا ہے کہ پانی میں اسراف منع ہے اور اس حدیث کو امام مسلم نے نہیں نکالا اور صاحب عمدہ نے اسکو ذکر
کیا حالانکہ وہ متفق علیہ روایتیں نکالتے ہیں قسطلانی نے کہا امام نسائی نے اسکو نکالا حدثنا ابونعیم
قال حدثنا ابن عیینۃ عن عمرو عن جابر بن زید عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و
میمونۃ کانا یغتسلان من اناء واحد قال ابوعبد اللہ کان ابن عیینۃ یقول اخیرا عن ابن
عباس عن میمونۃ والصحیح ما رواہ ابونعیم ترجمہ عبد اللہ بن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ام المومنین میمونہ دونو غسل کرتے تھے ایک برتن سے ابوعبداللہ امام بخاری نے کہا ابن عیینہ جو اس حدیث
کے راوی ہیں) وہ اخیر عمر میں یوں روایت کرتے تھے اسکو ابن عباس سے اونہوں نے میمونہ سے اور صحیح وہ ہے جو ابونعیم (فضل

یعنی کہیں) نے روایت کیا ف ابن عباس سے تو حدیث ابن عباس کی مسند ہی میمونہ کی اور ایسا ہی صحیح کہا دارقطنی نے
اور ابونعیم نے ابن عیینہ سے پہلے سنا ہی اور محدثین کی عادت ہے کہ وہ قدم سماع سے ترجیح دیتے ہیں کیونکہ اول زمانے میں
حافظہ قوی ہوتا ہی بنسبت اخیر عمر کے حافظ نے کہا لیکن دوسروں کی روایت کو ترجیح ہی اس وجہ سے کہ وہ راوی بہت
ہیں اور انکو سفیان کی صحبت زیادہ تھی اور اسمٰعیلی نے انکو ترجیح دی اس طرح سے کہ ابن عباس حضرت صلعم کے غسل پر مطلع
نہیں ہو سکتے تھے تو ضرور میمونہ سے سنا ہوگا اور میمونہ کی روایت کو نکالا شافعی اور حمیدی اور ابن ابی عمر اور ابن ابی شیبہ
وغیرہم نے اپنی مسندوں میں سفیان سے اور مسلم اور نسائی نے اب بعض شارحین نے یہ کہا ہی کہ میمونہ کی اس حدیث کو
باب سے کچھ مناسبت نہیں ہی کیونکہ اسمیں برتن کا مقدار مذکور نہیں ہے اور اسکا جواب یہ ہی کہ مقدار برتن کا اس سے نکلتا
ہے کہ اس زمانے میں برتن چھوٹے ہوتے تھے جیسے امام شافعی نے کہا تو داخل ہو جاویگی یہ حدیث مؤلف کی اس باب میں صاع اور
اوسکے مانند سے غسل کرنا یا یہ مطلق محمول ہوگا اُس مقید پر جو حضرت عائشہ کی حدیث میں ہی کہ میں اور حضرت صلعم ایک برتن
سے نہاتی جو فرق کے برابر تھا کیونکہ دونوں ایک ہی بیان تھیں انتہی مختصراً قسطلانی نے کہا باب کی مناسبت کے لئے تین
توجیہیں کی ہیں ایک یہ کہ برتن سے مراد وہی فرق ہی جو اوپر گذرا دوسرے یہ کہ برتن عربوں میں مشہور اور معلوم تھا جسمیں
ایک صاع یا کچھ زیادہ پانی آوے تو اوسکے بیان کرنیکی احتیاج نہ ہوئی تیسرے یہ کہ یہ حدیث مختصر ہے اور اسمیں
پوری روایت میں یہ مذکور ہوگا کہ وہ برتن بقدر تین صاع یا اوسکے قریب تھا جیسے حضرت عائشہ کی حدیث میں مذکور
ہے اور تینوں توجیہیں سست ہیں اور اس حدیث کو مسلم اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالا اور احمد اور ابن ماجہ اور مسلم اور
ترمذی نے نکالا سفینہ سے کہ حضرت صلعم ایک صاع سے غسل کرتے تھے اور ایک مد سے وضو کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے
کہ صاع پانی آپکو نہلا دیتا تھا جنابت سے اور مد پانی آپکو وضو کرا دیتا ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری اور مسلم
نے انس رض سے کہ حضرت صلعم صاع سے لیکر پانچ مد تک سے غسل کرتے اور مد سے وضو کرتے اور احمد اور ابو داؤد اور ترمذی
نے انس رض سے کہ حضرت صلعم وضو کرتے ایک برتن سے جسمیں دو رطل پانی آتا اور غسل کرتے صاع سے اور بخاری اور مسلم
اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے انس رض سے آپ غسل کرتے پانچ مکوک سے اور وضو کرتے ایک مکوک سے اور
مکوک مد کو کہتے ہیں اور ترمذی نے انس رض سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کافی ہے وضو میں دو رطل پانی اور ابو داؤد اور
ابن خزیمہ اور ابن حبان اور نسائی نے ام عمارہ اور عبداللہ بن زید سے کہ حضرت صلعم نے وضو کیا تو ایک برتن لایا گیا
جسمیں دو تہائی مد پانی تھا ابن خزیمہ اور ابن حبان کی روایت میں ہے عبداللہ بن زید سے کہ وضو کیا آپنے دو ثلث مد کی مانند سے اور نسائی
نے موسی جہنی سے کہ مجاہد پاس ایک پیالہ لایا گیا میں نے اسکا انداز کیا وہ آٹھ رطل ہوگا اونہوں نے کہا مجھ سے حدیث

بیان کی حضرت عائشہ نے کہ حضرت صلعم غسل کرتے تھے ایسے ہی برتن سے شوکانی نے کہا اسکے راوی ثقہ ہین اور احمد اور ابوداود اور اثرم اور ابن خزیمہ اور ابن ماجہ نے جابر رض سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کافی ہے غسل سے ایک صاع اور وضو سے ایک مد ابن قطان نے کہا یہ حدیث صحیح ہے شوکانی نے کہا مد ایک رطل اور تہائی رطل بغدادی ہوتا ہے اور صاع چار مد کا ہوتا ہے اور بعضون نے کہا کہ صاع آٹھ رطل کا اور مد دو رطل کا ہوتا ہے اور امام شافعی نے کہا کہ جمع ان روایتون مین اسطرح سے ہو کہ یہ مختلف اوقات کا ذکر ہے اور مختلف غسلون کا اور کافی ہے غسل کے لیے اتنا پانی جس سے سارا بدن تر ہو جاوے خواہ صاع ہو یا کم یا زیادہ بشرطیکہ اتنا کم نہ ہو کہ اسکو غسل نہ کہین اور نہ اتنا زیادہ ہو کہ اسراف کے درجہ کو پہونچے اور اوپر یہ حدیث گذری کہ حضرت صلعم نے سعد سے فرمایا وضو مین اسراف ہے اگرچہ تو جاری نہر پر ہووے نکالا اسکو ابن ماجہ نے اور اسکی اسناد مین ابن لہیعہ ضعیف ہے اور ابن عدی نے ابن عباس سے روایت کی کہ حضرت صلعم پناہ مانگتے تھے وضو کے وسوسہ سے ابن حجر نے کہا اسکا اسناد واہی ہے اور امام مسلم نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ وہ اور حضرت صلعم دونو غسل کر لیتے ایک برتن سے جسمین تین مد یا اوسکے قریب پانی آتا تو ایک صاع سے بھی کم مین دو غسل ہوئی اسیطرح روایت کیا طبرانی اور بیہقی نے ابو امامہ سے کہ حضرت صلعم نے وضو کیا آدھے مد سے اوسکی اسناد مین صلت بن دینار متروک ہے اور یہ حدیث کہ حضرت صلعم نے وضو کیا تہائی مد سے تو حافظ نے کہا مجھکو نہین ملی اور امام نسائی نے نکالا عبید بن عمیر سے حضرت عائشہ نے کہا مین نے اپنے تئین دیکھا مین اور حضرت صلعم غسل کرتے اس برتن سے وہ ایک کٹرہ تھا جو صاع کے برابر ہوگا یا اوس سے کم ہوگا پھر ہم دونو ایک ساتھ شروع کرتے اس مین مین اپنے سر پر تین بار اپنے ہاتھ سے پانی بہاتی اور اپنے بال کھولتی شوکانی نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہین اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ غسل کے لیے ایک صاع پانی واجب نہین ہے

باب من افاض علی رأسه ثلثا غسل مین تین بار پانی سر پر ڈالنا (اس باب مین میمونہ اور عائشہ کی حدیثین اوپر گذرین) **حدثنا** ابو نعیم قال حدثنا زهير عن ابي اسحٰق قال حدثني سليمان بن صرد قال حدثني جبير بن مطعم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما انا فافيض على راسي ثلثا واشار بيديه كلتيهما ترجمہ جبیر بن مطعم سے روایت ہے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لیکن مین تو اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہون اور اشارہ کیا آپ نے اپنے دونو ہاتھون سے ف اسکے اول ابو نعیم کی مستخرج مین یہ ہے کہ لوگون نے حضرت صلعم کے سامنے جنابت کے غسل کا ذکر کیا پھر آپ نے یہی فرمایا اور صحیح مسلم مین ہے کہ لوگون نے جھگڑا کیا غسل مین حضرت صلعم کے پاس بعضون نے کہا مین تو اسطرح سے دھوتا ہون اپنے سر کو فلان فلان چیز سے قسطلانی نے کہا اسکو نکالا مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ

حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مِخْوَلِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُفْرِغُ عَلٰی رَأْسِهٖ ثَلٰثًا ترجمہ جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتے تھے ف ہتھیلی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے شعبہ نے کہا میں سمجھتا ہوں جنابت کے غسل میں اور اسمیں یہ بھی ہے کہ بنی ہاشم سے ایک شخص نے کہا میرے بال تو بہت ہیں جابر نے کہا حضرت ص کے بال تیرے بال سے زیادہ اور عمدہ تھے (فتح) اور اس حدیث کو امام نسائی نے طہارت میں نکالا (قسط) حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ یَحْیَی بْنِ سَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ لِیْ جَابِرٌ اَتَانِی ابْنُ عَمِّكَ یُعَرِّضُ بِالْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّةِ قَالَ کَیْفَ الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقُلْتُ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْخُذُ ثَلَاثَةَ اَکُفٍّ وَیُفِیْضُهَا عَلٰی رَأْسِهٖ ثُمَّ یُفِیْضُ عَلٰی سَائِرِ جَسَدِهٖ فَقَالَ لِیَ الْحَسَنُ اِنِّیْ رَجُلٌ کَثِیْرُ الشَّعْرِ فَقُلْتُ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَکْثَرَ مِنْكَ شَعْرًا ترجمہ ابوجعفر (امام محمد باقر رض) سے روایت ہے جابر نے مجھسے کہا تمہارے چچازاد بھائی (یہ مجاز الکہا تو انکے باپ کے چچازاد بھائی تھے) وہ اشارہ کرتے تھے حسن بن محمد بن حنفیہ کیطرف ف حنفیہ محمد کی ماں حضرت علی رض کی بی بی تھیں بعد انتقال حضرت فاطمہ زہرا کے حضرت علی نے اونسے نکاح کیا اور انکے پیٹ سے محمد پیدا ہوئے جنکو محمد بن حنفیہ کہتے ہیں تو محمد امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے بھائی تھے اور انکے بیٹے حسن بن محمد امام زین العابدین یعنے علی بن الحسین علیہ السلام کے چچازاد بھائی تھے اور امام محمد باقر کے چچا تھے نہ چچازاد بھائی تو مجازًا انکو چچا کا بیٹا کہا ہے میرے پاس آئے اور کہنے لگے جنابت کا غسل کیونکر ہے میں نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو تین چلو لیتے تھے اونکو اپنے سر پر ڈالتے تھے پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہاتے تھے پھر حسن نے مجھ سے کہا میں تو بہت بالوں والا آدمی ہوں میں نے کہا حضرت ص کے بال تجھ سے زیادہ تھے ف اور آپ تمام پرہیزگاروں کے سردار تھے اور سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے تھے باوجود اسکے آپنے کفایت کی ایک صاع پانی پر تو جابر نے اشارہ کیا کہ اس سے زیادہ پانی بہانا بے فائدہ مبالغہ ہے اور کبھی یہ امر وسوسے کی وجہ سے ہوتا ہے تو ادہر خیال نہ کرنا چاہیے اور تین چلوؤں سے مراد یہ ہے کہ تین بار دونوں ہتھیلیوں میں پانی لیکر سر پر ڈالے اور دلالت کرتی ہے اسپر اسحق بن راہویہ کی روایت بھی اسمیں یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلایا (فتح)

بَابُ الْغُسْلِ مَرَّةً وَّاحِدَةً ایک بار غسل کرنا

ف مؤلف نے جو حدیث باب میں ذکر کی اوسمیں ایک بار کا ذکر نہیں ہے ابن بطال نے کہا جب غسل کی قید نہیں تو محمول ہوگا ایک بار پر اور اس سے مناسبت باب بھی معلوم ہوگئی (فتح) حَدَّثَنَا مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الْاَعْمَشِ

عن سالم بن ابی الجعد عن کریب عن ابن عباس قال قالت میمونة وضعت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ماء للغسل فغسل یدیہ مرتین او ثلاثا ثم افرغ علی شمالہ فغسل مذاکیرہ ثم مسح یدہ بالارض ثم مضمض واستنشق وغسل وجہہ ویدیہ ثم افاض علی جسدہ ثم تحول من مکانہ فغسل قدمیہ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ام المومنین میمونہ رض نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے لیے پانی رکھا آپ نے اپنا ہاتھ دھویا دوبار یا تین بار پھر اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین پر رگڑا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنا منہ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے پھر اپنے بدن پر پانی بہایا پھر اس جگہ سے سرک گئے اور دونوں پاؤں دھوئے **ف** قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالا

باب من بدأ بالحلاب او الطیب عند الغسل حلاب یا خوشبو غسل کے شروع میں **ف** حافظ نے کہا اس باب کی مناسبت حدیث سے مشکل ہے اور اسمیں علماء کے تین گروہ ہیں بعضوں نے کہا کہ امام بخاری کو سہو ہوا وہ حلاب کے معنے خوشبو سمجھے حالانکہ غسل سے پہلے خوشبو لگانی کا کیا موقع ہے اور حلاب نام ہے ایک برتن کا جسمیں دودھ دوہتے ہیں خطابی نے کہا حلاب ایک برتن ہے جسمیں اونٹنی کا ایک بار کا دودھ سماجاتا ہے اور امام بخاری کو وہم ہوا جو وہ حلاب کو خوشبو سمجھے اور ایسا ہی کہا اسمعیلی اور ابن قرقول اور ابن جوزی نے اور بعضوں نے کہا کہ لفظ حلاب نہیں ہے بلکہ جلاب ہے بضم جیم اور بہ تشدید لام یعنے گلاب ایسا ہی کہا ازہری نے اور رد کیا اسکا ابن اثیر اور قرطبی نے اور کہا کہ صحیح روایت حلاب ہے حاے مہملہ سے جسکے معنے برتن کے ہیں اور جلاب غلط ہے اسیطرح حلاب کے معنے خوشبو لینا کیونکہ خوشبو کا لگانا غسل کے بعد مناسب ہے نہ غسل سے پہلے اور امام مسلم نے حلاب کو برتن کے معنے سمجھے اور اس باب کی حدیث کو ذکر کیا فرق اور صاع سے غسل کرنیکی حدیثوں کے ساتھ اور بعضوں نے کہا کہ امام بخاری کی مراد ترجمہ باب میں طیب سے خوشبو نہیں ہے بلکہ بدن کا پاک کرنا میل کچیل سے اور حلاب سے وہ برتن مراد ہے جس میں غسل کرتے ہیں اسمیں پانی رکھا جاتا ہے اور او کے معنی واو کے ہیں اور بعض روایتوں میں او کے بدلے واو ہی ہے اور مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ غسل میں پہلے غسل کا پانی طیار کریں پھر بدن کی ملنے سے شروع کریں اور حدیث میں یہ ہے کہ پہلے شروع کیا سر سے کیونکہ سر بالوں کی وجہ سے زیادہ پریشان ہوتا ہے اور بدن پر اور بعضوں نے کہا کہ امام بخاری نے اشارہ کیا اسطرف جو ابن مسعود سے منقول ہے کہ وہ اپنا سر کو خطمی سے دھوتے تھے اور اکتفا کرتے تھے اسی پر غسل جنابت میں نکالا اسکو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے اور ابوداؤد نے حضرت عائشہ سے مرفوعا روایت کیا ایسا ہی مگر اسکی سند ضعیف ہے تو غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ باب کی

صحیح حدیث سے صرف پانی سے غسل کرنا ثابت ہوتا ہے اور پانی کے ساتھ اور کوئی چیز جیسے بیری یا خطمی کا استعمال
ثابت نہیں ہوتا اور قوی کرتی ہے اس احتمال کو اونکی روایت جو مشہور ہے کیونکہ اوس سے یہ نکلتا ہے کہ طیب لایا گیا
سنگانے ہے اور جنہوں نے امام بخاری پر یہ اعتراض کیا وہ یہ سمجھے کہ حلاب طیب کی جنس میں کرتے ہیں اسوجہ سے اونکو اشکال
ہوا اور نیز اس صورت میں حلاب سے مراد وہ پانی ہوگا جو حلاب کی اندر ہوتا ہے کرمانی نے کہا کہ حلاب سے احتمال ہے خوشبو
کا برتن مراد ہو تو مطلب یہ ہے کہ کبھی آپ غسل شروع کرتے جس برتن سے سنگوانے سے اور کبھی خوشبو منگو لیتے اور پانی کی
حدیث اول مطلب پر دلالت کرتی ہے اور دوسرے پر آور کرمانی نے شاید یہ مطلب ابن بطال کی کلام سے پیدا کیا ابن بطال
نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ امام بخاری حلاب کو خوشبو کی ایک قسم سمجھے پھر اگر وہ یہ سمجھے تو اونہوں نے غلطی کی حلاب
تو وہ برتن تھا جسمین پانی خوشبو رہتی جسکو آپ استعمال کرتے غسل کے وقت ابن بطال نے یہ بھی کہا کہ اس حدیث سے
یہ نکلتا ہو کہ غسل کے وقت خوشبو کا استعمال مستحب ہے کیونکہ اسمین پیروی ہو حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
اس صورت میں حدیث میں جو یہ ہو کہ اپنی ہتھیلی سے لیا اور شروع کیا سر کی داہنی جانب سے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلے داہنی
جانب میں سر کے خوشبو لگائے پھر بائین جانب میں اخیر تک اور یہ توجیہ ظاہر میں اچھی معلوم ہوتی ہے اس لفظ کے
لحاظ سے جو امام بخاری نے نکالا مگر جو کوئی اس حدیث کے طریقوں میں غور کرے اسکو معلوم ہوگا کہ یہ غسل کی صفت ہے خوشبو لگانے کی
چنانچہ اسمعیلی کی روایت میں یوں ہے کہ آپ غسل کرتے تھے ایک پیالے سے تو حلاب کے بدلے پیالہ مذکور ہے اور اسمین یہ بھی ہو کہ آپ
پہلے دونو ہاتھ دھوتے پھر منہ دھوتے پھر اپنے ہاتھ سے تین چلو لیتے اخیر تک اور جوزقی کی روایت میں ہو کہ آپ نے غسل
کیا تو حلاب لایا گیا آپ نے پہلے سر کا داہنا جانب دہویا ان روایتوں سے صاف نکلتا ہو کہ حلاب پانی کا برتن تھا نہ خوشبو کا اور
ایسا ہی نکلتا ہے ابو عوانہ اور ابن حبان اور بیہقی کی روایتوں سے پس ایسی حالت میں کرمانی کی تاویل بعید ہو جاتی ہے
اور میں نے بعض عالموں کا یہ قول دیکھا کہ طیب سے امام بخاری نے اشارہ کیا حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کی طرف جسمین احرام کے
وقت حضرت صلعم کو خوشبو لگانیکا ذکر ہے اور احرام میں غسل بھی سنت ہو تو گویا یہ نکلا کہ غسل کے وقت خوشبو لگانا اور امام بخاری
نے یہ حدیث باب کی لاکر یہ بتلایا کہ غسل کے وقت خوشبو لگانا آپکی ہمیشہ عادت نہ تھی اور قوی کرتا ہے اس احتمال کو یہ کہ امام
بخاری نے سات بابوں کے بعد یہ باب رکہا ہے کہ جسنے خوشبو لگائی پھر غسل کیا اور خوشبو کا اثر بدن میں رہا اور بیان
کیا حضرت عائشہ کی حدیث کو کہ میں نے آپکو خوشبو لگائی پھر آپ اپنی عورتوں پر پھرے یعنی اونسے صحبت کی اور صحبت
مستلزم ہے غسل کو تو معلوم ہوا کہ خوشبو لگانے کے بعد آپ نے غسل کیا اس صورت میں ترجمہ کا یہ مطلب ہو کہ جسنے حلاب منگوایا
یعنی پانی کا برتن غسل کے لیے یا جسنے پہلے خوشبو لگائی غسل کا ارادہ کرتے وقت تو ترجمہ میں دو امر تردد کے ساتھ

مذکور ہین اور باب کی حدیث سے پہلا امر ثابت ہوا اور دوسرے امر کے لیے اشارہ کیا اس حدیث کیطرف جو سات بابون کے بعد ذکر کی اور یہ جواب میرے نزدیک سب سے اچھا ہے اور لائق ہے امام بخاری کے تصرفات کو اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ابن اثیر اور اسمعیلی کا یہ کہنا کہ غسل سے پہلے خوشبو لگانے کا کیا موقع ہے صحیح نہیں ہے لنتہے مختصر اقسطلانی نے کہا حلاب سے برتن مراد ہونا صحیح ہے اور امام بخاری پر کوئی اعتراض نہین ہوتا کیونکہ باب کے ترجمہ مین اونہون نے دو باتون کا ذکر کیا ایک حلاب کی مانند برتن منگوانیکا دوسرے خوشبو منگوانے کا پھر ایک مطلب حدیث سے ثابت کیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا اور یہ انکی عادت کے موافق ہے اور احتمال ہے کہ حلاب سے خوشبو کا برتن مراد ہو واللہ اعلم **حدثنا** محمد بن المثنی قال حدثنا ابو عاصم عن حنظلة عن القاسم عن عائشة قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اغتسل من الجنابة دعا بشیء نحو الحلاب فاخذ بکفه فبدا بشق راسه الایمن ثم الایسر فقال بهما علی راسه ترجمہ حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنابت سے غسل کرتے تو کچھ منگواتے حلاب کی مانند **ف** حلاب کی تحقیق اوپر گذری شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا ہے کہ حلاب سے مراد بعضے بیجون کا شیرہ ہے جو عرب کے لوگ بدن مین لگاتے تھے غسل سے پہلے **ت** پھر دونون ہتھیلیون سے لیتے (پانی کو) اور شروع کرتے اپنے سر کی داہنی جانب سے پھر بائین جانب سے پھر دونو ہتھیلیون سے پانی ڈالتے اپنے سر پر **ف** اور بعض روایتون مین ہے اپنے بیچ سر پر ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین ابو عاصم سے نکالا کہ حلاب وہ برتن ہے جو کم ہوتا ہے بالشت در بالشت سے اور ابن حبان نے نکالا ابو عاصم سے کہ اونہون نے اشارہ کیا اپنے دونون ہاتھون سے یعنے اوسکے دور کا دور اتنا ہوتا ہے اور بیہقی کی روایت مین ہے کہ وہ کوزے کے برابر ہوتا ہے جسمین آٹھ رطل پانی سماتا ہے مسلم کی روایت مین اشارہ ہے اور ابو عوانہ کی روایت مین یہ صاف ہے کہ دونو ہاتھون سے تیسرا چلو لیکر اپنے سر پر ڈالتے حدیث سے یہ بھی نکلا کہ داہنی طرف سے طہارت مین شروع کرنا مستحب ہے اور ابن خزیمہ اور بیہقی اس حدیث کو اسی باب مین لائے ہین اور یہ بھی نکلا کہ تین چلو سر پر ڈالنا غسل مین کافی ہے اور ابن حبان نے یہی باب بنایا اس حدیث کے لیے (فتح) اور روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے (قسط)

باب المضمضة والاستنشاق فی الجنابة

غسل جنابت مین کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا

ف واجب ہے انتہی ابن بطال نے کہا کہ امام بخاری نے اونکا واجب ہونا باب کی حدیث سے نکالا کیونکہ اس باب کے بعد جو باب ہے اسمین اسی حدیث مین یہ بیان ہے کہ پھر آپ نے وضو کیا جیسے نماز کے لیے کرتے تھے اس سے یہ نکلا کہ کلی اور ناک مین پانی ڈالنا وضو کے لیے تھا اور اسپر اجماع ہے کہ غسل جنابت میں وضو واجب نہین ہے اور جب وضو واجب ہوا تو کلی اور ناک مین پانی ڈالنا بھی واجب ہوگا کیونکہ وہ تابع ہین وضو کے اور حضرت سے جو صفت غسل کی منقول ہے وہ محمول ہوگی کمال اور فضیلت

(ترجمہ) قسطلانی نے کہا حنفیہ کہتے ہیں کہ غسل میں یہ دونو چیزیں واجب ہیں اور وضو میں واجب نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا فاطّہّروا اور یہ لفظ دلالت کرتا ہے طہارت کے مبالغہ پر تو سارے بدن کا پاک کرنا غسل میں واجب ہوا مگر جہاں پانی نہ پہونچ سکے وہ خارج ہے اس حکم سے اور وضو میں ایسا حکم نہیں البتہ منہہ دہونیکا حکم ہے اور منہ کے اندر اور ناک کے اندر وجہ نہیں ہے دوسرے یہ کہ مواظبت آپکی دلیل ہے وجوب کی اسلیے کہ آپ سے ان دونو کا ترک غسل میں منقول نہیں ہے اور ہماری دلیل قول ہے حضرت کا کہ دس چیزیں اصل سنت ہیں پھر ذکر کیا کلی اور ناک میں پانی ڈالنا ان دسوں میں انتہے تیسیر القاری میں ہے کہ اس حدیث میں فطرت کا لفظ ہے اور فطرت کے لفظ سے عدم وجوب ضرور نہیں ہوتا مترجم کہتا ہے حنفیہ کا استدلال ضعیف ہے فاطّہّروا سے مضمضہ اور استنشاق کا وجوب نہیں نکلتا اور مواظبت اگر وجوب کی دلیل ہے تو وضو میں بھی ان دونو چیزونکو واجب کہنا چاہیے بوجہ مواظبت کے جیسے ہم نے کتاب الوضو میں بیان کیا پھر ایک جگہہ مواظبت کو وجوب کی دلیل ٹہرانا اور دوسری جگہہ اسکو چھوڑ دینا بڑا لطف دکھلاتا ہے اور فطرت سے باتفاق علما سنت مراد ہے اسکا بھی بیان اوپر گذرا امام زیلعی نے کہا کہ جو لوگ کلی اور ناک میں پانی ڈالنا غسل میں سنت جانتے ہیں وہ دلیل لیتے ہیں اسی حدیث سے کہ دس باتیں فطرت میں سے ہیں روایت کیا اسکو مسلم اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور ترمذی نے اور کہا حسن ہے اور نسائی نے شیخ نے امام میں کہا کہ اس حدیث کو اگرچہ امام مسلم نے نکالا ہے پر اسمیں دو علتیں ہیں ایک تو مصعب بن شیبہ کا ضعف دوسرے سلیمان تیمی کا اسکو مرسلاً روایت کرنا ابن زبیر سے اور متابعت کی سلیمان کی ابوبشر نے نسائی نے کہا انکی روایت اولی ہے اور مصعب منکر الحدیث ہے ابو حاتم نے کہا وہ قوی نہیں اور امام بخاری نے انہیں علتوں کی وجہ سے اس حدیث کو نہیں نکالا دوسری حدیث عمار کی ہے کہ فطرت میں سے ہیں مضمضہ اور استنشاق اخیر تک اسکو نکالا ابوداؤد اور ابن ماجہ اور امام احمد اور طبرانی اور بیہقی نے اور اسکی اسناد میں علی بن زید ہے امام بیہقی نے اس باب میں اس سے سکوت کیا اور نبیذ سے وضو کرنیکے باب میں اسکو ضعیف کیا ابن قطان نے کہا اسکو بعضوں نے ضعیف کیا بعضوں نے ثقہ کہا علاوہ اسکے سلمہ کا سماع عمار سے ثابت نہیں اور ایک روایت میں ابوداؤد کے یہ حدیث مرسلاً مروی ہے تیسری حدیث ام سلمہ کی ہے حضرت ص نے ان سے فرمایا کافی ہے تجھکو اپنے سر پر تین چلو ڈالنا پھر اپنے بدن پر پانی بہانا پھر تو پاک ہو گئی اور نہیں ذکر کیا مضمضہ اور استنشاق کا اور یہ عمدہ دلیل ہے چوتھی دلیل ابن عباس کی حدیث ہے کہ حضرت ص نے فرمایا کلی اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے نکالا اسکو دارقطنی نے اور کہا کہ اسکی اسناد میں قاسم اور اسمعیل بن مسلم دو ضعیف ہیں اور جو لوگ وضو اور غسل دونو میں واجب جانتے ہیں امام احمد کا یہی قول ہے اور یہی مذہب ہے اہل حدیث کا اور حق بھی یہی ہے انکی دلیل کئی حدیثیں ہیں ایک حضرت عائشہ کی کہ حضرت ص نے فرمایا کلی اور ناک میں پانی ڈالنا اس وضو میں سے ہے جسکے بغیر چارہ نہیں نکالا اسکو

دارقطنی نے اور کہا کہ صحیح اوسکا مرسلاً مروی ہونا ہے اور عصام بن یوسف نے وہم کیا اوسمین اور مسنداً روایت کیا دوسری ابوہریرہ کی کہ حضرت ؐ نے حکم دیا کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا نکالا اسکو دارقطنی اور بیہقی نے اور کہا نہیں مسند کیا اسکو حماد سے مگر ہدبہ بن خالد نے اور اوروں نے اسکو مرسلاً روایت کیا تیسری ابن عباس کی کہ حضرت ؐ نے فرمایا مضمضہ اور استنشاق اوس وضو میں سے ہیں جو تمام نہیں ہوتا بغیر اونکے نکالا اوسکو دارقطنی نے اوسکی اسناد میں جابر جعفی ہے اور وہ کذاب ہے اور تعجب ہے کہ ابن جوزی نے تحقیق میں اس سے سکوت کیا مترجم کہتا ہے یہ سب روایتیں ضعیف ہیں اور اگر ثابت بھی ہوں تو ان سے وضو میں وجوب نکلتا ہے نہ غسل میں مگر یہ کہ جب وضو میں اونکا وجوب ثابت ہوا تو غسل میں جہاں تکمیل طہارت منظور ہے بطریق اولی وجوب نکلے گا اور امام احمد اور اصحاب حدیث کی قوی دلیل اس باب میں یہ ہے کہ مواظبت کی حضرت ؐ نے مضمضہ اور استنشاق پر وضو اور غسل دونوں میں کسی روایت میں یہ منقول نہیں کہ آپ نے وضو یا غسل میں اونکو ترک کیا ہو پس یہ مواظبت دلیل ہے وجوب کی پھر امام زیلعی نے کہا جو لوگ وضو میں سنت کہتے ہیں اور غسل میں واجب جانتے ہیں وہ دلیل لیتے ہیں اس حدیث سے جو صاحب ہدایہ نے نقل کی کہ مضمضہ اور استنشاق دونو جنابت میں فرض ہیں اور وضو میں سنت ہیں اور اس حدیث کا کہیں پتہ نہیں ملتا البتہ دارقطنی اور بیہقی نے ابوہریرہ سے نکالا کہ حضرت ؐ نے فرمایا مضمضہ اور استنشاق تین بار فرض ہیں جنب کے لیے اور اسکی اسناد میں برکہ بن محمد حلبی ہے حاکم نے کہا اوسکی حدیثیں یوسف بن اسباط سے موضوع ہیں اور دارقطنی نے کہا یہ حدیث باطل ہے کسی نے نہیں روایت کی سوا برکہ کے اور وہ حدیث کو بناتا تھا بیہقی نے معرفہ میں کہا یہ حدیث وہم ہے البتہ ابن سیرین سے مروی ہے اونہوں نے کہا کہ حضرت ؐ نے جنابت میں تین بار ناک میں پانی ڈالنا سنت کیا پھر روایت کیا اسکو بسند صحیح ابن سیرین سے اور ابن عدی نے کامل میں برکہ بن محمد کی حدیث کو نکالا اور کہا اوسکی سب حدیثیں باطل ہیں اور عبدان اہوازی نے کہا میں نے برکہ کو حلب میں دیکھا لیکن اسکی حدیث نہیں لکھی کیونکہ وہ جھوٹ بناتا تھا اور ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں لکھا اور کہا شاید برکہ نے اوسکو بنایا شیخ نے امام میں کہا یہ حدیث سوا برکہ کے دوسرے طریق سے موصولاً مروی ہے نکالا اوسکو خطیب نے دارقطنی کے طریق سے ابوہریرہ سے کہ فرمایا حضرت ؐ نے مضمضہ اور استنشاق تین بار فرض ہیں جنب کے لیے دارقطنی نے کہا یہ غریب ہے متفرد ہوا ساتھ اسکے سلیمان بن ربیع ہمام سے زیلعی نے کہا اسی سند سے اسکو ذکر کیا ابن جوزی نے موضوعات میں اور تہمت دی اسکے وضع کی ہمام کی طرف اور تضعیف نقل کیا اوسکے بارے میں دارقطنی اور ابن حبان سے اور روایت اسکو ابن حبان نے کتاب الضعفا میں ہمام کے ترجمہ میں اور علت نکالی اس میں ہمام سے اور کہا وہ چراتا تھا حدیث کو اور یہ امر ثابت ہو اوسکی روایت میں اور جب یہ ہو باطل ہے اس سے حجت لینا

امام سیوطی نے لآلی میں کہا دارقطنی نے کہا اس حدیث کو برکہ نے بنایا یا اوسکے لیے بنائی گئی اور یوسف بن اسباط کی متابعت نہیں کی کسی نے اور اُس نے حدیثیں بیان کیں اپنی یاد سے اپنی کتابیں گاڑ دینے کے بعد اور ہمام حدیث کو چراتا تھا اور ثقات سے وہ روایتیں کرتا تھا جو اونہوں نے نہیں کیں اور شاید یہ حدیث ہمام نے یوسف سے چرائی ہو اور سلیمان بن الربیع جو راوی ہے ہمام سے وہ بھی ضعیف ہے اور میزان میں ہے کہ یہ حدیث باطل ہے اور مرسلاً بھی منقول ہے انتہی شیخ نے امام میں کہا کبھی دلیل لیجاتی ہے اس مطلب پر ابوہریرہ کی حدیث سے کہ تر کرو بالوں کو اور صاف کرو بدن کو روایت کیا اسکو ترمذی نے اور حضرت علی کی حدیث سے کہ حضرت نے فرمایا جسنے ایک بال اپنے بدن کا چھوڑ دیا اور اسکو نہ دھویا تو اسکو ایسا ایسا عذاب ہوگا دوزخ کا حضرت علی نے کہا اسی وجہ سے میں دشمن ہو گیا اپنے بالوں کا اور وہ بالوں کو کترتے تھے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ابوذر رض کی حدیث سے کہ جب تو پانی پایا تو اپنی کھال پر لگا یا بدن پر روایت کیا اسکو اصحاب سنن نے سوا ابن ماجہ کے انتہی امام بیہقی نے کتاب المعرفۃ میں کہا امام شافعی نے کہا بعض لوگوں نے اس باب میں دلیل لی ایک اثر سے ابن عباس سے پھر بیہقی نے نکالا دارقطنی کی سند سے امام ابوحنیفہ سے اونہوں نے عثمان بن راشد سے اونہوں نے عائشہ بنت عجرد سے اونہوں نے ابن عباس سے اونہوں نے کہا جو کوئی کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھول جاوے وہ اعادہ نہ کرے مگر جب جنب ہو تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ اثر ثابت ہے اور قیاس ترک کیا جاویگا اس اثر سے اور ہم پر عیب کرتے ہیں بسرہ کی حدیث سے دلیل لینے سے مس ذکر میں حالانکہ عثمان بن راشد اور عائشہ بنت عجرد دونو اپنے شہر میں مشہور نہیں ہیں پھر کیونکر جائز ہوگا ایک ضعیف مجہول کی روایت ثابت کرنا اور ایک قوی مشہور کی روایت ترک کرنا تمام ہوا کلام بیہقی کا مترجم کہتا ہے امام ابوحنیفہ کا حال یہاں سے معلوم ہوسکتا ہے کسقدر پیرو تھے حدیث کی اونہوں نے قیاس کو ترک کیا ایک صحابی کے موقوف اثر سے حالانکہ اوسکے راوی چنداں معروف اور مشہور نہ تھے پھر اگر اونکو صحیح اور مرفوع حدیث ملجاتی تو وہ قیاس کو کیونکر ترک کرتے اور ہمارا یہی اعتقاد ہے امام ابوحنیفہ رح کی نسبت کہ وہ حدیث اور قرآن کے تابع تھے اور حدیث کے خلاف کسی حالت میں قیاس کو جائز نہ رکھتے تھے مگر خدا اون حنفیوں سے سمجھے جو امام ابوحنیفہ کے طریقہ کے خلاف چلکر اپنے امام کو بدنام کرتے ہیں اور احادیث صحیحہ کے خلاف قیاس اور رائے پر جمے رہتے ہیں اور اسکا بیان کئی بار اوپر گذر چکا **حدثنا** عمر بن حفص بن غياث قال حدثنا أبي قال حدثنا الأعمش قال حدثني سالم عن كريب عن ابن عباس قال حدثتنا ميمونة قالت صببت للنبي صلى الله عليه وسلم غسلا فأفرغ بيمينه على يساره فغسلهما ثم غسل فرجه ثم قال بيده الأرض فمسحها بالتراب ثم غسلها ثم تمضمض واستنشق ثم غسل وجهه وأفاض على رأسه ثم تنحى فغسل قدميه ثم أتي بمنديل

فلم ینفض بہا ترجمہ ام المؤمنین میمونہ رضہ سے روایت ہے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل کا
پانی ڈالا آپ نے اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا پھر دونوں کو دھویا پھر اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنے ہاتھ کو زمین
پر پھیرا اور مٹی سے رگڑا پھر ہاتھ کو دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر منہ دھویا اور اپنے سر پر پانی ڈالا پھر اس جگہ
سے سرک گئے پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے پھر ایک تولیہ آپ کے پاس لائی گئی (یعنی پونچھنے کو) آپ نے بدن نہیں
پونچھا اس سے ف قسطلانی نے کہا مندیل (تولیہ) سے بدن پونچھنے میں کئی اقوال ہیں بعضے مستحب کہتے ہیں بعضے نہ پونچھنا مستحب کہتے ہیں بعضے
پونچھنا مکروہ کہتے ہیں وضو اور غسل دونوں میں ابن عمرؓ کا یہی قول ہے ابن عباسؓ نے کہا وضو میں مکروہ ہے غسل میں نہیں بعضوں نے کہا پونچھنا اور
نہ پونچھنا دونوں برابر ہیں امام نووی نے کہا ہمارے نزدیک یہی مختار ہے بعضوں نے کہا گرمی میں مکروہ ہے جاڑے میں مکروہ نہیں اور یہ اختلاف اس حالت میں ہے جب
پونچھنے کی ضرورت نہ ہو ورنہ سب کے نزدیک جائز ہے بلا کراہت انتہی مختصرًا **باب** مسح الید بالتراب لیکون
انقی غسل میں ہاتھ زمین پر رگڑنا کہ خوب صاف ہو جائے حدثنا الحمیدی قال حدثنا سفیان قال حدثنا
الاعمش عن سالم بن ابی الجعد عن کریب عن ابن عباس عن میمونۃ ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم اغتسل من الجنابۃ فغسل فرجہ بیدہ ثم دلک بہا الحائط ثم غسلہا ثم توضأ
وضوءہ للصلوۃ فلما فرغ من غسلہ غسل رجلیہ ترجمہ ام المؤمنین میمونہؓ سے روایت
ہے حضرت ص نے جنابت کا غسل کیا تو اپنی شرمگاہ دھوئی اپنے ہاتھ سے پھر دیوار پر ہاتھ کو رگڑا پھر اسکو دھویا پھر وضو کیا
جیسے نماز کے لیے وضو کرتے تھے جب غسل سے فارغ ہوئے تو دونوں پاؤں اپنے دھوئے ف یہ مضمون یعنے
ہاتھ کا زمین پر رگڑنا پہلی روایت سے بھی نکلتا تھا مگر مؤلف کی عادت ہے کہ ایک ہی حدیث کو مختلف بابوں میں
لاتے ہیں مگر مختلف اسنادوں اور لفظوں سے تاکہ تکرار بیفائدہ نہ ہو ایسا ہی یہاں بھی کیا کیونکہ پہلی روایت عمر بن
حفص بن غیاث کے طریق سے ہے اور دوسری حمیدی کے طریق سے حافظ نے کہا دوسری روایت میں ثم کا لفظ
ہے جو دلالت کرتا ہے ترتیب پر اور پہلی روایت میں نہیں ہے **باب** ھل یدخل الجنب یدہ فی الاناء
قبل ان یغسلہا اذا لم یکن علی یدہ قذر غیر الجنابۃ جنب اپنا ہاتھ برتن میں ڈال دیوے اسکو دھونے
سے پہلے جب اسکے ہاتھ پر اور کوئی پلیدی نہ ہو سوا جنابت کے تو اسکا کیا حکم ہے ف مہلب نے کہا امام بخاری نے اشارہ
کیا کہ اگر جنب کا ہاتھ پاک ہو تو دھونے سے پہلے برتن میں ڈالنا درست ہے کیونکہ جنابت حکمی نجاست ہے نہ حقیقی فتح
وادخل ابن عمر والبراء بن عازب یدہ فی الطھور ولم یغسلہا ثم توضأ اور عبد اللہ بن عمر اور براء بن عازب نے
اپنا ہاتھ غسل کے پانی میں ڈالا اور اسکو دھویا نہیں پھر وضو کیا اسی پانی سے ف ابن عمر کے اثر کو

سعید بن منصور نے روایت کیا اور عبد الرزاق نے اُن سے روایت کیا کہ وہ اپنا ہاتھ طہارت سے پہلے دہوتے اور شاید یہ دو حالتوں کا ذکر ہو تو جب پلیدی کا گمان ہوتا تو ہاتھ دہو ڈالتے اور جب یقین ہوتا کہ ہاتھ پاک ہے تو نہ دہوتے یا دہونا مستحب ہے تو ترک کیا اسکو بیان جواز کے لیے اور براء کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ اونہوں نے اپنا ہاتھ ڈالا طہارت کے برتن میں دہونے سے پہلے اور شعبی سے نکالا کہ حضرت کے اصحاب اپنے ہاتھ پانی میں ڈالتے دہونے سے پہلے اور وہ جنبی ہوتے تھے وَلَمْ يَرَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ بَأْسًا بِمَا يَنْتَضِحُ مِنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ اور ابن عمر اور ابن عباس نے کوئی قباحت نہیں دیکھی اُس پانی میں جو جنابت کے غسل سے اوڑے (اور پانی کے برتن میں پڑے) ف حافظ نے کہا ابن عمر کے اثر کو عبد الرزاق نے نکالا اور ابن عباس کے اثر کو ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے اور اس اثر سے مؤلف نے استدلال کیا کہ جنب کا بدن اگر اوس پر نجاست نہ ہو تو نجس نہیں ہے کیونکہ اگر نجس ہوتا تو جو پانی اوسکے بدن پر سے اوڑکر برتن میں پڑتا وہ بھی نجس ہوتا اور برتن کا پانی بھی نجس ہوجاتا اور ابن ابی شیبہ نے حسن بصری کی روایت کیا اونہوں نے کہا پانی کے اوڑنے کو کون روک سکتا ہے اور ہم اللہ کی رحمت سے امید کرتے ہیں اُسکی جو اس سے زیادہ وسیع ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ تَخْتَلِفُ أَيْدِينَا فِيهِ ترجمہ ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے میں اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دونو غسل کرتے تھے ایک برتن سے ہم دونوں کے ہاتھ اوسمیں پڑتے ایک کے بعد دوسرے کے ف اور یہ جنابت کا غسل ہوتا جیسے مسلم کی روایت میں ہے اور ابو عوانہ اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ ہم دونوں کے ہاتھ کبھی لجاتے یعنی کبھی ساتھ پڑتے اس حدیث سے یہی نکلا کہ جنب قبل غسل پانی میں ہاتھ ڈال سکتا ہے اور اُس پانی سے طہارت درست ہے اسیطرح جو بچ رہے جنب کی طہارت سے اُس پانی سے اور وہ جو نہی پانی میں جنب کو ڈوبنے کی ممانعت آئی ہے وہ تنزیہاً ہے نہ اس وجہ سے کہ پانی نجس ہوجاتا ہے کیونکہ اگر نجس ہوجاتا تو یہاں بھی ہاتھ ڈالنے سے پانی نجس ہوجاتا اسلیے کہ ہاتھ کا حکم وہی ہوگا جو کل بدن کا ہے اب اس حدیث سے ترجمہ باب یوں نکلتا ہے کہ جنبی کو جنابت کے رفع ہونے سے پہلے برتن میں ہاتھ ڈالنا جائز ہوا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ دہونے کا حکم برتن میں ڈالنے سے پہلے اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ جنب ہے بلکہ اس خیال سے کہ کہیں اوسکے ہاتھ پر نجاست نہ ہو اور اس سے یہ نکلا کہ اگر اوسکے ہاتھ پر نجاست نہ ہو تو وہ برتن میں ہاتھ ڈال سکتا ہے گو اوسکو نہ دہووے اور یہی ترجمہ باب ہے (فتح ملخصاً) قسطلانی نے کہا امام مسلم نے بھی اس حدیث کو نکالا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَهُ ترجمہ حضرت عائشہ رضی سے
روایت ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنابت سے غسل کرتے تو اپنا ہاتھ دہوتے ف کہا بعضے نے
کہا امام بخاری کی غرض اس حدیث کو لانے سے یہ ہے کہ جب ہاتھ پر کچھ نجاست کا گمان ہو تو اس حدیث کے موافق پہلے ہاتھ
دہوئے پہر برتن میں ڈالے اور جب نجاست کا گمان نہ ہو تو بغیر دہوئے بھی ڈال سکتا ہے مگر ہر حالت میں پہلے ہاتھ دہونا
مستحب ہے حدثنا ابو الولید قال حدثنا شعبة عن ابی بکر بن حفص عن عروة عن عائشة
كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنْ جَنَابَةٍ ترجمہ حضرت عائشہ رض
سے روایت ہی میں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک برتن سے غسل کرتے جنابت کا وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ
الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ ترجمہ اور شعبہ نے عبد الرحمن بن قاسم سے روایت کی اونہوں نے اپنے باپ سے
اونہوں نے حضرت عائشہ سے ایسے ہی جیسے اوپر گزری ف تو شعبہ نے اس حدیث کو دو اسنادوں سے روایت
کیا ایک ابو بکر بن حفص سے اونہوں نے عروہ سے اونہوں نے عائشہ سے دوسرے عبد الرحمان سے اونہوں نے اپنے
باپ قاسم سے اونہوں نے عائشہ سے حدثنا ابو الولید حدثنا شعبة عن عبد الله بن عبد الله بن
جبر قال سمعت انس بن مالك يقول كان النبي صلى الله عليه وسلم والمرأة من نسائه يغتسلان
من اناء واحد زاد مسلم ووهب عن شعبة من الجنابة ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک عورت اونکی بی بیوں میں سے دونوں غسل کرتے ایک برتن سے مسلم (ابن
ابراہیم) کی روایت میں اور وہب ابن جریر کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ غسل کرتے جنابت کا ف حافظ نے
کہا اسمعیلی نے وہب کی روایت کو نکالا اوسمیں یہ زیادتی نہیں ہے قسطلانی نے کہا مسلم کی روایت بعضوں نے کہا
کہ نہیں ملی اور تعلیق نہیں ہے کیونکہ مسلم تو امام بخاری کے شیخ ہیں اور وہب جب وفات پائی تو مولف کا سن بارہ
برس کا تہا تو شاید اوس سے سنا ہو واللہ اعلم باب تفریق الغسل والوضوء غسل اور وضو میں جدائی کرنا ف
مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ موالاۃ یعنے لگاتار اور پے در پے اعضا کا دہونا وضو اور غسل میں واجب نہیں ہے اور
ابو حنیفہ کا یہی قول ہے اور امام شافعی کا بھی جدید قول یہی ہے اور حجت اونکی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اعضا کا دہونا فرض
کیا ہے جو کوئی اون کو دہولیوے اوسنے فرض ادا کیا خواہ پے در پے دہووے یا الگ الگ اور دلیل لی امام بخاری
نے ابن عمر کے فعل سے اور ایسا ہی کہا ابن المسیب اور عطا اور ایک جماعت نے اور ربیعہ اور مالک نے کہا کہ جو کوئی عمدًا موالاۃ
کو ترک کرے وہ اعادہ کرے اور جو بہول جاوے اوسپر اعادہ نہیں ہے اور قتادہ اور اوزاعی نے کہا کہ اعادہ نہ کرے مگر

جس صورت میں کہ اعضا خشک ہو گئے ہوں اور نخعی نے کہا کہ غسل میں موالاۃ کا ترک کرنا جائز ہے اور وضو میں نہیں (رفع مختصرا) وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ غَسَلَ قَدَمَيْهِ بَعْدَ مَا جَفَّ وَضُوءُهُ اور نقل کیا جاتا ہے عبداللہ بن عمر رض سے کہ انہوں نے دھوئے پانوں اپنے وضو خشک ہو جانے کے بعد **ف** حافظ نے کہا یہ اثر امام شافعی نے ام میں نکالا مالک سے اونہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر سے کہ اونہوں نے وضو کیا بازار میں اور منہ دھویا اور ہاتھ دھوئے اور مسح کیا اپنے سر پر پھر ایک جنازے کے لیے بلائے گئے تو مسجد میں گئے او سپر نماز پڑہنے کو پھر اونہوں نے مسح کیا اپنے موزوں پر پھر نماز پڑہی اوسپر اور اسکا اسناد صحیح ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُونَةُ وَضَعْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً يَغْتَسِلُ بِهِ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ مَذَاكِيرَهُ ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَغَسَلَ رَأْسَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى مِنْ مَقَامِهِ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ **ترجمہ** ام المومنین میمونہ رض نے کہا میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی رکھا غسل کرنے کو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا پھر اونکو دھویا دو بار یا تین بار پھر داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالا اور اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین میں رگڑا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنا منہ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے اور اپنا سر دھویا تین بار پھر اپنے بدن پر ڈالا پھر اپنی جگہ سے سرک گئے پھر دونوں پانوں دھوئے

بَابُ مَنْ أَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فِي الْغُسْلِ داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالنا غسل میں

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ وَضَعْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا وَسَتَرْتُهُ فَصَبَّ عَلَى يَدِهِ فَغَسَلَهَا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ قَالَ سُلَيْمَانُ لَا أَدْرِي أَذَكَرَ الثَّالِثَةَ أَمْ لَا ثُمَّ أَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ أَوْ بِالْحَائِطِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَغَسَلَ رَأْسَهُ ثُمَّ صَبَّ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاوَلْتُهُ خِرْقَةً فَقَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا وَلَمْ يُرِدْهَا **ترجمہ** ام المومنین میمونہ بنت حارث سے روایت ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل کا پانی رکھا اور ڈھانپ لیا آپکو (ایک کپڑے سے) آپ نے اپنے ہاتھ پر پانی ڈالا پھر اسکو دھویا ایک بار یا دو بار سلیمان بن مہران اعمش نے کہا (جو اس حدیث کا راوی ہے) میں نہیں جانتا سالم بن ابی الجعد نے

تیسری بار دھونے کا ذکر کیا یا نہیں مگر ابو عوانہ کی روایت میں اعمش سے تین بار دونو ہاتھ دھونے کا ذکر ہے تو شاید پہلے انکو شک ہوگی پھر یاد آگیا پھر اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا پھر اپنی شرمگاہ دھوئی پھر اپنا ہاتھ زمین سے رگڑا یا دیوار سے پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور مونہہ دھویا اور دونو ہاتھ دھوئے اور اپنا سر دھویا پھر اپنے بدن پر پانی بہایا پھر اس جگہ سے سرک گئے پھر اپنے دونو پانوں دھوئے بعد اوسکے میں نے ایک کپڑے کا ٹکڑا آپکو دیا آپ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح کیا یعنی اشارہ کیا کہ میں کپڑا نہیں چاہتا اور نہیں ارادہ کیا اسکا ف امام احمد کی روایت میں ہے کہ میں نہیں چاہتا اسکو اور ابو حمزہ کی روایت میں آگے آویگا کہ میں نے آپکو ایک کپڑا دیا آپ نے نہیں لیا (رفتح)

باب اذا جامع ثم عاد ومن دار على نسائه في غسل واحد جماع کے بعد دوبارہ جماع کرے اور جو کوئی اپنی سب عورتوں سے صحبت کرے ایک ہی غسل میں **ف** تو اسکا کیا حکم ہے حافظ نے کہا علماء نے اجماع کیا اسپر کہ دونوں جماعوں کے درمیان غسل واجب نہیں ہے البتہ اوسکے استحباب پر وہ حدیث دلالت کرتی جو ابو داؤد اور نسائی نے نکالی ابو رافع سے کہ حضرتؐ ایک دن اپنی بی بیوں پر پھرے ہر ایک کے پاس غسل کرتے تھے پھر اوسکے پاس غسل کرتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ایک ہی غسل اسکے بعد کیوں نہیں کر لیتے آپ نے فرمایا یہ عمدہ ہے اور نفیس ہے اور اس میں زیادہ طہارت ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے دو جماعوں کے درمیان وضو کرنے میں ابو یوسف نے کہا مستحب نہیں ہے اور جمہور نے کہا مستحب ہے اور ابن حبیب مالکی اور اہل ظاہر نے کہا کہ واجب ہے اور دلیل اونکی ابو سعید کی حدیث ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے جب تم میں سے کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دوبارہ کرنا چاہے تو دونوں کے بیچ میں وضو کر لیوے نکالا اسکو مسلم نے اور ابن خزیمہ نے کہا بعضوں نے کہا اس وضو سے لغوی وضو مراد ہے یعنی شرمگاہ کا دھونا پھر اسکو رد کیا اسی حدیث کی دوسرے طریق میں یہ ہے کہ نماز کا سا وضو کرے اور شاید مراد اونکی بعضوں سے اسحاق بن راہویہ ہیں ابن منذر نے اونسے نقل کیا جب دوبارہ صحبت کرنا چاہے تو شرمگاہ دھونا ضرور ہے پھر ابن خزیمہ نے دلیل لی اسپر کہ وضو کا حکم استحبابا ہے نہ وجوبا اسی حدیث کی دوسرے طریق سے جسمیں ہے کہ ایسا کرنے سے دوبارہ صحبت میں زیادہ خوشی ہوتی ہے اور ایک دلیل وہ بھی ہے جو امام طحاوی نے نکالا اسود سے اونہوں نے عائشہؓ سے کہ حضرتؐ جماع کرتے تھے پھر دوبارہ کرتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کذا فی الفتح

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ
٢٦١ ١٤ ذَكَرْتُهُ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللَّهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ
ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَخُ طِيبًا ترجمہ محمد بن منتشر سے روایت ہے میں نے [illegible] عبداللہ بن عمر کا قول [illegible]

میں آگے مذکور ہوگا کہ میں نہیں چاہتا کہ صبح کروں احرام باندھے ہوئے خوشبو جھاڑتا ہوں مسلم کی روایت میں ہے کہ ابن عمر نے یہ بھی کہا کہ اگر میں اونٹوں کو لگانیکا روغن میں سے لگالوں تو بہتر ہے ایسا کرنے سے یعنی احرام سے پہلے خوشبو لگانے سے حضرت عائشہ سے بیان کیا اونہوں نے کہا اللہ رحم کرے ابو عبد الرحمان پر یعنی ابن عمر کی کنیت ہے میں خوشبو لگاتی تھی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھر آپ دورہ کرتے تھے اپنی عورتوں کا پھر صبح کو احرام باندھتے اور خوشبو آپکے بدن سے جھڑتی رہتی تھی ف حافظ نے کہا باب کا ترجمہ اس سے نکلتا ہے کہ آپ دورہ کرتے تھے اپنی عورتوں کا قسطلانی نے کہا مراد یہ ہے کہ ایک غسل سے سب کا دورہ کرتے اور دورہ کرنے سے مراد صحبت کرنا ہے اور یہی نکلتا ہے دوسری حدیث سے کہ آپ میں تیس مردوں کی قوت تھی اور ہم خوشبو لگانیکے مسائل کو کتاب الحج میں انشاء اللہ تعالی بیان کرینگے اور اس حدیث کو امام مسلم نے نکاح میں اور نسائی نے طہارت میں حدثنا

مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُوْرُ عَلٰى نِسَائِهٖ فِي السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُنَّ إِحْدٰى عَشْرَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَوَكَانَ يُطِيْقُهٗ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهٗ أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلَاثِيْنَ وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ إِنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ تِسْعُ نِسْوَةٍ

ترجمہ انس بن مالک رض سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں میں دورہ کر لیتے یعنی سب کے پاس ہو آتے) ایک گھڑی میں رات اور دن میں اور آپکی عورتیں گیارہ تھیں ف گھڑی سے مراد ایک معین وقت ہے نہ وہ گھڑی جو نجومیوں اور ساعت والوں کی اصطلاح میں ہے ابن خزیمہ نے کہا گیارہ عورتیں صرف معاذ نے نقل کیں اور سعید وغیرہ نے قتادہ سے اسکو روایت کیا اور نو بیبیاں بیان کیں اور ابن حبان نے دونوں روایتوں کو نقل کیا اور کہا کہ آپ جب مدینہ میں تشریف لائے تو نو بیبیاں تھیں اور بعد کو گیارہ ہوگئیں اور یہ غلط ہے کیونکہ آپ جب مدینہ میں تشریف لائے اسوقت ایک ہی بی بی سودہ تھیں پھر مدینہ میں آکر حضرت عائشہ سے صحبت کی پھر ام سلمہ اور حفصہ اور زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا تیسرے یا چوتھے سال میں پھر پانچویں میں زینب بنت جحش سے نکاح کیا اور چھٹے سال میں جویریہ سے پھر ساتویں سال میں صفیہ اور ام حبیبہ اور میمونہ سے اور ان سب عورتوں سے ہجرت کے بعد دخول ہوا ہے اور ریحانہ میں اختلاف ہے وہ بنی قریظہ کے قیدیوں میں تھیں ابن اسحاق نے کہا آپ نے ریحانہ سے کہا کہ میں تجھ سے نکاح کرلوں تم پردے میں رہو انہوں نے آپ کی ملک میں رہنا اختیار کیا اور اکثر یہ کہتے ہیں کہ وہ آپ کی وفات سے پہلے مرگئیں سنہ دس ہجری میں اسیطرح زینب بنت خزیمہ بھی دو مہینے یا تین مہینے آپ پاس رہ کر مرگئیں تو نو بی بیوں سے زیادہ کبھی آپ پاس عورتیں اکٹھا نہیں ہوئیں اس صورت میں معا

کی روایت پر محمول ہوگی کہ انہوں نے ماریہ اور ریحانہ کو آپ کی بی بیوں میں شریک کر لیا اور دمیاطی نے سیرۃ میں آپکی کل عورتوں کا شمار کیا ہے جن سے آپنے نکاح کیا یا دخول کیا تو تیس عورتوں تک پہونچا اور مختارہ میں انس سے دوسرے طریق سے مروی ہے کہ آپنے پندرہ عورتوں سے نکاح کیا انمیں گیارہ سے دخول کیا اور جب آپنے وفات پائی تو نو بیبیاں چھوڑیں کذا فی الفتح مختصراً قتادہ نے کہا میں نے انس سے کہا کیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی طاقت رکھتے تھے کہ گیارہ بی بیوں سے ایک ساعت میں صحبت کرتے انس نے کہا ہم صحابہ یوں کہتے تھے کہ حضرت صلعم کو تیس مردوں کی طاقت ملی تھی ف اسمعیلی کی روایت میں چالیس مردوں کی ہے اور یہ شاذ ہے مگر طاؤس سے مرسلاً ایسا ہی مروی ہے اور ابو نعیم نے صفة الجنة میں مجاہد کے طریق سے ایسا ہی نکالا اور زیادہ کیا کہ جنت کے مردوں کی اور عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا مرفوعاً کہ مجھے چالیس مردوں کی قوت ملی پکڑنے اور جماع کرنے میں اور امام احمد اور نسائی اور حاکم نے روایت کیا اور کہا صحیح ہے زید بن ارقم سے کہ جنت کے ایک آدمی کو سو آدمیوں کی طاقت ملیگی کھانے اور پینے اور جماع کرنے میں اور شہوت میں اس صورت سے ہمارے پیغمبر کی قوت چار ہزار مردوں کی ہوگی (فتح) مترجم کہتا ہے نصارے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب آپ میں اتنی قوت تھی تو عورتیں آپ کا تحمل کیسا کرتی تھیں اور یہ انکی بیوقوفی ہے کیونکہ قوت کے ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ عورت مرد کا تحمل نہ کرے غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ مرد اپنی پوری قوت ایسی عورت پر صرف کریگا اور یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ حضرت صلعم اپنی پوری طاقت اُن ضعیف عورتوں پر صرف کرتے بلکہ یہ حدیث دلیل ہے اسکی کہ جب آپکو کئی بار جماع منظور ہوتا تو سب عورتوں کا دورہ کرتے کیونکہ ایک عورت اتنی بار کا تحمل کیونکر کر سکتی اور ایک اعتراض اور کرتے ہیں کہ معاذ اللہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو شہوت کی کا بہت خیال تھا جب تو اتنی بی بیاں کیں ورنہ انسان کو دنیا میں ایک بی بی کافی ہے اور یہ اعتراض بھی حماقت کا ہے اسلیے کہ حضرت صلعم نے چار ہزار مردوں کی طاقت رکھکر نو ہی بیوں پر قناعت کی اس سے زیادہ کون اپنی شہوت کو روک سکتا ہے اور اگر ہمارے حضرت صلعم کو یہ منظور ہوتا تو برسوں تک صرف حضرت خدیجہ پر جو معمر عورت تھیں کیوں قناعت کرتے حالانکہ آپنے جب حضرت خدیجہ سے نکاح کیا تھا اسوقت آپکی عمر ۲۵ سال کی تھی اور یہ عین شباب کا زمانہ ہے پس معلوم ہوا کہ آپنے جو متعدد عورتوں سے نکاح کیا اسمیں اور دینی اور دنیاوی فوائد تھے جنکو اگر ہم اسجگہہ بیان کریں تو کتاب میں طول ہوجاویگا اور مختصر یہ ہے کہ اُس زمانے میں متعدد بی بیاں کرنا عزت اور عظمت کا تمغہ تھا علاوہ اسکے بہت سی عورتوں کو آپکی زوجیت کا شرف اللہ تعالی کو دینا منظور ہوا

سوا اسکے بہت شخصوں کا دل ملانا اور قابو مین کرنا اوس نکاح کی وجہ سے مطلوب تہا اور بہت بی بیون سے یہ
بھی غرض تھی کہ عورتون کے متعلق مسئلے ایک بی بی تمام عورتون سے نہین بیان کرسکتی تھی اور اگر ہم ان سب وجوہ
سے قطع نظر کرین تب بھی جواب الزامی یون دیسکتے ہین کہ داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام نے تو اس سے زیادہ
بی بیان کین تہین حالانکہ نصاریٰ نے انکو سچا پیغمبر جانتے ہین پہر جو جواب انکی طرف سے دینگے وہی ہم حضرتؐ کی طرف سے
دینگے **ت** اور سعید نے قتادہ سے روایت کیا کہ انس رضی اللہ عنہ نے نو بی بیان کہین **ف** سعید کی روایت کو
مؤلف نے آگے خود وصل کیا ہے اور بعض نسخون مین سعید کے بدل شعبہ ہے اور شعبہ کی روایت کو امام احمد نے نکالا
ابن منیر نے یہ اعتراض کیا کہ تمام عورتون کا دورہ کرنے سے باب کا مطلب ثابت نہین ہوتا احتمال ہے کہ آپنے ہر عورت سے
صحبت کرنیکے بعد غسل کیا ہو اور یہ احتمال زیادہ تر اُس روایت مین ہوتا ہے جسمین ساعت کے بدل رات ہے مین کہتا ہون
رات کا ذکر حضرت عائشہؓ کی حدیث مین صراحتاً نہین ہے اور انس کی جس روایت مین رات کا ذکر ہے وہان اسکی تصریح ہے
کہ آپنے ایک ہی غسل سے دورہ کیا ایسا ہی نکالا نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور بعض روایتون مین ایک
غسل کا ذکر ہے لیکن ایک رات کا ذکر نہین نکالا اوسکو ان لوگون نے اور امام مسلم نے اور جہان انس کی روایت مین ایک
ساعت کا ذکر ہے وہان ایک غسل کی قید لگانے کی ضرورت نہین کیونکہ ایک ساعت مین نو بار غسل اور جماع دشوار اور
خلاف قیاس ہے اور اس سے معلوم ہو گئی باب کی مناسبت اس حدیث سے کیونکہ مؤلف نے اشارہ کیا یہ حدیث لاکر اُس طریقے
کیطرف جسمین ایک غسل کا ذکر ہے گو اُس طریقہ مین جسکو مؤلف لایا ایک غسل کا ذکر نہین اور یہ عادت ہے مؤلف کی اور کتاب
النکاح مین مؤلف نے اس حدیث سے دلیل لی ہے بہت بی بیان کرنیکے استحباب پر اور یہ بھی اشارہ کیا کہ آپ پر قسم یعنی باری باری
عورتون کے پاس رہنا واجب تھا اور یہ قول ہے ایک طائفہ علماء کا اور اکثر کے نزدیک آپ پر واجب نہ تہا وہ یہ کہتے ہین کہ آپ
نے یہ انکی رضامندی سے کیا ہوگا جسکی باری تہی جیسے عورتون کی رضا سے آپنے بیماری کے دن حضرت عائشہؓ کے گہر مین کاٹے
اور احتمال ہے کہ یہ امر باری پوری ہو جانیکے بعد کیا ہو پہر اوسکے بعد نئی باری شروع کی ہو اور احتمال ہے کہ سفر سے لوٹ
کر ایسا کیا ہو اور احتمال ہے کہ یہ واقعہ قسم کے وجوب سے پہلے کا ہو اور ابن عربی نے ایک دربار لکھی انہون نے کہا اللہ
تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو خاص کیا کئی باتون سے اون مین سے ایک بات یہی تہی کہ ہر روز ایک ساعت مین آپکو اختیار دیا تہا کہ
اپنی تمام عورتون کے پاس جاوین اور خواہش پوری کرین پہر جسکی باری ہو اوسکے پاس رہ جاوین اور یہ ساعت بعد عصر
کے تھی یا اگر کام ہو جاوے تو بعد مغرب کے اور یہ جو ابن عربی نے لکھا اسکا ثبوت دینا چاہیے (اسکا ثبوت کچہ نہین)
قسطلانی نے کہا کہ مسلم نے ابن عباس سے نکالا کہ یہ ساعت عصر کے بعد تہی اور اس حدیث سے اور بھی فائدے نکلے ایک یہ کہ

ایسی قوت نہین ہوتی مگر اوس شخص مین جس کی صحت عمدہ ہو اور جو بڑا مرد ہو اور آپ کی جو بہت سی بیبیان ہوئین اوسمین یہ حکمت تہی کہ جو احکام میان بی بی مین پوشیدہ ہوتے ہین اونکو نقل کرین اور ایسے بہت احکام حضرت عائشہ رض سے منقول ہین اسیواسطے بعضون نے اونکو فضیلت دی ہے اور عورتون پر اور ابن تین نے اس سے یہ دلیل لی کہ لونڈیون سے ظہار ہو جاتا ہے اور ابن منیر نے یہ دلیل لی کہ آزاد عورت سے جماع کرنا درست ہے لونڈی سے جماع کرنیکے بعد گو غسل نہ کرے اور ان دونو مسئلون مین گفتگو ہے (فتح مختصراً) قسطلانی نے کہا امام نسائی نے اس حدیث کو عشرۃ النسا مین نکالا شوکانی نے کہا جماعت نے نکالا اسکو بخاری کی انس سے کہ حضرت صلعم اپنی عورتون کا دورہ کرتے تہے ایک غسل سے احمد اور نسائی کی روایت مین ہے کہ ایک رات مین ایک غسل سے اور ابو رافع کی حدیث اس باب مین اوپر گذری حافظ نے کہا ابو رافع کی حدیث مین ابوداؤد نے طعن کیا اور کہا انس کی حدیث اوس سے زیادہ صحیح ہے اور یہ در حقیقت طعن نہین ہی کیونکہ ابوداؤد نے یہ نہین کہا ابو رافع کی حدیث صحیح نہین ہے امام نسائی نے کہا انس اور ابو رافع کی حدیث مین اختلاف نہین ہے بلکہ کبہی آپ ایسا کرتے کبہی ویسا اور نووی نے کہا کہ ہر جماع کے بعد غسل کرنا مستحب ہے اجماعاً انتہے مختصراً ابن ماجہ نے انس رض سے نکالا کہ ہم نے حضرت صلعم کے لیے غسل کا پانی رکھا آپ نے اپنی سب عورتون سے فراغت پاکر ایک رات مین ایک غسل کیا

باب غسل المذي والوضوء منه

مذی کا دہونا اور مذی کے نکلنے سے وضو کرنا **ف** مذی کا بیان کتاب الوضو مین تفصیل سے گذر چکا حافظ نے کہا مذی ایک سفید رقیق لزج پانی ہے جو عورت سے مساس کرتے وقت نکلتا ہے یا جماع کا خیال کرتے وقت یا جماع کے ارادے کے وقت اور کبہی اسکا نکلنا معلوم نہین ہوتا **حدثنا** ابو الولید قال حدثنا زائدۃ عن ابي حصين عن ابي عبد الرحمان عن علي قال كنت رجلا مذاء فامرت رجلا يسال النبي صلى الله عليه وسلم لمكان ابنته فسال فقال توضأ واغسل ذكرك **ترجمہ** حضرت علی رض سے روایت ہے مین ایک شخص تہا بہت مذی والا تو مینے حکم کیا ایک شخص کو (مقداد بن الاسود کو) حضرت صلعم سے پوچہو اس مسئلہ کو کہ مذی نکلنے سے کیا لازم آتا ہے وضو یا غسل (کیونکہ میرے پاس آپ کی صاحبزادی تہین اس وجہ سے مین خود آپ سے نہ پوچہہ سکا) پہر اس شخص نے پوچہا (آپ سے) آپ نے فرمایا وضو کرے اور دہو ڈالے اپنے ذکر کو **ف** اس حدیث کو مؤلف نے علم اور طہارت مین نکالا اور مسلم اور نسائی نے طہارت مین اور نسائی نے علم مین بہی (قسط) حافظ نے کہا نسائی کی روایت مین ہے کہ حضرت علی رض نے کہا مین نے ایک شخص سے کہا جو میرے پاس بیٹہا تہا کہ تو پوچہہ حضرت صلعم سے اوس نے پوچہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت علی سوال کے وقت حاضر تہے اور اسی لحاظ سے

محدثین نے اس حدیث کو حضرت علیؓ کے مسند میں ذکر کیا ہے اور جو وہ حاضر نہ ہوتے تو مقداد کے مسند میں ذکر کرتے اور مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ اپنا ذکر دہو ڈالے اور وضو کر لیوے اور ایک روایت میں مسلم اور موطا کے یہ ہے کہ پوچھا اوسنے مذی ہے جو آدمی سے نکلتی ہے اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے حضرت علیؓ سے میں بہت مذی والا آدمی تھا تو میں نہانے لگا مذی نکلنے سے جاڑون میں یہانتک کہ میری پیٹھ پھٹ گئی تب حضرت صلعم نے فرمایا ایسا مت کر اور ابو داؤد اور ابن خزیمہ نے سہل بن حنیف سے نکالا کہ اونہوں نے بھی حضرت صلعم سے ایسا ہی سوال کیا اور نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے کہا میں نے عمار کو حکم کیا پوچھنے کا اور ابن حبان اور اسمٰعیلی کی روایت میں یون ہے کہ علیؓ نے کہا میں نے خود پوچھا اور ابن حبان نے اس اختلاف کی مطابقت یون کی کہ پہلے حضرت علیؓ نے عمار کو حکم دیا پوچھنے کا پھر مقداد کو حکم دیا پھر خود پوچھا مگر خود پوچھنے کی توجیہ بعید ہے کیونکہ اس روایت میں صاف ہے کہ اونہوں نے شرم کی پوچھنے میں بوجہ آپ کی صاحبزادی کے تو شاید بعض راویوں نے مجازاً پوچھنے کی نسبت دی حضرت علیؓ کی طرف کیونکہ اونکے حکم سے دوسرے نے پوچھا تو گویا اونہوں نے خود پوچھا طحاوی کی روایت میں رافع بن خدیج سے یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے عمار کو حکم کیا پوچھنے کا اور ایک روایت میں طحاوی کے یہ ہے حضرت علیؓ سے کہ میں بہت مذی والا تھا اور جب میری مذی نکلتی تو میں غسل کرتا پھر میں نے حضرت صلعم سے پوچھا اور ترمذی کی روایت میں ہے اونسے کہ میں نے حضرت صلعم سے پوچھا مذی کو اور عبد الرزاق نے عائش بن انس سے نکالا کہ حضرت علیؓ اور مقداد اور عمار نے مذی کا ذکر کیا حضرت علیؓ نے کہا میں بہت مذی والا آدمی ہون تو تم دو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھو پھر آپ سے پوچھا دو میں سے ایک نے اس سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت علیؓ نے عمار اور مقداد دونو کو پوچھنے کا حکم کیا تھا اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مذی نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا اور اسپر اجماع ہے اور اسکا حکم مثل پیشاب کے ہے اور امام طحاوی نے ایک جماعت سے یہ نقل کیا ہے کہ مذی کے نکلتے ہی اوسی وقت وضو واجب ہے پھر رد کیا اونپر اس روایت سے کہ حضرت علیؓ نے کہا حضرت صلعم پوچھے گئے مذی سے آپ نے فرمایا اوسمیں وضو ہے اور منی میں غسل ہے اس سے یہ نکلا کہ مذی کا حکم وہی ہے جو اور نواقض وضو کا ہے اور یہ لازم نہیں کہ مذی نکلتے ہی اوسی وقت وضو کرے اور باقی بحث اس حدیث کی کتاب الطہارت اور کتاب العلم میں گذری اور اس حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ خبر واحد مقبول ہے اور مظنون خبر پر اعتماد کر سکتے ہیں گو مقطوع پر قدرت ہو اور ان دونو مسئلون پر یہ اعتراض ہے کہ سوال حضرت علیؓ کے سامنے تھا تو نہ خبر واحد ہوئی نہ مظنون انتہٰی مختصرًا

باب من تطيب ثم اغتسل وبقي اثر الطيب جس شخص نے خوشبو لگائی پھر غسل کیا اور خوشبو کا اثر باقی رہا **حدثنا** ابو النعمان قال حدثنا ابو عوانة عن ابراهيم بن محمد بن المنتشر عن ابيه قال

سألت عائشة فذكرت قول ابن عمر ما احب ان اصبح محرما انضخ طيبا فقالت عائشة انا طيبت رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم طاف في نسائه ثم اصبح محرما ترجمہ محمد بن منتشر سے روایت ہے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا تو اون سے بیان کیا ابن عمر کا یہ قول میں نہیں چاہتا کہ صبح کروں احرام باندھے ہوئے اور خوشبو جھاڑ رہا ہوں حضرت عائشہؓ نے کہا مینے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگائی پھر آپنے دورہ کیا اپنی عورتوں میں پھر صبح کو احرام باندھا **ف** یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے اور مؤلف نے باب کا مطلب اس حدیث سے اسطرح نکالا کہ جب آپ نے دورہ کیا اپنی عورتوں کا یعنے اونسے جماع کیا خوشبو لگانیکے بعد تو لامحالہ جماع کے بعد غسل بھی کیا ہوگا تو خوشبو لگانیکے بعد غسل ہوا اور اس خوشبو کا اثر آپکے جسم پر باقی رہا تھا احرام کے بعد بھی ورنہ ابن عمر کے قول کا رد کیونکر ہوتا پس یہی ثابت ہوا کہ غسل کے بعد خوشبو کا اثر رہا اور یہی ترجمہ باب ہے حافظ نے کہا حدیث سے یہ نکلا کہ مرد اور عورت دونوں کو جماع سے پہلے اور احرام سے پہلے خوشبو لگانا مستحب ہے قسطلانی نے کہا عربوں کی عادت تھی کہ جماع سے پہلے خوشبو لگاتے تا کہ سرور زیادہ ہو انتہی **حدثنا** آدم قال حدثنا شعبة قال حدثنا الحكم عن ابراهيم عن الاسود عن عائشة قالت كاني انظر الى وبيص الطيب في مفرق النبي صلى الله عليه وسلم وهو محرم ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں خوشبو کی چمک حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مانگ میں دیکھتی تھی اور آپ احرام باندھے ہوتے **ف** حافظ صاحب نے کہا باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلتا ہے کہ یہ حدیث مختصر ہے اسی حدیث کا جو اوپر گذری تو قصہ ایک ہے یا اسطرح کہ حضرتؐ نے احرام کا غسل ضرور کیا ہوگا تو ثابت ہوا خوشبو کے بعد غسل کرنا مترجم کہتا ہے دوسری توجیہ پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ شاید حضرتؐ نے غسل کے بعد خوشبو لگائی ہو احرام سے پہلے اس صورت میں باب کا مطلب کیسے ثابت ہوگا قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو لباس میں نکالا اور مسلم اور نسائی نے حج میں

باب تخليل الشعر حتى اذا ظن انه قد اروى بشرته افاض عليه غسل میں بالوں کا خلال کرنا جب معلوم ہو کہ بدن بالوں کے اندر بھیگ گیا تو پھر پانی بہانا **حدثنا** عبدان قال اخبرنا عبد الله قال اخبرنا هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اغتسل من الجنابة غسل يديه وتوضأ وضوءه للصلوة ثم اغتسل ثم يخلل بيده شعره حتى اذا ظن انه قد اروى بشرته افاض عليه الماء ثلاث مرات ثم غسل سائر جسده وقالت كنت

اغتسل انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم من اناء واحد تغترف منہ جمیعا **ترجمہ** ام المومنین
عائشہ رض سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو اپنے دونو ہاتھ دہوتے اور وضو کرتے
اسطرح جسطرح نماز کے لیے کرتے تہے پہر غسل شروع کرتے پہر خلال کرتے اپنے ہاتہہ سے بالون کا جب جانتے کہ آپ
نے تر کر لیا اپنے جسم کو (جو بالون کے نیچے ہے) تو پانی بہاتے اپنے بالون پر تین بار پہر دہوتے اپنے باقی بدن کو اور
حضرت عائشہ رض نے کہا میں اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دونو غسل کرتے ایک برتن سے دونو اوسمین سے
چلو لیتے جاتے **ف** حافظ صاحب نے کہا اس حدیث کی بحث اوپر گذر چکی باب تخلیل الجنب یدہ فی الطہور میں
قسطلانی نے کہا غسل میں بالون کا خلال کرنا واجب ہے مالکیہ کے نزدیک اور شافعیہ کے نزدیک سنت ہے قاضی عیاض
نے کہا بعضون نے داڑہی کے بالون کو قیاس کیا ہے سر کے بالون پر اور داڑہی کا خلال بہی غسل میں ضرور رکہا ہے
قسطلانی نے کہا مالکیہ نے دلیل لی اس حدیث سے کہ خلال کرو بالون کا کیونکہ ہر بال کے تلے جنابت ہے شوکانی نے
نیل میں کہا کہ احمد اور ابو داؤد نے حضرت علی رض سے روایت کی میں نے سنا حضرت سے آپ فرماتے تہے جو شخص جنابت
میں ایک بال کے برابر جگہہ چہوڑ دیوے وہان پانی نہ پہونچے تو اللہ تعالی اوسکے ساتہہ ایسا ایسا کریگا آگ سے حضرت علی رض
نے کہا اسی وجہ سے میں دشمن ہو گیا اپنے بالون کا ابو داؤد نے زیادہ کیا کہ حضرت علی رض اپنے بال کترتے تہے حافظ
نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے کیونکہ عطاء بن السائب سے حماد بن سلمہ نے اختلاط سے پہلے سنا ہے لیکن بعضون نے کہا کہ
اسکا موقوف ہونا صحیح ہے اور عبدالحق نے کہا اکثر علما اوسکو موقوف کہتے ہیں اور نووی نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف
ہے عطا اختلاط سے پہلے بہی ضعیف کہا گیا ہے اور حماد کے کئی وہم ہیں اور اسکی اسناد میں زاذان بہی ہے اسمین اختلاف ہے
اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے نکالا مرفوعا کہ تر کرو بالون کو اور صاف کرو بدن کو
اوسکی اسناد میں حارث بن وجیہ بہت ضعیف ہے ابو داؤد نے کہا یہ حدیث اسکی منکر ہے اور وہ ضعیف ہے ترمذی
نے کہا یہ حدیث غریب ہے ہم اسکو نہیں پہچانتے مگر حارث کے طریق سے اور وہ کچہہ قوی نہیں اور دارقطنی نے علل میں
کہا کہ یہ حدیث مالک بن دینار سے اونہون نے حسن سے مرسلا مروی ہے اور سعید بن منصور نے اسکو مرسلا روایت کیا حسن
سے اور ابان عطار نے اسکو روایت کیا حسن سے اونہون نے ابو ہریرہ سے موقوفا اور شافعی نے کہا کہ یہ حدیث ثابت
نہیں ہے اور بیہقی نے کہا کہ علما حدیث جیسے بخاری اور ابو داؤد نے اسکو منکر کہا اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ غسل
میں بالون کا خلال کرنا پانی سے مشروع ہے اور میں اسمین کسی کا خلاف نہیں جانتا انتہی مترجم کہتا ہے ابو ہریرہ
کی پوری حدیث یون ہے کہ حضرت نے فرمایا ہر بال کے تلے جنابت ہے تو بالون کو دہوؤ اور بدن کو صاف کرو

روایت کیا اوسکو ابوداؤد و ترمذی نے اور جو لفظ قسطلانی نے نقل کیا وہ مجھکو نہیں ملا **باب** مَنْ تَوَضَّأَ فِي الْجَنَابَةِ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ وَلَمْ يُعِدْ غَسْلَ مَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهُ مَرَّةً أُخْرَى جسنے جنابت کی غسل مین وضو کیا پھر باقی بدن دہولیا اور وضو مین جسقدر اعضا دہل گئے تھے اونکو دوبارہ غسل مین دہویا تو کیا حکم ہے **حَدَّثَنَا** يُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ وَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضُوءَ الْجَنَابَةِ فَأَكْفَأَ بِيَمِينِهِ عَلَى يَسَارِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ ضَرَبَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ أَوِ الْحَائِطِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ الْمَاءَ ثُمَّ غَسَلَ جَسَدَهُ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ قَالَتْ فَأَتَيْتُهُ بِخِرْقَةٍ فَلَمْ يُرِدْهَا فَجَعَلَ يَنْفُضُ الْمَاءَ بِيَدِهِ **ترجمہ** ام المومنین میمونہ رض سے روایت ہی جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جنابت کا پانی رکہا (حموی اور مستملی کی روایت مین یون ہے کہ آپکے لیے جنابت کا پانی رکہا گیا) آپ نے اپنے داہنے ہاتھ سے بائین ہاتھ پر دوبار یا تین بار پانی ڈالا پھر اپنی شرمگاہ دہوئی پھر اپنا ہاتھ رگڑا زمین پر یا دیوار پر دوبار یا تین بار پھر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور دونون بانہین دہوئین پھر اپنے سر پر پانی ڈالا پھر اپنا بدن دہویا پھر وہان سے سرک گئے تو دہویا اپنے دونو پاؤن کو حضرت میمونہ رض نے کہا پھر مین ایک ٹکڑا کپڑے کا آپکے پاس لائی (بدن پونچہنے کو) آپ نے اسکو نہین چاہا اور پانی چہٹکنے لگے اپنے ہاتھ سے **ف** اس حدیث سے باب کا مطلب نکلنا بہت مشکل ہے ابن بطال نے کہا اگر مؤلف اس باب مین حضرت عائشہ کی حدیث جو اگلے باب مین گذری لاتے تو زیادہ مناسب ہوتا کیونکہ اوسمین یہ ہے پھر باقی بدن دہویا اور اسکا مطلب صاف یہ ہے کہ جو بدن وضو مین دہل گیا تہا اوسکو نہین دہویا اور باب کا بھی مطلب ہے اور اس حدیث مین جو اس باب مین مذکور ہے اتنا ہی مذکور ہے کہ پھر اپنا بدن دہویا اور ممکن ہے کہ وضو مین جو اعضا دہل گئے تہے وہ بہی اوسمین داخل ہون اور اونکو بہی پھر دہویا ہو ابن منیر نے یہ جواب دیا کہ حدیث مین پہلے وضو کے اعضا دہونیکا ذکر ہے اسکے بعد بدن کے دہونیکا اور اسکا ظاہری مطلب یہ ہے کہ سوا اعضا وضو کے جو بدن باقی رہا تہا اسکو دہویا حافظ صاحب نے کہا اس جواب مین تکلف ہے اور ابن تین نے یہ جواب دیا کہ مقصد امام بخاری کا اس حدیث کو اس باب مین لانے سے یہ ہے کہ اوسمین بدن کے دہونے سے باقی بدن کا دہونا مراد ہے بدلیل دوسری روایت کی اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دوسری روایت اس واقعہ سے متعلق نہین بلکہ اسکا واقعہ جداگانہ ہے جیسے اوپر ہم بیان کر چکے اور کرمانی نے کہا کہ یہان بدن کا لفظ شامل ہے بدن کی تمام اعضا کو تو سیاق کی حدیث بہی اسپر محمول ہوگی یا اوسمین باقی بدن سے سوا سر کے باقی بدن مراد ہوگا نہ سوائے اعضائے وضو کے

میں کہتا ہوں اس تقریر کا نتیجہ یہ ہے کہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں اور مجھے جو معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث میں بدن کے دھونے سے مجازی معنے یعنے باقی بدن دھونا مراد رکھا ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اسمیں آگے پانوں کا دھونا مذکور ہے پس اگر بدن سے سارا بدن مراد ہوتا تو دوبارہ پانوں دھونے کی کیا ضرورت تھی اور امام بخاری کی عادت سے یہ توجیہ زیادہ مناسب ہے کیونکہ وہ پوشیدہ مطلب کیطرف مطلب سے زیادہ مراد رکھتے ہیں اور ابن بطال نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ جمعہ کا غسل جنابت کے غسل سے کافی ہے اسیطرح جسنے تازہ وضو کی نیت کی اور وضو کیا اور نماز پڑھی پھر معلوم ہوا کہ تازہ وضو کرنیکے وقت وہ بے وضو تھا اور نکالنے کی وجہ یہ ہے کہ وضو غسل جنابت کے اندر سنت ہے حالانکہ یہہ سنت کافی ہو گئی فرض سے یعنے وضو میں جو اعضا دہلتے ہیں انکا پھر دھونا غسل میں ضرور نہ ہوا اور یہ استنباط ابن بطال کا مردود ہے کیونکہ وضو اسوقت کافی ہوگا جب اعضا کو بہ نیت غسل دھویا ہوا اور اعضاے وضو کو مقدم کیا ہو صرف فضیلت کے لیے اس صورت میں ان اعضا کا دھونا غسل کا ایک جز ہوا نہ وضو جیسے ابن بطال نے سمجھا مترجم کہتا ہے باب کی تطبیق حدیث سے ایک اور طرح بھی ہو سکتی ہے اور اسمیں اتنی تکلف کی حاجت نہیں پڑتی جو ابن منیر نے کیا وہ یہ کہ امام بخاری کا شاید یہ مذہب ہے کہ وضو میں جو اعضا دہلے ہیں انکو غسل میں پھر دھونا چاہیے اور ظاہر حدیث کا یہی مفہوم ہے کیونکہ بدن سے متبادر سارا بدن ہے اور حافظ صاحب نے جو کہا کہ اس صورت میں پانوں دھونیکا ذکر آگے کیوں ہوا اوسکا جواب یہ ہے کہ شاید وہاں مستعمل پانی جمع ہوتا ہوگا یا وہ جگہ نجس یا میلی کچیلی ہوگی تو پانوں کو دوسری جگہ ہٹکر دھویا صفائی کے لیے نہ اسوجہ سے کہ ساری بدن کے ساتھ پانوں نہیں دہلے تھے واللہ اعلم بمراد عبادہ

باب اِذَا ذُكِرَ فِي الْمَسْجِدِ اَنَّهٗ جُنُبٌ يَخْرُجُ كَمَا هُوَ وَلَا يَتَيَمَّمُ جب مسجد میں یاد آوے کہ میں جنب ہوں تو اسی طرح نکل جاوے اور تیمم نہ کرے **ف** بعضوں نے کہا تیمم واجب ہے ثوری اور اسحق سے ایسا ہی منقول ہے اور ایسا ہی کہا بعض مالکیہ نے کہ جو شخص مسجد میں سووے پھر اسکو احتلام ہووے تو باہر نکلنے سے پیشتر تیمم کر لیوے (فتح) قسطلانی نے کہا ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ اگر جنب مسافر ہو پھر مسجد کے اندر پانی کا چشمہ پاوے تو تیمم کر کے اندر جاوے اور پانی پیوے اور غسل کے لیے پانی مسجد کے باہر لاوے **حدثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوْفُ قِيَامًا فَخَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ ذَكَرَ اَنَّهٗ جُنُبٌ فَقَالَ لَنَا مَكَانَكُمْ ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَيْنَا وَرَأْسُهٗ يَقْطُرُ فَكَبَّرَ فَصَلَّيْنَا مَعَهٗ تَابَعَهٗ عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَرَوَاهُ

الاوزاعی عن الزہری ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے نماز کہڑی ہوئی اور صفیں برابر کی گئیں لوگ کہڑے
تہے پہر جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوے ہمارے جب نماز پڑہنے کی جگہ میں کہڑے ہوے تو آپ کو یاد آیا کہ میں جنب
ہوں آپ نے ہمسے فرمایا تم اپنی جگہہ رہو پہر آپ لوٹے اور غسل کیا پہر نکلے ہماری طرف اور آپکے سر سے پانی ٹپک رہا تہا
پہر آپنے تکبیر کہی ہمنے نماز پڑہی آپکے ساتھ **ف** اور یہ امر کہ آپ کو خیال آیا کہ میں جنب ہوں ابوہریرہ نے
قرائن سے معلوم کیا نہ یہ کہ حضرت م نے زبان سے فرمایا اور آپ جو پہلے اسکو بہول گئے اوس میں یہ حکمت تہی کہ امت کو
یہ مسئلہ معلوم ہو جیسے دوسری حدیث میں ہے میں اسلیے بہلایا جاتا ہوں کہ سنت جاری کروں **ت** متابعت
کی اس حدیث کے روایت کرنے میں عثمان بن عمر کی عبد الاعلے بن عبد الاعلے نے اونہوں نے روایت کی معمر سے اونہوں
نے زہری سے نکالا اسکو امام احمد نے اور روایت کیا اس حدیث کو اوزاعی نے زہری سے **ف** تو یہ دوسری متابعت
ہوئی اور اسکو مولف نے نکالا باب الاذان میں حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ تکبیر میں اور نماز شروع کرنے میں
فاصلہ کثیر جائز ہے اور اسکی بحث خارج ہے تو کتاب الصلوۃ میں آویگی قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم نے صلاۃ
میں اور ابوداؤد نے طہارت اور صلوۃ میں اور نسائی نے طہارت میں نکالا

باب نَفْضِ الْيَدَيْنِ مِنَ الْغُسْلِ عَنِ الْجَنَابَةِ جنابت کا غسل کرکے دونوں ہاتہوں سے پانی کو جہٹکنا **حدثنا** عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَمْزَةَ
قَالَ سَمِعْتُ الْاَعْمَشَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُوْنَةُ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَسَتَرْتُهُ بِثَوْبٍ وَصَبَّ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ صَبَّ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَغَسَلَ
فَرْجَهٗ فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْاَرْضَ فَمَسَحَهَا ثُمَّ غَسَلَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَذِرَاعَيْهِ
ثُمَّ صَبَّ عَلٰى رَأْسِهٖ وَاَفَاضَ عَلٰى جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاوَلْتُهٗ ثَوْبًا فَلَمْ يَاْخُذْهُ فَانْطَلَقَ
وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ **ترجمہ** ام المومنین میمونہ نے کہا ہے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پانی رکہا غسل کا
پہر میں نے اسکو ڈہانپا ایک کپڑے سے آپنے پانی ڈالا اپنے دونوں ہاتہوں پر اونکو دہویا پہر داہنے ہاتہ سے بائیں
پر پانی ڈالا اور اپنی شرمگاہ کو دہویا پہر اپنا ہاتہ زمین پر مارا اوسکو رگڑا پہر دہویا پہر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور
منہ کو دہویا اور دونوں بانہوں کو پہر اپنے سر پر پانی بہایا اور اپنے بدن پر بہایا پہر کسک گئے اور دونوں پانوں اپنے
دہوئے پہر میں نے اسکو ایک کپڑا دیا آپنے اسکو نہیں لیا اور چلے دونوں ہاتہوں سے پانی جہٹکتے ہوے **ف** اس حدیث
سے یہ نکلا کہ وضو اور غسل کا پانی ہاتہوں سے جہٹکنا درست ہے اور یہ مسئلہ تفصیل سے کتاب الوضو میں گذر چکا
قسطلانی نے کہا پانی کا جہٹکنا اولے کے خلاف ہے اور اسی کو ترجیح دیا تحقیق میں اور منہاج میں اور بعضوں نے

کہا مکروہ ہے اور صحیح کہا اسکو رافعی نے مترجم کہتا ہے کہ جب حضرت سے غسل کا پانی چھڑکنا ثابت ہے تو نووی اور اوسکے
خلاف ہو سکتا ہے نہ مکروہ اور یہ دونوں قول غلط ہیں گو شافعیہ کی فقہ کی کتابوں میں اسکو مکروہ یا اوسکے خلاف
لکھا ہو اور فقہ کی کتابیں خواہ شافعیہ کی ہوں یا حنفیہ کی یا مالکیہ کی اون میں جو بات قرآن یا صحیح حدیث کے خلاف
ہو وہ محض لغو اور پوچ ہے اور مومن کے نزدیک اوسکی کوئی وقعت نہیں ہے مومن کو حدیث اور قرآن کی پیروی
لازم ہے اور جو اوسکے خلاف ہو وہ کالائے بد ہے اسکو ریش خاوند پہ پھینکنا چاہیے **باب** مَنْ بَدَأَ بِشِقِّ
رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ فِي الْغُسْلِ جسنے غسل میں پہلے سر کے داہنی طرف سے شروع کیا **حدثنا** خلاد بن یحیی
قال حدثنا ابراهيم بن نافع عن الحسن بن مسلم عن صفية بنت شيبة عن عائشة قالت كنا اذا
اصابت احدانا جنابة اخذت بيديها ثلثا فوق رأسها ثم تأخذ بيدها على شقها الايمن وبيدها
الاخرى على شقها الايسر **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے کسی کو جب جنابت ہوتی تو
اپنے دونوں ہاتھوں کو پانی لیتی تین بار اپنے سر پر پانی ڈالتی پھر ایک ہاتھ پانی لیتی اور داہنی جانب پر اپنے سر کے ڈالتی اور دوسرے
ہاتھ سے پانی لیتی اور بائیں جانب پر اپنے سر کے ڈالتی **ف** تو داہنے اور بائیں جانب سے سر کا داہنا اور بایاں
جانب مراد ہے نہ بدن کا اس صورت میں حدیث کی مطابقت باب سے ظاہر ہے قسطلانی نے کہا اس حدیث کو ابو داؤد
نے بھی نکالا مترجم کہتا ہے اگر بدن کا داہنا اور بایاں جانب مراد ہو تب بھی مطابقت ہو سکتی ہے کیونکہ داہنے
جانب میں سر سے لیکر قدم تک داخل ہے اسیطرح سے بائیں جانب میں کرمانی نے کہا اور حافظ صاحب نے کہا کہ
امام بخاری نے سر پر تین بار پانی ڈالنے کا یہی مطلب رکھا کہ ایک ہاتھ سے سر کے داہنے جانب پر ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے
بائیں جانب پر اسیطرح تین بار کیا واللہ اعلم بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ ابوذر کے نسخہ میں ہے اور اور نسخوں
میں بسم اللہ نہیں ہے **باب** مَنِ اغْتَسَلَ عُرْيَانًا وَحْدَهُ فِي خَلْوَةٍ وَمَنْ تَسَتَّرَ فَالتَّسَتُّرُ أَفْضَلُ تنہائی
کی جگہ میں ننگے نہانا اور جو ستر ڈھانپ کر نہاوے تو افضل ہے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ تنہائی میں ننگے بھی نہانا
درست ہے گو افضل نہ ہو اور یہی قول ہے اکثر علماء کا اور ابن ابی لیلی کے نزدیک جائز نہیں اونہوں نے شاید دلیل
لی یعلی بن امیہ کی حدیث سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی تم میں سے نہاوے تو عورت کو چھپاوے
یہ آپ نے اوس شخص سے فرمایا جو تنہائی میں ننگا نہا رہا تھا روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور بزار نے ایسا ہی روایت
کیا ابن عباس سے طول کے ساتھ (فتح) اور ابو داؤد نے مراسیل میں نکالا کہ مت غسل کرو جنگل میں جب تم چھپنے
کی جگہ نہ پاؤ پھر اگر چھپنے کی جگہ نہ پاؤ تو لکیر کرلے ایک قلم میں سے دائرہ کیطرح اور اللہ کا نام لیوے اور غسل کرے

کرے اوسکے منہ اور شافعیہ نے بھی پانی مین ننگا اوترنا منع رکھا ہے کیونکہ حدیث مین ہے ست اگر کہس تو پانی مین گر
تہبند باندہکر کیونکہ پانی مین آبادی ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے اور جمہور علما کا یہ قول ہے کہ احتیاج سے وقت
عورت کہولنا درست ہو اور غسل بھی بلا احتیاج ہے البتہ بغیر احتیاج کے حرام ہے اور شافعیہ کا زیادہ صحیح قول
یہی ہے (قسطلانی) وَقَالَ بَهْزٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ
يُسْتَحْيَى مِنْهُ مِنَ النَّاسِ اور بہز بن حکیم نے روایت کی اپنے باپ سے (حکیم سے) اونہون نے بہز کے دادا (معاویہ
بن حیدہ بن معاویہ قشیری سے جو صحابی تھے خراسان مین مرے اس کتاب مین اونسے تعلیقاً مروی ہے اُنہون نے
جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے اللہ تعالی زیادہ لائق ہے کہ اُس سے شرم کیجاوے بہ نسبت لوگونکی
ف اور سرخسی کے نسخہ مین یون ہے کہ اوس سے پردہ کیا جاوے اسحدیث کو اصحاب سنن وغیرہم (جیسے امام احمد) نے
نکالا بہز سے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے کہا صحیح ہے اور ابن ابی شیبہ نے کہا حدیث بیان کی ہم
سے یزید بن ہارون نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے بہز بن حکیم نے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے اونکے دادا سے
کہ مین نے کہا اے نبی اللہ کے ہم کن شرمگاہون پر تصرف کرین اور کن کو چھوڑ دین آپ نے فرمایا بچا اپنی شرمگاہ
کو مگر اپنی بی بی اور لونڈی سے مین نے کہا یا رسول اللہ جب ہم مین سے کوئی اکیلا ہو آپنے فرمایا اللہ زیادہ حق
رکھتا ہے کہ اوس سے شرم کیجاوے بہ نسبت لوگون کے حافظ صاحب نے کہا اسحدیث کا اسناد بہز تک صحیح ہے اور
اسی واسطے امام بخاری نے بہز کا قول بصیغہ جزم بیان کیا البتہ بہز اور اونکا باپ دونو امام بخاری کی شرط کے موافق
نہین ہین اور اسی لیے مؤلف نے کتاب النکاح مین معاویہ بن حیدہ کی حدیث کو جو بہز کا دادا تہا بصیغہ جزم بیان
نہین کیا اور اس سے یہ بھی نکلا کہ تعلیق پر جزم کرنے سے اسناد کا صحیح ہونا لازم نہین مگر جہانتک تعلیق ہو وہانتک اسناد
صحیح ہوگا اور اسحدیث سے یہ نکلا کہ بی بی کو اپنے مرد کی شرمگاہ دیکھنا درست ہو اور اسپر قیاس کیا کہ مرد کو بی بی
کی شرمگاہ دیکھنا درست ہو اور اسکے سوا مرد کو مرد کی یا عورت کو عورت کی شرمگاہ دیکھنا درست نہین ہے اور
اسباب مین ایک حدیث ہی صحیح مسلم مین بہر حال بہز کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ خلوت مین بھی ننگا ہونا درست نہین لیکن
مؤلف نے اوسکے جواز پر دلیل لی حضرت موسے اور حضرت ایوب علیہما السلام کے قصے سے اور اگلے پیغمبرونکی
پیروی کا ہمکو حکم ہوا دوسرے یہ کہ حضرت ص نے اونکے قصون کو نقل کیا اور اُنپر اعتراض نہین کیا اس صورت
مین بہز کی حدیث محمول ہوگی اسپر کہ افضل یہی ہے کہ خلوت مین بھی ننگا نہ ہو (فتح مختصراً) قسطلانی نے کہا عورت
کھولنے مرد کی عورت دیکھنا درست ہو اسیطرح مرد کو اپنی بی بی کی عورت دیکھنا مباح ہے دبر کے حلقہ سے جیسے دارمی نے کہا ہے

اصحاب میں سے مترجم کہتا ہے تخصیص دارمی کی بے دلیل ہے اور حدیث کی مفہوم سے صاف نکلتا ہے کہ مرد کی شرمگاہ کی عورت کو دیکھنا درست ہے ذکر ہو یا دبر کیونکہ عورت کا لفظ دونوں کو شامل ہے اسیطرح عورت کی فرج خواہ فرج ہو یا دبر اور یہ قیاس سے نکلتا ہے حدثنا اسحٰق بن نصر قال حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن همام بن منبه عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال كانت بنو اسرائيل يغتسلون عراة ينظر بعضهم الى بعض وكان موسى يغتسل وحده فقالوا والله ما يمنع موسى ان يغتسل معنا الا انه آدر فذهب مرة يغتسل فوضع ثوبه على حجر ففر الحجر بثوبه فجمح موسى في اثره يقول ثوبي يا حجر ثوبي يا حجر حتى نظرت بنو اسرائيل الى موسى فقالوا والله ما بموسى من بأس واخذ ثوبه فطفق بالحجر ضربا فقال ابو هريرة والله انه لندب بالحجر ستة او سبعة ضربا بالحجر ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کے لوگ ننگے نہاتے تھے ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھتا (شاید یہ انکی شریعت میں جائز ہوگا ورنہ حضرت موسیٰ ع اس سے منع کرتے) اور حضرت موسیٰ اکیلے غسل کرتے تھے (کیونکہ یہ افضل ہوگا انکی شریعت کے رو سے) تو بنی اسرائیل نے کہا قسم خدا کی موسیٰ ہم جو ہمارے ساتھ نہانے سے باز رہتے ہیں وہ اس وجہ سے ہے کہ انکو فتق کی بیماری ہے پھر ایک بار حضرت موسیٰ نہانے کو تشریف لے گئے اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھے وہ پتھر (بحکم الٰہی) انکے کپڑے لیکر بھاگا حضرت موسیٰ اسکے پیچھے دوڑے اور کہتے جاتے تھے اے پتھر میرے کپڑے دیدے اے پتھر یہانتک کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو دیکھ لیا اور کہا قسم خدا کی موسیٰ کو کوئی بیماری نہیں ہے **ف** اس سے یہ نکلتا ہے کہ دوا یا علاج یا اور کوئی ضرورت ستر کا دیکھنا درست ہے اور ابن جوزی نے ایک احتمال نکالا کہ اسوقت حضرت موسیٰ پر ایک تہ بند تھا جو تر ہوا کیوجہ سے ستر ڈھانپ سکا اور اس احتمال کو انہوں نے اچھا کہا اور نقل کیا اپنے مشائخ سے حالانکہ یہ احتمال غلط ہے کیونکہ حدیث میں صاف موجود ہے کہ بنی اسرائیل ننگے نہاتے تھے اور حضرت موسیٰ خلوت میں نہاتے تھے پس اگر تہ بند باندھ کر نہاتے تو خلوت کی کیا ضرورت تھی دوسری حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وہ پتھر کپڑے لیکے ہی بھاگا اور ظاہر اسکا یہ ہے کہ غسل سے پہلے بھاگا اور حضرت موسیٰ اسکے پیچھے دوڑے اس صورت میں تہ بند تر کیونکر ہوگا قسطلانی نے کہا اس سے رد ہوتا ہے اسکا جو کہتا ہے کہ ستر عورت واجب تھا بنی اسرائیل پر کیونکہ اگر واجب ہوتا تو حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو اپنا ستر نہ دیکھنے دیتے نہ اس مقام پر جاتے جہاں بنی اسرائیل جمع تھے آپ اوسکا خلوت میں غسل کرنا تو وہ فضیلت کے طور پر تھا اور دلیل اسکی کہ اگلے زمانے میں کشف

عورت جائز نہ تھا یہ ہے کہ جب کعبہ کے لیے پتھر ڈہوتے تھے تو حضرت عباس نے ہمارے حضرت صلعم کا تہبند مونڈھے پر ڈالدیا تھا تاکہ آپ کو پتھر لانے میں آسانی ہو پھر آپ بیہوش ہوکر گرے اور اسکی وجہ یہ تھی کہ آپ کی شان کے لائق یہ امر نہ تھا گو مباح ہو لیکن یہ مختصر ات اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے کپڑے لیے (کیونکہ وہ پتھر بنی اسرائیل میں جاکر تھم گیا) اور پتھر کو مارنا شروع کیا (جب پتھر کپڑے لیکر بھاگا تو وہ مثل ایک عاقل جاندار کے ہوا اسی لیے حضرت موسیٰ نے اسکو پکارا اور مارا اور بعضوں نے کہا اسمیں بھی ایک معجزہ دکھانا منظور تھا) ابوہریرہ نے کہا (یہ ہمام نے نقل کیا تو یہ قول معلق نہیں ہے) قسم خدا کی پتھر میں چھ نشان پڑگئے یا سات حضرت موسیٰ کی مار کے ف حافظ صاحب نے کہا اس حدیث کی باقی بحث احادیث الانبیا میں آویگی قسطلانی نے کہا مسلم نے اسکو احادیث الانبیا میں نکالا اور ایک اور مقام میں وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ أَيُّوبُ يَحْتَثِي فِي ثَوْبِهِ فَنَادَاهُ رَبُّهُ يَا أَيُّوبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى قَالَ بَلَى وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَا غِنَى بِي عَنْ بَرَكَتِكَ وَرَوَاهُ إِبْرَاهِيمُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار حضرت ایوب علیہ السلام ننگے نہا رہے تھے اونپر ٹیڑی گری سونے کی (جاندار یا بے جان) حضرت ایوب اسکو پکڑ پکڑ کر رکھنے لگے اپنے کپڑے میں تب پکارا اونکو اونکے مالک یعنے پروردگار عالم جل شانہ نے امی ایوب کیا میں نے تجھکو بے پرواہ نہیں کیا اوس سے جو تو دیکھتا ہے (یعنے سونیکی ٹیڑی سے) اونہوں نے عرض کیا بیشک تو نے مجھکو بے پرواہ کیا (مالدار کرکے) قسم تیری عزت کی لیکن میں بے پرواہ نہیں ہوں تیری برکت سے ف یعنے تیرے احسان اور عطا اور بخشش سے اس حدیث سے مالداری کی فضیلت نکلی کیونکہ اسکو برکت کہا اور محال ہے کہ حضرت ایوب ع نے دنیا کی محبت سے اوسکو لیا ہو بلکہ اس وجہ سے لیا کہ وہ مالک کے پاس سے ابھی اُتری تھی حافظ صاحب نے کہا ابن بطال نے کہا امام بخاری نے اس حدیث سے دلیل لی ننگے نہانیکی جواز پر کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اونپر عتاب کیا ٹیڑیاں اکٹھا کرنے پر اور نہیں عتاب کیا ننگے نہانے پر تو معلوم ہوا کہ وہ جائز ہے یہ حدیث مولف نے اسی اسناد سے روایت کی جس اسناد سے حضرت موسیٰ کی حدیث کو روایت کیا اور کرمانی نے غلطی کی جو کہا کہ یہ تعلیق ہے کیونکہ دونو حدیثیں ہمام کے نسخہ میں اسی اسناد سے موجود ہیں اور امام بخاری نے اسی دوسری حدیث کو احادیث الانبیا میں عبدالرزاق کے طریق سے نکالا اسی سند سے اس صورت میں کرمانی نے جو کہا کہ یہ صیغہ تمریض کا ہے تو دوسری

غلطی ہے اگر اونکا خیال ساری صحیح بخاری پر حافظ ابن حجر کیطرح ہوتا تو اس قسم کی غلطیاں نہ کرتے اور باقی بحث
حدیث کی خارج چاہیے تو کتاب الانبیا میں آویگی **ت** اور روایت کیا اس حدیث کو ابراہیم (بن طہمان) نے موسی بن
عقبہ سے اونہوں نے صفوان سے انہوں نے عطار ابن یسار سے انہوں نے ابو ہریرہ سے انہوں نے حضرت صلعم سے
(اس اسناد کو نسائی اور اسمعیلی نے وصل کیا) **ف** نیل میں ہے کہ ابوداود اور نسائی نے یعلے بن امیہ سے روایت کیا
کہ حضرت صلعم نے ایک شخص کو دیکھا کھلے میدان میں نہاتے ہوئے تو آپ منبر پر چڑھے اور اللہ کی تعریف اور صفت
بیان کی پھر فرمایا کہ اللہ جل جلالہ شرم والا ہے پردے والا دوست رکھتا ہے حیا اور پردے کو پھر جب کوئی تم میں سے
غسل کرے تو پردہ کرے اس حدیث کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور نسائی نے ابو السمح سے نکالا کہ میں خدمت کرتا تھا
حضرت صلعم کی پھر جب آپ غسل کا ارادہ کرتے تو مجھ سے فرماتے پیٹھ موڑ لے میں پیٹھ موڑ لیتا اور آپ کی آڑ کر لیتا اپنی
پیٹھ سے اور مسلم نے نکالا ام ہانی سے میں حضرت صلعم پاس گئی جس سال کہ فتح ہوا مکہ میں نے آپکو غسل کرتے پایا حضرت
فاطمہ آپکی آڑ کیے تھیں ایک کپڑے سے انتہے ملتقطا مترجم کہتا ہے ام ہانی کی حدیث امام بخاری نے بھی نکالی اور وہ آگے آتی
ہے **باب** التَّسَتُّرِ فِی الْغُسْلِ عِنْدَ النَّاسِ لوگوں کے سامنے غسل میں آڑ کرنا **حدثنا** عَبْدُ اللّٰہِ
ابْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنْ اَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ اَنَّ اَبَا مُرَّۃَ مَوْلٰی اُمِّ ہَانِیٍٔ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ
اُمَّ ہَانِیٍٔ بِنْتَ اَبِیْ طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَہَبْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُّہٗ
یَغْتَسِلُ وَفَاطِمَۃُ تَسْتُرُہٗ فَقَالَ مَنْ ھٰذِہٖ فَقُلْتُ اَنَا اُمُّ ھَانِیٍٔ **ترجمہ** ام ہانی بنت ابیطالب سے (جو حضرت صلعم
کی چچا زاد بہن تھیں انکا نام فاختہ یا فاطمہ یا ہند تھا کہتے ہیں انسے دو حدیثیں مروی ہیں) وہ کہتی تھیں میں حضرت رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس گئی جس سال کہ فتح ہوا مکہ میں نے آپکو پایا غسل کرتے ہوئے اور حضرت فاطمہ آپکو چھپائے تھیں
(ایک کپڑے سے) آپ نے پوچھا یہ کون ہے میں نے کہا ام ہانی **ف** اس سے معلوم ہوا کہ پردہ غلیظ تھا جب تو آپ
ام ہانی کو پہچان نہ سکے لیکن آپکو معلوم ہو گیا کہ کوئی عورت ہے کیونکہ مرد ایسے مقام پر نہیں جا سکتا قسطلانی نے
کہا کہ رمضان ۸ ہجری میں فتح ہوا اور اس حدیث کو مؤلف نے ادب اور صلاۃ اور جزیہ میں اور مسلم نے طہارت اور طلاق
میں اور ترمذی نے استیذان اور سیر میں اور نسائی نے طہارت اور سیر میں اور ابن ماجہ نے طہارت میں نکالا حافظ صاحب نے کہا
اس حدیث کی بحث کتاب الجہاد میں مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالی جہاں مؤلف اس حدیث کو پورا نقل کیا ہے **حدثنا**
عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْیَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ کُرَیْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
عَنْ مَیْمُوْنَۃَ قَالَتْ سَتَرْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَۃِ فَغَسَلَ یَدَیْہِ ثُمَّ صَبَّ

بِيَمِينِهٖ عَلٰی شِمَالِهٖ فَغَسَلَ فَرْجَهٗ وَمَا أَصَابَهٗ ثُمَّ مَسَحَ بِيَدِهٖ عَلَى الْحَائِطِ أَوِ الْأَرْضِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ أَفَاضَ الْمَاءَ عَلٰى جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ تَابَعَهٗ أَبُوْ عَوَانَةَ وَابْنُ فُضَيْلٍ فِي السَّتْرِ **ترجمہ** ام المومنین میمونہؓ سے روایت ہے اونہوں نے کہا مین نے آڑ کی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ غسل کر رہے تہے جنابت سے تو آپنے اپنے دہنے ہاتہہ دہو پہر اپنے ہاتہہ سے بائین پر پانی ڈالا اور اپنی شرمگاہ کو دہویا اور جو اسمین لگ گیا تہا (فرج کی رطوبت یا پیشاب وغیرہ) پہر اپنا ہاتہہ دیوار یا زمین پر پہیرا پہر وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے تہے مگر پانون نہین دہوئے پہر اپنے بدن پر پانی بہایا پہر اسجگہہ سے سرک گئے اور پانون دہوئے متابعت کی سفیان کی ابوعوانہ (وضاح یشکری) نے (یہ متابعت مولف کی روایت سے اوپر گذر چکی) اور محمد ابن فضیل نے (اسکو ابوعوانہ اسفرائنی نے نکالا اپنے صحیح مین) پردہ کو نقل کرنے مین حافظ صاحب نے کہا کہ پردہ کو ابو حمزہ نے نقل کیا مولف کی روایت سے اور زائدہ نے اسمعیلی کی روایت سے اور یہ حدیث کی بحث غسل کے شروع مین گذر چکی

باب اِذَا احْتَلَمَتِ الْمَرْأَةُ عورت کو احتلام ہونیکا بیان

ف احتلام مرد اور عورت دونو کو ہوتا ہے مگر مولف نے یہان عورت کی تخصیص کی کیونکہ بعضون نے اسکا انکار کیا ہے جیسے ابن منذر نے ابراہیم نخعی سے نقل کیا اور نووی نے شرح مہذب مین اسکی صحت کو بعید سمجہا حالانکہ ابن ابی شیبہ نے باسناد جید ابراہیم سے ایسا ہی نقل کیا ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ امْرَأَةُ أَبِيْ طَلْحَةَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ **ترجمہ** ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے ام سلیم (سہلہ یا رمیلہ یا رمیثہ بنت ملحان حضرت انس کی مان ہین کتابین اونسے دو حدیثین مروی ہین) ابوطلحہ کی بی بی (ابوطلحہ کا نام زید بن سہل بن اسود بن حرام انصاری ہے وہ بدری تہے) جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئین اور عرض کیا یارسول اللہ اللہ جل جلالہ نہین شرم کرتا سچی بات سے کیا عورت پر غسل لازم ہے جب اسکو احتلام ہو آپ نے فرمایا ہان لازم ہے جب پانی دیکہے **ف** یعنے جاگنے کے بعد منی کا اثر دیکہے مطلب یہ ہے کہ اگر انزال نہ ہو تو صرف خواب دیکہنے سے غسل واجب نہ ہوگا اور مرد کا بہی یہی حکم ہے حافظ صاحب نے کہا یہ حدیث باب الحیا فی العلم مین گذر چکی اور مسلم کی ایک روایت مین حضرت عائشہ سے یہ حدیث منقول ہے اور اس مین بہی ہے کہ انکار حضرت عائشہ اور ام سلمہ مین ہوئی اور قاضی عیاض نے اہل حدیث سے نقل کیا کہ صحیح ام سلمہ سے یہ قصہ ہے نہ عائشہ سے

نووی نے کہا شاید حضرت عائشہ اور ام سلمہ دونو نے ام سلیم پر اعتراض کیا ہو اور انس اور عائشہ اور ام سلمہ سب اس قصے کے وقت حاضر تھے لیکن یہ جیسے ظاہر ہوا کہ انس اُس وقت حاضر نہ تھے بلکہ اونہون نے اپنی ماں ام سلیم سے سنا اور ام سلمہ نے یہ قصہ انس سے اور امام احمد نے ابن عمر سے بھی روایت کیا ہے اور ابن عمر نے شاید ام سلیم یا اور کسی سے سنا ہو اور یہ سوال خولہ بنت حکیم نے بھی حضرت سے کیا اوسکو امام احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا اوسکے اخیر مین یہ ہے جیسے مرد پر غسل نہین ہے جب خواب مین ایسا دیکھے اور انزال نہ ہو اور سہلہ بنت سہیل نے بھی اسکو طبرانی نے نکالا اور بسرہ بنت صفوان نے اسکو ابن ابی شیبہ نے نکالا اور شرم سے اس حدیث مین لغوی شرم مراد ہے کیونکہ شرعی شرم تو سراسر بہتر ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی حکم نہین کرتا شرم کرنیکا سچی بات کہنے سے یا منع نہین کرتا حق بات کہنے سے (یہ تاویل فاسد ہے جیسے کتاب العلم مین گذرا حیا ایک صفت الٰہی ہے مثل دوسرے صفات کے اوس کی کیفیت معلوم نہین ہے) اور حمیدی کی روایت مین ہے جب تم سے کوئی پانی دیکھے تو غسل کرے اور ایک روایت مین ہے کہ ام سلمہ نے کہا کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے آپنے فرمایا تیرے ہاتھون مین مٹی لگے پھر بچہ کیون عورت کی صورت پر ہوتا ہے اور ابن ماجہ کی روایت مین ہے کہ آپ نے فرمایا مرد کا پانی غلیظ ہے سفید اور عورت کا پانی پتلا ہے زرد پھر جو پہلے ہو جاتا ہے یا اوپر بچہ اوسیکی مشابہ ہوتا ہے اور مسلم کی روایت مین ہے جب عورت کا پانی اوپر ہوتا ہے تو مرد مشابہ ہوتا ہے اپنے ننہیال کے اور جب مرد کا پانی اوپر ہوتا ہے تو مشابہ ہوتا ہے اپنے ددہیال کے (چچا اور کے) اور ایک روایت مین ہے کہ اونہون نے اپنا منہہ ڈھانپ لیا اور ایک روایت ہے کہ وہ ہنسین اور ایک مین ہے کہ اے ام سلیم تو نے فضیحت کیا عورتون کو نکالا اسکو مسلم نے ابن بطال نے کہا حدیث سے نکلا کہ سب عورتون کو احتلام ہوتا ہے اور بعضون نے کہا کہ حدیث سے نکلا کہ بعض عورتون کو احتلام نہین ہوتا امام احمد کی روایت مین ہے کہ ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ کیا عورت کا بھی پانی نکلتا ہے آپ نے فرمایا عورت تو مردون کا جوڑ ہین اور عبد الرزاق کی روایت مین ہے جب تم مین سے کوئی پانی دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہے اور امام احمد نے خولہ سے نکالا اوسمین یہ ہے کہ اوسپر غسل نہین ہے جب تک انزال نہ ہو جیسے مرد کو ہوتا ہے اور اس سے رد ہوا اوس شخص کا جو کہتا ہے عورت کا پانی باہر نہین نکلتا (فتح ملخصًا) قسطلانی نے کہا اس حدیث کو جموعون عالمون نے نکالا انتہے

باب عَرَقِ الجُنُبِ وَاَنَّ المُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ جنب کے پسینے کا بیان اور مسلمان کے نجس نہونیکا

شاید مولف نے اشارہ کیا اس طرف کہ کافر کے پسینے مین اختلاف ہے بعض لوگون نے اسکو نجس کہا ہے کیونکہ کافر خود نجس ہے تو مطلب یہ ہے کہ جنب کے پسینے کا بیان اور اس بات کا کہ مسلمان نجس نہین ہوتا اور جب مسلمان نجس نہوا

تو اس کا پسینہ بھی نجس ہوگا اور اسکا مفہوم یہ ہے کہ کافر نجس ہے تو اسکا پسینہ بھی نجس ہے (فتح) **حدثنا** علی بن عبد اللہ قال حدثنا یحیی قال حدثنا حمید قال حدثنا بکر عن ابی رافع عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقیہ فی بعض طریق المدینۃ وھو جنب فانخنست منہ فذھب فاغتسل ثم جاء فقال این کنت یا ابا ھریرۃ قال کنت جنبا فکرھت ان اجالسک وانا علی غیر طھارۃ فقال سبحان اللہ ان المؤمن لا ینجس **ترجمہ** ابو ہریرہ رض سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسے ملے مدینہ کے ایک راستے مین اور وہ (یعنے ابو ہریرہ) جنب تھے (اونہون نے کہا) مین چپکے سرکا آپ سے (یعنے چپکر نکل گیا اور بعض نسخون مین فانجست ہی یعنے مین نے اپنے مین نجس جانا) پھر وہ (یعنے ابو ہریرہ) گئے اور غسل کیا پھر آئے آپنے فرمایا تو کہان تہا اے ابو ہریرہ اونہون نے عرض کیا مین جنب تہا تو مینے برا جانا کہ آپ پاس بیٹھون بغیر طہارت کے آپنے فرمایا سبحان اللہ (تعجب سے) مومن نجس نہین ہوتا **ف** اگرچہ جنب ہو زندگی مین نہ مرنیکے بعد البتہ اگر کوئی نجاست اوسکے بدن سے لگ جاوے تو وہ نجس ہوگا پھر جب وہ نجاست دور ہو جاوے تو پاک ہے حافظ صاحب نے کہا بعض اہل ظاہر نے اس حدیث کے مفہوم سے دلیل لی اور کہا کہ کافر نجس العین ہے اور قوی کیا اس قول کو اس آیت سے کہ مشرک نجس ہین اور جمہور علمار نے حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ مراد یہ ہے کہ مومن کے اعضار پاک ہین کیونکہ وہ نجاست سے بچتا ہے اور مشرک مین یہ بات نہین وہ نجاست سے نہین بچتا اور آیت کا یہ مطلب کیا ہے کہ مراد اعتقاد کی نجاست ہے اور دلیل اونکی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اہل کتاب کی عورتون سے نکاح کرنا درست کہا ہے اور جب اونسے نکاح ہوگا تو اونکے پسینے سے محفوظ رہنا غیر ممکن ہے جو اونکے ساتھ لیٹے اوسکو ضرور انکا پسینہ لگیگا تو معلوم ہوا کہ زندہ آدمی نجس العین نہین ہے کیونکہ عورت اور مرد مین فرق نہین ہے اور قرطبی نے شرح مسلم مین ایک نادر بات لکھی اور کہا کہ شافعی کے نزدیک کافر نجس ہے (اور حنفیہ نے بھی اپنی کتابون مین یہ غلطی کی ہے کہ) اور اس مسئلہ کی گفتگو خدا چاہے تو کتاب الجنائز مین آویگی اور اس حدیث سے نکلا کہ بڑے کا مونکے لیے باطہارت ہونا بہتر ہے جیسے صحبت حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اور یہ بھی نکلا کہ بزرگون کی عظمت اور توقیر کرنا چاہیے اور انکی صحبت مین عمدہ شکل سے جانا چاہیے (اور بزرگون کا احترام حالت موت اور حیات دونون مین برابر ہے جب حضرت ص کی قبر شریف یا اور کسی ولی یا پیغمبر کی مزار کی زیارت کیجاوے تو طہارت کے ساتھ عمدہ لباس اور ادب سے جانا بہتر ہے) اور ابو ہریرہ کی جلدی کا باعث یہ ہوا کہ حضرت ص کی عادت تہی جب اپنے اصحاب سے ملتے تو اونسے ہاتھ پکڑ لیتے اور دعا کرتے ایسا ہی روایت کیا نسائی اور ابن حبان نے حذیفہ سے تو ابو ہریرہ یہ سمجھے کہ جنب نجس ہے اور ڈرے

آنحضرت صلعم اونکو چھوڑ کر اپنے ساتھ چلے گئے اور غسل کیا اور حضرت نے تعجب سے اونکے عقیدے پر انکار فرمایا اس سے
یہ نکلا کہ خادم کو مخدوم سے اجازت لیکر جانا بہتر ہے اور مخدوم کو شایان ہے خادم سے کہدینا چاہیے اور غسل میں تاخیر
کرنا درست ہے اور ابن حبان نے اس حدیث سے رد کیا ہے اسکا جو کہتا ہے کہ جنب اگر کنوئے مین گرے اور غسل کی نیت
کرلے تو کنوئے کا پانی نجس ہو جاویگا کیونکہ جنب خود نجس نہین ہے پھر کنوئے کا پانی کیون نجس ہوگا (علاوہ
اسکے پانی کبھی نجس نہین ہوتا جبتک اوسکا وصف نہ بدلے جیسے دوسری حدیث مین ہے) اور امام بخاری نے
اس حدیث سے دلیل لی کہ جنب کا پسینہ پاک ہے کیونکہ جب اوسکا بدن جنابت سے نجس نہ ہوا تو جو بدن سے نکلے وہ بھی نجس
نہ ہوگا اور یہ بھی نکلا کہ جنب کو غسل سے پہلے اپنے ضروری کام کرنا درست ہے (فتح) اور اس حدیث کو امام مسلم نے
طہارت مین اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے صلوۃ مین نکالا (قسط) مترجم کہتا ہے کافر کی نجاست
کی بحث اوپر کتاب الوضو مین گذر چکی ہے **باب** الجُنُبُ يَخْرُجُ وَيَمْشِي فِي السُّوقِ وَغَيْرِهِ جنب گھر سے
نکل سکتا ہے اور بازار وغیرہ مین چل سکتا ہے **ف** جمہور علما کا یہی قول ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت
علی اور عائشہ اور ابن عمر اور عمر اور شداد بن اوس اور سعید بن المسیب اور مجاہد اور ابن سیرین اور زہری اور محمد بن علی
اور نخعی سے اور بیہقی نے سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن عمرو اور ابن عباس اور عطا اور حسن سے نقل کیا ہے کہ
وہ جنب ہوتے تھے تو نہ نکلتے تھے اور نہ کہاتے تھے جبتک وضو نہ کرلیتے (قسط) اور ابن ابی شیبہ نے حسن بصری وغیرہ
سے روایت کیا اونہون نے کہا وضو مستحب ہے جنب کے لیے (فتح) وَقَالَ عَطَاءٌ يَحْتَجِمُ الْجُنُبُ وَيُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ
وَيَحْلِقُ رَأْسَهُ وَإِنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ اور عطا نے کہا پچھنے لگاوے جنب اور ناخون تراشے اور سر منڈاوے اگرچہ
وضو نکرے (اس اثر کو عبد الرزاق نے وصل کیا ابن جریج سے اونہون نے عطا سے اور زیادہ کیا کہ نورہ لگاوے)
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ
أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي اللَّيْلَةِ
الْوَاحِدَةِ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی عورتون کا دورہ کرلیتے ایک رات مین اور آپ کی ان دنون نو بی بیان تہین **ف** یہ حدیث اوپر
گذری اور ترجمہ باب اس سے یون نکلتا ہے کہ آپکی بی بیون کے حجرے قریب قریب تہے تو ضرور آپ ایک حجرے
سے دوسرے حجرے کو جاتے ہونگے غسل سے پہلے پس ثابت ہوا کہ جنب کو غسل سے پہلے نکلنا درست ہے اور یہی ترجمہ باب
ہے اور جب نکلنا جائز ہوا تو بازار مین بھی چلنا درست ہوگا اور ابوہریرہ کی حدیث جو اوپر گذری وہ بھی اس مطلب

دلالت کرتی ہے کیونکہ حضرت نے ابو ہریرہ کے نکلنے پر جنابت کی حالت مین اعتراض کیا اسیواسطے مولف اسکو
دوبارہ اس باب مین لائے حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ بَكْرٍ عَنْ أَبِي
رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَقِيَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جُنُبٌ فَأَخَذَ بِيَدِي فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى قَعَدَ
فَانْسَلَلْتُ فَأَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ
لَهُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے جناب رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو ملے اور مین جنب تھا آپنے میرا ہاتھ پکڑا مین آپکے ساتھ چلا یہانتک کہ آپ بیٹھے تب مین
چپکر نکل گیا اور اپنے ٹھکانے آیا اور غسل کیا پہر آیا اور آپ بیٹھے ہوئے تھے آپنے فرمایا تو کہان تھا اے ابو
ہریرہ مینے بیان کیا (کہ مین جنب تھا اور نہانے کو گیا تھا) آپنے فرمایا سبحان اللہ اے ابو ہریرہ مومن نجس نہین ہوتا
ف اس حدیث مین صاف مذکور ہے کہ مین آپکے ساتھ چلا اور یہ چلنا بازار یا راہ مین ہوگا اور یہی ترجمہ باب ہے
اس سے یہ بھی نکلا کہ عالم اپنے شاگرد کا ہاتھ پکڑ سکتا ہے اور پہر سکتا ہے اور اسکے ساتھ چل سکتا ہے (قسطلانی) بَابُ
كَيْنُونَةِ الْجُنُبِ فِي الْبَيْتِ إِذَا تَوَضَّأَ جنب کا مکان مین رہنا جب وضو کر لیوے حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ
حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَرْقُدُ وَهُوَ جُنُبٌ قَالَتْ نَعَمْ وَيَتَوَضَّأُ ترجمہ ابو سلمہ (بن عبد الرحمن بن عوف) سے روایت ہے
مینے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضہ سے پوچھا کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوتے تھے جنب رہکر انہون
نے کہا ہان اور آپ وضو کر لیتے تھے ف غسل سے پہلے یہ ابو الوقت اور کریمہ کی روایت مین زیادہ ہے بعضون نے
کہا مولف اس روایت کو اسلیے لائے کہ وہ حدیث ضعیف ہے جو حضرت علی رضہ سے مرفوعًا مروی ہے کہ فرشتے اس
گہر مین نہین جاتے جسمین کتا ہو یا مورت یا جنب نکالا اسکو ابو داؤد نے اسکی اسناد مین نجی حضرمی مجہول ہے
لیکن ثقہ کہا اسکو عجلی نے اور صحیح کہا اسکی حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے تو احتمال ہے کہ جنب سے مراد اس حدیث
مین وہ شخص ہو جو غسل مین سستی کرے یا غسل نہ کرنیکی عادت کر لیوے نہ وہ جو غسل کا ارادہ رکھتا ہو لیکن اس
مین دیر کرے اور قرینہ اسکا یہ ہے کہ کتا اگر شکاری ہو یا جسکی اجازت ہے تو وہ اسمین داخل نہین ہے اسیطرح
وہ صورت جو بے جان کی ہو یا جنب سے مراد وہ شخص ہو جو وضو بھی نہ کرے اس صورت مین یہ حدیث باب کیحدیث
کے خلاف نہ ہوگی اور باب کیحدیث کا مطلب یہ ہے کہ پہلے وضو کر لیتے تھے پہر سوتے تھے اور مسلم کی روایت مین صاف
ہے کہ آپ جب سونیکا ارادہ کرتے اور جنب ہوتے تو وضو کر لیتے نماز کے وضو کیطرح اور اس سے رد ہوتا ہے اسکا جسنے

وضو سے مطلق پاک کرنا یعنی ذکر اور ہاتھ دھونا مراد لیا ہے **حدثنا** قتیبۃ قال حدثنا اللیث عن
نافع عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایرقد احدنا وھو
جنب قال نعم اذا توضأ احدکم فلیرقد وھو جنب **ترجمہ** حضرت عمر رض نے جناب رسول مقبول صلے اللہ
علیہ وسلم سے پوچھا کیا ہم میں سے کوئی سو جاوے جنب رہ کر آپنے فرمایا ہاں جب کوئی تم میں سے وضو کر لیوے
تو سو رہے جنب رہ کر **ف** اور جب سونا جنابت کی حالت میں جائز ہوا تو گھر میں رہنا بھی جائز ہوگا اور یہی ترجمہ باب
ہے **باب** الجنب یتوضأ ثم ینام جنب وضو کر کے سووے **حدثنا** یحیی بن بکیر قال
حدثنا اللیث عن عبید اللہ بن ابی جعفر عن محمد بن عبد الرحمن عن عروۃ عن عائشۃ قالت کان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان ینام وھو جنب غسل فرجہ وتوضأ للصلوۃ **ترجمہ** ام
المؤمنین عائشہ نے کہا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کا قصد کرتے اور آپ جنب ہوتے تو اپنی شرمگاہ
کو دھو لیتے اور وضو کر لیتے نماز کا سا وضو **حدثنا** موسی بن اسمٰعیل قال حدثنا جویریۃ عن
نافع عن عبد اللہ قال استفتی عمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اینام احدنا وھو جنب
قال نعم اذا توضأ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے اونہوں نے کہا حضرت عمر رض نے سوال کیا جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا ہم میں سے کوئی سو رہے اور وہ جنب ہو آپنے فرمایا ہاں جب وضو کر لیوے
حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن عبد اللہ بن دینار عن عبد اللہ بن
عمر انہ قال ذکر عمر بن الخطاب لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ تصیبہ الجنابۃ
من اللیل فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ واغسل ذکرک ثم نم **ترجمہ** عبد اللہ
بن عمر رض نے کہا حضرت عمر نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ مجھکو (یعنی عبد اللہ کو) رات کو جنابت ہوتی ہے
آپنے فرمایا وضو کر لے اور اپنے ذکر کو دھو ڈال پھر سو رہ **ف** نسائی کی روایت میں یوں ہے کہ ابن عمر کو جنابت
ہوئی حضرت عمر کے پاس آئے اونسے بیان کیا وہ حضرت کے پاس آئے آپ سے اسکا حکم پوچھا آپ نے فرمایا
وضو کر لے اور سو رہے اس صورت میں تصیبہ میں مفعول کی ضمیر ابن عمر کیطرف پھرتی ہے نہ عمر کیطرف اور وضو
کر لے یہ خطاب بھی ابن عمر کیطرف ہے شاید وہ اوسوقت حاضر ہونگے اور ابو نوح کی روایت میں مالک سے یوں
ہے کہ اپنی ذکر دھو ڈال پھر وضو کر لے اور اس سے رد ہوتا ہے اوس شخص کا جسنے اس حدیث سے وضو کے
بعد ذکر کا دھونا جائز کہا ہے اس خیال سے کہ یہ وضو رفع حدث کے لیے نہیں اور احتمال ہے کہ جائز ہو جس صورت

ہیں ذکر کا مس نہ کرے جس شخص کے مذہب پر جو ذکر کے چھونے سے وضو ٹوٹ جانیکا قائل ہے ابن دقیق العید نے کہا کہ اسحدیث میں وضو کرنیکا حکم ہے اور یہ دلیل ہے اسکی جو اسکے وجوب کا قائل ہے اور ابن عبد البر نے کہا جمہور علما کا یہ قول ہے کہ یہ حکم استحبابا ہے اور اہل ظاہر اسکو واجب کہتے ہیں اور یہ مذہب شاذ ہے اور ابن عربی نے کہا مالک اور شافعی نے کہا کہ جنب کو جائز نہیں سونا وضو کرنیسے پہلے اور بعض متاخرین نے اس نقل کا انکار کیا اور کہا کہ امام شافعی وضو کے وجوب کے قائل نہیں ہیں اور شافعیہ اسکو نہیں پہچانتے اور یہ صحیح ہے مگر شاید ابن عربی کا یہ مطلب ہو کہ وضو سے پہلے سو جانا مباح نہیں ہے اور جب وضو کرنا مسنون بھی ہو تو نہ کرنا مباح نہ ہوگا بلکہ مکروہ ہوگا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اونہوں نے اسکی مقابل ابن حبیب مالکی کا قول بیان کیا ہے کہ انکے نزدیک وضو واجب ہے اور ابن عربی نے ابن حبیب کے قول کو قوی کیا ہے اور ابو عوانہ نے اپنے صحیح میں اسحدیث پر یہ باب قائم کیا ہے کہ وضو کا واجب ہونا جنب پر جب وہ سونیکا ارادہ کرے پھر اونہوں نے اور ابن خزیمہ نے دونوں نے دلیل لی اوسکے واجب نہ ہونے پر ابن عباس کی مرفوع حدیث سے کہ مجھے حکم ہوا وضو کرنیکا جب نماز کے لیے اوٹھوں اور طحاوی نے امام ابو یوسف سے نقل کیا ہے کہ یہ وضو مستحب بھی نہیں ہے اور دلیل اون کی وہ ہے جو ابو اسحق نے روایت کیا اسود سے اونہوں نے عائشہ سے کہ حضرت ﷺ جنب ہوتے پھر سو رہتے اور پانی کو نہ چھوتے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور اسپر اعتراض ہوا ہے کہ حدیث کے حافظوں نے کہا کہ غلطی کی ہے اس میں ابو اسحق نے اور اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو محمول ہے بیان جواز پر تا کہ کوئی اسکو واجب نہ سمجھ لیوے یا پانی کے نہ چھونے سے یہ مراد ہے کہ غسل نہ کرتے اور امام طحاوی نے ابو اسحق سے وہ نکالا جو اسپر دلالت کرتا ہے پھر وہ مائل ہوئے اس طرف کہ وضو کرنے سے مراد یہاں پاکی کرنا ہے (یعنی نجاست اور ذکر اور ہاتھوں کا دھونا) اور دلیل لی اونہوں نے اس مطلب پر اس سے کہ ابن عمر جو وضو کی حدیث کے راوی ہیں وہ وضو کرتے تھے جنابت میں اور پانوں نہ دھوتے تھے جیسے روایت کیا مالک نے موطا میں نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے اور اس کا جواب یہ ہے کہ اسحدیث میں ابن عمر اور حضرت عائشہ کی روایت سے یہ قید ثابت ہے کہ نماز کا سا وضو کرتے تھے اور ابن عمر نے جو کبھی پانوں نہ دھوئے تو کسی عذر کی وجہ سے ہوگا اور جمہور علما یہی کہتے ہیں کہ وضو سے یہاں وضو شرعی مراد ہے اور حکمت اوسکے کرنے میں یہ ہے کہ حدث میں تخفیف ہوتی ہے خاص کر جو لوگ غسل میں جدائی جائز سمجھتے ہیں اونکے مذہب پر تو ان اعضا سے بالکل حدث اوٹھ جاویگا بشرطیکہ غسل کی نیت سے یہ وضو کرے اور تائید کرتا ہے اسکی وہ جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے اور اوسکے راوی ثقہ ہیں شداد بن اوس صحابی سے اونہوں نے کہا جب کوئی تم میں سے رات کو جنب ہو پھر سونیکا قصد کرے تو وضو کر لیوے کیونکہ وہ آدھا غسل ہے اور بعضوں نے کہا کہ حکمت وضو

کرے زمین یہ ہے کہ وہ ایک ہی دو طہارتوں میں سے اس صورت میں تیمم بھی اسکا قائم مقام ہوگا اور امام بیہقی نے
بسناد حسن حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ حضرتؐ کو جب جنابت ہوتی پھر آپ سونا چاہتے تو وضو کر لیتے یا تیمم کر لیتے
اور احتمال ہے کہ تیمم اُس وقت ہو جب پانی ملنا دشوار ہو اور بعضوں نے کہا حکمت اسمین یہ ہے کہ وضو کر لینے سے
دوبارہ جماع میں یا غسل میں لذت زیادہ ہوتی ہے ابن دقیق العید نے کہا امام شافعی نے کہا کہ یہ وضو حائضہ پر
نہیں ہے کیونکہ وہ اگر غسل کرے جب بھی اُسکا حدث نہ جاویگا برخلاف جنب کے البتہ اگر حائضہ کا خون بند
ہو جاوے تو غسل سے پہلے یہ وضو کر لینا مستحب ہے اور اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جنابت کا غسل فوراً واجب
نہیں ہے بلکہ اوسمین تاخیر کر سکتا ہی نماز کے لیے اوٹھنے تک اور یہ بھی نکلا کہ سوتے وقت طہارت اور پاکیزگی مستحب
ہے ابن جوزی نے کہا اسمین حکمت یہ ہے کہ فرشتے دور رہتے ہین میل کچیل اور بدبو سے اور شیاطین نزدیک ہوتے
ہین اوسکے تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر کا امام مسلم نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ حضرتؐ جب جنب ہوتے پھر
چاہتے کہ کہانا کہاوین یا سورہین تو وضو کر لیتے اور بخاری اور مسلم کی روایتون میں وضو کا حکم بصیغہ امر منقول
ہے اور ظاہریہ اور ابن حبیب مالکی اور امام داؤد قائل ہین وجوب کے اور جمہور نے جواز سکے عدم وجوب پر دلیل لی
حضرت عائشہ کی حدیث سے جو ابو داؤد اور ترمذی نے نکالی کہ آپ سوتے جنب ہو کر اور پانی نہ چہوتے تو یہ حدیث
صحیح نہیں ہے ایسا ہی کہا امام احمد نے اور ابو داود نے کہا یہ وہم ہے اور یزید بن ہارون نے کہا یہ خطا ہے اور احمد بن
صالح نے کہا اس حدیث کا روایت کرنا حلال نہیں ہے اور اثرم نے علل میں کہا کہ اگر اس حدیث میں صرف ابراہیم
ابو اسحاق کا خلاف کرتے تو کافی تہا ابن منصور نے کہا اجماع کیا اہلحدیث نے کہ یہ حدیث غلطی ہے ابو اسحاق کی
حافظ نے کہا اس اجماع کے نقل پر اعتراض ہوتا ہے کہ بیہقی نے اس حدیث کو صحیح کہا اور کہا کہ ابو اسحاق نے اپنا سماع
اسود سے ظاہر کیا ہے زہیر کی روایت میں ابن عربی نے شرح ترمذی میں کہا ابی اسحاق نے اس حدیث کو مختصر کیا
ایک لمبی حدیث سے اور غلطی کی اوسکے اختصار میں اور وہ لمبی حدیث ابو غسان کی روایت کی زہیر سے اُنہون
نے ابو اسحاق سے اونہون نے کہا مین اسود بن یزید پاس آیا وہ میرے بہائی اور دوست تھے مینے کہا اے ابو عمرو
مجہسے وہ حدیث بیان کر جو حضرت ام المومنین عائشہ نے تم سے حضرتؐ کی نماز کے باب مین بیان کی ہو اونہون نے
کہا حضرت عائشہ نے کہا آپ سو رہتے تہے شروع رات مین اور جاگتے تہے اخیر رات مین پہر اگر آپ کو حاجت ہوتی (یعنی
جماع کی) تو آپ اپنی حاجت سے فارغ ہوتے پہر سو رہتے پانی چہونے سے پہلے جب پہلی اذان کا وقت ہوتا تو آپ
اوٹہتے اور کبھی یون کہا کہ اپنے اوپر پانی بہاتے اور یہ نہین کہا کہ غسل کرتے اور مین انکا مطلب جانتا ہون

اور اگر جنابت کی حالت میں سو جاتے تو نماز کا سا وضو کر لیتے پس اس لنبی حدیث میں صاف بیان ہے کہ جب جنب ہو کر سوتے تو نماز کا سا وضو کر لیتے اور یہ جو کہا کہ آپ حاجت سے فارغ ہو کر سو رہتے اور پانی نہ چھوتے اسکے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ حاجت سے پائخانہ یا پیشاب مراد ہو اور آپ ڈھیلے سے استنجا کر کے سو جاتے ہوں دوسرے یہ کہ جماع مراد ہو اس صورت میں پانی نہ چھونے سے غسل مراد ہوگا اور جو یہ مطلب رکہو تو شروع حدیث آخر حدیث کے مخالف ہو جاتی ہے ابو اسحق کو وہم ہو گیا وہ حاجت سے جماع سمجھے اور حدیث کو بمعنی بیان کیا امام شوکانی نے کہا اگر ابو اسحق کی حدیث ثابت بھی ہو تو وہ عام ہوگی اور وضو کرنیکی حدیث خاص ہے اور عام محمول ہوتا ہے خاص پر پھر ابو اسحاق کی حدیث کا یہ مطلب ہوگا کہ سوا وضو کے اور کسی پانی کو نہ چھوتے اور ابن سریج اور بیہقی نے تصریح کی کہ پانی سے مراد غسل کا پانی ہے اور امام احمد نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ آپکو جنابت ہوتی رات میں پھر آپ وضو کرتے نماز کا سا وضو اور پانی کو نہ چھوتے اور یہاں تو ضرور یہی کہ پانی نہ چھونے سے غسل نہ کرنا مراد ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ پانی نہ چھونا آپ کا خاصہ ہو اور ایک دلیل جمہور علماء کی وہ بھی ہے جو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے نکالی اپنے صحیح میں ابن عمر سے کہ حضرت ص پوچھے گئے کیا ہم میں سے کوئی سو رہے اور وہ جنب ہو آپ نے فرمایا ہاں اور وضو کر لے اگر چاہے منتقی میں ہے کہ وضو کرنا آپ کا اظہار فضیلت کے لیے تھا اور نہ کرنا بیان جواز کے لیے اس صورت میں دونوں حدیثوں میں تناقض نہیں ہے اور امام احمد اور ترمذی نے عمار بن یاسر سے روایت کیا کہ حضرت نے رخصت دی جنب کو جب وہ کھانے یا پینے یا سونیکا ارادہ کرے تو وضو کر لیوے نماز کا سا وضو ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور امام نسائی کی ایک روایت میں بھی پینے کا ذکر ہے اور کھانیکا ذکر جابر کی حدیث میں بھی نکالا اوسکو ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اور ام سلمہ اور ابو ہریرہ کی حدیث میں نکالا اوسکو طبرانی نے اوسط میں اور علماء کا اختلاف اسمیں ہے جب جنب سونیکا ارادہ کرے لیکن کھانے اور پینے میں تو علماء کا اتفاق ہے کہ وضو واجب نہیں ہے اور ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں ابن عمر سے اسکا وجوب نقل کیا ہے اور جماعت نے روایت کیا سوے بخاری کے ابو سعید سے کہ حضرت ص نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دوبارہ کرنا چاہے تو وضو کر لیوے اور روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے اور زیادہ کیا کہ یہ زیادہ خوشی کرنے والا ہے دوبارہ جماع کرنے میں اور بیہقی اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے کہ نماز کا سا وضو کرے اور شافعی نے کہا کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہے بیہقی نے کہا شاید امام شافعی کو ابو سعید کی اسناد کی خبر نہیں ہوئی اور عمر اور ابن عمر سے حدیث باسناد ضعیف منقول ہے اور امام احمد اور نسائی نے نکالا حضرت عائشہ سے کہ آپ جب ارادہ کرتے کھانے یا پینے

کا اور جنب ہوتے تو اپنے دونو ہاتھ دہوتے پھر کہاتے اور پیتے اور یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا اسکے شروع مین
یہ ہے کہ جب سونیکا ارادہ کرتے اور جنب ہوتے تو نماز کا سا وضو کرتے اور سکوت کیا اس حدیث سے حافظ نے
تلخیص مین اور ابن سید الناس نے شرح ترمذی مین اور راوی اسکے ثقہ ہین اور ابن خزیمہ نے اپنے صحیح مین حضرت
عائشہ سے نکالا کہ حضرتؐ جب کہانیکا ارادہ کرتے جنب ہوکر تو اپنا ہاتھ دہوتے پھر کہانا کہاتے اور سعید بن
المسیب سے منقول ہے کہ جنب کہانا کہانا چاہے تو اپنے دونو ہاتھ دہووے اور منہہ مین کلی کرے اور مجاہد سے کہ جنب
جب کہانیکا ارادہ کرے تو دونو ہاتھ دہووے اور کہاوے اور زہری سے ایسا ہی اور امام احمد کا یہی مذہب ہے
لیکن وہ کہتے ہین وضو کا حکم اوسوقت ہے جب سونیکا ارادہ کرے اور کہانے اور پینے کیلیے صرف ہاتھ دہونا کافی
ہے اور جمہور کہتے ہین کہ دونو مقامون مین نماز کا وضو کرنا چاہیے اور دلیل انکی وہ حدیث ہے جو صحیحین مین ہے کہ
آپ جب کہانے یا سونیکا ارادہ کرتے جنب ہوکر تو نماز کا سا وضو کرتے اور جہان ان روایتون مین اس طور سے ہے کہ کہانے
یا پینے کیلیے آپ کبہی پورا وضو کرتے اور کبہی صرف ہاتھ دہونے پر اکتفا کرتے لیکن سونے اور دوبارہ جماع کرنیکے
لیے تو نماز کا سا وضو کرتے اوسمین صرف ہاتھ دہونا منقول نہین ہے واللہ اعلم تمام ہوا کلام شوکانی کا مختصراً

امام طحاوی نے اپنی سند سے نکالا ابو اسحق سے اونہون نے اسود سے اونہون نے عائشہ سے کہ حضرتؐ
سوتے تھے جنب ہوکر اور پانی نہ چہوتے تھے اور دوسری روایت مین ہے کہ حضرتؐ جب مسجد سے لوٹتے نماز پڑہتے جتنی
اللہ چاہتا پھر اپنے بچہونے پر جاتے اور اپنی بی بی کے پاس پھر اگر آپ کو حاجت ہوتی تو پورا کرتے پھر سو رہتے اسی
حالت سے اور پانی کو نہ چہوتے تیسری روایت مین ہے کہ حضرتؐ جب جنب ہوتے پھر سو رہتے اور پانی نہ چہوتے یہانتک
تک کہ اوٹہتے بعد اسکے پھر غسل کرتے پھر کہا کہ بعض لوگ اسطرف گئے ہین اون مین سے ابو یوسف ہین اونہون نے
کہا کچہہ قباحت نہین کہ جنب بغیر وضو کے سو رہے کیونکہ وضو سے جنابت رفع نہین ہوتی اور طہارت نہین ہوتی اور
بعضون نے اسکا خلاف کیا اونہون نے کہا سونے سے پہلے وضو کرنا چاہیے وہ کہتے ہین یہ حدیث غلط ہے
ابو اسحاق نے اوسکے اختصار مین غلطی کی پھر نکالا اپنی سند سے ابو اسحق سے ایک لمبی حدیث کو ابو غسان
کی روایت سے جیسے اوپر گذری اور کہا کہ ابو اسحق کے سوا اور لوگون نے بھی یہ بات بیان کی کہ پانی نہ چہونے سے
غسل نہ کرنا مراد ہے اور نکالا اپنی سند سے ابراہیم سے اونہون نے اسود سے اونہون نے عائشہ سے کہ حضرتؐ جب سونیکا ارادہ کرتے یا
کہانیکا اور جنب ہوتے تو وضو کرتے پھر اسود سے روایت کیا اونکا قول اسیطرح کہ جب آدمی جنب ہو اور سونیکا ارادہ کرے تو وضو کرے
اور کہا کہ محال ہے کہ حضرت عائشہ حضرتؐ سے یہ روایت کیا ہو کہ آپ سو رہتے اور پانی کو ہاتھ نہ لگاتے اور پہر خود اسکے لوگون کو حکم کرتیں

وضو کرنیکا تو صحیح وہی ہے جو ابراہیم نے روایت کیا پہر نکالا اپنی سند سے ابن شہاب سے اونہوں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن
سے اونہوں نے عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے کہ حضرت صلعم جب سونیکا ارادہ کرتے جنب ہوکر تو وضو
کرتے نماز کا سا وضو اور یحیے بن ابی کثیر سے اونہوں نے ابو سلمہ سے اور زہری سے اونہوں نے عروہ سے اونہوں نے
عائشہ سے اور محمد بن عمرو سے انہوں نے ابو سلمہ سے اونہوں نے ابو ہریرہ سے اور ابو الزبیر سے اونہوں نے جابر سے اونہوں نے
ابو عمرو سے اونہوں نے عائشہ سے مانند اسکے اور روایت کیا اپنی سند سے اور اسکے راوی ثقہ ہین امام مالک کے طریق سے
اونہوں نے ہشام بن عروہ سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے عائشہ سے وہ کہتی تہین جب تم مین سے کوئی عورت
سے صحبت کرے پہر سونیکا ارادہ کرے تو نہ سوے جب تک وضو نہ کر لیوے نماز کے وضو کی طرح اور محمد بن سعید سے اونہون
نے ہشام سے مانند اسکے اوسمین زیادہ ہے کہ وہ نہین جانتا شاید سوتے مین مر جاوے پہر کہا کہ محال ہے کہ حضرت
عائشہ حدیث کی خلاف فتوے دیتین اور ثابت ہوا کہ ابو اسحق کی روایت اسود سے فاسد ہے اور ابراہیم کی روایت اسود
سے صحیح ہے اور متابعت کی ابراہیم کی بہتون نے اور احتمال ہے کہ پانی نہ چہونے سے ابو اسحق کی مراد غسل نہ کرنا ہو
اور ایسا ہی روایت کیا ابو حنیفہ سے پہر نکالا اپنی سند سے ابو حنیفہ اور موسے بن عقبہ سے اونہوں نے ابو اسحق سے
اونہوں نے ابو الاسود سے اونہوں نے عائشہ سے اونہوں نے کہا حضرت صلعم جماع کرتے پہر دوبارہ کرتے اور وضو کر لیتے اور
سو رہتے اور غسل نہ کرتے اور روایت کیا اسکو امام محمد نے موطا مین ابو حنیفہ سے اونہوں نے ابو اسحق سے اونہوں نے اسود
سے اونہوں نے عائشہ رضہ سے اور نکالا ابن عمر سے عمر کی حدیث کو جو اوپر گذری اور عمار بن یاسر کی حدیث کو وہ بہی گذری
اور نکالا ابو سعید سے کہ اونہوں نے کہا یا رسول اللہ مین نے جماع کیا اپنی بی بی سے اور مین سونا چاہتا ہون آپ نے فرمایا
وضو کرلے اور سو رہ امام طحاوی نے کہا تو حدیثین متواتر ہین حضرت صلعم سے جنابت کے بعد وضو کرنے مین جب سونیکا
ارادہ کرے پہر نکالا زید بن ثابت سے اونہوں نے کہا جب جنب وضو کرے سونے سے پہلے تو وہ سویا پاک ہوکر تو
زید نے وضو کو غسل کی مثل قرار دیا تو اب یہین پہر روایت کیا حکم سے اونہوں نے ابراہیم سے اونہوں نے اسود سے
اونہوں نے عائشہ رضہ سے کہ حضرت صلعم جب کہانیکا ارادہ کرتے اور جنب ہوتے تو وضو کر لیتے اور کہا ابو سعید سے بہی ایسا ہی مروی
ہوا اب بعضون نے کہا کہ جنب کو کہانا نہ چاہیے جب تک کہ وضو نہ کرے اور بعضون نے کہا کہانے مین کچہہ قباحت نہین گو وضو نہ
کرے اور انکی دلیل اپنی سند سے نکالی عائشہ رضہ سے کہ حضرت صلعم جب کہانیکا قصد کرتے جنب ہوکر تو اپنے پہونچون کو دہو لیتے
پہر کہا کہ حضرت عائشہ رضہ سے یہ بہی مروی ہے اور نماز کا سا وضو کرنا بہی منقول ہے تو ہمارے نزدیک کہانے کے لئے وضو کی حدیث
منسوخ ہے اور ہاتہہ دہونا کافی ہے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت صلعم پاخانے سے نکلے بیٹہے کہا آپ وضو نہین کرتے

آپ نے فرمایا میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں جو وضو کرتا ہوں اس سے بہی جنب کے لیے وضو کرنا نکلتا ہے پہر نکالا ابن خزیمہ کی طرح سے ابن عمر سے اونہوں نے کہا جب آدمی کو جنابت ہو اور کہانا یا پینا یا سونا چاہے تو اپنے دونوں پہونچے تا دہووے اور کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے اور منہ اور ہاتہہ دہووے اور شرمگاہ دہووے اور پانوں دہووے تو یہ پورا وضو نہیں ہے اور حضرت سے پورا وضو منقول ہے تو ضرور ابن عمر کو اسکا نسخ پہونچا ہوگا تمام ہوا کلام طحاوی کا مترجم کہتا ہے شاید حافظ ابن حجر نے ابن عمر کی اس روایت پر غور نہیں کیا کیونکہ یہ اونکا قول ہی اور اونہوں نے تاویل کی اونکے فعل کی کہ وہ عذر سے ہوسکا اور یہاں یہ تاویل چل نہیں سکتی اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر ابن عمر رض نے ایسا کہا بہی ہو تو صرف اونکی رائے سے احادیث صحیحہ کا نسخ نہیں ہوسکتا جنکو متعدد صحابہ نے روایت کیا اور جنبی سوتے وقت نماز کا سا وضو ثابت ہو پس **حق** یہی ہے کہ اگر جنب غسل سے پہلے سونے کا ارادہ کرے تو شرمگاہ دہو ڈالے اور پورا وضو کر لیوے اور کہانے یا پینے کا ارادہ کرے تو پورا وضو کرنا افضل ہے اور صرف ہاتہہ دہو ڈالنا بہی کافی ہے اسی طرح اگر دوبارہ جماع کرنا چاہے تو بہی وضو کر لینا بہتر ہے جیسے ابو سعید نے روایت کیا اور ہر جماع کے بعد غسل کرنا افضل ہے جیسے ابو رافع نے روایت کیا اور کئی جماعوں کے بعد ایک غسل بہی کافی ہے جیسے انس نے روایت کیا مترجم کہتا ہے کہ حافظ ابن حجر نے جنب کو بغیر غسل کے رہنے کی ممانعت میں ایک حضرت علی کی حدیث نقل کی اور اس باب میں ور حدیثیں بہی ہیں ابو داؤد نے عمار بن یاسر سے نکالا کہ حضرت صلعم نے فرمایا تین شخصوں سے فرشتے نزدیک نہیں ہوتے کافر کے مردے سے اور جو شخص خوشبو لیتہڑے اور جنب سے مگر جب وضو کر لیوے منذری نے کہا یہ مرسل ہے حسن بن ابی الحسن نے عمار سے نہیں سنا اور نکالا اسکو ابو داؤد نے اور اور روں نے عطا خراسانی سے اونہوں نے یحیی بن یعمر سے اونہوں نے عمار سے کہ میں اپنی بی بی پاس رات کو آیا اور میرے ہاتہہ پہٹ گئے تہے اونہوں نے زعفران لتہیڑ دی صبح کو میں حضرت صلعم کے پاس گیا میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب نہ دیا نہ مرحبا کہا اور فرمایا جا یہ خوشبو دہو کر آ میں گیا اور دہو یا پہر آیا اور سلام کیا آپ نے جواب دیا اور مرحبا کہا اور فرمایا کہ فرشتے حاضر نہیں ہوتے کافر کے جنازے پر بہتری کے ساتہہ اور نہ اس شخص پر جو زعفران لتہیڑے ہو اور نہ جنب پر اور رخصت دی آپ نے جنب کو جب سووے یا کہاوے یا پیوے وضو کر لینے کی منذری نے کہا مراد وہ فرشتے ہیں جو رحمت اور برکت لیکر اترتے ہیں نہ محافظین فرشتے وہ تو جدا نہیں ہوتے کسی حال میں پہر کہا گیا کہ یہ اس شخص کے باب میں ہے جو بغیر عذر کے غسل میں تاخیر کرے یا عذر سے لیکن وضو پر قدرت ہو اور وضو نہ کرے اور بعضوں نے کہا مراد وہ ہے جو غسل میں سستی سے دیر لگا دے اور اسکی عادت کر لیوے اور بزار نے باسناد صحیح ابن عباس سے روایت کیا اونہوں نے کہا تین شخصوں کے فرشتے نزدیک نہیں ہوتے

جب درست اور خوشبو لگنے والے **باب** اِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ جب عورت اور مرد کے ختنے ملجاویں
یعنے دخول ہوجاوے) **حَدَّثَنَا** مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ
هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا
جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ تَابَعَهُ عَمْرٌو عَنْ شُعْبَةَ مِثْلَهُ وَقَالَ مُوْسٰى
حَدَّثَنَا اَبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ مِثْلَهُ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے حضرت رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھے پھر زور لگا دے اوسپر (یعنے جماع کرے اوس
سے) تو غسل واجب ہوگیا **ف** گو انزال نہ ہو ابن منذر کی روایت میں ہے ابوہریرہ سے جب مرد اپنی عورت کو دبا لیوے
پھر اوسکے چاروں کونوں میں بیٹھ جاوے اخیر تک چاروں کونوں سے مراد یہاں اوسکے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں ہیں اور بعضوں
نے کہا دونوں پاؤں اور دونوں رانیں اور بعضوں نے کہا دونوں پنڈلیاں اور دونوں رانیں اور بعضوں نے کہا دونوں رانیں اور دو کنارے شرمگاہ کے اور بعضوں
نے کہا دونوں رانیں اور دونوں سرین اور بعضوں نے کہا شرمگاہ کے چاروں کونے اور قاضی عیاض نے اخیر معنے کو ترجیح دی
ہے اور ابن دقیق العید نے پہلا معنے اختیار کیا ہے اور یہ کنایہ ہے جماع اور دخول سے ابوداؤد کی روایت میں ہے اور ملاوے
ختنہ کو ختنہ سے اور بیہقی کی روایت میں یوں ہے جب دونوں ختنے ملجاویں تو غسل واجب ہوگیا اور یہ مطابق ہے ترجمہ باب
کے تو گویا مصنف نے اشارہ کیا اس روایت کیطرف اور اسی لفظ سے روایت کیا اسکو امام شافعی نے سعید بن المسیب سے
اونہوں نے حضرت عائشہ سے اسکی اسناد میں علی بن زید ضعیف ہے اور ابن ماجہ نے قاسم بن محمد سے اونہوں نے عائشہ سے
اور اوسکے راوی ثقہ ہیں کہ فرمایا حضرت ص نے جب دونوں ختنے ملجاویں تو غسل واجب ہوگیا اور میں نے اور حضرت ص نے ایسا
کیا پھر ہمنے غسل کیا اور نکالا اسکو نسائی نے اور صحیح کہا اسکو ابن حبان اور ابن القطان نے اور علت نکالی اسمیں امام بخاری
نے کہ اوزاعی نے غلطی کی اسمیں اوروں نے اسکو عبدالرحمان بن قاسم سے مرسلاً روایت کیا ہے اور ابن ماجہ اور ابن ابی
شیبہ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے نکالا مرفوعاً کہ جب دونوں ختنے ملجاویں اور حشفہ چھپ جاوے تو غسل واجب
ہوگیا اور مسلم نے نکالا ابوموسی اشعری سے اونہوں نے حضرت عائشہ سے اوسمیں یہ ہے کہ ختنہ ختنہ سے چھو جاوے اور ترمذی
کی روایت میں ہے اذا جاوز یعنے گذر جاوے ختنہ ختنہ سے اور چھو جانے سے مراد دخول ہے نہ ظاہری معنے کیونکہ بغیر
دخول کے صرف چھو جانے سے بالاجماع غسل واجب نہیں ہے مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اگرچہ انزال نہ ہو اور ابن ابی خیثمہ نے
تاریخ میں قتادہ کے طریق سے نکالا اوسکے آخر میں یہ ہے انزال ہو یا نہ ہو اور ایسا ہی روایت کیا دارقطنی نے اور
صحیح کہا علی بن سہل سے اونہوں نے عفان سے اونہوں نے ہمام اور ابان سے اونہوں نے قتادہ سے اور ایسا ہی ذکر کیا ابوداود

طیالسی نے حماد بن سلمہ سے اونہون نے قتادہ سے اور روایت کیا امام مسلم نے حضرت عائشہ سے کہ ایک شخص نے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آدمی صحبت کرے اپنی بی بی سے پھر بغیر انزال کے نکال لیوے اوسوقت حضرت عائشہ بیٹھی
ہوئی تہین آپنے فرمایا مین اور یہ ایسا کرتے ہین پہر ہم غسل کرتے ہین اور روایت کیا امام احمد نے رافع بن خدیج سے کہا
پکارا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مین اپنی عورت کے پیٹ پر تہا تو مین اوٹہا مجھے انزال نہین ہوا مینے غسل
کیا اور نکلا آپ سے بیان کیا آپنے فرمایا تیرے اوپر کچھہ نہین تہا پانی پانی سے ہے (یعنی غسل انزال سے لازم آتا ہے)
رافع نے کہا پہر حضرت نے ہمکو حکم دیا اسکے بعد غسل کرنیکا اس حدیث کو حازمی نے حسن کہا حالانکہ اسکی سند مین رشدین
ضعیف ہے اور ایک مجہول بہی ہے تو یہ حدیث ضعیف ہے زیلعی نے کہا رشدین بن سعد کو اکثر لوگون نے ضعیف کہا ہے اور مجہول
رافع کی بعض اولاد ہے اور جب سند مین ایک ضعیف اور ایک مجہول ہو تو وہ حسن کیونکر ہو سکتی ہے شیخ تقی الدین نے کہا مینے حافظ
سلفی کے سماع مین رافع کی بعض اولاد کا نام معلوم کیا پہر شیخ نے اپنی سند بیان کی رشدین بن سعد تک اونہون نے موسی
بن ایوب سے اونہون نے سہل بن رافع بن خدیج سے اونہون نے رافع بن خدیج سے اور روایت کیا امام ابو محمد عبد اللہ بن وہب نے
اپنے سند مین عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے کہ حضرت صلعم پوچھے گئے کسچیز سے غسل واجب ہوتا ہے آپنے فرمایا جب
دونون ختنے مل جاوین اور حشفہ غائب ہو جاوے تو غسل واجب ہے انزال ہو یا نہ ہو اور ذکر کیا اس حدیث کو عبد الحق نے احکام
مین اور کہا اسکا اسناد بہت ضعیف ہے زیلعی نے کہا شاید اونہون نے اشارہ کیا حارث بن نبہان کیطرف اسکی اسناد
مین وہ ضعیف ہے اور روایت کیا طبرانی نے معجم اوسط مین ابو حنیفہ سے اونہون نے عمرو بن شعیب سے انہون نے باپ سے انہون نے دادا سے
کہ ایک پوچھنے والے نے حضرت صلعم سے پوچھا کیا نہین واجب کرتا پانی کو مگر پانی آپنے فرمایا جب دونون ختنے ملجاوین
اور حشفہ غائب ہو جاوے تو غسل واجب ہو گیا انزال ہو یا نہ ہو اور روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی ابن ماجہ نے یونس سے
اونہون نے زہری سے اونہون نے سہل بن سعد سے اونہون نے ابی بن کعب سے اونہون نے کہا پانی پانی سے ہے یہ رخصت
اسلام کے شروع مین تہی پہر اس سے ممانعت ہوئی دوسری روایت مین ابو داؤد اور امام احمد اور ابن حبان کی یہ ہے
کہ ابی بن کعب نے کہا یہ فتوے جسکو لوگ کہتے تہے پانی پانی سے ہے ایک رخصت تہا جو حضرت صلعم نے دی تہی اسلام کے
شروع مین پہر حکم ہوا ہمکو غسل کرنیکا اوسکے بعد اور روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور بیہقی نے شیخ تقی الدین نے امام
مین کہا کہ اس حدیث مین یہ علت نکالی گئی ہے کہ وہ منقطع ہے زہری نے سہل سے نہین سنا دلالت کرتی ہے اسپر ابن
ماجہ کی روایت کہ زہری نے کہا سہل بن سعد ساعدی نے کہا اور یہ نہین ہے کہ مینے سہل سے سنا اور ابو داؤد کی سند مین
یہ ہے کہ ابن شہاب نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے اوسنے جسکو مین پسند کرتا ہون کہ سہل بن سعد نے اس سے کہا اور اس سے یہ نکلتا ہے

کہ زہری نے اسحدیث کو سہل سے نہین سنا اور یقین کیا اسکا موسی بن ہارون اور دارقطنی اور بیہقی نے بیہقی نے کہا اسحدیث
کو زہری نے سہل سے نہین سنا بلکہ اوسکے بعض اصحاب سے سنا اونہون نے سہل سے ابن خزیمہ نے کہا یہ شخص جسکا نام عمرو
بن حارث ہی (جو راوی ہی ابن شہاب سے) نہین لیا گمان غالب ہے کہ ابو حازم ہو کیونکہ میسر بن اسمعیل نے اسحدیث کو روایت
کیا محمد بن مطرف سے اوس نے ابو حازم سے اوسنے سہل بن سعد سے اوسنے ابی بن کعب سے شیخ نے کہا اور یہی ہی اور اسکو نکالا ابو
داؤد اور ابن حبان نے اوسکی عبارت یہ ہے اِنَّ الْفُتْيَا الَّتِي كَانُوا يُفْتُونَ اَنَّ الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ كَانَتْ رُخْصَةً رَخَّصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَدْءِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ اَمَرَ بِالْاِغْتِسَالِ بَعْدُ اور نکالا اوسکو بیہقی نے ابو داؤد کے طریق سے اور کہا کہ روایت
کیا ہمنے اوسکو دوسرے صحیح اور موصول اسناد سے پہر بیان کیا اسی اسناد کو ابن ابی حاتم نے کہا مینے اپنے باپ سے ان حدیثون
کو پوچھا کہ پانی پانی سے ہی اونہون نے کہا یہ سب حدیثین منسوخ ہین سہل بن سعد کی حدیث ہو اونہون نے ابی بن کعب سے شیخ
نے کہا ایک روایت مین ابو موسی کے محمد بن جعفر سے اوسنے معمر سے اوس نے زہری سے یہ ہی کہ اونہون نے کہا خبر دی مجھکو
سہل بن سعد نے اور یہ مخالف ہے عمرو بن حارث کی روایت کی تو غور کرنا چاہیے شوکانی نے کہا ابن خزیمہ نے بہی زہری
سے روایت کیا اوسمین یہ ہے کہ خبر دی مجھکو سہل نے حافظ نے کہا اس سے وہ قول دہو جاتا ہے کہ زہری نے یہ حدیث
سہل سے نہین سنی مگر ابن خزیمہ نے کہا مین ڈرتا ہون کہین یہ لفظ محمد بن جعفر کی غلطی نہو حافظ نے کہا بصرہ والون
کی حدیثین معمر سے اون مین وہم ہوتا ہے لیکن ابن شاہین کی کتاب مین یہ حدیث معلی بن منصور سے مروی ہی اوسنے
ابن مبارک سے اونہے یونس سے اوسنے زہری سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے سہل نے اور ایسا ہی نکالا
اسکو بقی بن مخلد نے اپنی مسند مین ابو کریب سے اوس نے ابن مبارک سے اور ابن حبان نے کہا احتمال ہے کہ زہری نے
پہلے اسحدیث کو ایک شخص کے واسطے سے سہل سے سنا ہو پہر سہل سے خود ملکر بلا واسطہ سنا ہو یا پہلے سہل سے سنا ہو
پہر مضبوطی کے لیے ابو حازم سے سنا اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے شعبہ کے طریق سے اونہون نے سیف بن
وہب سے اونہون نے ابو حرب بن ابی الاسود سے اونہون نے عمیر بن یثربی سے اونہون نے ابی بن کعب سے مانند
اوسکے جو گذرا اور روایت کیا امام طحاوی نے اسحدیث کو ابن مبارک کے طریق سے اونہون نے یونس سے اونہون
نے زہری سے اونہون نے سہل بن سعد سے اونہون نے ابی بن کعب سے اسکی اسناد مین جانی ہی پہر نکالا اسکو عمرو
بن حارث کے طریق سے کہ ابن شہاب نے کہا حدیث بیان کی مجھسے اوسنے جسکو مین پسند کرتا ہون اوس نے سنا
سہل بن سعد ساعدی سے اور پہر نکالا لیث کے طریق سے آدم سے اوسنے عقیل سے اوسنے ابن شہاب سے اونہون نے کہا سہل نے کہا
اخیر تک آوے امام مسلم نے اپنی کتاب مین ابو ہریرہ کی حدیث بیان کرنے سے پہلے ابو العلاء بن الشخیر سے نکالا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں ایک دوسری کو منسوخ کرتی ہیں جیسے قرآن کی آیات ایک دوسری کو منسوخ کرتی ہیں اور امام مسلم نے روایت کیا ابو موسی سے کہ انصار اور مہاجرین کی ایک جماعت نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا انصار نے کہا غسل واجب نہیں ہوتا مگر منی کو دکر نکلنے سے یا منی نکلنے سے اور مہاجرین نے کہا مرد عورت سے لگا وے تو غسل واجب ہو گیا ابو موسی نے کہا میں تمہاری تشفی کرتا ہوں اس سے پھر میں کھڑا ہوا اور میں نے اجازت مانگی حضرت عائشہ سے انہوں نے اجازت دی میں نے کہا اے ماں میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں اور مجھ کو شرم آتی ہے تم سے انہوں نے کہا شرم مت کر اگر تو مجھ سے وہ بات پوچھے جو اپنی سگی ماں سے جس نے تجھ کو جنا ہے پوچھ سکتا ہے کیونکہ میں تیری ماں ہوں میں نے کہا غسل کاہے سے واجب ہوتا ہے انہوں نے کہا تو نے اس سے پوچھا جو اس بات کو خوب جانتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد اوسکے چاروں کونوں میں بیٹھے اور ختنہ ختنہ سے چھو جاوے تو غسل واجب ہو گیا اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں نکالا حسین بن عمران سے اونہوں نے زہری سے اونہوں نے کہا میں نے عروہ سے پوچھا اوس شخص کو جو جماع کرے لیکن انزال نہ ہو اونہوں نے کہا لوگوں پر لازم ہے کہ حضرت ص کے اخیر پھر اخیر قول کو لیویں مجھ سے حدیث بیان کی حضرت عائشہ نے کہ حضرت ص ایسا کرتے تھے اور غسل نہیں کرتے تھے مکہ کی فتح سے پہلے پھر اوسکے بعد غسل کرنے لگے اور حکم کیا لوگوں کو غسل کا اور نکالا اس حدیث کو حازمی نے اپنی کتاب میں ابن حبان کے طریق سے اور کہا اسکو صحیح کہا ابن حبان نے لیکن حسین بن عمران زہری سے منکر حدیثیں بہت روایت کرتا ہے اور ضعیف کیا اوسکو بہت محدثین نے زیلعی نے کہا تو یہ حدیث ضعیف ہے اس لفظ سے مگر تائید کے لیے اچھی ہے اور شیخ نے کہا کہ میں نے اس حدیث کو عقیلی کی کتاب الضعفاء میں پایا اونہوں نے اس حدیث کو نکالا ہے اوس میں علت کی حسین بن عمران سے اور کہا نہیں متابعت کیجاتی اوسکی حدیث پر اور یہ حدیث اس لفظ سے حضرت عائشہ سے معلوم نہیں ہوتی مگر حسین کے طریق سے اور عقیلی نے آدم بن موسی سے نقل کیا اونہوں نے کہا میں نے بخاری سے سنا وہ کہتے تھے حسین بن عمران جہنی نہیں متابعت کیا جاتا اپنی حدیث پر اور ایسا ہی ذکر کیا ابو العرب قروی نے ابو البشر سے اور میں نے اس سے زیادہ حسین بن عمران کے بارے میں نہیں سنا اور یہ ہلکا ہے حازمی کے قول سے کہ ضعیف کیا اوسکو بہت محدثین نے بلکہ اگر کہا جاوے کہ حسین کے ضعف کا یقین نہیں تو بعید نہ ہوگا اور روایت کیا مالک نے یحیی بن سعید سے اونہوں نے عبد اللہ بن کعب سے جو مولی تھے عثمان بن عفان کے کہ محمود بن لبید انصاری نے زید بن ثابت سے پوچھا اوس شخص کو جو اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر انزال سے پہلے نکال لیوے اور انزال نہ کرے زید نے کہا وہ غسل کرے محمود نے اونسے کہا ابی بن کعب تو اسمیں غسل نہیں سمجھتے تھے زید نے کہا ابی بن کعب اس سے پھر گئے مرنے سے پہلے شافعی نے کہا میں نہیں سمجھتا کہ ابی نے اپنا مذہب کو چھوڑا ہو بغیر اسکے کہ انکو حضرت ص سے اسکا منسوخ ہونا ثابت ہوا

ہے اور بیہقی نے کہا ابی بن کعب رض کا یہ کہنا کہ پانی سے پانی ہے پھر اس قول سے پھر جانا دلالت کرتا ہے اس پر کہ اونکو
ثابت ہو گیا کہ حضرت صلعم نے اسکے بعد وہ فرمایا جس سے یہ حکم منسوخ ہو گیا اور کہا امام مالک اور طحاوی نے نکالا سعید بن
المسیب سے کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان اور ام المومنین حضرت عائشہ رض کہتے تھے جب ختنہ ختنہ سے چھو جاوے تو غسل
واجب ہوا اور روایت کیا طحاوی نے حبیب بن شہاب سے اونہون نے اپنے باپ سے سنا انھون نے ابو ہریرہ رض سے پوچھا غسل کس سے
واجب ہوتا ہے اونہون نے کہا جب حشفہ غائب ہو جاوے اور سعید بن المسیب سے کہ انصار کے آدمی فتوے دیتے تھے کہ مرد جب
جماع کرے عورت سے اور انزال نہ ہو تو اس پر غسل نہیں ہے اور مہاجرین اونکی پیروی نہیں کرتے تھے اس فتوی میں اور عبید
بن رفاعہ انصاری سے ہم ایک مجلس میں تھے جسمیں زید بن ثابت بھی تھے تو ہم نے ذکر کیا انزال سے غسل کا زید نے کہا
تم میں سے ایک پر کچھ قباحت نہیں جب وہ جماع کرے پھر اسکو انزال نہ ہو تو اپنی شرمگاہ دھولیوے اور نماز کا سا وضو
کرلیوے پھر مجلس والون میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور حضرت عمر رض پاس آیا اونکو خبر کی حضرت عمر نے اوس سے کہا تو خود جا
اور زید کو میرے پاس لیکر آ تا کہ تو گواہ ہو پھر وہ گیا اور زید کو لیکر آیا اوسوقت حضرت عمر کے پاس کئی صحابی تھے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے اون میں سے حضرت علی اور معاذ بن جبل بھی تھے حضرت عمر نے زید سے کہا تم دشمن ہو اپنی جان کے
لوگونکو فتوے دیتے ہو اس بات کا زید نے کہا قسم خدا کی مین نے یہ فتوے خود نہیں نکالا بلکہ مینے اسکو سنا اپنے چچاؤن
رفاعہ بن رافع اور ابو ایوب انصاری رض سے حضرت عمر نے ان صحابہ سے پوچھا جو اونکے پاس بیٹھے تھے تم کیا کہتے ہو اونہون
نے اختلاف کیا حضرت عمر نے کہا اے اللہ کے بندو اب مین تمہارے بعد کن سے پوچھون تم تو بدر والے بہتر ہو حضرت علی رض
نے اونسے فرمایا تم بھیجو کسیکو حضرت صلعم کی بی بیون کے پاس اگر یہ بات ہوئی ہوگی تو تمکو معلوم ہو جاوے گا اونہون نے
ام المومنین حفصہ رض پاس بھیجا اور انسے پوچھا اونہون نے کہا مین نہین پہچانتی اس مسئلہ کو پھر حضرت عائشہ رض پاس بھیجا اونہون
نے کہا جب ختنہ ختنہ سے تجاوز کر جاوے (یعنے دخول ہو جاوے) تو غسل واجب ہو گیا حضرت عمر رض نے کہا اوسوقت مین اگر دیکھون
گا کوئی ایسا کرے (یعنے دخول) اور غسل نہ کرے تو مین اسکو سزا دونگا اور رفاعہ سے ہے مین حضرت عمر رض کے پاس بیٹھا تھا
اتنے مین ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین یہ زید بن ثابت ہین جو لوگون کو غسل جنابت مین اپنی رائے سے
فتوے دیتے ہین حضرت عمر نے کہا اونکو جلدی میرے پاس لاؤ پھر زید آئے تب حضرت عمر نے کہا مجھے خبر پہنچی کہ تم
جنابت مین اپنی رائے سے فتوے دیتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین زید نے کہا قسم خدا کی اے امیر المومنین
مینے اپنی رائے سے فتوے نہین دیا لیکن مینے اپنے چچاؤن سے سنا اوسکو کہا اونہون نے کہا کون سے چچاؤن سے زید نے کہا ابی بن کعب اور ابو ایوب
اور رفاعہ بن رافع سے تب حضرت عمر نے میری طرف دیکھا اور کہا یہ جوان کیا کہتا ہے مینے کہا ہم ایسا کرتے تھے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پھر غسل نہیں کرتے تھے حضرت عمر رضنے کہا کیا تم نے حضرت صلعم سے پوچھا تھا اسکو ہمنے کہا نہیں حضرت عمر نے کہا لوگون کو بلاؤ میرے پاس پھر سب لوگون نے اتفاق کیا اسپر کہ پانی (غسل) نہیں ہوتا مگر پانی (انزال) سے سو حضرت علی اور معاذ بن جبل رض کے اُن دونو نے کہا جب ختنہ ختنہ سے تجاوز کر جاوے تو غسل واجب ہو گیا پھر حضرت علی نے کہا اے امیر المومنین میں نہیں جانتا کہ اس باب میں جو حضرت صلعم کرتے تھے اسکو کوئی زیادہ جانتا ہو حضرت صلعم کی بی بیون سے تب حضرت عمر رض نے حفصہ رض کے پاس بھیجا اونہون نے کہا مجھکو اسکا علم نہیں پھر حضرت عائشہ پاس بھیجا اونہون نے کہا جب ختنہ ختنہ سے تجاوز کر جاوے تو غسل واجب ہو گیا یہ سنکر حضرت عمر غصے ہوئے اور فرمایا اب اگر مجھکو خبر ہوگی کہ کسی نے ایسا کیا اور غسل نہیں کرتا تو میں اسکو سخت عذاب دونگا اور عبید اللہ بن عدی بن الخیار سے اونہون نے کہا حضرت صلعم کے اصحاب نے حضرت عمر رض کے سامنے جنابت کے غسل کا ذکر کیا تو بعضون نے کہا جب ختنہ ختنہ سے تجاوز کر جاوے تو غسل واجب ہو گیا اور بعضون نے کہا پانی پانی سے ہے حضرت عمر نے کہا تم نے اختلاف کیا مجھپر اور تم بدر والے بہتر ہو (سب سے) تو پھر تمہارے بعد لوگون کا کیا حال ہوگا حضرت علی مرتضیٰ رض نے فرمایا اے امیر المومنین اگر تم چاہتے ہو اسکو جاننا تو حضرت صلعم کی بی بیون پاس کسیکو بھیجو اُن سے پوچھو حضرت عمر رض نے حضرت عائشہ پاس بھیجا اونہون نے کہا جب ختنہ تجاوز کر جاوے ختنے سے تو غسل واجب ہو گیا اُسوقت حضرت عمر رض نے کہا اب میں کسیکو نہ سنونگا یہ کہتے ہوئے کہ پانی پانی سے ہے مگر اوسکو سزا دونگا اور امام محمد بن علی باقر سے اونہون نے کہا جمع ہوئے مہاجرین اسپر کہ جس امر سے زنا کی حد لازم ہو جاتی ہے کوڑے مارنا یا سنگسار کرنا اوس سے غسل بھی واجب ہو جاتا ہے ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اور عبد اللہ بن مسعود سے اونہون نے کہا اوس شخص میں جو جماع کرے پھر اسکو انزال نہ ہو جب تو ایسا کرے تو غسل کرے اور ابن عمر سے کہ جب ختنہ ختنہ سے ملجاوے تو غسل واجب ہو گیا اور عبد الرحمن الاسود سے میرے باپ مجھکو حضرت عائشہ رض کے پاس بھیجا کرتے احتلام سے پہلی جب مجھے احتلام ہونے لگا تو میں آیا اور میں نے آواز دی غسل کا کا سے واجب ہوتا ہے اونہون نے کہا جب ختنے ملجاوین اور ابو سلمہ سے میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا غسل کاہے سے واجب ہوتا ہے اونہون نے کہا جب تجاوز کر جاوے ختنہ ختنے سے تو غسل واجب ہو گیا اور عائشہ رض سے اونہون نے کہا جب دو ختنے ملجاوین تو غسل واجب ہو گیا اور عبد اللہ بن مسعود سے جب ایک ختنہ دوسرے ختنے کے پیچھے ہو جاوے تو غسل واجب ہو گیا اور حضرت علی سے ایسا ہی اور حضرت عمر سے وہ خطبہ پڑھتے تھے اونہون نے کہا انصار کی عورتین یہ فتوے دیتی ہیں کہ آدمی جب جماع کرے اوسکو انزال نہ ہو تو عورت پر غسل ہے اور مرد پر نہیں اور ایسا نہیں ہے جیسا اونہون نے فتوے دیا اور جب ختنے ختنے سے تجاوز کر جاوے تو غسل واجب ہو گیا اور روایت کیا امام مالک نے موطا میں ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے کہ اونہون نے حضرت عائشہ سے پوچھا کاہے سے غسل واجب ہوتا ہے اونہون نے کہا کیا تو جانتا ہے اے ابو سلمہ تیری مثال کیا ہے مرغ

کے چوزے کی مثال ہے وہ مرغ کو آواز کرتے سنتا ہے تو اوسکے ساتھ آواز کرنے لگتا ہے جب ختنہ ختنہ سے تجاوز کر جاوے تو غسل واجب ہو گیا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے اور عبد الرزاق نے ابو بکر صدیق رض سے ایسا ہی اور ابن عبد البر نے نعمان بن بشیر اور سہل بن سعد اور اکثر صحابہ اور تابعین سے ایسا ہی نقل کیا ہے **ت** متابعت کی ہشام کی اس حدیث کی روایت کرنے میں عمرو بن مرزوق نے (وصل کیا اسکو عثمان بن احمد سماک نے اپنے فوائد میں) شعبہ سے مثل اوسکے اور موسی بن اسمعیل (امام بخاری کے شیخ) نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابان نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے قتادہ نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو حسن بصری نے مثل اوسکی **ف** اس سند کے لانے سے مولف کی غرض یہ ہے کہ قتادہ کی تدلیس کا شبہہ نہ ہو کیونکہ اوسمین تصریح ہے حسن سے سننے کی

باب غسل ما یصیب من رطوبة فرج المرأة عورت کی فرج کی رطوبت جو لگ جاوے اوسکو دھونا **ف** اس باب میں مولف نے اگلے باب کے خلاف حدیثیں بیان کین جنسے یہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی جماع کرے اور انزال نہ ہو تو صرف رطوبت وغیرہ کو جو ذکر میں لگجاتی ہے دہو ڈالے اور وضو کر لیوے غسل کرنا ضرور نہیں ہے **حدثنا** ابو معمر قال حدثنا عبد الوارث عن الحسین قال یحیی واخبرنی ابو سلمة ان عطاء بن یسار اخبره ان زید بن خالد الجهنی اخبره انه سأل عثمان بن عفان فقال ارأیت اذا جامع الرجل امرأته فلم یمن قال عثمان یتوضأ کما یتوضأ للصلوة ویغسل ذکره قال عثمان سمعته من رسول الله صلی الله علیه وسلم فسألت عن ذلك علی بن ابی طالب والزبیر بن العوام وطلحة بن عبید الله وابی بن کعب فأمروه بذلك قال یحیی واخبرنی ابو سلمة ان عروة بن الزبیر اخبره ان ابا ایوب اخبره انه سمع ذلك من رسول الله صلی الله علیه وسلم **ترجمہ** زید بن خالد جہنی رض سے روایت ہے اونہوں نے پوچھا حضرت عثمان رض سے تو کہا تم کیا کہتے ہو جب جماع کرے مرد اپنی عورت سے پھر منی نہ نکلے حضرت عثمان نے کہا وضو کر لیوے جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے اور دہو ڈالے اپنے ذکر کو حضرت عثمان نے کہا یہ مین نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زید بن خالد نے کہا پھر مینے یہ مسئلہ حضرت علی بن ابی طالب اور زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبید اللہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے پوچھا اونہوں نے ایسا ہی حکم دیا **ف** یعنے جیسے حضرت عثمان رض نے کہا تھا لیکن حضرت عثمان نے فتوے بھی دیا اور حضرت ص سے حدیث بھی نقل کی اور انہوں نے صرف فتوی دیا یہ کرمانی نے کہا حافظ صاحب نے کہا یہ کہان سے معلوم ہوا بلکہ ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے بھی حضرت ص سے حدیث نقل کی اور اسمعیلی نے ایک روایت مین اسکی تصریح کی کہ پھر انہون نے ایسا ہی کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا کہ نہیں کہا یہ مگر یحیی حمانی نے اور وہ

امام بخاری کی شرط پر نہیں ہے **ت** یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا اور خبر دی مجھکو ابو سلمہ نے کہ عروہ بن الزبیر نے خبر دی انکو کہ
ابو ایوب انصاری رضؓ نے خبر دی انکو اونہوں نے ایسا ہی سنا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے **ف** دارقطنی
نے کہا یہ وہم ہے کیونکہ ابو ایوب نے اسکو حضرت صؐ سے نہیں سنا بلکہ ابی بن کعب سے جیسے ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے
روایت کیا حافظ نے کہا ظاہر یہ ہی کہ ابو ایوب نے حضرت صؐ سے بلا واسطہ بھی سنا اور ابی بن کعب کے واسطے سے بھی اور دلیل
اسکی یہ ہے کہ ابی بن کعب سے جو اونہوں نے روایت کی اوسمین ایک قصہ ہے جو حضرت صؐ کی روایت مین نہین اور ابو سلمہ قدر
اور سن اور علم مین ہشام سے زیادہ ہین اور انکی روایت عروہ سے برابر والون سے روایت ہی کیونکہ دونو تابعی اور فقیہہ
ایک طبقہ کے جیسے ابو ایوب کی ابی بن کعب سے کیونکہ وہ دونو صحابی ہین فقیہہ ہین ایک طبقے کے ورنہ حدیث ابو ایوب کی انہوں
نے حضرت صؐ سے دوسرے طریقہ سے بھی مروی ہی نکالا اوسکو دارمی اور ابن ماجہ نے اسمین یہ ہے کہ فرمایا حضرت صؐ نے پانی پانی
سے ہی اور اثرم نے امام احمد سے نقل کیا کہ زید بن خالد کی حدیث جو اس باب مین بخاری لائے معلول ہی کیونکہ ان پانچون شخصوں
سے (عثمان اور علی اور زبیر اور طلحہ اور ابی) اسکے خلاف فتوے دینا ثابت ہوا ہے اور یعقوب بن ابی شیبہ نے علی بن
المدینی سے نقل کیا کہ یہ حدیث شاذ ہے اور جواب اسکا یہ ہی کہ حدیث ثابت ہی اسکی سند متصل ہے اوسکے راوی ثقہ
حافظ ہین اور ابن عیینہ نے زید بن اسلم سے اونہوں نے عطا بن یسار سے ایسا ہی روایت کیا ہی جیسے ابو سلمہ نے عروہ سے
روایت کیا نکالا اسکو ابن ابی شیبہ نے تو ابو سلمہ متفرد نہین ہے اس روایت مین اور ان صحابہ کا فتوے دینا خلاف ہین حدیث
کی صحت مین خلل نہین ڈالتا کیونکہ احتمال ہے کہ ان کو اسکا ناسخ ملگیا ہو اور اونہون نے بعد مین اسپر فتوے دیا ہو اور کتنی حدیثیں
منسوخ ہین لیکن صحیح ہین اور جمہور کا یہی قول ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے ابو ہریرہ اور عائشہ کی حدیثون سے جو اوپر گزرے
اور نسخ کی دلیل ابی بن کعب کی حدیث ہی کہ یہ فتوے شروع اسلام کی رخصت تھی اخیر تک جیسے اوپر گذرا صحیح کہا اسکو
ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور اسمٰعیلی نے کہا وہ صحیح ہے امام بخاری کی شرط پر ہے گویا انکو اسکی علت کی خبر نہ ہوئی حالانکہ علت اسمین
یہ ہی کہ اختلاف کیا علما نے زہری کی سماع مین سہل سے البتہ ابو داؤد اور ابن خزیمہ نے اوسکو نکالا ابو حازم سے انہون نے سہل
سے اور اسکی اسناد مین اور ایک علت ہی جسکو بیان کیا ابن ابی حاتم نے غرض یہ اسناد صالح ہی اور حجت لینے کے لائق ہی اور اسمین
تصریح ہے نسخ کی اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے نکالا کہ اونہون نے الماء من الماء کی حدیث کو محمول کیا ایک خاص حالت پر
یعنی خواب مین احتلام کی حالت پر اور یہ تاویل ایسی ہے کہ دونو طرف کی حدیثون مین اس سے جمع ہو جاتا ہے اور تعارض
نہین رہتا اور امام شافعی نے کہا کہ جنابت عرب مین جماع کو کہتے ہین اگرچہ اسمین انزال نہ ہو اسیطرح زنا ثابت ہو جاتی ہے
جماع سے گو انزال نہ ہو اور ابن عربی نے کہا کہ غسل کا دخول سے واجب ہونا نظیر ہے وضو واجب ہونے کی مس فرج سے

رفتہ معہ زیادۃ) قسطلانی نے کہا اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا **حدثنا** مسدد قال حدثنا یحییٰ عن ہشام بن عروۃ قال اخبرنی ابی قال اخبرنی ابو ایوب قال اخبرنی ابی بن کعب انہ قال یا رسول اللہ اذا جامع الرجل المراۃ فلم ینزل قال یغسل ما مس المراۃ منہ ثم یتوضأ و یصلی قال ابو عبد اللہ الغسل احوط وذاک الاخیر انما بیّنا لاختلافہم **ترجمہ** ابی بن کعب نے کہا یا رسول اللہ جب مرد عورت سے جماع کرے پھر انزال نہ ہو آپ نے فرمایا مرد اُس عضو کو دھو ڈالے جو عورت سے چھوا ہے پھر وضو کرے اور نماز پڑھے ابو عبد اللہ یعنے امام بخاری نے کہا غسل کرنے میں زیادہ احتیاط ہے اور یہ اخیر ہمنے اسلیے بیان کیا کہ صحابہ کا اختلاف ہے اس باب میں **ف** تو ہم ان دونو حدیثوں کو اسلیے لائے کہ اس دوسرے قول کا بھی ثبوت احادیث سے ہو یعنے غسل اس صورت میں لازم نہ ہونیکا اور صرف وضو کافی ہونیکا اور ابن عربی نے امام بخاری کے کلام کو مشکل کہا ہے تو کہا کہ غسل کا واجب ہونا اسپر اتفاق کیا صحابہ و من بعدہم نے اور نہیں خلاف کیا اسمیں مگر داؤد نے اور اونکے خلاف کا اعتبار نہیں لیکن امام بخاری کا خلاف بہت سخت ہے اور اونکا مذہب یہ ہے کہ اس صورت میں غسل کرنا مستحب ہے اور امام بخاری دین کے بڑے اماموں میں سے ہیں اور مسلمانوں کے بڑے عالموں میں سے ہیں ابن عربی نے اس باب کی حدیث کو ضعیف کیا اس وجہ سے جو قبول کے لائق نہیں اور اوپر ہم نے اسکا جواب دیا پھر ابن عربی نے کہا احتمال ہے کہ امام بخاری کی یہ غرض ہو کہ غسل میں زیادہ احتیاط ہے دین میں اور یہ باب مشہور ہے اصول میں اور یہی مناسب ہے امام بخاری کی امامت اور علم کے میں کہتا ہوں ظاہر یہی ہے امام بخاری کی تحریر سے کیونکہ اونہوں نے باب کا ترجمہ یہ قائم نہیں کیا کہ غسل کے ترک کا جواز اور ابن عربی نے جو کہا کہ صحابہ نے غسل کے واجب ہونے پر اتفاق کیا یہ غلط ہے ایک جماعت صحابہ سے غسل لازم نہ ہونا بھی ثابت ہے اور ابن القصار نے کہا کہ تابعین کے زمانے میں اتفاق ہو گیا یہ بھی غلط ہے کیونکہ خطابی نے کہا کہ ایک جماعت صحابہ اور تابعین جیسے اعمش غسل لازم نہ ہونے کے قائل ہیں اور متابعت کی اونکی قاضی عیاض نے اور کہا کہ بعد صحابہ کے سوا اعمش کے اسکا کوئی قائل نہیں ہوا اور یہ بھی غلط ہے کیونکہ ابو سلمہ بن عبد الرحمان سے باسناد صحیح سنن ابو داؤد میں ایسا ہی ثابت ہے اور ہشام بن عروہ سے عبد الرزاق نے باسناد صحیح روایت کیا اور عبد الرزاق نے نکالا ابن جریج سے اونہوں نے عطار سے اونہوں نے کہا میرا نفس خوش نہیں ہوتا جب مجھے انزال نہ ہو (اور جماع کروں) یہانتک کہ غسل کر لوں کیونکہ لوگوں نے اسمیں اختلاف کیا اور شافعی نے اختلاف الحدیث میں کہا کہ الماء من الماء کی حدیث ثابت ہے لیکن وہ منسوخ ہے پھر کہا کہ خلاف کیا ہمارا بعض حجاز والوں نے اور کہا کہ غسل واجب نہیں ہے جب تک انزال نہ ہو پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف دونوں میں مشہور تہا البتہ جمہور کا یہ قول ہے کہ غسل واجب ہے اس صورت میں اور یہی ٹھیک ہے

مین ذوالک الآخر ہے اور بعضون مین ذوالک الآخر ہے بکسر خا یا بفتح خا جیسے ابن تین نے کہا اور بعض نسخون مین انما بینا اختلافہم ہے اور صنعانی کے نسخہ مین انما بینا الحدیث الآخر لاختلافہم والماء انقی ہے یعنی ہم نے بیان کیا دوسری حدیث کو جس سے غسل کا واجب ہونا نکلتا ہے کیونکہ صحابہ نے اس مسئلہ مین اختلاف کیا اور پانی زیادہ صاف اور پاک کرنیوالا ہے تمام ہوا کلام خاتمۃ الحفاظ حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ کا مترجم کہتا ہے کہ ابن عربی کا کلام غلط ہے اور جس نے اس مسئلہ مین اجماع سمجھا ہے غسل کے وجوب پر اوسنے غلطی کی ہے اور ایک جماعت صحابہ اور تابعین اور ائمہ کا یہ قول ہے کہ اس صورت مین صرف وضو کافی ہے اور ہم اس مذہب کے دلائل اور زیادہ لکھتے ہین دو حدیثین تو امام بخاری نے اس باب مین بیان کین تیسری حدیث ابو سعید خدری کی حدیث ہے جسکو نکالا بخاری اور مسلم اور ابو داؤد نے اور وہ کتاب الوضو مین گذر چکی کہ حضرت ص نے ایک انصاری کو بلا بھیجا وہ آیا اوسکے سر سے پانی ٹپک رہا تھا آپنے فرمایا ہم نے شاید تجھکو جلدی مین ڈالا وہ بولا ہان یا رسول اللہ آپنے فرمایا جب تو جلدی مین پڑے یا تجھکو انزال نہ ہو تو تیرے اوپر غسل نہین ہے اور تجھپر وضو ہے اور یہ حدیث نص ہے مطلوب مین اس صورت مین امام شوکانی کا یہ اعتراض وارد نہ ہوگا کہ انما الماء من الماء کی حدیث عائشہ اور ابو ہریرہ کی حدیث کی معارض نہ ہوگی کیونکہ وہ مفہوم ہے اور یہ دونو حدیثین منطوق اور تعجب ہے کہ امام شوکانی نے اس باب مین ابو سعید کی حدیث کا ذکر نہین کیا حالانکہ وہ سب سے عمدہ اور صاف اور قوی دلیل ہے امام داؤد ظاہری علیہ الرحمۃ کی چوتھی حدیث امام مسلم کی ابو سعید سے کہ فرمایا حضرت ص نے پانی پانی سے ہے اور یہ صاف ہے کیونکہ کلمہ انما کا حصر ہے اہل عرب کے نزدیک پس مطلب یہ ہوگا کہ غسل اوسی صورت مین ہے جب انزال ہو اور اس سے صاف نکلتا ہے کہ جب انزال نہ ہو تو غسل نہین ہے پانچوین حدیث ابن ماجہ اور نسائی نے ابو ایوب سے نکالی مرفوعا الماء من الماء چھٹی حدیث ابی بن کعب کی جسکو نکالا امام طحاوی نے باسناد صحیح کہ حضرت ص نے فرمایا صرف داخل کرنے مین نہین ہے مگر وضو ساتوین حدیث ابو ہریرہ کی جسکو نکالا امام طحاوی نے باسناد صحیح کہ حضرت ص نے ایک انصاری کو بلا بھیجا اوس نے دیر لگائی آپنے فرمایا تو کیون رک گیا تھا وہ بولا مین صحبت کیا تھا اپنی بی بی سے پھر جب آپ کا بلانیوالا آیا تو مین نے غسل کیا اور کوئی کام نہین کیا آپنے فرمایا پانی پانی سے ہے اور غسل اوس پر ہے جسکو انزال ہو اور روایت کیا امام مسلم نے ابو سعید سے کہ مین حضرت ص کے ساتھ نکلا پیر کے روز قبا کی طرف جب ہم بنی سالم مین پہونچے تو حضرت ص عتبان کے دروازے پر کہڑے ہوئے اور اوسکو پکارا پھر وہ اپنی ازار گھسیٹتا ہوا نکلا آپنے فرمایا ہم نے جلدی مین ڈالا اس شخص کو عتبان نے کہا یا رسول اللہ کیا فرماتے ہین آپ مرد جلدی مین پڑ جاوے اپنی عورت سے اور منی نہ نکلے تو اوسپر کیا ہے حضرت ص نے فرمایا کہ پانی پانی سے ہے انتہی پس یہ سب حدیثین

جو باسانید صحیحہ مروی ہین حجت ہین اُنکی جو کہتا ہے کہ دخول سے غسل واجب نہین ہوتا جب تک انزال نہو اور یہی قول ہے امام داؤد ظاہری اور ظاہریہ اصحاب حدیث اور امام بخاری علیہ الرحمۃ کا اور امام داؤد ظاہری اہلسنت کے بڑے اماموں مین سے ہین اور ابن عربی نے جو اونکے اختلاف کا اعتبار نہ رکھا یہ انکی ہٹ دہرمی اور نا انصافی ہے اور امام بخاری تو ظاہر ہے کہ تمام ائمہ اور محدثین کے پیشوا ہین اور میرے نزدیک تو یہی مذہب قوی ہے گو جمہور کے خلاف ہو کیونکہ جمہور سے ہمین کام نہین البتہ اسمین شک نہین کہ غسل کر لینا بہتر ہے کیونکہ اسمین زیادہ احتیاط ہے اور اس مذہب کے قوی ہونیکی وجہ یہ ہے کہ اس مذہب کی احادیث صحت اور جودت اسناد مین دوسرے مذہب کی حدیثون سے زیادہ ہین جیسے اوپر ہماری کلام سے معلوم ہوا کیونکہ ابی بن کعب کی حدیث این جسکو نسخ کے لیے عمدہ ثبوت سمجھتے ہین علما نے بہت گفتگو کی ہے اور بعضون نے جزم کیا ہے کہ وہ مرسل ہے اب رہین ابوہریرہ اور عائشہ کی حدیثین تو وہ نسخ مین صریح نہین ہین علاوہ اسکے ابوہریرہ کی حدیث کے معارض ہے امام طحاوی کی روایت ابوہریرہ سے جو ابھی ہمنے بیان کی اور ممکن ہے کہ ثُمَّ جَهَدَهَا سے اس مین انزال مراد ہو اور حضرت عائشہ کی حدیث مین اضطراب ہے بعض لفظون مین مس الختان الختان ہے یعنے ختنہ ختنہ سے چھو جاوے بعضون مین التقا بعضون مین الزق ہے اور اسپر دوسرے مذہب والے بھی عمل نہین کرتے کیونکہ صرف چھو جانے یا محاذی سے اونکی نزدیک بھی غسل واجب نہین ہوتا اور ان دونو حدیثون کے سوا اور جتنی حدیثین مرفوع ہین وہ سب ضعیف ہین جیسے اوپر ہم نے بیان کیا اب دوسرے مذہب والے جو اعتراضات اس مذہب پر کرتے ہین اُن کے جوابات ہم دیتے ہین پہلے یہ کہ حدیث اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ کی مفہوم ہے اور ابوہریرہ اور عائشہ کی حدیثین منطوق اور منطوق مقدم ہے مفہوم پر اور جواب یہ ہے کہ اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ کے سوا دوسری حدیثین جیسے ابو سعید اور ابوہریرہ کی موجود ہین اور وہ منطوق ہین دوسرے یہ کہ ابن عباس نے اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ احتلام مین ہے روایت کیا اسکو ترمذی. اور طحاوی اور طبرانی نے اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ تاویل رائے ہے ایک صحابی کی اور صحابی کی رائے حجت نہین ہے علاوہ اسکے یہ تاویل غلط ہوتی ہے امام مسلم کی روایت سے جسمین عتبان کا قصہ ہے کیونکہ وہ واقعہ بیداری کا تھا اور ابوہریرہ اور ابو سعید کی حدیثون سے جو اوپر گذرین سوا اسکے ابن عباس کی روایت کی اسناد ضعیف ہے حافظ نے کہا اسکی اسناد مین ضعف ہے کیونکہ روایت کیا اسکو شریک نے ابو الجحاف سے ترمذی نے نقل کیا اپنی سند سے دیکھ سے کہ ہم نے یہ حدیث نہین پائی مگر شریک کے پاس اور ثوری نے کہا کہ اسکی اسناد مین ابو الجحاف داؤد بن ابی عوف مرجئہ مین سے تھا اور شریک کثیر الغلط ہے تیسرے یہ کہ اجلائے صحابہ جیسے حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور عائشہ رضی اللہ عنہم اس مذہب کے خلاف مین ہین پس معلوم ہوا کہ یہ مذہب اونکے نزدیک مرجوح یا منسوخ تھا اور جواب یہ ہے کہ یہ دعوے

غلط ہے امام بخاری نے اپنی سند سے حضرت علی اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور ابی بن کعب سے اور اوروں نے ابو سعید خدری
اور زید بن خالد اور سعد بن ابی وقاص اور معاذ بن جبل اور رافع بن خدیج سے یہی مذہب نقل کیا ہے اور تابعین میں سے
عمر بن عبد العزیز اور اعمش اور ابو سلمہ اور ہشام بن عروہ اور عطاء سے ایسا ہی منقول ہے پھر کیا یہ لوگ اجلاء صحابہ
اور تابعین میں سے نہیں ہیں اور امام طحاوی نے زید بن خالد سے نکالا انہوں نے کہا میں نے حضرت عثمان سے پوچھا
اُس شخص کو جو جماع کرے اپنی بی بی سے پھر دخول کرے اور انزال سے پہلے نکال لیوے انہوں نے کہا اوس پر غسل نہیں
ہے پھر میں زبیر بن عوام اور ابی بن کعب پاس آیا انہوں نے بھی ایسا ہی نقل کیا جناب رسول خدا صلعم سے اسکے راوی ثقہ
ہیں سوا حمانی کے اور اس پر بھی حمانی کی حدیث قبول کے لائق ہے اور اسمعیلی نے صحیح میں اس سے روایت کی ہے اور امام طحاوی
نے ابو سعید خدری سے نکالا کہ میں نے اپنی بھائی انصاریوں سے کہا تم جو کہتے ہو ویسا ہی ہے کہ پانی پانی سے ہے لیکن
اگر میں غسل کروں تو کیسا ہے انہوں نے کہا نہیں قسم خدا کی یہانتک کہ تیرے دل میں اندیشہ نہ ہو اُس امر سے جسکا حکم
دیا اللہ نے اور اوسکے رسول نے اور اس سے باطل ہو گیا اُس شخص کا قول جس نے کہا کہ عشرہ مبشرہ اس مذہب کے خلاف ہیں
یا اجماع کیا صحابہ یا تابعین نے پہلے مذہب پر **پانچویں** یہ کہ حدیث انما الماء من الماء منسوخ ہے اور یہ امام شافعی اور
طحاوی اور بغوی اور بہتوں نے کہا ہے اور جواب یہ ہے کہ نسخ کا دعوے بیدلیل ہے جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ غسل لازم نہ آنے کی
حدیثیں پہلے کی ہیں اور لازم آنے کی بعد کی اور بڑی قوی دلیل نسخ کی ابی کی حدیث تھی اور اوپر گذرا کہ اسمین کلام ہے اسیطرح ام
حضرت عائشہ کی حدیث جس سے نسخ کا ثبوت ہوتا ہے ضعیف ہے اسکی اسناد میں حسین بن عمران ہے اسیطرح رافع بن خدیج
کی حدیث اور یہ سب حدیثیں اوپر گذریں اور حازمی نے کتاب الناسخ والمنسوخ میں چند آثار ذکر کیے ہیں جو دلالت کرتے
ہیں نسخ پر واللہ اعلم **چھٹی** یہ کہ ائمہ اربعہ اس مذہب کے خلاف ہیں اور جواب یہ ہے کہ ائمہ اربعہ کا اتفاق اجماع نہیں ہے
اور نہ وہ کوئی شرعی حجت ہے اور امام داؤد ظاہری کے خلاف کے ساتھ قیامت تک اجماع ثابت نہیں ہو سکتا ساتویں
طحاوی نے یہ قیاس لگائی کہ دخول سے تمام احکام ثابت ہو جاتے ہیں جیسے روزہ کا ٹوٹنا حج کا فاسد ہونا قضا اور
کفارہ کا لازم ہونا زنا کی حد لازم آنا مہر واجب ہو جانا عدت کا واجب ہو جانا حلالہ ہو جانا پہلے خاوند کے لیے اور ان
حکموں کے لیے کسی میں یہ قید نہیں ہے کہ انزال ہو جاوے پھر ایسا ہی غسل کے لیے بھی یہ قید نہ ہوگی اور جواب یہ ہے کہ یہ کوئی دلیل عقلی
نہیں ہے اور نہ اس قسم کے قیاسات شرع میں کوئی حجت ہیں بلکہ اس قسم کے قیاسات اگرچہ مردود ہیں تو اسوقت مدد کر
سکتے ہیں جب نص نہ ہو اور یہاں تو نصوص صریحہ موجود ہیں واللہ اعلم امام شوکانی نے کہا کہ خلفاء اربعہ اور عترت اور
فقہاء اور جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے کہ اس صورت میں غسل لازم آتا ہے اور ابن عبد البر نے بعضوں سے نقل کیا

ہے کہ اوپر صحابہ کا اجماع ہے پھر کہا کہ ہمارے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے لیکن مخالف مذہب ضعیف ہے اور جمہور علماء
جو حجت ہیں سلف اور خلف میں سے اونکا اجماع ہو چکا ہے غسل کے واجب ہونے پر انتہی اور جواب یہ ہے کہ خلفاء اربعہ میں سے
حضرت علی و عثمان رض سے عدم وجوب غسل بھی منقول ہے جیسے اوپر گذرا اور حضرت علی کے اختلاف کے ساتھ عترت
کا اتفاق نہیں ہو سکتا البتہ جمہور کے اتفاق کے تو ہم خود قائل ہیں پر وہ کوئی حجت نہیں ہے اور امام شوکانی نے دوسرے
مقام میں لکھا ہے کہ اجماع کا دعوے ان دعووں میں سے ہے جن سے حق کے طلبگار کو کچھ ڈر نہیں ہے اور نہ اجماع کسی
مطالب اور مراد سے روک سکتا ہے اور اس سب تقریر سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ اگر امام بخاری نے اس مسئلہ میں اختلاف قائم
رکھا یا دوسرے مذہب کو اختیار کیا تو اون پر کچھ طعن نہیں ہو سکتا اور ہمارا یہی مدعا ہے و من اللہ التوفیق و ھو حسبی
خاتمہ کتاب الغسل میں امام بخاری نے ۶۳ حدیثیں مرفوع بیان کیں اُن میں مکررات ۳۵ حدیثیں ہیں اور موصول ۲۸
ہیں اور باقی تعالیق اور متابعات ہیں اور خالص ۲۸ حدیثیں ہیں ایک اون میں سے معلق ہے بہز کی حدیث عن ابیہ
عن جدہ اور مسلم نے ان سب حدیثوں کو نکالا سوا بہز کی اور جابر کی حدیث کی ایک صاع سے غسل کے باب میں اور ابن عمر
کی حدیث کی سبیل ہو جانا دورہ کرنے میں اور عورت کے ساتھ ایک برتن سے غسل کرنے میں اور حضرت عائشہ کی حدیث صفت
غسل میں اور صحابہ اور تابعین کے موقوف آثار اس کتاب میں ۱۰ ہیں اُن میں سے سات معلق ہیں اور تین موصول ہیں
وہ زید بن خالد کی روایتیں حضرت علی اور طلحہ اور زبیر سے جو اخیر میں مذکور ہیں پھر اگر اونکی روایتیں بھی مرفوع
ہوں تو مرفوع حدیثوں میں تین اور بڑھ جاوینگی اور یہ بھی امام مسلم نے نہیں نکالیں تمام ہوا کلام حافظ رحمہ اللہ کا

وہ حدیثیں کتاب الغسل کی جو امام بخاری نے نہیں نکالیں

اون میں سے بہت حدیثیں اوپر کے ابواب میں اپنی اپنی جگہ گذر چکیں اور باقی یہ ہیں (۱) حضرت علی کی حدیث کتاب الوضو
میں گذری کہ مجھے مذی بہت آتی تھی میں نے حضرت صلعم سے پوچھا آپ نے فرمایا مذی سے وضو ہے اور منی سے غسل ہے روایت
کیا اوسکو ابن ماجہ اور ترمذی نے اور کہا صحیح ہے لیکن اسکی اسناد میں یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے اور امام طحاوی کی روایت
میں ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہر نر کی مذی نکلتی ہے تو جب منی ہو تو اُس میں غسل ہے اور جب مذی ہو تو اُس میں وضو
ہے اور امام احمد کی روایت میں ہے جب تو منی کو پھینکے تو جنابت سے غسل کر اور جب نہ پھینکے تو مت غسل کر منتقے میں
ہے اس سے یہ نکلا کہ غسل اوسی صورت میں ہے جب منی شہوت سے نکلے اور جو بیماری یا سردی وغیرہ کی وجہ سے نکلے تو
اُس سے غسل واجب ہوگا انتہی (۲) امام احمد نے خولہ بنت حکیم سے نکالا انہوں نے حضرت صلعم سے پوچھا کہ عورت خواب میں وہ دیکھے
جو مرد دیکھتا ہے آپ نے فرمایا اُس پر غسل نہیں ہے جب تک انزال نہ ہو جیسے مرد پر غسل نہیں ہے جب تک اُسکو انزال نہ ہوا اور

نسائی نے اور ابن جریر نے روایت کیا اوس میں یہ ہے کہ اونسے حضرت صلعم سے پوچھا عورت کو احتلام ہو خواب میں آپ نے فرمایا جب
پانی دیکھے تو غسل کرے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ نے سیوطی نے جامع کبیر میں کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے
اور امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نکالا حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلعم پوچھے گئے اوس سے جو تری پاوے
اور احتلام یاد نہ ہو آپ نے فرمایا غسل کرے اور اس سے جسکو احتلام یاد ہو لیکن تری نہ پاوے آپ نے فرمایا اوسپر غسل نہیں
ام سلیم نے کہا عورت یہ دیکھے تو اوسپر غسل ہے آپ نے فرمایا ہاں عورتیں تو جوڑے ہیں مردوں کے اسکی اسناد میں
عبداللہ بن عمر عمری ضعیف ہے لیکن احمد اور ابن معین نے اسکو اچھا کہا اور وہ منفرد ہے شوکانی نے کہا تو حدیث حسن
کے درجہ تک نہ پہونچیگی (۳) امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان اور ابن خزیمہ نے قیس بن عاصم
سے وہ مسلمان ہوئے تو حضرت صلعم نے انکو حکم دیا پانی اور بیری سے غسل کرنیکا صحیح کہا اوسکو ابن سکن نے اور امام احمد
اور عبدالرزاق اور بیہقی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے ابوہریرہ سے کہ ثمامہ بن اثال مسلمان ہوا تو حضرت صلعم نے فرمایا
اوسکو فلاں کے باغ میں لیجاؤ اور حکم دو اوسکو کہ غسل کرے شوکانی نے کہا امام احمد کہتے ہیں کافر جب مسلمان ہو تو غسل
کرنا واجب ہے اور شافعی کہتے ہیں مستحب ہے اور ابوحنیفہ کہتے ہیں اگر اسکو جنابت ہوئی تھی کفر میں اور اوسنے غسل نہ
کیا تھا تو واجب ہے اور جو غسل کر چکا تھا تو مستحب ہے اور جو واجب کہتا ہے اوسنے دلیل لی ان دونو حدیثوں سے
اور اس سے کہ حضرت صلعم نے واثلہ اور قتادہ رہاوی کو حکم دیا غسل کا جب وے مسلمان ہوئے نکالا اوسکو طبرانی نے اور عقیل
بن ابی طالب کو نکالا اوسکو حاکم نے تاریخ نیشاپور میں حافظ نے کہا ان تینوں کی سندیں ضعیف ہیں اور ظاہر یہی ہے
کہ غسل واجب ہے مترجم کہتا ہے حق امام احمد کا مذہب ہے (۴) حضرت علی رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حاجت ادا کرتے پھر نکلتے اور قرآن پڑھتے اور ہمارے ساتھ گوشت کھاتے اور آپ کو نہ روکتی قرآن پڑھنے سے
کوئی چیز سوا جنابت کے نکالا اوسکو امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن
حبان اور حاکم اور بزار اور دارقطنی اور بیہقی نے اور صحیح کہا اسکو ابن حبان اور ابن سکن اور عبدالحق اور بغوی اور
ابن خزیمہ اور شیخ نے اور شافعی نے کہا کہ اہل حدیث اوسے ثابت نہیں کرتے بیہقی نے کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ اسکی
اسناد میں عبداللہ بن سلمہ ہے وہ بوڑھا ہو کر اوسکا حافظہ بگڑ گیا تھا اور یہ حدیث بوڑھے ہونیکے بعد روایت کی
حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری مسلم نے اوسے نہیں نکالا کیونکہ اونہوں نے حجت نہیں لی عبداللہ بن
سلمہ سے ترمذی نے اسکو مختصر طور سے نکالا کہ آپ ہمکو قرآن پڑھاتے ہر حال میں جب تک جنبی ہوتے اور کہا یہ حدیث حسن
صحیح ہے امام احمد اس حدیث کو ضعیف کرتے تھے اور نووی نے کہا کہ ترمذی نے اکثر علماء کا خلاف کیا اونہوں نے ضعیف کیا

کافر جب مسلمان ہو تو غسل کرے

جنبی کو قرآن پڑھنا

اس حدیث کو ابن خزیمہ نے کہا یہ حدیث میری تہائی پونجی ہے اور شعبہ نے کہا میں نے اس سے اچھی کوئی حدیث بیان نہیں کی اور بخاری نے عمرو بن مرہ سے نقل کیا جو روایت کرتا ہے اسکو عبداللہ بن سلمہ سے کہ وہ ہمسے حدیث بیان کرتا تھا بعضی حدیث ہم پہچانتے اور بعضی نہ پہچانتے اور روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اسمعیل بن عیاش سے اونے موسی بن عقبہ سے اونے نافع سے اونے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جنب اور حائض نہ پڑہیں کچہہ قرآن میں سے بیہقی نے کہا امام بخاری نے کہا اسکو روایت کیا اسمعیل بن عیاش نے اور وہ منکر الحدیث ہے اہل حجاز اور اہل عراق سے اور روایت کیا اسکو اوروں نے بہی موسے بن عقبہ سے وہ بہی صحیح نہیں ہے اور کتاب المعرفہ میں کہا کہ منفرد ہے اسکا اسمعیل بن عیاش اور اسکی روایت اہل حجاز سے ضعیف ہے حجت نہیں لیجاویگی اُس سے یہ احمد بن حنبل و یحیے بن معین وغیرہ حافظوں نے کہا اور یہ حدیث اور سے بہی مروی ہے وہ بہی ضعیف ہے ابن ابی حاتم نے علل میں کہا میں نے اپنے باپ سے سنا اونہوں نے اسمعیل بن عیاش کی اس حدیث کو بیان کیا اور کہا یہ خطا ہے یہ ابن عمر کا قول ہے اور دارقطنی نے اسکو روایت کیا دوسرے دو طریقوں سے ایک مغیرہ بن عبدالرحمان سے اونے موسی بن عقبہ سے دوسرا محمد بن اسمعیل حسانی سے اونے ایک شخص سے اوس نے ابو معشر سے اونے موسی بن عقبہ سے لیکن پہلا طریقہ تو صحیح کہا اسکو ابن سید الناس نے حافظ نے کہا انہوں نے غلطی کی اوس سند میں عبدالملک بن مسلمہ ضعیف ہے اگر وہ نہ ہوتا تو اسناد صحیح ہوتا اور ابن جوزی نے اسکو ضعیف کیا مغیرہ بن عبدالرحمان کیوجہ سے اور غلطی کی کیونکہ مغیرہ ثقہ ہے اور دوسرا طریقہ اوسمیں تو ایک شخص مجہول ہے سوا اوسکے ابو معشر ضعیف ہے زیلعی نے کہا مگر اسکی متابعت کی اسمعیل وغیرہ نے امام احمد نے کہا یہ حدیث باطل ہے اور انکار کیا اسمعیل بن عیاش پر شوکانی نے کہا یہ حدیث حجت لینے کے لائق نہیں اور روایت کیا دارقطنی نے محمد بن فضل سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے طاؤس سے اونہوں نے جابر سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے نہ پڑہے حائض اور نہ نفاس والی قرآن میں سے کچہہ اور نکالا اسکو ابن عدی نے کامل میں اور علت نکالی محمد بن فضل سے اور سخت ضعیف کیا اوسکو بخاری اور نسائی اور احمد اور ابن معین سے شوکانی نے کہا محمد بن فضل متروک ہے اور منسوب ہے حدیث بنانے کیطرف اور یہ حدیث موقوفاً بہی مروی ہے اوسکی اسناد میں یحیے بن ابی انیسہ کذاب ہے بیہقی نے کہا یہ اثر قوی نہیں ہے اور صحیح ہوا حضرت عمر رض سے کہ وہ مکروہ کہتے تہے قرآن پڑہنے کو جنابت کیحالت میں روایت کیا اسکو بیہقی نے خلافیات میں بسند صحیح اور روایت کیا امام احمد نے سند میں ابو الغریف ہمدانی سے کہ حضرت علی رض پاس وضو کا پانی لایا گیا اونہوں نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور منہ کو دہویا تین بار اور دونوں ہاتہوں کو دہویا تین بار اور دونوں ہاتہوں کو تین بار پہر مسح کیا اپنے سر کا اور دہویا دونوں پاؤں کو پہر فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا آپ نے اسیطرح وضو

کیا پہر کچہہ قرآن پڑہا بعد اوسکے فرمایا یہ اوسکے لیے ہے جو جنب نہ ہو لیکن جنب کو ایک آیت نہین پڑہنا چاہیے اور
دارقطنی نے اسکو سنن مین موقوفا حضرت علی پر روایت کیا ابو الغریف ہمدانی سے کہ ہم حضرت علی رض کے ساتہہ تہے
رحبہ مین وہ اوسکے کرنے مین گئے مین نہین جانتا پیشاب کیا یا پائخانہ پہر ایک کوزہ پانی کا منگوایا اور دونو ہاتہہ دہوئے
پہر انکو بند کر لیا پہر کچہہ شروع قرآن مین سے پڑہا بعد اوسکے فرمایا پڑہو تم قرآن کو جب تک تم کو جنابت نہ ہو پہر اگر جنابت
ہو تو نہین نہین ایک حرف بہی دارقطنی نے کہا یہ صحیح ہے حضرت علی سے شوکانی نے جو کہا کہ یہ حدیث مرفوع نہین
ہے موقوف ہے تو مراد وہی روایت ہے جسمین ایک حرف کی بہی ممانعت ہے ورنہ ایک آیت کی روایت تو امام احمد کے
مسند مین مرفوعا موجود ہے شوکانی نے کہا قاسم اور ہادی اور شافعی کا یہ قول ہے کہ جنب کو قرآن پڑہنا مطلقا حرام ہے
خواہ ایک ہی آیت ہو یا اوس سے کم ہو اور ابو حنیفہ کے نزدیک ایک آیت سے کم درست ہے اور موید باللہ اور بعض اصحاف
کا یہ قول ہے کہ بقصد تلاوت حرام ہے اول مذہب والون نے حضرت علی اور ابن عمر کی حدیثون سے دلیل لی اور جواب یہ ہے کہ حضرت
علی کی حدیث مین (جو سب سے پہلے گذری) حرمت کی دلیل نہین اور نہ پڑہنے سے کراہت بہی لازم نہین آتی تو حرمت
کجا اور ابن عمر کی حدیث مین گفتگو ہے اور حضرت علی کی موقوف حدیث حجت نہین ہے البتہ ابو یعلی نے حضرت علی سے روایت
کیا مین نے حضرت کو دیکہا آپ نے وضو کیا پہر کچہہ قرآن پڑہا پہر فرمایا یہ اوسکے لیے ہے جو جنب نہ ہو لیکن جنب کے لیے ایک آیت
نہین نہین ہیثمی نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہین پس اگر یہ حدیث صحیح ہو تو حرمت کی دلیل ہوسکتی ہے اور بخاری نے ابن عباس سے
نکالا کہ اونہون نے جنب کو قرآن پڑہنے مین کوئی قباحت نہین دیکہی یہ امام بخاری نے تعلیقا نکالا اور رزین نے اوسے
اپنی سند سے روایت کیا اور حضرت عائشہ کی یہ حدیث ہے کہ حضرت اللہ کو یاد کرتے ہر وقت بہی ثابت ہوتا ہے کہ جنب
کو قرآن پڑہنا درست ہے امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین روایت کیا مہاجر بن قنفذ سے کہ اونہون نے سلام کیا حضرت
کو آپ وضو کرتے تہے آپ نے جواب نہ دیا جب وضو سے فارغ ہوئے تو فرمایا مجہے تم کو جواب دینے سے مگر اس بات نے روکا کہ مین نے
برا جانا اللہ کا نام لینے کو بغیر طہارت کے اور نکالا ابن عمر کی حدیث کو اور ابو الجہیم کی حدیث کو جو کتاب الوضوء مین گذرین اور نکالا حضرت
علی کی حدیث کو عبد اللہ بن سلمہ سے کہ مین حضرت علی پاس گیا اور ایک شخص ہم مین سے ایک بنی اسد مین سے اور انہون
نے اون دونو کو کسی طرف بہیجا پہر کہا تم دونو قوی ہو تو اپنے دین کا کام قوت سے کرو پہر پائخانہ گئے پہر نکلے تو
ایک لپ پانی کا لیا اوس سے مسح کیا اور قرآن پڑہنے لگے ہمکو دیکہا گویا ہم نے انکار کیا اس بات کا پہر اونہون نے
کہا حضرت پائخانہ سے نکلتے پہر ہمکو قرآن پڑہاتے ہمارے ساتہہ گوشت کہاتے اور کوئی چیز آپ کو نہ روکتی اس سے
سوا جنابت کے دوسرے طریق مین ہے کہ آپ حاجت ادا کرتے پہر قرآن پڑہتے تیسرے طریق مین ہے کہ آپ قرآن کو پڑہاتے

ہر حال میں سوا جنابت کی جو تھی طریق میں ہے کہ آپ ہمکو قرآن سکھلاتے ہر حال میں سوا جنابت کے اور سب طریقوں میں
عبداللہ بن سلمہ موجود ہے طحاوی نے کہا ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ اللہ کی یاد بغیر وضو کے اسطرح قرآن پڑھنا درست ہے
البتہ جنب کو درست نہیں پھر روایت کیا عمر بن علیہ کی حدیث کو کہ فرمایا حضرت صلعم نے جو مسلمان باوضو سووے اللہ کی یاد پر پھر اٹھے
کو چونکے اور اللہ سے کچھ مانگے دنیا یا آخرت کی کاموں میں سے تو اللہ اسکو عنایت فرماویگا اور معاذ سے ایسا ہی آیا اور حضرت
عائشہ سے کہ حضرت صلعم اللہ کی یاد کرتے تھے اپنے تمام وقتوں میں اور کہا کہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ جنابت کی حالت میں بھی اللہ
کی یاد درست ہے لیکن قرآن پڑھنے کا ذکر نہیں اور روایت کیا ابن عمر سے مرفوعاً کہ جنب اور حائض قرآن نہ پڑھے اسکی
اسناد میں اسمعیل بن عیاش ہے اور روایت کیا باسناد ضعیف مالک بن عبادہ غافقی سے کہ حضرت صلعم نے کہانا کہایا جنب
رہکر میں نے یہ عمر بن خطاب سے ذکر کیا وہ مجھکو کھینچکر لائے حضرت صلعم کے پاس اور کہا یا رسول اللہ سنئے مجھسے کہا کہ آپنے جنابت
کی حالت میں کہایا آپنے فرمایا ہاں جب میں وضو کر لیتا ہوں تو کہاتا اور پیتا ہوں البتہ نماز اور قرآن نہیں پڑھتا جب
تک غسل نہ کروں اور روایت کیا علقمہ بن فغوار سے کہ حضرت صلعم جب پانی بہاتے (یعنی پیشاب کرتے) ہم آپ سے بات کرتے
لیکن آپ چپ کرتے اور ہم سلام کرتے آپ جواب دیتے یہانتک کہ یہ آیت اتری اے ایمان والو جب تم نماز کے لیے اٹھو اور روایت
کیا سعید بن جبیر سے کہ ابن عباس اور ابن عمر دونو قرآن کو بے وضو پڑھتے تھے اور ابن عباس سے کہ وہ اپنا حزب پڑھتے
بے وضو رہکر اور ابان سے میں نے ابن عمر سے کہا جب پانی بہاؤں تو اللہ کی یاد کروں انہوں نے کہا پانی بہانے سے کیا اور
ہے میں نے کہا پیشاب کروں انہوں نے کہا ہاں اللہ کی یاد کر اور ابراہیم سے کہ عبداللہ بن مسعود ایک شخص کو قرآن
پڑھا رہے تھے جب فرات کی کنارے پہونچے تو وہ شخص چپ ہو گیا عبداللہ نے کہا تجھے کیا ہوا وہ بولا مجھے حدث ہوا
عبداللہ نے کہا پڑھ پھر وہ پڑھنے لگا اور عبداللہ اسکو بتانے لگے اور سلمان سے کہ انکو حدث ہوا وہ قرآن پڑھنے لگے لوگوں
نے کہا تم قرآن پڑھتے ہو انہوں نے کہا ہاں میں جنب نہیں ہوں اور شعبہ سے میں نے قتادہ سے پوچھا ایک شخص قرآن
پڑھے بے وضو ہو کر انہوں نے کہا میں نے سعید بن المسیب سے سنا وہ کہتے تھے ابوہریرہ کبھی ساری سورت پڑھ لیتے تھے
بے وضو رہکر اور حضرت عمر سے باسناد صحیح کہ وہ مکروہ رکھتے تھے قرآن کا پڑھنا حالت جنابت میں اور ابن عباس سے
کہ حضرت پاخانہ سے نکلے پھر کہانا کہایا لوگوں نے کہا آپ وضو نہیں کرتے فرمایا میں نماز پڑھنا نہیں چاہتا کہ وضو
کروں اور حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلعم جب پاخانہ تشریف لیگئے تو وہاں سے نکلکر وضو کیا جیسے نماز کے لیے
وضو کرتے تھے انتہی مختصراً (۵) امام مسلم اور امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی وغیرہم نے حضرت عائشہ
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو خمرہ یعنی سجدہ گاہ اٹھا دو مسجد سے میں نے کہا میں حائض ہوں آپنے

فرمایا تیرا حیض تیرے ہاتھ مین نہین ہو ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور ذکر کیا اوسکو مسلم نے اپنی صحیح مین اور دارقطنی نے کہا کہ اوسمین اختلاف ہے اعمش پر لیکن یہ اختلاف صحت کا مانع نہین کیونکہ اونہون نے کہا صحیح روایت ہی ثابت کی قاسم سے اونہون نے عائشہ سے مگر منفرد ہوا اوسکے ساتھ ثابت بن عبید اور وہ اگرچہ ثقہ ہے لیکن اس مرتبہ مین نہین کہ اوسکی حدیث تفرد کے ساتھ حجت ہو اور اسکا ایک دوسرا طریق نکالا دارقطنی نے محمد بن فضیل سے اونہون نے اعمش سے اونہون نے سائب سے اونہون نے محمد بن ابی یزید سے اونہون نے عائشہ سے اور ایک تیسرا طریق عبد الوارث بن سعید کے اور عبد الرحمان محاربی سے ان دونون نے لیث بن ابی سلیم سے اونہون نے قاسم سے اونہون نے عائشہ سے اور ایک چوتھا ابو عمر حوضی سے اونہون نے شعبہ سے اونہون نے سلیمان شیبانی سے اونہون نے قاسم سے اونہون نے عائشہ سے اور یہ سب طریق اگرچہ ضعیف ہین پر انسے قوت ہوتی ہے ثابت کی طریق کو اور سجدہ گاہ سے اس حدیث مین سجادہ مراد ہے وہ ہی جسپر آدمی اپنا منہ رکھتا ہے سجدہ مین بوریے یا خرمی کی چھال کا گرمی سے بچنے کو اور خطابی نے کہا کہ سجادہ منہ رکھنے کے برابر ہوتا ہے یا اوس سے بڑا تیسیر الوصول مین ہے کہ خمرہ یعنے سجدہ گاہ جو ہتھیلی کے برابر ہوتا ہے پتہ وغیرہ کا اور وہی ہے جسکو اس زمانے مین شیعہ رکھتے ہین سجدہ کے لیے اور جب حائض کو کام کے لیے مسجد سے گذرنا درست ہوا تو جنب کو بطریق اولی درست ہو گا کیونکہ حیض جنابت سے زیادہ ہے البتہ جنب اور حائض کو مسجد مین رہنا اور ٹھیرنا درست نہین اور بعضون کے نزدیک گذرنا بھی درست نہین امام شوکانی نے کہا کہ حائض مسجد مین جاسکتی ہے مالک اور شافعی اور احمد اور اہل ظاہر کے نزدیک اور سفیان اور اصحاب الرای اسکو ناجائز کہا ہے اور یہی مشہور مذہب ہے مالک کا اور امام احمد اور نسائی نے نکالا ام المومنین میمونہ رضہ سے کہ حضرت ہم مین سے ایک کے پاس آتے وہ حائض ہوتی آپ اپنا سر اوسکی گود مین رکھتے اور قرآن پڑھتے اور وہ حائضہ ہوتی پھر ہم مین سے ایک آپ کی سجدہ گاہ لیکر اوٹھتی اور اسکو مسجد مین رکھ آتی اور وہ حائضہ ہوتی اوسکی اسناد مین محمد بن منصور ہے وہ ثقہ ہے اور منبوذ ہے اسکو ثقہ کہا ابن معین نے اور ایسا ہی نکالا میمونہ رضہ سے عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور ضیا نے مختارہ مین اور امام مالک نے نکالا موطا مین ابن عمر سے کہ اونکی لونڈیان اونکے پانون دھوتین اور اونکو سجدہ گاہ دیتین اور وہ حائض ہوتین اور ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے نکالا جابر رضہ سے کہ ہم مین سے ایک مسجد مین سے گذرتا جنابت مین اوس پار جانے کو اور ابن منذر نے زید بن اسلم سے کہ حضرت م کے اصحاب مسجد مین چلتے اور وہ جنب ہوتے شوکانی نے کہا ابن مسعود اور ابن عباس سے بھی منقول ہے کہ جنب کو مسجد سے عبور (گذر جانا) درست ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا الا عابری سبیل اور یہ عام ہے شامل ہے مسافر اور غیر مسافر کو اور ابن جریر نے نکالا یزید بن ابی حبیب سے کہ کچھ لوگ انصار کے

اونکے دروازے مسجد کیطرف تھے پہر اونکو جنابت ہوتی اور پانی نہ پاتے نہ راستہ مگر مسجد مین سے ہوکر تب اللہ تعالیٰ نے اتارا وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ اور یہ عمدہ دلیل ہے اور جن لوگون نے عبور کو جائز نہ رکہا یعنے عترت اور مالک اور ابوحنیفہ اور انکے اصحاب نے اونہون نے دلیل لی حدیث سے افلت کے اونہون نے جسرہ بنت دجاجہ سے اونہون نے ام المومنین عائشہ رضہ سے اونہون نے کہا حضرت تشریف لائے اور آپکے اصحابکے گہرونکے منہ مسجد کیطرف تھے آپنے فرمایا ان گہرونکے منہ مسجد کیطرف سے پہیر دو پہر آپ اندر تشریف لیگئے اور لوگون نے کچہہ نہ کیا اس خیال سے کہ شاید اونکے باب مین اجازت اُترے پہر آپ برآمد ہوئے اور فرمایا ان گہرونکے منہ مسجد کیطرف سے پہیر دو کیونکہ مین حلال نہین کرتا مسجد کو حائض اور جنب کیلیے نکالا اوسکو ابوداود نے زیلعی نے کہا یہ حدیث حسن ہے ابن القطان نے اپنی کتاب مین کہا عبدالحق نے کہا کہ یہ حدیث ثابت نہین اسکی اسناد کیطرف سے اور نہین بیان کیا اسکا ضعف اور مین یہ نہین کہتا کہ یہ حدیث صحیح ہے بلکہ مین کہتا ہون کہ وہ حسن ہے کیونکہ روایت کیا اسکو عبدالواحد بن زیاد نے افلت بن خلیفہ سے اونہون نے جسرہ بنت دجاجہ سے اونہون نے عائشہ سے اور عبدالواحد ثقہ ہے خود عبدالحق نے اوس سے حجت لی اپنی کتاب کے کئی مقامون مین اور افلت یا فلیت بن خلیفہ عامری امام احمد نے کہا مین اوسمین کوئی قباحت نہین پاتا ابوحاتم نے کہا وہ ایک شیخ ہے اور جسرہ بنت دجاجہ تابعیہ ہے اور بخاری نے جو تاریخ کبیر مین کہا کہ اوسکے پاس عجیب حدیثین ہین اوس سے وہ ساقط نہین ہوتی روایت کیا اوس سے افلت اور قدامہ بن عبداللہ بن عبدہ عامری نے اور ابن حبان نے جسرہ کو کتاب الثقات مین لکہا اور کہا روایت کیا اس سے افلت ابو حسان اور قدامہ عامری نے اور خطابی نے کہا کہ علماء نے ضعیف کیا اس حدیث کو اور کہا کہ افلت راوی اسکا مجہول الحال ہے اوسکی حدیث سے حجت لینا صحیح نہین منذری نے کہا اسپر اعتراض ہے کہ افلت بن خلیفہ یا فلیت عامری یا ذہلی اونکی کنیت ابوحسان ہے اوسکی حدیث کوفہ والون مین ہے جس سے روایت کی سفیان ثوری اور عبدالواحد بن زیاد نے اور احمد بن حنبل نے کہا مین اس مین کوئی قباحت نہین پاتا ابوحاتم نے کہا وہ شیخ ہے اور بخاری نے کہا کہ جسرہ کے پاس عجائب ہین شیخ نے امام مین کہا ابن القطان سے کتاب الوہم والایہام مین مینے دجاجہ بکسر دال دیکہا ابن حزم نے اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا کہ افلت مجہول ہے شوکانی نے کہا یہ درست نہین کاشف مین ہے کہ وہ سچا ہے اور بدر منیر مین ہے کہ وہ مشہور ہے ثقہ ابن القطان نے کہا امام بخاری کا یہ کہنا کہ جسرہ کے پاس عجائب ہین اسکی حدیثین رد کرنیکے لیے کافی نہین اور عجلی نے کہا وہ تابعیہ ثقہ ہے اور ابن القطان نے جسرہ کی اس حدیث کو حسن کہا اور ابن خزیمہ نے صحیح کہا ابن سید الناس نے کہا کم سے کم وہ حسن ہے کیونکہ اوسکے راوی ثقہ ہین اور اوسکے شاہد ہین اور ابن حزم نے جو اسکو رد کیا اوسکی کوئی معقول وجہ نہین اور یہ حدیث کافی ہے اونکی رد کرنے

سکے لیے حافظ نے کہا ابن حزم نے جو کہا کہ الفلت متروک ہے یہ غلط ہے کسی حدیث کے امام نے ایسا نہیں کہا اور دلیل لی
ام سلمہ کی حدیث سے کہ حضرت ؐ اس مسجد کے صحن میں داخل ہوئے پھر پکارا بلند آواز سے کہ مسجد درست نہیں جنب اور
حائض کے لیے نکالا اسکو ابن ماجہ نے ابو الخطاب ہجری سے اوس نے محدوج ذہلی سے اوس نے جسرہ سے اوس نے ام سلمہ سے
اور روایت کیا اسکو طبرانی نے اپنے معجم میں ابن ابی حاتم نے علل میں کہا میں نے ابو زرعہ سے سنا وہ ذکر کرتے تھے اس حدیث
کا اونہوں نے کہا لوگ کہتے ہیں جسرہ سے اونہوں نے ام سلمہ سے اور صحیح جسرہ سے اونہوں نے عائشہ سے ہے شوکانی نے کہا
ان دونوں حدیثوں سے جنب اور حائض کو مسجد میں جانے اور ٹھیرنے کی ممانعت نکلتی ہے نہ عبور اور مرور کی اور اکثر
کا یہی مذہب ہے اونہوں نے دلیل لی اُس سے اور متفق علیہ حدیث سے کہ حضرت ؐ نے منع کیا ام المومنین عائشہ کو خانہ کعبہ کا
طواف کرنے سے جب وہ حائضہ تھیں اور داؤد اور مزنی نے کہا کہ جنب اور حائض کو مسجد میں جانا اور ٹھیرنا مطلقا درست
ہے اور امام احمد اور اسحاق نے کہا کہ جنب کے لیے درست ہے جب وضو کر لیوے اور حائضہ کو درست نہیں اور دلیل انکی وہ
ہے جو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں نکالا عطا بن یسار سے کہ میں نے کئی اصحاب کو دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی مسجد میں بیٹھتے اور وہ جنب ہوتے جب وضو کر لیتے نماز کا سا وضو اور حنبل بن اسحق نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو نعیم
اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام بن سعد نے اونہوں نے زید بن اسلم سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحاب
مسجد میں باتیں کرتے اور وہ بے وضو ہوتے اور ایک آدمی جنب ہوتا پھر وضو کرتا پھر مسجد میں جاتا اور باتیں کرتا اور
دونو اسنادوں میں ہشام بن سعد ہے ابو حاتم نے کہا اوس سے حجت نہ لیجاویگی اور ضعیف کیا اوسکو ابن معین اور احمد
اور نسائی نے اور ابو داؤد نے کہا کہ وہ زید بن اسلم سے روایت کرنے میں سب سے زیادہ ثابت ہے علاوہ اسکے صحابہ کا
فعل حجت نہیں ہے خاصکر جب مرفوع حدیث کے خلاف ہو مگر جب اجماع ہو صحابہ کا پس حق یہ ہے کہ جنب اور حائض کو مسجد
میں رہنا اور ٹھیرنا درست نہیں البتہ گذر جانا مسجد سے درست ہے یا کوئی چیز اوٹھا لینا جیسے حضرت عائشہ نے سجدگاہ
اٹھائی واللہ اعلم (۲۱) مستحب ہے غسل جمعہ کے لیے اور عیدین کے لیے اور اہل ظاہر اور امام مالک سے ایک روایت میں اور
حسن بصری اور ابو ہریرہ اور عمار اور عمر اور ابن خزیمہ سے یہ منقول ہے کہ جمعہ کا غسل واجب ہے جو لوگ وجوب کہتے ہیں وہ دلیل
لیتے ہیں ابن عمر کی حدیث سے کہ فرمایا حضرت ؐ نے جو کوئی تم میں سے جمعہ میں آوے وہ غسل کرے روایت کیا اسکو چھیوں علماء نے
اور امام احمد نے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے جب تم میں سے کوئی جمعہ میں آنیکا ارادہ کرے تو غسل کرے بیہقی کی روایت
میں اتنا زیادہ ہے کہ جو جمعہ میں نہ آوے اس پر غسل نہیں ہے طحاوی کی روایت میں ہے کہ حکم کیا ہمکو حضرت ؐ نے جمعہ کے دن غسل
کا نووی نے خلاصہ میں کہا اسکی سند صحیح ہے شوکانی نے کہا کہ یہ حدیث کی بہت طریقے ہیں اور اسکو بہت لوگوں نے روایت

کیا ہی اور ابن مندہ نے شمار کیا اُن لوگون کا جنہون نے اسکو روایت کیا نافع سے تو تین سو آدمیون سے زیادہ ہوئے اور سوا ابن عمر کے
اس حدیث کو چوبیس صحابہ نے روایت کیا ہی حافظ نے کہا لیکن اوسکے طریقہ نافع سے جمع کیے تو ایک سو بیس آدمی ہوئے اور ابو سعید
خدری کی حدیث ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جمعہ کے دن کا غسل واجب ہے ہر احتلام والے پر (بالغ پر) اور مسواک کرنا اور خوشبو لگانا جو پاوے
روایت کیا اسکو چہون عالمون نے سوا ترمذی کے اور ابوہریرہ کی حدیث ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا حق ہی ہر مسلمان پر کہ غسل کرے سات
دن مین ایک دن اُسدن دہووے اپنا سر اور بدن نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے بزار اور طحاوی نے زیادہ کیا کہ وہ دن جمعہ کا دن
ہے اور امام مالک نے مؤطا مین موقوفاً نکالا ابوہریرہ سے کہ جمعہ کا غسل واجب ہے ہر احتلام والے پر مانند غسل جنابت کے اور جابر کی
حدیث ہے کہ ہر مسلمان پر سات دن مین ایک دن کا غسل ہے اور وہ جمعہ کا دن ہے نکالا اوسکو بخاری اور مسلم نے ایسا ہی تھے ہیثمی
مین اور زیلعی نے کہا کہ نکالا اوسکو صرف نسائی نے اور نقل کیا نووی سے خلاصہ مین کہ اسکا اسناد امام مسلم کی شرط پر ہے
اور ایسا ہی کہا امام شوکانی نے اور براء کی حدیث ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے حق ہی مسلمانون پر کہ غسل کرین جمعہ کے دن اور چاہیے
کہ چہوے ایک تم مین سے اپنے گہروالون کی خوشبو کو پھر اگر خوشبو نہ پاوے تو پانی اوسکے لیے خوشبو ہے نکالا اسکو ترمذی اور
ابن ابی شیبہ نے اور ابن السباق کی حدیث سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ایک جمعہ مین جمعون مین سے اے گروہ مسلمانون کے یہ دن
ہے جسکو اللہ تعالی نے عید بنایا ہے تو غسل کرو اور جسکے پاس خوشبو ہے اسکو نقصان نہین کرتا خوشبو لگانا اور لازم
کر لو اپنے اوپر مسواک کو نکالا اسکو مالک نے اور ابن عمر کی حدیث ہی کہ حضرت عمر خطبہ سنا رہے تھے لوگون کو جمعہ کے دن اتنے مین
حضرت عثمان آئے حضرت عمر نے اونکو آواز دی یہ کونسا وقت ہی (آنیکا) اونہون نے کہا مین ایک کام مین آج پہنس گیا
تہا تو گہر مین نہین گیا یہانتک کہ اذان سنی تو مین نے کوئی کام زیادہ نہین کیا وضو سے حضرت عمر نے کہا اور تم نے وضو ہی
کیا حالانکہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غسل کا حکم کرتے تھے نکالا اوسکو چہون عالمون نے سوا نسائی کے اور
ابوہریرہ سے بھی ایسا ہی نقل کیا اونکی روایت مین یہ ہی کہ حضرت عمر نے کہا کیا تم نے نہین سنا حضرت صلعم فرماتے تھے جب
کوئی تم مین سے جمعہ مین آوے تو غسل کرے اور عائشہ کی حدیث ہی کہ حضرت صلعم حکم کرتے تھے غسل کا جمعہ کے دن نکالا اوسکو
ابن خزیمہ نے صحیح مین اور طحاوی نے اور طاوس کی حدیث سے ہی کہ مین نے ابن عباس رضہ سے کہا لوگ کہتے ہین کہ حضرت صلعم نے
فرمایا غسل کرو جمعہ کے دن اور دہوو اپنے سرون کو اگرچہ تم جنبی نہو اور خوشبو لگاؤ اونہون نے کہا غسل تو مین نے سنا ہی
لیکن خوشبو مین نہین جانتا روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور طحاوی نے اور حفصہ کی حدیث ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہر احتلام
والے پر ہے جمعہ کے لیے جانا اور جو مسجد کیطرف جاوے اوسپر غسل کرنا نکالا اسکو ابوداؤد اور طحاوی نے باسناد حسن اور ایک شخص
سے حضرت صلعم کے اصحاب مین سے انصار مین سے ہی کہ آپ نے فرمایا حق ہی ہر مسلمان پر جمعہ کے دن غسل کرنا اور خوشبو لگانا اگر اسکے

پاس ہو نکالا اوسکو طحاوی نے شوکانی نے کہا اس باب میں اور روایتیں ہیں انسؓ سے اوسکو نکالا ابن عدی نے کامل
میں کہ حضرتؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا غسل کرو جمعہ کے دن اگرچہ ایک پیالہ پانی کا ایک اشرفی کو ملے اسکی اسناد میں حفص
بن عمر ایلی ضعیف ہے اور شوکانی نے اسکو ذکر کیا موضوعات میں اور کہا کہ اسکی اسناد میں وہب بن وہب بختری وضاع ہے
اور بریدہؓ سے اسکو نکالا بزار نے اور ثوبانؓ سے اوسکو بھی بزار نے نکالا اور سہل بن حنیفؓ سے اوسکو طبرانی نے نکالا اور
عبداللہ بن زبیرؓ سے اسکو بھی طبرانی نے نکالا اور [19] ابن مسعودؓ سے اوسکو بزار نے نکالا اور ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرتؐ نے
یہ دن عید ہے اللہ تعالی نے اسکو مسلمانوں کے لیے عید کیا ہے پھر جو کوئی جمعہ کو آوے وہ غسل کرے اگر اسکے پاس خوشبو ہو
تو لگا دے اور لازم ہے تم پر مسواک نکالا اوسکو ابن ماجہ نے منذری نے کہا اسکا اسناد حسن ہے اور عبید بن سباق سے ایک دوسری حدیث نکالا اسکو طبرانی نے
اور یہ سب حدیثیں جو اوپر گذریں اُن لوگوں کی دلیلیں ہیں جو غسل کو واجب کہتے ہیں کیونکہ بعضوں میں حکم ہے غسل کا
اور بعضوں میں حق کا لفظ ہے بعضوں میں واجب کا اور امام طحاوی نے روایت کیا ابوہریرہؓ سے اونہوں نے کہا حق ہے اللہ کے
لیے واجب ہے ہر مسلمان پر ہر ہفتہ میں غسل کرنا اور اپنے ہر عضو کو دھونا اور خوشبو لگانا اگر اوسکے گھر والوں کے پاس ہو اور
عبداللہ بن حارث سے ہے میں سعد پاس بیٹھا تھا اونہوں نے جمعہ کے غسل کا ذکر کیا اونکے بیٹے نے کہا میں نے غسل نہیں کیا
سعد نے کہا میں نہیں سمجھتا کوئی مسلمان جمعہ کے دن غسل کو چھوڑیگا اور زاذان سے ہے میں نے حضرت علی رضؓ سے غسل کو پوچھا
اونہوں نے کہا جب تیرا جی چاہے غسل کر میں نے کہا میں اُس غسل کو پوچھتا ہوں جو غسل ہے (یعنی ضروری ہے) اونہوں
نے کہا جمعہ اور عرفہ اور یوم الفطر اور یوم الضحی کا غسل اور ابو قتادہؓ سے اونہوں نے اپنے بیٹے ثابت سے کہا جمعہ کے لیے غسل
کر وہ بولا میں نے تو جنابت کا غسل کیا اسیطرح نکالا اوسکو طحاوی نے اور نکالا اوسکو طبرانی نے اوسط میں اور اسکا ترجمہ
یہ ہے کہ ابو قتادہ کے بیٹے عبداللہ نے کہا میرے باپ میرے پاس آئے اور میں غسل کر رہا تھا جمعہ کے دن انہوں نے کہا تیرا غسل جنابت کا ہے یا جمعہ کا میں نے کہا جنابت کا انہوں نے
کہا ایک غسل اور کر کیونکہ میں نے حضرتؐ سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص غسل کرے جمعہ کے دن وہ طہارت میں رہیگا دوسرے
جمعہ تک منذری نے کہا اسکا اسناد حسن کے قریب ہے اور نکالا اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور کہا یہ حدیث غریب ہے
نہیں روایت کیا اسکو کسی نے سوا ہارون بن مسلم صاحب الحنا کے اور نکالا اسکو حاکم نے طبرانی کے لفظ سے اور کہا
صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے صحیح میں اُس میں یہ ہے جو کوئی غسل کریگا جمعہ کے دن
وہ پاک رہیگا دوسرے جمعہ تک شوکانی نے کہا جو لوگ واجب نہیں کہتے وہ دلیل لیتے ہیں ابوہریرہ کی حدیث سے کہ حضرتؐ
نے فرمایا جو کوئی وضو کرے پھر اچھی طرح وضو کرے پھر جمعہ کو آوے اور خطبہ سنے اور چپ رہے تو اسکے گناہ بخشدیے جاوینگے
جمعہ سے لیکر جمعہ تک اور تین دن زیادہ کے منذری نے کہا نکالا اوسکو مسلم نے اور اوسکو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ

اور یہی اور سمرہ بن جندب کی حدیث سے کہ حضرت نے فرمایا جو شخص وضو کرے جمعہ کے لیے تو اوسنے عمل کیا سنت پر اور اچھی
سنت ہے اور جو غسل کرے تو وہ افضل ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن خزیمہ نے ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث
حسن صحیح ہے اور روایت کی گئی ہے حسن سے اونہوں نے حضرت سے مرسلاً اور نکالا اوسکو امام احمد نے مسند میں اور بیہقی نے سنن میں
اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں شیخ نے امام میں کہا کہ جو حسن کی روایت سمرہ سے متصل سمجھتا ہے وہ اس حدیث کو صحیح جانتا ہے
اور یہی مذہب ہے علی ابن المدینی کا جیسے نقل کیا اونسے بخاری اور ترمذی اور حاکم وغیرہم نے زیلعی نے کہا حسن کی سماع میں
سمرہ سے تین مذہب ہیں ایک یہ کہ اونسے سنا ہے مطلقاً اور یہی قول ہے ابن المدینی کا نقل کیا اونسے بخاری نے تاریخ
اوسط کے شروع میں حدیث بیان کی ہمسے حمیدی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان نے اونہوں نے اسرائیل
سے اونہوں نے کہا میں نے حسن سے سنا وہ کہتے تھے میں پیدا ہوا اوس وقت جب دو برس حضرت عمر کی خلافت کو باقی تھے علی نے کہا کہ
سماع حسن کا سمرہ سے صحیح ہے اور ترمذی نے اپنی کتاب میں باب الصلوٰۃ الوسطیٰ میں کہا محمد بن اسمٰعیل بخاری نے کہا علی بن
المدینی نے کہا حسن کا سماع سمرہ سے صحیح ہے اور ہمارے شیخ علاؤالدین نے اچھا نہیں کیا جو دوسرے کی تقلید سے کہا کہ ترمذی نے کہا کہ
حسن کا سننا سمرہ سے میرے نزدیک صحیح ہے کیونکہ ترمذی نے ایسا نہیں کہا بلکہ نقل کیا بخاری سے اونہوں نے ابن المدینی
سے البتہ ترمذی کی اس حدیث کو اور دوسری حدیثوں کو جو حسن نے سمرہ سے روایت کیں صحیح کہنے سے یہ بات نکلتی ہے کہ اونہوں
نے اس قول کو اختیار کیا اور حاکم نے مستدرک میں بھی یہی اختیار کیا اونہوں نے دو سکتوں کی حدیث حسن کی سمرہ سے روایت
کی پھر کہا یہ وہم نہ کیا جاوے کہ حسن نے سمرہ سے نہیں سنا بلکہ سنا ہے اون سے اور اپنی کتاب میں کئی حدیثیں نکالیں حسن کی سمرہ سے
اور بعضوں میں کہا یہ بخاری کی شرط پر ہیں اور کتاب البیوع میں کہا کہ بخاری نے حجت لی حسن کی روایت سے سمرہ سے
دوسرے یہ کہ کچھ نہیں سنا اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اسی کو اختیار کیا اور اسی دو سکتوں کی حدیث کو نقل کیا اور کہا
حسن نے سمرہ سے نہیں سنا اور صاحب تنقیح نے کہا ابن معین نے کہا کہ حسن نے سمرہ سے ملاقات نہیں کی اور شعبہ نے کہا
کہ حسن نے سمرہ سے نہیں سنا اور بردیجی نے کہا حسن کی حدیثیں سمرہ سے کتاب سے ہیں اور کوئی حدیث ایسی ثابت نہیں
جس میں حسن نے یہ کہا ہو کہ میں نے سمرہ سے سنا تیسرے یہ کہ صرف عقیقہ کی حدیث سنی نسائی نے کہا اور دارقطنی سنن
میں اسی طرف مائل ہوئے تو دو سکتوں کی حدیث کے بعد کہا کہ حسن کے سماع میں سمرہ سے اختلاف ہے اور
نہیں سُنی اونہوں نے سمرہ سے مگر عقیقہ کی حدیث جیسے قریش بن انس نے کہا اور عبدالحق نے
احکام میں اسی کو اختیار کیا تو اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد کہا کہ حسن نے سمرہ سے نہیں سنا مگر عقیقہ کی حدیث کو اور بزار
نے مسند میں اسکو اختیار کیا اور کہا کہ حسن نے سمرہ سے عقیقہ کی حدیث سنی پھر رغبت نہ کی اونسے سننے میں اور جب اونکو لڑکے

کے پاس لوٹ کر گئے تو اونہون نے ایک کتاب نکالی جسکو سنا تہا اپنے باپ سے تو حسن اوسی کتاب سے روایت کرتے تہے اور اپنے سماع کی تصریح نہین کرتے تہے کیونکہ اونہون نے سمرہ سے نہین سنا تہا اور بخاری نے تاریخ مین روایت کیا ابن سیرین نے کہا حسن سے پوچھا گیا تم نے عقیقہ کی حدیث کس سے سنی اونہون نے کہا مینے سمرہ سے سنی اور نقل کیا یہ ترمذی نے بخاری سے اور نسائی نے کہا کہ نقل صرف قریش بن انس نے کی حبیب بن الشہید سے اور اور لوگون نے اسکو رد کیا اور کہا کہ حسن کا سماع سمرہ سے صحیح نہین ہے اور بزار نے مسند مین کہا کہ حسن نے ایک جماعت صحابہ سے سنا ہے اور ایک جماعت سے روایت کی لیکن اسکو نہین پایا اور حسن ہجر تہے وہ یون کہتے تہے ہم سے حدیث بیان کی ہم کو خطبہ سنایا اور مراد یہ رکہتے تہے کہ ہماری قوم سے حدیث بیان کی اور انکو خطبہ سنایا اون روایتون مین جنکو نہین سنا تہا پہر جن صحابہ سے سنا ہے وہ یہ ہین انس بن مالک معقل بن یسار عبد اللہ بن مغفل عائذ بن عمرو ابو برزہ عبد الرحمن بن سمرہ عمران بن حصین ابو بکرہ سوار بن عمرو بن تغلب سعد مولی ابی بکرہ کے عثمان بن ابی العاص اور محمد بن مسلمہ انسے بہی سننا بعید نہین اور یہ جو حسن نے کہا کہ ہم کو خطبہ سنایا ابن عباس نے بصرے مین تو لوگون نے اسکا انکار کیا کسلیے کہ ابن عباس ایام جمل مین بصرے مین تہے اور حسن صفین کے دنون مین بصرے مین آئے تو ابن عباس کو نہین پایا اور بعضون نے تاویل کی اس قول کی کہ مراد یہ ہے کہ خطبہ سنایا ہماری قوم کو اور ایسا ہی اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے اسود بن سریع نے حالانکہ اسود یوم الجمل کو آئے تہے تو اونکو بہی نہین دیکہا اور یہان بہی وہی تاویل کرنا ہوگی ایسا ہی علی بن مدینی نے حسن سے نقل کیا کہ سراقہ بن مالک نے ان لوگون سے حدیث بیان کی اور یہ نہین کہا کہ حدیث بیان کی مجہہ سے اور روایت کیا حسن نے ابو موسے اشعری سے اور ابو موسے بصرے مین حضرت عمر کی خلافت مین تہے تو مین نہین سمجہتا کہ اونہون نے ابو موسے سے سنا ہو اور حسن نے دیکہا ہے ایک جلیل جماعت کو نہین سے ہین عثمان بن عفان اور اونہون نے حدیث بیان کی اسید بن المتشمس سے اونہون نے ابو موسے سے اور قیس بن عباد اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے اور مین نہین جانتا ہون کہ ان دونون سے سنا ہو اور حدیث بیان کی جندب بن عبد اللہ بجلی سے اونہون نے حضرت عمر سے اور جندب سے اونہون نے حذیفہ سے اور حدیث بیان کی نعمان بن بشیر سے اور مین نہین سمجہتا کہ اونسے سنا ہو کیونکہ نعمان کو ہم نہین جانتے کہ وہ بصرے مین گئے ہون کوفہ مین تہے اور کبہی حسن نے ایک کے واسطے سے اونسے روایت کی اور حدیث بیان کی عقبہ بن عامر سے شک کے ساتہہ تو کہا سمرہ سے یا عقبہ سے اور یونس نے کہا عن الحسن عن عقبۃ بغیر شک کے اور مین نہین سمجہتا کہ اون سے سنا ہو اور حدیث بیان کی عبادہ بن صامت سے اور نہین سنا اونسے اور ان کے درمیان خطاب بن عبد اللہ کا واسطہ ہے اور حدیث بیان کی سلمہ بن المحبق سے اور نہین سنا اونسے اور ان کے درمیان حول بن قتادہ اور قبیصہ کا واسطہ ہے اور حدیث بیان کی صعصعہ بن معاویہ سے اور حدیث بیان کی عتبہ بن غزوان سے اور نہین سنا اونسے کیونکہ عتبہ حضرت عمر رضہ کے زمانے مین بصرے کے امیر ہو گئے

تھے پھر مدینے لوٹ آئے اور مر گئے تو اُن سے نہیں سنا اور عتبہ نے حضرت صلعم ایک ہی حدیث روایت کی ہے اور روایت کیا
حسن نے حضرت علی بن ابیطالب رض سے کئی حدیثوں کو لیکن نہیں سنا اونسے اور اونکے درمیان واسطہ ہے قیس بن عباد اور
ابن الکراد کا ترمذی نے کہا ابوزرعہ نے کہا حسن نے حضرت علی سے کچھ نہیں سنا مترجم کہتا ہے جب حسن نے حضرت علی سے
نہ سنا ہو تو اب وہ سلسلے مشائخ کے جن میں حسن ہیں حضرت علی سے کیونکر متصل ہو سکتے ہیں اور ایسا ہی کہا شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی نے اور تعجب ہے اون جہال سے جنہوں نے اس بات پر شاہ صاحب پر اعتراض کیا ہے حالانکہ بزار جو
محدث جلیل الشان ہیں اونہوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور ترمذی اور ابوزرعہ اور ایک جماعت محدثین نے اونکے ساتھ
اتفاق کیا ہے اور حضرات صوفیہ علیہم الرحمۃ نے اپنے اسانید سے سماع حسن کا حضرت علی سے ثابت کیا ہے مگر اہل حدیث
کے طریق پر ثابت نہیں اور یہ بعینہ ایسا ہے جیسے حنفیہ امام ابو حنیفہ رح کا سماع ایک جماعت صحابہ سے نقل کرتے ہیں پر
اہلحدیث کے نزدیک صحیح نہیں پھر بزار نے کہا کہ حسن نے انس رض سے چند مراسیل نقل کیے ہیں جن میں سے کوئی ثابت نہیں مگر
جن میں واسطہ ہی کسی کا جیسے ابو سفیان کا یا یزید رقاشی کا اور روایت کیں ابوہریرہ سے کئی حدیثیں اور نہیں سنا اُنسے
اور ثوبان سے ایک حدیث روایت کی اور اُنسے نہیں سنا اور اسامہ بن زید سے دو حدیثیں روایت کیں اور اُنسے نہیں سنا اور
جابر بن عبداللہ سے کئی حدیثیں روایت کیں اور اُنسے نہیں سنا اور عباس بن عبدالمطلب سے روایت کیا اور اُنسے نہیں
سنا اونکے درمیان واسطہ ہی احنف بن قیس کا اور حسن کا سماع کسی بدری صحابی سے ثابت نہیں ہوا ہاں اون سے ایک ہی حدیث
سنی اور حسن نے ذکر کیا کہ اُنہوں نے طلحہ اور زبیر کو مدینہ کے بعض باغوں میں دیکھا تمام ہوا کلام بزار کا اور ترمذی نے اپنی کتاب
میں کہا کہ حسن نے عتبہ بن غزوان سے نہیں سنا وہ حضرت عمر کی خلافت میں بصرے میں آگئے تھے اور حسن جب پیدا
ہوئے تو حضرت عمر کی خلافت کے دو سال باقی تھے اسیطرح نقل کیا ایوب سختیانی اور یونس بن عبید اور علی بن زید سے
کہ حسن نے ابوہریرہ سے نہیں سنا تمام ہوا کلام زیلعی کا حافظ نے کہا یہ حدیث حسن سے اونہوں نے ابوہریرہ
سے روایت کی گئی ہے نکالا اوسکو بزار نے اور وہ وہم ہے اور قتادہ کے طریق سے مروی ہے حسن سے اونہوں نے جابر
سے اور ابراہیم بن مہاجر کے طریق سے اونہوں نے حسن سے اونہوں نے انس سے حافظ نے کہا یہ اختلاف ضرر نہیں کرتا
کیونکہ اختلاف کرنیوالے ضعیف ہیں اور صحیح یہی ہے جو دارقطنی نے کہا قتادہ سے اونہوں نے حسن سے اونہوں نے
سمرہ سے اور ایسا ہی کہا عقیلی نے جو لوگ واجب نہیں کہتے وہ دلیل لیتے ہیں اس حدیث سے بھی کہ حضرت صلعم نے فرمایا
جسنے وضو کیا جمعہ کے دن تو اُسنے سنت پر عمل کیا اور اچھی ہے یہ سنت اُس سے فرض ادا ہو جاویگا اور جسنے غسل کیا
تو غسل افضل ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے سنن میں زیلعی نے کہا یہ سند ضعیف ہے اور اسکا ایک اور طریق ہی نکالا

اوسکو طحاوی نے شرح معانی الآثار میں اور بزار نے مسند میں اور اسکی سند اور زیادہ ضعیف ہی ضحاک بن حمزہ ضعیف ہے اگرچہ
ابن عدی نے انکی حدیثوں کو حسن اور غریب کہا اور اوسکو چلایا اور حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے اور ابراہیم بن مہاجر بھی ضعیف
ہے اور حسن نے انس سے نہیں سنا جیسے بزار نے کہا اور ایک اور طریق ہے نکالا اوسکو طبرانی نے معجم اوسط میں شوکانی
نے کہا اوسکا اسناد ابن ماجہ کی اسناد سے بہتر ہے اور نکالا اوسکو امام محمد نے موطا میں اور کتاب الحجج میں ربیع بن صبیح سے
اونہوں نے یزید رقاشی سے اونہوں نے انس بن مالک اور حسن بصری سے اور اسکی اسناد میں ربیع بن صبیح اور یزید رقاشی دونوں
ضعیف ہیں اور دلیل لیتے ہیں ابو سعید خدری کی حدیث سے نکالا اوسکو بیہقی نے سنن میں اور بزار نے مسند میں اسکی اسناد
میں اسید بن زید ہے ابن معین نے کہا وہ کذاب ہے اور ساجی نے کہا اسکی منکر حدیثیں ہیں اور ابن حبان نے کہا ثقات
سے منکرات روایت کرتا ہے اور امام بخاری پر عیب کیا گیا اوس سے روایت کرنے میں بزار نے کہا نہیں روایت کیا اوسکو حوف
نے مگر شریک نے اور شریک سے مگر اسید بن زید نے اور اسید کوفی ہے اور انکی حدیث لی گئی ہے گو اسمیں سخت تشیع تھا اور دلیل
لیتے ہیں ابو ہریرہ کی حدیث سے اوسکو بزار نے نکالا مسند میں اور ابن عدی نے کامل میں اور علت نکالی اوسمیں ابو بکر ہذلی
سے جسکا نام سلمی بن عبد اللہ ہے اور دلیل لیتے ہیں جابر کی حدیث سے نکالا اوسکو عبد بن حمید نے مسند میں اور عبد
الرزاق نے مصنف میں اور عبد بن حمید کے اسناد میں ابان ضعیف ہے اور عبد الرزاق کی اسناد میں ایک شخص مبہم ہے
اور روایت کیا اسکو بیہقی نے شوکانی نے کہا اوسکی اسناد میں انقطاع ہے اور اسحاق بن راہویہ نے انکی اسناد میں ضعف ہے
ہے اور ابن عبد البر نے تمہید میں اوسکی اسناد میں ربیع بن بدر ضعیف ہے ذہبی نے کہا نکالا اوسکو ابن عدی نے کامل
میں انکی اسناد میں عبید بن اسحاق ضعیف ہے اور دلیل لیتے ہیں عبد الرحمن بن سمرہ کی حدیث سے اسکو طبرانی نے نکالا
معجم اوسط میں اور عقیلی نے کتاب الضعفاء میں اسکی اسناد میں مسلم بن سلیمان ضعیف ہے عقیلی نے کہا کہ یہ حدیث کو ولید بن
مسلم نے سعید بن بشیر سے اونسے قتادہ سے اونسے حسن سے اونسے جابر سے روایت کیا اور محمد بن حرب زبیدی نے
ضحاک بن حمزہ سے اونسے حجاج بن ارطاۃ سے اونسے ابراہیم بن مہاجر سے اونسے حسن سے اونسے انس سے اور اسباط
بن محمد قرشی نے ابو بکر ہذلی سے اونسے حسن اور محمد بن سیرین سے اونہوں نے ابو ہریرہ سے اور شعبہ اور ہمام اور ابو عوانہ
نے قتادہ سے اونسے حسن سے اونسے سمرہ سے روایت کیا اور اخیر روایت صواب ہے انتہی اور دلیل لیتے ہیں ابن عباس کی
حدیث سے اوسکو بیہقی نے سنن میں نکالا اور کہا یہ غریب ہے اس طریق سے اور مشہور حسن عن سمرہ کے طریق سے ہے بیہقی نے
کہا جب ضعیف حدیثیں ملائی جاتی ہیں تو ایک قوت پیدا کرتی ہیں اس حکم میں جو اون سب سے ثابت ہوتا ہے زیلعی نے
کہا یہ لوگ وجوب کی حدیثوں کے دو جواب دیتے ہیں ایک تو یہ کہ امر اون میں استحبابا ہے اسلیے کہ غسل کا حکم ایک وجہ سے

سبب سے ہوا تہا جب وہ سبب اوٹہہ گیا تو حکم بہی جاتا رہیگا جیسے نکالا بخاری اور مسلم نے یحیی بن سعید سے اونہون نے عمرہ سے پوچہا جمعہ کے غسل کو اونہون نے کہا لوگ اپنے گہرون کے کام آپ کرتے تہے پہر جب جمعہ کے لیے جاتے تو اسی حالت مین چلے جاتے تو اونسے کہا گیا کاش تم نہا ڈالو اور بخاری اور مسلم نے عروہ سے نکالا اونہون نے حضرت عائشہ سے انہون نے کہا لوگ جمعہ کے لیے باری باری آتے تہے اپنے گہرون سے اور عوالی سے (جو گاؤن ہین مدینہ کے گرد چار میل پر) تو کمل اوڑہ کر آتے اونکو غبار لگتا اور پسینہ آتا تو اون مین سے بری بو نکلتی پہر ایک شخص ان مین سے حضرت کے پاس آیا آپ میرے پاس تہے آپ نے فرمایا کاش تم اسدن کے لیے غسل کیا کرو اور ابوداؤد نے نکالا عکرمہ سے کہ کچہ لوگ عراق کے آئے اور کہنے لگے اے ابن عباس کیا تم جمعہ کے غسل کو واجب جانتے ہو اونہون نے کہا وہ زیادہ پاک کرنیوالا ہے اور بہتر ہے اسکے لیے جو غسل کرے اور جو غسل نہ کرے تو اوس پر واجب نہین ہے اور مین تم سے بیان کرونگا کیونکر غسل شروع ہوا لوگ محتاج تہے بال پہنتے تہے اور اپنی پیٹہ پر بوجہ اوٹہاتے تہے اور مسجد تنگ تہی اوسکا چہت نیچا تہا وہ تو کہجور کی شاخون سے بنی ہوئی تہی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے ایک گرم دن مین اور لوگون کو بالون مین پسینہ آیا یہانتک کہ اون مین سے بوئین پہوٹین اور ایک نے دوسرے کو اسوجہ سے ایذا دی جب حضرت نے یہ بو پائی تو فرمایا اے لوگو جب یہ دن ہو تو غسل کرو اور تم مین سے ایک عمدہ تیل اور خوشبو جو مل سکے لگا دے ابن عباس نے کہا پہر اللہ تعالے نے (مال غنایت) فرمایا اور لوگون نے بالون کے سوا کپڑے پہنے اور محنت کرنے سے بچ گئے (لونڈی غلام ہوگئے) اور مسجد اونکی کشادہ ہوگئی اور پسینہ وہ جاتا رہا جسکی وجہ سے ایک دوسرے کو ایذا دیتا تہا یعنے پسینہ وہ بہی کم ہوگیا اور تائید کرتی ہے اسکی وہ روایت جو اوپر گذری کہ حضرت عمر نے حضرت عثمان پر انکار نہ کیا جب وہ بغیر غسل کے جمعہ کو آئے تہے صرف وضو کرکے اور یہ امر بہت سے صحابہ کے حضور مین ہوا البتہ انکار کیا اونکے دیر مین آنے پر اور یہ جو کہا کہ غسل واجب ہے تو خطابی نے کہا یعنے اسکا استحباب قوی ہے جیسے کہتے ہین تمہارا حق مجہپر واجب ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ غسل کے ساتہ اور باتون کا بہی ذکر کیا جیسے مسلم کی روایت مین ابوسعید خدری سے مسواک اور خوشبو لگانا بہی مذکور ہے اس صورت مین امام مالک نے جو اخیر مین روایت کیا کہ جو کوئی جمعہ کو آوے تو وہ غسل کرے محمول ہوگا استحباب پر یا منسوخ ہوگا اور ایک دلیل النسخ کی وہ بہی ہے جو ابن عدی نے کامل مین نکالا فضل بن مختار سے اونسے ابان بن ابی عیاش سے انہون نے انس رض سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو کوئی تم مین سے جمعہ کو آوے وہ غسل کرے جب جاڑون کے دن ہوئے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے ہمکو جمعہ کے لیے غسل کرنیکا حکم دیا اور جاڑا آگیا ہمکو سردی لگتی ہے آپنے فرمایا جو غسل کرے تو اوسنے سنت پر عمل کیا اور اچہی سنت ہے اور جو غسل نہ کرے تو کچہ حرج نہین ہے مگر اسکی سند ضعیف ہے (ابان بن ابی عیاش واہی ہے) البتہ دوسری روایتون سے اسکی تائید

ہوتی ہی اور امام محمد نے موطا مین روایت کیا حماد سے کہ مین نے ابراہیم نخعی سے پوچھا جمعہ کے غسل اور عیدین کے غسل اور حجامت
کے پیچھے لگانے کے غسل کو انہون نے کہا اگر تو غسل کرے تو اچھا ہے اور جو نہ کرے تو تجھپر واجب نہین ہے مین نے اونسے
کہا کیا حضرت نے نہین فرمایا جو جمعہ کو جاوے وہ غسل کرے تو انہون نے کہا ہان فرمایا ہے لیکن یہ غسل واجب نہین ہی اور اسکی
نظیر اللہ تعالے کا قول ہے جب بیچو تو گواہ کر لو پھر اگر گواہ کر لے تو اچھا ہے اور جو نہ کرے تو اوسپر واجب نہین ہی اور جیسے اللہ تعالے
نے فرمایا جب نماز ہو جاوے تو زمین مین پہیل جاو پہر جو چلا جاوے نماز کے بعد تو قباحت نہین اور جو بیٹھا رہے تو بھی قباحت
نہین حماد نے کہا مین نے ابراہیم نخعی کو دیکھا وہ عیدین مین آتے تھے اور غسل نہین کرتے تھے اوسکی اسناد مین محمد بن ابان ہے
ضعیف کہا اوسکو بخاری اور ابوداود اور ابن معین اور نسائی سب نے اوسکو ضعیف کہا اور روایت کیا امام محمد نے عطا بن ابی رباح سے
کہ ہم عبد اللہ بن عباس کے پاس بیٹھے تھے تو جمعہ کی نماز کا وقت آیا او نہون نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا اونکے بعض
اصحاب نے کہا تم غسل نہین کرتے او نہون نے کہا آج ٹھنڈا دن ہی پہر وضو کیا اسکی اسناد مین بھی محمد بن ابان ضعیف ہے اور روایت
کیا امام محمد نے ابراہیم سے کہ علقمہ بن قیس جب سفر کرتے تو چاشت کی نماز نہ پڑھتے نہ جمعہ کا غسل کرتے اسکا اسناد صحیح ہے
دوسرا جواب یہ دیتے ہین کہ وجوب کی حدیثین منسوخ ہین اس حدیث سے کہ جو کوئی وضو کرے تو اوسنے لیا سنت کو اور اچھی سنت ہے اور
جو غسل کرے تو وہ افضل ہے ابن جوزی نے تحقیق مین کہا کہ نسخ کا دعوی بعید ہے کیونکہ تاریخ کسی کے پاس نہین دوسرے
کہ وجوب کی حدیثین زیادہ صحیح ہین اور زیادہ قوی ہین اور ضعیف قوی کو منسوخ نہین کرتا شوکانی نے نیل مین ایک لمبی تقریر
کی ہے اسباب مین اور مختصر اوس کا یہ ہے کہ وجوب کا مذہب قوی ہے اور مخالفین نے جو دلیل لی اس حدیث سے کہ جو کوئی وضو کرے
پہر اچھی طرح وضو کرے تو یہ سب مین قوی ہی اون کی دلیلون مین لیکن اسکی سند بھی وجوب کی حدیثون کا مقابلہ نہین
کرسکتی علاوہ اسکے اسمین غسل کی نفی نہین ہے اور دوسرے طریق مین غسل کا ذکر موجود ہے تو احتمال ہے کہ وضو سے
مراد یہ ہو کہ غسل اوسنے پہلے کر لیا ہو لیکن حدث کی وجہ سے دوبارہ وضو کرکے آیا ہی کہا حافظ نے اور حضرت کی حدیث
جسمین حضرت عثمان پر انکار مذکور ہے وجوب والون کی دلیل ہے نہ مخالفین کی کیونکہ ایسے بڑے صحابی پر جیسے حضرت عثمان
تہے صحابہ کے مجمع مین برسر منبر انکار کرنا وجوب کی بڑی دلیل ہے اور جو غسل سنت ہوتا تو اس انکار کی کیا ضرورت تھی
اب مخالفین جو کہتے ہین کہ اگر غسل واجب ہوتا تو حضرت عمر منبر سے اوترتے اور حضرت عثمان کو غسل کرنیکے لیے لیجاتے
صحیح نہین ہے کسلیے کہ جو واجب مختلف فیہ ہو اوسمین اتنی تکلف کی ضرورت نہین صرف انکار کافی ہے جیسے حضرت
عمر نے کیا علاوہ اسکے احتمال ہے کہ حضرت عثمان صبح کو غسل کر چکے ہون جیسے صحیح مسلم مین حمران سے منقول ہی کہ حضرت عثمان
پر کوئی دن ایسا نہ گذرتا کہ وہ اوس روز نہاتے اور پانی نہ بہاتے ہون اور ابن منذر نے اسحق بن راہویہ سے نقل کیا کہ حضرت عمر

اور عثمان کا قصہ غسل کے وجوب نہ ہونیکی دلیل ہے کیونکہ حضرت عمر نے خطبہ چھوڑا اور حضرت عثمان پر عتاب کیا لوگوں کے سامنے اور اون کو
ڈانٹا اور جو غسل کرنا مباح ہوتا تو ان باتوں کی کیا ضرورت تھی اور ابو سعید کی حدیث سے دلیل لینا ٹھیک نہیں کیونکہ جو چیز
واجب نہ ہو اوسکو وجوب کے ساتھ بیان کر سکتے ہیں اور اوس آدمی تقفی کی یہ حدیث کہ حضرت صلعم فرماتے تھے جو غسل کرے اور اپنا
سارا بدن دھووے یا اپنی بی بی کو غسل کراوے اور اول وقت چلے اور خطبہ کا شروع پاوے اور پیدل چلے سوار نہ ہو اور امام کے
نزدیک ہو اور خطبہ سنے اور لغو نہ بکے تو اسکو ہر قدم پر ایک برس کے عمل کا ثواب ملیگا اوسکے روزے اور قیام کا نکالا اوسکو امام
احمد اور اصحاب سنن نے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور ابو داود اور منذری نے اسپر سکوت کیا شوکانی نے کہا اختلاف ہوا
اوسمیں ابو الاشعث اور عبد الرحمن بن یزید اور عبد اللہ بن مبارک پر اور طبرانی نے اسکو نکالا اوس سے عراقی نے کہا اوسکا
اسناد حسن ہے اور امام احمد نے مسند میں عبد اللہ بن عمر سے حجت نہیں اسمیں بھی وجوب کے غیر واجب کے ساتھ بیان کیا ہے اور
حضرت عائشہ کیحدیث سے جواب یہ ہے کہ جب علت دور ہو جاوے تو حکم کا دور ہو جانا ضرور نہیں اور اسکی نظیریں بہت ہیں مثلاً
سعی اور رمل مشرکوں کو غصہ دلانے کے لیے ہوئی تھی اور اب بھی جاری ہے اسیطرح رمی شیطان کو ظاہر ہونیکی وجہ سے
مشروع ہوئی تھی اب بھی باقی ہے حافظ نے کہا اسکے سوا حضرت عائشہ کیحدیث میں وجوب کی نفی نہیں ہے اور وہ وجوب کے
حکم سے پہلے کی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جمہور علما نے جو دلیلیں عدم وجوب کی لی ہیں وہ کافی نہیں اور ان میں اور وجوب
کی حدیثوں میں جمع نہیں ہو سکتا کیونکہ بعضی حدیثوں میں واجب کا لفظ صراحۃً موجود ہے پس وجوب کی حدیثیں ارجح ہیں
اور عدم وجوب میں صاف ایک سمرہ کیحدیث ہے اوسمیں بھی کلام ہے اور باقی حدیثیں یا ضعیف ہیں یا اون سے عدم
وجوب نہیں نکلتا اب اختلاف ہے اسمیں کہ غسل کس وقت کرنا چاہیے امام مالک کے نزدیک جب جمعہ کے لیے چلے اور جمہور
کے نزدیک اوس سے پہلے بھی درست ہے اور امام محمد نے باسناد صحیح مجاہد سے نقل کیا کہ جو شخص جمعہ کے دن صبح صادق طلوع
ہونیکے بعد غسل کر لیوے اسکو کافی ہو جاوے گا جمعہ کے غسل سے اور نماز کے بعد کافی نہیں اور مستحب ہے دیر کرنا غسل
میں یہانتک کہ جمعہ کے لیے چلے اور تیسرا قول یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد بھی درست ہے بلکہ اگر غروب سے پہلے غسل کر لیگا تو کافی
ہو جاویگا امام داود ظاہری کا یہی قول ہے اور ابن جریر نے اسکی مدد کی اور ابن دقیق العید نے اسکو بعید کہا اور کہا وہ قریب
باطل کے ہے اور ابن عبد البر نے اجماع کا دعوے کیا اسپر کہ جو نماز کے بعد غسل کرے تو اسکا اعتبار جمعہ کے لیے نہ ہوگا
اور ظاہر مذہب امام مالک کا یہی ہے انتہیٰ مترجم کہتا ہے جمہور کے مذہب کی تائید کرتا ہے وہ جو امام طحاوی نے نکالا سعید بن
عبد الرحمن بن ابزی سے کہ اونکے باپ کو حدث ہوتا جمعہ کے دن غسل کے بعد تو وضو کرتے اور دوبارہ غسل نہ کرتے مترجم
کہتا ہے جمعہ کے غسل کی فضیلت میں اور حدیثیں آئی ہیں ان میں سے بعض کو امام بخاری کتاب الجمعہ میں ذکر کرینگے اور

ہم ان حدیثون کو یہان مین لکہی دیتے ہین جنکو امام بخاری نے نہین نکالا ابوداؤد نے ابوسعید اور ابوہریرہ سے دونون نے کہا
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی غسل کرے جمعہ کے دن اور اپنے اچہے کپڑے پہنے اور خوشبو لگاوے اگر اوسکے پاس ہو
پہر جمعہ مین آوے تو لوگون کی گردنین نہ پہاندے پہر نماز پڑہے جتنی اللہ نے لکہی اوسکے واسطے پہر چپ رہے جب امام اوسکا نکلے یہانتک
تک کہ فارغ ہو اپنی نماز سے تو اوسکے لیے کفارہ ہوجاویگا اون گناہون کا جو اس جمعہ اور اگلے جمعہ کے بیچ مین ہونگے امام احمد
اور طبرانی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین ابو ایوب انصاری رضہ سے مین نے سنا حضرت صلعم سے آپ فرماتے تہے جو کوئی غسل کرے جمعہ کے
دن اور خوشبو لگاوے اگر اوسکے پاس ہو اور اپنے اچہے کپڑے پہنے پہر نکلے یہانتک کہ مسجد مین آوے پہر جتنی اوسکو مناسب
معلوم ہون اتنی رکعتین پڑہے اور کسیکو ایذا نہ دیوے پہر چپ رہے جب نماز سے فارغ ہوتے تک تو اوسکے لیے کفارہ ہوجاویگا
اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہون کا منذری نے کہا امام احمد کے راوی ثقہ ہین امام احمد اور طبرانی نے ابوالدردا
سے حضرت صلعم نے فرمایا جو غسل کرے جمعہ کے دن پہر اپنے اچہے کپڑے پہنے اور خوشبو لگاوے اگر اوسکے پاس ہو پہر جمعہ کے لیے چلے
اور لازم ہے اوسپر اطمینان سے چلنا اور کسیکو نہ پہاندے نہ ایذا دیوے پہر جتنی اوسکی تقدیر مین ہین اتنی رکعتین پڑہے پہر
ٹہیرا رہے یہانتک کہ امام فارغ ہوجاوے تو اوسکے گناہ بخشدیے جاوینگے جو دونون جمعون کے بیچ مین ہونگے منذری نے
کہا یہ منقطع ہے حرب نے ابوالدردا سے نہین سنا امام احمد نے نبیشہ ہذلی سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا مسلمان جب غسل کرے
جمعہ کے دن پہر مسجد کی طرف آوے کسیکو ایذا نہ دے پہر اگر امام کو پاوے نہ نکلا ہو تو نماز پڑہے جتنی اوسکے دل مین آوے اور
جو امام نکل چکا ہو تو بیٹہہ جاوے پہر خطبہ سنے اور چپکا رہے یہانتک کہ امام جمعہ سے فارغ ہو اور اپنے کلام سے تو اگر
نہ بخشدیے جاوینگے اوسکے اس جمعہ کے سب گناہ تو کفارہ ہوگا اس جمعہ کے گناہون کا جو اوسکے بعد ہے امام نسائی نے
سلمان سے حضرت صلعم نے فرمایا کوئی شخص ایسا نہین جو جمعہ کے دن طہارت کرے جیسے حکم ہے پہر نکلے اپنے گہر سے یہانتک
تک کہ جمعہ کو آوے اور چپ رہے نماز ہونے تک مگر کفارہ ہوجاویگا اوس سے پہلے ایک جمعے کے گناہون کا طبرانی نے کبیر مین
یہ نکالا کہ کفارہ ہوگا اس جمعے سے دوسرے جمعے تک کے گناہون کا جب تک خون سے بچے اور ہمیشہ ایسا ہی رہیگا منذری نے
کہا اسکا اسناد حسن ہے طبرانی نے کبیر اور اوسط مین ابوبکر صدیق اور عمران بن حصین رض سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص
غسل کرے جمعے کے دن اوسکے گناہ اور خطائین معاف ہوجاوینگی پہر جب چلنے لگے تو ہر قدم پر بیس نیکیان لکہی جاوینگی
پہر جب نماز سے فارغ ہوکر لوٹے تو دوسو برس کا عمل اوسکو ملیگا ایک طبرانی کے اوسط مین یہ ہے کہ ہر قدم پر بیس برس کا عمل
ملیگا امام احمد نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص اپنا سر دہووے اور سارا بدن دہووے یا نہاوے
اور نہلاوے (اپنی عورت کو) اور نزدیک ہو (امام کے) اور سویرے جاوے (خطبہ کے شروع مین) اور قریب بیٹہے اور سنے

تو اسکو ہر قدم پر ایک برس کے روزے اور رات کی عبادت کا ثواب ملیگا منذری نے کہا اوسکے راوی صحیح کے راوی ہین طبرانی نے کبیر مین ابو امامہ سے حضرت صلعم نے فرمایا غسل جمعہ کا بالون کی جڑون سے گناہونکو کھینچ لیتا ہے منذری نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہین ابن خزیمہ نے صحیح مین ابوہریرہ سے حضرت صلعم نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہو اور آدمی غسل کرے اور اپنا سر دہووے پہر خوشبو لگاوے اپنی عمدہ خوشبو مین سے اور اپنے اچھے کپڑے پہنے پہر نماز کو نکلے اور درمیان جدائی نہ کرے (یعنے دو آدمیون کو جو ملے بیٹھے ہون اونکے بیچ مین نہ گہسے اونکو تکلیف نہ دیوے) پہر امام کا خطبہ سنے تو اس جمعہ سے دوسرے جمعے تک اوسکے گناہ معاف ہو جاوینگے بلکہ تین دن اور زیادہ کے مترجم کہتا ہے صحیح مسلم مین یہ حدیث دوسرے لفظون سے مروی ہے جو اوپر گذری (۷) عبد اللہ بن احمد نے مسند مین اور ابن ماجہ اور بزار اور بغوی اور ابن قانع نے فاکہ بن سعد سے روایت کیا جو صحابی تہے کہ آنحضرت صلعم غسل کرتے تہے جمعہ کے دن اور عرفہ کے دن اور عید الفطر کے دن اور یوم النحر کے دن اور فاکہ بن سعد اپنے گہر والون کو ان دنون مین غسل کرنیکے لیے حکم کرتے زیلعی نے کہا اسکو روایت کیا طبرانی نے معجم مین اور ابن ماجہ کی روایت مین جمعہ کا دن نہین ہے بزار نے کہا فاکہ بن سعد کی اور کوئی حدیث معلوم نہین ہوتی اور وہ مشہور صحابی ہے اور یہ حدیث امام احمد کے مسند مین بزار کے لفظ سے لیکن وہ امام احمد کی روایت سے نہین ہے بلکہ عبد اللہ بن احمد کی اونہون نے کہا نصر بن علی کی روایت مین علت ہے کہ اسکی اسناد مین یوسف بن خالد سمتی ہے امام مین ہے کہ لوگون نے اس مین کلام کیا بہت سخت حافظ نے کہا اسکا اسناد ضعیف ہے شوکانی نے کہا یوسف بن خالد سمتی متروک ہے ابن معین اور ابو حاتم نے اسکو جہوٹا کہا ابن ماجہ نے ابن عباس سے کہ آنحضرت صلعم غسل کرتے تہے عید الفطر اور عید الضحی کے روز ابن القطان نے کہا یہ حدیث معلول ہے جبارہ بن مغلس کی وجہ سے وہ ضعیف ہے گو ابن عدی نے اسکو چلایا اور کہا اوسمین کوئی قباحت نہین اور حجاج بھی ضعیف ہے ابن عدی نے کہا حجاج بن تمیم کی حدیثین سیدہی مستقیم نہین ہین حافظ نے کہا اسکی بھی سند ضعیف ہے بزار نے مسند مین ابو رافع سے کہ حضرت صلعم نے غسل کیا عیدین کے لیے ذکر کیا اوسکو عبد الحق نے احکام مین بزار کی روایت سے اور کہا اسکی سند ضعیف ہے ابن القطان نے کہا اسکی علت یہ ہے کہ اسکی اسناد مین محمد بن عبید اللہ ہے ابن معین نے کہا وہ کچھ نہین اور ابو حاتم نے کہا ضعیف الحدیث واہی ہے اور بخاری نے کہا منکر الحدیث ہے اور مندل بن علی اس سے اچھا ہے لیکن وہ بھی ضعیف ہے شوکانی نے کہا عیدین کا غسل امام شافعی نے حضرت علی سے موقوفاً نقل کیا ہے مترجم کہتا ہے امام شافعی نے ام مین روایت کیا امام مالک سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہ وہ غسل کرتے تہے عید الفطر کے دن عیدگاہ کو جانے سے پہلے اور نکالا اسکو امام مالک نے موطا مین اور بیہقی نے اور امام شافعی نے روایت کیا اپنی سند سے سلمہ بن الاکوع سے کہ وہ غسل کرتے تہے عید کے دن اور روایت کیا امام محمد باقر رضہ سے کہ حضرت علی رضہ غسل کرتے تہے عیدین اور جمعہ اور عرفہ کو اور جب احرام باندہتا

فائدہ غسل عیدین

چاہتے تھے اگر یہ روایت منقطع ہے امام محمد باقر نے حضرت علی کو نہین پایا اور روایت کیا بیہقی نے عروہ بن الزبیر رضی سے کہ انہون نے غسل کیا عید کے دن پہر کہا کہ یہ سنت ہے اور بزار نے کہا کہ عید کے غسل مین کوئی صحیح حدیث مجھے یاد نہین اور بدر منیر مین ہے کہ عیدین کے غسل کی حدیثین ضعیف ہین اور اسمین آثار ہین صحابہ کے صحیح اور انسے یہ نکلتا ہے کہ عید کا غسل بہتر ہے لیکن کوئی حدیث ایسی نہین جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ غسل مسنون ہے شوکانی نے کہا یہ شرط کہ عید کے غسل سے عید کی نماز پڑہے اسکی کوئی دلیل مین نہین جانتا اور ہمارے امامون کی کتابون مین جیسے مجموعہ ہے زید بن علی رض کا اور اصول الاحکام اور شفا ان مین مروی ہے حضرت علی علیہ السلام سے کہ حاکم کیا ہمکو حضرت صلعم نے غسل کا جمعہ کے دن اور عرفہ کے دن اور عید کے دن اور فرمایا یہ واجب نہین ہے اگر یہ روایت صحیح ہو تو اس سے غسل کا سنت ہونا ثابت ہو سکتا ہے مترجم کہتا ہے امام شوکانی رح پہلے زیدیہ مذہب رکہتے تھے بعد اسکے حدیث شریف کی کتابون کے دیکہنے سے اللہ تعالی نے انکو اہلسنت اور جماعت کر دیا بلکہ اہلسنت اور جماعت کے پیشوا ہو گئے رضی اللہ تعالی عنہ (۸) مسلم اور ابن ماجہ اور ابو داود نے حضرت عائشہ رض سے اسماء بنت عمیس کو نفاس ہوا محمد بن ابی بکر کا شجرہ مین حضرت صلعم نے ابو بکر رض کو حکم کیا کہ وہ اسمار کو حکم کرین غسل کرنیکا اور احرام باندہنے کا اور ترمذی اور امام احمد نے روایت کیا زید بن ثابت سے انہون نے حضرت صلعم کو دیکہا آپ نے کپڑے اوتارے احرام کے لیے اور غسل کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے زیلعی نے کہا اسکا بیان انشاء اللہ تعالی پورا کتاب الحج مین ہوگا شوکانی نے کہا کہ زید بن ثابت کی حدیث کو دار قطنی اور بیہقی اور طبرانی نے نکالا اور ترمذی نے اسکو حسن کہا اور عقیلی نے اسکو ضعیف کہا کیونکہ اسکی سند مین عبد اللہ بن یعقوب مدنی ہے اور حدیث سے اس غسل کا استحباب نکلتا ہے اور اکثر علماء کا یہی قول ہے اور ناصر نے کہا وہ واجب ہے اور حاکم اور بیہقی نے نکالا ابن عباس سے کہ حضرت صلعم نے غسل کیا پہر اپنے کپڑے پہنے جب ذوالحلیفہ مین آئے تو دو رکعتین پڑہین پہر اپنے اونٹ پر بیٹھے جب میدان مین پہنچے تو حج کا احرام باندہا اسکی اسناد مین یعقوب بن عطاء ضعیف ہے امام احمد اور بزار اور طبرانی نے اوسط مین حضرت عائشہ رض سے کہ حضرت جب ارادہ کرتے احرام باندہنے کا تو اپنا سر دہوتے خطمی اور اشنان سے اور تیل ڈالتے زیتون کا لیکن بہت نہین اسکا اسناد حسن ہے اور مسلم نے جابر کی طویل حدیث مین نکالا کہ ہم نکلے یہانتک کہ ذوالحلیفہ مین آئے وہان اسماء جنین محمد بن ابی بکر کو انہون نے حضرت صلعم پاس بہیجا مین کیونکر کرون آپ نے فرمایا غسل کرے اور لنگوٹ کسے ایک کپڑے کا اور احرام باندہ اور مسلم اور بخاری نے نکالا ابن عمر سے کہ وہ مکہ مین نہ آتے مگر ذی طوی مین رات کو رہتے صبح کو غسل کرتے پہر مکہ مین آتے اور کہتے کہ حضرت صلعم ایسا ہی کرتے تھے اور موطا مین نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر غسل کرتے احرام کے لیے احرام باندہنے سے پہلے اور مکہ مین داخل ہونیکے لیے اور عرفہ کے دن تیسرے پہر کو وقوف کے لیے (۹) امام احمد اور نسائی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے اور ترمذی نے ابو ہریرہ رض سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو کوئی میت کو غسل دیوے وہ غسل کرے اور

غسل احرام

غسل از غسل میت

جو کوئی میت کو اوٹھاوے وہ وضو کرے ابن ماجہ کی روایت میں وضو کا ذکر نہیں ہے ابو داؤد نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے اور بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی جنازہ اوٹھانے کا اور اوسکے ساتھ جانے کا ارادہ کرے وہ وضو کر لیوے اوس پر نماز پڑھنے کے واسطے شوکانی نے کہا اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی نکالا اور اس کے اسناد میں صالح ہے مولی توأم کا وہ ضعیف ہے اور بزار نے اسکو تین طریقوں سے ابوہریرہ سے روایت کیا اور نکالا اوسکو ابن حبان نے بھی بیہقی نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے اور بخاری نے کہا اشبہ اسکا موقوف ہونا ہے اور علی بن المدینی اور احمد بن حنبل نے کہا اس باب میں کچھہ صحیح نہیں اور حاکم نے تاریخ میں کہا غسل سنت ہے غسل کی نہیں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے اور ذہلی نے کہا میں اس باب میں کوئی حدیث نہیں جانتا جو ثابت ہو اور اگر ثابت ہو تو ہمکو لازم ہوگا اوس پر عمل کرنا اور ابن منذر نے کہا اس باب میں کوئی حدیث ثابت نہیں اور ابن ابی حاتم نے علل میں کہا کہ اونکے باپ نے کہا اس حدیث کو ثقہ مرفوع نہیں کرتے یہ موقوف ہے اور رافعی نے کہا کہ علماء حدیث نے اس باب میں کسی مرفوع حدیث کو صحیح نہیں کہا حافظ نے کہا ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا اور ابن حبان نے صحیح کہا اور دارقطنی نے اسکو نکالا اپنی سند سے اوسکے راوی ثقہ ہیں اور صحیح کیا اس حدیث کو ابن حزم رحمہ اللہ نے اور اس باب میں حضرت علی سے مروی ہے نکالا اوسکو احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ابی شیبہ اور ابو یعلی اور بزار اور بیہقی نے ناجیہ بن کعب سے کہ جب ابو طالب مر گئے تو میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا کہ آپ کا چچا بوڑھا گمراہ مر گیا آپ نے فرمایا جا اور اپنے باپ کو چھپا کر آ پھر کسی سے کچھ بات نہ کر جب تک میرے پاس آ میں اونکو چھپا کر آیا (زمین میں) پھر آپ نے مجھکو حکم کیا میں نے غسل کیا پھر آپ نے دعا کی میرے لیے زیلعی نے کہا اس حدیث میں غسل اور کفن کا ذکر نہیں ہے مگر یہ کہ وہ نکالا جاوے اس لفظ سے کہ میں نے غسل کیا کیونکہ غسل مشروع ہے میت کو غسل دینے سے نہ اوسکے دفن سے اور بیہقی وغیرہ شافعیہ نے اس سے دلیل لی ہے غسل کی غسل میت سے اور ابن سعد نے طبقات میں نکالا کہ جب میں نے حضرت ﷺ کو ابو طالب کی موت کی خبر کی آپ روئے پھر مجھسے فرمایا جا اور اونکو غسل دے اور کفن دے اور گاڑ دے میں نے ایسا ہی کیا پھر میں آپ پاس آیا آپ نے فرمایا جا اور غسل کر اور حضرت ﷺ نے اونکے لیے استغفار کرنا شروع کیا کئی دن تک اور اپنے گھر سے نہ نکلے یہانتک حضرت جبرئیل یہ آیت لیکر آئے نبی کو لائق نہیں کہ استغفار کرے مشرکوں کے لیے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں نکالا اوسی میں ہے کہ آپ کا چچا بوڑھا کافر مر گیا اب آپ کیا فرماتے ہیں اوسکے باب میں آپ نے فرمایا میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ تو اسکو غسل دیوے اور چھپا دے اور حکم کیا آپ نے حضرت علی رض کو غسل کا اور ابو یعلی موصلی نے نکالا حضرت علی سے سند میں جب ابو طالب مر گئے تو میں حضرت ﷺ پاس آیا اور عرض کیا آپ کا چچا بوڑھا گمراہ مر گیا آپ نے فرمایا جا اور اسکو چھپا دے کر

اور کسی سے بات مت کرنا جب تک میرے پاس نہ آنا اونہون نے کہا مین گیا اور اونکو گاڑا پھر آپکے پاس آیا آپ نے فرمایا جا غسل کر مین نے غسل کیا پھر آیا آپنے میرے لیے دعا کی اور ایسی دعائین کین کہ اونکے بدلے مجھکو لال اونٹ یا کالی اونٹ ملنا پسند نہین ابو عبدالرحمن سلمی نے کہا حضرت علی رض جب کسی میت کو غسل دیتے تو غسل کرتے اور روایت کیا شافعی اور ابوداؤد طیالسی اور ابن راہویہ نے اپنی مسندون مین شعبہ سے اونہون نے ابو اسحق سے اصحاب سنن کی مانند اور شافعی کی روایت مین یہ زیادہ ہے مین نے کہا یا رسول اللہ وہ مشرک ہو کر مرا ہے آپنے فرمایا جا اور چھپا اسکو اور امام شافعی کے طریق سے اسکو نکالا بیہقی نے سنن وسطی مین پھر کہا کہ ناجیہ بن کعب سے معلوم نہین ہوتا کسی نے روایت کی ہو سوا ابو اسحق کے ابن المدینی وغیرہ حافظون نے ایسا ہی کہا اور بیہقی نے سنن مین حضرت علی کی اس حدیث کو روایت کیا کئی طریقون سے اور کہا یہ حدیث باطل ہے اسکی سب سندین ضعیف ہین اور بعض منکر ہین اور یہ حدیث ابو ہریرہ کی جو مردے کو غسل دیوے وہ غسل کرے اسکو جمہور نے ضعیف کہا اور ترمذی نے حسن کہا اور امام بیہقی نے اسکے طریقون مین طول کیا اور کہا صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہو شوکانی نے کہا یہ حدیث سفیان ہی اونہون نے سہیل سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے اسحق مولی زائدہ سے اونہون نے ابو ہریرہ سے مروی ہے ابن حجر نے کہا اسحق مولی زائدہ کا اوس سے امام مسلم نے نکالا تو حدیث صحیح ہونا چاہیے اور محمد بن عمرو کی روایت ابو سلمہ سے اونہون نے ابو ہریرہ سے اسکا اسناد حسن ہے مگر کئی حفاظ نے محمد بن عمرو کے صحابین مین سے اسکو موقوفا روایت کیا ہے اونسے اور حاصل یہ ہے کہ یہ حدیث جیسے حافظ نے کہا اوسکا ادنی درجہ یہ ہے کہ حسن ہو گی بوجہ کثرت طرق کے اس صورت مین لوذعی نے ترمذی پر انکار کیا اس حدیث کی حسن کہنے مین وہ اعتراض کے قابل ہے ذہبی نے کہا حدیث زیادہ قوی ہے اُن کئی حدیثون سے جنسے فقہا نے حجت لی ہے اور اس باب مین مروی ہے حذیفہ سے ابن ابی حاتم اور دارقطنی نے کہا یہ ثابت نہین حافظ نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہین اور نکالا اوسکو بیہقی نے اور امام احمد اور دارقطنی اور ابوداؤد نے روایت کیا حضرت عائشہ رض سے کہ حضرت صلعم غسل کرتے تھے چار سے جمعہ سے اور جنابت سے اور پچھنے لگانے سے اور مردے کو غسل دینے سے منتقی مین ہے کہ اسکا اسناد امام مسلم کی شرط پر ہے لیکن دارقطنی نے کہا کہ مصعب بن شیبہ اسکی اسناد مین قوی اور حافظ نہین ہے اور زیلعی نے کہا کہ اسکی سند ضعیف ہے شوکانی نے کہا کہ اس حدیث کو امام بیہقی نے نکالا اور مصعب کو ضعیف کیا ابو زرعہ اور احمد اور بخاری نے اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن خزیمہ نے اور حجامت یعنی پچھنے لگانے کے بعد بھی غسل سنت ہے ہمارے نزدیک اسی حدیث سے اور اس سے جو مروی ہے حضرت علی علیہ السلام سے اونہون نے کہا غسل پچھنے لگانے سے سنت ہے اور اگر تو وضو کرے تب بھی کافی ہے تجھکو اور دارقطنی نے نکالا کہ حضرت صلعم نے پچھنے لگائی اور نہین زیادہ کیا پچھنے کے مقام کو دھونے پر اوسکی اسناد مین صالح بن مقاتل ہے وہ قوی

نہیں ہے امام شوکانی نے کہا لوگوں نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے تو حضرت علی اور ابو ہریرہ اور ناصر اور امامیہ کا یہ قول ہے کہ جو شخص میت کو غسل دیوے وہ غسل کرے اور یہ غسل اوس پر واجب ہے اور اکثر عترت اور مالک اور اصحاب شافعی کا یہ قول ہے کہ یہ غسل مستحب ہے اور دلیل انکی وہ ہے جو بیہقی نے نکالا کہ تمہارا مردہ پاک مرتا ہے تو کافی ہے تمکو ہاتھ دھونا ابن حجر نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور یہ حدیث ہم غسل دیتے تھے مردے کو تو بعضے ہم میں سے غسل کرتے اور بعضے نہ کرتے نکالا اوسکو خطیب نے عمر رض سے ابن حجر نے کہا اوسکا اسناد صحیح ہے اور ایک حدیث اسما بنت عمیس کی جو بی بی تھیں ابو بکر صدیق رض کی کہ اونہوں نے غسل دیا ابو بکر رض کو جب اونکی وفات ہوئی پھر نکلیں اور جو مہاجرین موجود تھے اونسے پوچھا کہ اس دن سردی بہت ہے اور میں روزے سے ہوں تو کیا مجھپر غسل لازم ہے اونہوں نے کہا نہیں یہ روایت کیا اوسکو مالک نے موطا میں اور بیہقی نے اسکو نکالا واقدی کی طریق سے حضرت عائشہ رض سے کہ ابو بکر رض نے وصیت کی کہ غسل دیویں انکو اسما بنت عمیس وہ ناطاقت ہوگئیں تو مدد لی اونہوں نے عبد الرحمن بن ابی بکر رض سے بیہقی نے کہا اسکے کئی شاہد ہیں ابن ابی ملیکہ سے اونہوں نے عطا سے اونہوں نے سعد بن ابراہیم سے اور سب ثابت ہیں اور لیث اور ابو حنیفہ اور انکے اصحاب نے کہا کہ یہ غسل نہ واجب ہے نہ مستحب کیونکہ حدیث میں ہے کہ تمپر غسل نہیں ہے مردے کو غسل دینے سے نکالا اسکو دار قطنی اور حاکم نے مرفوعاً ابن عباس سے اور بیہقی نے کہا کہ اسکا موقوف ہونا صحیح ہے اور مرفوع ہونا صحیح نہیں اور ابن عطار نے کہا مت نجس بناؤ اپنے مردوں کو کیونکہ مومن نجس نہیں ہوتا ہے زندگی میں اور نہ مرنیکے بعد اسکا اسناد صحیح ہے اور یہ مرفوعاً بھی مروی ہے نکالا اسکو دار قطنی اور حاکم نے اور ابن عباس سے مرفوعاً مروی ہے کہ مت نجس بناؤ اپنے مردوں کو یعنے یوں نہ کہو کہ وہ نجس ہیں اور یہ حدیث اوپر گذری کہ مومن نجس نہیں ہوتا شوکانی نے کہا کہ حق یہ ہے کہ یہ غسل مستحب ہے اور واجب نہیں ہے اور اس سے جمع ہو جاتا ہے دلیلوں میں انتہے مختصراً امام بخاری نے ترجمہ باب میں اور امام مالک نے موطا میں نکالا کہ ابن عمر نے سعید بن زید کے بیٹے کو حنوط لگائی (مردے کو خوشبو) اور اونکو اوٹھایا یعنے جنازہ کو پھر مسجد میں گئے اور نماز پڑھی اور وضو نہ کیا لیکن ابن عباس کا یہ قول کیا وضو کریں ہم سوکھی لکڑیوں کے اوٹھانے سے تو مجھکو نہیں ملا البتہ حنفیوں کی اصول کی کتابوں میں مذکور ہے (حہ) امام مالک نے موطا میں نکالا نافع سے کہ عبد اللہ بن عمر غسل کرتے احرام کے لیے احرام سے پہلے اور مکہ میں داخل ہونیکے لیے اور وقوف کے لیے عرفہ کی شام کو بخاری کا لفظ یہ ہے کہ ابن عمر جب حرم کے قریب پہنچتے تو لبیک موقوف کر دیتے پھر رات کو ذی طوی میں رہتے پھر صبح کی نماز پڑھتے اور غسل کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے اور نکالا اوسکو ابو داؤد اور نسائی نے شوکانی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مکہ میں داخل ہونیکے لیے غسل کرنا مستحب ہے ابن منذر نے کہا تمام علماء کے نزدیک اور جو کوئی اسکو ترک کرے اوسپر فدیہ

نہین ہے اور اکثر نے کہا کہ وضو بھی کافی ہو (۱۱) صحیحین مین حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم بیمار ہوئے آپنے فرمایا کیا لوگون نے نماز پڑہ لی ہم نے کہا نہین آپ کا انتظار کرتے ہین یارسول اللہ آپنے فرمایا
میرے لیے پانی رکہو کٹرے مین حضرت عائشہؓ نے کہا ہمنے رکہا آپ نے غسل کیا پہر آپ چلے اوٹہنے کو تو بیہوش ہوگئے
پہر ہوش آیا تو پوچہا کیا لوگون نے نماز پڑہ لی ہمنے کہا نہین وہ آپ کا انتظار کررہے ہین یارسول اللہ آپنے فرمایا میرے
لیے پانی رکہو کٹرے مین ہم نے پانی رکہا آپ نے غسل کیا پہر چاہا کہ اوٹہین آپ بیہوش ہوگئے اخیر حدیث تک حدیث صحل کتاب
مین پوری طرح سے آگے مذکور ہوگی - ابن تیمیہ حنؒ نے منتقے مین اس سے دلیل لی کہ بیہوش کو جب ہوش آوے تو غسل کرنا
مستحب ہے اور آپنے تین بار ایسا کیا بیماری کی شدت مین تو معلوم ہوا کہ استحباب موکد ہے واللہ اعلم (۱۲) جماعت نے
روایت کیا سوا امام بخاری کے ام سلمہ رضؓ سے مین نے کہا یارسول اللہ مین ایک عورت ہون جو اپنے سر کی چوٹی مضبوط
باندہتی ہون کیا مین اسکو توڑون جنابت کے غسل کے لیے آپنے فرمایا نہین کافی ہے تجہکو کہ اپنے سر پر تین چلو ڈالے
پہر اپنے بدن پر پانی بہالے تو پاک ہو جاویگی ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور امام مسلم اور احمد نے عبید بن عمیر سے حضرت
عائشہؓ کو خبر پہونچی کہ عبد اللہ بن عمرؓ حکم کرتے ہین عورتون کو جب جنابت کا غسل کرین سر کہولنے کا تو انہون نے
کہا تعجب ہے ابن عمر عورتون کو غسل کے وقت سر کہولنے کا حکم کرتے ہین یہ کیون نہین حکم کرتے کہ اپنے سر منڈوا ڈالین
مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے غسل کرتے اور مین اس سے زیادہ نہ کرتی کہ اپنے سر پر تین لپ پانی کے ڈال
لیتی اور ابوداؤد نے ثوبان رضؓ سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا اسکو آپنے فرمایا لیکن مرد تو
اپنا سر کہولے اور دہووے یہانتک کہ پانی بالون کی جڑون تک - - - - - پہونچ جاوے اور عورت کو
ضرور نہین بالون کا توڑنا بلکہ اپنے سر پر تین لپ پانی ڈال لیوے اوسکو کافی ہوجاویگا اوسکی اسناد مین اسمعیل بن عیاش
ہے اور اسکا بیٹا اور دونون مین گفتگو ہے شوکانی نے کہا یہ روایت اسمعیل کی اہل شام سے ہے اور وہ قوی ہے اون مین
تو قبول کیجاویگی اور روایت کیا دارقطنی نے افراد مین اور بیہقی نے سنن کبرے مین انس رضؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا
جب عورت غسل کرے حیض سے تو اپنے بال کہولے اور اونکو دہووے خطمی اور اشنان سے پہر جب غسل کرے جنابت سے تو
اپنے سر پر پانی ڈالے اور نچوڑ ڈالے (بالون کو) متفرد ہوا ساتہ اسکے مسلم بن صبیح حماد سے اونہون نے ثابت سے اونہون نے
انس سے منتقے مین ہے کہ اسمین دلیل ہے اسکی جسنے ہاتہ سے ملنا ضرور نہین جانا اور ابوداؤد کی ایک روایت مین ہے
کہ ایک عورت آئی ام سلمہؓ کے پاس اسی حدیث مین وہ ہون نے اسکے لیے حضرتؐ سے پوچہا اخیر تک اوسمین یہ ہے کہ آپنے
فرمایا دبادے اپنی چوٹیون کو ہر لپ ڈالنے کے بعد اور یہ دلیل ہے اسکی کہ لٹکے ہوئے بالون کے اندر تری پہونچانا درست ہے

اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں نکالا حضرت عائشہؓ کی حدیث کو حجۃ الوداع میں اوس میں یہ ہے کہ توڑ ڈال اپنا سر (یعنے بال کھول ڈال) اور کنگھی کر لے اور عمرے سے باز رہ (یہ حیض کے غسل میں فرمایا) امام شوکانی نے کہا امام احمد بن حنبل رحمہ نے ان حدیثوں کے موافق یہ حکم دیا کہ عورت کو جنابت کے غسل میں چوٹی کا کھولنا ضرور نہیں لیکن حیض کے غسل میں ضرور ہے اور جمہور نے یہ کہا کہ دونوں میں ضرور نہیں مگر جب کہ بال ایسے چپکے ہوں کہ پانی بغیر کھولے جڑوں میں نہ پہونچے تو دونوں میں کھولنا ضرور ہے ایسا ہی کہا ابن العربی نے اور مؤید باللہ اور ابو طالب اور امام یحیی اور قاسم اور نخعی سے منقول ہے کہ دونوں میں کھولنا ضرور ہے اور حسن بصری اور طاؤس اور امام مالک سے یہ منقول ہے کہ مرد اور عورت کسی کو چوٹی کھولنا واجب نہیں ہے مترجم کہتا ہے کہ حق امام احمد کا مذہب ہے اور غسل جنابت اور غسل حیض میں فرق ظاہر ہے کیونکہ حیض کا غسل ہر ماہ میں ایک بار ہوتا ہے اور اس میں زیادہ پاکی منظور ہے تو چوٹی کھولنے میں حرج نہ ہوا بر خلاف جنابت کے وہ کبھی روز ہوتی ہے اور میں ہر روز چوٹی کھولنا دشوار ہے مترجم کہتا ہے حضرت علیؓ کی حدیث کہ جسنے ایک بال کی برابر جنابت کے غسل میں چھوڑ دیا اوپر گذر چکی (۱۴۳) حیض اور نفاس اور استحاضہ کے غسل کی حدیثیں خدا چاہے تو کتاب الحیض میں مذکور ہونگی (۱۴۴) امام احمد نے علی بن زید سے اونہوں نے انس بن مالک سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا حضرت موسے بن عمران علی نبینا وعلیہ السلام جب نہایا کرتے پانی کے اندر گہسنے کا تو اپنا کپڑا نہ اوتارتے جب تک ستر کو پانی کے اندر نہ چھپا لیتے مجمع الزوائد میں ہے کہ اوسکے راوی ثقہ ہیں مگر علی بن زید اختلاف ہے اُس سے حجت لینے میں ابن تیمیہ نے کہا امام احمد نے کہا کہ پانی میں بغیر تہبند کے گہسنا مکروہ ہے اور اسحاق نے کہا کہ تہبند باندہ کر افضل ہے اور ننگا گہسے تو امید ہے کہ گنہگار نہ ہوگا اور حجت لی اونہوں نے اسی حدیث سے حضرت موسی کی اور امام حسن اور امام حسین علیہما السلام پانی میں گہسے اونپر چادریں تہیں اونسے کہا گیا تو فرمایا کہ پانی میں ایک شیطان ہے (۱۴۵) ابو ہریرہ رضہ سے حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر میری امت کے مردوں میں سے وہ حمام میں نہ جاوے مگر تہبند کے ساتھ اور جو عورت ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر میری امت کی عورتوں میں سے تو وہ حمام میں نہ جاوے روایت کیا اسکو امام احمد نے اسکے اسناد میں ابو خیرہ ہے ذہبی نے کہا اوسکا حال معلوم نہیں اور حمام کی حدیثوں میں سے کسی حدیث کی صحت پر اتفاق نہیں ہوا منذری نے کہا حمام کی کل حدیثیں معلول ہیں البتہ صحابہ سے اسباب میں ثابت ہیں اور نسائی اور ترمذی اور حاکم نے جابر رضہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص ایمان لایا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ حمام میں نہ گہسے بغیر تہبند اور جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ اپنی جورو کو حمام نہ بہیجے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر شوکانی نے کہا اسکے اسناد میں لیث بن ابی سلیم ہے اور نکالا اوسکو امام احمد نے دوسرے

طریق سے ابن لہیعہ سے ابو الزبیر سے جابر سے اور ابن لہیعہ ضعیف ہے ابو داؤد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو رضی سے
حضرت نے فرمایا فتح ہوگی تم پر عجم کی زمین وہاں تم کچھ گھر پاؤ گے جنکو حمام کہتے ہیں تو مرد اونکے اندر نہ جاویں بغیر
تہبند کے اور عورتوں کو روکو اونکے اندر جانے سے مگر جو بیمار ہو یا نفاس والی ہو تو وہ علاج کے لیے ضرورت سے نہا سکتی
ہے اسکی اسناد میں عبد الرحمان بن زیاد بن انعم افریقی ہے اوسپر کلام کیا کئی لوگوں نے اور عبد الرحمان بن رافع تنوخی
سے افریقیہ کا قاضی طعن کیا اوسپر بخاری اور ابن ابی حاتم نے ابو داؤد نے ام المومنین عائشہ رضی سے کہ حضرت نے
منع کیا حماموں میں جانے سے پھر اجازت دی مردوں کو اون میں جانے کی تہبند باندھ کر منذری نے کہا ابو داؤد نے اس سے
سکوت کیا اور نکالا اسکو ترمذی نے اسمیں یہ ہے کہ منع کیا مردوں اور عورتوں کو ابن ماجہ کی روایت میں یہ ہے کہ نہیں
رخصت دی عورتوں کو منذری نے کہا اسکو سب نے روایت کیا ابو عذرہ سے اونسے عائشہ سے ابو زرعہ سے اوسکا نام پوچھا
گیا اونہوں نے کہا میں نہیں جانتا کسی نے اوسکا نام لیا ہو ابو بکر حازمی نے کہا یہ حدیث نہیں پہچانی جاتی مگر اسی طریق
سے اور ابو عذرہ مشہور نہیں ہے اور ترمذی نے کہا اسکا اسناد قائم نہیں ہے حاکم نے حضرت عائشہ سے میں نے سنا حضرت
سے آپ فرماتے تھے حمام حرام ہے میری امت کی عورتوں پر حاکم نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے ابن حبان نے اپنے صحیح میں ابو ایوب
انصاری رضی سے حضرت نے فرمایا جو ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ عزت کرے اپنی ہمسائے کی اور جو ایمان
رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ حمام میں داخل نہ ہو مگر تہبند باندھ کر اور جو ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ نیک بات
کہے یا چپ رہے اور جو ایمان رکھتی ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر تمہاری عورتوں میں سے وہ حمام میں نہ جاوے عمر ابن عبد
العزیز کو راوی نے کہا ہے یہ حدیث لکھ بھیجی اونکی خلافت میں اونہوں نے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو لکھا کہ محمد
بن ثابت سے پوچھو اونہوں نے پوچھا پھر محمد کو لکھا اونہوں نے منع کر دیا عورتوں کو حمام میں جانے سے منذری نے کہا اسکو
نکالا حاکم نے اور کہا صحیح ہے اسناد اس کا اور روایت کیا اسکو طبرانی نے کبیر میں اور اوسط میں عبد اللہ بن صالح کی
روایت سے جو کاتب تھے لیث کے اوسمیں عمر بن عبد العزیز کا ذکر نہیں ہے بزار نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت
نے بچو اس گھر سے جسکو حمام کہتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو میل کو صاف کرتا ہے آپنے فرمایا تو اپنی
عورت کو چھپاؤ بزار نے کہا اسکو لوگوں نے طاؤس سے مرسلاً روایت کیا ہے منذری نے کہا اوسکے راوی سب
ہیں جنسے صحیح میں حجت لی ہو اور نکالا اسکو حاکم نے اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر اور حاکم کا لفظ یہ ہے بچو اس گھر
سے جسکو حمام کہتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اوس سے تو میل دور ہوتا ہے اور بیمار کو نفع ہوتا ہے آپ نے فرمایا
تو جو کوئی اسمیں جاوے وہ اپنا ستر چھپاوے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے کبیر میں اسی لفظ کی مانند اسکو شرد...

یہ ہے کہ بری سب گہرون مین حمام مین یا ون ہین آوازین بلند ہوتی ہین اور عورتین کہلتی ہین امام احمد نے قاص الاحبار سے
قسطنطنیہ مین اوسنے کہا کہ حضرت عمر نے کہا اے لوگو مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جو شخص
ایمان رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ اوس دسترخوان پر نہ بیٹہے جس پر شراب کا دور ہوتا ہو اور جو شخص اللہ اور پچہلے دن پر
ایمان رکہتا ہو وہ حمام مین نہ جاوے مگر تہ بند سے اور جو شخص اللہ اور پچہلے دن پر ایمان رکہتا ہو وہ اپنی بی بی کو حمام مین نہ
لیجاوے منذری نے کہا قاص الاحبار کو (لشکر کا واعظ) مین نہین پہچانتا اور اس حدیث کا آخر ابوہریرہ سے روایت کیا
اوسمین ابو خیرہ ہے اوسکو بہی مین نہین پہچانتا ترمذی اور ابوداؤد نے ابو الملیح ہذلی سے کہ کچہہ عورتین حمص کی یا شام
کی حضرت عائشہ پاس گئین اونہون نے کہا تم وہی ہو جو اپنی عورتون کو حمام مین لیجاتی ہو یا تم اوسی ملک کی ہو جہان
کی عورتین حمام مین جاتی ہین مینے سنا حضرت سے آپ فرماتے تہے جس عورت نے اپنے کپڑے اپنے خاوند کے گہر کے سوا دوسری
جگہہ اوتارے اوسنے وہ پردہ چاک کر ڈالا جو اوسکے اور اوسکے پروردگار کے بیچ مین تہا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور نکالا
اوسکو ابن ماجہ اور حاکم نے اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر شوکانی نے کہا اوسکے سب راوی صحیح کے راوی ہین امام
احمد اور ابو یعلے اور طبرانی اور حاکم نے دراج ابو السمح سے اوسنے سائب سے کہ کچہہ عورتین ام سلمہ رض پاس گئین اونہون نے اونسے
پوچہا تم کون ہو اونہون نے کہا حمص (ایک شہر ہے شام مین) والیان ام سلمہ رض نے کہا حمام والیان اونہون نے کہا
حمام مین کچہہ قباحت ہے اونہون نے کہا مین نے سنا حضرت صلعم سے فرماتے تہے جس عورت نے اپنے کپڑے اوتارے اپنے گہر کے
سوا دوسری جگہہ اوسنے اپنا پردہ پہاڑ ڈالا طبرانی نے اوسط مین ابو سعید خدری سے نکالا حضرت صلعم نے فرمایا جو کوئی ایمان
رکہتا ہو اللہ اور پچہلے دن پر وہ حمام مین نہ جاوے مگر تہ بند سے اور جو ایمان رکہتا ہو اللہ اور پچہلے دن پر وہ اپنی جورو کو
حمام مین نہ لیجاوے اور جو ایمان رکہتا ہو اللہ اور پچہلے دن پر وہ جمعہ کے لیے جاوے اور جو جمعہ چہوڑ دے کسی کہیل یا تجارت
مین رہکر اللہ تعالے اوس سے بے پرواہی کریگا اور اللہ غنی ہے نیک آور نکالا اوسکو بزار نے اوسمین جمعہ کا ذکر نہین ہے اوسکی
اسناد مین علی بن یزید الہانی ہے اور طبرانی نے اوسط مین نکالا حضرت عائشہ رض سے اونہون نے حضرت صلعم سے پوچہا
حمام کو آپ نے فرمایا میرے بعد حمام ہونگے اور عورتون کے لیے حمام مین بہلائی نہین ہے اونہون نے کہا یا رسول اگر تہ بند
باندہ کر جاوے آپ نے فرمایا نہین گو تہ بند باندہ کر جاوے اور کرتہ اور اوڑہنی اوڑہے اور جو عورت اپنی اوڑہنی اوتارے اپنے خاوند کے سوا دوسرے کے گہر مین اوسنے
اپنے اور خدا کے بیچ مین جو پردہ تہا اوسکو پہاڑ ڈالا اوسکی اسناد مین عبد اللہ بن لہیعہ ضعیف ہے طبرانی نے کبیر مین
ابن عباس رض سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو ایمان رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ حمام مین نہ جاوے اور جو ایمان رکہتا ہو اللہ
اور پچہلے دن پر وہ اپنی جورو کو حمام مین نہ لیجاوے اور جو ایمان رکہتا ہو اللہ اور پچہلے دن پر وہ شراب نہ پیوے اور جو ایمان

رکہتا ہو اللہ اور پچہلے دن پر وہ اُس دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب پیا جاتا ہو اور جو ایمان رکہتا ہو اللہ اور پچہلے دن پر وہ اُس عورت سے تنہائی نہ کرے جو اُسکی محرم نہین ہے اسکی اسناد مین یحییٰ بن ابی سلیمان مدنی ہے بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے اور ابو حاتم نے کہا مضطرب الحدیث اور اسکی حدیث لکہی جاویگی وہ جہوٹا نہین اور ابن حبان نے اسکو ثقات مین ذکر کیا طبرانی نے مقدام بن معدیکرب رض سے حضرت صلعم نے فرمایا تم ایک ملک فتح کروگے وہان کچہہ گہر ہونگے جنکو حمام کہتے ہون گے میری امت پر حرام ہے ان مین جانا لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ حمام سے تو میل دور ہوتا ہے اور کچیل صاف ہوتا ہے آپنے فرمایا وہ حلال ہین میری امت کے مردون کے لیے تہبند باندہ کر اور حرام ہین میری امت کی عورتون پر سکوت کیا اوس سے منذری نے شوکانی نے کہا جامع مین نسائی سے جابر کی حدیث مین یہ بڑہایا اِلَّا مِنْ عُذْرٍ یعنے عذر سے اپنی بی بی کو حمام مین لیجانا درست ہے حالانکہ یہ لفظ ترمذی کی روایت مین نہین اور نسائی مین تو یہ حدیث ہی نہین ہے شاید بعض نسخون مین ہو علامہ محمد بن ابراہیم وزیر نے کہا یہ غلط ہے شریف ابو الحجاج نے اس لفظ کو اپنی کتاب مین جو حمام کے بیان مین ہے نہین نقل کیا اور جابر کی حدیث مین یہ استثنا نہین لکہا اسکی نسبت دی نسائی کیطرف اور ابو داؤد کی کسی طریق مین یہ لفظ نہین ہے آئے ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ حمام مین تہبند باندہ کر مرد کو جانا درست ہے اور عورت کو مطلقًا حرام ہے انتہے مختصرًا مین کہتا ہون جابر کی حدیث کی نسبت دی منذری نے نسائی کیطرف البتہ اوسمین یہ لفظ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ نہین ہے اور یہ لفظ مجھے حمام کی کسی حدیث مین نہین ملا نہ صحیح طریق سے نہ ضعیف طریق سے واللہ اعلم (۱۵) امام مالک نے موطا مین نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہ وہ جب جنابت کا غسل کرتے تو اپنے داہنے ہاتہہ پر پانی ڈالتے اسکو دہوتے پہر اپنی شرمگاہ دہوتے اور کلی کرتے اور ناک مین پانی ڈالتے اور منہ دہوتے اور آنکھون کے اندر پانی چہڑکتے پہر داہنا ہاتہہ دہوتے پہر بایان پہر سر دہوتے پہر نہاتے اور اپنے بدن پر پانی ڈالتے امام محمد نے کہا ہمارا عمل اسی پر ہے مگر آنکھون کے اندر پانی چہڑکنا واجب نہین ہے جنابت مین اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور مالک بن انس اور اکثر فقہا کا اور ایک موطا مین ہے کہ امام مالک پوچہے گئے ابن عمر کی آنکہون کے اندر پانی ڈالنے سے اونہون نے کہا ہمارے نزدیک اسپر عمل نہین ہے ابن عبد البر نے استذکار مین کہا کہ ابن عمر رض کی مزاج مین تشدد تہا طہارت مین بسبب نہایت ورع اور پرہیزگاری کی (۱۶) اصحاب سنن نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ حضرت صلعم غسل کرتے تہے اور دو رکعتین پڑہتے تہے اور صبح کی نماز پڑہتے تہے اور مین نہ دیکہتی آپ کو کہ نیا وضو کرتے ہون غسل کے بعد (۱۷) نسائی نے ابن عباس سے کہ حضرت صلعم نے غسل کیا پہر ایک رومال لائی گئی آپ نے اوسکو نہین چہوا اور پانی کو اسطرح سونتنے لگے (۱۸) ابو داؤد نے ابن عمر سے

ف غسل کے بعد وضو نہ کرنے مین

کہ نمازین پچاس تہین اور جنابت سے غسل سات بار تہا اور پیشاب سے کپڑا دہونا سات بار تہا پہر حضرت
ہمیشہ اللہ سے سوال کرتے رہے (تخفیف کا) یہانتک کہ نمازین پانچ ہوگئین اور جنابت کا غسل ایک بار ہوگیا اور کپڑے
کا دہونا پیشاب سے ایک بار ہوگیا (۱۹) ابن ماجہ اور ترمذی نے حضرت عائشہ سے کہ کبھی حضرت صلعم جنابت کا غسل کرکے
میرے پاس آتے اور مجہہ سے گرمی چاہتے تو مین آپ کو لپٹا لیتی لینے سے اور مین نے غسل نہ کیا ہوتا (۲۰) ابوداؤد
نے انہی سے کہ حضرت صلعم اپنا سر دہوتے تہے خطمی سے پہر اُسی پر اکتفا کرتے اور خالص پانی نہ بہاتے اوسپر (۲۱)
ابوداؤد نے انہی سے ہم غسل کرتے اور ہمارے اوپر ضماد ہوتا اور ہم حضرت صلعم کے ساتھ ہوتے بغیر احرام کے اور احرام سے (۲۲) امام
مسلم نے عبداللہ بن ابی قیس سے مینے حضرت عائشہ سے حضرت صلعم کے وتر کو پوچھا اخیر تک اُسمین یہ ہے کہ مین نے کہا آپ
جنابت مین کیونکر کرتے تہے کیا سونے سے پہلے غسل کرتے یا سو رہتے غسل سے پہلے اونہون نے کہا سب طرح کرتے تہے
کبھی غسل کر لیتے پہر سوتے کبھی وضو کر لیتے پہر سو رہتے مین نے کہا شکر خدا کا کہ اوسنے دین مین کشادگی رکہی اور ابوداؤد
کی روایت مین ہے غضیف بن الحارث سے مینے حضرت عائشہ رض سے کہا کیا تم نے دیکہا حضرت صلعم کو آپ غسل کرتے تہے
جنابت کا شروع رات مین یا اخیر رات مین اونہون نے کہا آپ غسل کرتے اول رات مین اور کبھی غسل کرتے اخیر رات
مین مینے کہا اللہ اکبر شکر اوس خدا کا جسنے دین مین کشادگی رکہی مینے کہا کیا آپ وتر پڑہتے اول رات مین یا اخیر رات
مین اونہون نے کہا کبھی وتر پڑہتے اول رات مین کبھی اخیر رات مین مینے کہا اللہ اکبر شکر خدا کا جسنے دین مین کشادگی
رکہی مینے کہا کیا آپ قرآن کو پکار کر پڑہتے یا آہستہ اونہون نے کہا کبھی پکار کر پڑہتے کبھی آہستہ مین نے کہا اللہ
اکبر شکر اوس خدا کا جسنے دین مین کشادگی رکہی (۲۳) امام مالک نے موطا مین نافع سے کہ ابن عمر رض جب ارادہ
کرتے سو رہنے کا یا کہانے کا اور وہ جنب ہوتے تو اپنا موںہہ دہوتے اور دونو ہاتہہ کہنیون تک اور مسح کرتے سر پر
پہر کہاتے یا سو رہتے (۲۴) امام مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے حذیفہ رض سے کہ حضرت صلعم اونسے ملے وہ جنب تہے تو
سرک گئے آپ کے پاس سے پہر غسل کیا پہر آئے اور کہا مین جنب تہا آپ نے فرمایا مسلمان نجس نہین ہوتا اور نسائی کی ایک روایت
مین ہے کہ حضرت صلعم جب کسی مرد سے ملتے اپنے اصحاب مین سے تو ہاتہہ پہیرتے اوسپر اور اُسکے لیے دعا کرتے تو مینے
ایکدن صبح کو آپکو دیکہا مین آپ سے الگ ہوگیا پہر آیا جب دن چڑہ گیا تہا آپ نے فرمایا مین نے تجہے دیکہا تہا تو الگ ہوگیا
مینے عرض کیا مین جنب تہا تو ڈرا کہین آپ مجہے چہو نہ لین آپ نے فرمایا بیشک مومن نجس نہین ہوتا (۲۵) ابوداؤد
نے ابوبکرہ رض سے حضرت صلعم فجر کی نماز مین داخل ہوئے پہر اشارہ کیا ہاتہہ سے اپنی جگہہ رہو بعد اوسکے آئے اور آپ کے سر سے
پانی ٹپک رہا تہا پہر نماز پڑہائی اور ایک روایت مین ہے جب نماز پڑہ چکے تو فرمایا مین آدمی ہون اور مین جنب تہا۔

(۲۶) امام مالک نے سلیمان بن یسار سے حضرت عمر رض نے فجر کی نماز پڑہائی پہر اپنی زمین کو گئے جو جرف مین تہی وہان اپنے کپڑے مین احتلام کا نشان پایا تو کہا ہمنے جب سے چربی کہائی تو رگین نرم ہو گئین پہر اونہون نے غسل کیا اور احتلام کو دہو یا اپنے کپڑے سے اور نماز کو لوٹایا اور ایک روایت مین یون ہے اونہون نے کہا جب سے مجہکو لوگون کی حکومت ہوئی تو مین احتلام مین مبتلا ہو گیا پہر اونہون نے غسل کیا اور دہو یا جو اونکے کپڑے مین احتلام کا اثر تہا پہر نماز پڑہی جب دن چڑہ گیا تہا اچہی طرح اطمینان سے اور ایک روایت مین یون ہے کہ قسم خدا کی مین دیکہتا ہون اپنے کو مگر مجہے احتلام ہو گیا اور خبر نہین ہوئی اور مین نے غسل نہ کیا پہر غسل کیا پہر دہو یا جو دیکہا اپنے کپڑے مین اور جو نہ دیکہا اوس پر پانی چہڑک دیا اور اذان دی اور تکبیر کہی اخیر تک (۲۷) امام مالک نے یحیی بن سعید رض سے اونکو پہونچا کہ حضرت نے فرمایا کیا مشکل ہے تم مین سے ایک پر کہ جمعہ کے لیے دو کپڑے بنالے سوا اون کپڑون کے جنکو پہن کر کام کاج کرتا ہے (۲۸) امام مالک نے ابن عمر سے وہ نہ جاتے جمعہ کو مگر تیل اور خوشبو لگا کر (۲۹) غسل جنازہ کا بیان کتاب الجنائز مین ہوگا اور وہین اس غسل کی حدیثین بیان کیجاوینگی انشاء اللہ تعالی (۳۰) ابن ماجہ نے ابو ایوب انصاری سے حضرت م نے فرمایا پانچون نمازین اور جمعہ اور امانت کا ادا کرنا کفارہ ہین اون گناہون کا جو انکے بیچ مین ہون ہمنے کہا امانت کا ادا کرنا کیا ہے آپ نے فرمایا جنابت کا غسل کیونکہ ہر بال کے تلے جنابت ہے (۳۱) ہتہہ پانی سے غسل نہ کرنیکی حدیثین کتاب الوضوء مین گذر چکین (۳۲) ابن ماجہ نے عبد اللہ بن مسعود سے حضرت م نے فرمایا کوئی تم مین سے کہلے میدان مین غسل نہ کرے اور نہ چہت کے اوپر اگر وہ کسی کو نہین دیکہتا تو اور لوگ اوسکو دیکہتے ہین اوسکی اسناد مین حمانی اور حسن بن عمارہ دونو ضعیف ہین (۳۳) ابن ماجہ نے ابن عباس سے حضرت م نے جنابت کا غسل کیا پہر ایک ٹکڑا بدن کا دیکہا جسکو پانی نہ پہونچا تہا آپ نے اپنے بالون کو اوسپر نچوڑ دیا اور حضرت علی سے کہ ایک شخص آیا حضرت م کے پاس اور بولا مین نے جنابت کا غسل کیا اور فجر کی نماز پڑہ لی پہر صبح ہوئی تو مین نے ناخون برابر ایک مقام دیکہا جہان پانی نہ پہونچا تہا آپ نے فرمایا اگر تو اپنا ہاتہہ اوسپر پہیر لیتا تو کافی ہو جاتا (۳۴) ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے کہ حضرت م کی بعضی بی بیون نے ایک کٹرے سے غسل کیا پہر حضرت م نے ارادہ کیا وضو کرنیکا اوس سے (یعنے جو پانی اوسمین بچ رہا تہا اوس سے) وہ بولین یا رسول اللہ مین جنب تہی آپ نے فرمایا پانی جنب نہین ہوتا (۳۵) امام احمد نے ام سلمہ رض سے آپ جنب ہوتے پہر سوتے پہر جاگتے پہر سو رہتے (۳۶) ابو داؤد نے شعبہ سے جو دینار کے بیٹے مین اور مولی تہے ابن عباس کے کہ ابن عباس جب جنابت کا غسل کرتے تو اپنے داہنے ہاتہہ سے بائین ہاتہہ پر سات بار پانی ڈالتے پہر اپنی شرمگاہ دہوتے ایکبار بہول گئے کتنی

بار پانی ڈالا مجہ سے پوچہا بیٹے کہا مین نہین جانتا انہون نے کہا تیری ماں نہین تو نے کیون نہ جانا پہر وضو کرتے تہے نماز کا سا پہر اپنے بدن پر پانی بہاتے اور کہتے حضرت صلعم ایسا ہی غسل کرتے تہے (۳۴۷) امام احمد نے حمید حمیری سے مین ایک صحابی سے ملا جو حضرت صلعم کی صحبت مین چار برس رہا تہا جیسے ابو ہریرہ رہے تہے اوس نے کہا منع کیا حضرت صلعم نے عورت کو غسل کرنے سے مرد کی بچے پانی سے یا مرد کو عورت کے بچے پانی سے اور منع کیا آپنے ہر روز کنگہی کرنے سے یا نہانے کی جگہہ مین پیشاب کرنے سے نکالا اوسکو ابوداؤد اور نسائی نے اوس مین کنگہی اور پیشاب کا ذکر نہین ہے اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن سرجس سے اور یہ حدیث کتاب الوضوء مین گذر چکی (۳۴۸) امام مالک نے حضرت عائشہ سے اون سے پوچہا گیا عورت جنابت کا غسل کیونکر کرے اونہون نے کہا اپنے سر پر تین چلو ڈالے اور ملے اپنے سر کو دونو ہاتہون سے (۳۴۹) امام مالک نے عبد اللہ بن عمر کو پسینہ آتا کپڑے مین اور وہ جنب ہوتے پہر اوسی کپڑے مین نماز پڑہتے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ہے رحم والا

کِتَابُ الحَيْض

کتاب حیض کے بیان مین

حیض کے معنے بہنا اور عرف مین حیض کہتے ہین عورت کی خون بہنے کو مقام مخصوص سے اوقات مخصوص مین فتح حیض کے نو نام ہین عربی زبان مین طمث ضحک اکبار اعصار دراس عراک فراک طمس نفاس اور شرع مین حیض کہتے ہین اُس خون کو جو رحم کی قعر سے نکلتا ہے عورت کی جوان ہونے کے بعد مخصوص اوقات مین اور استحاضہ وہ خون ہے جو بے وقت نکلے اور نفاس وہ خون ہے جو جننے کی بعد نکلتا ہے اردو زبان مین حیض کے کئی کنائے ہین ایام آنا دنون سے ہونا کپڑون سے ہونا ٹوپی اُترنا میلی ہونا حیض آنیکو دکن کی زبان مین کہتے ہین ق

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

اور فرمایا اللہ تعالی نے (سورہ بقر مین) اور پوچہتے ہین تجہ سے حیض کو تو کہہ وہ پلیدی ہے تو جدا رہو عورتون سے حیض مین اور مت نزدیک ہو اونکے یہانتک کہ پاک ہو جاوین پہر جب پاک ہو جاوین تو آؤ اونکے پاس (یعنے جماع کرو اُنسے) اوس مقام مین جہان تمکو اللہ نے حکم دیا بیشک اللہ تعالی دوست رکہتا ہے توبہ کرنے والون کو اور دوست رکہتا ہے پاک رہنے والون کو ف گناہون سے اور پلیدی سے جیسے حیض مین جماع کرنے سے قلیبی نے کہا حیض کو پلید کہا بوجہ اُسکی بدبو اور ناپاکی کے اور خطابی نے کہا اذی وہ چیز ہے جو ناگوار ہو لیکن سخت نہ ہو جیسے لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے انس رض سے نکالا کہ یہود مین جب عورت حائضہ ہوتی تو اوسکو اپنے ساتھہ نہ کہلاتے نہ اُس کو جمع کرتے گہرون مین تو حضرت صلعم کے صحابہ نے حضرت صلعم سے پوچہا تب

اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ اخیر تک پہر آپ نے فرمایا کہ سب کام کرو سوا جماع کے یہ خبر یہود کو پہونچی اونہون نے کہا یہ شخص نہین چاہتا کہ ہمارے کامون مین سے کوئی کام چہوڑے جس مین ہمارا خلاف نہ کرے پہر اسید بن حضیر اور عباد بن بشر دونو آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہود ایسا ایسا کہتے ہین کیا ہم انکو اپنے گہرون مین (جمع) نکرین یہ سنکر آپکے چہرے کا رنگ بدل گیا یہانتک کہ ہم سمجہے آپ کو غصہ آیا اون دونو پر پہر وہ دونو نکلے اوسکے بعد حضرت کے پاس دودہ کا حصہ آیا آپ نے اونکے پیچہے کسیکو بہیجا پہر اُن دونو کو دودہ پلایا اُسوقت انکو معلوم ہوا کہ آپ کا غصہ اُتر گیا تہا اور طبری نے روایت کیا سدی سے کہ اول جس نے حیض کو پوچہا آپ سے وہ ابوالدحداح تہا (فتح مع زیادۃ)

باب كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْحَيْضِ حیض کیونکر شروع ہوا وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ

اور فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ وہ چیز ہے (یعنے حیض) جسکو لکہدیا اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کی بیٹیون پر **ف** یعنے اونکی تقدیر مین لکہدیا تو اسکا علاج نہین ہو سکتا اور کوئی عورت حیض سے چہٹ نہین سکتی اس حدیث کو اس لفظ سے مؤلف نے خود وصل کیا چند بابون کے بعد جیسے آگے آویگی اور اس باب مین جو حدیث نکالی اوسمین شیء کے بدلے امر ہے ایسا ہی کہا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی نے اور برماوی نے اُنپر اعتراض کیا کہ چند بابون کے بعد مؤلف نے اس حدیث کو بیان کیا ہے جو اس باب مین بیان کی پہر یہ کہنا کہ اسکو وصل کیا دوسرے مقام مین بے محل ہے البتہ دوسرے مقام مین امر کا لفظ شیء کے بدلے ہے شیء کی روایت ملنے پا یہ لفظ بہی کسی روایت مین ہوگا انتہے مین کہتا ہون کہ برماوی کا اعتراض حافظ صاحب پر مضحکۂ اطفال ہے جو حافظ صاحب نے کہا وہی صحیح ہے اس باب مین جو حدیث مؤلف نے نکالی اوسمین اِنَّ هَذَا أَمْرٌ ہے اور مطلب حافظ صاحب کا یہ ہے کہ شیء کے لفظ سے اسکو مؤلف نے دوسری جگہہ وصل کیا اور یہ صحیح ہے چنانچہ بَابُ تَقْضِي الْحَائِضُ مین جو آگے آتا ہے مؤلف نے اوسکو اس لفظ سے نکالا فَإِنَّ ذَلِكَ شَيْءٌ اور برماوی نے معلوم نہین کس حالت مین یہ اعتراض کیا اور لطف یہ ہے کہ خود نہ دیکہا مؤلف نے شیء کا لفظ صاف آگے روایت کیا اور وہ کہتے ہین کہ شیء کی روایت بالمعنے ہے اور جسنے دیکہ کر غور کر کے صحیح لکہا اوسپر ہے اوسکے حافظے اور علم پر اوسپر بجائے تحسین کے اعتراض جمایا یہی حال ہوتا ہے اُن لوگون کا جو اہل سنت پر بغیر سمجہے بوجہے اعتراض کر بیٹہتے ہین وہ خود ہنسے جاتے ہین وَقَالَ بَعْضُهُمْ كَانَ أَوَّلُ مَا أُرْسِلَ الْحَيْضُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ اور بعضون نے کہا (عبداللہ بن مسعود اور حضرت عائشہ نے) سب سے پہلے حیض بنی اسرائیل کی عورتون پر بہیجا گیا **ف** مراد مؤلف کی اس سے وہ روایت ہے جو عبدالرزاق نے نکالی باسناد صحیح ابن مسعود سے کہ بنی اسرائیل کے مرد اور عورتین ایک جگہہ نماز پڑہتے تہے پہر عورت مرد کو دیکہتی تب اللہ تعالی نے عورتون پر حیض کو بہیجا اور اونکو

منع کر دیا مسجد سے اور عبد الرزاق نے حضرت عائشہ سے بھی ایسا ہی نکالا قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَحَدِيثُ النَّبِيِّ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرُ امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث اس سے زیادہ ہے
کیونکہ وہ شامل ہے تمام عورتوں کو اور انمیں صرف بنی اسرائیل کا ذکر ہے یا مراد یہ ہے کہ وہ حدیث زیادہ ہے از روی قوت
کے ان اقوال سے کرمانی اور عینی کے بعض نسخون میں اکبر ہے یعنی حضرت ﷺ کی حدیث بڑی ہے یعنے اسکی پیروی مقدم
ہے صحابہ کے اقوال پر اور جب حدیث صحابہ کے اقوال پر مقدم ہے تو اور مجتہدون کے اقوال حدیث کے خلاف
کس شمار میں ہیں اور داودی نے کہا دونوں میں مخالفت نہیں کیونکہ بنی اسرائیل کی عورتیں بھی آدم کی بیٹیاں تھیں
تو احتمال ہے کہ آدم کی بیٹیون سے بنی اسرائیل کی عورتیں مراد ہوں قسطلانی نے کہا مخالفت ظاہر ہے کیونکہ اس قول
سے لازم آتا ہے کہ بنی اسرائیل کے سوا اور عورتوں کو حیض نہ آتا ہوگا اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حیض تمام عورتوں کے
لیے ہے خواہ اسرائیلی ہوں یا نہ ہوں حافظ ابن حجر نے کہا ممکن ہے تطبیق اسطرح سے کہ عبد اللہ بن مسعود اور حضرت
عائشہ کے قول میں حیض سے اسکی کثرت مراد ہو اور یہ عذاب ہوا ہو انپر اور قرینہ اوسکا یہ ہے کہ ان اقوال میں یہ ہے
کہ انکو روک دیا مسجد سے پس معلوم ہوا کہ انکو دائمی حیض ہوگیا تھا یعنے ہمیشہ آتا تھا بند نہ ہوتا تھا ورنہ حیض
سے پاک ہونے پر مسجد میں آسکتی تھیں پھر مسجد سے روکنا کیونکر صحیح ہوگا) اور عینی نے حافظ صاحب پر یہ
اعتراض کیا کہ ان اقوال میں یہ ہے کہ سب سے پہلے حیض انپر بھیجا گیا پھر اگر حیض پہلے سے تھا تو سب سے پہلے انپر
بھیجا جانا کیونکر درست ہوگا اور یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل میں حیض کو طول ہو گیا تھا اور کسنے اسکو
نقل کیا پھر اپنی طرف سے یہ جواب دیا کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کی عورتوں کا حیض بند کر دیا
ہو عذاب کی راہ سے اور ایک مدت اسیطرح گذری ہو بعد اوسکے اللہ نے انپر رحم کیا ہو اور حیض کو دوبارہ
جاری کر دیا ہو نسل باقی رکھنے کے لیے پس جب دوبارہ حیض آیا تو وہ اول ہوا بہ نسبت اس مدت کی جب بند ہو گیا
تھا اور اس لحاظ سے اول کہا اور یہ تقریر عینی کی ظاہر الفساد ہے اور تعجب ہے عینی سے کہ وہ اس قسم کے اعتراض
حافظ صاحب پر کرتے ہیں جنکا منشا نری نفسانیت ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ حافظ صاحب نے یوں فرمایا ہے کہ ممکن
ہے اسطور سے جمع کرنا اور امکان کے لیے وقوع کی سند لانا ضرور نہیں اور جہاں نصوص میں مخالفت ہو وہاں ہمیشہ
ایسے ہی احتمالات سے تطبیق کرتے ہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ اس احتمال کے خلاف ثبوت نہ ہو چکا ہو اور یہاں
یہ ثابت نہیں ہوا کہ طول حیض کا عذاب انپر نہیں ہوا تھا بلکہ قرآن میں جو آیا ہے کہ ہم نے انپر خون بھیجا یہ زیادہ مناسب
ہے اس احتمال کے کیونکہ حیض بھی ایک خون ہے اور کثرت اور طول حیض عذاب ہے اور اگر ہم عینی کی تقریر کو مانیں بھی

بیوین اور حافظ صاحب کی توجیہ کو صحیح نہ سمجھین تب بھی جو توجیہ عینی نے کی ہی وہ تو حافظ صاحب کی توجیہ سے زیادہ فاسد ٹہیرتی ہے کس لیے کہ ان اقوال سے صاف نکلتا ہے کہ حیض کا بہیجنا اونپر عذاب تہا کیونکہ اونکی عورتین مردون کو گھورتی تہین اور عینی کی تقریر سے یہ نکلتا ہے کہ حیض بند ہو گیا تہا اس صورت مین اسکا دوبارہ بہیجنا رحمت ہوگا نہ عذاب اور لطف یہ ہے کہ خود عینی لکھتے ہین کہ اللہ نے اونپر رحم کیا اور حیض کو دوبارہ جاری کر دیا اور جو عذاب تہا اسکو رحمت کیے دیتے ہین علاوہ اسکے جیسے اسکا ثبوت نہین ہی کہ اونکو طول حیض کا عذاب ہوا تہا ویسے ہی اسکا بھی ثبوت نہین ہے کہ پہلے اونکے حیض بالکل بند ہو گئے تہے اور ایک مدت تک ایسا ہی رہا بعد اوسکے پہر حیض بہیجی گئی بلکہ اس اخیر توجیہ مین دو خلاف عادت امر کا قائل ہونا ضرور ہی ایک تو عورتون سے بالکل حیض کا موقوف ہو جانا دوسرے پہر انکا ایک ہی حیض کی بارش ہونا سب عورتون پر اور حافظ صاحب نے جو توجیہ کی اسمین کوئی امر عادت کے خلاف نہین اکثر عورتون کو استحاضہ کی بیماری ہو جاتی ہے پس احتمال ہے کہ یہی بطور عذاب کے بنی اسرائیل کی سب عورتون کو ہو گیا ہو اس صورت مین عینی کا یہ کہنا کہ یہ کیونکر درست ہوگا کہ حیض سب سے اول انپر بہیجا گیا محض نافہمی ہی کسلیے کہ حیض سے مراد وہی حیض ہے جو عذاب کے طور پر بہیجا جاوے یعنے دائمی حیض اور شاید وہ سب سے اول بنی اسرائیل کی عورتون پر بہیجا گیا ہو اسمین کونسا فساد لازم آتا ہے پس معلوم ہوا کہ جو توجیہ حافظ صاحب نے کی وہی عمدہ ہے پہر حافظ صاحب نے فرمایا کہ طبری وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ اس آیت مین وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ یعنی حضرت ابراہیمؑ کی عورت کہڑی تہین وہ ہنسین یہان ہنسی سے مراد حیض آنا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم بنی اسرائیل سے پہلے تہے اور حاکم اور ابن منذر نے باسناد صحیح ابن عباس سے نکالا کہ شروع حیض حضرت حوا علیہا السلام کو آیا تہا جب وہ جنت سے اوتاری گئین تو آدم کی بیٹیون سے انہی کی بیٹیان مراد ہونگی نہ بنی اسرائیل کی عورتین جیسے داؤدی نے کہا قسطلانی نے کہا یہ مین یہ جواب دیا ہے کہ حیض کے بہیجنے سے اسکا حکم بہیجنا مراد ہے یعنی حیض مسجد مین آنیکا مانع ہونا اور نماز کا مانع ہونا یہ حکم سب سے پہلے بنی اسرائیل کی عورتون کو دیا گیا اور حدیث مین حیض سے مراد اسکا ظاہری معنے ہین یعنے وجود حیض کا پس حدیث مین اور ان اقوال مین تخالف نہ ہوگا قسطلانی نے کہا کہ جانورون مین جنکو حیض آتا ہے وہ یہ ہین عورت اور بجو کی مادہ اور چمگادڑ اور خرگوش کی مادہ اور بعضون نے کہا کتیا کو بھی آتا ہے اور ابوداؤد نے سنن مین عبداللہ بن عمر سے مرفوعاً روایت کیا کہ خرگوش کو حیض آتا ہے اور بعضون نے کہا اونٹنی اور چھپکلی کو بھی حیض آتا ہے

باب الْأَمْرِ بِالنُّفَسَاءِ إِذَا نُفِسْنَ جب حائضہ عورتون کو حیض آوے تو کیا حکم ہے **حدثنا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ

خرجنا لا نرى الا الحج فلما كنا بسرف حضت فدخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا
ابكي فقال ما لك انفست قلت نعم قال ان هذا امر كتبه الله على بنات آدم فاقضي ما يقضي
الحاج غير ان لا تطوفي بالبيت قالت وضحى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن نسائه بالبقر
ترجمہ حضرت عائشہ رض نے کہا ہم نکلے ہمارا قصد نہیں تھا مگر حج کا جب ہم سرف ایک مقام ہے دس یا نو یا سات
یا چھ میل پر مکہ سے میں پہنچے تو مجھے حیض آگیا پھر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے میں رو رہی
تھی آپ نے فرمایا کیا ہوا تجھکو کیا حیض آگیا میں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ امر تو وہ ہے جو اللہ نے لکھ دیا آدم علیہ السلام
کی بیٹیوں پر تو کر وہ کام جو حاجی کرتا ہے (یعنے حج کے تمام ارکان ادا کر) فقط بیت اللہ کا طواف مت کر جب تک
پاک نہ ہو حضرت عائشہ نے کہا اور جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قربانی کی اپنی بی بیوں کی طرف سے گائے کی
ف یعنے سات بی بیوں کی طرف سے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ ایک گائے کی قربانی کئی عورتوں کی طرف سے درست ہے
حافظ صاحب نے کہا اس حدیث کی پوری بحث خدا چاہے تو کتاب الحج میں آویگی قسطلانی نے کہا مؤلف نے اسکو اضاحی
میں بھی نکالا اور مسلم اور ابن ماجہ نے حج میں اور نسائی نے حج اور طہارت میں **باب** غسل الحائض رأس
زوجها وترجيله حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھووے اور اوسمیں کنگھی کرے **حدثنا** عبد الله بن يوسف
قال حدثنا مالك عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت كنت ارجل راس رسول الله صلى
الله عليه وسلم وانا حائض **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رض نے کہا میں کنگھی کرتی تھی جناب رسالت مآب سرور عالم حضرت
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک میں اور میں حائضہ ہوتی **ف** حدیث میں صرف کنگھی کا ذکر ہے
اور باب میں سر دھونا بھی مذکور ہے تو مؤلف نے دھونے کو قیاس کیا کنگھی پر یا اشارہ کیا دوسرے طریق کیطرف
جو آگے آویگا اوسمیں سر کا دھونا صراحۃً مذکور ہے قسطلانی نے کہا مؤلف نے اسکو لباس میں بھی اور نسائی نے
طہارت میں اور اعتکاف میں نکالا **حدثنا** ابراهيم بن موسى قال حدثنا هشام بن يوسف ان
ابن جريج اخبرهم قال اخبرني هشام بن عروة عن عروة انه سئل اتخدمني الحائض او تدنو
مني المرأة وهي جنب فقال عروة كل ذلك علي هين وكل ذلك تخدمني وليس على احد
في ذلك بأس اخبرتني عائشة انها كانت ترجل رسول الله صلى الله عليه وسلم وهي حائض
ورسول الله صلى الله عليه وسلم حينئذ مجاور في المسجد يدني لها رأسه وهي في حجرتها فترجله وهي حائض **ترجمہ** عروہ سے پوچھا
گیا کیا خدمت کرے میری حائضہ یا نزدیک ہو مجھسے عورت اور وہ جنب ہے عروہ نے کہا یہ سب آسان ہے اور یہ سہل ہے یعنی جنبا

اور حائضہ دونو کا میری خدمت کرنا میرے پاس آنا) اور دونو میری خدمت کرتی ہین اور کسی پر اس بات مین کچھہ حرج نہین ہے
ہے خبر دی مجھکو عائشہ ام المومنین رضنے کہ وہ کنگہی کرتی تہین جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اور وہ حائضہ
ہوتین اور جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اسوقت معتکف ہوتے تہے مسجد مین آپ اپنا سر نزدیک کر دیتے اونکے اور وہ حجرے
مین ہوتین (حجرہ مسجد کے پاس تہا) وہ آپکی کنگہی کر دیتین اور وہ حائضہ ہوتین **ف** حافظ نے کہا حضرت
عائشہ کا حجرہ مسجد سے ملا ہوا تہا اور عروہ نے جنابت کو حیض پر قیاس کیا کیونکہ حیض جنابت سے زیادہ ہے اور کنگہی
پر اور خدمت کا بہی قیاس کیا اور حدیث سے یہ نکلا کہ حائضہ کا بدن اور پسینہ پاک ہے اور اعتکاف مین جو مباشرت
ممنوع ہے وہ جماع ہے یا مقدمات جماع (جیسے بوس و کنار وغیرہ) اور حائضہ کو مسجد مین نہ جانا چاہیے ابن بطال نے
کہا حدیث حجت ہے شافعی پر جنہون نے کہا کہ مطلق عورت کا چہونا وضو کو توڑتا ہے حالانکہ یہ چہونا بہر حجت نہین کیونکہ اعتکاف مین وضو شرط ہے
اور حدیث مین اسکا ذکر نہین کہ آپنے کنگہی کراکر پہر نماز پڑہی اسکے سوا بالون کے چہونے سے وضو نہین ٹوٹتا قسطلانی
نے کہا حدیث سے یہ بہی نکلا کہ اعتکاف مین اپنے بدن کا ایک جزو مسجد سے باہر کرنا درست ہے اور اس سے اعتکاف باطل نہین
ہوتا اور حائضہ کی مباشرت درست ہے اور آیت مین جو ہے کہ ان سے مباشرت مت کرو اعتکاف مین تو مراد اوس سے جماع یا دواعی جماع ہین اعتکاف مین درست
نہین ہے مختصر

باب قِرَاءَةِ الرَّجُلِ فِي حَجْرِ امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ مرد کا اپنی عورت کی گود مین قرآن پڑہنا اور وہ حیض سے ہو

وَكَانَ أَبُو وَائِلٍ يُرْسِلُ خَادِمَهُ وَهِيَ حَائِضٌ إِلَى أَبِي رَزِينٍ فَتَأْتِيهِ بِالْمُصْحَفِ
فَتُمْسِكُهُ بِعِلَاقَتِهِ اور ابو وائل (شقیق بن سلمہ تابعی مشہور) اپنی لونڈی کو بہیجتے ابو رزین (مسعود بن مالک اسدی تابعی)
پاس وہ مصحف لیکر آتی تو اسکو پکڑتی فیتہ سے **ف** یعنے وہ فیتہ پکڑ کر اوٹہا لاتی جو جزدان کے اوپر رہتا ہے حافظ
نے کہا اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح ابو وائل سے نکالا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو وائل اور ابو رزین کا یہ قول
تہا کہ حائضہ مصحف کو اسکا فیتہ پکڑ کے اوٹہا سکتی ہے لیکن مصحف کو ہاتہہ لگانا درست نہین اور مناسبت اس اثر کی
باب کی حدیث سے یہ ہے حائضہ کا مومن کو اوٹہانا مذکور ہے جسکے دل مین قرآن ہے اور اس اثر مین حائضہ کا اوس تہیلے کو اوٹہانا
مذکور ہے جسمین قرآن ہے اور ابو حنیفہ رح کا قول یہی ہے اور جمہور اسکے خلاف مین ہین اور قسطلانی نے کہا کہ مولف
کی غرض اس اثر کے لانے سے یہ ہے کہ جنب اور حائض کو مصحف کا اوٹہانا درست ہے جب اوسکو ہاتہہ نہ لگے کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا
مومن نجس نہین ہوتا اور آپنے ہرقل کو کتاب لکہی اوس مین قرآن کی آیت تہی اور آپ جانتے تہے کہ وہ اسکو چہوئین گے
حالانکہ وہ نجس تہے اور جمہور کی دلیل اللہ تعالی کا قول ہے لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ البتہ اگر مصحف کے ساتہہ اور اسباب بہی ہو
یا تفسیر ہی تو اسکا اوٹہانا درست ہے بشرطیکہ قرآن کا قصد نہ ہو اور جو قرآن کا قصد ہو یا قرآن تفسیر سے زیادہ ہو تو حرام

ہے مترجم کہتا ہے ہم اس مسئلے کو تفصیل سے کتاب الوضو میں بیان کر چکے ہیں **حدثنا** ابو نعیم الفضل ابن دکین سمع زهیرا عن منصور بن صفیة ان امه حدثته ان عائشة حدثتها ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یتکئ فی حجری وانا حائض ثم یقرأ القرآن **ترجمہ** ام المومنین عائشہؓ نے بیان کیا کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام میری گود پر تکیہ لگاتے اور میں حیض سے ہوتی پھر آپ قرآن پڑھتے **ف** مصنف نے توحید میں نکالا کہ آپ قرآن پڑھتے اور آپ کا سر میری گود میں ہوتا اور میں حائضہ ہوتی تو تکیہ لگانے سے مراد گود میں سر رکھنا ہے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ نجاست کے قریب میں قرآن پڑھنا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ جو بیمار ہو وہ حائضہ عورت پر ٹیکا دیکر نماز پڑھ سکتا ہے جب اوسکے کپڑے پاک ہوں قسطلانی کہا اس حدیث کو مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا طہارت میں

باب من سمی النفاس حیضا

نفاس کو حیض کہنا **ف** اس میں اشکال ہوتا ہے کہ حدیث سے حیض کو نفاس کہنا نکلتا ہے نہ نفاس کو حیض کہنا اور اسکا جواب یہ ہے کہ مطلب مؤلف کا یہ ہے کہ نفاس اور حیض کا حکم ایک ہے اور چونکہ نفاس میں کوئی حدیث مؤلف کی شرط پر نہ تھی اسلیے اس حدیث کو لائے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نفاس کا اطلاق حیض پر ہوتا ہے تو دونو کا حکم بھی ایک ہوگا اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اطلاق ہونے سے حکم میں اتحاد ہونا ضرور نہیں ہے بعض کہتے ہیں سمی اطلق کے معنوں میں ہے تو مطلب صاف ہے یعنے جسنے نفاس کا اطلاق کیا حیض پر اور یہ حدیث کے موافق ہے بعض کہتے ہیں عبارت میں قلب ہے اور اصل عبارت یوں ہے سمی الحیض نفاسا واللہ اعلم **حدثنا** المکی بن ابراهیم قال حدثنا هشام عن یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمة ان زینب بنت ام سلمة حدثته ان ام سلمة حدثتها قالت بینا انا مع النبی صلی الله علیه وسلم مضطجعة فی خمیصة اذ حضت فانسللت فاخذت ثیاب حیضتی فقال انفست قلت نعم فدعانی فاضطجعت معه فی الخمیلة **ترجمہ** ام المومنین ام سلمہ رض سے روایت ہے ایک بار میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی چادر میں لیٹے میں مجھکو حیض آیا میں چپکے سے کھسک گئی اور اپنے حیض کے کپڑے لیے آپ نے فرمایا کیا تجھے نفاس ہوا (یعنی حیض) سے ترجمہ باب نکلتا ہے آپ نے حیض کو نفاس فرمایا) پھر آپ نے مجھکو بلایا میں آپکے ساتھ لیٹی چادر میں **ف** خمیلہ کہتے ہیں چادر کو جسکا حاشیہ ہوتا ہے اور خمیصہ سیاہ کملی اون کی حافظ نے کہا میں نے کسی طریقہ میں سوا اس طریقہ کے خمیصہ نہیں پایا اسنے خمیلہ کہا اور دونو میں تخالف نہیں کیونکہ مراد وہ کملی ہے جسکو حاشیہ ہو یعنے سرا اوسکو خمیلہ بھی کہہ سکتے ہیں اور ام سلمہ جو جلدی سے نکل گئیں اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ ڈریں کہیں آپ کے مبارک جسم میں خون نہ لگ جاوے یا اپنے تئیں پلید سمجھیں اور حضرت ص کے ساتھ ایسی حالت میں

لیٹنا مناسب نہ جانا یا ڈرین کہین آپ اُنسے نفرت (یعنی الشانی وغیرہ سے) تو وہ گئین اسکی طیاری کرنے (کہ آپنے
اوپر کپڑا لپیٹ لین) اس حدیث سے یہ نکلا کہ حائضہ عورت کے ساتھ اوسکے کپڑون مین سو سکتے ہین اور ایک چادر مین
لیٹ سکتے ہین انتہے مختصراً اور اسکو مؤلف نے صوم مین نکالا اور طہارت مین اور مسلم اور نسائی نے (قسط) **باب**

مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ حائضہ عورت سے مباشرت کرنا **ف** یعنے بدن سے بدن لگانا بوس وکنار کرنا یہ سب درست
ہے صرف جماع درست نہین ہے **حَدَّثَنَا** قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ
الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ كِلَانَا
جُنُبٌ وَكَانَ يَأْمُرُنِي فَأَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ
وَأَنَا حَائِضٌ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے مین اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
دونون جنب ہوتے اور ایک برتن سے غسل کرتے اور آپ مجھکو حکم کرتے مین ازار باندہ لیتی پہر آپ مجھسے مباشرت کرتے
اور مین حائضہ ہوتی اور آپ اپنا سر میری طرف نکالدیتے اعتکاف مین ہین اسکو دہو دیتی اور مین حائضہ ہوتی **ف**
اس حدیث کو مؤلف نے صوم مین بہی نکالا اور مسلم نے طہارت مین اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے
(قسط) **حَدَّثَنَا** إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ هُوَ
الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ
حَائِضًا فَأَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَاشِرَهَا أَمَرَهَا أَنْ تَتَّزِرَ فِي فَوْرِ حَيْضَتِهَا
ثُمَّ يُبَاشِرُهَا قَالَتْ وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ إِرْبَهُ تَابَعَهُ
خَالِدٌ وَجَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رض نے کہا ہم مین سے کوئی جب حائضہ ہوتی اور جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس سے مباشرت کا ارادہ کرتے تو اُسکو حکم کرتے تہبند باندہنے کا جب حیض کا
جوش ہوتا (یعنے شروع زمانہ مین) پہر مباشرت کرتے اوس سے حضرت عائشہ نے کہا تم مین سے کون اپنی شہوت
کو ایسا روک سکتا ہے جیسے آپ روک سکتے تہے **ف** تو آپ مباشرت فرماتے اور آپ سے یہ ڈر نہ تہا کہ جماع کرینگے
برخلاف اور لوگون کے اون کو مباشرت مین احتیاط لازم ہے بلکہ اگر شہوت زیادہ ہو تو مباشرت سے بہی پرہیز
کرنا لازم ہے ایسا نہو کہ جماع کر بیٹہین اور گنہگار ہون حافظ نے کہا مطلب یہ ہے کہ آپکو اپنی شہوت پر اختیار تہا پہر بہی
آپ ازار کے اوپر مباشرت کرتے یعنی ناف سے گہٹنے تک مباشرت بہی نہ کرتے اور اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ حائضہ سے
ناف سے لیکر گہٹنے تک سے مباشرت کرنا حرام ہے اور وطی تو حرام ہی ہے اور یہ مالکیہ کے قاعدہ کے موافق ہے کہ جو ذریعہ ہو برے

کام کا اسکو روکنا چاہیے اور اکثر سلف اور ثوری اور احمد اور اسحٰق کا یہ قول ہے کہ حائضہ سے صرف وطی یعنی دخول کرنا شرمگاہ میں حرام ہے اور حنفیہ میں سے امام محمد کا یہی قول ہے اور طحاوی نے اسی کو ترجیح دی ہے اور مالکیہ میں سے اصبغ نے اسکو اختیار کیا ہے اور شافعیہ کا بھی ایک قول یہی ہے اور ابن منذر نے اسی کو اختیار کیا ہے اور نووی نے کہا دلیل کے رو سے بھی اسی کو ترجیح ہے کیونکہ مسلم کی روایت میں ہے سب کام کرو سوا جماع کے اور انہوں نے باب کی حدیث کو استحباب پر محمول کیا ہے یعنی مستحب یہ ہے کہ ناف کے نیچے مباشرت نہ کرے اور اس سے جمع ہو جاتا ہے دلیلوں میں ابن دقیق العید نے کہا باب کی حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ ازار کے نیچے مباشرت منع ہے کیونکہ اسمیں صرف ایک فعل مذکور ہے انتہی اور اسکے جواز پر یہ دلیل ہے جو ابو داؤد نے باسناد قوی نکالا عکرمہ سے انہوں نے حضرت کی بعض بی بیوں سے کہ آپ جب حائضہ عورت سے کچھ ارادہ کرتے تو اسکی شرمگاہ پر ایک کپڑا ڈال دیتے اور طحاوی نے اسکی جواز پر یہ دلیل لی ہے کہ ازار کے نیچے مباشرت کرنے سے شرمگاہ کو چھوڑ کر نہ حد لازم آتی ہے نہ غسل واجب ہوتا ہے پس مشابہ ہوئی یہ مباشرت ازار کے اوپر مباشرت سے اور بعض شافعیہ نے یہ کہا ہے کہ اگر وہ اپنے تئیں روک سکتا ہو جماع سے اور قادر ہو ضبط پر تو اسکو ازار کے نیچے مباشرت جائز ہے ورنہ جائز نہیں اور نووی نے اس قول کو اچھا کہا ہے اور احتمال ہے کہ حیض کے شروع میں جب خون کا جوش ہوتا ہے ازار کے نیچے مباشرت جائز نہ ہو اور اسکے بعد جائز ہو اور حدیث میں جو قید ہے کہ جب حیض کا جوش ہوتا یہ تائید کرتی ہے اس احتمال کی اور موید ہے اسکی وہ جو ابن ماجہ نے نکالا باسناد حسن ام المومنین ام سلمہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خون کے جوش سے تین دن تک پرہیز کرتے تھے پھر اسکے بعد مباشرت کرتے اور اس سے جمع ہو جاتا ہے حدیثوں میں کذا فی الفتح قسطلانی نے کہا کہ جمہور نے دلیل لی ہے اس حدیث سے جو ترمذی نے نکالی اور کہا کہ حسن ہے کہ آپ پوچھے گئے حائضہ سے کیا درست ہے آپ نے فرمایا ازار کے اوپر سے اور اس حدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نکالا طہارت میں ۔ متابعت کی علی بن مسہر کی اس حدیث کی روایت کرنے میں خالد بن عبد اللہ واسطی اور جریر بن عبد الحمید نے شیبانی سے ف پھر شیبانی کے بعد یہی اسناد ہے جو اوپر بیان ہوا حافظ نے کہا شیبانی نے اس حدیث کو اور ایک اسناد سے روایت کیا اسکا ذکر آگے آتا ہے اور خالد کی متابعت کو وصل کیا ابو القاسم تنوخی نے اپنے فوائد میں ... بن بقیہ سے انہوں نے خالد سے اور جریر کی متابعت کو وصل کیا ابو داؤد اور اسمٰعیلی اور حاکم نے مستدرک میں اور حاکم نے وہم کیا اس حدیث کی نکالنے میں کیونکہ یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے شیبانی کے طریق سے اور روایت کیا اسکو شیبانی نے اسی سند سے منصور بن ابی الاسود نے انکی روایت کو ابو عوانہ نے اپنے صحیح میں نکالا انتہی حدثنا ابو النعمان قال

حدثنا عبد الواحد قال حدثنا الشيباني قال حدثنا عبد الله بن شداد قال سمعت ميمونة تقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اراد ان يباشر امرأة من نسائه امرها فاتزرت وهي حائض رواه سفيان عن الشيباني ترجمہ ام المومنین میمونہ رض کہتی ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب ارادہ کرتے اپنی بی بیوں میں سے کسی سے مباشرت کرنیکا تو اسکو حکم کرتے وہ تہ بند باندھ لیتی اور وہ حائضہ ہوتی روایت کیا اس حدیث کو سفیان ثوری نے شیبانی سے (یعنے اس سند سے اسکو نکالا امام احمد نے مسند میں اور روایت کیا شیبانی سے خالد بن عبد اللہ نے اسی سند سے اسکو نکالا مسلم نے اور جریر بن عبد الحمید نے اسکو نکالا اسمعیلی نے حافظ نے کہا یہ اضطراب نہیں بلکہ شیبانی کبھی اس حدیث کو پہلی سند سے حضرت عائشہ رض سے نقل کرتے اور کبھی دوسری سند سے حضرت میمونہ رض سے تو جریر اور خالد نے اونسے دونوں اسنادوں کو سنا اور اوروں نے ایک ایک اسناد کو اور نکالا اسکو ابو داؤد نے حفص بن غیاث سے اونہوں نے شیبانی سے میمونہ سے اور ابو معاویہ سے اونہوں نے شیبانی سے میمونہ سے اسمعیلی نے اور اسباط بن محمد سے اونہوں نے شیبانی سے میمونہ سے ابو عوانہ نے اپنے صحیح میں) ف سبحان اللہ حافظ ابن حجر کا وفور علم ان اختلاف روایات کے بیان کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکی نظر حدیث کی کتابوں پر کیسی وسیع تھی اور اس امر میں جتنے بخاری کے شراح ہیں سب نے حافظ ابن حجر کے علم سے فائدہ اوٹھایا ہے قسطلانی نے کہا بعضوں نے کہا مراد اس سفیان سے سفیان بن عیینہ ہیں اور یہ ابہام مضر نہیں کیونکہ دونوں ثقہ ہیں اور حافظ ابن حجر وغیرہ نے جزم کیا کہ مراد سفیان ثوری ہیں انتہے شوکانی نے کہا حیض کی حالت میں جماع کرنا یعنے فرج میں دخول کرنا تو باجماع اہل اسلام اور بنص قرآن حرام ہے اور اسکو حلال کہنے والا کافر ہے اور جو حلال نہ کہے لیکن بھول سے یا جہالت سے ایسا کر بیٹھے تو اوسپر گناہ نہ ہوگا نہ کفارہ اور جو عمداً ایسا کرے یہ جانکر کہ عورت حائضہ ہے اور حیض میں جماع حرام ہے تو اوس نے کبیرہ گناہ کیا امام شافعی نے تصریح کی کہ یہ کبیرہ گناہ ہے اور اسکو توبہ کرنا واجب ہے اور کفارہ کے وجوب میں اختلاف ہے اوسکا بیان آگے آویگا اب فرج کے سوا اور مقاموں میں مباشرت کرنا اسکی دو قسمیں ہیں ایک تو ناف کے اوپر اور گھٹنے کے نیچے مباشرت کرنا ذکر سے خواہ بوسے سے خواہ معانقہ سے یا مساس یا لمس سے یہ تو بالاجماع حلال ہے اور ایک جماعت نے اسکی جواز پر اجماع نقل کیا ہے اور عبیدہ سلمانی سے یہ منقول ہے کہ بالکل مباشرت نہ کرے حائضہ سے اور نووی نے کہا کہ یہ قول مشہور اور مقبول نہیں ہے اور اگر عبیدہ سے یہ قول صحیح ہو تو مردود ہے احادیث صحیحہ اور اجماع سے دوسری قسم یہ ہے کہ ناف کے نیچے اور گھٹنے کے اوپر مباشرت کرے سوا قبل اور دبر کے اسمیں شافعیہ کے تین قول ہیں مشہور قول یہ ہے کہ حرام ہے دوسرا قول یہ ہے کہ حرام نہیں مکروہ ہے تیسرا قول یہ ہے کہ اگر قادر ہو اپنے نفس پر فرج میں جماع کرنے سے روکنے پر بسبب شدت ورع یا ضعف کے تو جائز ہے

ورنہ جائز نہیں اور سعید نے قول کو اختیار کیا ہے مالک اور ابوحنیفہؒ نے اور یہی قول ہے اکثر علماء کا اون میں سے ہیں سعید بن المسیب اور
شریح اور طاؤس اور عطاء اور سلیمان بن یسار اور قتادہ اور جو لوگ جواز کی طرف گئے ہیں ان میں سے ہیں عکرمہ اور مجاہد
اور شعبی اور نخعی اور حاکم اور ثوری اور اوزاعی اور احمد بن حنبل اور محمد بن حسن اور اصبغ اور اسحاق بن راہویہ اور ابوثور اور
ابن منذر اور داؤد ظاہری رضی اللہ عنہم **اس باب میں** جو احادیث آئی ہیں وہ یہ ہیں ایک تو عکرمہ کی حدیث حضرتؐ
کی بعض بی بیوں سے جو اوپر گذری نکالا اوسکو ابوداؤد نے شوکانی نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہیں اور صحیح میں اوسنے
حجت لی ہے اور سکوت کیا اوس سے ابوداؤد اور منذری نے اور ابن الصلاح اور نووی نے کہا کہ ابوداؤد جس حدیث سے سکوت
کریں اس سے حجت لینا جائز ہے اور ابوداؤد نے خود تصریح کی کہ وہ اوسی حدیث سے سکوت کرتے ہیں جو حجت لینے کی
لائق ہوتی ہے دوسری مسروق بن اجدع کی حدیث اونہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا مرد کو اپنی عورت سے
جب وہ حائضہ ہو کیا درست ہے اونہوں نے کہا سب چیز سوا شرمگاہ کے نکالا اسکو بخاری نے تاریخ میں اور ابن جریر نے
تیسری حرام بن حکیم کی حدیث اپنے چچا سے اونہوں نے حضرت صلعم سے پوچھا مجھے کیا حلال ہے میری عورت سے جب وہ حائضہ ہو
آپنے فرمایا تیرے لیے ہے جو ازار کے اوپر ہے نکالا اسکو ابوداؤد نے اور حرام کے چچا کا نام عبداللہ بن سعد ہے شوکانی
نے کہا اس حدیث کو حافظ نے تلخیص میں ذکر کیا اور کلام نہیں کیا ہیثمی نے کہا اسکی اسناد میں دو شخص سچے ہیں اور باقی ثقہ
ہیں چوتھی معاذ بن جبل کی حدیث میں انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا حلال ہے مجھے اپنی عورت سے جب وہ حائضہ ہو آپنے فرمایا
ازار کے اوپر اور اوس سے بچنا افضل ہے نکالا اسکو رزین نے امام محی السنہ بغوی نے کہا اسکا اسناد قوی نہیں میں کہتا ہوں
نکالا اسکو ابوداؤد نے اور کہا وہ قوی نہیں اور اوسکے اسناد میں بقیہ ہے جو روایت کرتا ہے سعید بن عبداللہ اغطش
سے اور نکالا اسکو طبرانی نے اسمٰعیل بن عیاش کی روایت سے اونہوں نے سعید بن عبداللہ خزاعی سے شوکانی نے کہا اگر
یہ سعید وہی اغطش ہے تو بقیہ کی متابعت ہوئی لیکن سعید مجہول ہے حافظ نے کہا ہم نہیں جانتے کسی نے اسکو ثقہ
کہا ہو اور عبدالرحمان بن عائذ جو اسکو روایت کرتا ہے معاذ سے ابوحاتم نے کہا اسکی روایت حضرت علیؓ سے منقطع
ہے تو معاذ سے بطریق اولی منقطع ہوگی انتہی پانچویں امام مالک اور دارمی کی حدیث زید بن اسلم سے مرسلا کہ ایک
شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا مجھے کیا حلال ہے اپنی عورت سے جب وہ حائضہ ہو آپنے فرمایا اپنی ازار
مضبوط باندھ لے پھر تجھے اختیار ہے جو چاہے کرے اوسکے اوپر چھٹی نسائی کی روایت جمیع بن عمیر سے اونہوں نے کہا
میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا اپنی ماں اور خالہ کے ساتھ ان دونوں نے اونسے پوچھا حضرت صلعم کیونکر کرتے تھے جب ہم میں
سے کسی کو حیض آتا اونہوں نے کہا آپ ہم کو حکم کرتے جب ہم میں کسیکو حیض آتا ایک کشادہ ازار باندھنے کا پھر آپ

چمٹاتے اوسکے سینے اور چھاتیوں کو ساتویں امام مالک کی روایت کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر نے امام محمد کی روایت میں ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضہ نے حضرت عائشہ رضہ پاس کسیکو بھیجا اونسے پوچھنے کو کہ مرد مباشرت کرے اپنی عورت سے جب وہ حائضہ ہو اونہوں نے کہا اپنے نیچے کے بدن پر ازار باندہ لیوے پھر اوس سے مباشرت کرے اگر چاہے اور ابو داؤد اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت مباشرت کرتے تہے اپنی عورتوں سے جب وہ حائضہ ہوتیں جب اونپر ازار ہوتی رانوں اور گہٹنوں کے نصف تک جو پڑی رہتی اونکے حیض کے جوش کو آٹھویں عمارہ بن غراب کی روایت اونہوں نے اپنی پہوپہی سے سنا اونہوں نے حضرت عائشہ رضہ سے پوچھا اونہوں نے کہا ہم میں سے ایک کو حیض آتا اور اسکا اور اسکے خاوند پاس بچھونا نہیں ہوتا سوا ایک بچھونے کے تو کیا کرے حضرت عائشہ رضہ نے کہا میں تجھسے بیان کرتی ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ایک بار آپ رات کو آئے میں حائضہ تہی آپ مسجد میں گئے یعنے گہر کی مسجد میں پھر نہیں لوٹے یہانتک کہ میری آنکہوں میں نیند پھر گئی آپنے فرمایا میرے پاس آ میں نے کہا میں حائضہ ہوں آپنے فرمایا اپنے دونوں رانیں کہولدے میں نے اپنی ران کہولدی آپنے اپنا رخسارہ اور سینہ میری ران پر رکہا اور میں آپ پر جھک گئی یہانتک کہ آپ گرم ہوگئے پہر سو رہے نکالا اوسکو ابو داؤد نے نویں ام صبیہ کی حدیث معاذ نے کہا میں نے انسے پوچھا تم کیا کرتی تہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ حیض میں اونہوں نے کہا ہم میں سے جب کسی کو حیض شروع ہوتا تو جوش کے وقت میں اپنے اوپر ازار باندہ لیتی نصف رانوں تک پہر لیٹتی حضرت صلعم کے ساتہہ دسویں نکالا عبد الرزاق اور ابن جریر اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضہ سے اونسے پوچھا گیا مرد کو عورت سے کیا درست ہے جب وہ حائضہ ہو اونہوں نے کہا سب چیز سوا اوسکی فرج کے اور ان سب روایتوں میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد کا مذہب حق ہے یعنے حائضہ سے سوا شرمگاہ کے اور سب جگہہ مباشرت کرنا درست ہے کیونکہ اسکی ممانعت کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہوئی اور حرام بن حکیم کی حدیث صحیح مسلم کی حدیث کے معارض نہیں ہوسکتی جس میں یہ ہے کہ سب کام کرو سوا جماع کے اور معاذ کی حدیث ضعیف ہے اور زید بن اسلم کی روایت مرسل ہے اور باقی حدیثیں حضرت عائشہ کی فعلی ہیں اونسے ممانعت نہیں نکلتی ازار کے نیچے مباشرت کرنے کی اور خود حضرت عائشہ رضہ سے بسند صحیح ثابت ہی کہ اونہوں نے سوا شرمگاہ کے اور سب جگہہ مباشرت کی اجازت دی لیکن افضل یہی ہے کہ ازار کے نیچے مباشرت نہ کرے واللہ اعلم

باب ترك الحائض الصوم

حائضہ کا روزہ نہ رکہنا **ف** حائضہ کو نماز نہ پڑہنا تو ظاہر تہا کیونکہ نماز کے لیے طہارت شرط ہے اسوجہ سے امام بخاری نے اوسکو بیان نہ کیا اور روزہ نہ رکہنے کی ظاہر میں کوئی وجہ نہ تہی کیونکہ روزے کے لیے طہارت شرط نہیں ہے اسلیے اوسکو بیان کیا ایسا ہی کہا ابن رشید وغیرہ نے (فتح) **حدثنا** سعید بن ابی مریم قال اخبرنا

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ زَيْدٌ هُوَ ابْنُ اَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ
قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَضْحٰى اَوْ فِطْرٍ اِلَى الْمُصَلّٰى فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ
فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّيْ اُرِيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ
تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ مَا رَاَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِيْنٍ اَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ
الْحَازِمِ مِنْ اِحْدٰكُنَّ قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِيْنِنَا وَعَقْلِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْاَةِ
مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذٰلِكِ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا اَلَيْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلٰى قَالَ
فَذٰلِكِ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا **ترجمہ** ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے اونہون نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم برآمد ہوئے (اپنے گھر سے یا مسجد سے) عید الضحی کے دن یا عید الفطر کے دن (راوی کو شک ہے) عیدگاہ کو
(تو وعظ اور نصیحت کی لوگون کو) پھر گذرے عورتون پر اور فرمایا اے عورتو صدقہ دو مین دکھلایا گیا (معراج کی رات کو
یا کسوف کے دن جیسے ابن عباس کی حدیث سے اوپر گذرا) تم زیادہ تمہین دوزخ مین (بہ نسبت مردون کے) انہون
نے عرض کیا یا رسول اللہ کس وجہ سے (عورتین دوزخ مین زیادہ جاوینگی) آپنے فرمایا تم لعنت بہت کرتی ہو **ف**
اور لعنت کرنا جائز نہین اس شخص پر جسکے خاتمہ کا حال معلوم نہو البتہ جسکا کفر پر مرنا شرع سے ثابت ہو جیسے
ابوجہل اوسپر لعنت کرنا درست ہے اسیطرح درست ہے لعنت کرنا بلا تعین جیسے ظالمون اور کافرون پر (قسطلانی)
ت اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو مین نے عقل اور دین مین ناقص او سنجیدہ شخص کے عقل کو کھونے والا تم سے
زیادہ نہین دیکھا **ف** یعنے تم اچھے دانا اور مستقل شخص کی عقل بگاڑ دیتی ہو تو ایسے ویسے تمہارے ہاتھ سے کب
بچ سکتے ہین **ت** اونہون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے دین اور عقل مین کیا نقصان ہے آپنے فرمایا
کیا تم مین سے ایک عورت کی گواہی مرد کی آدھی گواہی کے برابر نہین ہے اونہون نے عرض کیا ہے آپنے فرمایا پس
یہی عقل کا نقصان ہے عورت کی کیا تم مین سے جب کوئی حائضہ ہوتی ہے تو نماز نہین پڑھتی ہے اور روزہ نہین رکھتی
ہے اونہون نے عرض کیا بیشک نماز نہین پڑھتی روزہ نہین رکھتی آپ نے فرمایا یہ اوسکے دین کا نقصان ہے **ف**
حافظ نے کہا اس حدیث سے بہت فائدے نکلتے ہین عید کی نماز کے لیے عیدگاہ کو جانا امام کا حکم کرنا لوگون کو صدقہ
دینے کے لیے اور بعض صوفیہ نے اس سے یہ نکالا کہ مالدارون سے مال طلب کرنا درست ہے فقیرون کو دینے کے لیے
اور اسکی کئی شرطین ہین عورتون کا عیدگاہ مین آنا لیکن مردون سے علیحدہ رہنا فتنہ کے ڈر سے عورتون کو
الگ وعظ کہنے کا جواز ناشکری حرام ہونا قبیح باتین جیسے لعنت اور گالی بہت کرنا حرام ہونا نووی نے اس سے دلیل لی

وہ دونوں کبیرہ گناہ ہیں کیونکہ جہنم کا وعدہ ہوا اُن پر لعنت کی مذمت سختی کے ساتھ نصیحت کرنیکا جواز صدقہ کا عذاب کو رفع کرنا اور صدقہ کا حقوق العباد کو مٹینا عقل زیادہ کم ہونا ایسا ہی ایمان جیسے اوپر گذرا حائضہ کا حیض کی حالت میں نماز اور روزہ نہ کرنے سے گنہگار نہ ہونا شاگرد کا اوستاد سے پوچھنا جو سمجھ میں نہ آوے آپ کے خلق اور حسن وعظ اور نصیحت کا حال قربان آپ کی مبارک صورت اور سیرت کے یا رب صلّ وسلّم دائماً ابداً علیٰ نبیّک خیر الخلق کلّھم (فتح)

باب تقضی الحائض المناسک کلّھا الا الطواف بالبیت

حائضہ عورت حج کے سارے ارکان ادا کرے صرف طواف نہ کرے بیت اللہ کا (جب تک پاک نہ ہو) **ف** حافظ نے کہا بعضوں نے کہا امام بخاری اس باب میں جو حدیثیں لائے ہیں ان سے غرض یہ ہے کہ حیض اور اسیطرح جو اوسکے مشابہ ہے جیسے جنابت یہ تمام عبادات کے منافی نہیں تو حیض اور جنابت کے ساتھ بعض عبادات بدنیہ درست ہیں جیسے اذکار وغیرہ اور حج کے ارکان بھی اسی قسم میں سے ہیں بجز طواف کے اور اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ حج کے ارکان کا حالت حیض میں درست ہونا نص سے ثابت ہوا ہے تو اوس پر دلیل لانیکی کیا حاجت ہے اور عمدہ وہ ہی جو ابن رشید نے کہا ابن بطال کی متابعت سے کہ غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ جنب کے لیے قرآن پڑھنے کا جواز ثابت کریں حضرت عائشہ کی حدیث سے اسلیے کہ جب حضرت صلعم نے سوا طواف کے اور سب ارکان اونکے لیے درست رکھے تو ارکان حج مشتمل ہیں لبیک اور ذکر اور دعا پر پس یہ سب حائضہ کے لیے درست ہوئے اور جب حائضہ کے لیے درست ہوئے تو جنب کے لیے بطریق اولیٰ درست ہونگے کیونکہ حائضہ کا حدث جنب سے زیادہ سخت ہے اور جنب کو جو قرآن پڑھنا بعضوں نے منع رکھا ہے تو اگر وہ اس وجہ سے ہے کہ قرآن ذکر الٰہی ہے تو حج کے اذکار بھی ذکر الٰہی ہیں اور اگر کوئی اور وجہ ہے تو اوسکی دلیل بیان کرنا ضرور ہے اور امام بخاری کے نزدیک وہ حدیثیں صحیح نہیں ہوئیں جن سے لوگوں نے اسکی ممانعت پر دلیل لی ہے (اور ہم نے ان حدیثوں کو کتاب الغسل میں بیان کیا) اگرچہ ان سب کو ملا لینے سے حجت قائم ہو جاتی ہے پر اون میں سے اکثر حدیثیں تاویل کے قابل ہیں جیسے ہم اوسطرف اشارہ کرینگے اسیواسطے اونہوں نے اور طبری اور ابن منذر اور امام داؤد ظاہری نے جو لوگ قرآن کی تلاوت جنب کے لیے درست رکھتے ہیں دلیل لی اس حدیث کی عموم سے کہ حضرت صلعم اللہ کی یاد کرتے تھے سب وقتوں میں کیونکہ اللہ کی یاد عام ہے شامل ہے قرآن کو اور اوراد اذکار کو اور اس حدیث کو امام مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے اور مصنف نے ابراہیم نخعی کا اثر بیان کیا اسلیے کہ حائضہ کو قرآن پڑھنا بالاجماع منع نہیں ہے اور دارمی نے اسکو وصل کیا اس لفظ سے کہ چار آدمی قرآن نہیں پڑھتے جنب اور حائض اور پائخانہ میں اور حمام میں اور امام مالک سے بھی ابراہیم کے قول کیطرح مروی ہے اور ایک روایت میں اُن سے

یہ ہے کہ مطلقاً جائز ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ حائض کو درست ہے اور جنب کو درست نہین اور بعضون نے کہا شافعی کا قول قدیم بھی یہی تھا پھر ابن عباس کے اثر کو لائے اوسکو ابن منذر نے وصل کیا اس لفظ سے کہ ابن عباس اپنا ورد پڑھتے اور وہ جنب ہوتے اور ام عطیہ کی حدیث کو خود مولف نے وصل کیا عیدین مین پھر مصنف ابو سفیان کی حدیث کا ایک ٹکڑا لائے (جو اوپر گذری بدء الوحی مین) اوس سے یہ نکالا کہ حضرت صلعم نے روم کے کافرون کو کتاب لکھی اور کفار جنب ہوتے ہین اور اوس کتاب مین دو آیتین تھین پس جب کفار کو اوس کتاب کا چھونا جائز ہوا اور وہ جنب تھے تو گویا جنب کو چھونا جائز ہوا اور پڑہنا چھونے کی مثل ہے بلکہ چھونے سے کم ہے یہ ابن رشید نے توجیہ کی اور عمدہ توجیہ یون ہو سکتی ہے کہ آپ نے اونکو ایسی کتاب لکھی تھی کہ وہ پڑھین پس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ جنب کو قرآن پڑہنا درست ہے جو لوگ جائز نہین کہتے وہ اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ اوس کتاب مین آیات قرآنی کے سوا اور مضمون بھی تھے تو وہ کتاب مشابہ ہوئی تفسیر اور فقہ کی کتابون کے اور اونکا چھونا اور پڑہنا جنب کو درست ہے کیونکہ اوس سے قرآن کی تلاوت کا قصد نہین ہوتا اور امام احمد نے کہا کہ کافرون کو ضرورت کی وجہ سے ایسی کتاب لکھنا درست ہے اور ایسا ہی اکثر شافعیہ نے کہا اور بعضون نے کہا کہ ایک یا دو آیتین جنب کو پڑہنا درست ہین ثوری نے کہا ہین کچھ قباحت نہین کہ مسلمان نصرانی کو قرآن کا حرف سکھلاوے شاید اللہ تعالی اوسکو ہدایت کرے اور ایک آیت سکھلانا مکروہ ہے کیونکہ وہ مثل جنب کے ہے اور امام احمد رح سے منقول ہے کہ مکروہ ہے قرآن کا رکھنا بے موقع اور ایک روایت یہ ہے کہ اگر ہدایت کی امید ہو تو سکھلانا درست ہے ورنہ درست نہین اور بعضون نے ابوسفیان کی حدیث سے یہ جواب دیا ہے کہ جنب کو قرآن کا پڑہنا بقصد تلاوت ناجائز ہے یعنی قرآن سمجھ کر لیکن اگر اوس نے کتاب کا ایک ورق پڑھا اور اوس مین قرآن کی آیت تھی اور وہ نہین جانتا تھا کہ یہ قرآن ہے تو جائز ہے اور کافر کا یہی حال ہے وہ بقصد تلاوت کہان پڑہتا ہے اور اسکا زیادہ بیان خدا چاہے تو کتاب الجہاد مین آویگا (فتح) وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ لَا بَأْسَ أَنْ تَقْرَأَ الْآيَةَ اور ابراہیم نخعی نے کہا کچھ قباحت نہین اگر حائضہ عورت ایک آیت پڑہے قرآن کی وَلَمْ يَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالْقِرَاءَةِ لِلْجُنُبِ بَأْسًا اور عبداللہ بن عباس نے جنب کو قرآن پڑھنے مین کچھ حرج نہ دیکھا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی یاد کرتے تھے اپنے سب وقتون مین ف قسطلانی نے کہا ابن منذر نے ابن عباس سے باسناد روایت کیا کہ وہ اپنا ورد پڑھتے تھے قرآن کا جنب ہو کر کسی نے اونسے کہا اس باب مین تو اونہون نے کہا میرے پیٹ مین اس سے زیادہ ہے (یعنی میرے پیٹ مین تو سارا قرآن رکھا ہوا ہے یا میرے پیٹ مین جنابت سے زیادہ نجاست ہے) اور ہمارا مذہب حنفیہ اور حنابلہ کی طرح یہ ہے کہ قرآن کی ایک آیت

یہی جنب اور حائض کو پڑھنا نادرست ہے حرام ہے کیونکہ ترمذی نے روایت کیا کہ جنب اور حائض کچھ قرآن نہ
پڑھیں اور یہ حجت ہے مالکیہ پر جو کہتے ہیں کہ حائضہ کو قرآن پڑھنا درست ہے اور جنب کو درست نہیں اور مالکیہ اوسکی علت
یہ بیان کرتے ہیں کہ حیض کی مدت دراز ہوتی ہے تو قرآن نہ پڑھنے سے بھول جانیکا خیال ہے اور جنابت میں
یہ خیال نہیں اور حجت ہے ابراہیم نخعی پر اور طحاوی پر جنہوں نے ایک آیت سے کم پڑھنا جائز کہا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف
ہے اوسکے تمام طریقوں سے البتہ سورۂ فاتحہ کی قرارت درست ہے اوسکے لیے جسکو نہ پانی ملے نہ مٹی نماز میں بلکہ
واجب ہے نودی نے اسی کو صحیح کہا کیونکہ یہ نادر ہے اور رافعی نے اسکو حرام کہا کیونکہ وہ شرع کے رو سے عاجز ہے اسی
طرح وہ اذکار درست ہیں جو بقصد تلاوت نہیں ہوتی جیسے سوار ہوتے وقت سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ
پڑھنا ہے وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ تَخْرُجَ الْحُيَّضُ فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ وَيَدْعُونَ اور ام
عطیہ نے کہا ہم کو حکم ہوتا تھا (عیدین میں) حائضہ عورتوں کو نکالنیکا عیدگاہ میں وہ تکبیر کہتی تھیں لوگوں کی تکبیر کیساتھ اور دعا کرتی تھیں
ذکر الٰہی ہے پس معلوم ہوا کہ حائضہ کو قرآن پڑھنا بھی درست ہے) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ أَنَّ
هِرَقْلَ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَيَا أَهْلَ
الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ الْآيَةَ اور ابن عباس نے کہا مجھ سے ابوسفیان نے بیان کیا کہ ہرقل (روم کے بادشاہ)
نے حضرتؐ کا خط منگوایا اوسکو پڑھا اوسمیں یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اور یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ اخیر آیت
تک وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ حَاضَتْ عَائِشَةُ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَا
تُصَلِّي اور عطار (بن ابی رباح) نے جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کیا (اسکو مؤلف نے وصل کیا کتاب الاحکام
میں) کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کو حیض آیا اونہوں نے حج کے سب ارکان ادا کیے صرف بیت اللہ کا طواف
نہیں کیا اور نماز نہیں پڑھتی تھیں وَقَالَ الْحَكَمُ إِنِّي لَأَذْبَحُ وَأَنَا جُنُبٌ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تَأْكُلُوا
مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اور حکم بن عتیبہ کوفی نے کہا میں جانور کو ذبح کرتا ہوں جنابت کی حالت میں (اسکو
بغوی نے جعدیات میں وصل کیا) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مت کھاؤ اوس جانور میں سے جس پر اللہ کا نام نہ لیا جاوے
(پس ضرور ہے کہ حکم اللہ کا نام لیکر کاٹتے ہونگے تو ثابت ہوا کہ جنابت میں ذکر الٰہی درست ہے اور جب ذکر درست
ہوا تو قرآن پڑھنا بھی درست ہوگا **ف** حافظ نے کہا امام بخاری کی ان سب دلیلوں میں نزاع ہو سکتا ہے اور
اسکا بیان کرنا طول ہے اور جمہور نے حضرت علی کی حدیث سے حجت لی (جو اوپر گذری کتاب الغسل میں) صحیح کہا
اسکو ترمذی اور ابن حبان نے اور ضعیف کیا بعضوں نے اوسکے بعض راویوں کو اور حق یہ ہے کہ وہ حسن ہے

حجت لینے کے لائق ہے لیکن اس سے دلیل لینے مین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ آپکا فعل ہے اس سے اوسکے خلاف کی حرمت
کہان نکلتی ہے اور طبری نے اسکا جواب یہ دیا کہ حضرت نے افضل پر عمل کیا اور افضل یہی ہے کہ جنابت کی حالت مین
قرآن نہ پڑہے گو جائز ہے اور ابن عمر کی حدیث کہ جنب اور حائض قرآن مین سے کچہہ نہ پڑہین اوسکی تمام طریقے ضعیف
ہین انتہے مترجم کہتا ہے امام بخاری کا مذہب اس باب مین ضعیف نہین جیسا بعضون نے خیال کیا ہے بلکہ انکے
دلائل قوی ہین اور موافق ہین اونکے امام داؤد ظاہری اور طبری اور ابن منذر رحمہم اللہ تعالی گو احتیاط جمہور کے مذہب
مین ہے **حدثنا** ابو نعیم قال حدثنا عبد العزیز بن ابی سلمۃ عن عبد الرحمن بن القاسم عن القاسم بن
محمد عن عائشۃ قالت خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نذکر الا الحج فلما جئنا
سرف طمثت فدخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا ابکی فقال ما یبکیک قلت
لوددت واللہ انی لم احج العام قال لعلک نفست قلت نعم قال فان ذلک شیء کتبہ
اللہ علی بنات آدم فافعلی ما یفعل الحاج غیر ان لا تطوفی بالبیت حتی تطہری **ترجمہ**
ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے ہم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ نکلے نہین ذکر کرتے تہے مگر حج کا جب
سرف مین پہونچی تو مجہکو حیض آگیا پہر آپ میرے پاس تشریف لائے مین رو رہی تہی آپنے فرمایا تو کیون روتی ہے
مینے کہا مجہے آرزو ہو گئی کاش مین اس سال حج نہ کرتی آپنے فرمایا شاید تجہے نفاس (حیض) آگیا مینے کہا ہان
آپنے فرمایا پہر یہ تو وہ چیز ہے جسکو اللہ تعالی نے لکہدیا آدم ع کی بیٹیون پر تو کر جیسے حاجی کرتا ہے صرف بیت
اللہ کا طواف مت کر جبتک کہ پاک ہو جاوے **ف** یہ حدیث اوپر گذر چکی شروع کتاب الحیض مین قسطلانی
نے کہا پاک ہونے سے یہ مراد ہے کہ حیض بند ہو جاوے اور غسل کرلے کیونکہ حدیث مین ہے طواف کرنا بیت اللہ کا نماز
ہے تو شرط ہے طواف کیلیے جو نماز کے لیے شرط ہے البتہ حنفیہ کے نزدیک حیض جب بند ہو جاوے تو طواف صحیح ہوتا ہے
لیکن بغیر غسل کے طواف کرنے سے اونکے نزدیک بدنہ واجب ہوتا ہے اور ایسا ہی حکم ہے نفاس والی اور جنب کا جیسے ابن
عباس سے منقول ہے انتہے **باب الاستحاضۃ** استحاضے کا بیان **ف** استحاضہ وہ خون ہے جو
عورتکی شرمگاہ سے بے وقت جاری ہووے یہ ایک رگ سے نکلتا ہے جسکو عاذل کہتے ہین (فتح) قسطلانی نے کہا استحاضہ
یہ ہے کہ خون حیض کی اکثر مدت سے بڑہ جاوے اور ہمیشہ آتا رہے اور اسکی چار قسمین ہین ایک یہ کہ شروع اس حال سے ہو
دوسرے یہ کہ پہلے حیض اور طہر آچکا ہو اول کو مبتداہ کہتے ہین اور دوسری کو معتادہ پہر ہر ایک کی دو قسمین ہین ممیزہ اور
غیر ممیزہ ممیزہ وہ جسکا خون دو طرح کا ہو ایک قوی خوب سرخ رنگ دوسرا ہلکا ضعیف غیر ممیزہ وہ جسکا خون یکسان ہو پہر

اگر ممیزہ ہو تو قوی خون حیض ہوگا بشرطیکہ ایک دن رات سے کم نہ ہو جو حیض کی اقل مدت ہے شافعیہ کے نزدیک اور حنفیہ کے نزدیک تین دن تین رات) اور پندرہ دن سے زیادہ نہ ہو جو حیض کی اکثر مدت ہے شافعیہ کے نزدیک اور حنفیہ کے نزدیک دس دن دس رات ہیں) اور غیر ممیزہ اگر مستبدأہ ہو اور ابتدائے خون کے وقت کو پہچانتی ہو تو کم مدت حیض اوس میں محسوب ہوگی اور باقی مشکوک اور جو معتادہ ہو تو اپنی عادت کے موافق سمجھ لیوے اور جو عادت یاد نہ رہے تو وہ متحیرہ ہے اسیطرح مستبدأہ غیر ممیزہ کا حیض ایک دن رات محسوب ہوگا اور باقی سارا مہینہ طہر میں انتہے مختصر

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِي حُبَيْشٍ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي لَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلٰوةَ فَاِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي **ترجمہ** ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فاطمہ بنت ابی حبیش (بن مطلب بن اسد بن عبد العزی بن قصی قرشیہ اسدیہ) نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میں پاک نہیں ہوتی (یعنے خون بند نہیں ہوتا جیسے دوسری روایت میں ہے کہ مجھ کو استحاضہ ہے تو وہ سمجھیں کہ پاکی جب ہی ہوتی ہے جب خون بند ہو وے) کیا میں نماز چھوڑ دوں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا (نماز مت چھوڑ) یہ ایک رگ کا خون ہے (عاذل کا) اور حیض نہیں ہے پھر جب حیض آوے تو نماز چھوڑ دے جب اوتنے دن گذر جاویں (یعنے جتنے دن اس بیماری سے پہلے حیض کی عادت تھی) تو خون دھو ڈال اپنے بدن سے اور نماز پڑھ **ف** غسل کے بعد جیسے دوسری روایت میں اسکی تصریح ہے کہ غسل کر پھر نماز پڑھ اس میں خون کے دھونیکا ذکر نہیں ہے اور یہ اختلاف ہشام کے اصحاب نے کیا بعضوں نے خون کا دھونا بیان کیا اور غسل کا ذکر نہیں کیا اور بعضوں نے غسل کا ذکر کیا اور خون کا دھونا بیان نہیں کیا اور سب اصحاب ثقہ ہیں اور انکی روایتیں صحیحین میں ہیں تو محمول ہوگا اسپر کہ ہر فریق نے جو بات ظاہر تھی اوسکو چھوڑ دیا اور بیان ایک تیسرا اختلاف ہے وہ یہ کہ بعض راویوں نے یہ زیادہ کیا ہے پھر وضو کر ہر نماز کے لیے اور جسنے کہا کہ یہ جملہ مدرج ہے اوسکا قول غلط ہے کیونکہ ابو معاویہ منفرد نہیں ہوا ساتھ اوسکے بلکہ نسائی نے اسکو نکالا حماد بن زید سے اونہوں نے ہشام سے اور کہا کہ حماد متفرد ہوا اوس سے اور امام مسلم نے بھی اسطرف اشارہ کیا حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ دارمی نے اسکو نکالا حماد بن سلمہ کے طریق سے اور سراج نے یحییٰ بن سلیم کے طریق سے دونوں نے ہشام سے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ عورت کو جب حیض کے خون کی تمیز ہو استحاضہ سے تو حیض کا خون آنا ہی

سمجھ لیوے جب یہ میعاد گذر جاوے تو غسل کرے اب استحاضہ کا خون مثل حدث کے ہوگا تو وضو کرے ہر نماز کے لیے لیکن اس وضو سے ایک ہی فرض پڑھے ادا ہو یا قضا اور جمہور کا یہی قول ہے اور حنفیہ کے نزدیک مراد حدیث کی یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت پر وضو کرنا ایک وضو سے جس نماز کا وقت ہو وہ نماز پڑھے اور قضا میں جتنی چاہے پڑھے جب تک اس نماز کا وقت نہ گذرے اس صورت میں توضئی لکل صلوٰۃ میں وقت کا لفظ محذوف ہوگا اے لوقت کل صلوٰۃ یہ محتاج ہے دلیل کا اور مالکیہ کے نزدیک ہر نماز کے لیے وضو مستحب ہے اور جب تک دوسرا کوئی حدث نہ ہو خون نکلنے سے وضو نہ ٹوٹے گا اور احمد اور اسحاق نے کہا کہ ہر فرض کے لیے اگر غسل کرے تو زیادہ احتیاط ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عورت کو خود مسئلہ پوچھنا درست ہے اور مرد سے روایت بیان کرنا جو عورتوں سے متعلق ہے اور عورت کی آواز سننا درست ہے حاجت کے وقت اور اور باتیں بھی نکلتی ہیں اور رازی حنفی نے اس سے یہ نکالا کہ حیض کی کم مدت تین دن ہے اور زیادہ دس دن کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ چھوڑ دے نماز کو ان ایام میں جنمیں تجھے حیض آتا تھا اور ایام کا اقل تین ہے اور اکثر دس کیونکہ تین سے کم کو یومان یا یوم بولتے ہیں اور دس سے زیادہ احد عشر یوما بولتے ہیں اور اس استدلال میں اعتراض ہے انتہی ما فی فتح الباری اور امام شوکانی نے نیل میں کہا ترمذی نے ایک روایت میں زیادہ کیا کہ وضو کر ہر نماز کے لیے یہاں تک کہ وہی وقت آوے (یعنی حیض کا وقت تو پھر نماز چھوڑ دے) اور امام بخاری نے ایک روایت میں نکالا لیکن چھوڑ دے نماز کو ان ایام تک جنمیں تجھکو حیض آتا تھا پھر غسل کر اور نماز پڑھ اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ مستحاضہ پر کسی نماز کے لیے غسل کرنا واجب نہیں ہے اور نہ کسی وقت میں اوقات میں سے بلکہ ایک بار غسل کافی ہے جس وقت حیض ختم ہو اور نووی نے کہا سلف اور خلف میں سے اکثر کا یہی قول ہے اور ایسا ہی مروی ہے حضرت علی اور ابن مسعود اور ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے اور یہی قول ہے عروہ بن الزبیر اور ابو سلمہ بن عبد الرحمان اور مالک اور ابو حنیفہ اور امام احمد رحمہم اللہ کا اور دلیل جمہور کی یہ ہے کہ غسل کا وجوب ثابت ہونا کسی دلیل سے چاہیے اور کوئی دلیل ایسی نہیں اور امام کا یہ مذہب ہے کہ مستحاضہ کو ہر نماز کے لیے غسل کرنا چاہیے اور ایسا ہی منقول ہے ابن عمر اور ابن الزبیر اور عطاء بن ابی رباح اور حضرت علی رضی اور ابن عباس رضی سے اور حضرت عائشہ رضی سے مروی ہے کہ مستحاضہ ہر روز ایک غسل کرے اور ابن مسیب اور حسن سے منقول ہے کہ ہر ظہر کی نماز پر ایک غسل کرے دوسرے ظہر تک کے لیے اور ابو داؤد نے اپنی سنن میں ہر ایک قول کی دلیلیں بیان کیں الگ الگ بابوں میں نووی نے کہا حضرت سے یہ صحیح نہیں ہوا کہ آپ نے مستحاضہ کو غسل کا حکم دیا ہو مگر ایک بار جب حیض موقوف ہو چنانچہ فرمایا آپ نے جب حیض آوے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض چلا جاوے تو غسل کرے اس سے یہ نہیں نکلتا کہ بار بار غسل کرے اور جو حدیثیں سنن ابو داؤد اور سنن بیہقی میں تکرار غسل کی آئی ہیں انہیں

سے کوئی ثابت نہیں ہی اور امام بیہقی اور اُن سے آگے اماموں نے اونکا ضعف بیان کیا ہے اور صحیح اُن مین ایک روایت ہے وہ جو بخاری اور مسلم نے نکالی کہ ام حبیبہ بنت جحش کو استحاضہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا پہر غسل کر پہر نماز پڑہ تو وہ غسل کرتی تہین ہر نماز کے لیے امام شافعی نے کہا کہ حضرت صنے اونکو غسل کرنیکا اور نماز پڑہنے کا حکم دیا تہا اور حدیث مین یہ نہین ہی کہ آپ نے اونکو ہر نماز کے لیے غسل کرنیکا حکم دیا اور مین سمجہتا ہون کہ اونکا غسل بطور نفل کے تہا اور ایسا ہی کہا سفیان بن عیینہ اور لیث بن سعد وغیرہ نے اور حق جمہور ہی کا مذہب ہے کہ غسل اوسی وقت واجب ہے جب حیض ختم ہو کیونکہ کوئی دلیل صحیح ایسی قائم نہین ہوئی جس سے ایسی سخت تکلیف کا ضعیف عورتون کو جو ناقص العقل ہین حکم دیا جاوے یعنی ہر نماز کے لیے غسل کرنا ایسا مشکل ہے کہ خاص خاص عابد اور زاہد لوگ بہی اسکو نہین کرسکتے تو عورتین بیچاری کیونکر اسکی متحمل ہونگی اور دوسری حدیثین اسکے خلاف مین موجود ہین کہ دین اسلام آسان ہے اور منع کیا آپ نے نفرت دلانے والی اور مشکل مین ڈالنے والی باتون سے اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہر نماز کے لیے غسل کرنیکی حدیثین گو ہر ایک اون مین سے ضعیف ہون مگر سب ملکر اونسے حجت قائم ہو جاتی ہے تو ہم یہ جواب دینگے کہ حجت اسوقت قائم ہوتی کہ اونکے معارض دوسری حدیثین نہ ہوتین اور یہان تو اونکے معارض دوسری حدیثین موجود ہین جن سے ایک ہی بار حیض ختم ہوتے وقت غسل کرنا نکلتا ہے اور ہم انشاءاللہ دونو قسم کی حدیثون کو مع تنقیح کے ترتیب سے بیان کرتے ہین اور بعضون نے ان دونو حدیثون مین یون جمع کیا ہے کہ ہر نماز کے لیے غسل کرنا مستحب ہے واللہ اعلم جو لوگ ہر نماز کے لیے یا ہر روز مستحاضہ کے لیے غسل کرنا واجب جانتے ہین اونکی دلیل یہ حدیثین ہین پہلی حدیث ابو داؤد نے نکالی ام المومنین عائشہ رض سے اونہون نے کہا زینب بنت جحش کو استحاضہ ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونکو غسل کرو ہر نماز کے لیے امام شوکانی نے کہا اسکی اسناد مین محمد بن اسحق ہے اور منذری نے اوسکے بعض طریقون کو حسن کہا دوسری حدیث امام احمد اور ابو داؤد نے نکالی ام المومنین عائشہ رض سے کہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو کو استحاضہ ہوا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئین اور آپ سے پوچہا آپ نے اونکو حکم دیا ہر نماز پر غسل کرنیکا جب اونپر شاق ہوا تو آپ نے اونکو حکم دیا کہ جمع کرین ظہر اور عصر مین ایک غسل سے اور مغرب اور عشا مین ایک غسل سے اور فجر کی نماز پڑہین ایک غسل سے شوکانی نے کہا اسکی اسناد مین محمد بن اسحاق ہے عبد الرحمن بن القاسم سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے عائشہ رض سے اور محمد بن اسحاق حجت نہین خاص کر جب عنعن روایت کرے اور عبد الرحمن نے اپنے باپ سے نہین سنا ایسا ہی کہا گیا ہے حافظ نے کہا بعضون نے کہا کہ محمد بن اسحق نے وہم کیا اس حدیث مین تیسری حدیث ابو داؤد نے نکالی عروہ بن الزبیر سے اونہون نے اسماء بنت عمیس سے اونہون نے کہا مین نے کہا یا رسول اللہ فاطمہ بنت ابی حبیش

کو استحاضہ ہوا اتنے اتنے دنون ہی اونسے نماز نہین پڑہی آپ نے فرمایا یہ شیطان کیطرف سے ہو اسکو چاہیے ایک ناند مین بیٹہے
پہر جب پانی کے اوپر زردی دیکہے تو ظہر اور عصر کے لیے ایک غسل کرے اور مغرب اور عشا کے لیے ایک غسل کرے اور فجر کے لیے
ایک غسل کرے اور انکے بیچ مین وضو کرتی رہے (دوسری حدیثون سے) شوکانی نے کہا اوسکی اسناد مین سہیل بن
ابی صالح ہے اور اس سے حجت لینے مین اختلاف ہے **چوتھی** حدیث ابوداؤد اور شافعی اور احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ
اور دارقطنی اور حاکم نے نکالی حمنہ بنت جحش سے اونہون نے کہا مجہے استحاضہ ہوتا تہا میری بہن زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے
گہر مین مینے عرض کیا یا رسول اللہ مجہکو بہت سخت استحاضہ ہوتا ہے تو آپ کیا سمجہتے ہین اوسکے باب مین اوسنے مجہکو روک
دیا ہے نماز اور روزے سے آپ نے فرمایا مین تیرے لیے پہایا رکہنا مناسب جانتا ہون اوس سے خون جاتا رہتا ہے حمنہ نے کہا وہ
اس سے زیادہ ہے آپ نے فرمایا تو ایک کپڑا اباندہ لے حمنہ نے کہا وہ اس سے زیادہ ہے پیر خون تو بہتا ہے بہتا ہی آپ نے فرمایا مین
تجہکو حکم کرتا ہون دو باتون کا اون مین سے جو تو کرے وہ کافی ہوگی تجہکو دوسری بات سے اور جو تو دونو کرسکے تو تو
خوب جانتی ہے آپ نے فرمایا انسے یہ ایک مار ہے شیطان کی ہر دن مین سے تو حیض کرلے اپنا چہ دن یا سات دن تک اللہ کے
علم مین پہر غسل کرلے جب تو دیکہے کہ مین پاک اور صاف ہوگئی تو ۲۳ راتون تک یا ۲۴ راتون تک نماز پڑہ اور انکے
دنون مین روزہ رکہہ یہ تجہکو کافی ہوگا اور ایسا ہی کر ہر مہینے مین جسطرح کہ عورتون کو حیض آتا ہے اور جیسے وہ پاک ہوا کرتی
ہین اپنے حیض اور طہر کی میعاد مین اور جو تو یہ کرسکے کہ ظہر مین دیر کرے اور عصر مین جلدی کرے پہر غسل کرے اور دونو
نمازون ظہر اور عصر کو جمع کرے اور مغرب مین دیر کرے اور عشا مین جلدی کرے پہر غسل کرے اور دونو نمازون کو جمع کر
تو ایسا کر اور ایک غسل فجر کے وقت کر اور روزہ رکہہ اگر تو یہ کرسکے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امر مجہے دونو
امرون مین زیادہ پسند ہے اور بعض راویون نے کہا کہ حمنہ نے کہا یہ امر مجہکو دونون امرون مین زیادہ پسند ہے اور حضرت ؐ
کا قول بیان نہین کیا اوسکو ترمذی کی روایت مین ہے لنگوٹ کس لے شوکانی نے کہا اسکی اسناد مین عبداللہ بن محمد
بن عقیل ہے اسمین اختلاف ہے لوگون کا کہ اوس سے حجت لی جاوے گی یا نہ لی جاویگی اور ابن مندہ نے کہا یہ حدیث کسی
طریق سے صحیح نہین ہے **پانچوین** حدیث امام مسلم نے نکالی حضرت عائشہ سے کہ ام حبیبہ بنت جحش جو عبدالرحمن بن
عوف کی نکاح مین تہین اونہون نے شکایت کی حضرت ؐ سے خون کی آنے کی فرمایا ٹہیری رہ اوتنے دنون جتنے دنون
تک تجہکو حیض روکتا تہا پہر غسل کرے تو وہ غسل کرتی تہین ہر نماز کے لیے اور روایت کیا اسکو امام احمد اور نسائی
نے اور انکی روایت مین یون ہے کہ انتظار کرے اپنے حیضون کی موافق جو اسکو آتے تہے (اس بیماری سے پہلے) اوتنے دنون
تک نماز چہوڑ دے پہر اوسکے بعد دیکہے اور غسل کرے ہر نماز کے لیے اور نماز پڑہے تیسیر مین ہے کہ امام بخاری نے بہی

اسکو نکالا اس لفظ سے کہ ام حبیبہ بنت جحش رض کو استحاضہ ہوا سات برس تک اونہون نے حضرت سے پوچھا آپنے اونکو حکم دیا
غسل کرنیکا اور فرمایا یہ ایک رگ ہے تو وہ غسل کرتی تھین ہر نماز کے لیے اور امام مسلم کی ایک روایت مین یون ہے حضرت
عائشہ نے کہا ام حبیبہ ایک ناندے مین غسل کرتی تھین اپنی بہن زینب بنت جحش رض کے گھر مین یہانتک کہ خون کی سرخی
پانی پر آجاتی اور نسائی کی روایت مین یون ہے کہ ام حبیبہ کو استحاضہ ہوا وہ پاک نہ ہوتی تھین تو اونکے حال کا ذکر ہوا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا یہ حیض نہین ہے بلکہ ایک ضرب ہے رحم کی وہ انتظار کرے اپنے اون حیضون کے برابر جب سے آتے
تھے اوتنے دنون نماز چھوڑ دے پھر دیکھے اوسکے بعد تو غسل کرے ہر نماز کے لیے اور ایک روایت مین نسائی کی یہ ہے کہ
آپ نے اونکو حکم کیا نماز کے چھوڑ دینے کا اپنے حیضون کی موافق اور غسل کرنیکا اور نماز پڑھنے کا تو وہ غسل کرتی تھین ہر
نماز کے لیے مترجم کہتا ہے پس روایت سے باطل ہوتا ہے شافعی اور سفیان اور لیث کا یہ کہنا کہ آپ نے اونکو حکم دیا غسل کرنیکا
اور نماز پڑھنے کا اور یہ حکم نہ دیا کہ ہر نماز کے لیے غسل کرے کیونکہ ایک طریقہ مین امام احمد اور نسائی کے صاف یون ہے
فَلْتَغْتَسِلْ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَتُصَلِّي اور یہ امر ہے اور طحاوی نے نکالا اس حدیث کو کئی طریقون سے ایک طریقہ مین یہ ہے کہ حضرت
نے حکم دیا اونکو ہر نماز کے لیے غسل کرنیکا ایک روایت مین یہ ہے کہ آپ نے فرمایا یہ رگ ہے جسکو چیر دیا ابلیس نے چھٹی حدیث
طحاوی اور امام نسائی نے نکالی قاسم سے اونہون نے زینب بنت جحش رض سے اونہون نے کہا حضرت صلعم سے کہ مین مستحاضہ ہون
آپنے فرمایا اپنے حیض کے دنون تک بیٹھی رہ پھر غسل کر اور ظہر مین دیر کرے اور عصر مین جلدی کرے اور غسل کر اور
نماز پڑھے اور مغرب مین دیر کرے اور عشا مین جلدی کرے اور غسل کر اور دونون نمازین پڑھ لیوے اور غسل کرے فجر کے
لیے شوکانی نے کہا اوسکے راوی سب ثقہ ہین مترجم کہتا ہے اسمین ایک ذرا سا شبہ ہے کہ بعضون نے کہا عبد الرحمان بن
قاسم نے اپنے باپ قاسم سے نہین سنا ورنہ یہ حدیث صحیح ہوتی اور باطل ہو جاتا قول نووی کا کہ غسل کی نہین کوئی حدیث ثابت
نہین ہوئی ساتوین روایت کی ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور امام احمد نے ام سلمہ رض سے اونہون نے پوچھا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت کے باب مین جو خون بہاتی تھی (یعنے استحاضے مین مبتلا تھی) آپنے فرمایا اون دنون
اور راتون کی شمار کو دیکھے ہر مہینہ مین سے جنمین اوسے حیض آتا تھا اس بیماری سے پہلے پھر اوتنے دنون اور راتون مین نماز
چھوڑ دے جب وہ دن گذر جاوین تو غسل کرے اور لنگوٹ کس لیوے ایک کپڑے سے پھر نماز پڑھے شوکانی نے کہا اس حدیث
کو امام شافعی نے بھی روایت کیا نووی نے کہا اسکا اسناد بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے لیکن بیہقی نے کہا یہ حدیث مشہور ہے
مگر سلیمان بن یسار نے ام سلمہ رض سے نہین سنا اور ابوداؤد کی روایت مین سلیمان سے یہ ہے کہ ایک شخص نے اونکو خبر دی
ام سلمہ رض سے منذری نے کہا سلیمان نے اسکو ام سلمہ سے نہین سنا اور روایت کیا اسکو موسی بن عقبہ نے نافع سے اونہون نے

سلیمان سے اونہون نے مرجانہ سے اُم سلمہ رضی سے اور نکالا اسکو دارقطنی نے اور ابن المبارک نے صخر بن جویریہ سے اونہون نے نافع سے اونہون نے سلیمان سے اونہے حدیث بیان کی ایک شخص نے اُم سلمہ رضی سے مترجم کہتا ہے یہ حدیث مرسل ہو گی سو اس سے یہ نہین نکلتا کہ آپ نے ہر نماز کے لیے غسل کا حکم دیا بلکہ ظاہر یہ ہے کہ آپنے حکم دیا غسل کا ایک ہی بار جب حیض کے دن گذر جاوین **آٹھوین** حدیث ابو داؤد نے نکالی سمی سے جو مولی تہے ابوبکر بن عبد الرحمان کے کہ قعقاع اور زید بن اسلم نے اونکو بہیجا سعید بن المسیب کے پاس یہ پوچہنے کو کہ مستحاضہ کیونکر غسل کرے اونہون نے کہا ایک ظہر سے لیکر دوسری ظہر تک غسل کرے اور ہر نماز کے لیے وضو کرے پھر اگر خون غالب ہو تو ایک کپڑے کا لنگوٹا کس لیوے نکالا اسکو ابو داؤد نے اور کہا ایسا ہی مروی ہے ابن عمر اور انس سے اور یہی قول ہے سالم بن عبد اللہ اور حسن اور عطار کا اور مالک نے کہا کہ ابن مسیب کی حدیث مین ایک طہر سے لیکر دوسری طہر تک وہم ہے صحیح ایک ظہر سے لیکر دوسری ظہر تک ہے یعنے ہر روز غسل کرے ظہر کی نماز کے وقت لیکن راوی کو وہم ہو گیا اوسمین اور روایت کیا اسکو مسور بن عبد الملک نے اور کہا ایک طہر سے لیکر دوسری طہر تک پھر لوگون نے اسکو پلٹ دیا ایک ظہر سے لیکر دوسری ظہر تک اور قاضی عیاض نے کہا کہ صحیح یہی ہے ایک ظہر سے لیکر دوسری ظہر تک **نوین** ابو داؤد نے نکالا حضرت علی رض سے اونہون نے کہا مستحاضہ کا جب حیض گذر جاوے تو وہ ہر روز غسل کرے اور ایک ٹکڑا اُون کا رکھ لیوے (شرمگاہ مین) جسمین گھی ہو یا تیل زیتون کا **دسوین** روایت کیا امام طحاوی نے باسناد صحیح سعید بن جبیر سے کہ ایک عورت آئی ابن عباس رض پاس ایک خط لیکر جب اونکی آنکھ جاتی رہی تہی تو وہ خط اونکے بیٹے کو دیا وہ اوسکے پڑہنے مین عاجز ہوئے تو مجھکو دیا مین نے اوسکو پڑہا ابن عباس نے اپنے بیٹے سے کہا تو نے اسکو اسطرح فر فر کیون نہین پڑہا جیسے اس مصری لڑکے نے پڑہا خیر اوسمین لکھا تہا بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک عورت کیطرف سے جو مسلمانون مین سے ہی معلوم ہو کہ اسکو استحاضہ ہوا اوسنے حضرت علی رض سے فتوی لیا اونہون نے حکم دیا کہ غسل کرے اور نماز پڑہے ابن عباس نے یہ سنکر کہا یا اللہ مین نہین جانتا اس باب مین کچھ کہنا سوا اوسکے جو حضرت علی رض نے کہا تین بار یہ کہا قتادہ نے کہا مجھکو خبر دی عزرہ نے سعید سے اوسنے کہا گیا کہ کوفہ سردی کا ملک ہے اور ہر نماز کے لیے غسل کرنا شاق ہوتا ہے اوسپر اونہون نے کہا اگر اللہ تعالی چاہتا تو اس سے سخت اسکو آزماتا **گیارہوین** امام طحاوی نے نکالا سعید بن جبیر سے کہ کوفہ والون مین سے ایک عورت کو استحاضہ ہوا اُسنے لکہا عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن زبیر کو اور انکو قسم دی اللہ کی اور لکہا کہ مین مسلمان عورت ہون اور بلا مین پڑ گئی اور دو برس سے مجھے استحاضہ ہو گیا تو تمہاری رائے کیا ہے اس باب مین تو سب سے پہلے یہ خط عبد اللہ بن زبیر کو پہونچا اونہون نے کہا مین نہین جانتا اوسکے لیے مگر یہ کہ چہوڑ دو اپنے حیض کو

(یعنی جتنے دنوں حیض آیا کرتا تھا اوتنے دنوں نماز نہ پڑھے) اور غسل کرے ہر نماز کے لیے اور نماز پڑھے پھر سب نے اتفاق
کیا اسپر دوسری روایت میں ابن عباس سے ایسا ہی نکالا اوسمیں یہ ہے کہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے اور تیسری
روایت میں باسناد حسن ابن عباس سے نکالا کہ اونکے پاس ایک استحاضے والی عورت آئی مسئلہ پوچھنے کو اونہوں نے
جواب نہ دیا اور کہا اور کسی سے پوچھ وہ عبد اللہ بن عمر رضہ کے پاس گئی اونسے پوچھا اونہوں نے کہا تو نماز مت پڑھ
جب تک خون دیکھے پھر وہ لوٹ کر آئی ابن عباس رضہ کے پاس اور اونسے بیان کیا ابن عباس نے کہا اللہ تعالی رحم کرے
ابن عمر پر اونہوں نے تو کافر ہونیکے قریب تجھکو کر دیا تھا (نماز چھڑا کر) اوس عورت نے کہا پھر میں نے حضرت علی بن
ابیطالب سے پوچھا اونہوں نے کہا یہ شیطان کی لات ہے یا زخم ہے رحم میں تو غسل کیا کر ہر دو نمازوں کے لیے ایکبار اور نماز
پڑھا کر پھر اوس عورت نے کہا میں ابن عباس سے ملی اونسے پوچھا اونہوں نے کہا میں تیرے لیے نہیں پاتا مگر جو علی رضہ نے
کہا اور چوتھی روایت میں باسناد حسن ابن عباس سے نکالا اونسے کہا گیا کہ ہمارا ملک سرد ہے اونہوں نے کہا ظہر میں دیر
کرے اور عصر میں جلدی کرے اور دونوں نمازوں کے لیے ایک غسل کر لیوے اور مغرب میں دیر کرے اور عشا میں جلدی کر
اور دونوں کے لیے ایک غسل کر لیوے اور فجر کے لیے ایک غسل کرے امام طحاوی نے کہا جو لوگ کہتے ہیں کہ ہر نماز کے لیے غسل
کرے یا دو نمازوں کو جمع کر کے دو کے لیے ایک غسل کرے اور فجر کے لیے ایک اونہوں نے ان احادیث اور آثار سے
حجت لی ہے اور دوسرے قول والے یہ کہتے ہیں کہ ہر نماز کے لیے غسل کا حکم منسوخ ہے سہلہ بنت سہیل کی حدیث سے جو اوپر
گذری امام شوکانی نے کہا سب حدیثوں میں قوی حمنہ بنت جحش کی حدیث ہے اور اسمیں بھی نقص ہے کہ اوسکے اسناد میں عبد اللہ
بن عقیل ہے بیہقی نے کہا وہ متفرد ہوا اس حدیث کے ساتھ اور اوس سے حجت لینے میں اختلاف ہے ابن مندہ نے کہا یہ حدیث کسی
طریق سے صحیح نہیں کیونکہ محدثین نے اجماع کیا ابن عقیل کی حدیث کی ترک پر اور پیچھا کیا اونکا ابن دقیق العید نے اور کہا
یہ دعوے غلط ہے محدثین نے اجماع نہیں کیا اسکی حدیث کے ترک پر بلکہ امام احمد اور اسحق اور حمیدی حجت لیتے تھے اس سے
اور خاص اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا اور امام احمد نے اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ یہ حدیث حسن ہے اور شاید ابن مندہ
کی یہ مراد ہو کہ جن لوگوں نے صحیح کو نکالا اونہوں نے اجماع کیا اوسکے ترک پر اور یہ تو صحیح ہے ابن ابی حاتم نے کہا میں نے
اپنے باپ سے پوچھا اس حدیث کو حمنہ کی اونہوں نے ضعیف کیا اور اسکی اسناد کو قوی نہیں کہا ترمذی نے کتاب العلل میں کہا
اونہوں نے امام بخاری سے اس حدیث کو پوچھا اونہوں نے کہا یہ حدیث حسن ہے مگر میں نہیں جانتا کہ ابن عقیل نے ابراہیم بن
محمد بن طلحہ سے سنا ہے یا نہیں اور یہ دوسری علت نکلی اس حدیث میں اور امام بخاری کے اس شک کا جواب یوں ہو سکتا
ہے کہ ابن عقیل نے عبد اللہ بن عمر اور جابر بن عبد اللہ اور انس بن مالک اور ربیعہ بنت معوذ سے سنا ہے اور یہ قدم میں زیادہ

ابراہیم بن محمد سے جو سند اس مسئلہ میں تو ابن عقیل کے سماع میں ابراہیم سے کیونکر شبہ ہو سکتا ہے خطابی نے کہا علماء نے
اس حدیث پر عمل نہیں کیا اور ابن حزم نے اس حدیث کو رد کیا کئی وجہوں سے اور ابن عقیل کی علت نہیں کی بلکہ کہا کہ دو
منقطع ہے ابن جریج اور ابن عقیل کے بیچ میں اور کہا کہ ابن جریج نے اسکو ابن عقیل سے نہیں سنا اور اُنکے درمیان نعمان بن
راشد کا واسطہ ہے وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اوسکو ابن عقیل سے شریک اور زہیر بن محمد نے وہ دونو ضعیف ہیں اور کہا
کہ عمر بن طلحہ کوئی شخص نہ تھا جس سے روایت کیا اسکو ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے کیونکہ طلحہ کا کوئی بیٹا عمر نام کا معلوم نہیں
ہوا ابن سید الناس نے ابن حزم کا جواب دیا اور کہا کہ ابن عقیل سے اسکو روایت کیا ابن جریج کے سوا زہیر بن محمد نے
اور ابن حزم کا زہیر کو ضعیف کرنا غلط ہے اوس سے روایت کی بخاری اور مسلم نے اپنے صحیحوں میں اور احمد نے کہا وہ مستقیم
الحدیث ہے اور ابو حاتم نے کہا وہ سچا ہے اور اُسکے حافظے میں کچھ نقص تھا اور اُسکی حدیث شام کے ملک میں زیادہ منکر ہے
عراق کے ملک میں حدیث سے اور بخاری نے تاریخ صغیر میں کہا کہ اہل شام نے اُس سے منکر حدیثیں روایت کی ہیں اور
اہل بصرہ نے جو اوس سے روایتیں کیں وہ صحیح ہیں اور عثمان دارمی نے کہا وہ ثقہ ہے سچا اوس سے غلطیاں کی ہیں
اور یحییٰ نے کہا ثقہ ہے اور ابن عدی نے کہا کہ اہل شام نے جو روایتیں اوس سے کیں وہ خطا ہیں اور یہ حدیث حمنہ
کی ابو عامر نے اوس سے روایت کی اور وہ بصری ہے عراق والا اور عمر بن طلحہ ابن جریج کی روایت میں ہے اور اوروں کی روایت
میں عمران بن طلحہ ہے اور ترمذی نے کہا کہ عمر بن طلحہ اس اسناد میں کچھ نہیں کہا اسکو ابن جریج اور عمران بن طلحہ کہتے ہیں اور یہی ٹھیک
ہے اور شریک جسکو ابن حزم نے ضعیف کیا تو ابن ماجہ نے اس حدیث کو شریک کے طریق سے نکالا اور شریک سے
صحیح میں روایت کی گئی ہے اور اس حدیث کی ایک علت اور ہے جو ابو داؤد نے امام احمد سے نکالا اونہوں نے کہا
اس باب میں دو حدیثیں ہیں اور ایک تیسری جس سے دل میں کچھ شبہ ہے پھر ابو داؤد نے کہا کہ تیسری حدیث سے
اُنکی مراد حمنہ کی حدیث ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ ترمذی نے امام احمد سے نقل کیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور وہ اولیٰ ہے
ابو داؤد کی روایت سے اور ممکن ہے کہ پہلے اونکے دل میں کچھ شبہ ہو پھر شبہ جاتا رہا ہو انتہیٰ قال الشوکانی اُن
لوگوں کی دلیلیں جو مستحاضہ کے لیے ہر نماز کے واسطے وضو کو کافی سمجھتے ہیں پہلی حدیث عدی بن ثابت
کی اُنہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے دادا سے اونہوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جس
عورت کو استحاضہ ہو وہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے پھر غسل کرے اور وضو کرے ہر نماز پر اور روزہ رکھے
اور نماز پڑھے نکالا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ترمذی نے زیلعی نے کہا ابو داؤد کی حدیث میں یہ عبارت ہے اور وضو ہر
نماز کے نزدیک اور ترمذی کی روایت میں یہ ہے کہ وضو کرے ہر نماز کے نزدیک اور اس حدیث کی کئی شاہد ہیں ایک وہ

جو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نکالا وکیع سے انہوں نے اعمش سے اونہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے انہوں نے عروہ سے انہوں
نے عائشہ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش حضرت کے پاس آئین اور اپنا حال بیان کیا آپ نے فرمایا پھر غسل کر پھر وضو کر ہر نماز کے
لیے اور نماز پڑھ یہ ابوداؤد کا لفظ ہے اور ابن ماجہ نے یہ زیادہ کیا کہ اگرچہ خون بوریے پر ٹپک نکلے شوکانی نے کہا عدی بن
ثابت کی حدیث کو ترمذی نے حسن نہین کیا جیسے ابن تیمیہ نے منتقے مین نقل کیا بلکہ اس سے سکوت کیا ابن سید الناس نے اپنی شرح مین کہا کہ ترمذی نے
اس سے سکوت کیا اور کچھ نہین حکم لگایا اور یہ حدیث صحیح نہین ہے بلکہ حسن بھی نہین ہے کیونکہ عدی بن ثابت سے اسکو روایت
کیا ابو الیقظان نے اور اسکا نام عثمان بن عمیر بن قیس کوفی ہے اسکو عثمان بن حمید بھی کہتے ہین اور عثمان بن ابی زرعہ بھی
ابن معین نے کہا اسکی حدیث کوئی چیز نہین اور ابو حاتم نے کہا کہ ابن مہدی نے ترک کیا اسکی حدیث کو اور وہ ضعیف الحدیث ہے اور منکر الحدیث
شعبہ اسکو پسند نہین کرتے تھے اور ابو احمد حاکم نے کہا وہ قوی نہین ہے اہلحدیث کے نزدیک اور یحیی بن سعید نے اسکو پسند
نہین کیا اور نسائی نے کہا وہ قوی نہین ہے اور دارقطنی نے کہا ضعیف ہے اور ابن حبان نے کہا اوسکی عقل جاتی رہی
تھی یہانتک کے وہ نہین جانتا تھا کیا کہتا ہے اوس سے حجت لینا جائز نہین ترمذی نے کہا مین نے محمد بن اسمعیل بخاری
سے اس حدیث کو پوچھا اور کہا عدی بن ثابت کے دادا کا کیا نام ہے اونہون نے اوسکا نام نہ پہچانا اور مین نے اونسے بیان کیا کہ یحیی
بن معین کہتے تھے اوسکا نام دینار ہے تو اونہون نے اعتبار نہ کیا اوسکا اور دمیاطی نے کہا یہ عدی ابان بن ثابت بن
قیس بن حطیم انصاری کا بیٹا ہے اور وہم کیا اوس نے جس نے کہا اوسکے دادا کا نام دینار ہے اور عدی ثقات مین سے ہے
اوس سے روایت ہے صحیح مین ثقہ کہا اسکو احمد بن حنبل نے اور ابو حاتم نے کہا سچا ہے اور ابوداؤد نے سنن مین کہا کہ عدی بن
ثابت اور اعمش کی حدیث حبیب سے اور ایوب ابو العلا کی ان مین سے کوئی صحیح نہین اور باب کے اخیر مین اشارہ کیا اس طرف کہ
قمیر کی حدیث حضرت عائشہ سے صحیح ہے اور اسکا مدار ایوب بن سکین پر ہے اوسمین اختلاف ہے اور اس حدیث مین اضطراب
بھی ہے کیونکہ ایوب نے اسکو ابن شبرمہ سے مرفوعا نکالا اور حجاج سے موقوفا اور اسی طرح روایت کیا اسکو ثوری نے فراس سے اونہون نے شعبی سے
اونہون نے قمیر سے موقوفا ذکر کیا اسکو مزی نے اطراف مین تمام ہوا کلام شوکانی کا منذری نے کہا کہ عدی کا دادا مراد نہین
ہے بلکہ نانا عبد اللہ بن یزید خطمی زیلعی نے کہا دارقطنی نے کہا اسمین سے کوئی قول صحیح نہین ہے اور اماموں کی کلام سے معلوم
ہوتا ہے کہ اوسکے دادا کا نام معلوم نہین ہوا اور علاوہ اسکے اوسکے اسناد مین شریک بن عبد اللہ نخعی ہے قاضی کوفہ کا
اوسمین کلام کیا ہے بہت لوگون نے اسکا دادا قاتل تھا جناب امام حسین علیہ السلام کا اور ابو الیقظان اوسکا نام عثمان
بن عمیر کوفی ہے وہ بھی حجت لینے کے قابل نہین انتہے **دوسری** حدیث حضرت عائشہؓ کی کہ فاطمہ بنت ابی حبیش جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئین اور عرض کیا مین ایک عورت ہون استحاضہ والی پاک نہین ہوتی کیا مین نماز چھوڑ دون

آپ نے فرمایا نہیں بلکہ پرہیز کر تو نماز سے اپنے حیض کے دنوں پھر غسل کر لے اور وضو کر ہر نماز کے لیے پھر نماز پڑھ اگرچہ خون
ٹپک آوے بوریے پر نکالا اسکو احمد اور ابن ماجہ نے شوکانی نے کہا کہ نکالا اوسکو ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان
نے اور نکالا اسکو مسلم نے صحیح میں لیکن اوسمیں یہ نہیں ہے کہ وضو کر ہر نماز کے لیے اور کہا کہ اسکے اخیر میں ایک جملہ تھا جسکو
ہم نے چھوڑ دیا بیہقی نے کہا وہ جملہ یہی ہے کہ وضو کر ہر نماز کے لیے اور امام مسلم نے اسکو چھوڑ دیا کیونکہ یہ جملہ غیر محفوظ ہے
اور اس جملہ کو نکالا دارمی اور طحاوی نے بھی اور بخاری نے اس حدیث کو نکالا اور اس میں علت کی کہ حبیب نے عروہ سے نہیں
سنا یعنی عروہ بن الزبیر سے بلکہ عروہ مزنی سے سنا ہے پھر اگر یہ عروہ جس سے یہ حدیث مذکور ہے عروہ بن زبیر ہیں جیسے ابن ماجہ
کی روایت میں مذکور ہے تو اسناد منقطع ہے کیونکہ حبیب بن ابی ثابت نے اونسے نہیں سنا اور وہ تدلیس بھی کرتے ہیں اور عروہ
مزنی ہیں تو وہ مجہول ہیں زیلعی نے کہا ابو داؤد نے اسکی اسناد میں یہ بیان نہیں کیا کہ یہ عروہ کون سے ہیں اور اطراف والون
نے اس حدیث کو عروہ بن الزبیر کے ترجمہ میں بیان نہیں کیا بلکہ عروہ مزنی کے اور انہوں نے اعتماد کیا ابن المدینی کے قول پر
کہ حبیب بن ابی ثابت نے عروہ بن الزبیر سے نہیں سنا اور روایت کیا اسکو احمد اور اسحق بن راہویہ اور ابن ابی شیبہ اور
بزار نے اپنی مسندوں میں اور عروہ کی نسبت نہیں کی لیکن ابن راہویہ اور بزار نے اسکو نکالا عروہ بن الزبیر کے ترجمہ میں
اور ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں اسی اسناد سے یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا نماز پڑھے مستحاضہ اگرچہ خون ٹپک آوے
بوریے پر اور نکالا اوسکو دارقطنی نے سنن میں اور بعض روایتوں میں عروہ بن الزبیر کہا لیکن اونہوں نے ضعیف کیا اس
حدیث کو اور کہا سفیان ثوری نے کہا کہ حبیب بن ابی ثابت نے عروہ بن الزبیر سے نہیں سنا پھر ابو داؤد سے نقل کیا
کہ اونہوں نے اس حدیث کو ضعیف کیا کئی وجہوں سے ایک تو یہ کہ حفص بن غیاث نے اوسکو روایت کیا اعمش سے تو موقوف
کیا اوسکو حضرت عائشہ رض پر اور انکار کیا اوسکے مرفوع ہونیکا اور موقوف کیا اسکو اسباط بن محمد نے اعمش سے حضرت عائشہ رض پر
دوسرے یہ کہ اعمش نے اس حدیث کے شروع کو روایت کیا مرفوعاً لیکن انکار کیا اوس میں یہ جملہ ہونے سے کہ وضو کر ہر نماز کے
لیے تیسرے یہ کہ زہری نے اسکو روایت کیا عروہ سے اونہوں نے عائشہ سے اسمیں یہ ہے کہ پھر وہ غسل کرتیں ہر نماز کے لیے
اور صاحب تنقیح نے کہا کہ نکالا اوسکو سہیلی نے اور اوسکے راوی صحیح کے راوی ہیں اور ترمذی نے جامع میں کہا کتاب
العلل میں نے محمد بن اسمعیل سے سنا وہ کہتے تھے حبیب بن ابی ثابت نے عروہ بن الزبیر سے نہیں سنا اور نسائی نے کہا سنن میں باب ترک الوضوء من القبلة
میں کہ یحیی بن سعید قطان نے کہا کہ حبیب بن ابی ثابت نے عروہ سے اونہوں نے عائشہ سے دو حدیثیں روایت کیں وہ تو
کچھ چیز نہیں ایک تو یہ کہ حضرت صلعم بوسہ لیتے اپنی بعضی بی بیوں کو پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے دوسری یہ حدیث
کہ مستحاضہ نماز پڑھے اگرچہ خون بوریے پر ٹپک آوے اور ایسا ہی بعینہ نقل کیا دارقطنی نے یحیی بن معین سے اور

اور بیہقی رحمہ نے کتاب المعرفۃ مین کہا کہ حبیب بن ابی ثابت کی حدیث یہ ضعیف ہے ضعیف کہا اسکو یحییٰ بن سعید قطان
اور علی بن المدینی اور یحییٰ بن معین نے اور سفیان ثوری نے کہا کہ حبیب بن ابی ثابت نے عروہ بن الزبیر سے نہین سنا
کچھ اور روایت کیا اسکو حفص بن غیاث نے اعمش سے تو وقف کیا حضرت عائشہؓ پر اور انکار کیا اوسکے مرفوع ہونیکا
اور موقوف کیا اوسکو اسباط نے اعمش سے اور روایت کیا اسکو ایوب ابو العلاء نے حجاج بن ارطاۃ سے اونسے ام کلثوم
سے اونہون نے حضرت عائشہ رض سے اور یہ بھی ضعیف ہے صحیح نہین ہے (حجاج بن ارطاۃ بالاتفاق ضعیف ہین) اور
روایت کیا اسکو عمار بن مطر نے ابو یوسف سے اونہون نے اسمعیل بن ابی خالد سے اونہون نے شعبی سے اونہون نے قمیر سے
جو بی بی تھین مسروق کی اونہون نے حضرت عائشہ سے مرفوعًا دارقطنی نے کہا متفرد ہوا ساتھ اوسکے عمار بن مطر
ابو یوسف سے اور عمار ضعیف ہے اور اسمعیل سے اوروں نے اس حدیث کو اسی اسناد سے موقوفًا روایت کیا ہے زیلعی نے کہا
اس حدیث کا اور ایک طریق ہے نکالا اوسکو ابن حبان نے صحیح مین محمد بن علی بن حسن بن شقیق سے اونہون نے کہا ہم
اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے حدیث بیان کی ہمسے ابو حمزہ نے اونہون نے ہشام بن عروہ سے اونہون نے اپنے باپ سے
اونہون نے عائشہ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئین اور بولین یا رسول اللہ مجھے
استحاضہ رہتا ہے ایک یا دو مہینہ تک آپ نے فرمایا یہ حیض نہین ہے بلکہ ایک رگ ہے تو جب حیض آوے تو نماز
چھوڑ دے اوتنے دنون کا شمار کرکے جتنے دنون تجھے حیض آیا کرتا تھا (اس عارضے سے پہلے) پھر جب حیض چلا جاوے
تو غسل کر اور وضو کر ہر نماز کے لیے اور یہ لفظ یعنی وضو کر ہر نماز کے لیے معلق ہے امام بخاری کی صحیح مین عروہ سے
اور ترمذی نے اسکو متصلًا نکالا ابو معاویہ سے اونہون نے ہشام بن عروہ سے اونہون نے عروہ سے اور اخیر مین یہ ہے کہ ابو معاویہ نے اپنی
حدیث مین کہا اور فرمایا کہ وضو کر ہر نماز کے لیے یہانتک کہ وہی وقت پھر آوے (یعنی حیض کا وقت) ترمذی نے کہا یہ حدیث
حسن صحیح ہے انتہے ما قال الزیلعی امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین نکالا اعمش سے اونہون نے حبیب بن ابی
ثابت سے اونہون نے عروہ سے اونہون نے عائشہ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش آئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور
عرض کیا یا رسول اللہ مجھے استحاضہ ہے تو میرا خون بند نہین ہوتا آپ نے اونکو حکم دیا حیض کے دنون مین نماز چھوڑ دینے کا
پھر غسل کرے اور وضو کرے ہر نماز کے لیے اور نماز پڑھے اگرچہ خون بوریے پر ٹپکا کرے اور نکالا امام ابو حنیفہ رح سے اونہون
نے ہشام بن عروہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے عائشہ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئین
اور عرض کیا مجھے حیض آتا ہے ایک مہینہ اور دو مہینے تک آپ نے فرمایا یہ حیض نہین ہے بلکہ ایک رگ ہے تیری خون کی پھر جب حیض
آوے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض چلا جاوے تو غسل کر اپنی پاکی کیلیے پھر وضو کر ہر نماز کے لیے پھر امام طحاوی نے نکالا عدی بن ثابت

حدیث کو جو اوپر گذری اوسکے باپ سے اونہون نے ردّ اولسے اور نکالا علی بن ثابت سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے حضرت علی سے ایسا ہی اور کہا کہ معارضہ کیا ان حدیثون کا معارضہ کرنیوالی نسبت اور کہا کہ امام ابوحنیفہ نے جو حدیث ہشام سے روایت کی وہ خطا ہے اسواسطے کہ حافظون نے اوسکو ہشام سے اور طرح روایت کیا پہر نکالا اعمش اور سعید بن عبد الرحمن اور مالک اور لیث سے ان سبہون نے ہشام بن عروہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے حضرت عائشہ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش آئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس اونکو استحاضہ تہا اونہون نے کہا یا رسول اللہ قسم خدا کی مین پاک نہین ہوتی کیا نماز چہوڑ دون ہمیشہ کے لیے آپ نے فرمایا یہ رگ ہے اور حیض نہین ہے پہر جب حیض آوے تو نماز چہوڑ دے اور جب حیض کے دن چلی جاوین تو خون دہو ڈال اپنے سے پہر نماز پڑہ تو حافظون نے اسحدیث کو اسطرح سے روایت کیا اور ایسا ہی نکالا عبد الرحمن بن ابی الزناد سے اونہون نے اپنے باپ اور ہشام سے اونہون نے عروہ سے اونہون نے عائشہ سے اسطرح جیسے امام ابوحنیفہ رح نے روایت کیا اور اس معارضے کا جواب یہ ہے کہ حماد بن سلمہ نے بہی اسحدیث کو ہشام سے روایت کیا اور اُس مین ایک لفظ ایسا بڑہایا جو موافق ہے ابوحنیفہ کے پہر نکالا حماد بن سلمہ کی روایت کو مالک اور لیث کیطرح اور اتنا بڑہایا کہ جب حیض کے دن اندازسے چلی جاوین تو خون دہو اپنے سے اور وضو کر اور نماز پڑہ اور اس روایت سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت صلعم نے فاطمہ کو وضو کا بہی حکم دیا غسل کے ساتہ تو یہ وہی وضو ہے جو ہر نماز کے لیے ہوتا ہے اور یہی مطلب ہے ابوحنیفہ کی حدیث کا اور حماد بن سلمہ ہشام کی روایتون مین مالک اور لیث اور عمرو بن حارث سے کم نہین ہے اہلحدیث کے نزدیک انتہی زیلعی نے کہا کہ طبرانی نے معجم صغیر مین یزید بن ہارون سے اوسنے ابو العلاء سے اوسنے عبد اللہ بن شبرمہ قاضی سے اوسنے قمیر سے جو بی بی تہین مسروق کی اونہون نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ حضرت صلعم نے فرمایا مستحاضہ کے باب مین چہوڑ دیوے نماز اپنے حیض کے دنون مین پہر غسل کرے ایکبار پہر وضو کرتی رہے حیض کے دنون تک اور ابن حبان نے اپنے صحیح مین نکالا ابو عوانہ سے اونہون نے ہشام بن عروہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے حضرت عائشہ سے کہ پوچہی گئے حضرت صلعم مستحاضہ سے آپ نے فرمایا چہوڑ دے نماز اپنے حیض کے دنون مین پہر ایک غسل کرے پہر وضو کرے ہر نماز کے نزدیک تقسیم کی حدیث ابو یعلی موصلی نے نکالی اپنے مسند مین کہ بشر بن ولید کے پاس پڑہا گیا اور مین حاضر تہا اونسے کہا گیا تم سے حدیث بیان کی ابو یوسف قاضی نے انہون نے عبد اللہ بن علی ابی ایوب افریقی سے انہون نے عبد اللہ بن محمد بن عقیل سے اونہون نے جابر رض سے کہ حضرت صلعم نے حکم دیا مستحاضہ کو ہر نماز کے لیے وضو کرنیکا شوکانی نے کہا اسکا اسناد ضعیف ہے زیلعی نے کہا بیہقی نے اسحدیث کو کتاب المعرفہ مین نکالا ابو یعلی موصلی کے طریق سے اور بیہقی نے کہا کہ ابو یوسف قاضی (یعنے امام ابوحنیفہ کے مشہور شاگرد) ثقہ ہین جب

ثقہ سے روایت کریں مگر افریقی سے حجت نہیں لی بخاری اور مسلم نے اور ابن عقیل سے حجت لینے میں اختلاف ہے
مترجم کہتا ہے یہ حدیث بھی ضعیف ہے کیونکہ اسکی سند میں دو شخص ضعیف ہیں چوتھی حدیث حضرت علی رض کی مانند اس
حدیث کی جو اس باب میں پہلے گذری عدی بن ثابت سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے دادا سے نکالا اسکو امام طحاوی نے
شرح معانی الآثار میں اسکی اسناد میں ابو الیقظان ضعیف ہے اور شریک بھی جو اکثر غلطی کرتا ہے اور شاید اوسی نے غلطی کی
ہو عن ابیہ عن جدہ کی بدلے یون کہدیا عن ابیہ عن علی اور تایید کرتی ہے اس احتمال کی وہ روایت جو حضرت علی سے بسنا
جید اوپر گذری کہ انہون نے حکم دیا مستحاضہ کو ہر روز یا ہر دو نمازون کے لیے ایک بار غسل کرنیکا پانچوین حدیث ابن ابی
شیبہ نے اپنے مسند میں نکالی یزید بن ہارون سے اونہون نے حجاج سے اونہون نے نافع سے اونہون نے سلیمان بن یسار سے
اونہون نے کہا ایک عورت آئی ام سلمہ رض پاس کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستحاضہ کا حکم پوچھین اوسکے لیے آپ نے
فرمایا چھوڑ دے نماز اپنی حیض کے دنون میں پھر غسل کرے اور لنگوٹ باندھ لے ایک کپڑے کا اور وضو کرے ہر نماز کے لیے
اور نماز پڑھے یہ حدیث منقطع ہے سلیمان بن یسار نے ام سلمہ سے نہین سنا اور روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد وغیرہ نے
جیسے اوپر گذرا اوسمین یہ نہین ہے کہ وضو کرے ہر نماز کے لیے اور نکالا اسکو دارقطنی نے معلی بن اسد کے طریق سے سلیمان
بن یسار سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش کو استحاضہ ہوا اونہون نے ام سلمہ سے کہا کہ حضرت صلعم سے پوچھین آپ نے فرمایا اپنے
حیض کے دنون مین نماز چھوڑ دیوے پھر غسل کرے اور کپڑے سے لنگوٹ کسے اور نماز پڑھے دارقطنی نے کہا اسکے سب راوی
ثقہ ہین چھٹی حدیث امام طحاوی نے نکالی شعبہ سے اونہون نے عبد الملک بن میسرہ سے اور مجالد بن سعید سے اور بیان
سے ان تینون نے عامر شعبی سے اونہون نے قمیر سے جو عورت ہین مسروق کی اونہون نے حضرت عائشہ سے اونہون نے کہا مستحاضہ
مین کہ چھوڑ دیوے نماز اپنے حیض کے دنون مین پھر ایک غسل کر لیوے اور وضو کرے ہر نماز کے نزدیک اور نکالا سفیان
سے اونہون نے فراس اور بیان سے اونہون نے شعبی سے ایسا ہی یہ حدیث موقوف ہے اور اوپر مرفوعا گذر چکی اور
اوسمین کلام ہے ساتوین طبرانی نے نکالا معجم اوسط مین سودہ بنت زمعہ سے کہ فرمایا حضرت نے مستحاضہ نماز چھوڑ دیوے
اپنے حیض کے دنون مین جنمین بیٹھتی تھی پھر ایک غسل کرے پھر وضو کرے ہر نماز کے لیے سکوت کیا اس سے زیلعی نے اور
شوکانی نے اور اسکی اسناد مین علاء بن مسیب ہے ثقہ کہا اوسکو یحیی نے اور ازدی نے کہا اوسکی بعض حدیثون مین اعتراض
ہے ذہبی نے کہا وہ ثقہ ہے سچا ہے تو یہ اسناد حسن ہے امام شوکانی نے کہا پس ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ مستحاضہ ہر
نماز کے لیے وضو کرے اور امام شافعی کا یہی قول ہے اور ایسا ہی منقول ہے عروہ بن الزبیر اور سفیان ثوری اور احمد اور ابو ثور
سے اور عترت اور ابو حنیفہ کا یہ قول ہے کہ ہر نماز کے وقت پر ایک وضو کرے اور جب تک وقت رہے اوسی وضو سے جتنے فرض

چاہیے ادا کرے اور عترت نے کہتے ہیں کہ اگر چاہے تو دو فرضوں کو ایک وضو سے جمع کر لیوے اور بحر میں انکی دلیل یہ لکھی ہے کہ حضرت ص نے فاطمہ بنت ابی حبیش سے فرمایا اور وضو کر ہر نماز کے وقت کے لیے حالانکہ حدیث میں وقت کا لفظ نہیں بلکہ یوں ہے کہ وضو کر ہر نماز کے لیے تو حق یہی ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کے لیے وضو کرے نہ ہر وقت کے لیے نماز کے جیسے ابو حنیفہ نے کہا کیونکہ اسکی کوئی دلیل حدیث سے نہیں ہے زیلعی نے کہا صاحب ہدایہ نے جو ابو حنیفہ کے لیے دلیل لی اس حدیث سے کہ مستحاضہ ہر نماز کے وقت کے لیے وضو کرے تو یہ حدیث غریب ہے اسکا پتہ نہیں طحاوی نے کہا ہم نے جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ علما نے اجماع کیا کہ جب مستحاضہ نے ایک نماز کے وقت میں وضو کیا پھر نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ وقت نکل گیا اب اس وضو سے نماز نہیں پڑھ سکتی جب تک تازہ وضو نہ کرے پس معلوم ہوا کہ وضو ٹوٹنے کی علت وقت کا نکلنا ہے دوسرے یہ کہ اگر مستحاضہ نے نماز کے وقت میں وضو کیا پھر کوئی قضا نمازیں اس وضو سے پڑھیں تو جائز ہے اور ہم نے دیکھا کہ بعض طہارتیں حدث سے ٹوٹتی ہیں اور بعض اوقات کے گذر جانے سے جیسے موزوں کا مسح تو طہارت کو توڑنے والی دو ہی چیزیں ہوئیں حدث یا وقت کا نکل جانا پس مستحاضہ میں بھی طہارت یا حدث سے ٹوٹے گی یا وقت کے گذر جانے سے اور نماز سے فارغ ہونا کسی مقام میں حدث نہیں ہے اور اس سے ہمارا مذہب ثابت ہوتا ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کا انتہی مختصرا ناصر حدیث نے کہا کہ یہ تقریر سب کی سب فاسد ہے علما نے اسپر اجماع نہیں کیا کہ مستحاضہ کو ایک وضو سے کئی قضا نمازیں پڑھنا درست ہے بلکہ ایک وضو سے ایک فرض کے سوا دوسرے کوئی فرض نہیں پڑھ سکتی ادا ہو یا قضا جیسے اوپر ہم نے فتح الباری سے نقل کیا اب یہ کہنا کہ حدث دو ہی ہیں یا خروج نجاست کا یا انقضاء وقت یہ بھی مسلم نہیں اسواسطے کہ ہم یہ کہیں گے حدث تین ہیں اور تیسرا فراغت ہوگا نماز فرض سے مستحاضہ کے لیے علاوہ اسکے جو قیاس حدیث کے خلاف ہو وہ حجت نہیں حنفیہ کو لازم تھا کہ کسی صحیح روایت سے یہ ثابت کریں کہ یہاں وقت کا لفظ محذوف اور مراد ہے اور بغیر اسکے یہ باتیں کام نہیں آتیں شوکانی نے کہا استحاضہ کے احکام فقہ کی کتابوں میں بڑی تفصیل سے مذکور ہیں اور احادیث صحیحہ سے جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اسکو خون کی حالت کو دیکھنا چاہیے جیسے فاطمہ کی حدیث میں ہے جسکو نکالا ابو داؤد اور نسائی نے عروہ سے اور انہوں نے فاطمہ بنت ابی حبیش سے کہ انکو استحاضہ ہوتا تھا تو حضرت ص نے ان سے فرمایا جب حیض کا خون ہو وہ کالا ہوتا ہے پہچانا جاتا ہے تو نماز سے باز رہ پھر جب دوسری طرح کا خون آوے تو وضو کر اور نماز پڑھ کیونکہ وہ ایک رگ کا خون ہے اور نکالا اسکو ابن حبان اور حاکم نے اور کہا وہ صحیح ہے اور نکالا اسکو دارقطنی اور بیہقی اور حاکم نے اسمیں اتنا زیادہ ہے کہ یہ ایک بیماری ہے یا شیطان کی لات ہے یا کوئی رگ ہے جو کٹ گئی اور ابو حاتم نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے کیونکہ عدی بن ثابت نے اسکو روایت کیا عن ابیہ عن جدہ اور احادیث سے یہ نکلتا ہے کہ خون کی صفت دیکھنا

چاہیے اور اسپر عمل کرنا چاہیے تو جب خون سیاہ ہو وہ حیض کا ہے ورنہ استحاضہ ہے اور شافعی اور ناصر نے مبتداہ کے حق مین اسی حدیث پر عمل کیا ہے دوسری جو دیکھنا چاہیے وہ عادت ہے جیسے اور کچھ حدیثون سے نکلتا ہے اور ممکن ہے کہ حدیث مین حیض کے آنے سے وہی مراد ہو جسکا رنگ کالا ہو یا حیض آنا معتادہ کے حق مین ہو اور غیر معتادہ کے لیے خون کی صفت کا اعتبار ہو اور حاصل یہ ہے کہ مستحاضہ کو حیض پہچاننے کی دو ہی صورتین ہین یا صفت سے یا عادت سے اور کبھی دونون سے معرفت ہوتی ہے اور حمنہ بنت جحش کی حدیث مین ہے پھر حیض کر چھ یا سات روز اس سے یہ نکلتا ہے کہ اکثر عورتون مین حیض کی مقدار یہی ہوتی ہے اور بعض علما نے استحاضہ کے باب مین اسی حدیث پر عمل کیا ہے وہ کہتے ہین کہ مستحاضہ کا حیض اوتنے دنون تک کہا جاویگا جو اکثر اوس ملک کی عورتون کی عادت ہو مگر یہ حدیث قابل حجت لینے کے نہین کیونکہ اوسکا مدار ابن عقیل پر ہے اور جو یہ حدیث صحیح ہوتی تو اسمین اور دوسری حدیثون مین جمع اسطرح ہو سکتا تھا کہ اس حدیث مین وہ عورت مراد ہے جسکو حیض کی تمیز نہ خون کے رنگ سے ہو سکے نہ عادت سے اور متاخرین نے استحاضہ کے مسائل مین وہ طول کیا ہے کہ معاذ اللہ اور فقہ کی کتابین ان پیچیدہ مسائل سے بھری ہوئی ہین اور انہون نے آپس مین وہ اختلاف کیا ہے کہ اوسکا سمجھنا اچھے ذکی طالب العلم کو دشوار ہے تو بھلا ناقص العقل اور ناقص الدین عورتین اونکو کیونکر سمجھین گی اور یہانتک انہون نے اس باب مین دشواری کی ہے کہ متحیرہ کا مسئلہ نکالا ہے اور احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ متحیرہ کا وجود ہی نہین کیونکہ اون مین حیض کی پہچان بیان کر دی گئی ہے کہ وہ کالا ہوتا ہے اور عورتین اسکو پہچان لیتی ہین اس صورت مین متحیرہ کا مسئلہ جڑ سے اوڑ گیا اور یہی ثابت ہوا کہ استحاضہ کے باب مین کچھ اشکال نہین انتہے ما قال الشوکانی باختصار مترجم کہتا ہے اوپر کی سب تقریرون سے معلوم ہوا کہ مستحاضہ مین کئی مختلف مذاہب ہین پہلے یہ کہ ہر نماز کے لیے غسل کرے دوسرے یہ کہ دو نمازون کے لیے غسل کرے اور فجر کے لیے ایک تو دن رات مین تین غسل ہوئے تیسرے یہ کہ دن رات مین ایک غسل کرے ہر ظہر کے وقت اور باقی نمازون کے لیے وضو کر لیوے چوتھے یہ کہ حیض سے پاک ہوتے وقت غسل کرے جب تک حیض کے دن آوین ہر نماز کے لیے وضو کر لیوے پانچوین یہ کہ وضو کی بھی ہر نماز کے لیے ضرورت نہین اور استحاضہ کا خون جاری رہنے سے وہ حدث نہین رہتا تو جب تک اور کوئی حدث نہ ہو ایک ہی وضو سے کئی نمازین پڑھ سکتی ہے ابو داؤد نے سنن مین ربیعہ سے روایت کیا وہ کہتے تھے مستحاضہ ہر نماز کے لیے وضو نہ کرے مگر جب اسکو اور کوئی حدث ہو جاوے سوا استحاضہ کے تو وضو کرے ابو داؤد نے کہا مالک بن انس کا یہی قول ہے اور پہلا قول سب سے زیادہ مشکل ہے اور پانچوان قول سب سے زیادہ آسان ہے اور تیسرا قول شاذ ہے اور چوتھا قول اکثر علما کا مختار ہے اور امام احمد بن حنبل

اور شافعی اور ثوری اور ابو حنیفہؒ نے اوسکو اختیار کیا ہے پر اگر سچ پوچھو تو دلیل کے لحاظ سے چوتھا مذہب کمزور اور ضعیف ہے اور
پہلا اور دوسرا قول دلیل کی روسے قوی ہے واللہ اعلم **باب** غَسْلِ دَمِ الْمَحِيضِ حیض کا خون دہونیکا بیان **ف**
حافظ نے کہا امام بخاری نے جو کتاب الوضوء مین باب بیان کیا خون دہونیکا وہ عام ہے اور یہ خاص ہے **حَدَّثَنَا**
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ
اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهَا قَالَتْ سَاَلَتِ امْرَاَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ
اِحْدَانَا اِذَا اَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا اَصَابَ ثَوْبَ اِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَاءٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ فِيْهِ **ترجمہ**
اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے اونہون نے کہا ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو کہا یا رسول اللہ
آپ کیا فرماتے ہین ہم مین سے کسیکے کپڑے کو حیض کا خون لگجاوے تو کیسا کرے آپ نے فرمایا جب تم مین سے کسی کے کپڑے
کو حیض کا خون لگجاوے تو اوسکو مل ڈالے (چٹکیون سے) پہر دہووے اوسکو پانی سے پہر نماز پڑہے اوس کپڑے مین **ف**
حافظ نے کہا یہ حدیث کتاب الوضوء مین گذر چکی اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ عورت کو شرم کی بات مرد سے پوچہنا درست ہے
بوجہ ضرورت کے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ حیض کا خون اور خونون کیطرح ہے دہونیکے وجوب مین اور سوکہی نجاست کا مل ڈالنا
مستحب ہے تاکہ دہونے مین آسانی ہووے **حَدَّثَنَا** اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ اِحْدَانَا تَحِيْضُ ثُمَّ تَقْتَرِصُ
الدَّمَ مِنْ ثَوْبِهَا عِنْدَ طُهْرِهَا فَتَغْسِلُهُ وَتَنْضَحُ عَلٰى سَائِرِهِ ثُمَّ تُصَلِّيْ فِيْهِ **ترجمہ** ام المومنین عائشہؓ
نے کہا ہم مین سے کسیکو حیض آتا پہر مل ڈالتی خون کو اپنے کپڑے سے جب پاک ہوتی پہر دہو ڈالتی اوسکو اور پانی چہڑک
دیتی باقی کپڑے پر (وسوسے کو دور کرنے کیلیے) پہر نماز پڑہتی اوسمین **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ
نکلتا ہے کہ نجس کپڑے مین نماز پڑہنا درست نہین اور مستملی اور حموی کی روایت مین عند طہرہ ہے تو ترجمہ یہ ہوگا
کہ جب کپڑے کے پاک کرنیکا قصد کرتین تو ایسا کرتین اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر کپڑے کو پاک کرنیکی حاجت نہ پڑے تو
اوسکو نجس رہنے دینا درست ہے قسطلانیؒ نے کہا اس حدیث کو ابن ماجہ نے طہارت مین نکالا **باب** اِعْتِكَافِ الْمُسْتَحَاضَةِ
مستحاضہ کو اعتکاف کرنا کیسا ہے **حَدَّثَنَا** اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ
عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَكَفَ مَعَهُ بَعْضُ نِسَائِهِ وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ
تَرَى الدَّمَ فَرُبَّمَا وَضَعَتِ الطَّسْتَ تَحْتَهَا مِنَ الدَّمِ وَزَعَمَ عِكْرِمَةُ اَنَّ عَائِشَةَ رَاَتْ مَاءَ الْعُصْفُرِ

فقالت کان ھذا شئ کانت فلانۃ تجدہ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے حضرت رسولخدا صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کیا آپکی ایک بی بی نے اور وہ مستحاضہ تہین ف ابن جوزی نے کہا ہم نہین جانتے
آپکی بی بیون سے کون مستحاضہ تہین اور ظاہر یہ ہے کہ من نسائہ سے آپکی متعلق عورتین مراد ہین اُن مین ام حبیبہ بنت
جحش بہی تہین جو بہن تہین ام المومنین زینب بنت جحش کی اور اونکو استحاضہ تہا مین کہتا ہون رد کرتا ہے اس
تاویل کو وہ لفظ جو دوسری روایت ہے اور وہ اسکے بعد مذکور ہے امرأۃ من ازواجہ اور معلوم نہین کہ ابن جوزی کو
اس روایت سے کیونکر غفلت ہوئی اور تیسری روایت مین یہ ہے بعض امہات المومنین اور قیاس سے بعید ہے یہ بات کہ
آپکے ساتھ غیر عورت اعتکاف کرتی اگرچہ اُسکو آپ سے تعلق ہوتا اور ابن عبد البر نے نقل کیا کہ جحش کی تینون بیٹیان
مستحاضہ تہین زینب ام المومنین اور حمنہ طلحہ کی بی بی اور ام حبیبہ عبد الرحمن بن عوف کی بی بی اور وہ مشہور ہین
ان تینون مین استحاضہ کے ساتھ اور انکی حدیث آگے آویگی اور ابوداؤد نے سلیمان بن کثیر کے طریق سے نکالا انہون
نے زہری سے اونہون نے عروہ سے اونہون نے عائشہ سے کہ زینب بنت جحش کو استحاضہ ہوا تو فرمایا اونسے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے غسل کو ہر نماز کے لیے اور ایسا ہی موطا مین ہے کہ زینب بنت جحش کو استحاضہ ہوا اور ابن عبد البر
نے کہا کہ یہ خطا ہے کیونکہ اس روایت مین یہ مذکور ہے کہ وہ عبد الرحمن بن عوف کے نکاح مین تہین اور انکی نکاح مین
ام حبیبہ تہین نہ زینب کی بہن اور ہمارے شیخ امام بلقینی نے کہا کہ شاید زینب بنت جحش کو بہی ایکبار استحاضہ ہوا ہوگا
اور اُن کی بہن ام حبیبہ کو تو ہمیشہ ہوتا تہا مین کہتا ہون اسی پر محمول ہوگی وہ روایت جو مین اسکو ذکر کرونگا سودہ اور
ام سلمہ کے حق مین اور بعض نے مغلطائی کے خط کو پڑہا اور اس مین اُن عورتون کا شمار جنکو حضرت صلعم کے زمانے مین
استحاضہ ہوا تہا مذکور ہے اُن مین ام المومنین سودہ بنت زمعہ کا بہی ذکر ہے اور کہا روایت کیا اسکو علاء بن مسیب
نے حکم سے اونہون نے ابوجعفر یعنے امام محمد باقر بن علی بن حسین علیہم السلام سے تو شاید اس حدیث مین وہی مراد ہون
اور اس حدیث کو ابوداؤد نے اسی طریقہ سے تعلیقاً نقل کیا ہے اور بیہقی نے کہا کہ ابن خزیمہ نے اسکو موصولاً نکالا
مین کہتا ہون نکالا اسکو طبرانی نے معجم اوسط مین اسی اسناد سے مگر اس مین یہ نہین ہے کہ سودہ کو استحاضہ ہوا جیسے
اوپر گذرا اور یہ روایت مرسل ہو اسلیے کہ ابوجعفر تابعی ہین اور معلوم نہین کہ اونہون نے یہ حدیث کس سے سنی اور سعید
بن منصور کی سنن مین ہے ہمنے پڑہا حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن ابراہیم نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
خالد حذاء نے اونہون نے روایت کی عکرمہ سے کہ حضرت صلعم کی بی بیون مین سے ایک عورت اعتکاف مین تہین
اور انکو استحاضہ تہا اور کہا کہ حدیث بیان کی ہمسے خالد نے دوسری بار عکرمہ سے کہ ام المومنین ام سلمہ اعتکاف مین

تہیں اور اونکو استحاضہ تہا کبہی وہ طشت تلے اپنے رکہہ لیتیں تہیں کہتا ہون اسحدیث مین ام سلمہ کا مراد لینا اولی ہے کیونکہ یہ حدیث بہی عکرمہ ہی سے منقول ہے اور اسمعیل بن علیہ نے اسکو مرسلاً عکرمہ سے نقل کیا اور وصل کیا اسکو خالد طحان اور یزید بن زریع وغیرہ نے عکرمہ سے اونہون نے عائشہؓ سے اور امام بخاری نے موصول روایت کو ترجیح دی تو اسکو نکالا اور ابن ابی شیبہ نے اسمعیل بن علیہ سے اسحدیث کو نکالا جیسے سعید بن منصور نے نکالا مگر ام سلمہ کا نام نہین لیا تمام ہوا کلام امام ہمام حافظ اسلام مولانا و مقتدانا علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ والغفران کا مترجم کہتا ہے تعجب ہے ابن جوزی رحمہ اللہ سے کہ باوصف اس تبحر کے اونہون صحیح بخاری کی دوسری روایات پر دہیان نہین کیا حالانکہ وہ اسکے بعد ہی مذکور ہین اور سوا ان روایتون کے جو حافظ ابن حجر نے نقل کین ایک وہ بہی روایت ہے جسکو نکالا طحاوی اور نسائی نے قاسم سے اونہون نے زینب بنت جحش سے کہ اونہون نے حضرتؐ سے کہا مین مستحاضہ ہون اور یہ روایت اوپر گذری اور باطل ہوتا ہے اس سے قول اسکا جو کہتا ہے کہ زینب کو استحاضہ نہین ہوا تہا واللہ اعلم۔ ت خون دیکہتی تہین تو کبہی طشت رکہہ لیتین اپنے تلے خون کے سبب سے (یعنے خون کی کثرت کی وجہ سے) اور عکرمہ نے کہا ام المومنین عائشہ رض نے کسم کا پانی دیکہا تو کہا کہ یہ ایسا ہے جیسے فلانی عورت پاتی تہی (اپنے استحاضہ کے زمانے مین یعنے اونکے خون کا بہی رنگ ایسا ہی تہا)

ش۔ حافظ نے کہا کہ فلانی عورت سے وہی بی بی مراد ہین جنکا پہلے ذکر کیا کہ وہ حضرتؐ کے ساتہہ اعتکاف مین تہین اور مینے ایک صحیح نسخہ کے حاشیہ مین دیکہا کہ وہ رملہ ہین ام حبیبہ بنت ابی سفیان تو اگر یہ ثابت ہو تو تیسرا قول ہوگا مبہم عورت کی تفسیر مین اور ابن جوزی نے جو گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون مین سے کوئی مستحاضہ نہ تہی اس گمان کو اگر مان لیا جاوے تو کہینگے کہ یہ عورت زینب تہین ام سلمہ کی بیٹی اونکو استحاضہ ہوا تہا نکالا اوسکو بیہقی اور اسمعیلی نے یحیی بن ابی کثیر کے طریق سے لیکن سنن ابوداؤد مین یہ مروی ہے کہ زینب نے اسکو نقل کیا دوسری عورت سے اور یہی ٹہیک معلوم ہوتا ہے کیونکہ زینب بنت ام سلمہ حضرتؐ کے زمانے مین کمسن تہین اور آپ نے انکی ماں ام سلمہ کے ساتہہ جب دخول کیا سنہ ۴ ہجری مین تہا اوسوقت زینب دودہ پیتی تہین یا یون کہین کہ یہ عورت اسماء بنت عمیس تہین نقل کیا اسکو دارقطنی نے سہل بن ابی صالح سے اونہون نے زہری سے اونہون نے عروہ سے اونہون نے عائشہ سے اور ابوداؤد نے شک کے ساتہہ نقل کیا کہ وہ اسماء تہین یا فاطمہ بنت ابی حبیش اور ان دونو کو حضرتؐ سے تعلق تہا کیونکہ زینب انکی ربیبہ تہین اور اسماء آپ کی بی بی میمونہ کی اخیافی بہن تہین اور اسیطرح حمنہ اور ام حبیبہ کو بہی آپ سے تعلق تہا اونکی حدیث سنن ابوداؤد مین ہے تو یہ سات عورتین ہوئین اور ممکن ہے کہ مبہم کی تفسیر مین ان مین سے کوئی عورت مراد لیجاوے اور جن عورتون کو آپ کے زمانے مین استحاضہ ہوا صحابیات مین سے ان کے سوا وہ یہ ہین سہلہ بنت سہیل مذکور کیا اونکو ابوداؤد

نے اور اسماء بنت عمر نے ذکر کیا اونکو بیہقی نے اور بادیہ بنت غیلان ذکر کیا اونکو ابن مندہ نے اور فاطمہ بنت ابی حبیش اور قصہ اونکا عائشہ سے صحیحین میں منقول ہے اور سنن ابوداؤد میں فاطمہ بنت قیس ہے تو بعضے یہ سمجھے کہ وہ فاطمہ قرشی ہیں فہری اور صحیح یہ ہے کہ وہ ابوحبیش کی بیٹی ہیں اور ابوحبیش کا نام قیس تھا تو یہ چار عورتیں ہوئیں اور اگر زینب بنت ابی سلمہ کو نکال ڈالو تو سب عورتیں جنکو استحاضہ ہوا دس ہوتی ہیں اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مستحاضہ مسجد میں رہ سکتی ہے اور اسکا اعتکاف اور اسکی نماز صحیح ہے اور مسجد میں حدث کرنا درست ہے جب مسجد کے آلودہ ہونیکا ڈر نہ ہو اور مستحاضہ کے حکم میں ہے وہ شخص جو دائم الحدث ہو یا جسکے زخم سے خون جاری ہو لنتہیٰ ما قال الحافظ وقسطلانی نے کہا اس حدیث کو مؤلف نے صوم میں بھی نکالا اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے اعتکاف میں انتہی حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِنْ أَزْوَاجِهِ فَكَانَتْ تَرَى الدَّمَ وَالصُّفْرَةَ وَالطَّسْتُ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّي ترجمہ ام المومنین محبوبہ حبیب اللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے روایت ہے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک عورت نے اعتکاف کیا آپکی بی بیوں میں سے پھر وہ خون دیکھتی تھیں (سرخ) اور زردی (یعنے استحاضہ کا خون) اور اونکے نیچے طشت تھا وہ نماز پڑھتی تھیں حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ بَعْضَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ اعْتَكَفَتْ وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ ترجمہ حضرت عائشہ نے کہا مسلمانوں کی ماؤں میں سے ایک نے اعتکاف کیا اور وہ مستحاضہ تھیں

بَابٌ هَلْ تُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِي ثَوْبٍ حَاضَتْ فِيهِ

کیا عورت اُس کپڑے میں نماز پڑھے جسمیں اسکو حیض آتا ہے حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا كَانَ لِإِحْدَانَا إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ تَحِيضُ فِيهِ فَإِذَا أَصَابَهُ شَيْءٌ مِنْ دَمٍ قَالَتْ بِرِيقِهَا فَمَصَعَتْهُ بِظُفْرِهَا ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ نے کہا ہم میں سے کسی کے پاس ایک کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا نہ تھا اوسی میں اسکو حیض آتا پھر جب اسمیں کچھ خون لگ جاتا اسکو تر کرلتی اپنی تھوک سے پھر چھیل ڈالتی اسکو اپنے ناخون سے ف حافظ نے کہا باب کا ترجمہ حدیث سے اسطرح نکلتا ہے کہ جب ایک ہی کپڑا ہوا اوسی میں حیض آیا تو ضرور ہے کہ حیض سے پاک ہونیکے بعد اوسی کپڑے میں نماز پڑھتی ہونگی اور ام سلمہ کی حدیث جو اوپر گذری کہ اون کے حیض کے کپڑے الگ تھے تو وہ محمول ہے اُس زمانے کے بعد پر جب خدا نے وسعت دی اور تنگی دور کی اور احتمال ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہو کہ حیض کے لیے ایک ہی کپڑا تھا اور ہو سکتا ہے کہ پاکی کی حالت میں دوسرا کپڑا ہو اس صورت میں حدیث ام سلمہ کی حدیث کے خلاف نہ ہوگی لیکن باب کا ترجمہ اوس سے ثابت نہ ہوگا

کیونکہ حدیث میں یہ نہیں ہے کہ اوسی کپڑے میں نماز پڑھتے تھے اور اس صورت میں یہ حدیث اوسکی دلیل نہ ہوگی جسنے نجاست کا دور کرنا پانی کے سوا اور چیزون سے بہی جائز کہا ہے کیونکہ تہوک لگانا پاک کرنیکے لیے نہیں تہا بلکہ اوسکا اثر دور کرنیکے لیے اور ایک حدیث میں اوپر گذر چکا کہ ملنے کے بعد اوسکو دہونا چاہیے اور اس حدیث میں لوگون نے دو طعن کیے ہین ایک یہ کہ وہ منقطع ہے ابو حاتم نے کہا کہ مجاہد نے حضرت عائشہؓ سے نہیں سنا اور یہ غلط ہے مجاہد کی سماع کی تصریح ہے دوسری اسناد میں امام بخاریؒ اور علی بن المدینی نے اسکو ثابت کیا ہے اور ثبوت مقدم ہے نفی پر دوسرے یہ کہ وہ مضطرب ہے ابو داؤد نے ابن ابی نجیح کے بدل حسن بن مسلم کہا ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ اس سے اضطراب نہیں ہوتا کیونکہ احتمال ہے کہ ابراہیم بن نافع نے دونو سے اس حدیث کو سنا ہو اور اسکے علاوہ ابو نعیم امام بخاریؒ کے شیخ ابو داؤد کے شیخ سے زیادہ حافظ ہین اور ابو نعیم کی متابعت کی خلاد بن یحییٰ اور ابو حذیفہ اور نعمان بن عبد السلام نے تو اونکی روایت راجح ہے انتہے

باب الطِّيبِ لِلْمَرْأَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ عورت جب حیض کا غسل کرے تو خوشبو لگانا

ف غرض یہ ہے کہ حیض سے غسل کرنیکے بعد خوشبو لگانیکی تاکید ہے یہانتک کہ سوگ والی عورت کو بہی آپنے اجازت دی مقام مخصوص میں تہوڑی خوشبو لگانیکی (فتح) قسطلانی نے کہا شرط یہ ہے کہ وہ عورت احرام نہ باندہے ہو اور نفاس کا غسل بہی مثل حیض کے غسل کے ہے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ وہ جگہ صاف اور معطر ہو جاوے اور اسکا ترک بلا عذر مکروہ ہے انتہے مختصراً **حدثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُنْهَى أَنْ نُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَلَا نَكْتَحِلَ وَلَا نَتَطَيَّبَ وَلَا نَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَحِيضِهَا فِي نُبْذَةٍ مِنْ كُسْتِ أَظْفَارٍ وَكُنَّا نُنْهَى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ قَالَ وَرَوَى هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ام عطیہ بنت حارث جو بیمارون کی خبر گیری کرتی تہین اور زخمیون کا علاج کرتی تہین اور مردون کو غسل دیتی تہین اس کتاب میں اونسے پانچ حدیثین مروی ہین انسے روایت ہے اونہون نے کہا ہمکو ممانعت کیجاتی تہی (یعنے حضرتؐ نے منع کیا تہا) کسی مردے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے (سوگ کہتے ہین زینت و رنگ کو چہوڑ دینے کو) مگر خاوند پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرنیکا حکم تہا اور ہمکو حکم تہا سوگ میں سرمہ لگانیکا اور خوشبو نہ لگانیکا اور رنگا ہوا کپڑا نہ پہننے کا مگر یمنی چادر جسکا سوت رنگا جاتا ہے پہر بُنی جاتی ہے اوسکے پہننے کی اجازت تہی اور ہمکو رخصت دی گئی تہی جب حیض سے پاک ہو اور غسل کرے کوئی ہم میں سے حیض کا تہوڑی کست اظفار کی **ف** ایسا ہی ہے اس روایت میں ابن تین نے کہا صواب قسط ظفار ہے

یعنی ظفار کے قسط کی قسط ایک خوشبودار دوا ہے جو ظفار سے آتی ہے ظفار ایک شہر تھا ساحل یمن کے بندروں میں اور مسلم کی روایت میں ہے قسط سے یا اظفار میں سے اور اظفار ایک قسم کا عطر ہے غرض یہ ہے کہ حائضہ کو جب حیض سے پاک ہو آپ نے عود کی دہونی لینے کی اجازت دی تھی گو وہ سوگ میں ہوتی اور منع کی جاتی تھیں ہم جنازوں کے ساتھ جانے سے امام بخاری نے کہا اس حدیث کو ہشام بن حسان نے روایت کیا حفصہ سے اونہوں نے ام عطیہ سے اونہوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ف اور ہشام کی روایت خود مصنف نے کتاب الطلاق میں نکالی اور یہاں اسکے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ ام عطیہ کی حدیث مرفوع ہے اور اس حدیث کو امام مسلم اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا (قسط)

باب دلک المرأۃ نفسہا اذا تطہرت من المحیض وکیف تغتسل وتاخذ فرصۃ ممسکۃ فتتبع بہا اثر الدم

عورت جب حیض سے پاک ہو تو اپنا بدن ملے اور غسل کیونکر کرے اور ایک ٹکڑا روئی یا کپڑے کا لیوے جسمیں مشک لگی ہو پھر اوسکو پھیرے اوس مقام پر جہاں خون لگا ہو حدثنا یحیی قال حدثنا ابن عیینۃ عن منصور بن صفیۃ عن امہ عن عائشۃ ان امرأۃ سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن غسلہا من المحیض فامرہا کیف تغتسل قال خذی فرصۃ من مسک فتطہری بہا قالت کیف اتطہر بہا قال سبحان اللہ تطہری فاجتبذتہا الی فقلت تتبعی بہا اثر الدم ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے ایک عورت نے (اسکا نام اسما بنت شکل تھا جیسے مسلم کی روایت میں ہے یا اسما بنت یزید بن السکن جیسے خطیب نے مبہمات میں نقل کیا) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا حیض کے غسل کو آپ نے اوسکو حکم دیا جسطرح غسل کرے (اوسکی تفصیل مسلم کی روایت میں ہے جو آگے مذکور ہوگی) آپ نے فرمایا ایک ٹکڑا لے (اون یا روئی یا چمڑے کا) مشک لگا ہوا پھر پاکی کر اوس سے وہ بولی کیونکر پاکی کروں آپ نے فرمایا (شرم اور حیا) سبحان اللہ پاکی کر حضرت عائشہ نے کہا پھر میں نے اوسکو کھینچ لیا اپنی طرف اور کہا لگا اوسکو خون کے نشان پر ف یعنی فرج پر اوس ٹکڑے کو مل تاکہ حیض کی بدبو بالکل دور ہو جاوے اور بعضوں نے کہا ایسا کرنے سے حمل جلدی ہوتا ہے اگر مشک نہ ملے تو اور کوئی خوشبو سہی اور یہ مستحب ہے اوسکے لیے جو حیض یا نفاس کا غسل کرے اور مکروہ ہے اوسکا ترک اوسکے لیے جسکو مقدرت ہو پھر اگر کوئی خوشبو نہ ملے تو مٹی لگا دے ورنہ پانی کافی ہے اور جسکو سوگ ہو وہ عود کی دہونی لیوے اور محاملی نے کہا فرج کی خصوصیت نہیں بلکہ بدن میں جہاں خون لگا ہو وہاں اوس ٹکڑے کو پھیرے اور اسمعیلی کی روایت کہ لگا اوسکو خون کے مقاموں پر اسکی تائید کرتی ہے اور بعض روایتوں میں قرصہ ہے بفتح قاف یعنی تھوڑا دو انگلیوں کی نوک سے مشک لے اور بعضوں نے قرصہ ضاد معجمہ سے نقل کیا ہے اور

تطہری بہا قالت کیف قال

مسک بفتح میم چمڑے کا ٹکڑا وہ کہتے ہیں یہی صحیح ہے کیونکہ مشک اسقدر گران ہے کہ ہر عورت کو اسکا ملنا دشوار ہے اور نووی نے مسک بکسر میم کو صحیح کہا یعنے مشک (جو ایک خوشبو ہے ہرن کا خون) اور کہا دوسری روایت میں فرصۃ ممسکۃ ہے اس سے مشک کے سوا اور معنے نہیں بنتے اور احتمال ہے کہ ممسکۃ کے معنے یہ ہوں کہ ہاتھ سے پکڑا ہو پر اس صورت میں عبارت رکیک ہو جاتی ہے اور کرمانی نے کہا امام بخاری کی طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ اونہوں نے مسک کو بفتح میم ترجیح دی اس دلیل سے کہ خوشبو لگانے کے لیے اونہوں نے جدا باب مقرر کیا اور تائید کرتی ہے مسک بکسر میم کی عبد الرزاق کی روایت اوس میں من ذریرۃ ہے اور ذریرہ عطر کو کہتے ہیں اور مشک کی گرانی سے کچھ نہیں ہوتا کیونکہ اہل حجاز خوشبو بہت استعمال کرتے ہیں اور احتمال ہے کہ یہ عورت اتنی مقدرت رکھتی ہو اب اسمقام میں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ ترجمہ باب حدیث سے نہیں نکلتا کیونکہ حدیث میں غسل کی کیفیت مذکور نہیں ہے نہ ملنے کا ذکر ہے اور کرمانی نے اور ون کی متابعت سے یہ جواب دیا کہ مشک لگا ہوا ٹکڑا ملنا اسمیں ملنے کا ذکر ہے اور غسل کی کیفیت سے وہ کیفیت مراد ہے جو حیض کے غسل سے خاص ہے وہ خوشبو لگانا ہے نہ نہانا وہ تو سب غسلوں میں ہے اور یہ توجیہ اچھی ہے پر اوسمیں تکلف ہے اور اس سے اچھی توجیہ یہ ہے کہ امام بخاری کی عادت ہے کہ ترجمہ باب میں وہ باتیں بھی بیان کرتے ہیں جو حدیث کی بعض طریقوں میں مذکور ہوں اگرچہ وہ باتیں اس طریقہ میں نہ ہوں جسکو امام بخاری لائے ہوں اور اس حدیث کی دوسرے طریق میں جسکو امام مسلم نے نکالا غسل کی کیفیت مذکور ہے اوسمیں یوں ہے تم میں سے ایک پانی اور بیری لے پھر نہا دے اچھی طرح پھر اپنے سر پر پانی بہاوے اور خوب ملے خوب ورسی یہانتک کہ پانی سر کی جڑوں میں پہونچ جاوے پھر اپنے اوپر پانی ڈالے پھر ایک ٹکڑا لے اخیر تک اور امام بخاری نے اسی طریق کیطرف اشارہ کیا ترجمہ باب میں اور نہیں نکالا اسکو کیونکہ اوس کی اسناد میں ابراہیم بن مہاجر ہے صفیہ سے اور وہ انکی شرط پر نہیں ہے (فتح ملخصًا) اور مؤلف نے اس حدیث کو طہارت اور اعتصام میں نکالا اور مسلم اور نسائی نے (قسط) حافظ نے کہا اس حدیث سے کئی فائدے نکلے تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا عورتوں سے شرم کی بات کنایہ اور اشارے میں کہنا عورت کا سوال کرنا مرد سے ضروری بات کو اور حضرت عائشہؓ نے کہا انصار کی عورتوں نے دین میں سمجھ حاصل کرنے میں شرم نہیں کی نکالا اسکو مسلم نے سمجھانے کے لیے دوبارہ بات کو کہنا عالم کی کلام کی تفسیر کرنا اوسکے سامنے کم درجہ والے سے علم کی بات لینا پڑھنے والے کے ہوتے ہوئے شاگرد کے ساتھ نرمی کرنا اپنے عیب کا چھپانا انسان کی جبلت میں اصل ہونا آپ کا حسن خلق اور حیا اور شرم صلے اللہ علیہ وسلم وبارک الی یوم القیام لنتہے مختصرًا

بَابُ غُسْلِ الْمَحِيضِ حیض کے غسل کا بیان

حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ أُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَا

قَالَتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ اَغْتَسِلُ مِنَ الْمَحِیْضِ قَالَ خُذِیْ فِرْصَۃً مُّمَسَّکَۃً وَتَوَضَّئِیْ
ثَلٰثًا ثُمَّ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسْتَحْیٰی فَاَعْرَضَ بِوَجْہِہٖ اَوْ قَالَ تَوَضَّئِیْ بِہَا فَاَخَذْتُہَا فَاَخْبَرْتُہَا
بِمَا یُرِیْدُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ترجمہ حضرت عائشہؓ نے کہا انصار کی ایک عورت نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ
وسلم سے کہا مین حیض کا غسل کیونکر کرون آپ نے فرمایا ایک ٹکڑا لے مشک لگا ہوا اور تین بار فرمایا پاک کر (یعنی نہانیکے
بعد) پھر آپ نے شرم کی تو اپنا منہ پھیر لیا (دوسرے صحابی کہتے ہین کہ آپ کو کنواری لڑکی سے زیادہ شرم تھی جو پردے مین
رہتی ہو صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) حضرت عائشہؓ نے شک کی اور کہا یا حضرت نے یون فرمایا پاکی کر اوس ٹکڑے سے پھر مین
نے اوس عورت کو پکڑا اور کھینچ لیا اوسکو اور مین نے اوس سے بیان کر دیا جو آپ کا مطلب تھا **باب** اِمْتِشَاطِ الْمَرْاَۃِ
عِنْدَ غُسْلِہَا مِنَ الْمَحِیْضِ حیض کا غسل کرتے وقت بالون مین کنگھی کرنا **حَدَّثَنَا** مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ
حَدَّثَنَا اِبْرَاہِیْمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِہَابٍ عَنْ عُرْوَۃَ اَنَّ عَائِشَۃَ قَالَتْ اَہْلَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ فَکُنْتُ مِمَّنْ تَمَتَّعَ وَلَمْ یَسُقِ الْہَدْیَ فَزَعَمَتْ اَنَّہَا حَاضَتْ وَلَمْ
تَطْہُرْ حَتّٰی دَخَلَتْ لَیْلَۃُ عَرَفَۃَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ہٰذِہٖ لَیْلَۃُ عَرَفَۃَ وَاِنَّمَا کُنْتُ تَمَتَّعْتُ
بِعُمْرَۃٍ فَقَالَ لَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انْقُضِیْ رَأْسَکِ وَامْتَشِطِیْ وَاَمْسِکِیْ عَنْ عُمْرَتِکِ فَفَعَلْتُ
فَلَمَّا قَضَیْتُ الْحَجَّ اَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ لَیْلَۃَ الْحَصْبَۃِ فَاَعْمَرَنِیْ مِنَ التَّنْعِیْمِ مَکَانَ عُمْرَتِیَ الَّتِیْ
نَسَکْتُ ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضنے کہا مینے احرام باندھا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع
مین تو مین اون لوگون مین تھی جنہون نے تمتع کیا اور ہدی اپنے ساتھ نہ ہانکی (یعنے قربانی کا جانور ساتھ نہین لائی)
پھر اونہون نے کہا مجھکو حیض آگیا اور حیض سے پاک نہ ہوئی یہانتک کہ عرفہ کی رات آگئی انہون نے (یعنے حضرت عائشہؓ
نے) کہا یارسول اللہ یہ عرفہ کی رات ہے اور مین نے تو تمتع کیا تھا عمرے کا احرام باندھ کر جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و
سلم نے اونسے فرمایا اپنا سر کھول ڈال اور کنگھی کر اور عمرے سے باز رہ (یعنے عمرے کے ارکان کو موقوف رکھ) مین نے
ایسا ہی کیا جب حج ادا کر چکی تو آپ نے عبدالرحمان (بن ابی بکر) کو حکم کیا محصب کی رات کو (یعنے اوس رات کو جب منا
سے لوٹ کر محصب مین رہتے ہین حج سے فارغ ہو کر اور محصب ایک مقام ہے مکہ اور منا کے درمیان) انہون نے مجھکو عمرہ
کرایا تنعیم سے (تنعیم وہ مقام ہے جو مکہ سے تین میل پر ہے جہانسے اکثر لوگ عمرے کا احرام باندھتے ہین) اوس عمرے کے بدل
جسکا احرام مینے (پہلے) باندھا تھا **ف** حافظ نے کہا یہان یہ اعتراض ہوتا ہے کہ کنگھی کرنیکا حکم حیض کے غسل
کے لیے نہ تھا بلکہ احرام باندھنے کے لیے تو حدیث سے ترجمہ باب نہین نکلا اور جواب یہ ہے کہ حج کا احرام باندھنا مقتضی

ہے غسل کو کیونکہ غسل سنت ہے احرام کی اور جب سنت غسل کے لیے کنگھی کرنا جائز ہوا تو حیض کے غسل کے لیے جو فرض ہے بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور مسلم کی روایت میں غسل کی تصریح ہے ابو الزبیر سے انہوں نے جابر سے اس میں یہ ہے کہ غسل کر پھر حج کا احرام باندھ تو شاید امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس طرف اشارہ کیا صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سرف میں حیض آیا تھا اور عرفات میں پاک ہوئیں اس حدیث کی باقی بحث خدا چاہے تو کتاب الحج میں مذکور ہوگی

باب

نَقْضِ الْمَرْأَةِ شَعْرَهَا عِنْدَ غُسْلِ الْمَحِيضِ حیض کے غسل میں عورت کو بال کھولنا واجب ہے یا نہیں

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مُوَافِينَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهْلِلْ فَإِنِّي لَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِعُمْرَةٍ وَأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِحَجٍّ وَكُنْتُ أَنَا مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَأَدْرَكَنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِي عُمْرَتَكِ وَانْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِحَجٍّ فَفَعَلْتُ حَتَّى إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ أَرْسَلَ مَعِي أَخِي عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَخَرَجْتُ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِي قَالَ هِشَامٌ وَلَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ هَدْيٌ وَلَا صَوْمٌ وَلَا صَدَقَةٌ

ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم نکلے ذی الحجہ کے چاند کے قریب (۲۵ ذی قعدہ کو ہفتہ کے دن) تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا جی چاہے عمرے کا احرام باندھے تو وہ عمرے کا احرام باندھ لیوے کیونکہ میں اگر ہدی (قربانی کا جانور) نہ لاتا تو میں عمرہ کرکے احرام کھول ڈالتا خیر بعضوں نے احرام باندھا عمرہ کا اور بعضوں نے احرام باندھا حج کا اور میں ان لوگوں میں تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا تو عرفہ کا دن آگیا اور میں حیض سے تھی میں نے شکایت کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا اپنا عمرہ چھوڑ دے اور سر کھول ڈال اور کنگھی کرلے اور احرام باندھ لے حج کا میں نے ایسا ہی کیا جب محصب کی رات ہوئی تو آپ نے میرے ساتھ میرے بھائی عبد الرحمان بن ابی بکر کو بھیجا میں تنعیم کو گئی اور عمرے کا احرام باندھا اوس عمرے کے بدل (جو توڑ ڈالا تھا) ہشام نے کہا اور ان سب باتوں میں کوئی ہدی لازم آئی نہ روزہ نہ صدقہ فت حافظ نے کہا ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حیض کے غسل میں سر کھولنا اور چوٹی توڑنا واجب ہے اور یہی قول ہے حسن اور طاؤس کا اور امام احمد کا اور ایک جماعت حنابلہ نے کہا کہ حیض اور جنابت دونوں غسلوں میں مستحب ہے ابن قدامہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ وجوب کا کوئی قائل ہوا ہو دونوں غسلوں میں مگر عبد اللہ بن عمرو اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ونیز انکار کیا اس بات کا مگر اوس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ وہ اسکو واجب کہتے تھے اور نووی نے کہا ہمارے صحابی نے

نخعی سے وجوب نقل کیا ہے اور جمہور نے عدم وجوب پر دلیل لی ہے ام سلمہ رض کی حدیث سے جو اوپر گذری اور مسلم کی
روایت میں یوں ہے کیا میں چوٹی کو توڑوں حیض اور جنابت کے لیے اور باب کی حدیث کو انہوں نے استحباب پر محمول کیا ہے
اور باقی بحث اس حدیث کی خارج ہے تو کتاب الحج میں مذکور ہوگی کذا فی الفتح شوکانی نے کہا امام احمد اور داود نے حیض اور
جنابت کے غسل میں فرق کیا ہے انہوں نے کہا کہ حیض کے غسل میں عورت کو سر کہولنا ضرور ہے اور جنابت کے غسل میں
ضرور نہیں اور دلیل انکی وہ ہے جو ابن ماجہ کی روایت میں باسناد صحیح حضرت عائشہ رض سے کہ حضرت صلعم نے اونسے فرمایا وہ
حائضہ تہیں کہول ڈال بال اپنے اور غسل کر اور اسکی تفصیل کتاب الغسل میں گذر چکی **بَابُ مُخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ**
قرآن میں جو مخلقہ اور غیر مخلقہ آیا ہے اسکی تفسیر **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ
عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا يَقُوْلُ يَا رَبِّ
نُطْفَةٌ يَا رَبِّ عَلَقَةٌ يَا رَبِّ مُضْغَةٌ فَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَقْضِيَ خَلْقَهُ قَالَ اَذَكَرٌ اَمْ اُنْثٰى شَقِيٌّ اَمْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ
وَالْاَجَلُ فَيُكْتَبُ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ ترجمہ انس بن مالک رض سے روایت ہے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
بے شک اللہ جل جلالہ نے رحم (بچہ دان عورت کا) پر ایک فرشتہ کو مقرر کیا ہے وہ عرض کرتا ہے ای پروردگار اب نطفہ پڑا
رحم میں حالانکہ پروردگار خوب جانتا ہے مگر وہ فرشتہ اپنی خدمت ادا کرتا ہے) ای پروردگار اب خون کی پھٹکی ہوگئی اے
پروردگار اب گوشت کا ایک لوتہڑا ہوگیا پھر جب مالک چاہتا ہے اپنے بنائے ہوئے کو پورا کرنا تو فرشتہ کہتا ہے مرد ہے
یا عورت نیک بخت ہے یا بد بخت پھر اسکی روزی کتنی ہے اور اسکی عمر کتنی ہے پھر یہ سب لکھا جاتا اوسکی ماں کے پیٹ
میں **ف** حافظ نے کہا ہم اس حدیث کی بحث کتاب القدر میں بیان کرینگے انشاء اللہ تعالی اور حدیث کی مناسبت
ترجمہ باب سے یوں ہے کہ اس حدیث سے آیت قرآن کی تفسیر معلوم ہوتی ہے قسطلانی نے کہا یہ جو حدیث میں ہے جب مالک
اپنے پیدا کیے کو پورا کرنا چاہتا ہے اسی سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب اسکا پورا کرنا نہیں چاہتا
تو وہ غیر مخلقہ ہے اور جو پورا کرنا چاہتا ہے تو وہ مخلقہ ہوا پس قرآن میں جو آیا مِنْ نُطْفَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ اسکا یہی مطلب
ہے حافظ نے کہا اس سے زیادہ صاف وہ روایت ہے جو طبری نے نکالی داود بن ابی ہند سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے علقمہ
سے انہوں نے ابن مسعود سے انہوں نے کہا جب نطفہ رحم میں پڑتا ہے تو اللہ جل جلالہ ایک فرشتہ بھیجتا ہے وہ کہتا ہے ای مالک مخلقہ
ہے یا غیر مخلقہ اگر فرمایا غیر مخلقہ تو رحم اسکو بشکل خون ڈالتا ہے (اوگل دیتا ہے) خون کرکے اور جو فرمایا مخلقہ تو فرشتہ عرض
کرتا ہے اسکی صفت کیا ہے پھر بیان کیا اسیطرح اور اسناد اوسکا صحیح ہے اور یہ لفظاً موقوف ہے پر حکماً مرفوع ہے اور طبری
نے اسبات میں مفسرین کے کئی قول بیان کیے ہیں اور کہا صحیح یہ ہے کہ مخلقہ وہ نطفہ ہے جسکے تمام اعضا بن جاوین اور

غیر مخلقہ وہ جو تمام ہونے سے پہلے گر جاوے اور مجاہد اور شعبی کا یہی قول ہے اور ابن بطال نے کہا کہ امام بخاری کی غرض اس حدیث کو کتاب الحیض میں لانے سے یہ ہے کہ اس شخص کا مذہب قوی ہو جو کہتا ہے کہ حاملہ کو حیض نہیں آتا اور اہل کوفہ اور امام احمد اور ابو ثور اور ابن منذر اور ایک طائفہ علما کا یہی قول ہے اور شافعی کا قدیم قول بھی یہی ہے اور جدید قول اونکا یہ ہے کہ حاملہ کو حیض آتا ہے اور اسحاق سے ایسا ہی منقول ہے اور امام مالک سے اس باب میں دو روایتیں ہیں حافظ نے کہا اس مسئلہ میں اس حدیث سے دلیل لینا ٹھیک نہیں اور ابن منیر نے اس سے یہ دلیل لی کہ حامل کا خون حیض نہیں ہے اسلیے کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاملہ کے رحم پر ایک فرشتہ معین ہوتا ہے اور فرشتہ اس جگہ نہیں جاتا جہاں نجاست ہو اور یہ استدلال بھی ضعیف ہے اسلیے کہ فرشتے کے مقرر ہونے میں یہ ضرور نہیں کہ فرشتہ رحم کے اندر گھس جاوے اور اگر ہم مان بھی لیں تو یہ قباحت دونوں مذہبوں پر لازم آتی ہے اسلیے کہ خون ہر طرح کا نجس ہے لنتہے مختصراً قسطلانی نے کہا یہ جو ابن شاہین نے روایت کیا حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ سے کہ اللہ تعالی نے حیض کو اوٹھا لیا اور خون کو بچہ کی غذا بنایا تو حافظ ابن حجر نے کہا کہ یہ ثابت نہیں ہے اور اس حدیث کو مولف نے خلق آدم اور توحید میں نکالا اور مسلم نے قدر میں ۱۲ منہ

باب کَیْفَ تُھِلُّ الْحَائِضُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ حائضہ عورت حج اور عمرہ کا احرام باندھ سکتی ہے حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَھَلَّ بِعُمْرَۃٍ وَمِنَّا مَنْ اَھَلَّ بِحَجٍّ فَقَدِمْنَا مَکَّۃَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْرَمَ بِعُمْرَۃٍ وَلَمْ یُھْدِ فَلْیَحْلِلْ وَمَنْ اَحْرَمَ بِعُمْرَۃٍ وَاَھْدٰی فَلَا یَحِلُّ حَتّٰی یَحِلَّ بِنَحْرِ ھَدْیِہٖ وَمَنْ اَھَلَّ بِحَجٍّ فَلْیُتِمَّ حَجَّہٗ قَالَتْ فَحِضْتُ فَلَمْ اَزَلْ حَائِضًا حَتّٰی کَانَ یَوْمُ عَرَفَۃَ وَلَمْ اُھْلِلْ اِلَّا بِعُمْرَۃٍ فَاَمَرَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ اَنْقُضَ رَاْسِیْ وَاَمْتَشِطَ وَاُھِلَّ بِحَجٍّ وَاَتْرُکَ الْعُمْرَۃَ فَفَعَلْتُ ذٰلِکَ حَتّٰی قَضَیْتُ حَجَّتِیْ فَبَعَثَ مَعِیَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَاَمَرَنِیْ اَنْ اَعْتَمِرَ مَکَانَ عُمْرَتِیْ مِنَ التَّنْعِیْمِ ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ نے کہا ہم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے حجۃ الوداع (سنہ ہجری میں) تو ہم میں سے بعضوں نے عمرے کا احرام باندھا اور بعضوں نے حج کا پھر ہم مکہ میں آئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے عمرے کا احرام باندھا ہو اور ہدی نہ لایا ہو وہ احرام کھول ڈالے (عمرہ کر کے) اور جس شخص نے عمرے کا احرام باندھا ہو اور ہدی لایا ہو وہ احرام نہ کھولے جب تک ہدی کو نحر کر کے حلال نہ ہو اور جس شخص نے حج کا احرام باندھا ہو وہ اپنا حج پورا کرے حضرت عائشہ نے کہا پھر مجھکو حیض آ گیا (سرف میں) اور میں برابر حائضہ رہی یہاں تک کہ عرفے کا دن ہوا اور میں نے احرام نہیں باندھا تھا مگر عمرے کا تو حضرت رسول اللہ

نے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو حکم دیا اپنا سر کھول ڈالنے کا اور کنگھی کرنیکا اور حج کا احرام باندھنے کا اور عمرے کو چھوڑ دینے کا میں نے ایسا ہی کیا یہانتک کہ میں نے حج ادا کیا پھر آپ نے میرے ساتھ عبدالرحمان بن ابی بکر کو بھیجا اور مجھکو حکم کیا کہ عمرہ کروں اگلے عمرے کے بدل جسکو چھوڑ کر حج کا احرام باندھ لیا تھا تنعیم سے ف قسطلانی نے کہا مسلم نے اس حدیث کو مناسک میں نکالا حافظ نے کہا اس حدیث کی بحث خود چاہیے تو کتاب الحج میں آویگی

بَابُ اِقْبَالِ الْمَحِيْضِ وَاِدْبَارِهٖ

حیض کے آخیر اور شروع کا بیان ف حافظ نے کہا حیض کا شروع دفعۃً خون نکلنے سے معلوم ہوتا ہے اس وقت میں جب حیض آنا ممکن ہو اور اسکا خاتمہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کرسف (وہ پھایا روئی کا جو حائضہ عورت اپنی شرمگاہ میں رکھتی ہے) صاف نکلے سو کہا اور بعضوں نے کہا یہانتک کہ سفید پانی نکلے چونے کی طرح اور مصنف کا میلان اسی طرف ہے انتہی وَكُنَّ نِسَاءٌ يَبْعَثْنَ اِلٰى عَائِشَةَ بِالدُّرْجَةِ فِيْهَا الْكُرْسُفُ فِيْهِ الصُّفْرَةُ فَتَقُوْلُ لَا تَعْجَلْنَ حَتّٰى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ تُرِيْدُ بِذٰلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ اور عورتیں حضرت عائشہ رض کی طرف (یا کپڑا) بھیجتیں اسمیں کرسف ہوتا اور کرسف میں زردی ہوتی (حیض کے خون کی) تو وہ کہتیں مت جلد کرو یہانتک کہ چونے کیطرح سفید دیکھو (یعنی کرسف صاف نکلے اسپر جیسے ہوتا سفید پانی نکلے جو حیض کے آخیر میں نکلتا ہے) ف حافظ نے کہا قصہ بفتح قاف اور تشدید صاد چونے کو کہتے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ روئی سفید اور صاف نکلے اسمیں زردی کا اثر نہ ہو اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ زردی اور خاکی حیض کے دنوں میں حیض ہے اور غیر حیض میں نا اسکا ذکر آویگا اور یہی نکلا کہ سفید روئی نکلنا علامت ہے حیض ختم ہونے کی اور طہر شروع ہونے کی اور جسنے یہ کہا کہ روئی کے خشک نکلنے سے حیض کا ختم ہونا معلوم ہوتا ہے اوسپر اعتراض ہوتا ہے کہ کبھی حیض کے درمیان بھی روئی خشک نکلتی ہے تو اس سے حیض کا ختم ہونا ثابت نہ ہوگا برخلاف قصہ کے اور قصہ ایک سفید پانی ہے جسکو رحم نکالتا ہے حیض کے بند ہونے پر امام مالک نے کہا میں نے عورتوں سے پوچھا تو یہ بات اونکو معلوم تھی اور وہ پاکی کے وقت پر اوسکو پہچان لیتیں انتہی ملخصا مطلب یہ ہے کہ حیض سے پاک ہوجاو ف حافظ نے کہا حضرت عائشہ کے اس اثر کو امام مالک نے روایت کیا موطا میں علقمہ بن ابی علقمہ مدنی سے اونہوں نے اپنی ماں (مرجانہ) سے (جو مولاۃ تھیں حضرت عائشہ کی) وَبَلَغَ ابْنَةَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ نِسَاءً يَدْعُوْنَ بِالْمَصَابِيْحِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَنْظُرْنَ اِلَى الطُّهْرِ فَقَالَتْ مَا كَانَ النِّسَاءُ يَصْنَعْنَ هٰذَا وَعَابَتْ عَلَيْهِنَّ اور زید بن ثابت کی بیٹی (ام کلثوم سالم عبداللہ بن عمر کی بی بی) کو خبر ہوئی کہ بعضی عورتیں بیچ رات کو چراغ منگواتی ہیں اور پاکی کو دیکھتی ہیں تو اونہوں نے کہا عورتیں ایسا نہیں کرتی تھیں اور عیب کیا انپر

ف حافظ نے کہا اس روایت میں زید بن ثابت کے بیٹے کا نام مذکور نہیں ہے اور موطا میں بھی ایسا ہی مبہم ہے عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے انہوں نے اپنی پھوپھی سے اونہوں نے زید بن ثابت کی بیٹی سے اور زید کی بیٹیاں حسنہ اور عمرہ اور ام کلثوم وغیرہ بیان کی ہیں اور کسی سے روایت میں نے نہیں پائی سوائے ام کلثوم کے وہ بی بی تھیں سالم بن عبد اللہ بن عمر کی تو شاید وہی مراد ہوں اور بعضوں نے کہا ام سعد مراد ہیں کیونکہ ابن عبد البر نے اونکو ذکر کیا صحابہ میں اور اس سے یہ نہیں نکلتا کہ اس قصے میں وہی مراد ہیں اور ابن عبد البر نے ایسا نہیں کہا بلکہ اونکا ذکر نہ اونہوں نے کیا نہ اور کسی نے صرف اونکا ذکر عنبسہ بن عبد الرحمان کے طریق سے ہوا ہے اور اسکو لوگوں نے جھوٹا کہا ہے اور وہ مضطرب بھی ہے اس میں کبھی زید کی بیٹی کہتا ہے کبھی اونکی جورو اور کسی نسب جاننے والے عالم نے زید کی اولاد میں ام سعد کا ذکر نہیں کیا اور عبد اللہ بن ابی بکر کی پھوپھی ابن حذاء نے کہا کہ عمرہ بنت حزم ہے جو اونکے دادا کی پھوپھی تھیں مجازاً اونکی پھوپھی کہا البتہ عمرہ صحابیہ قدیمہ ہیں اونسے روایت کیا جابر بن عبد اللہ صحابی نے اس صورت میں زید بن ثابت کی بیٹی سے اونکی روایت بعید معلوم ہوتی ہے اور عبد اللہ کی روایت انسے منقطع ہوگی کیونکہ عبد اللہ نے اونکو نہیں پایا اور احتمال ہے کہ عبد اللہ کی حقیقی پھوپھی مراد ہوں ام عمرو یا ام کلثوم اور یہ جو کہا کہ عورتیں ایسا نہیں کرتی تھیں تو مراد صحابہ کی عورتیں ہیں اور عیب کرنے کی یہ وجہ تھی کہ رات کے وقت ایسی تکلیف اوٹھانا حرج ہے فائدہ ہے اور تنطع اور وہ مذموم ہے یہ ابن بطال نے کہا اور بعضوں نے کہا اسوجہ سے کہ رات کا بیچ نماز کا وقت نہیں اور ہشتیر عشر او نہیں کہ عشا کی نماز کا وقت ہو اور احتمال ہے کہ عیب کرنا اسوجہ سے ہو کہ رات کو سفیدی کا امتیاز اور رنگ سے اچھی طرح نہیں ہوتا بس احتمال ہے کہ پاک نہ ہوئی ہوں اور پاکی سے پہلے نماز پڑھ لیں انتہے ما قال الحافظ رحمہ اللہ **حدثنا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَبِیْ حُبَیْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَاَلَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَیْسَتْ بِالْحَیْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَیْضَةُ فَدَعِی الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِیْ وَصَلِّیْ **ترجمہ** ام المؤمنین عائشہ رضہ سے روایت ہے فاطمہ بنت ابی حبیش کو استحاضہ ہوتا تھا اونہوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپنے فرمایا یہ رگ ہے اور حیض نہیں ہے پھر جب حیض آوے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض چلا جاوے تو غسل کر اور نماز پڑھ **باب** لَا تَقْضِی الْحَائِضُ الصَّلٰوةَ حائضہ عورت نماز کی قضا نہ پڑھے **ف** حافظ نے کہا ابن منذر وغیرہ نے اسپر اجماع نقل کیا ہے اہل علم کا اور عبد الرزاق نے معمر سے نکالا اونہوں نے زہری سے پوچھا اسکو تو اونہوں نے کہا اجماع کیا لوگوں نے اسپر اور ابن عبد البر نے ایک گروہ سے خوارج کے نقل کیا کہ اونہوں نے واجب کیا نماز کی قضا کو

حائضہ پر اور سمرہ بن جندب سے روایت کیا کہ وہ حکم کرتے تھے قضا کا تو ام سلمہ نے اونپر اعتراض کیا بعد اوسکے اجماع ہو گیا اسپر کہ حائضہ پر نماز کی قضا واجب نہین ہے انتہے وَقَالَ جَابِرٌ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدَعُ الصَّلٰوةَ اور جابر اور ابو سعید نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ حائضہ نماز چھوڑ دیوے **ف** حافظ نے کہا امام بخاری نے ان دونو حدیثون کو بالمعنے نکالا تو جابر کیحدیث انہون نے کتاب الاحکام مین نکالی اوس مین یہ ہے کہ حضرت نے حج کے قصے مین حضرت عائشہ کے لیے فرمایا صرف وہ طواف کرے اور نماز نہ پڑہے اور ایسا ہی نکالا مسلم نے اور ابو سعید کیحدیث اوپر گذری جسمین یہ ہے کیا یہ نہین ہے جب اوسکو حیض آتا ہے تو وہ نماز نہین پڑہتی اور روزہ نہین رکھتی انتہے مختصراً حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ مُعَاذَةُ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ لِعَائِشَةَ اَتَجْزِيْ اِحْدَانَا صَلٰوتَهَا اِذَا طَهُرَتْ فَقَالَتْ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ كُنَّا نَحِيْضُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَاْمُرُنَا بِهٖ اَوْ قَالَتْ فَلَا نَفْعَلُهٗ **ترجمہ** معاذہ (بنت عبد اللہ عدویہ) سے روایت ہے ایک عورت نے حضرت عائشہ سے کہا کیا قضا کرے ہم مین سے ایک اپنی نماز جب پاک ہو (یا یون کہا کافی ہے ہم مین سے ایک کو وہ نماز جو طہارت کی حالت مین ہوتی ہے اور حیض کی نماز کی قضا کرنیکی ضرورت نہین) اونہون نے کہا تو کیا حروریہ ہے **ف** حروریہ نسبت ہے حرورا کیطرف جو ایک مقام ہے کوفہ سے دو میل پر سب سے پہلے خارجی مردود وہین اکٹھا ہوئے تھے پہر جو کوئی خارجیون کا سا اعتقاد رکہے اوسکو حروری کہتے ہین اور خارجیون کے کئی فرقے ہین لیکن جو بات سب فرقون مین ہے وہ یہ ہے کہ قرآن پر عمل کرتے ہین اور حدیث مین جو زیادہ آیا اسکو رد کرتے ہین مسلم کی روایت مین ہے معاذہ نے کہا نہین مین حروریہ نہین ہون لیکن پوچھتی ہون یعنے علم حاصل کرنیکے لیے نہ جھگڑے کے لیے اور علما نے نماز اور روزے مین جو وجہ فرق کی بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ نماز دن مین کئی بار ہوتی ہے تو اوسکے قضا کرنے مین حرج ہے برخلاف روزے کے کذا فی الفتح مترجم کہتا ہے اگر دین کا مدار رائے پر ہوتا تو حائضہ کو نماز کا قضا کرنا بہی لازم ہوتا کیونکہ نماز افضل ہے روزے سے بلکہ روزے سے زیادہ نماز کی تاکید ہے حافظ صاحب کی تقریر سے یہ بہی نکلا کہ جو کوئی صرف قرآن شریف کو مانے اور حدیث شریف کی پیروی نہ کرے وہ خارجی مردود ہے خدا اوسکی صحبت سے بچاوے مینے اپنی آنکہ سے بعض شیاطین ایسے دیکھے ہین جو بخاری اور مسلم اور موطا کی صحیح حدیثون کو موضوع کہدیتے ہین اور خدا اور اوسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین شرماتے ہمکو قرآن اور حدیث دونو حضرت ہی سے پہونچے پہر اگر ہمکو آپ کی امت مین رہنا ہے تو قرآن کی طرح حدیث کو بہی ماننا چاہیے بلکہ حدیث قرآن کی تفسیر ہے اور جو حدیث کو نہ دیکہے وہ قرآن کو بہی اچہی طرح سمجھ نہین سکتا بس دین کے علم یہی دو ہین قرآن اور حدیث اور جب بچون کو عقل آوے تو قرآن اور صحیح بخاری

پڑہانا چاہیے پہر صحیح بخاری کے بعد اگر خدا زیادہ توفیق دیوے تو حدیث کی اور کتابین پڑہے اون کے سوا دوسرے علمون کی کتابین پڑہنا اور اُن مین توغل رکہنا جیسے منطق فقہ کلام اصول اور حدیث اور قرآن سے غافل رہنا بڑی بدبختی اور بدنصیبی ہے یا اللہ تو ہمکو اور ہماری اولاد کو زندگی بہر قرآن اور حدیث کی خدمت مین مصروف رکہہ اور مارے ہمکو قرآن اور حدیث کی پیروی پر اور جلا ہمکو قرآن اور حدیث کی پیروی پر اور حشر کر ہمارا قرآن اور حدیث والون کے ساتہہ یا اللہ ہمکو محبت عنایت فرما اپنی اور اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اور اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت علیہم السلام کی اور حشر کر ہمارا اہل بیت علیہم السلام کے غلامون اور خادمون مین یا اللہ محبت عنایت فرما ہمکو امام حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کی اور اون دونون صاحبزادون کی کفش برداری ہمارے لیے سعادت کردے دنیا اور آخرت مین آمین یا رب العالمین **ت** ہمکو حیض آتا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ پہر آپ ہمکو حکم نہ کرتے نماز کے قضا کرنے کا یا یون کہا کہ ہم نماز کی قضا نہ کرتے **ف** قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی وغیرہم نے نکالا شوکانی نے کہا اسمعیلی کی روایت مین یون ہی پہر ہم قضا نہ کرتے تہے نماز کی اور سعید بن منصور اور اثرم نے نکالا ابن عباس سے وہ کہتے تہے جب حائضہ عصر کے بعد پاک ہو تو ظہر اور عصر دونون پڑہے اور جب عشا کے بعد پاک ہو تو مغرب اور عشا دونون پڑہے اور عبدالرحمان بن عوف سے وہ کہتے تہے جب حائضہ آفتاب ڈوبنے سے پہلے پاک ہو تو ظہر اور عصر دونون پڑہے اور جب فجر ہونے سے پہلے پاک ہو تو مغرب اور عشا دونون پڑہے اور امام احمد نے کہا کہ اکثر تابعین کا یہی قول ہے صرف حسن بصری نے اکیلے اسکے خلاف کہا ہے انتہے

باب النَّوْمِ مَعَ الْحَائِضِ وَهِيَ فِي ثِيَابِهَا حائضہ عورت کے ساتہہ سونا اور اسکے حیض کے کپڑون مین **حدثنا** سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ حِضْتُ وَأَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيلَةِ فَانْسَلَلْتُ فَخَرَجْتُ مِنْهَا فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي فَلَبِسْتُهَا فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِي فَأَدْخَلَنِي مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ قَالَتْ وَحَدَّثَتْنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ **ترجمہ** ام المومنین ام سلمہ رض نے کہا مین حائضہ ہوئی اور مین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ لیٹی تہی چادر مین تو مین جلدی سے سرک گئی پہر نکلی چادر مین سے اور مین نے اپنے حیض کے کپڑے لیے اور اُن کو پہنا تب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجہسے فرمایا کیا تجہکو حیض آیا مین نے کہا ہان پہر آپنے مجہکو بلایا اور چادر کے اندر اپنے ساتہہ کرلیا اور زینب بنت ابوسلمہ نے کہا

مجھ سے حدیث بیان کی ام سلمہ رض نے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام اونکو بوسہ دیتے تھے اور آپ روزہ دار ہوتے تھے اور میں اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دونوں غسل کرتے تھے ایک برتن سے جنابت کا **ف** حافظ نے کہا احادیث کی بحث کتاب الغسل میں گذر چکی

باب مَنِ اتَّخَذَ ثِیَابَ الْحَیْضِ سِوٰی ثِیَابِ الطُّہْرِ حیض کے کپڑے طہارت کے کپڑوں سے علیحدہ رکھنا **حَدَّثَنَا** مُعَاذُ بْنُ فَضَالَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا ھِشَامٌ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ بَیْنَا اَنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعَۃً فِیْ خَمِیْلَۃٍ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَاَخَذْتُ ثِیَابَ حِیْضَتِیْ فَقَالَ اَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِیْ فَاضْطَجَعْتُ مَعَہٗ فِی الْخَمِیْلَۃِ **ترجمہ** ام المومنین ام سلمہ رض سے روایت ہے ایک بار میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لیٹی تھی چادر میں مجھکو حیض آگیا تو میں کھسک گئی اور میں نے اپنے حیض کے کپڑے لیے آپنے فرمایا کیا تجھکو حیض آگیا میں نے کہا ہاں پھر آپ نے مجھکو بلایا اور میں آپکے ساتھ لیٹی چادر میں **ف** حافظ نے کہا یہ حدیث باب من سمی النفاس حیضا میں گذر چکی

باب شُہُوْدِ الْحَائِضِ الْعِیْدَیْنِ وَدَعْوَۃَ الْمُسْلِمِیْنَ وَیَعْتَزِلْنَ الْمُصَلّٰی حائضہ عورت کو عیدین میں جانا اور مسلمانوں کی دعا میں شریک رہنا درست ہے لیکن عیدگاہ کے باہر رہیں **ف** قسطلانی نے کہا حائضہ کا عیدگاہ کے اندر جانا مکروہ ہے حرام نہیں ہے کیونکہ عیدگاہ مسجد نہیں ہے اور وجہ کراہت کی یہ ہے کہ عیدگاہ کے اندر جانے کی اونکو ضرورت نہیں وہ نماز نہیں پڑھتیں پس بے فائدہ مردوں سے خلط کرنا کیا ضرور ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَہَّابِ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ حَفْصَۃَ قَالَتْ کُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا اَنْ یَّخْرُجْنَ فِی الْعِیْدَیْنِ فَقَدِمَتِ امْرَاَۃٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِیْ خَلَفٍ فَحَدَّثَتْ عَنْ اُخْتِہَا وَکَانَ زَوْجُ اُخْتِہَا غَزَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثِنْتَیْ عَشْرَۃَ وَکَانَتْ اُخْتِیْ مَعَہٗ فِیْ سِتٍّ قَالَتْ کُنَّا نُدَاوِی الْکَلْمٰی وَنَقُوْمُ عَلَی الْمَرْضٰی فَسَاَلَتْ اُخْتِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعَلٰی اِحْدَانَا بَاْسٌ اِذَا لَمْ یَکُنْ لَّہَا جِلْبَابٌ اَنْ لَّا تَخْرُجَ قَالَ لِتُلْبِسْہَا صَاحِبَتُہَا مِنْ جِلْبَابِہَا وَلْتَشْہَدِ الْخَیْرَ وَدَعْوَۃَ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَمَّا قَدِمَتْ اُمُّ عَطِیَّۃَ سَاَلْتُہَا اَسَمِعْتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بِاَبِیْ نَعَمْ وَکَانَتْ لَا تَذْکُرُہٗ اِلَّا قَالَتْ بِاَبِیْ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ یَخْرُجُ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُوْرِ اَوِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُوْرِ وَالْحُیَّضُ وَلْیَشْہَدْنَ الْخَیْرَ وَدَعْوَۃَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَیَعْتَزِلُ الْحُیَّضُ الْمُصَلّٰی قَالَتْ حَفْصَۃُ فَقُلْتُ الْحُیَّضُ فَقَالَتْ اَلَیْسَ تَشْہَدُ عَرَفَۃَ وَکَذَا وَکَذَا **ترجمہ** حفصہ بنت سیرین سے روایت ہے ہم اپنی عورتوں کو جو جوانی کے قریب ہوتیں یا جوان

ہوتین یا جو شادی کے لائق ہوتین یا اپنے گہر والون مین عزت والی ہوتین یا جو کام کاج سے آزاد ہوتین یہ سب
عواتق کے معنے ہین) عیدین مین نکلنے سے منع کرتین ف حافظ نے کہا منع کی وجہ یہ ہوگی کہ اُس زمانہ مین فساد
پہیل گیا ہوگا اور صحابہ نے اوسکا خیال نہین کیا اونہون نے وہی قاعدہ جاری رکہا جو حضرت ص کے زمانے مین رائج
تہا مترجم کہتا ہے حضرت ص کے زمانے مین مرد اور عورت سب عیدگاہ کو جاتے یہانتک کہ حائضہ اور جوان پردہ دار عورتین
بہی عیدین مین نکلتین اور عیدگاہ مین جاکر مسلمانون کے اجتماع مین اور دعا مین شریک ہوتین اس سے یہ نکلتا ہے
کہ عید کی نماز عیدگاہ مین پڑہنا چاہیے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ سارے شہر کے مسلمانون کو ایک ہی جگہہ عید کی نماز
پڑہنا چاہیے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ عورتون کو عیدگاہ مین جانا چاہیے گو وہ جوان ہون یا حائضہ ہون اور جو شخص ان کامون
کو برا جانے وہ مردود ازلی ہے اور جو اسکی خلاف کرے وہ بدعتی ہے اب اس زمانہ کی مسلمان جو صرف نام کے مسلمان ہین وہ عیدین مین
بہی ایک جگہہ جمع نہین ہوتے اور ہر ایک محلہ والے اپنی دو ہنیٹ کی مسجد مین جدا جدا عیدین کی نماز پڑہتے ہین یہ فعل
بالکل خلاف سنت ہے اور قیامت کی نشانیون مین سے ایک نشانی ہے اور مسلمانون کے ادبار اور تباہی کی وجہون مین
سے ایک قوی وجہ ہے ت پہر ایک عورت (اسکا نام معلوم نہین ہوا) آئی اور بنی خلف کے محل مین اتری یہ محل
بصرے مین تہا طلحہ بن عبداللہ بن خلف خزاعی کا جسکو طلحۃ الطلحات بہی کہتے ہین وہ امیر تہا سیستان کا اُسنے
اپنی بہن سے حدیث بیان کی اوسکی بہنوئی نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہ بارہ جہاد کیے تہے اور اُسکی
بہن اپنے خاوند کے یا حضرت ص کے ساتہ تہی چہہ جہادون مین تو اوسکی بہن کہتی تہی ہم دوا کرتی تہین زخمیون کی اور
خبرگیری کرتی تہین بیمارون کی تو اوسنے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کیا ہم مین کسی کیلیے کچہ قباحت
ہے جب اوسکے پاس اوڑہنی (یا دوپٹہ یا چادر یا ازار یا قمیص یہ سب جلباب کی معنے ہین) نہ ہو تو وہ نہ نکلے (عیدگاہ
کو جانے کے لیے) آپنے فرمایا اوسکی ساتہہ والی (دوست ملاقاتی) اپنی اوڑہنی اوسکو اُڑہا دیوے (یعنے اگر اوسکے
پاس کپڑا نہ ہو تو کسی سے مانگ لیوے اور عیدگاہ کو جاوے) اور اُسکو چاہیے کہ نیکی مین (جیسے حدیث شریف سننے کی مجلس
یا علم کی یا بیمار پرسی اور کوئی نیک کام) اور مسلمانون کی دعا مین شریک ہووے (حفصہ نے کہا) پہر جب ام عطیہ (نسیبہ بنت
حارث یا بنت کعب صحابیہ مشہورہ) آئین تو مینے اُنسے پوچہا کیا تمنے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث
سنی ہے اونہون نے کہا میرا باپ صدقے (آپ پر) ہان (مینے سنی ہے) اور ام عطیہ حضرت ص کا ذکر نہ کرتین مگر یہ کہتین میرا باپ
آپ پر صدقے (قربان طبرانی کی روایت مین یون ہے کہ میرے باپ اور مان آپ پر سے قربان یعنے ام عطیہ جب حضرت ص کا
نام لیتین تو یون کہتین میرا باپ آپ پر سے صدقے سبحان اللہ صحابہ کو حضرت ص سے کیسی سچی محبت تہی انہون نے جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جوان عورتین (پردے والیان) اور پردے والیان یا یون فرمایا جوان عورتین پردے والیان اور حائضہ نکلین اور نیکی اور مسلمانون کی دعا مین شریک ہون اور جو حائضہ ہون وہ عیدگاہ سے جدا رہین حفصہ نے کہا مین نے کہا کیا حائضہ بھی نکلین (تعجب سے) ام عطیہ نے کہا کیا حائضہ عورتین (حج مین) عرفات مین نہین جاتین اور یہ نہین کرتین وہ نہین کرتین **ف** یعنے منا نہین جاتین مزدلفہ نہین جاتین حافظ نے کہا اس سے یہ نکلا کہ حائضہ عورت اللہ کی یاد ترک نہ کرے اسیطرح نیک مجلسون مین جیسے وعظ یا علم کی مجلس مین جانا البتہ مسجد کے اندر نہ جاوے اور یہ بھی نکلا کہ عورت کو بغیر اوڑھنی کے نکلنا منع ہے اور پورا بیان اس حدیث کا کتاب العیدین مین آویگا قسطلانی نے کہا ہمارے اصحاب نے اس حدیث مین سے حسین اور جمیل عورتون کو نکال لیا ہے اونکو نکلنے سے منع کیا جاویگا کیونکہ حضرت ص کے زمانے مین مفسدہ نہ تھا اور اب طرح طرح کے فساد رائج ہین اور دوسری صحیح روایت مین حضرت عائشہ رض سے منقول ہے کہ اگر جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم وہ دیکھتے جو عورتون نے آپ کے بعد نکالا تو آپ اونکو روک دیتے مسجدون مین جانے سے جیسے بنی اسرائیل کی عورتین روکی گئین اور مالک اور ابو یوسف کا یہی قول ہے انتہے مترجم کہتا ہے یہ حضرت عائشہ رض کا ایک قیاس ہے اور ایسا قیاس کسی صحابی کا کوئی شرعی حجت نہین ہے دوسرے اس قیاس کے موافق اور صحابہ نے عمل نہین کیا اور مسلمانون کی عورتون کو مسجد مین جانے سے نہین روکا پس صحیح یہی ہے کہ عورتون کو مطلقاً عیدین مین نکلنا چاہیے اور جو لوگ مفسدہ کرین اونکو امام اور حاکم سزا سخت دیوے تاکہ بار دیگر ایسی خراب بات کا ارتکاب نہ کرین اور یہ جو بعض لوگ کہتے ہین کہ حضرت ص کے مبارک زمانے مین سب نفس پاک تھے اور اب اشرار بہت ہین اونکا جواب یہ ہے کہ بیشک یہ بات تو صحیح ہے کہ حضرت ص کے زمانے مین اخیار زیادہ تھے اور شرار کم تھے اور یہ بات غلط ہے کہ اوسوقت شرار نہ تھے صدہا کافر اور منافق اور فاسق اوسوقت مین بھی تھے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن شریف مین حضرت ص کی بی بیون کو یہ حکم دیا کہ نرمی سے بات مت کرو ایسا نہو جسکے دل مین بیماری ہے وہ کچھ طمع کرے پس معلوم ہوا کہ دل کی بیماری والے لوگ اوسوقت بھی موجود تھے غرض یہ ہے کہ اگر عیدین مین عورتین نماز کے لیے نکلین اور دعا مین شریک ہون تو یہ فعل حضرت ص کی سنت ہے اور سنت کی کرنے مین اگر کسی ایسے فساد کا ڈر ہو جس سے حرام تک کی نوبت پہنچے تو اوس سنت سے بنظر مصلحت باز رہ سکتے ہین لیکن جب یہ ڈر جاتا رہے اوسوقت سنت پر عمل کرنا لازم ہے دوسرے یہ کہ سنت کو سنت سمجھنا ضرور ہے اور یہ ضرور نہین ہے کہ کسی امام یا مجتہد یا صحابی کی مخالفت سے ہم سنت کو منع سمجھین بلکہ حدیث کی خلاف کسی کا قول اعتبار کے لائق نہین ہے قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو عیدین اور حج مین نکالا اور مسلم نے عیدین مین اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے صلوۃ مین

باب اذا حاضت فی شہر

ثلاث حیض اگر کسی عورت کو ایک ماہ میں تین حیض آجاویں وما یصدق النساء فی الحیض والحمل فیما

یمکن من الحیض لقول اللہ تعالیٰ ولا یحل لھن ان یکتمن ما خلق اللہ فی ارحامھن اور بیان اسکا جسمیں عورتوں کا قول سچ مانا جاتا ہے حیض میں اور حمل میں جہانتک ممکن ہے حیض کا ہونا پھر اگر امکان کے خلاف کہیں تو اونکا قول نہ مانا جاوے گا) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (سورۂ بقر میں) اور نہیں حلال ہے عورتوں کو اسکا چھپانا جو اللہ نے پیدا کیا اونکی رحموں میں **ف** اگر وہ ایمان رکھتی ہیں اللہ پر اور پچھلے دن پر حافظ نے کہا طبری نے باسناد صحیح زہری سے نقل کیا اونہوں نے کہا ہمکو یہ پہونچا کہ اس آیت میں انکی رحموں میں جو پیدا کیا اوس سے مراد حیض اور حمل ہے تو اونکو حلال نہیں اسکا چھپانا تاکہ عدت گذر جاوے اور خاوند کو رجعت کا اختیار نہ رہے اور روایت کیا طبرانی نے باسناد حسن ابن عمر سے اونہوں نے کہا عورت کو حلال نہیں اگر وہ حائضہ ہو کہ اپنا حیض چھپاوے اور اگر حاملہ ہو تو حمل چھپاوے اور مجاہد سے اونہوں نے کہا عورت یوں نہ کہے میں حائضہ ہوں اور حائضہ نہ ہو اور یوں نہ کہے میں حائضہ نہیں ہوں جب حائضہ ہو اور ایسا ہی حمل میں اور آیت کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورت کو حیض اور حمل میں اپنا حال ظاہر کر دینا لازم ہے پس یہ ثابت ہوا کہ اوسکا قول ان دونوں باتوں میں مقبول ہے ورنہ ظاہر کر دینے سے فائدہ ہی کیا ہے (فتح) ویذکر عن علی وشریح ان جاءت ببینۃ من بطانۃ اھلھا ممن یرضی

دینہ انھا حاضت فی شھر ثلثا صدقت اور حضرت علی بن ابی طالب) اور شریح (بن حارث کوفہ کے قاضی حضرت عمر کے کیے ہوئے) سے ذکر کیا جاتا ہے کہ اگر عورت اپنے خاص گھر والوں میں سے گواہ لادے اور وہ دیندار امانتدار ہوں (یعنی گواہ معتبر ہوں سچے) اس بات پر کہ اسکو ایک مہینے میں تین بار حیض آیا تو اسکی بات سچی جانی جاویگی **ف** اور حکم دیدیا جاویگا اُس کی عدت گذر جانیکا اور دوسرا نکاح اس مدت کے بعد صحیح ہوگا حافظ نے کہا اس اثر کو دارمی نے نکالا عامر شعبی سے اونہوں نے کہا ایک عورت آئی حضرت علی رض کے پاس جو لڑتی تھی اپنے خاوند سے جسنے اسکو طلاق دیا تھا تو عورت نے کہا مجھے ایک مہینے میں تین حیض آئے حضرت علی رض نے شریح سے کہا تم انکا فیصلہ کرو شریح نے کہا آپ امیر المومنین (اور امام المسلمین خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے تشریف رکھتے ہوئے میں فیصلہ کروں) آپنے فرمایا فیصلہ کرو شریح نے کہا اگر خاص اپنے گھر والوں میں سے جو دیندار ہوں اور امانتدار گواہ لاوے اور وہ یہ کہیں کہ اسکو تین حیض آ چکے ہیں اور ہر ایک طہر پر وہ طہارت کرتی تھی اور نماز پڑھتی تھی تو اُسکا قول قبول ہوگا ورنہ نہیں یہ سنکر حضرت علی مرتضی رض نے فرمایا قالون (قالون ایک لفظ ہے اسکے معنے یہ ہیں تم نے اچھا کیا) اور اس روایت سے یہ نکلتا ہے کہ عورتوں کو جو گواہ ہوں یہ گواہی دینا چاہیے کہ اسکو ایک ماہ میں تین حیض آئے تھے نہ جیسا اسمٰعیل قاضی نے کہا کہ عورتوں کو یہ گواہی

دینا چاہیے کہ ایسا ہوتا ہے اور ہوا ہے اونکی عورتون مین اور مؤلف نے اس روایت کو بصیغہ جزم بیان نہین کیا اسلیے کہ عامر شعبی کا سماع حضرت علی سے مشکوک ہے اور عامر نے یہ نہین کہا کہ مینے اسکو شریح سے سنا تاکہ روایت موصول ہوتی آخر مافی الفتح وَقَالَ عَطَاءٌ اَقْرَاؤُهَا مَا كَانَتْ اور عطاء بن ابی رباح نے کہا عورت کے حیض اوسی حساب سے رہینگے جیسے اوسکی عادت تہی طلاق سے پہلے **ف** پس اگر عورت نے یہ کہا کہ میرے تین حیض طلاق کے بعد ایک ماہ مین ہو گئی اور اوسکی عادت طلاق سے پہلے ایسی ہی تہی یعنے تین حیض ایک ماہ مین اسکو آیا کرتے تہے تو اسکا قول قبول ہوگا ورنہ قبول نہ ہوگا اس اثر کو عبد الرزاق نے ابن جریج سے اونہون نے عطاء سے روایت کیا وَبِهِ قَالَ اِبْرَاهِيمُ اور ایسا ہی کہا ابراہیم نخعی نے **ف** اسکو عبد الرزاق نے نکالا ابو معشر سے اونہون نے ابراہیم سے اور دارمی نے باسناد صحیح ابراہیم سے روایت کیا کہ جب عورت کو ایک ماہ مین یا چالیس دن مین تین حیض آجاوین پہر بیان کیا شریح کے اثر کے مثل تو شاید ابراہیم کے اس مسئلہ مین دو قول ہون یا بہ کی ضمیر شریح کے اثر کیطرف پہرتی ہو (فتح) وَقَالَ عَطَاءٌ اَلْحَيْضُ يَوْمٌ اِلٰى خَمْسَ عَشَرَةَ اور عطاء بن ابی رباح نے کہا حیض ایک دن سے لیکر پندرہ دن تک ہوتا ہے **ف** روایت کیا اسکو دارمی نے باسناد صحیح عطاء سے اونہون نے کہا انتہا حیض کی پندرہ دن ہین اور کم مدت ایک دن ہے اور نکالا اسکو دارقطنی نے کہ ادنے وقت حیض کا ایک دن ہے اور اکثر پندرہ دن ہین وَقَالَ مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيْهِ سَاَلْتُ ابْنَ سِيْرِيْنَ عَنِ الْمَرْاَةِ تَرَى الدَّمَ بَعْدَ قُرْئِهَا بِخَمْسَةِ اَيَّامٍ قَالَ النِّسَاءُ اَعْلَمُ بِذٰلِكَ اور معتمر بن سلیمان عابد نے نقل کیا اپنے باپ سے اونہون نے کہا مینے محمد بن سیرین سے پوچھا اس عورت کو جو پاک ہونیکے بعد پانچ دن گذرنے پر پہر خون دیکہے (تو وہ حیض ہے یا نہین) اونہون نے کہا عورتین اسکو خوب جانتی ہین (روایت کیا اسکو دارمی نے معتمر سے اونہون نے اپنے باپ سلیمان تیمی سے) **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَبِيْ حُبَيْشٍ سَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اِنِّيْ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ لَا اِنَّ ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلٰكِنْ دَعِي الصَّلٰوةَ قَدْرَ الْاَيَّامِ الَّتِيْ كُنْتِ تَحِيْضِيْنَ فِيْهَا ثُمَّ اغْتَسِلِيْ وَصَلِّيْ ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے فاطمہ بنت ابی حبیش نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو کہا مین ایک عورت ہون استحاضہ والی پاک نہین ہوتی کیا مین نماز چہوڑ دون آپ نے فرمایا نہین یہ ایک رگ ہے البتہ چہوڑ دے نماز اوتنے دنون تک جتنے دنون تجہے حیض آیا کرتا تہا اس بیماری سے پہلے پہر غسل کر اور نماز پڑہ **ف** یہ حدیث کئی بار اوپر گذر چکی اور اسکی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ حضرت نے حیض کا شمار اوسی کی راے اور عادت پر چہوڑا اور یہ امر مختلف ہوتا ہے باختلاف عادات اور مطلب مؤلف کا یہی کہ حیض

اور طہر کی مدت معین نہیں ہے بلکہ ہر ایک ملک میں ہر ایک عورت کی عادت اسمین مختلف ہوتی ہے حافظ نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے حیض اور طہر کی کم مدت میں اور داؤدی نے نقل کیا کہ علماء نے اجماع کیا کہ حیض کی اکثر مدت پندرہ دن ہیں اور ابو حنیفہؒ نے کہا کہ حیض اور طہر دونوں کی کم مدت ایک ساعت ہے جسم نہیں ہوتیں تو عدت گذرنے کے لیے کم سے کم انکے نزدیک ساٹھ دن چاہییں اور صاحبین نے انکے کہا کہ عدت انتالیس دن میں گذر سکتی ہے کیونکہ حیض کی کم مدت تین دن ہیں اور طہر کی کم مدت پندرہ دن اور قرء سے حیض مراد ہے اور یہی قول ہے ثوری کا اور شافعیؒ نے کہا کہ قرء طہر کو کہتے ہیں اور کم سے کم مدت حیض کی ایک دن ہے اور ایک رات تو انکے نزدیک عدت بتیس دن میں گذر سکتی ہے اور دو لحظوں میں اور یہ موافق ہے حضرت علی اور شریح کے قصے کی کیونکہ ایک مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے اور دو دن زیادہ کا اعتبار نہیں کیا اور دوسری روایت میں یوں ہی ہے کہ ایک ماہ میں تین حیض ہوئے یا ۳۵ دن میں تمام ہوا کلام حافظ کا قسطلانی نے کہا امام مالک کا یہ قول ہے کہ حیض اور طہر دونوں کی کم مدت مقرر نہیں اور اسمیں عورتیں جو بیان کریں وہی معتبر ہے زیلعی نے کہا صاحب ہدایہ نے دلیل لی ابو حنیفہ کے مذہب پر اس حدیث سے کہ کم مدت حیض کی باکرہ اور ثیبہ کے لیے تین دن ہیں اور زیادہ دس دن ہیں اور یہ حدیث ابو امامہ اور واثلہ بن الاسقع اور معاذ بن جبل اور ابو سعید خدری اور انس بن مالک اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے تو ابو امامہ کی حدیث کو طبرانی نے نکالا معجم میں اور دارقطنی نے سنن میں حسان بن ابراہیم بن عبد الملک سے اونہوں نے علاء بن کثیر سے اونہوں نے مکحول سے اونہوں نے ابو امامہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کم مدت حیض کی باکرہ اور ثیبہ عورت کے لیے تین دن ہیں اور زیادہ جو ہوتا ہے تو دس دن تک ہے اس سے زیادہ ہو تو وہ استحاضہ ہے دارقطنی نے کہا عبد الملک مجہول ہے اور علاء بن کثیر ضعیف ہے اور مکحول نے ابو امامہ سے نہیں سنا اور نکالا اوسکو ابن عدی نے کامل میں اور ضعیف کیا حسان بن ابراہیم کو اور کہا وہ عمداً جھوٹ نہیں باندھتا لیکن وہ وہم کرتا ہے اور میرے نزدیک اسمیں کچھ برائی نہیں اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں سلیمان بن عمرو ابو داؤد نخعی سے اوسنے یزید بن جابر سے اوسنے مکحول سے اور علت نکالی اسمیں ابو داؤد نخعی سے اور کہا وہ بناتا ہے حدیث کو اور علاء بن کثیر سے کہا وہ روایت کرتا ہے موضوعات کو ثقہ لوگوں سے اور اس سے حجت لینا درست نہیں جب ثقات کی موافقت ہو تو تفرد کی حالت میں کیونکر درست ہوگا اور کہا کہ ہمارے بعض اصحاب نے گمان کیا کہ یہ علاء ابن الحارث ہے حالانکہ ایسا نہیں علاء بن حارث حضرمی ہے اور سچا ہے اور یہ علاء بن کثیر بنی امیہ کے موالی میں سے ہے اور کچھ چیز نہیں اور واثلہ کی حدیث کو دارقطنی نے سنن میں نکالا فرمایا حضرتؐ نے حیض کی کم مدت تین دن ہیں اور زیادہ دس دن ہیں دارقطنی نے کہا اسکی اسناد میں حماد بن منہال مجہول ہے اور محمد بن احمد بن انس ضعیف ہے اور ابن حبان نے کہا کہ اسکی اسناد میں محمد بن راشد ہے اور اسکی

اتین بہت منکر ہوئین تو وہ متروک ہونے کے لائق ہے اور معاذ کی حدیث کو ابن عدی نے کامل میں نکالا محمد بن سعید
شامی کے طریق سے کہ حضرت صلعم فرماتے تھے حیض تین دن سے کم نہیں ہے اور دس دن سے زیادہ نہیں ہے پھر جو زیادہ ہو اس سے
تو وہ مستحاضہ ہے وضو کرے ہر نماز کے لیے مگر اپنے حیض کے دنوں اور دو ہفتوں سے کم نفاس نہیں ہے اور اگر نفاس
والی چالیس دن سے کم میں پاکی دیکھے تو روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور خاوند اس سے صحبت نہ کرے مگر چالیس دن کے بعد
ابن عدی نے کہا ضعیف کیا محمد بن سعید شامی کو بخاری اور ابن معین اور سفیان ثوری نے اور کہا کہ وہ حدیث بناتا ہے
اور نکالا اسکو عقیلی نے ضعفا میں اور اسکی اسناد میں محمد بن حسن صدفی ہے عقیلی نے کہا وہ مجہول ہے اور اسکی حدیث
محفوظ نہیں ہے اوس میں اتنا زیادہ ہے کہ تین دن سے کم حیض نہیں ہے اور دس سے زیادہ نہیں ہے اور ابو سعید
خدری کی حدیث کو ابن جوزی نے نکالا علل متناہیہ میں کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ حیض کی کم مدت تین دن ہے اور اکثر
دس دن ہے اور دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پندرہ دن کی مدت ہوتی ہے ابن جوزی نے کہا ابن حبان نے کہا اسکی
اسناد میں ابو داؤد نخعی ہے سلیمان وہ حدیث بناتا تھا اور احمد نے کہا وہ کذاب تھا اور بخاری نے کہا وہ مشہور ہے
کذب کے ساتھ اور یزید بن ہارون نے کہا اوس سے روایت کرنا جائز نہیں ہے اور انس کی حدیث کو ابن عدی نے نکالا کامل
میں کہ حضرت صلعم نے فرمایا حیض تین دن ہے اور چار دن اور پانچ دن اور چھ دن اور سات دن اور آٹھ دن اور نو
دن اور دس دن پھر جب دس دن سے زیادہ عورت کو آوے تو وہ مستحاضہ ہے اور علت کی حسن بن دینار سے اور
کہا کہ سب نے اتفاق کیا اوسکے ضعف پر اور عائشہ کی حدیث کو میں نے موصولاً نہیں پایا لیکن ابن جوزی نے علل
متناہیہ اور تحقیق میں کہا کہ حسین بن علوان نے روایت کیا ہشام بن عروہ سے اونہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے
عائشہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اکثر مدت حیض کی دس دن ہیں اور کم مدت تین دن اور کہا کہ حسین بن علوان
کو ابن حبان نے کہا وہ حدیث بناتا تھا اوسکی حدیث لکھنا جائز نہیں اور جھوٹا کہا اسکو احمد اور یحیی اور ابن معین
نے اور ابن حبان نے کتاب الضعفا میں ایسا ہی ذکر کیا لکن اپنی سند سے اسکو وصل نہیں کیا حسین بن علوان تک
زیلعی نے کہا ابن جوزی نے تحقیق میں کہا کہ ہمارے اصحاب اور مالک اور شافعی رحمہ کے اصحاب نے دلیل لی اثبات پر
کہ حیض کی مدت زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہیں اس حدیث سے کہ تم میں سے ایک اپنی آدھی عمر تک ٹھہری رہتی ہے
نماز نہیں پڑھتی لیکن یہ حدیث پہچانی نہیں جاتی اور صاحب تنقیح نے بھی ایسا ہی کہا انتہے اور سخاوی نے
مقاصد میں کہا کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں اس لفظ سے یعنی تَمْکُثُ اِحْدَاکُنَّ شَطْرَ دَہْرِہَا لَا تُصَلِّی اور نووی نے کہا
یہ باطل ہے اسکی کوئی اصل نہیں اور علامہ ابو الطیب نے بدور الاہلہ میں کہا کہ حیض کی مدت معین ہونیکے باب میں

۴ اور چالیس دن سے زیادہ نفاس نہیں ہے

کوئی دلیل قابل حجت لینے کے نہیں اور جو کچھ اس باب میں روایت کیا گیا ہے یا موضوع ہے یا بالکل ضعیف ہو اور حضرت ام سلمہ سے جو ثابت ہو وہ یہی ہے کہ چند راتیں نماز موقوف رکھے اور عدد صرف حمنہ کی حدیث میں وارد ہے کہ چھ دن یا سات دن حیض کرے تو اللہ کے علم میں جیسی عورتیں حیض کرتی ہیں اور احادیث کی رو سے اگر اکثر مدت حیض کی سات دن نہیں تو ہو سکتا ہی انتہی مترجم کہتا ہے حق اس باب میں یہ ہے کہ حیض کی کوئی مدت مقرر نہیں بلکہ یہ امر مفوض ہے حائضہ کی رائے پر اور اسکی عادت پر واللہ اعلم **باب** الصُّفْرَةِ وَالْكُدْرَةِ فِي غَيْرِ أَيَّامِ الْحَيْضِ حیض کے سوا اور دنوں میں زردی پن یا خاکی پن دیکھنا **ف** حافظ نے کہا غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث میں جو اوپر گذری کہ انہوں نے سب رنگوں کو حیض میں داخل کیا سوا بہت سفیدی کے اور ام عطیہ کی حدیث میں جو اس باب میں ہی کہ ہم زردی اور خاکی کو کچھ نہیں گنتی تھیں بظاہر تعارض ہے لیکن درحقیقت تعارض نہیں اس وجہ سے کہ حضرت عائشہ کی حدیث اس صورت پر محمول ہو جب حیض کے دنوں میں زردی اور خاکی دیکھے اور ام عطیہ کی حدیث اس صورت پر جب حیض کے سوا اور دنوں میں ایسا دیکھے انتہی **حدثنا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ شَيْئًا ترجمہ ام عطیہ سے روایت ہو انہوں نے کہا ہم نہیں گنتی تھیں خاکی اور زردی کو کچھ **ف** یعنی یہ رنگ حیض میں شمار نہ کرتی تھیں ابوداؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بَعْدَ الطُّهْرِ یعنی پاک ہونے کے بعد اور اس سے امام بخاری کا ترجمہ باب ثابت ہوتا ہے اور صحابی کا یہ کہنا کہ ہم ایسا کرتے تھے یا ایسا کہتے تھے حضرت صلعم کے زمانے میں رفع ہے حدیث کا اور امام بخاری کا یہ قول ہے کہ اگر صحابی حضرتؐ کے زمانے کا ذکر نہ کرے تب بھی ایسا کہنا مثل مرفوع حدیث کے ہے اور حاکم وغیرہ نے بھی ایسا ہی کہا ہے لیکن خطیب نے اس میں خلاف کیا ہے مترجم کہتا ہے جب تک یہ بات ثابت نہ ہو کہ حضرتؐ نے ایسا کہتے سنا یا ایسا کرتے دیکھا اور سکوت فرمایا تب تک اوسکے مرفوع ہونے میں شبہ ہے گو محدثین ایسے لفظ کو رفع کا حکم دیتے ہیں واللہ اعلم اور ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں نکالا فاطمہ بنت منذر سے انہوں نے اسماء بنت ابی بکر سے انہوں نے کہا ہم انکی پرورش میں تھے اونکے بھتیجوں کے ساتھ پھر ہم میں سے کوئی پاک ہوتی اور نماز پڑھتی پھر تھوڑی زردی دیکھتی اور ان سے پوچھتی وہ کہتیں کہ جدا رہو نماز سے جب تک تم یہ دیکھو یہاں تک کہ خالص سفیدی دیکھو اور نکالا عمرہ سے وہ عورتوں سے کہتی تھیں جب تم میں سے کوئی کرسف اندر ڈالے پھر اوسکا رنگ بدل جاوے نکالنے کے بعد تو نماز نہ پڑھے جب تک کوئی چیز نہ دیکھے یعنی جب تک کوئی رنگ پاوے) شوکانی نے نیل میں کہا کہ ام عطیہ کی احادیث کو حاکم نے نکالا اور روایت کیا اسمعیلی نے مستخرج میں اس لفظ سے کہ ہم تیرگی اور زردی کو کچھ نہیں سمجھتی تھیں یعنی حیض میں داخل نہیں جانتی تھیں اور دارمی کی روایت میں ہے

کہ غسل کے بعد ہم تیرگی اور زردی کو کچھ نہیں سمجھتی تھیں حافظ نے کہا اور نہایہ اور وسیط میں یہ زیادہ کیا کہ عادت کے بعد اور یہ
زیادتی باطل ہے اور یہ جو حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ہم زردی اور تیرگی کو حیض سمجھتی تھیں تو نووی نے شرح مہذب میں
کہا کہ اس لفظ سے یہ حدیث مجھکو نہیں ملی اور ام عطیہ کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ طہر کے بعد زردی اور خاکی رنگ اگر دیکھے
تو وہ حیض نہیں ہے البتہ حیض کے وقت میں یہ رنگ بھی حیض میں اور بحر میں ہے کہ یہی قول ہے زید بن علی اور ہادی
اور موید باللہ اور ابو طالب اور ابو حنیفہ اور محمد اور مالک اور لیث اور عنبری کا اور قاسم اور ناصر اور شافعی سے بھی ایک
روایت ایسی ہی ہے ان لوگوں کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ یہ رنگ بھی نجاست ہے اور اللہ نے فرمایا حتیٰ یطہرن اور
حضرت صلعم نے حمنہ سے فرمایا جب تو دیکھے کہ پاک ہو گئی تو اور صاف ہو جاوے تو نماز پڑھ اور قاسم سے ایک روایت یہ
ہے کہ یہ رنگ حیض نہیں ہیں ہے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے جب تو کالا خون دیکھے تو نماز سے باز رہ یہانتک کہ زردی
آوے اسوقت وضو کر اور نماز پڑھ اور ام عطیہ کی حدیث میں ہے کہ زردی اور خاکی کو ہم حیض نہیں گنتی تھیں اور اسکا
جواب یہ ہے کہ حضرت صلعم نے ام المومنین عائشہ رض سے فرمایا مت نماز پڑھ یہانتک کہ چونا سفید دیکھے اور ام عطیہ کی
حدیث میں دوسری روایت میں یہ ہے کہ طہر کے بعد ان رنگوں کو حیض نہیں گنتی تھیں علاوہ اسکے حضرت عائشہ
نے کہا ہم تیرگی اور زردی کو ایام حیض میں حیض سمجھتی تھیں اور ناصر اور شافعی سے ایک روایت یہ ہے کہ یہ دونوں
رنگ خون کے بعد حیض میں داخل ہیں نہ خون سے پہلے اور ایک روایت شافعی سے یہ ہے کہ عادت کے دنوں میں
حیض میں داخل ہیں اور احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نکالا حضرت عائشہ رض سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اس عورت
جو طہر کے بعد وہ دیکھے جو اوسکو شک میں ڈالے (کہ حیض ہے یا اور کچھ) یہ ایک رگ ہے یا رگیں ہیں (اور حیض
نہیں ہے) اسکی اسناد میں ام بکر مجہول ہے اور باقی سب راوی ثقہ ہیں اور منذری نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اس
حدیث سے بھی جمہور کے مذہب کی تائید ہوتی ہے مترجم کہتا ہے حق یہی ہے کہ زرد اور خاکی رنگ اگر حیض کے دنوں
میں دیکھے تو وہ حیض ہے اور جو طہر کے بعد دیکھے تو حیض نہیں ہے اور امام بخاری رح نے اسکو اختیار کیا اور اس
مذہب پر سب دلیلوں میں توافق ہو جاتا ہے اور یہی قول ہے جمہور کا **بَابُ عِرْقِ الْاِسْتِحَاضَةِ** استحاضہ کی
رگ کا بیان **حَدَّثَنَا** اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ عُرْوَةَ وَعَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ اُسْتُحِيْضَتْ سَبْعَ
سِنِيْنَ فَسَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَمَرَهَا اَنْ تَغْتَسِلَ فَقَالَ هٰذَا عِرْقٌ فَكَانَتْ
تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلٰوةٍ ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے ام حبیبہ کو جو بہن تھیں ام المومنین زینب بنت جحش کی

ام حبیبہ ام المومنین زینب کی بہن

اور بیٹی ہیں عبدالرحمن بن عوف کی اور موطا میں اونکا نام زینب کہا ہے اور یہ سہو ہے یا اونکا بھی نام زینب تہا اور
کنیت ام حبیبہ اور ابوداؤد طیالسی کی روایت میں یہی زینب کا نام ہے) استحاضہ آیا سات برس تک پہر اونہوں نے جناب رسول خدا صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اسکو آپنے حکم دیا اونکو غسل کرنیکا اور فرمایا یہ ایک رگ ہے یعنی یہ خون حیض کا نہیں بلکہ ایک
رگ سے آتا ہے پہر وہ غسل کرتیں ہر نماز کے واسطے ف حافظ نے کہا حضرت نے بار بار غسل کرنیکا حکم نہیں دیا
تہا لیکن ام حبیبہ یہی سمجہیں تو ہر نماز کے لیے غسل کرنے لگیں اور شافعی نے کہا کہ ہر نماز کے لیے غسل کرنا تطوعاً
تہا یعنی نفل) اور لیث نے کہا مسلم کی روایت میں کہ ابن شہاب نے اس حدیث میں یہ ذکر نہیں کیا کہ آپ نے ام حبیبہ
کو ہر نماز کے لیے غسل کرنیکا حکم دیا بلکہ ام حبیبہ نے یہ کام خود کیا اور جمہور کا یہی قول ہے وہ کہتے ہیں مستحاضہ کو ہر نماز
کے لیے غسل کرنا واجب نہیں بلکہ وضو واجب ہے البتہ متحیرہ کو غسل کرنا چاہیے ہر نماز کے لیے اور مؤید ہے اسکو وہ جو روایت کیا
ابوداؤد نے عکرمہ سے کہ ام حبیبہ کو استحاضہ ہوا تو حضرت نے اونکو حکم دیا اپنے حیض کے دنوں تک انتظار کرنیکا پہر غسل کرے
اور نماز پڑہے اگر خون دیکھے تو وضو کرے اور نماز پڑہے اور مہلبی نے کہا غسل نہ واجب ہونے کے لیے دلیل یہ امر ہے کہ یہ ایک رگ
ہے کیونکہ رگ کا خون نکلنے سے غسل لازم نہیں ہوتا اور وہ جو ابوداؤد کی روایت میں ہے سلیمان بن کثیر اور ابن اسحاق کے
طریق سے زہری کی اس حدیث میں کہ پہر آپنے اونکو حکم دیا غسل کرنیکا ہر نماز کے لیے تو حدیث کے حافظوں نے اوس میں طعن
کیا ہے اور کہا ہے کہ زہری سے ثقہ لوگوں نے یہ لفظ نقل نہیں کیا اور لیث نے کہا کہ ابن شہاب نے اسکو ذکر نہیں کیا جیسے
ابہی گذرا صحیح مسلم سے البتہ ابوداؤد نے نکالا یحیی بن ابی کثیر سے اونہوں نے ابوسلمہ سے اونہوں نے زینب بنت ابی سلمہ سے
اسی قصہ کو اوس میں یہ ہے کہ پہر آپنے اونکو حکم دیا غسل کرنیکا ہر نماز کے لیے اور یہ اسناد صحیح ہے اس صورت میں یہ کہا جائیگا
کہ یہ حکم استحباباً تہا اور خطابی نے کہا شاید ام حبیبہ متحیرہ ہونگی اور یہ تاویل غلط ہے کیونکہ عکرمہ کی روایت میں ہے کہ آپ
نے اونکو حکم دیا اپنے حیض کے دنوں تک ٹہیرنیکا اور مسلم کی روایت میں بہی عراک بن مالک کے طریق سے عروہ سے اسی
قصے میں کہ آپنے فرمایا اونسے کہ ٹہیری رہ اوس قدر جتنی مدت تجہکو روکتا تہا حیض تیرا اور ابوداؤد نے اوزاعی اور ابن عیینہ
کے طریق سے بہی ایسا ہی نکالا زہری سے اور منکر کہا اس زیادت کو اور بعضوں نے یہ تاویل کی کہ تغتسل لکل صلوۃ
کا معنے یہ ہیکہ دہووے خون کو ہر نماز کے لیے کیونکہ خون نجس ہے اور اسکا دہونا نماز کی صحت کی شرط ہے اور طحاوی نے
کہا کہ ام حبیبہ کی حدیث منسوخ ہے فاطمہ بنت ابی حبیش کی حدیث سے اور استحباب کی تاویل اولے ہے (فتح) مترجم کہتا ہے
اس مسئلہ کا بیان اوپر تفصیل سے گذر چکا

باب المرأة تحيض بعد الإفاضة جس عورت کو طواف افاضہ کے بعد
خون آوے ف تو اوسکو طواف الوداع تک انتظار کرنا ضرور ہے یا طواف الوداع کو ترک کرکے اپنے گہر کو روانہ ہو سکتی ہے

حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابیہ عن عمرۃ بنت عبد الرحمن عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہا قالت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ ان صفیۃ بنت حیی قد حاضت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلہا تحبسنا الم تکن طافت معکن فقالوا بلی قال فاخرجی **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صفیہ بنت حیی کو (جو بی بی تہین آپکی) حیض آگیا آپنے فرمایا شاید وہی ہمکو روکتی ہے (مکہ سے نکلنے اور مدینہ کو روانہ ہونے سے) کیا اوسنے طواف (الافاضہ جسکو طواف الزیارۃ بہی کہتے ہین اور وہ حج کا رکن ہی) نہین کیا تمہارے ساتھ عورتون نے عرض کیا کیون نہین (طواف الافاضہ تو وہ کرچکی ہین) آپنے فرمایا تو نکل **ف** یہ صفیہ سے فرمایا یا عائشہ سے حافظ نے کہا اسحدیث کی بحث کتاب الحج مین آویگی انشاء اللہ تعالی قسطلانی نے کہا اسکو مسلم اور نسائی نے بہی نکالا **حدثنا** معلی بن اسد قال حدثنا وہیب عن عبد اللہ بن طاؤس عن ابیہ عن ابن عباس قال رخص للحائض ان تنفر اذا حاضت وکان ابن عمر یقول فی اول امرہ انہا لا تنفر ثم سمعتہ یقول تنفر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رخص لہن **ترجمہ** عبد اللہ بن طاؤس نے اپنے باپ طاؤس سے روایت کی اونہون نے ابن عباس سے اونہون نے کہا حائضہ عورت کو اجازت دی گئی چلے جانے کی جب اسکو حیض آجاوے (طواف الوداع کرنے سے پہلے) اور ابن عمر کہتے تہے (یہ طاؤس کا مقولہ ہے ابن عباس کا) شروع مین کہ حائضہ عورت روانہ نہو (اپنے گہر کو جب تک طواف الوداع نہ کرے تو ٹہیری رہے حیض سے پاک ہونے تک جب پاک ہو اوس وقت طواف کرے پہر کوچ کرے) پہر مین نے اونسے سنا وہ کہتے تہے حائضہ روانہ ہو جاوے (طواف الوداع سے پہلے) بیشک جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی حائضہ عورتون کو اُسکی **ف** یعنے طواف الوداع چہوڑ دینے کی اور چلے جانے کی معلوم ہوا کہ ابن عمر رض کو پہلے یہ حدیث صفیہ رض کی جو اوپر گذری نہین پہونچی تہی پس وہ یہ فتوے دیتے تہے کہ حائضہ عورت کو ٹہیرنا اور پاک ہوکر طواف الوداع کرکے جانا ضرور ہے پہر اونکو حدیث پہونچ گئی تب تو اپنے فتوے سے پہر گئے اور حدیث کے موافق حکم دیا اسحدیث سے یہ بہی نکلا کہ حائضہ عورت کو طواف کرنا جائز نہین **باب** اذا رات المستحاضۃ الطہر جب مستحاضہ حیض سے پاک ہو **ف** گو استحاضہ کا خون آتا رہے لیکن حیض کا خون بند ہو جاوے اور مستحاضہ کو اسکی تمیز ہو سکتی ہے اوس علامت سے جسکا ذکر اوپر گذرا اور بعضون نے کہا طہر سے مراد بالکل خون بند ہونا ہے قال ابن عباس تغتسل وتصلی ولو ساعۃ ابن عباس نے کہا غسل کرے مستحاضہ اور نماز پڑہے اگرچہ ایک ہی ساعت پاک ہو **ف** داؤدی نے کہا اوسکا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک ساعت پاکی دیکہے پہر خون آنے لگے

تو غسل کر کے نماز پڑھے اور اس اثر کو ابن ابی شیبہ اور دارمی نے وصل کیا انس بن سیرین سے انہون نے ابن عباس سے
کہ اونسے پوچھا استحاضے کو اونہون نے کہا جب بحرانی خون دیکھے (یعنے حیض کا) تو نماز نہ پڑھے اور جب پاکی دیکھے
اگرچہ ایک ساعت ہو تو غسل کرے اور نماز پڑھے (فتح) وَيَأتِيهَا زَوجُهَا اِذَا صَلَّتِ الصَّلٰوةُ اَعظَمُ اور ابن عباس نے کہا کہ
مستحاضہ سے اوسکا خاوند جماع کرے ف اس اثر کو عبدالرزاق وغیرہ نے عکرمہ سے نکالا اونہون نے ابن عباس سے
کہ اونہون نے کہا مستحاضہ سے اگر اوسکا خاوند صحبت کرے تو کچھ قباحت نہین اور ابوداؤد نے دوسرے طریق سے عکرمہ
سے نکالا کہ ام حبیبہ کو استحاضہ ہوتا تھا اور اونکے خاوند اونسے جماع کرتے تھے اور یہ حدیث صحیح ہے اگر عکرمہ نے ام حبیبہ سے سنا ہو
(فتح) نیل مین ہے کہ ابوداؤد نے عکرمہ سے نکالا اونہون نے حمنہ بنت جحش سے کہ اونکو استحاضہ ہوتا تھا اور اونکے خاوند
اونسے جماع کرتے تھے پھر کہا کہ حمنہ کی حدیث کو بیہقی نے بھی نکالا اور نووی نے کہا اسکا اسناد حسن ہے اور ام حبیبہ کی حدیث کی اسناد
مین معلے ہے وہ ثقہ تھا اور امام احمد اس سے روایت نہین کرتے تھے کیونکہ وہ رائے کی پیروی کرتا تھا اور عکرمہ کی سماع مین
ام حبیبہ اور حمنہ سے اعتراض ہے منذری نے کہا ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ مستحاضہ سے جماع درست ہے اگرچہ
خون بہ رہا ہو اور یہی قول ہے جمہور کا اور نقل کیا ابن منذر نے یہ ابن عباس اور ابن المسیب اور حسن بصری اور عطا
اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور حماد بن ابی سلیمان اور بکر بن عبداللہ مزنی اور اوزاعی اور ثوری اور مالک اور اسحاق اور شافعی
اور ابو ثور سے اور دلیل لی ان لوگون نے انہی حدیثون سے اور نخعی اور حکم نے کہا کہ مستحاضہ سے اسکا خاوند صحبت
نہ کرے اور ابن سیرین نے کہا کہ صحبت کرنا اوس سے مکروہ ہے اور امام احمد سے ایک روایت مین منع ہے اور جو لوگ جائز کہتے ہین
وہ یہ قید لگاتے ہین کہ عورت کو علامتون اور عادت کی رو سے یہ معلوم ہو کہ وہ خون حیض کا خون ہے اور عکرمہ کی روایتون
سے جو دلیل لی اوسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ فعل ہے ایک صحابی کا اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اس امر کی اجازت
دینا منقول نہین ہوئی مگر اوسکا جواب یون ہو سکتا ہے کہ حضرتؐ سے اسکی حرمت بھی ثابت نہین ہوئی اور ام حبیبہ
کے خاوند عبدالرحمن بن عوف تھے اور حمنہ کی طلحہ بن عبیداللہ اور یہ دونون اجلائے صحابہ اور عشرہ مبشرہ سے ہین اور قیاس
سے بعید ہے یہ بات کہ یہ امر حرام ہوتا اور یہ دونو صحابی اوسکو کرتے اور جو لوگ منع کرتے ہین وہ دلیل لیتے ہین اوس سے جو خلال
نے روایت کیا اپنی اسناد سے کہ حضرت عائشہؓ نے کہا مستحاضہ کو اوسکا خاوند نہ ڈہلنپے یعنی اوس سے صحبت نہ کرے اور اللہ
تعالی نے حائضہ سے صحبت کرنیکو منع کیا اسوجہ سے کہ حیض پلیدی ہے اور استحاضہ بھی پلیدی ہے بس اسمین بھی جماع
منع ہوگا المنتقے مع زیادۃ ت جب نماز پڑہے مستحاضہ (تو غسل کرے اور نماز پڑہے) نماز بڑی ہے ف جماع سے
اور جب استحاضہ کی حالت مین نماز جائز ہوئی تو جماع بطریق اولی جائز ہوگا یہ امام بخاریؒ نے ایک دلیل بیان کی اون

لوگوں کے لیے جو مستحاضہ سے جماع کرنا درست جانتے ہیں اور رد کیا اُن لوگوں پر جو اسکو منع کرتے ہیں اور ابن منذر نے ممانعت ابراہیم نخعی اور حکم اور زہری وغیرہم سے نقل کی اور بعض شارحین نے یہ گمان کیا کہ (نماز بڑی ہی) یہ ابن عباس کا قول ہے اور اسی اثر میں داخل ہے جو ابن عباس سے اوپر نقل کیا اور کہا کہ ابن ابی شیبہ نے اسکو نکالا حالانکہ ابن ابی شیبہ کے مصنف میں یہ نہیں ہے البتہ عبد الرزاق اور دارمی نے سالم افطس کے طریق سے نکالا کہ انہوں نے سعید بن جبیر سے پوچھا مستحاضہ سے جماع کیا جاوے انہوں نے کہا نماز بڑی ہے جماع سے (فتح) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (یہ مختصر ہے فاطمہ بنت ابی حبیش کی حدیث سے جو اوپر گذری) جب حیض آوے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض چلا جاوے تو خون دہو اپنے سے نماز پڑھ ف اس حدیث کو ابو نعیم نے مستخرج میں اسی اسناد سے یعنی زہیر کے طریق سے پورا روایت کیا ہے اور امام بخاری نے اسکو مختصر بیان کیا جتنا اس باب میں ضرور تہا اور حدیث سے مستحاضہ کو نماز پڑھنے کی اجازت نکلتی ہے اور جب نماز جائز ہوئی تو جماع بہی اس سے جائز ہوگا اور مخالفین نے جو کہا کہ مستحاضہ پلیدی ہے یہ صحیح ہے مگر ہر پلیدی میں جماع کا منع ہونا ضرور نہیں اور حیض میں جماع کی ممانعت قرآن سے ثابت ہے وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ اور اسی سے یہ نکلتا ہے کہ جب حیض سے پاک ہو جاویں تو اُن سے جماع کرو اور ظاہر ہے کہ مستحاضہ حیض سے پاک ہو جاتی ہے جب حیض کے دن گذر جاویں اور حمنہ کی حدیث میں صاف یہ موجود ہے حَتّٰى إِذَا رَأَيْتِ أَنَّكِ قَدْ طَهُرْتِ تو حق یہی ہے کہ مستحاضہ سے جماع درست ہے جو جمہور کا قول ہے اور امام بخاری نے اسکو اختیار کیا

بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى النُّفَسَاءِ وَسُنَّتِهَا نفاس والی پر نماز پڑھنا اور اسکا طریقہ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ امْرَأَةً مَاتَتْ فِي بَطْنٍ فَصَلَّى عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ وَسْطَهَا ترجمہ سمرہ بن جندب نے کہا ایک عورت مر گئی (اسکا نام ام کعب تہا اور ابو نعیم نے کہا وہ انصاری تہی) زچگی میں ف یہ ترجمہ ہے فی بطن کا اور مولف نے اس روایت کو کتاب الجنائز میں نکالا اسمیں صاف ماتت فی نفاسہا ہے اور ایسا ہی امام مسلم کی روایت میں ہے اور بعضوں نے جو کہا کہ امام بخاری نے وہم کیا فی بطن کے معنے سمجھنے میں اور اسکا معنے یہ ہے کہ پیٹ کی عارضہ سے مری یعنی دستوں سے تو انہوں نے خود وہم کیا اور امام بخاری نے جو معنے سمجھے وہی صحیح ہے ت تو نماز پڑہی اسپر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور آپ کہڑے ہوئے اُس عورت کی بیچ میں ف یعنی اُسکی کمر کے مقابل حافظ نے کہا اسکا بیان

خدا چاہے تو کتاب الجنائز مین آویگا ابن بطال نے کہا شاید امام بخاری کی غرض اس باب سے یہ ہو کہ نفاس والی کو نماز نہین پڑہتی
لیکن اسکا حکم اور پاک عورتون کا سا ہے طاہر ہونے مین کیونکہ حضرت صلعم نے نماز پڑہی اوسپر اور آمین دیے اسکا جسنے
گمان کیا کہ آدمی موت سے نجس ہو جاتا ہے کیونکہ جب نفاس والی نجس نہ ہوئی تو اوسیت جسپر نجاست نہ ہو کیون نجس ہوگا ابن
منیر نے کہا امام بخاری کا یہ مقصود نہین بلکہ اونکا مطلب یہ ہے کہ نفاس والی عورت شہید کا حکم رکہتی ہے پر اوسپر نماز پڑہی
جاویگی غیر شہید کیطرح ابن رشید نے اسپر اعتراض کیا کہ حیض کے باب سے اس مطلب کو کوئی تعلق نہین پس ضرور ہے یہ مطلب
بیان کرنا کہ غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ حائضہ اور نفسا کا جسم اور عین پاک ہے کیونکہ جب نفاس والی پر نماز پڑہی تو معلوم ہوا کہ
وہ طاہر ہے اور اسی مطلب کے لیے ام المومنین میمونہ کی حدیث کو لائے جو آگی آتی ہے اسی باب مین اور ابوذر کی روایت مین اسکے
اول صرف باب کا لفظ زیادہ ہے اور ترجمہ مذکور نہین جس سے یہ نکلتا ہے کہ وہ مثل ایک فصل کے ہے اگلے باب کی اور ام المومنین
میمونہ کی حدیث سے یہ مطلب اسطرح نکلتا ہے کہ آپ کا کپڑا اونسے لگتا نماز مین اور وہ حائضہ ہوتی تہین پس معلوم ہوا کہ حائضہ کا جسم
پاک ہے انتہے قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا **باب** حَدَّثَنَا
الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ مِنْ كِتَابِهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ
الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ خَالَتِي مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا
كَانَتْ تَكُونُ حَائِضًا لَا تُصَلِّي وَهِيَ مُفْتَرِشَةٌ بِحِذَاءِ مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
يُصَلِّي عَلَى خُمْرَتِهِ إِذَا سَجَدَ أَصَابَنِي بَعْضُ ثَوْبِهِ **ترجمہ** عبداللہ بن شداد رض سے روایت ہے اونہون نے کہا
مینے سنا اپنی خالہ ام المومنین میمونہ رض سے جو بی بی تہین حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونہون نے کہا
حیض سے ہوتی نماز نہ پڑہتی اور لیٹی ہوتی اوس مقام کے پاس جہان پر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے اور نماز پڑہتے
اپنے سجدہ گاہ پر جب سجدہ کرتے تو میرے بدن سے آپکا کچہہ کپڑا لگ جاتا **ف** حافظ نے کہا سجدہ گاہ وہ چہوٹا مصلے ہے
جو بنایا جاتا تہا کہجور کی شاخون سے اور وہ بچاتا تہا منہ اور ہتہیلیون کو نماز کی گرمی سے اور سردی سے زمین کے نہایہ
مین ہے کہ خمرہ اتنا ہی بڑا ہوتا ہے اور خطابی نے کہا سجدہ گاہ سے وہ سجادہ مراد ہے جسپر نمازی سجدہ کرتا ہے اور اسپر
نماز پڑہنے کا بیان خدا چاہے تو کتاب الصلوۃ مین آویگا انتہے مختصرا قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ حائض نجس
نہین ہے اور حضرت صلعم کا تواضع کہ آپ بوریے کی ٹکڑے پر نماز پڑہتے برخلاف متکبرین کے کہ وہ قیمتی اور رنگین سجادون پر نماز
پڑہتے ہین اور اس حدیث کو مولف نے صلوۃ مین نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے انتہے للہ الحمد **خاتمہ**
حافظ ابن حجر نے کہا کتاب الحیض مین ۴۷ حدیثین ہین اونمین سے مکرر ۲۲ حدیثین ہین اون مین سے موصول تین حدیثین ہین

ہیں معلق اور متابع اور غیر متصل بلا تکرار وہ حدیثیں ہیں ان میں سے ایک معلق ہے کہ آپ ذکر کرتے اللہ کا ہر وقت سب
ہیں اور باقی موصول ہیں اور امام مسلم نے ان سب حدیثوں کو نکالا سوا حضرت عائشہ کی حدیث کے کہ ہم میں سے ایک کو حیض
آتا پھر وہ خون نکالتی اور مستحاضہ کے اعتکاف کی حدیث کی اور یہ حدیث کہ ہم میں سے ایک کے پاس نہ تھا مگر ایک ہی کپڑا اور ام عطیہ
کی حدیث کی ہم زردی کو نہ گنتی تھیں اور ابن عمر کی حدیث کی کہ انہوں نے رخصت دی حائضہ کو کوچ کرنے کی اور کتاب الحیض
میں موقوف آثار صحابہ اور تابعین کے دس ہیں اور سب معلق ہیں انتہی کتاب الحیض کی وہ حدیثیں جو امام بخاری
نے نہیں نکالیں ان میں سے بہت حدیثیں اگلے ابواب میں گذر چکی ہیں اور باقی یہ ہیں (۱) ترمذی اور
ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی اور دارقطنی اور ابن الجارود نے ابن عباس سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب کوئی
شخص اپنی بی بی سے صحبت کرے حیض کی حالت میں تو نصف دینار صدقہ دیوے ابو داؤد کی روایت میں یوں ہے کہ ایک
دینار یا نصف دینار صدقہ دیوے ابو داؤد نے کہا یہی صحیح روایت ہے شوکانی نے کہا اسکی راوی سب صحیح کے راوی ہیں
مگر مقسم جو ابن عباس رضہ سے راوی ہے اوس سے امام بخاری نے صرف ایک حدیث روایت کی اور اس حدیث کو صحیح کہا
حاکم اور ابن قطان اور ابن دقیق العید نے اور امام احمد نے کہا عبد الحمید کی حدیث مقسم سے اونہوں نے ابن عباس سے کیا
اچھی حدیث ہے لوگوں نے کہا تم اس پر عمل کرتے ہو اونہوں نے کہا ہاں اور ابو داؤد نے کہا یہی روایت صحیح ہے اور
کبھی شعبہ نے اسکو رفع نہیں کیا اور قاسم بن اصبغ نے کہا غندر نے اسکو رفع کیا اور حافظ نے کہا کہ اس حدیث کی سند اور
متن دونو میں بہت اضطراب ہے اور ابن القطان نے اوس کا جواب دیا اور وہ اُن لوگوں میں سے ہیں جو اس حدیث کو
صحیح کہتے ہیں اونہوں نے کہا کہ اضطراب کی علت اسمیں نکالنا خطا ہے اور صواب یہ ہے کہ ہر ایک طریق کو دیکھیں اور جس طریق
صحیح ہو وہ قبول کیا جاوے اب اگر کوئی ضعیف طریق اُسکے خلاف ہو تو وہ ضرر نہیں کرتا اور اس حدیث کی ایک طریق میں
دینار مذکور ہے اور ایک میں نصف دینار اور کسی طریق میں خون کی صفت مذکور ہے کسی میں نہیں کسی میں حیض کے
اول اور آخر کا ذکر ہے کسی میں نہیں کسی میں دینار کے دو خمس مذکور ہیں کسی میں بردے کا آزاد کرنا ذکر ہے پر ان سب طریقوں
میں عبد الحمید کا طریق صحیح ہے اور اکثر علما نے گمان کیا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے یا موقوف ہے ابن عباس پر
خطابی نے کہا اصح یہ ہے کہ یہ حدیث متصل اور مرفوع ہے اور رفع میں اختلاف کا جواب یہ ہے کہ یحیی بن سعید اور محمد
بن جعفر اور ابن ابی عدی نے اسکو رفع کیا شعبہ سے اور ایسا ہی وہب بن جریر اور سعید بن عامر اور نضر بن شمیل اور
عبد الوہاب بن عطا خفاف نے ابن سید الناس نے کہا جن لوگوں نے اسکو رفع کیا شعبہ سے وہ بڑے ہیں اور بہت
ہیں اور زیادہ حافظ ہیں اُن سے جنہوں نے وقف کیا اور یہ جو شعبہ نے کہا کہ حکم نے ایک بار اس حدیث کو مجھ سے مسند کیا

مسئلہ جو کوئی شخص [illegible] حالت حیض میں [illegible]

اور ایک بار موقوف تو اونہون نے بیان کردیا کہ مرفوعًا اور موقوفًا دونو طرح یہ حدیث اونکے پاس ہے پہر اگر رفع کرنیوالے موقوف کرنیوالون کے برابر ہوتے جب بہی کچہہ قدح نہ ہوسکتا تہا ابو بکر خطیب نے کہا رفع اور وقف مین اختلاف ہونے سے حدیث مین ضعف نہین آتا اور یہی مذہب ہے اہل اصول کا اور رفع ایک زیادت ہے اسکا قبول کرنا واجب ہے حافظ نے کہا ابن القطان نے باریکی کی اس حدیث کو صحیح کہنے مین اور طعن کے جوابات دینے مین اور ابن دقیق العید نے ابن القطان کے تصحیح کو قائم رکہا ہے اور امام مین اوسکو قوت دے اور وہی صواب ہے اور فقہانے تو اختلافی مسائل مین اون حدیثون سے حجت لی جن مین اس سے زیادہ اختلاف ہے جیسے بیر بضاعہ کی حدیث قلتین کی حدیث اور اس سے رد ہوگیا جو نووی نے کہا شرح مہذب اور تنقیح اور خلاصہ مین کہ سب اماموں نے مخالفت کی حاکم کی اس حدیث کی صحیح کہتے مین اور حق یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے بالاتفاق اور متابعت کی نووی کی ابن الصلاح نے تمام ہوا کلام شوکانی کا مترجم کہتا ہے اس حدیث کا صحیح ہونا ٹہیک ہے اور رفع اور وقف کا اختلاف مضر نہین کرتا کیونکہ رفع کرنے والے ثقہ اور حافظ ہین اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہے اور اسکی تائید مین دوسری روایتین بہی ہین ترمذی اور بیہقی اور طبرانی اور دارقطنی اور ابو یعلے اور دارمی نے نکالا ابن عباس سے اوس مین یہ مضمون ہے کہ جب لال خون ہو تو ایک دینار صدقہ دیوے اور اگر زرد خون ہو تو نصف دینار صدقہ دیوے شوکانی نے کہا اس روایت کو بعضون نے سفیان کے طریق سے نکالا اونہون نے خصیف اور علی بن بذیمہ اور عبد الکریم سے اون تینون نے مقسم سے اور بعضون نے ابو جعفر رازی کے طریق سے اونہون نے عبد الکریم سے اونہون نے مقسم سے اور خصیف مین گفتگو ہے اور عبد الکریم مین اختلاف ہے اور امام احمد اور بیہقی نے نکالا ابن جریج سے اونہون نے عطاء سے اونہون نے ابن عباس سے کہ حضرتؐ نے فرمایا حائضہ بیبی سے جب اوس سے جماع کیا جاوے کہ ایک دینار صدقہ دینا چاہیے پہر اگر جماع کیا اوس سے جب خون موقوف ہوگیا لیکن غسل نہین کیا تو آدہا دینار صدقہ دینا چاہیے اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ابو ہریرہ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو شخص جماع کرے حائضہ سے یا کسی عورت سے اوسکی دبر مین یا کسی نجومی کے پاس جاوے تو اوسنے انکار کیا اوسکا جو محمدؐ پر اوترا ایک روایت مین یوں ہے کہ نجومی کے پاس جاوے پہر جو وہ کہے اسکو سچ جانے تو وہ کافر ہوگیا ترمذی نے کہا ہم نہین پہچانتے اس حدیث کو مگر حکیم اثرم کی روایت سے اونہون نے ابو تمیمہ سے اُنہون نے ابو ہریرہ رضؓ سے تیسیر الوصول مین ہے کہ ایک روایت میں ابن عباس کی یون ہے کہ جب جماع کرے حائضہ سے شروع حیض مین اور خون سرخ ہو تو ایک دینار تصدق کرے اور جو جماع کرے اُس سے جب خون بند ہوتا ہو اور زرد ہو تو آدہا دینار صدقہ کرے شوکانی نے کہا ابن عباس کی حدیث سے

یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی اپنی عورت سے جماع کرے حیض کی حالت مین اسپر کفارہ واجب ہے اور اسی طرف گئے ہین ابن عباس
اور حسن بصری اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور شافعی ایک قول مین اپنا انہون نے اختلاف
کیا ہے کفارے مین حسن اور سعید نے کہا کہ ایک بردہ آزاد کرے اور باقی علمار نے کہا کہ ایک دینار یا آدہا دینار صدقہ
کرے اور عطا اور ابن ابی ملیکہ اور شعبی اور نخعی اور مکحول اور زہری اور ابو الزناد اور ربیعہ اور حماد بن ابی سلیمان اور ایوب
سختیانی اور سفیان ثوری اور لیث بن سعد اور مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور شافعی سے ایک روایت مین اور جمہور سلف
سے یہ منقول ہے کہ اوسپر کفارہ نہین بلکہ اسکو استغفار اور توبہ کرنا چاہیے شوکانی نے کہا کفارہ کی حدیث ثابت ہو اور
اوسپر عمل کرنا ضرور ہے مترجم کہتا ہے حق یہی ہے کہ اگر حیض کی شدت کیوقت جب خون لال ہو جماع کرے تو
ایک دینار صدقہ کرے اور جو اخیر مین جماع کرے جب خون زرد ہو جاوے تو آدہا دینار صدقہ دیوے جیسے حدیث سے
ثابت ہے اور حنفیہ نے بہت سے مسائل مین مرسل اور ضعیف حدیثون سے قیاس کو ترک کیا ہے پس کیا وجہ ہے کہ اس
صحیح اور ثابت حدیث ترک کیجاوے اور قیاس پر عمل کیا جاوے (۳) امام احمد اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے ام المؤمنین عائشہ
رضہ سے ہین پانی پیتی تہی اور مین حائضہ ہوتی پہر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی آپ اپنا منہ اوسی جگہ رکہتے
جہان مین نے منہ رکہا تہا اور پانی پیتے اور مین ہڈی چوستی اور حائضہ ہوتی پہر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیتی آپ اپنا منہ اوسی جگہہ رکہتے جہان مین نے رکہا تہا (۳) امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے عبد اللہ بن
سعد سے ہین نے پوچہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حائضہ عورت کے ساتہہ کہانیکو آپنے فرمایا کہلا اسکو ترمذی
نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے شوکانی نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہین اور ترمذی نے اسکو غریب کہا اسوجہ سے کہ
منفرد ہوا اوسکے ساتہہ علا بن حارث حکیم بن حزام سے اور حکیم بن حزام اپنے چچا عبد اللہ بن سعد سے ابن سید الناس
اور محمد بن جریر طبری نے کہا کہ علمار نے اجماع کیا حائضہ کو ساتہہ کہلانیکے جواز پر اور ترمذی نے کہا اکثر اہل علم کا یہی
قول ہے اونہون نے اسمین کوئی قباحت نہین دیکہی (۴) ابو داؤد نے حضرت عائشہ سے ہین جب حائضہ ہوتی تو
بچہونے اوترکر بورئیے پر چلی آتی پہر ہم نزدیک نہوتین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قریب نہوتین آپ سے
یہانتک کہ ہم پاک ہوجاتین (۵) مسلم نے میمونہ رضہ سے حضرت م نماز پڑہتے تہے ایک کملی مین اوس مین سے کچہہ
میرے اوپر ہوتی کچہہ آپ پر اور مین حائضہ ہوتی (۶) نسائی نے میمونہ رضہ سے اونہون نے کہا حضرت م ہم مین سے
ایک کی گود مین سر رکہتے پہر قرآن پڑہتے اور ہم مین سے ایک آپ کا خمرہ (مصلے یا سجدہ گاہ) لیکر مسجد کو جاتی اور بچہاتی
اور وہ حائضہ ہوتی (۷) نسائی نے شریح بن ہانی سے اونہون نے پوچہا حضرت عائشہ سے کیا عورت حائضہ ہو کر

[illegible]

اپنے خاوند کے ساتھ کھاتی اونہوں نے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو بلاتے ہیں آپکے ساتھ کھاتی اور حائضہ
ہوتی پھر آپ ہڈی لیتے تو اوسمین مجھکو حصہ دیتے ہیں اُس ہڈی کو لیتی اور اسکو چھوڑتی پھر آپ اپنا منھہ اوس ہڈی پر
لگاتے اُسی جگہہ جہان مین منے لگایا تہا اور آپ پانی منگاتے اوسمین بہی پہلا حصہ لگاتے اپنے پینے سے پہلے تو مین برتن کو
لیتی اور اُسمین سے پینی پہر رکھہ دیتی پہر آپ اوسکو لیتے اور اُسمین سے پیتے تو اپنا منھہ اُسی جگہہ رکہتے جہاں مین نے
رکہا تہا پیالہ مین سے (۸) امام مالک نے موطا مین حضرت عائشہ سے معلقًا اونہوں نے کہا اگر حاملہ عورت خون
دیکہے تو وہ نماز چھوڑ دیوے (۹) امام مالک نے عبد اللہ بن سفیان سے اونہوں نے کہا ایک عورت نے ابن عمر رضہ سے
پوچھا تو کہا مین آئی طواف کرنیکے ارادہ سے جب مین مسجد کے دروازے پر پہونچی تو میرے خون بہنے لگا مین لوٹی
جب خون بند ہو گیا تو مین نے غسل کیا پہر جب مسجد کے دروازے پر پہونچی تو خون بہنے لگا پہر جب مسجد پر آئی تو ایسا
ہی ہوا ابن عمر نے کہا یہ ایک مار ہے شیطان کیطرف سے تو غسل کرے پہر لنگوٹ کس لے ایک کپڑے کا پہر طواف کرے
(۱۰) امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم اور دارقطنی اور بیہقی نے علی بن عبد الاعلے سے اوس نے
ابو سہل کثیر بن ابی زیاد سے اوس نے کہا حدیث بیان کی مجھسے مُسّہ ازدیہ نے اونسے اُم المومنین اُم سلمہ رض سے اونہوں نے
کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین نفاس والی عورت چالیس دن بیٹھتی تہی اور ایک روایت مین
ہے چالیس دن یا چالیس رات اور ایک روایت مین ہے کہ آپکے اصحاب مین سے عورت نفاس مین بیٹھتی تہی اور ایک روایت
مین ہے کہ آپکی عورتون مین سے ایک عورت بیٹھتی تہی نفاس مین چالیس دن یا چالیس رات اور ہم اپنے مونہو پر ورس لگاتی
تہیں جہائیوں کی وجہ سے ابو داؤد کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلعم اسکو نفاس کی نماز قضا کرنیکا حکم نہ دیتے
ترمذی نے کہا ہم اسحدیث کو نہیں پہچانتے مگر ابو سہل کی روایت سے وہ روایت کرتا ہے مُسّہ ازدیہ سے وہ اُم سلمہ سے
اور ابو سہل کا نام کثیر بن زیاد ہے محمد بن اسمعیل بخاری نے کہا علی بن عبد الاعلے ثقہ ہے اور ابو سہل بہی ثقہ ہے اور نہیں
پہچانا اونہوں نے اسحدیث کو مگر ابو سہل کی روایت سے انتہے زیلعی نے کہا حاکم نے اسکو مستدرک مین نکالا اوس زیادت
کے ساتھہ جو ابو داؤد نے نکالی اور کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور نہین نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے اور نکالا اسکو دارقطنی
نے اسی طریق سے اور حکم بن عیینہ کے طریق سے اونہوں نے مُسّہ سے اور ابن تیمیہ نے منتقے مین کہا حدیث کا مطلب
یہ ہے کہ نفاس والی عورت کو چالیس دن بیٹھنے کا حکم کیا جاتا کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ تمام عورتون کی عادت نفاس اور حیض
مین یکسان ہووے اور عبد الحق نے احکام مین کہا اس باب مین جتنی حدیثیں آئی ہیں وہ معلول ہیں اور سب مین اچھی مُسّہ ازدیہ
کی حدیث ہے ابن القطان نے کہا مُسّہ کی حدیث بہی معلول ہے اسلیے کہ مُسّہ کا حال معلوم نہیں نہ یہ معلوم ہے کہ وہ کون

اور سوا اس حدیث کی اور کسی حدیث مین اسکا ذکر نہین دوسرے یہ کہ حضرت کی بی بیون کو کبھی نفاس آیا ہی نہین سوی حضرت خدیجہ
رضی اللہ عنہا کے اور اونکا نکاح ہجرت سے پہلے تھا اس صورت مین اس روایت کا مطلب نہین بنتا کہ آپکی عورتون مین ایک عورت
نفاس مین بیٹھتی مگر یہ کہ عورتون سے بی بیون کے سوا اور عورتین مراد لی جاوین جیسے بیٹیان کنیزین والیان یا حرم ماریہ قبطیہ
اور ابن حبان نے اس حدیث مین یہ علت نکالی کہ اسکی سند مین کثیر بن زیاد ہے وہ الٹی پلٹی روایتین نقل کرتا ہے تو جس
روایت سے وہ منفرد ہو وہ پرہیز کرنے کے لائق ہے انتہےٰ شوکانی نے کہا ابو سہل کو بخاری اور ابن معین نے ثقہ کہا اور ابن
حبان نے اوسکو ضعیف کیا حافظ نے کہا ابن حبان کا قول صواب نہین ہے اور مسہ ازدیہ مجہول الحال ہے نووی نے کہا اگلی
جماعت فقہا نے جو کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے تو اونکا قول مردود ہے اسکی کئی شاہد ہین زیلعی نے کہا اس باب مین اور کئی
حدیثین وارد ہین **ایک** وہ جو ابن ماجہ نے نکالی سلام بن سلیم سے اونے حمید سے اونے انس رض سے کہ آنحضرت صلعم نے
نفاس والی کے لیے چالیس دن مقرر کیے مگر جب اس سے پہلے پاکی دیکھے (تو چالیس سے کم مین بھی پاک ہو جاویگی) اور روایت
کیا اسکو دارقطنی نے سنن مین پھر کہا کہ نہین روایت کیا اوسکو حمید سے کسی نے سوا سلام کے اور وہ ضعیف ہے صاحب
تنقیح نے کہا ابن ماجہ نے اپنی کتاب مین سلام بن سلیم سے حدیث کی سوا اور کوئی حدیث روایت نہین کی شوکانی نے کہا ابن معین
وغیرہ اماموں نے سلام کو جھوٹا کہا اور عبد الرزاق نے اسکو دوسرے طریق سے انس سے موقوفاً نکالا **دوسری** جو حاکم
نے نکالی مستدرک مین ابو بلال اشعری سے اونہون نے ابو شہاب سے اونہون نے ہشام بن حسان سے اونہون نے حسن
سے اونہون نے عثمان بن ابی العاص سے اونہون نے کہا حضرت صلعم نے عورتون کے لیے نفاس مین چالیس دن مقرر کیے
حاکم نے کہا اگر یہ سند ابو بلال سے سالم ہوتی تو مرسل صحیح ہوتی کیونکہ حسن نے عثمان بن ابی العاص سے نہین سنا اور نکالا اسکو
دارقطنی نے سنن مین اور کہا کہ ابو بلال اشعری ضعیف ہی حافظ نے کہا ابو بلال ضعیف ہے اور حسن کی روایت عثمان سے
منقطع ہے اور مشہور اسکا موقوف ہونا ہے عثمان پر **تیسری** وہ جو حاکم نے نکالی مستدرک مین عمرو بن حصین سے اونے محمد بن
عبد اللہ بن علاثہ سے اونے عبدہ بن ابی لبابہ سے اونے عبد اللہ بن باباہ سے اونے عبد اللہ بن عمرو رض سے کہ فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نفاس والی عورت چالیس رات تک انتظار کرے پھر اگر اوس سے پہلے پاکی دیکھے تو وہ
پاک ہے اور اگر چالیس دن گذر جاوین اور پاک نہ ہو تو وہ مستحاضہ ہے غسل کرے اور نماز پڑھے پھر اگر خون غلبہ کرے تو وضو
کرے ہر نماز کے لیے حاکم نے کہا عمرو بن الحصین اور محمد بن علاثہ دونو بخاری مسلم کی شرط پر نہین ہین لیکن مینے اس حدیث
کو استشہاداً ذکر کیا اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے اپنے سنن مین اور کہا کہ عمرو بن الحصین اور ابن علاثہ دونو متروک ضعیف
ہین **چوتھی** حدیث دارقطنی نے نکالی ابو بلال اشعری سے اونے حبان سے اونے عطا سے اونے عبد اللہ بن ابی ملیکہ

اوسی عائشہ رضہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتون کے لیے نفاس مین چالیس دن مقرر کیے اور ابو بلال کا ضعیف
اوپر بیان ہو چکا اور نکالا اسکو ابن حبان نے ذیل الضعفا مین حسین بن علوان سے اوسنے ہشام بن عروہ سے اونسے
اپنے باپ سے اونسے عائشہ سے انہون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفاس والیون کیلیے چالیس دن مقرر کیے مگر جب
وہ پاکی دیکھے تو غسل کرے اور نماز پڑھے اور اوسکا خاوند اوس سے صحبت نکرے چالیس دن کے اندر پہر کہا کہ یہ حدیث صحیح نہین
ہے اور حسین بن علوان حدیث بناتا تہا اور یہ عطار عطار بن عجلان ہے ایسا ہی بیان کیا طبرانی نے عطا کی حدیثون مین
اور کہا کہ یہ حدیث اس اسناد سے نہین مروی ہے مگر عطار بن عجلان کے طریق سے اور وہ کوفی ہے ضعیف منفرد ہو
کئی حدیثون مین اُن مین سے یہ حدیث بہی ہے اور نہین روایت کیا اسکو ابن ابی ملیکہ سے کسی نے سوا عطار کے انتہے
پانچوین حدیث طبرانی نے نکالی معجم اوسط مین احمد بن جلید سے اونسے عبید بن صاد سے اونسے سلیمان بن حیان
ابو خالد احمر سے اونسے اشعث بن سوار سے اونسے ابو الزبیر سے اونسے جابر رضہ سے اونہون نے کہا نفاس والیون کیلیے
چالیس دن مقرر ہوئے چھٹی حدیث ابن عدی نے نکالی کامل مین علار بن کثیر دمشقی سے اونہون نے مکحول سے اونہون
نے ابو الدردار اور ابو ہریرہ سے اُن دونون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نفاس والی انتظار کرے چالیس دن
مگر یہ کہ اس سے پہلے پاکی دیکھے پہر اگر چالیس دن ہو جاوین اور پاکی نہ دیکھے تو غسل کرے
وہ مثل مستحاضہ کے ہے ابن عدی نے علار بن کثیر کی تضعیف نقل کی بخاری اور نسائی اور ابن مدینی اور ابن معین اور انکے
سوا نقین سے شوکانی نے کہا علار بن کثیر بہت ضعیف ہے زیلعی نے کہا ابن جوزی نے تحقیق مین اس حدیث کیطرف
اشارہ کیا اور کہا کہ ہمارے اصحاب نے ابو ہریرہ سے روایت کی حضرت صہ نے فرمایا جب چالیس دن گذر جاوین تو وہ مستحاضہ کیطرح
غسل کرے اور نماز پڑھے پہر کہا کہ مین اس حدیث کو نہین پہچانتا اور صاحب تنقیح یعنی ابن جوزی کا یہی قول ذکر کیا اور
اسپر سکوت کیا حالانکہ اس حدیث کو ابن عدی نے نکالا اور ایسا ہی عبد اللہ بن عمرو سے مرفوعًا گذر چکا اوسکو نکالا حاکم اور
دارقطنی نے کہ اگر نفاس والی چالیس سے بڑہ جاوے تو وہ مستحاضہ ہے غسل کرے اور نماز پڑھے انتہے شوکانی نے
کہا خطابی نے کہا کہ امام بخاری نے اس باب مین ام سلمہ کی حدیث کی تعریف کی اور اختلاف کیا علمار نے نفاس کی
اکثر مدت مین تو حضرت علی علیہ السلام اور عمر اور عثمان اور عائشہ اور ام سلمہ اور عطار اور ثوری اور شعبی اور مزنی اور
احمد بن حنبل اور مالک اور ہادی اور قاسم اور ناصر اور موید باللہ اور ابو طالب کا یہ قول ہے کہ نفاس کی اکثر مدت چالیس
دن ہین اور انہون نے دلیل لی انہی حدیثون سے اور امام شافعی کا ایک قول اور اسمعیل اور موسے علیہما السلام
کا جو امام جعفر صادق ع کے بیٹے ہین یہ قول ہے کہ نفاس کی اکثر مدت ستر دن ہین اور شافعی کا ایک قول اور مالک

سے ایک روایت یہ ہے کہ ساٹھ دن ہین اور حسن بصری نے کہا پچاس دن اور امامیہ نے کہا کہ بیس پر کئی دن اور حدیث اونکا رد کرتی ہے وہ کہتے ہین کہ حدیث ضعیف ہے اور ترمذی نے اسکو منکر المتن کہا علل ہین اور ہمنے اس مسئلہ کے لیے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اسیطرح علمانے اختلاف کیا ہے نفاس کی کم مدت مین تو عترت اور شافعی اور محمد کا یہ قول ہے کہ کم کی کوئی حد نہین اور زید بن علی نے کہا اسکی عادت سے تین حیض کے برابر مثلاً اسکو پانچ دن حیض آتا تہا تو نفاس کے پندرہ دن کم سے کم ہونگے اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک گیارہ دن اور ثوری کے نزدیک تین دن اور سوا پہلے قول کے سب اقوال محض گمانی ہین اور بلاسند ہین مترجم کہتا ہے حق اسباب مین یہ ہے کہ نفاس کی کم مدت کی کوئی حد مقرر نہین اور زیادہ کی چالیس دن مقرر ہین اور ہمارے پیشوا امام احمد بن حنبل اور حضرت صلعم کے اہل بیت علیہم السلام نے اسی کو اختیار کیا خدا تعالے ہمکو اونکے طریق پر ثابت قدم رکھے اور ہمارا حشر اونکے تابعدارون کے زمرہ مین کرے آمین (۱۱) ابو داؤد نے ام سلمہ سے نکالا کہ ایک عورت حضرت صلعم کی عورتون مین سے نفاس مین بیٹھتی چالیس رات تک اور آپ اسکو حکم نہ کرتے نفاس کی نمازون کی قضا پڑہنے کا اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے بہی نکالا اور ام سلمہ کی روایت کا ذکر اوپر گذر چکا یہ اسی سند سے مروی ہے علی بن الاعلے سے اونسے ابو سہل کثیر بن زیاد سے اونسے مسہ سے اونسے ام سلمہ سے شوکانی نے کہا بحر مین ہے کہ علمانے اجماع کیا کہ نفاس مثل حیض کے ہے سب باتون کی حلت اور حرمت اور کراہت اور استحباب مین اور علما نے اجماع کیا کہ حائضہ پر نماز کی قضا نہین ہے اور یہ اوپر گذر چکا انتہے مختصراً (۱۲) ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اونکے پاس گئے اونکی ایک لونڈی تہی وہ چہپ گئی آپ نے فرمایا کیا اسکو حیض آیا اونہون نے کہا ہان پہر آپنے اپنے عمامہ مین سے ایک ٹکڑا جدا کیا اور فرمایا اسکی اوڑہنی کرے (۱۳) ابن ماجہ نے معاذہ سے ایک عورت نے حضرت عائشہ رض سے پوچہا کیا حائضہ خضاب کرے (اپنے ہاتہہ یا پانون یا بالون کو رنگے) اونہون نے کہا ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تہین اور خضاب کرتی تہین پہر آپ ہم کو منع نہین کرتے تہے اس سے فقہانے یہ نکالا کہ حائضہ عورت غسل سے پہلے مہندی وغیرہ لگا سکتی ہے (۱۴) امیہ بنت ابی صلت سے ابو داؤد نے نکالا اونہون نے ایک عورت سے سنا بنی غفار کے وہ کہتی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہے اپنے پیچہے اونٹ پر چڑہا لیا پالان کے حقیبے پر (حقیبہ وہ جو اونٹ کے پیچہے پالان کے آخر مین باندہ دیا جاتا ہے) پہر قسم خدا کی آپ اترے صبح کے وقت جب اونٹ آپنے بٹہایا اور مین حقیبے پر سے اوتری تو اوس مین خون کا نشان پایا اور یہ پہلا حیض تہا تو مین اونٹ سے لگ گئی اور شرم کرنے لگی جب رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے یہ حال دیکہا اور خون بہی دیکہا تو فرمایا شاید تجہے حیض آگیا مینے کہا ہان آپ نے فرمایا اپنے تئین درست کرلے

ف نفاس والی پر نماز کی قضا نہین

ف حائضہ کو خضاب لگانا درست ہے

یعنے لچھہ یا مادہ رہے کہ خون باہر نہ نکلے پھر ایک برتن پانی کا لیکر اوسمین نمک ملا اور حیض پر جو خون لگ گیا ہے اوسکو دہو ڈال پھر اپنی جگہہ سوار ہو جا اوس عورت نے کہا جب آپنے خیبر کو فتح کیا تو ہم کو بہی ایک حصہ دیا مال غنیمت مین سے پہر وہ عورت جب حیض سے طہارت کیا کرتی تو پانی مین نمک ڈالا کرتی اور جب مرنے لگی تو وصیت کر گئی کہ غسل کے پانی مین نمک ڈالنا (۱۵) امام مالک نے موطا مین سالم بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار پوچھے گئے کہ حائضہ جب پاک ہو جاوے تو اوسکا خاوند اوس سے جماع کر سکتا ہے غسل سے پہلے اونہون نے کہا نہین جب تک غسل نہ کرے (۱۶) امام مالک نے موطا مین ابن شہاب سے پوچھا گیا حاملہ عورت خون دیکھے اونہون نے کہا نماز سے باز رہے (کیونکہ حاملہ کو بہی کبہی حیض آتا ہے یہی مذہب ہے ابن المسیب اور ابن شہاب اور امام مالک کا اور ابو حنیفہ اور احمد اور سفیان ثوری کا یہ مذہب ہے کہ وہ حیض نہین ہے) (۱۷) امام مالک نے سمی مولا ابی بکر سے کہ قعقاع بن حکیم اور زید بن اسلم نے اونکو بہیجا سعید بن المسیب پاس اونسے پوچہنے کو کہ مستحاضہ کیونکر غسل کرے اونہون نے کہا غسل کرے ایک طہر سے دوسرے طہر تک اور وضو کرے ہر نماز کے لیے پہر اگر خون غلبہ کرے تو لنگوٹ کس لے (۱۸) امام مالک نے عروہ بن الزبیر سے اونہون نے کہا مستحاضہ پر نہین ہے مگر ایک غسل کرنا پہر وضو کرے اسکے بعد ہر نماز کے لیے مترجم جناب سید علامہ ابو الطیب ادام اللہ برکاتہ بدور الاہلہ مین لکہتے ہین کہ حیض کا نو سال سے پہلے ممکن نہ ہونا اور ساٹھہ سال کے بعد ممکن نہ ہونا اسپر کوئی دلیل کتاب و سنت سے نہین ہے بلکہ صرف استقرا ہے اور حمل کی حالت مین حیض کا مختلف فیہ ہے اور بعض عورتین حمل مین حائضہ ہوتی ہین اور حیض کے باب مین جو حدیثین آئی ہین اونسے تین باتین نکلتی ہین ایک تو یہ کہ عادت کیطرف رجوع کرنا چاہیے اور عورتون کے دوسرے یہ کہ اپنی خاص عادت کیطرف تیسرے یہ کہ خون کی صفت کو دیکھنا چاہیے اور ان تینون مین یون جمع ہو سکتا ہے کہ معتادہ یا ناسیہ صفت کو دیکہے اور جو صفت حضرت ؐ نے حیض کی بیان فرمائی اگر وہ ضعیف ہو تو حیض ہے ورنہ نہین ہے اور اگر صفات مختلف ہون یا ملتبس اور تمیز نہ ہو سکے تو اپنی قریب عورتون کی عادت کو دیکھے کیونکہ حضرت ؐ نے فرمایا کما تحیض النساء اور ظاہر ہے کہ قرابت کی عورتین غیر عورتون سے مقدم ہین اگر عورتون کی عادت مین اختلاف ہو تو اکثر کی جو عادت ہو اوسکا اعتبار ہوگا اور جو اکثر کوئی نہ ہو تو چھہ یا سات روز حیض کے ٹہیرالے جیسے حدیث مین ہے اور معتادہ اپنی عادت کیطرف رجوع کرے اور خون کی صفت کیطرف اگر عادت اور صفت مشتبہ ہو جاوے تو اپنی قرابت دار عورتون کی عادت کیطرف رجوع کرے اگر اون مین اختلاف ہو تو ویسا ہی کرے جیسے مبتداہ کے لیے بیان ہوا اور اس تقریر سے سارا اشکال رفع ہو گیا اور اوس قیل و قال کی احتیاج نہ رہی جو متاخرین فقہا نے اس باب مین کیا ہے عرف الجادی مین ہے کہ اہل فروع نے جو اس باب مین طویل

رسالے لکھے ہین اور صحیح وغلط کیے ہین محض خرافات ہین انتہے تمام ہوئی کتاب حیض اور نفاس کی اب شروع ہوتی ہے کتاب تیمم کی الله جل جلالہ کے فضل اور عنایت پر بہروسا کر کے ہو الموفق فقط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ شروع الله کے نام سے جو بہت رحم والا مہربان ف کریمہ کی روایت مین بسم الله اسی مقام پر ہے اور ابوذر کی روایت مین کتاب التیمم کے بعد ہے

کتاب التیمم

کتاب تیمم کے بیان مین ف تیمم کے معنے لغت مین قصد کرنا اور شرع مین پاک مٹی کا قصد کرنا مُنہ اور دونو ہاتہون پر مسح کرنیکے لیے نماز درست ہونیکی نیت سے یا اوس کی مانند اور کسی کام کی نیت سے پہر تیمم کے معنے یہ ہوگئے کہ مُنہ اور ہاتہون کا مسح مٹی سے اب اختلاف ہے کہ تیمم عزیمت ہے یا رخصت بعضون نے کہا جب پانی نہ ملے تو عزیمت ہے اور عذر کے لیے رخصت ہے (فتح) شرع مین تیمم کے معنے مُنہ اور ہاتہون کا مسح مٹی سے اگرچہ حدث اکبر ہو اور یہ خصوصیات مین سے ہے اس امت کے جو فرض ہوا ۵ھ یا ۶ھ ہجری مین

(قسط) قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ یہ آیت سورۂ نسا مین اس لفظ سے ہے وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا یعنے اگر تم بیمار ہو یا مسافر ہو یا تم مین سے کوئی پائخانے سے آوے یا چہوؤ تم عورتون کو پہر پانی نہ پاؤ (یعنے پانی پر قدرت نہ ہو بوجہ بیماری کے یا پانی نہ ہونے کے یا قیمت نہ ہونیکے یا اور کسی وجہ سے) تو تیمم کرو پاک مٹی کا تو پہیر لو اپنے مونہون اور ہاتہون پر بیشک الله تعالے معاف کرنے والا بخشنے والا ہے اور سورۂ مائدہ مین اس لفظ سے ہے وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ تو سورۂ مائدہ مین منہ کا لفظ زیادہ ہے اور مؤلف نے جو ترجمہ مین آیت بیان کی اسمین بہی منہ موجود ہے اور ایسے ہی روایت ہے کریمہ اور شبوی کی اور ابوذر کی روایت مین منہ نہین ہے حافظ نے کہا اکثر نسخون مین فَلَمْ تَجِدُوْا ہے اور ایسا ہی ہے قرآن مین اور نسفی اور عبدوس اور مستملی اور حموی کی روایتون مین فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا ہے ابوذر نے کہا ہماری روایت مین بہی ایسا ہی ہے لیکن قرآن مین فَلَمْ تَجِدُوْا ہے اسکی توجیہ حافظ صاحب نے یہ کی ہے کہ غرض امام بخاری کی فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا نقل کرنے سے یہ ہے کہ حدیث مین جس آیت کا ذکر ہے اوس سے سورۂ مائدہ کی آیت مراد ہے کیونکہ حماد بن سلمہ کی روایت مین ہشام سے

انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عائشہ سے یہ مذکور ہے اسی قصہ میں کہ پھر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری
فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا اخیر حدیث تک تو امام بخاری نے فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا کہکر اس روایت کیطرف
اشارہ کیا اب اس روایت میں فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا شاید ایک شاذ قرات ہو حماد بن سلمہ کی یا کسی اور کی یا وہم ہو۔ بعضے
صاحب کشاف نے کہا کہ سورہ مائدہ میں جو مِنْہُ کا لفظ ہے اس سے صاف نکلتا ہے کہ تیمم صاف پتھر پر جس پر مٹی
نہ ہو درست نہیں ہے اور شافعیہ کا یہی قول ہے اسلیے کہ مِنْ تبعیضیہ ہے اسکا یہ مضمون ہے کہ مٹی میں سے کچھ
ہاتھ میں لگ جاوے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ ایسے پتھر پر تیمم درست ہے اسلیے کہ صعید کہتے ہیں روی زمین کو مٹی
ہو یا پتھر وہ مِنْہُ کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہ مِنْ ابتدائے غایت کے لیے ہے حالانکہ یہ تاویل بوچ ہے کیونکہ عرب کے لوگ
جب یہ کہتے ہیں مَسَحْتُ بِرَاْسِہٖ مِنَ الدُّھْنِ یَا مِنَ الْمَآءِ یَا مِنَ التُّرَابِ تو سب جگہ تبعیض کا معنے مراد
رکھتے ہیں اور ابتدائے غایت کے معنے کوئی عرب نہیں سمجھتا اور یہی حق ہے اور حق کو اختیار کرنا ناحق جھگڑا کرنے
سے بہتر ہے انتہی حافظ نے کہا امام بخاری یہی سمجھے کہ باب کی حدیث میں آیت سے سورہ مائدہ کی آیت مراد ہے
اور انہوں نے اسی حدیث کو سورہ مائدہ کی تفسیر میں نکالا اور مدد دی اس مطلب کی عمرو بن حارث کی روایت سے
عبدالرحمان بن قاسم سے اسی حدیث کو اوس میں یہ ہے پھر آیت اتری یا ایہا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوۃ
تشکرون تک جو سورہ مائدہ میں ہے انتہی **حدثنا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَسْفَارِہٖ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِالْبَیْدَآءِ اَوْ بِذَاتِ الْجَیْشِ انْقَطَعَ
عِقْدٌ لِّیْ فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْتِمَاسِہٖ وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَہٗ وَلَیْسُوْا عَلٰی مَآءٍ
فَاَتَی النَّاسُ اِلٰی اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ فَقَالُوْا اَلَا تَرٰی مَا صَنَعَتْ عَائِشَۃُ اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ وَلَیْسُوْا عَلٰی مَآءٍ وَّلَیْسَ مَعَہُمْ مَآءٌ فَجَآءَ اَبُوْ بَکْرٍ وَّرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَاضِعٌ رَّاْسَہٗ عَلٰی فَخِذِیْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَ
لَیْسُوْا عَلٰی مَآءٍ وَّلَیْسَ مَعَہُمْ مَآءٌ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ فَعَاتَبَنِیْ اَبُوْ بَکْرٍ وَّقَالَ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّقُوْلَ وَ
جَعَلَ یَطْعُنُنِیْ بِیَدِہٖ فِیْ خَاصِرَتِیْ فَلَا یَمْنَعُنِیْ مِنَ التَّحَرُّکِ اِلَّا مَکَانُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ عَلٰی فَخِذِیْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اَصْبَحَ عَلٰی غَیْرِ مَآءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ اٰیَۃَ
التَّیَمُّمِ فَتَیَمَّمُوْا فَقَالَ اُسَیْدُ بْنُ الْحُضَیْرِ مَا ہِیَ بِاَوَّلِ بَرَکَتِکُمْ یَا اٰلَ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِیْرَ

الّذِی کُنتُ عَلَیہِ فَاَصَبنَا العِقدَ تَحتَہٗ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے اونہون نے کہا ہم نکلے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بعض سفرون مین آپ کے (غزوہ بنی مصطلق مین جب ہم بیدا مین پہونچے یا ذات
الجیش مین (یہ دونون مقام مدینہ کے قریب ہین ذوالحلیفہ کے پاس مکہ کی راہ مین) تو میرا ہار گلے کا گر گیا پھر حضرت صلعم اوسکے
ڈھونڈہنے کے لیے ٹہیر گئے اور آپ کے ساتھ لوگ بھی ٹھہر گئے اور وہان پانی نہ تہا لوگ ابوبکر صدیق رض کے پاس گئے
اور کہنے لگے تم نہین دیکھتے جو عائشہ رض نے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ٹہیرا دیا اور لوگون کو اور وہان پانی نہین
ہے نہ اونکے ساتھ پانی ہے یہ سنکر ابوبکر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر میری ران پر رکھکر سو گئے تھے اونہون
نے کہا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور لوگون کو روک دیا نہ وہان پانی ہے نہ اونکے پاس پانی ہے حضرت عائشہ رض
نے کہا تو ابوبکر رض نے مجھپر غصہ کیا اور جو اللہ کو منظور تہا وہ کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھہ مین کونچا دینے لگے
مین جنبش نہ کرتی تو صرف اسی وجہ سے کہ آنحضرت صلعم کا سر میری ران پر تہا پھر جب صبح ہو گئی تو آپ اوٹھے اور وہان پانی
نہ تہا تب اللہ تعالی نے تیمم کی آیت اوتاری لوگون نے تیمم کیا اُسید بن حضیر (انصاری) نے کہا یہ تمہاری پہلی
برکت نہین ہے ای ابوبکر کی آل (اس سے پہلے اور بہی کئی برکتین تمہاری وجہ سے ہوئین ہین) حضرت عائشہ نے
کہا پھر ہم نے اوس اونٹ کو اوٹہایا جسپر مین سوار تہی تو ہار اوسکے تلے سے ملا **ف** حافظ نے کہا بنی مصطلق
غزوہ وہی غزوۂ مریسیع ہے اور وہین حضرت عائشہ کی تہمت کا قصہ ہوا اور تہمت کا سبب بہی یہی ہار گرنا تہا پھر اگر یہ
ثابت ہو تو شاید اس سفر مین دو بار ہار گرا ہوگا اور بعضون نے اسمین اشکال کیا اور کہا کہ مریسیع تو مکہ کے ایک
کونے مین ہے قدید اور ساحل کے درمیان اور یہ قصہ خیبر کیطرف کا ہے کیونکہ بیدا اور ذات الجیش مدینہ اور
اور خیبر کے بیچ مین ہین جیسے نووی نے کہا مین کہتا ہون یہ خلاف ہے اوسکے جو ابن التین نے کہا انہون نے
کہا بیدا وہی ذوالحلیفہ ہے جو مدینہ کے قریب ہے مکہ کی راہ پر اور ذات الجیش ذوالحلیفہ کے ورے ہے ابو عبید
بکری نے معجم مین کہا بیدا مکہ سے قریب ہے بہ نسبت ذوالحلیفہ کے پھر بیان کی یہی حدیث حضرت عائشہ رض
کی اوسکے بعد ابن عمر کی حدیث بیان کی کہ بیدا تمہارا یہ ہے جس مین تم جھوٹ بولتے ہو اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے احرام نہین باندہا مگر مسجد کے پاس سے اونہون نے کہا بیدا وہ ٹیکرہ ہے جو ذوالحلیفہ کے آگے
ہے مکہ کی راہ مین اور ذات الجیش مدینہ سے ایک برید پر ہے اوس مین اور عقیق مین سات میل کا
فاصلہ ہے اور عقیق مکہ کی راہ مین ہے نہ خیبر کی راہ مین تو ابن تین کا کہنا صحیح ہوا اور مؤید ہے اوسکے وہ
جو نکالا حمیدی نے مسند مین اسی حدیث مین کہ ہار گر پڑا ابوا کی رات مین اور ابوا مکہ اور مدینہ کے بیچ مین ہے

اور فریابی نے کتاب الطہارۃ میں علی بن مسہر سے نکالا کہ اسکے گلوبند کا نام صلصل تہا اور ایسا ہی نکالا ابن عبد البر نے اور صلصل بکری نے کہا ایک پہاڑ ہے ذوالحلیفہ کے پاس اور مغلطائی نے وہم کیا اور ضلضل ضاد معجمہ سے کہا اور بعضوں نے کہا سفر سعد رتہے جیسے طبرانی کی ایک روایت میں اسکی تصریح ہے اور مؤلف نے تفسیر میں اسکو نکالا عمرو بن حارث کی روایت سے اوسمیں یہ ہے کہ میرا ایک ہار بیدار میں گر پڑا اور ہم مدینہ میں داخل ہونے والے تہے تو آپ نے اونٹ بٹھا دیا اور اُتر پڑے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ واقعہ مدینہ کے قریب میں ہوا اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس مقام میں پانی نہ ہو وہان ٹہیرنا درست ہے اسیطرح وہ راہ چلنا جسمین پانی نہ ہو اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ مدینہ اوس سے قریب تہا اور انکا ارادہ مدینہ میں داخل ہونے کا تہا اور احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم نہ ہو کہ قافلہ کے ساتھ پانی نہیں ہے اگرچہ یہ معلوم ہو کہ اس مقام میں پانی نہیں ہے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ امام کو مسلمانون کے حقوق کی حفاظت کی فکر کرنا چاہیے اگرچہ وہ حقوق خفیف ہون کیونکہ ابن بطال نے نقل کیا کہ اس ہار کی قیمت بارہ[12] درم تہی اور اسکے حکم میں ہے ٹہیرنا کسی راہگیر کے ملجانے کے لیے یا مردے کی دفن کے لیے یا اور کسی مصلحت کے لیے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ مال کا تلف کرنا منع ہے اور عورت کی شکایت خاوند ہوتے ہوئے اوسکے باپ سے کرنا درست ہو اور شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ حضرت صلعم آرام میں تہے اور صحابہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بیدار نہیں کرتے تہے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ باپ بیٹی کے پاس جا سکتا ہے گو وہ اپنے خاوند کے پاس ہو بشرطیکہ خاوند اُس سے ناراض نہ ہوتا ہو اور مباشرت کیحالت نہ ہو اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ ابوبکر نے عائشہ سے کہا تو ہر بار تکلیف دیتی ہے اور عمرو بن حارث کی روایت میں ہے تو نے لوگون کو روک رکہا ایک ہار کے لیے اور حدیث سے یہ بہی نکلتا ہے کہ آدمی اپنی بیٹی کو ادب سکہانے کے لیے مار بہی سکتا ہے اگرچہ وہ بڑی ہو اسکی شادی ہوگئی ہو اور بیٹی کے حکم میں ہے وہ جسکی تادیب اس سے متعلق ہے گو امام اجازت نہ دیوے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ جسکی حرکت سے کسی شخص کو جو سوتا ہو تکلیف پہونچے تو وہ حرکت نہ کرے اور صبر کرے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ وضو صحابہ پر اس آیت کی اُترنے سے پہلے واجب تہا اور اسی سبب سے اُنہون نے ایسے مقام پر اوترنا برا سمجہا جہان پانی نہ تہا اور ابوبکر نے حضرت عائشہ پر غصہ کیا ابن عبد البر نے کہا تمام اہل مغازی نے اتفاق کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب سے نماز فرض ہوئی وضو ہی سے نماز پڑہی اور اسکا انکار وہی کریگا جو جاہل ہے یا معاند ہے اور اس واقعہ سے لوگون کو تیمم کا مسئلہ نیا معلوم ہوا نہ وضو کا اور وضو کا ذکر جو اس آیت میں کیا اوس میں یہ حکمت تہی کہ وضو کی فرضیت قرآن سے ثابت ہو جاوے اور بعضون نے کہا احتمال

ہے کہ اس آیت میں جنبا وضو کا ذکر ہے وہ ٹکڑا پہلے اوتر چکا ہوا اس قصے کے وقت تیمم کا ٹکڑا اوترا ہوا اور دونوں کو
مجازاً تیمم کی آیت کہا اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ مؤلف نے تفسیر میں جو روایت نکالی اوس سے ساری آیت
کا اترنا اس قصے کے وقت معلوم ہوتا ہے ابن عربی نے کہا چیز اسحدیث میں ہے کہ پھر اللہ تعالی نے تیمم کی آیت
اوتاری یہ ایک مشکل ہے جسکی دوا نہیں کیونکہ معلوم نہیں ہوتا کون سی آیت مراد ہے ابن بطال نے کہا نسار
کی آیت مراد ہے یا مائدہ کی قرطبی نے کہا نسار کی آیت مراد ہے کیونکہ مائدہ کی آیت کو آیت وضو کہتے ہیں
پس آیت تیمم نسار کی آیت ہوگی اور واحدی نے اسباب النزول میں آیت نسا کو ساتہ اس قصے کو ذکر کیا ہے اور ان
سب لوگوں پر بات پوشیدہ رہی جو امام بخاری کو معلوم ہوگئی کہ مراد آیت مائدہ ہے بلا تردد کیونکہ عمرو بن حارث
کی روایت میں اسکی تصریح ہے پھر یہ آیت اوتری یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اخیر تک اور آیت
میں جو فَتَیَمَّمُوْا کا لفظ ہے اس سے یہ نکالا ہے کہ تیمم میں نیت فرض ہے کیونکہ تَیَمَّمُوْا کا معنے اُقْصُدُوْا ہیں یعنے قصد کرو
اور تمام فقہا کا یہی قول ہے صرف اوزاعی کا اس میں خلاف ہے اور یہ نکالا ہے کہ تیمم جائز نہ ہوگا اگر ہوا چلے اور
ہاتھوں اور موںہہ پر خاک پڑجائے اور وضو جائز ہوجاوے گا اگر پانی برسے اور نیت وضو کی کرے اور اظہر
یہ ہے کہ تیمم بھی جائز ہوجاوے جو شخص چلتی ہوا میں مٹی کا قصد کرے البتہ اگر قصد نہ ہو تو جائز نہ ہوگا
شیخ ابو حامد نے اسی کو اختیار کیا ہے اور یہ بھی نکالا کہ پاک صعید معین ہے تیمم کے لیے اور اس کے معنے
آگے مذکور ہوں گے اور یہ بھی نکالا کہ ہر فرض نماز کے لیے تیمم ضرور ہے اور اسحدیث کی کسی طرق میں تیمم
کی کیفیت مذکور نہیں ہے البتہ عمار بن یاسر نے اس قصہ کو نقل کرکے تیمم کی کیفیت بیان کی ہے اوسکا بیان
آگے آویگا اور آل ابوبکر کی آل سے خود وہ اور اونکے گہر والے اور اتباع مراد ہیں اور اسحدیث میں دلیل ہے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کی اور اون کے باپ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی
اور انکی برکتیں بار بار ظاہر ہونے کی اور عمرو بن حارث کی روایت میں ہے اللہ نے برکت دی لوگوں کے
لیے تمہاری وجہ سے اور اسحاق بستی کی تفسیر میں ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عائشہ صدیقہ
سے فرمایا کتنی بڑی برکت والا تیرا ہار تہا اور ایک روایت میں ہے قسم خدا کی تمپر جب کوئی ایسا واقعہ
ہوا جسکو تمنے برا جانا تو اللہ تعالے نے اوس میں مسلمانوں کی بہلائی کردی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ
اللہ تعالی نے اوس سے نکلنے کا تمہارے لیے ایک رستہ کردیا اور مسلمانوں کو اوس میں برکت کردی اور
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ تہمت کے بعد ہوا اور قوی ہوتا ہے اوسکا قول جو کہتا ہے ہار کئی بار گمان اور

محمد بن حبیب اخباری نے ایسا ہی کہا کہ حضرت عائشہ رض کا ہار غزوہ ذات الرقاع مین گرا اور غزوہ بنی المصطلق مین اور اہل مغازی نے اختلاف کیا ہے کہ ان دونون مین کونسا غزوہ پہلے تہا داؤدی نے کہا تیمم کا قصہ غزوۂ فتح مین ہوا پہر اُس مین تردد کیا اور ابن ابی شیبہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ جب تیمم کی آیت اتری تو مین نہین جانتا تہا کیسا کرون اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت غزوۂ بنی المصطلق کے بعد اتری کیونکہ ابوہریرہ ۷ھ مین اسلام لائے اور مغازی مین یہ آویگا کہ امام بخاری نے یہ سمجہا ہے کہ غزوۂ ذات الرقاع ابوموسے کے آنیکے بعد ہوا اور ابوموسے اُسی زمانے مین آئے جب ابوہریرہ اسلام لائے تہے اور اس امر کی دلیل کہ یہ قصہ تہمت کے بعد کا ہے وہ ہے جو طبرانی نے نکالی عباد بن عبد اللہ بن زبیر سے انہون نے عائشہ سے کہ جب میرے ہار کا یہ حال ہوا اور تہمت والون نے جو کہا وہ کہا تو مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتہہ نکلی دوسری لڑائی مین وہان بہی میرا ہار گر پڑا یہانتک کہ لوگ رک گئے اوسکے ڈہونڈہنے کے لیے ابوبکر نے کہا اے بیٹیا تو ہر سفر مین ایک تکلیف ہوتی ہے اور بلا ہوتی ہے لوگونپر تب اللہ تعالی نے تیمم کی رخصت اتاری پہر ابوبکر نے کہا اے بیٹیا تو مبارک ہے تین بار یہی کہا اسکی اسناد مین محمد بن حمید رازی ہے اسمین گفتگو ہے۔ اس روایت مین ابوبکر نے جو غصہ مین کہا اوسکا بیان ہے اور اسکا بیان کہ ہار دو بار گرا تہا اور ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو لوگ پہلے ہار ڈہونڈہنے گئے تہے اونکو ہار نہین ملا اور دوسری روایت مین یہ ہے کہ آپنے ایک شخص کو بہیجا اوسنے ہار پایا اور ایک روایت مین ہے کہ آپ نے اپنے صحابہ مین سے کئی لوگون کو اوسکے ڈہونڈہنے کے لیے بہیجا اور ابوداؤد کی روایت مین ہے کہ اُسید بن حضیر اور کئی آدمیون کو اونکے ساتہہ بہیجا اور جمع ان روایتون مین اسطور سے ہے کہ اُسید تو اُن سب لوگون کے سردار تہے جو ہار ڈہونڈہنے کے لیے بہیجے گئے اور دوسری روایت مین ایک شخص سے وہی مراد ہین پہر پہلے ان لوگون کو ہار نہ ملا جب لوٹ آئے اور تیمم کی آیت اتر چکی اور کوچ کا ارادہ ہوا اور اونٹ کو اوٹہایا تو اُسید نے اوسکو اونٹ کے تلے سے پایا اس صورت مین تخالف جاتا رہیگا اور قاضی اسمعیل نے جو وہم کی نسبت دی بعض راویون کی طرف اُسکی ضرورت نہ رہیگی اور یہان ایک اور اختلاف ہے وہ یہ کہ بعض روایتون مین یہ ہے کہ میرا ہار ٹوٹ گیا تہا یا گر گیا تہا اور عروہ کی روایت مین ہے جو آگے آویگی کہ حضرت عائشہ نے اسماء سے لیعنے اپنی بہن سے ایک ہار مانگ لیا تہا وہ گم ہوگیا اور جمع اس طور سے ہے کہ حضرت عائشہ نے اوسکو اپنا ہار کہا اس خیال سے کہ اونکے قبضہ مین تہا اور اسماء کا کہا اس اعتبار سے کہ اون کی ملک تہا اور یہ تاویل اُسوقت ہوگی جب دونون روایتون کا قصہ ایک ہو

اور جو قصہ متعدد ہو جیسے امام بخاری کا میلان اوسی طرف معلوم ہوتا ہے کیونکہ اونہوں نے ایک روایت کو مائدہ کی تفسیر میں ذکر کیا اور دوسری کو نساء کی تفسیر میں تو تاویل کی ضرورت نہیں بلکہ مائدہ کا قصہ حضرت عائشہ کے ہار میں ہوا اور نساء کا اسماء کے ہار میں اور ابو داؤد نے عمار سے نکالا کہ یہ ہار جزع ظفار کا تھا اور جزع یمنی نگ ہے اور ظفار ایک شہر مشہور ہے جیسے اوپر کتاب الحیض میں گذرا اور اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ سفر میں عورت کو ساتھ رکھ سکتے ہیں اور عورت زیور پہن سکتی ہے اپنے خاوند کی نگاہ میں اچھی معلوم ہونیکے لیے اور عاریت کی چیز سفر میں لیجا سکتے ہیں بشرطیکہ مالک کی رضا ہو تمام ہوا کلام حافظ کا قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو نکاح اور تفسیر اور محاربین میں نکالا اور مسلم اور نسائی نے طہارت میں حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ النَّضْرِ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ الْفَقِيرُ قَالَ أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (غزوہ تبوک میں جو سب سے اخیر غزوہ تھا) مجھے پانچ چیزیں ملیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملی تھیں ف یعنے پیغمبروں میں سے ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ میں اونکو فخر کی راہ سے نہیں کہتا اس سے معلوم ہوا کہ اور باتیں ان پانچ کے سوا آپ سے خاص نہ تھیں لیکن مسلم نے ابو ہریرہ سے نکالا کہ مجھے اور پیغمبروں پر چھ باتوں سے فضیلت ملی تو چار ان پانچ باتوں میں سے بیان کیں اور دو باتیں اور جیسے آگے مذکور ہونگی اور دونوں میں جمع اس طور سے ہے کہ شاید آپ کو پہلے اون سب باتوں کی خبر نہ ہوئی جو آپ سے خاص تھیں کچھ باتیں پہلے معلوم ہوئیں پھر بعد اور باتیں معلوم ہوئیں اور ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ان پانچوں میں سے کوئی بات کسی اگلے پیغمبر میں نہ تھی اگر کوئی اعتراض کرے کہ طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام ساری دنیا کی طرف بھیجے گئے تھے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ طوفان کے بعد وہی لوگ دنیا میں بچے تھے جو حضرت نوح کے ساتھ کشتی میں تھے اور انکی طرف تو حضرت نوح بھیجے ہی گئے تھے مگر اصل بعثت اون کی تمام دنیا کی طرف نہ تھی پر طوفان کی وجہ سے ساری دنیا میں وہی لوگ باقی رہے جو اون کے ساتھ تھے پس اس آفت کی وجہ سے

گویا وہ ساری دنیا کیطرف بھیجے گئے برخلاف ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ آپ کی بعثت اول ہی سے عام تھی تو یہ امر آپ ہی سے خاص ہوا اب قیامت کے دن جو محشر والے حضرت نوحؑ سے کہینگے کہ تم پہلے رسول ہو زمین والون کیطرف تو اس سے اونکی بعثت کا عام ہونا مقصود نہین بلکہ یہ غرض ہے کہ رسالت اونکی اول تھی اور قرآن کی آیتون سے نکلتا ہے کہ حضرت نوحؑ اپنی قوم کیطرف بھیجے گئے تھے اور بعضون نے انکی بعثت عام ہونے پر یہ دلیل لی ہے کہ اونہون نے ساری دنیا کے کافرون کے لیے بددعا کی اور وہ سب ڈوب گئے پس اگر وہ تمام دنیا کی طرف نہین بھیجے گئے تھے تو اونکی بددعا سے ساری دنیا کے لوگ ہلاک کیون ہوئے اور فرمایا اللہ تعالے نے ہم نہین عذاب کرتے جب تک رسول نہ بھیجین اور پہلے رسول وہی ہین پس ثابت ہوا کہ اون کی رسالت عام تھی اسکا جواب یون دیا ہے کہ شاید اور کوئی پیغمبر بھی حضرت نوحؑ کے سوا اونکی طرف بھیجا گیا ہو اور حضرت نوحؑ کو معلوم ہو گیا ہو کہ وہ ایمان نہین لائے پس بددعا کی اونہون نے اون سب پر جو ایمان نہین لائے اونکی قوم کے ہون یا اور قومونکے اور یہ جواب اچھا نہین کیونکہ ثابت نہین ہوا کہ حضرت نوحؑ کے زمانے مین اونکے سوا اور کوئی نبی بھیجا گیا تھا اور یہ بھی جواب ہو سکتا ہے کہ شاید توحید کی دعوت اونکی قوم کے ذریعہ سے تمام دنیا والون کو پہونچ گئی ہو اور اونہون نے نہ مانا ہو اور شرک پر قائم رہے ہون اسوجہ سے سب کو عذاب ہوا ہو اور داؤدی نے غلطی کی جو کہا کہ مراد یہ ہے کہ یہ پانچون باتین آپ کے سوا اور کسی پیغمبر مین نہ تہین کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت بھی عام تھی اسلیے کہ حدیث کی خبر عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ بعثت کا عام ہونا بھی آپ سے خاص تھا (فتح مختصراً)

ت مدد دیا گیا مین رعب سے ایک ماہ کی راہ سے (یعنے ایک مہینہ کی راہ سے میرا رعب میرے دشمنون کے دل مین پڑتا ہے ابو امامہ کی روایت مین ہے کہ اللہ تعالے اسکو ڈالتا ہے میرے دشمنون کے دل مین نکالا اوسکو احمد نے) اور میرے لیے ساری زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی **ف** مسجد سے مراد سجدے کی جگہہ یعنے سجدے کے لیے زمین کے کسی مقام کی خصوصیت نہین بلکہ ہر ایک جگہہ نماز پڑھنا جائز ہے ابن تیمی نے کہا مراد یہ ہے کہ ساری زمین کا مسجد ہونا اور ساری زمین کا پاک کرنیوالی ہونا یہ دونو باتین مجھسے خاص ہین کیونکہ حضرت عیسے علیہ السلام دنیا مین سیاحت کرتے تہے اور جہان نماز کا وقت آتا وہان نماز پڑھ لیتے اور ایسا ہی کہا داؤدی نے اور بعضون نے کہا اگلی امتون مین نماز زمین مین اسجگہہ جائز ہوتی جسکی طہارت کا یقین ہوتا اور ہمارے دین مین ہر جگہہ جائز ہوئی جسکی نجاست کا یقین نہ ہو اور ظاہر وہ ہے جو خطابی نے کہا کہ اگلی امتون کے لیے نماز مخصوص مقامون مین جائز تھی

جیسے گرجا کنیسہ چرچ وغیرہ اور موید ہے اسکے عمرو بن شعیب کی روایت اُس مین یہ ہے کہ مجھ سے پہلے لوگ اپنے گرجا اور
مندر مین نماز پڑھتے تھے اور یہ نص ہے موضع نزاع مین تو اس سے خصوصیت ثابت ہوئی اور موید ہے اسکے وہ جو بزار نے نکالا
ابن عباس سے مثل حدیث باب کے اوس مین یہ ہے کہ کوئی پیغمبر نماز نہین پڑھتا تھا یہانتک کہ اپنے محراب مین
پہونچتا اور ابن منذر اور ابن جارود نے باسناد صحیح نکالا انس سے مرفوعًا کہ میرے لیے ہر ایک پاک زمین مسجد اور طہور
بنائی گئی یعنے پاک کرنے والی کیونکہ اگر طہور کے معنے طاہر ہون تو طیب کے معنے بھی وہی ہین اس صورت مین تکرار
بے فائدہ لازم ہوگی اور اس سے یہ دلیل لی ہے کہ تیمم حدث کو رفع کرتا ہے پانی کی طرح اور تیمم جائز ہے زمین کے
تمام اجزا سے اور ابو امامہ کی روایت مین یہ ہے کہ میرے لیے ساری زمین اور میری امت کے لیے مسجد اور طہور بنائی گئی
اور اسکی بحث آگے آوے گی (فتح مختصرًا) ت تو میری امت مین سے جس شخص پر نماز کا وقت آ جاوے وہ نماز پڑھ لے
ف اگرچہ پانی نہ ملے یا مسجد نہ ملے حافظ نے کہا یہ عموم کا صیغہ ہے اوسکے تحت مین وہ داخل ہے جو پانی نہ پاوے
مٹی اور زمین کے اجزا مین سے کوئی جز پالیوے تو وہ اُس سے تیمم کرلیوے اور ابو امامہ کی روایت مین بیہقی کے
پاس یہ ہے کہ جو شخص میری امت مین سے نماز کو پاوے اور پانی نہ پاوے تو وہ پاوے گا زمین کو پاک کرنیوالی
اور مسجد اور امام احمد کی روایت مین ہے اوسکے پاس اُس کا پاک کرنے والا ہے اور مسجد ہے اور عمرو بن شعیب کی
روایت مین ہے جہان نماز کا وقت آ جاوے مین مسح کرلونگا اور نماز پڑھ لونگا اور جس نے تیمم کو مٹی سے خاص
کیا ہے اوسنے حجت لی حذیفہ کی حدیث سے جو مسلم نے نکالی اوس مین یہ ہے کہ ساری زمین ہمارے لیے مسجد کی
گئی اور اسکی مٹی ہمارے لیے پاک کرنیوالی کی گئی جب ہم پانی نہ پاوین اور یہ خاص ہے تو عام اوسپر محمول ہوگا
(فتح مختصرًا) ت اور حلال کی گئین میرے لیے لوٹین (یعنے غنیمتین کافرون کے مال جو جہاد مین ملتی ہین)
اور مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ ہوئین (کیونکہ اگلے پیمبرون مین بعضون کو جہاد کا حکم نہ تھا بعضون کو تھا لیکن لوٹ
کا مال درست نہ تھا ایک آگ آتی وہ سب لوٹ کے مال کو جلا کر چلی جاتی) اور مجھے شفاعت ملی ف یعنے شفاعت
عظمے اور وہ اُسوقت ہوگی جب لوگ حشر کے عذاب اور ہول مین مبتلا ہون گے اور اس شفاعت کے وقوع مین
کسی کا خلاف نہین ایسا ہی کہا نووی نے اور بعضون نے کہا جو شفاعت آپ سے خاص ہے وہ یہ ہے کہ آپ جو
مانگین گے ملیگا اور کوئی درخواست رد نہ ہوگی اور بعضون نے کہا جسکے دل مین رتی برابر ایمان ہو اسکو جہنم سے
نکالنے کے لیے اور اورون کی شفاعت اُنکے لیے اثر کرے گی جنکے دلون مین اس سے زیادہ ایمان ہو اور شفاعت
کا بیان کتاب الرقاق مین خدا چاہے تو آوے گا بیہقی نے بعث مین کہا احتمال ہے کہ جو شفاعت آپ سے خاص

ہو وہ یہ ہے کہ آپ اہل کبائر اور صغائر دونون کی شفاعت کرینگے اور لوگ صرف اہل صغائر کی کرینگے اور قاضی عیاض نے نقل کیا کہ شفاعت مختصہ وہ شفاعت ہے جو رد نہ ہو اور ابن عباس کی حدیث مین ہے مین دیا گیا شفاعت تو مینے اوسکو اوٹھا رکھا اپنی امت کے لیے پھر وہ اُس کے لیے ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو اور عمرو بن شعیب کی روایت مین ہو کہ وہ شفاعت تمہارے لیے ہے اور اُس شخص کے لیے جو لا الہ الا اللہ کی گواہی دیوے تو ظاہر ہے کہ شفاعت مختصہ یہی ہے یعنے اوس کا جہنم سے نکالنا جسکے پاس بجز توحید کے اور کوئی نیک عمل نہ ہو اور یہ شفاعت ثابت ہے حسن کی روایت مین انس سے جو کتاب التوحید مین آویگی پھر مین لوٹونگا اپنے مالک کے پاس چوتھی بار اور کہونگا اے رب اجازت دے مجھکو اوس کے نکالنے کی جسنے لا الہ الا اللہ کہا پروردگار فرمادیگا قسم میری عزت اور بزرگی کی مین نکالونگا جہنم سے اسکو جسنے لا الہ الا اللہ کہا اور اسکو رد نہین کرتا وہ جو مسلم کی روایت مین ہے کہ قسم میری عزت کی یہ تمہارا کام نہین کیونکہ مراد اس سے یہ ہو کہ ایسے شخصون کو حضرت م خود نہین نکالینگے (بلکہ اللہ تعالی اپنی ذات سے ایسے لوگون کو نکالیگا صدقے اسکے فضل اور کرم اور شفقت اور رحم کے) اور یہ مراد نہین کہ حضرت م کی شفاعت انکے نکالنے کا باعث نہ ہوگی (فتح) ت اور اگلے زمانے مین ایسے سوا ہر ایک پیغمبر خاص اپنی قوم کیطرف بھیجا جاتا اور مین عام سب لوگون کیطرف بھیجا گیا ف عرب ہون یا عجم روم ہون یا شام یوروپین ہون یا ایشیائی یا افریقی یا امریکانی میری دعوت تمام زمین والون کیطرف ہے کیونکہ مین خاتم الانبیا ہون مسلم کی روایت مین ہے مین بھیجا گیا ہر ایک سرخ رنگ اور سیاہ رنگ کیطرف بعضون نے کہا سرخ رنگ سے عجم مراد ہین اور سیاہ سے عرب اور بعضون نے کہا سرخ آدمی ہین اور سیاہ جن ابو ہریرہ کی روایت مین ہے جو مسلم نے نکالی کہ اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً یعنے مین تمام مخلوقات کیطرف بھیجا گیا اور اس حدیث مین ابو ہریرہ کے یہ ہے کہ مین فضیلت دیا گیا پیغمبرون پر چھ باتون سے پھر ذکر کیا ان پانچ باتون کو سوا شفاعت کے اور زیادہ کیا دو خصلتون کو ایک تو یہ کہ مین دیا گیا جوامع الکلم یعنے وہ باتین جن کے لفظ تھوڑے ہین اور معنے بہت دوسرے پیغمبرون کا خاتمہ ہوا مجھپر تو سب ملکر سات باتین ہوئین اور مسلم نے حذیفہ سے نکالا ہم فضیلت دیے گئے لوگون پر تین باتون سے ایک تو یہ کہ ہماری صفین فرشتون کی صفون کیطرح کی گئین دوسری زمین کا وہی حال جو گذرا تیسری خصلت بیان نہین کی ابن خزیمہ اور نسائی نے اسکو بیان کیا کہ مجھے یہ آیتین ملین سورۂ بقر کی ایک خزانے سے جو عرش کے تلے ہے یعنے وہ آیتین جنمین اس امت کے بوجھ اوٹھا دینے کا ذکر ہے اور طاقت سے زیادہ کام نہ لینے کا اور بھول اور چوک معاف کرنیکا تو سب نو خصلتین ہوئین اور امام احمد نے حضرت علی سے نکالا مجھ

چار چیزیں ملیں جو کسی پیغمبر کو نہیں ملیں میں دیا گیا کنجیاں زمین کی اور میرا نام احمد ہوا اور میری امت سب امتوں سے بہتر ہوئی اور مسئی کا وہی حال بیان کیا جو گذرا تو سب بارہ خصلتیں ہوئیں اور بزار نے دوسرے طریقہ سے ابوہریرہ سے نکالا مرفوعاً کہ مجھ فضیلت دی گئی پیمبروں پر چھ باتوں سے اللہ نے میرے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیے اور میری امت سب امتوں میں بہتر ہوئی اور مجھے کوثر ملا اور تمہارا صاحب (یہ آپ نے اپنے تئیں فرمایا) قیامت کے دن حمد کے جھنڈے کو اوٹھا دیگا اوس کے نیچے آدم ہونگے اور آدم کے سوا اور لوگ اور دو باتیں اگلی باتوں میں سے ذکر کیں اور بزار نے ابن عباس سے مرفوعاً نکالا مجھے پیغمبروں پر فضیلت دی گئی دو باتوں سے میرا شیطان (ساتھی) کافر تھا اللہ نے اوس پر میری مدد کی وہ مسلمان ہو گیا راوی نے کہا دوسری بات میں بھول گیا تو سب ستر خصلتیں ہوئیں اور ممکن ہے کہ تلاش کرنے سے اور باتیں بھی ملیں اور ان روایتوں میں تعارض نہیں جیسے اوپر گذرا اور ابوسعد نیشاپوری نے کتاب شرف المصطفیٰ میں کہا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو باتیں خاص رکھی گئیں پیغمبروں کو نہیں ملیں وہ ساٹھ باتیں ہیں اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اللہ جل جلالہ کی نعمتیں شمار کرنا درست ہے اور سوال سے پہلے علم کی بات بیان کرنا اور زمین میں طہارت اصل ہونا اور نماز کی صحت کے لیے مسجد ضرور نہ ہونا اور وہ جو دوسری حدیث ہے کہ مسجد کے ہمسایہ کی نماز نہیں مگر مسجد میں ضعیف ہے اوسکو دارقطنی نے نکالا جابرؓ سے اور مبسوط والے نے جو حنفی ہیں اس سے دلیل لی آدمی کی کرامت اور عزت پر کیونکہ آدمی پانی اور مٹی سے پیدا ہوا اور حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ دونوں چیزیں پاک کرنے والی ہیں واللہ اعلم (فتح) قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم اور نسائی نے بھی نکالا انتہے **باب** اذا لم یجد ماءً ولا ترابًا جب پانی اور مٹی دونوں نہ ملیں **ف** مثلاً انسان کشتی میں ہو اور پانی تک نہ پہونچ سکے یا قید ہو ایسے مقام میں کہ وہاں کی زمین اور دیواریں سب نجس ہوں تو نماز پڑھے یا نہیں (قسط) **حدثنا** زکریا بن یحیی قال حدثنا عبد اللہ بن نمیر قال حدثنا ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ انہا استعارت من اسماء قلادۃ فہلکت فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا فوجدہا فادرکتہم الصلوۃ ولیس معہم ماء فصلوا فشکوا ذلک الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ آیۃ التیمم فقال اسید بن حضیر لعائشۃ جزاک اللہ خیرا فواللہ ما نزل بک امر تکرہینہ الا جعل اللہ ذلک لک وللمسلمین فیہ خیرا

ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے اونہون نے اسماء (اپنی بہن) سے ایک ہار مانگا وہ کھو گیا تو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا (اونکا نام اسید بن حضیر تھا) اونہون نے وہ ہار پایا پھر لوگون پر نماز کا وقت آگیا اور اُن کے پاس پانی نہ تہا اونہون نے نماز پڑھ لی ف بغیر وضو کے جیسے اسمعیلی اور ابو نعیم اور جوزقی اور مسلم اور مولف نے نکالا التفسیر اور مناقب مین حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نہین نکلتا کہ اونکے پاس مٹی بہی نہ تہی پس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یون ہوگی کہ اُس زمانے تک تیمم شروع نہین ہوا تہا اور اونکے پاس پانی نہ تہا تو اونہون نے نماز پڑہی بغیر تیمم اور وضو کے اور جس شخص کے پاس پانی اور مٹی نہ ہو وہ بہی اسیطرح نماز پڑہ سکتا ہے تو مولف نے تیمم کا مشروع نہ ہونا ایسا قرار دیا جیسے مٹی کا نہ ملنا تیمم کے لیے کیونکہ حکم دونو کا نتیجہ ایک ہے یعنے تیمم کا نہ کرنا تو اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جس شخص کو پانی اور مٹی دونو نہ ملین وہ نماز پڑہ لیوے کیونکہ صحابہ نے اس موقع مین وضو نہ کیا تہا اور نماز پڑہ لی پس معلوم ہوا کہ وہ ایسی حالت مین نماز کے وجوب کے قائل تہے اور جو ایسی حالت مین نماز پڑہنا منع ہوتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اونپر انکار کرتے نماز پڑہ لینے پر اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور جمہور محدثین اور اکثر مالکیہ کا کہ فاقد الطہورین نماز پڑہ لیوے لیکن اختلاف کیا اونہون نے کہ جب پانی یا مٹی ملجاوے تو نماز کا لوٹانا واجب ہے یا نہیں شافعی سے یہ مروی ہے کہ لوٹانا واجب ہے اور اکثر شافعیہ نے اسی قول کو صحیح کہا ہے کیونکہ ایسا اتفاق شاذ نادر ہوتا ہے تو اعادہ ساقط نہ ہوگا اور امام احمد کا مشہور قول اور مزنی اور سحنون اور ابن منذر کا یہ ہے کہ اعادہ واجب نہین ہے اور اونہون نے دلیل لی باب کی حدیث سے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو نماز لوٹانے کا حکم نہ دیا اور اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ لوٹانا فوراً واجب نہین ہے مگر جب بہی اعادہ کے وجوب پر کوئی دلیل چاہیے اور مالک اور ابو حنیفہ کا مشہور قول یہ ہے کہ ایسا شخص نماز نہ پڑہے لیکن ابو حنیفہ اور اونکے اصحاب کہتے ہین کہ اوسپر قضا واجب ہے اور یہی قول ہے ثوری اور اوزاعی کا اور مالک یہ کہتے ہین کہ اوسپر قضا بہی واجب نہین ہے پس یہی چار قول اس مسئلہ مین مشہور ہین اور نووی نے شرح مہذب مین ایک قول اور نقل کیا ہے کہ نماز پڑہ لینا مستحب ہے اور اعادہ واجب ہے تو سب پانچ قول ہوئے انتہے کلام الحافظ رحمہ اللہ تعالے مترجم کہتا ہے حق امام احمد کا مذہب ہے اور باقی مذہب بے دلیل اور ضعیف ہین

باب التَّيَمُّمُ فِي الْحَضَرِ اِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ وَخَافَ فَوْتَ الصَّلٰوةِ جب انسان حضر مین ہو اور پانی نہ ملے اور نماز قضا ہوجانے کا ڈر ہو تو تیمم کرلیوے وَبِهٖ قَالَ عَطَاءٌ اور یہی قول ہے عطاء بن ابی رباح کا

ف حافظ نے کہا اسکو ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے نکالا اور عطا سے یہ منقول نہین ہے کہ پہر اُس نماز کو لوٹا دے وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الْمَرِيضِ عِنْدَهُ الْمَاءُ وَلَا يَجِدُ مَنْ يُنَاوِلُهُ يَتَيَمَّمُ اور حسن بصری رحنے کہا کہ اگر کوئی شخص بیمار ہو اور اوس کے پاس پانی ہو لیکن کوئی ایسا شخص نہ ہو جو اوسکو پانی دیوے (اور بیماری کی وجہ سے بیمار خود اُس پانی کو نہ لے سکے) تو وہ تیمم کرے (اس روایت کو قاضی اسمعیل نے احکام مین وصل کیا بسند صحیح اور ابن ابی شیبہ نے دوسرے طریق سے حسن اور ابن سیرین سے نکالا کہ وہ تیمم نہ کرے جب تک اوسکو یہ امید ہو کہ وقت کے اندر پانی مل جاویگا اور اس سے بھی وہی نکلتا ہے جو مؤلف نے نقل کیا (فتح) وَأَقْبَلَ ابْنُ عُمَرَ مِنْ أَرْضِهِ بِالْجُرُفِ فَحَضَرَتِ الْعَصْرُ بِمِرْبَدِ النَّعَمِ فَصَلَّى ثُمَّ دَخَلَ الْمَدِينَةَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ فَلَمْ يُعِدْ اور عبد اللہ بن عمر رضا اپنی زمین سے آئے جو جرف (ایک مقام ہے مدینے سے تین میل یا دو میل) مین تہی پہر عصر کی نماز کا وقت آگیا مربد الغنم مین (جو مدینہ سے ایک میل پر ہے) اونہون نے نماز پڑہی ف تیمم سے جیسے شافعی نے نکالا ابن عیینہ سے اونہون نے ابن عجلان سے اونہون نے نافع سے اُنہون نے ابن عمر سے کہ وہ جرف سے آئے جب مربد مین پہونچے تو تیمم کیا پہر مسح کیا اپنے موںہہ اور دونو ہاتہون پر اور عصر کی نماز پڑہی اخیر تک جیسے مؤلف نے بیان کیا اور معلوم نہین ہوتا کہ مؤلف نے تیمم کا ذکر کیون نکال ڈالا حالانکہ وہی مقصود ہے اور نکالا اوسکو امام مالک نے مؤطا مین اختصار کے ساتہہ اوس مین یہ ہے کہ اونہون نے تیمم کیا تو مسح کیا اپنے موںہہ اور دونو ہاتہون کا دونو کہنیون تک اور نکالا اسکو دار قطنی اور حاکم نے دوسرے طریق سے نافع سے مرفوعاً لیکن اوسکا اسناد ضعیف ہے (فتح) ت پہر مدینہ مین داخل ہوئے اسوقت سورج بلند تہا (اور عصر کی نماز کا اچہا وقت باقی تہا) لیکن اونہون نے نماز کا اعادہ نہ کیا ف اس سے یہ نکلتا ہے کہ ابن عمر حضر مین تیمم کرنا جائز سمجہتے تہے کیونکہ تین میل شہر سے جانیکو سفر نہین کہتے پس مطابق ہو گیا یہ اثر ترجمہ باب کے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ ابن عمر کے نزدیک تیمم جائز ہونے کے لیے یہ شرط نہین ہے کہ نماز کے قضا ہو جانے کا ڈر ہو کیونکہ وہ جب مدینہ مین داخل ہوگئے تو عصر کا اچہی طرح وقت موجود تہا مگر احتمال ہے کہ تیمم کرتے وقت اُن کو یہ گمان ہو کہ شہر جب پہونچین سگے تو وقت گذر جاوے گا اور یہ بہی احتمال ہے کہ ابن عمر نے رفع حدث کے لیے تیمم نہ کیا ہو بلکہ وہ باوضو ہون اور وہ ہر نماز کے لیے استحباباً وضو کرتے تہے تو جب وضو ممکن نہ ہوا تو اُنہون نے اوسکے بدل تیمم کر لیا اس صورت مین یہ اثر ترجمہ باب کے مطابق نہ ہوگا مگر صرف اتنی بات مین کہ حضر مین اُنہون نے تیمم کیا اور دونون احتمالون کے ساتہہ جو ہم نے بیان کیے اوسکی دلیل باقی نہین رہتی جو اعادے کو ساقط کرتا ہے

اور سلف نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے مالک کا یہ قول ہے کہ اوسپر اعادہ واجب نہین جو حضر مین تیمم کرے اور ابن بطال
نے اسکی وجہ یہ بیان کی ہے کہ تیمم مسافر اور مریض کے لیے وارد ہوا اب جو حضر مین ہو اور اوسکو پانی نہ ملے تو
اوسکا حکم بہی انہی لوگون کا ہے اور شافعی نے کہا کہ اوسپر اعادہ واجب ہے کیونکہ ایسا واقعہ شاذ اور نادر ہوتا ہے اور ابو یوسف
اور زفر سے یہ منقول ہے کہ جبتک پانی نہ ملے اوسوقت تک نماز نہ پڑہے گو نماز کا وقت فوت ہو جاوے (فتح) شوکانی
نے نیل مین کہا نسائی اور ابو داؤد نے نکالا عطا بن یسار سے اونہون نے ابو سعید خدری رض سے اونہون
نے کہا دو شخص نکلے سفر مین پہر نماز کا وقت آگیا اون کے پاس پانی نہ تہا اون دونون نے پاک مٹی پر تیمم
کیا اور نماز پڑہ لی پہر دونون کو پانی ملا اور وقت باقی تہا ایک نے اعادہ کیا وضو اور نماز کا اور دوسرے نے اعادہ
نہین کیا پہر دونو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے ذکر کیا آپنے فرمایا اوس سے
جسنے اعادہ نہین کیا تہا تو سنت کو پہونچا اور تیری نماز کافی ہو گئی اور فرمایا اوس سے جسنے اعادہ کیا تہا کہ تجہے
دوہرا ثواب ہے اور نکالا اسکو نسائی اور ابو داؤد نے عطا بن یسار سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم سے مرسلاً اور نکالا اوسکو دارمی اور حاکم اور دارقطنی نے موصولاً پہر کہا دارقطنی نے متفرد ہوا ساتھ
اوسکے عبد اللہ بن نافع لیث سے اوسنے بکر بن سوادہ سے اوسنے عطا سے اوسنے ابو سعید خدری سے
موصولاً اور مخالفت کی عبد اللہ بن مبارک نے اوسکی تو روایت کیا اوسکو مرسلاً اور طبرانی نے معجم اوسط
مین کہا کہ نہین متصل کیا اوسکو مگر عبد اللہ بن نافع نے اور موسے بن ہارون نے کہا اوسکا رفع کرنا وہم ہے
ابن نافع کا اور ابو داؤد نے کہا سوا ابن نافع کے اورون نے اوسکو لیث سے اونہون نے عمیرہ سے انہون
نے بکر سے اونہون نے عطا سے مرسلاً روایت کیا اور ابو سعید خدری کا اوس مین ذکر کرنا محفوظ نہین
ہے اور نکالا اوسکو ابن السکن نے اپنے صحیح مین موصولاً ابو الولید طیالسی کے طریق سے اوسنے لیث سے
اوسنے عمرو بن حارث اور عمیرہ بن ابی ناجیہ سے اون دونون نے بکر سے اونہون نے عطا سے انہون
نے ابو سعید خدری سے موصولاً اور روایت کیا اسکو ابن لہیعہ نے بکر سے تو عطا اور ابو سعید کے درمیان
ایک واسطہ کیا ابو عبد اللہ مولی اسمعیل بن عبید اللہ کا اور ابن لہیعہ ضعیف ہے اوسکی زیادت کا اعتبار
نہین اور علت نہین ہوگی اوسکی وجہ سے عمرو بن حارث کی روایت مین جسکے ساتہہ عمیرہ بن ابی ناجیہ
بہی ہے اور ثقہ کہا اوسکو نسائی اور یحیے بن بکیر اور ابن حبان نے اور تعریف کی اوسکی احمد بن صالح
اور ابن یونس اور احمد بن سعید بن ابی مریم نے نسخہ زیلعی نے کہا حاکم نے اوسکو مستدرک مین نکالا

اورکہا صحیح ہے بخاری اورمسلم کی شرط پر ابن القطان نے کتاب الوہم والایہام مین کہا کہ بعضون نے اسناد مین سے لیث اور بکر کے درمیان مین سے عمیرہ کو نکال ڈالا تو یہ اسناد منقطع ہوگا اور جسنے عمیرہ کو ذکر کیا اوسکی روایت مین یہ خلل ہے کہ عمیرہ مجہول الحال ہے البتہ ابن السکن کا اسناد جید ہے کیونکہ لیث اور بکر مین عمرو بن حارث کا واسطہ ہے وہ ثقہ ہے اور اُنکے ساتھ عمیرہ بھی ہے اور یہ اسناد مسند بھی ہے اوس مین ابوسعید کا ذکر ہے انتہے شوکانی نے کہا اس حدیث کا ایک شاہد ہے ابن عباس سے اسکو نکالا اسحق بن راہویہ نے اپنے مسند مین کہ حضرت ص نے پیشاب کیا پھر تیمم کیا تو آپ سے کہا گیا کہ پانی آپ کے نزدیک ہے آپ نے فرمایا شاید مین پانی تک نہ پہونچون مترجم کہتا ہے اسکی اسناد مین حنش ہے جو روایت کرتا ہے ابن عباس سے اس حدیث کو اور وہ ضعیف ہے اہل حدیث کے نزدیک اور تعجب ہے کہ اسکو کہا اوس سے زیلعی اور شوکانی نے پھر شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس نے تیمم سے نماز پڑہی پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد پانی پایا تو اوسپر اعادہ واجب نہین ہے اور یہی مذہب ہے ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک اور احمد اور امام یحیے کا اور ہادی اور ناصر اور مؤید بالله اور ابو طالب کا اور ثنا اور عطاء اور قاسم بن محمد بن ابی بکر اور مکحول اور ابن سیرین اور زہری اور ربیعہ کا یہ قول ہے کہ اگر وقت باقی ہو تو اعادہ واجب ہے اور جو لوگ اعادے کو واجب نہین کہتے اونکی مؤید ہے یہ حدیث کہ ایک دن مین کوئی نماز دوبارہ پڑہو نکالا اوسکو امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان نے اور صحیح کہا اوسکو ابن السکن نے اور مخالفین یہ جواب دے سکتے ہین کہ جب پانی مل گیا تو پہلی نماز فاسد ہوگئی پس درحقیقت ایک ہی نماز پڑہی اور جو تیمم کیا لیکن ابہی نماز نہین پڑہی کہ پانی ملگیا تو واجب ہے وضو کر لینا عترت اور فقہا کے نزدیک اور داؤد اور سلمہ کے نزدیک واجب نہین کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا مت باطل کرو اپنے عملون کو اور جو نماز کے اندر یعنے نماز پڑہتے ہے مین پانی ملا تو واجب ہے نماز سے باہر آنا اور وضو کرکے دوبارہ پڑہنا یہی قول ہے ہادی اور ناصر اور مؤید بالله اور ابو طالب اور ابوحنیفہ اور اوزاعی اور ثوری اور مزنی اور ابن شریح کا اور مالک اور داؤد کے نزدیک نماز سے باہر آنا واجب نہین ہے بلکہ حرام ہے اور اسکی نماز تیمم سے صحیح ہے اور ابن تیمیہ رح نے منتقے مین دلیل لی نماز کے اندر پانی ملنے سے تیمم باطل ہونے پر اس حدیث سے کہ پاک مٹی مسلمان کو پاک کرنیوالی ہے اگرچہ دس برس پانی نہ پاوے پھر جب پاوے تو لگا دے اوسکو اپنے بدن سے کیونکہ وہ بہتر ہے اور اس حدیث کا ذکر آگے آوے گا انتہے مختصرا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ

عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ
زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي جُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ
فَقَالَ أَبُو الْجُهَيْمِ أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ
فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ
عَلَيْهِ السَّلَامَ

ترجمہ عمیر سے روایت ہے (جو عبداللہ ہلالی کے بیٹے تھے) جو مولے تھے ابن عباس رضہ کے اونہوں نے کہا میں اور عبداللہ بن یسار (عطاء بن یسار کے بھائی) جو مولے تھے ام المومنین میمونہ رضہ کے گئے یہانتک کہ ابو جہیم (عبداللہ بن حارث بن صمہ انصاری) پاس گئے تو ابو جہیم نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیر جمل (ایک مقام ہے مدینہ کے قریب) کیطرف سے تشریف لائے آپ سے ایک شخص ملا (وہ خود ابو جہیم ہی تھے جیسے شافعی کی روایت میں ہے) اوسنے آپ کو سلام کیا آپ نے اسکو جواب نہ دیا یہانتک کہ آپ دیوار پاس آئے ف دارقطنی کی روایت میں ہے یہانتک کہ آپ نے اپنا ہاتھ دیوار پر رکھا اور شافعی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے اسکو کھرچا لکڑی سے اور شاید وہ دیوار مباح ہوگی یا جسکے ملک ہوگی اسکی رضامندی انکو معلوم ہوگی ف پھر مسح کیا اپنے منہ پر اور دونوں ہاتھوں پر ف دارقطنی کی روایت میں ہے کہ مسح کیا اپنے مونہہ اور دونوں ہاتھوں پر اور ایسا ہی نکالا شافعی نے لیکن دارقطنی کی اسناد میں ابو صالح اور شافعی کی اسناد میں ابو الحویرث ضعیف ہے اور اسکا ایک شاہد ہے ابن عمر کی روایت سے نکالا اوسکو ابوداؤد نے تو صحیح روایت یہی ہے جیسے امام بخاری نے نکالا اور ذراعین کی روایت شاذ ہے (فتح) ف پھر جواب دیا اوسکے سلام کا ف تو معلوم ہوا کہ حضر میں تیمم جائز ہے اور اسی مطلب کو ثابت کرنے کے لیے امام بخاری یہ حدیث لائے اور یہ حدیث متعلقات کی کتاب الوضوء میں گذر چکی ہے حافظ نے کہا بعضوں نے یہاں یہ اعتراض کیا کہ تیمم نماز درست ہونیکے لیے نہ تھا بلکہ سلام کا جواب دینے کے لیے جو ذکر اللہ میں داخل ہے پس باب کا مضمون یعنی حضر میں جب پانی نہ ملے اور نماز کے فوت ہو جانے کا ڈر ہو تو تیمم کر لیوے اس سے کیونکر ثابت ہوگا نووی نے کہا یہ حدیث محمول ہے اسپر کہ تیمم کے وقت آپکے پاس پانی نہ تھا حافظ نے کہا اس اعتراض کا جواب یہ دیا ہے کہ جب آپ نے سلام کا جواب دینے کے لیے حضر میں تیمم کیا حالانکہ سلام کا جواب دینا وضو کے بغیر بھی درست ہے تو جس شخص کو حضر میں نماز فوت ہو جانیکا ڈر ہو اوسکو بطریق اولی تیمم کرنا جائز ہوگا کیونکہ نماز بغیر طہارت کے صحیح نہیں ہوتی اور ابن بطال نے اس سے یہ دلیل لی کہ تیمم کے لیے مٹی ہونا شرط نہیں اور یہ صحیح نہیں کیونکہ

احتمال ہے کہ اوس پر مٹی ہو اور شافعی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس پر مٹی نہتی اور اسی لیے آپ نے اوسکو لکڑی سے کھرچا قسطلانی نے کہا طبرانی نے اوسط میں یہ بڑہایا کہ حضرت نے فرمایا میں نے تجھکو سلام کا جواب نہ دیا صرف اس سبب سے کہ میں باطہارت نہ تہا تو آپ نے مکروہ رکہا اللہ کا نام لینا بغیر طہارت کے ابن جوزی نے کہا سلام اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے لیکن یہ حدیث منسوخ ہے وضو کی آیت سے یا حضرت عائشہ کی حدیث سے کہ آپ اسکی یاد کرتے ہر وقت میں اور بعضوں نے اس حدیث سے یہ دلیل لی کہ پتہر پر تیمم درست ہے کیونکہ مدینہ کی دیوارین پتہر سے بنی ہوتی ہین یعنے کالے پتہروں سے اور جواب اسکا یہ ہے کہ شاید اوس دیوار پر گرد ہو اور اس حدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے نکالا طہارت مین لیکن مختصراً

بَابُ الْمُتَيَمِّمِ هَلْ يَنْفُخُ فِيْهِمَا

تیمم میں ہاتہوں کا پہونکنا یعنے مٹی پر ہاتہہ مارنے کے بعد) **ف** حافظ نے کہا احتمال ہے کہ آپ نے ہاتہوں کو اس وجہ سے پہونکا ہو کہ ہاتہہ مین کوئی چیز لگ گئی ہوگی اور آپ ڈرے کہین مُنہ مین نہ لگ جاوے یا بہت کثرت سے مٹی لگ گئی ہوگی تو آپ نے پہونکا اوسکو کم کرنے لیے اور احتمال ہے کہ تیمم مین یہ امر مشروع ہو اور جس نے بغیر مٹی کے تیمم جائز رکہا اوسنے بابکی حدیث سے دلیل لی کیونکہ پہونک دینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غبار ضرور نہین صرف ہاتہہ مارنا تیمم کیواسطے کافی ہے مترجم کہتا ہے فیہما کی ضمیر ہاتہوں کیطرف پہرتی ہے اور کرمانی نے کہا بعض نسخوں مین یون ہے بَابٌ هَلْ يَنْفُخُ فِيْ يَدَيْهِ بَعْدَ مَا يَضْرِبُ بِهِمَا الصَّعِيْدَ لِلتَّيَمُّمِ

حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ اِنِّيْ اَجْنَبْتُ فَلَمْ اُصِبِ الْمَاءَ فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَمَا تَذْكُرُ اَنَّا كُنَّا فِيْ سَفَرٍ اَنَا وَاَنْتَ فَاَمَّا اَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَاَمَّا اَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ هٰكَذَا فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْاَرْضَ وَنَفَخَ فِيْهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ

ترجمہ عبد الرحمن بن ابزی سے روایت ہے ایک شخص (اوسکا نام معلوم نہین ہوا طبرانی کی روایت مین ہے جنگل والوں مین سے) حضرت عمر بن خطاب رض پاس آیا اور کہنے لگا مین جنب ہو گیا لیکن مینے نہین پایا پانی کو **ف** یہ روایت مختصر ہے اسمین حضرت عمر کا جواب مذکور نہین مسلم اور نسائی نے اسکو نکالا کہ حضرت عمر رض نے کہا نماز مت پڑہ سراج نے اتنا زیادہ کیا جب تک پانی نہ پاوے اور نسائی نے ایسا ہی نقل کیا اور یہ مذہب حضرت عمر رض کا مشہور ہے اور موافق ہوئے اونکے عبد اللہ بن مسعود اور اسمین مناظرہ ہوا ابو موسی

اور ابن مسعود مین اسکا ذکر آگے آویگا اور بعضون نے کہا کہ ابن مسعود نے اوس سے رجوع کیا اور ہم آگے اوسکا ذکر کرینگے
انتہی ما فی الفتح مختصراً مترجم کہتا ہے حضرت عمر نے اوسکو منع کیا نماز پڑہنے سے جب تک پانی نہ پاوے
اسلیے کہ اونکے نزدیک جنب کو تیمم جائز نہ تہا حنفیہ اس قول سے حجت لا سکتے ہین اس باب مین کہ فاقد الطہورین
نماز نہ پڑہے کیونکہ حضرت عمر نے اوسکو اجازت نہین دی بغیر غسل کے نماز پڑہ لینے کی مگر حنفیہ نے خود اس قول
کو ترک کیا ہے جنب کے تیمم مین اور جمہور علماء کے موافق جنب کیلیے تیمم جائز رکہا ہے یہان سے یہ بھی نکلتا ہے
کہ مجتہد اور عالم کو سب حدیثین پہونچنا ضرور نہین حضرت عمر اور ابن مسعود دونو بڑے شان والے صحابی ہین اور
باوجود اسکے یہ مسئلہ اونپر پوشیدہ رہا **ف** یہ سنکر عمار نے کہا حضرت عمر سے تم کو یاد نہین ہم اور تم ایک سفر
مین تہے (مسلم کی روایت مین ہے ایک لشکر مین تہے اور زیادہ ہے کہ ہم جنب ہوگئے) تو تم نے تو نماز نہین پڑہی
اور مین تو مٹی مین لوٹا (یہ سمجہکر کہ غسل مین سارا بدن دہویا جاتا ہے تو جو تیمم غسل کے عوض ہوگا اوسمین سارے
بدن پر مٹی لگانا ضرور ہوگا) اور نماز پڑہ لی پہر مین نے اس کا ذکر کیا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
آپ نے فرمایا تجہے تو یہ کافی تہا اور حضرت ص نے اپنی دونو ہتہیلیان زمین پر مارین اور اونکو پہونکا پہر پہیرا
اونکو اپنے منہہ اور دونو پہونچون پر **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین بہی صحابہ اجتہاد کرتے تہے اور مجتہد پر ملامت نہین اگر وہ طاقت کے موافق غور اور فکر کرلیوے
گو اوس سے خطا ہو جاوے اور جب اپنے اجتہاد پر عمل کرے تو اوس پر اعادہ واجب نہین اور یہ بہی نکلا کہ جب
ہاتہون مین بہت غبار لگ جاوے تو اونکو پہونک دینا چاہیے اور یہ بہی نکلا کہ تیمم مین ایک بار مسح کرنا
کافی ہے اور تکرار مستحب نہین اور یہ بہی نکلا کہ جو کوئی وضو مین مسح کے بدل اپنا سر دہو لیوے تو کافی ہو جاویگا
اور یہ بہی نکلا کہ تیمم مین دو بارون سے زیادہ مارنا درست ہے اور ترتیب واجب نہین غسل جنابت کا تیمم کرنے مین انتہی
ما فی الفتح قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا **باب**
التَّيَمُّمُ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ تیمم مین صرف منہہ اور دونو پہونچون کا مسح کرنا **ف** حافظ نے کہا امام بخاری
نے تیمم کی صفت مین اسی کو اختیار کیا کہ صرف منہہ اور دونو پہونچون پر مسح کرے کیونکہ اسی مذہب کی دلیل
قوی ہے اور جو حدیثین تیمم کی صفت مین وارد ہوئین ان مین سے کوئی حدیث صحیح نہین ہوئی سوا ابو
جہیم کی حدیث کے جو اوپر گذری اور عمار کی حدیث کے اور انکے سوا جتنی حدیثین ہین وہ ضعیف ہین یا اونکی
مرفوع اور موقوف ہونے مین اختلاف ہے اور راجح عدم رفع ہے تو ابو جہیم کی حدیث مجمل ہے اوسمین ہاتہو نکا

ذکر ہے اور عمار کی حدیث میں پہونچون کا ذکر ہے صحیحین کی روایت مین اور کہنیون کا ذکر ہے اصحاب سنن کی روایتیں مین اور ایک روایت مین آدہی ہاتہہ تک مذکور ہے اور ایک روایت مین بغلون تک لیکن کہنیون اور آدہی ہاتہہ کی روایتین اون مین گفتگو ہے اور بغلون کی روایت کو شافعی نے کہا اگر وہ بامر نبوی ہے تو منسوخ ہے اور روایات سے اور جو بلا امر نبوی ہے تو حجت نہین اور صحیحین جو پہونچون کی روایتین ہین اوسکو قوی کرتا ہے عمار کا فتوے دینا حضرت صلعم کے بعد اوسی کے موافق اور راوی حدیث کا زیادہ پہچاننے والا ہے اوسکا اور خصوصًا جب راوی ایک مجتہد صحابی ہو اور اسکا ذکر آگے آویگا انتہی ما قال الحافظ رحمہ اللہ تعالیٰ شوکانی نے نیل مین کہا عطا اور مکحول اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور اکثر اصحاب حدیث اور امامیہ کا یہ قول ہے کہ ہاتہونکا مسح تیمم مین صرف پہونچون تک چاہیے اور علی بن ابی طالب علیہ السلام اور عبد اللہ بن عمر اور حسن بصری اور شعبی اور سالم بن عبد اللہ بن عمر اور سفیان ثوری اور مالک اور شافعی اور ابو حنیفہ اور اصحاب الرای کا یہ قول ہے کہ دونو کہنیون تک مسح کرنا واجب ہے اور بحر مین ہے کہ ہادی اور قاسم اور موید باللہ اور ابو طالب کا بھی یہی قول ہے اور زہری نے کہا کہ دونون بغلون تک مسح کرنا چاہیے خطابی نے کہا علما نے اختلاف نہین کیا اس مین کہ کہنیون سے آگے مسح کرنا لازم نہین ہے اور دلائل دونو فریقون کے آگے مذکور ہونگے انشاء اللہ تعالےٰ اور اول فرقہ کی دلیل ایک یہی حدیث ہے عمار کی جو اس باب مین مذکور ہے اور دوسرے فرقے نے قیاس کیا تیمم کو وضو پر اور یہ قیاس فاسد ہے اور زہری نے دلیل لی اوس سے جو ابو داؤد کی ایک روایت مین بغلون تک مذکور ہے تو حق پہلا مذہب ہے اور دوسرے مذہب کی حدیثین اگر صحیح ہوتین تو اونکا قبول کرنا واجب ہوتا کیونکہ اون مین زیادت ہے لیکن وہ حجت ہونیکے لائق نہین ہین انتہی مختصرًا حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عَمَّارٌ بِهٰذَا وَضَرَبَ شُعْبَةُ بِيَدَيْهِ الْاَرْضَ ثُمَّ اَدْنَاهُمَا مِنْ فِيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ وَقَالَ النَّضْرُ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ ذَرًّا يَقُوْلُ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى قَالَ الْحَكَمُ وَقَدْ سَمِعْتُهٗ مِنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَمَّارٌ اَلْوُضُوْءُ الْمُسْلِمِ يَكْفِيْهِ مِنَ الْمَاءِ ترجمہ عمار سے ویسی ہی روایت ہے جیسی اگلے باب مین گذری حجاج نے کہا اور شعبہ نے اپنے دونون ہاتہہ زمین پر مارے پہر اونکو نزدیک کیا اپنے مونہہ سے یعنے پہونکا اونکو پہر مسح کیا اپنے مُنہہ پر اور دونو پہونچون پر نضر بن شمیل نے کہا

رسلم نے اوسکو وصل کیا) خبر دی ہمکو شعبہ نے اونہون نے روایت کی حکم (بن عتیبہ) سے اونہون نے کہا مین نے ذر سے سنا وہ روایت کرتے تہے سعید بن عبد الرحمن بن ابزی سے حکم نے کہا اور مین نے اس حدیث کو خود سعید سے بہی سنا اونہون نے اپنے باپ عبد الرحمان سے، اونہون نے کہا عمار رضہ نے کہا (پاک مٹی) وضو ہے مسلمان کا کافی ہے اوسکو پانی سے **ف** جب پانی نہ ملے شافعی نے کہا صعید اوس مٹی کو کہتے ہین جسمین غبار ہو اور ریت بہی اسی کی مثل ہے اگر اوس پر سے غبار اوٹہے تو تیمم اوس سے جائز ہے جب وہ عضو سے لگ جاوے اور جس مین غبار نہ ہو یا غبار ہو لیکن عضو سے لگ جاوے تو اوس سے تیمم جائز نہین (قسطلانی) حافظ نے کہا امام بخاری نے جو نضر بن شمیل کی تعلیق بیان کی اوسکو ابو نعیم اور مسلم نے نکالا اور اوسکے لانے سے یہ غرض ہے کہ حکم نے اس حدیث کو ذر کے ذریعہ سے سعید سے سنا اور بلا ذریعہ بہی سعید سے سنا اگر ذر کے توسط سے جو روایت ہے وہ عمدہ ہے اور اکثر طریقون مین اسیطرح ہے انتہے

حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ ذَرًّا عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ شَهِدَ عُمَرَ وَقَالَ لَهٗ عَمَّارٌ كُنَّا فِيْ سَرِيَّةٍ فَاَجْنَبْنَا وَقَالَ تَفَلَ فِيْهِمَا

ترجمہ عبد الرحمان بن ابزی حاضر ہوئے حضرت عمر رضہ پاس عمار نے اون سے کہا ہم ایک لشکر مین تہے پہر ہم جنب ہو گئے (اور بیان کیا وہی قصہ جو اوپر گذرا) اوس مین یون ہے (کہ دونو ہاتہ زمین پر مارے) پہر ہاتہ کیا اون مین اپنے آہستہ سے پہونکا جس مین کچہہ خفیف تہوک بہی اوڑتا ہے) **ف** حافظ نے کہا شعبہ اس روایت کو اسلیے لائے کہ اوس سے حضرت عمر کا جنب ہونا بہی نکلتا ہے اور اسی لیے انکا اجتہاد عمار کے اجتہاد کے خلاف ہوا

حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَمَّارٌ لِعُمَرَ تَمَعَّكْتُ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَكْفِيْكَ الْوَجْهُ وَالْكَفَّانِ

ترجمہ عمار نے کہا حضرت عمر رضہ سے مین لوٹا (مٹی مین) تو مین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا آپ نے فرمایا کافی ہے تجہکو مونہہ اور دونو پہونچونکا مسح **ف** تو پہونچون سے زیادہ مسح کرنا فرض نہین اور یہی مذہب ہے احمد اور اسحق اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن خزیمہ کا اور ابو الجہم نے مالک سے اور خطابی نے اصحاب الحدیث سے ایسا ہی نقل کیا ہے نووی نے کہا ابو ثور نے امام شافعی سے بہی ایسا ہی نقل کیا اور ماوردی نے اسکا انکار کیا اور یہ انکار مردود ہے کیونکہ ابو ثور امام ہین ثقہ ہین اور یہ قول اگرچہ مرجوح ہے مگر دلیل کے لحاظ سے قوی ہے انتہے (فتح)

حدثنا مسلم عن شعبة عن الحکم عن ذر عن ابن عبد الرحمن بن ابزی عن عبد الرحمن قال شهدت عمر قال له عمار وساق الحديث ترجمہ وہی جو اوپر گذر چکا **حدثنا** محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة عن الحکم عن ذر عن ابن عبد الرحمن بن ابزی عن ابيه قال قال عمار فضرب النبی صلی الله علیه وسلم بیده الارض فمسح وجهه وکفيه ترجمہ عمار نے کہا پہر حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتہ زمین پر مارا اور مسح کیا اپنے مونہہ اور دونوں ہاتہوں کا **ف** حافظ نے کہا امام احمد اور ابن خزیمہ نے محمد بن بشار کے طریق کو نکالا اور اوس میں قصہ ہے حضرت عمر کا اور بہولنے کا ذکر ہے

باب الصعيد الطيب وضوء المسلم يكفيه عن الماء پاک مٹی وضو ہے مسلمان کا اور وہ کافی ہے اوسکو پانی کے بدل **ف** حافظ نے کہا یہ ترجمہ باب ایک حدیث ہے جسکو بزار نے نکالا ہشام بن حسان سے اونے محمد بن سیرین سے اونہوں نے ابو ہریرہ سے مرفوعًا اور صحیح کہا اوسکو ابن قطان نے لیکن دارقطنی نے کہا صواب اوسکا مرسل ہونا ہے اور احمد اور اصحاب سنن نے نکالا ابو قلابہ سے اونہوں نے عمرو بن بجدان سے اونہوں نے ابوذر سے مانند اسکے اوس میں یہ ہے کہ پاک مٹی پاک کرنیوالی ہے مسلمان کی اگرچہ دس برس تک پانی نہ پاوے صحیح کہا اسکو ترمذی اور ابن حبان اور دارقطنی نے (فتح) زیلعی نے کہا ابوذر کی حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے نکالا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاک مٹی وضو ہے مسلمان کا اگرچہ دس برس تک پانی نہ پاوے پہر جب پانی پاوے تو اپنے بدن سے لگاوے کیونکہ یہ بہتر ہے طول کیا اسمیں ابو داؤد نے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نکالا اوسکو ابن حبان نے صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں اور کہا صحیح ہے شیخین نے اوسکو نہیں نکالا کیونکہ عمرو بن بجدان سے کسی نے روایت نہیں کیا سوا ابو قلابہ کے اور دارقطنی نے اسکو سنن میں نکالا تین طریقوں سے ابو قلابہ سے ابن القطان نے کتاب الوہم والایہام میں کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے بلا شک کیونکہ عمرو بن بجدان ہر طریقہ میں موجود ہے اور اسکا حال معلوم نہیں اوس سے صرف ابو قلابہ نے روایت کیا اور ابو قلابہ پر اس حدیث میں اختلاف ہے خالد حذاء نے تو ابو قلابہ سے روایت کیا اونے عمرو بن بجدان سے اور خالد پر اختلاف نہیں ہوا اور ایوب نے ابو قلابہ سے روایت کیا اوس پر اختلاف ہوا بعض کہتے ہیں عن ابی قلابة عن رجل من بنی قلابة بعض کہتے ہیں عن ابی قلابة عن رجل بعض کہتے ہیں عن ابی قلابة عن عمرو بن بجدان بعض کہتے ہیں عن ابی قلابة عن ابی المهلب بعض کہتے ہیں عن ابی قلابة عن ابی

اور کوئی واسطہ بیان نہین کرتے ابوقلابہ اور ابوذر مین اور بعض کہتے ہین عن ابی قلابۃ ان رجلا من بنی قشیر
قال یا نبی اللہ یہ سب اختلاف ایوب پر ہے اور ان سب طریقون کو دارقطنی نے نکالا سنن اور علل مین شیخ
تقی الدین نے امام مین کہا تعجب ہے کہ ابن القطان نے ترمذی کے صحیح کہنے پر اکتفا نکی عمرو بن بجدان کی معرفت
مین حالانکہ ترمذی کا کلام اونہون نے نقل کیا کہ اونہون نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کیا فرق ہے کسی کو
ثقہ کہنے مین یا اوسکی حدیث کو صحیح کہنے مین جب وہ منفرد ہو اوسکے ساتھ اور اگر ابن القطان نے اس توقف
کیا اسوجہ سے کہ عمرو بن بجدان سے کسی نے روایت نہین کی سوا ابوقلابہ کے تو یہ ابن القطان کے مذہب پر کچھ قدح
نہین کیونکہ اونکے نزدیک کثرت رواۃ سے جہالت دفع نہین ہوتی تو انفراد سے جہالت لازم نہوگی جس صورت
مین راوی کی تعدیل ہو اور وہ یہان موجود ہے یعنے ترمذی کا اوسکی حدیث کو صحیح کہنا اور جو اختلاف اونہون نے
بیان کیا اوس مین غور کرنا چاہیے اور غور سے معلوم ہوتا ہے کہ عن رجل کی روایات عمرو بن بجدان کی روایت کے
خلاف نہین کیونکہ رجل سے وہی مراد ہو سکتے ہین اور جس روایت مین یہ واسطہ نہین ہے وہ ناقص ہے اور زیادۃ
جس مین ہے وہ قبول کیجاوے گی اور ابوالمہلب اگر عمرو کی کنیت ہے تو اختلاف نہین ہے اور جو کوئی اور ہے تو
ایک ہی روایت وہ بھی احتمالاً اختلاف ہوئی اب رہی یہ روایت کہ بنی قشیر کے ایک شخص نے کہا یا نبی اللہ تو یہ
بیشک مخالف ہو لیکن دیکھنا چاہیے کہ اوسکا اسناد ابن القطان کے طریق پر ثابت ہے یا نہین اگر ثابت نہ
ہو تو اوس سے کوئی علت نہ پیدا ہوگی تمام ہوا کلام ابن دقیق العید کا مترجم کہتا ہے حافظ ابن حجر نے جو کہا کہ
ابن القطان نے اسحدیث کو صحیح کہا حالانکہ ابن القطان تو اوسکو بلاشک ضعیف کہتے ہین تو مراد اونکی ابوہریرہ
کیحدیث ہو نہ ابوذر کی حدیث شوکانی نے نیل مین کہا کہ احمد اور ابوداؤد اور اثرم نے ابوذر سے نکالا اونہون نے کہا
مجھے مدینہ کی ہوا ناموافق ہوئی تو حضرت نے میرے لیے چند اونٹون کا حکم دیا مین اون مین تھا ایکبار مین رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا کہ ابوذر ہلاک ہو گیا آپ نے فرمایا کیا حال ہے تیرا مین نے کہا مجھے جنابت
ہوتی تھی اور میرے نزدیک پانی نہ تھا آپ نے فرمایا پاک مٹی پاک کرنے والی ہے اوسکی جو دس برس تک پانی نہ
پاوے شوکانی نے کہا ابوحاتم نے اسحدیث کو صحیح کہا اور عمرو بن بجدان کو عجلی نے ثقہ کہا حافظ نے کہا ابن القطان
سے غفلت ہوئی اونہون نے کہا وہ مجہول ہے انتہے زیلعی نے کہا ابوہریرہ کیحدیث کو بزار نے نکالا اس لفظ سے کہ
مٹی وضو ہے مسلمان کا اگرچہ دس برس پانی نہ پاوے پھر جب پانی پاوے تو اللہ سے ڈرے اور اپنے بدن پر
لگاوے بزار نے کہا ہم نہین جانتے یہ حدیث ابوہریرہ سے مگر اسی طریق سے اور ہم نے نہین سنا اوسکو مگر مقدم

سے اور وہ ثقہ تہا اور نکالا اسکو طبرانی نے معجم اوسط مین ابو ہریرہ سے کہ ابوذر بکریون مین تھے مدینہ مین جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر وہ خاموش ہو رہے آپنے پھر پکارا پھر وہ خاموش ہو رہے آپنے فرمایا اے ابوذر
تیری مان تجھپر روئے اونہون نے عرض کیا مین جنب ہون آپنے اونکے لیے لونڈی کو بلوایا پانی لیکر وہ پانی لائی ابوذر
نے آڑ کی اپنے اونٹ کی پھر غسل کیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تجھکو کافی ہے مٹی اگرچہ تو
بیس برس تک پانی نہ پاوے پھر جب تو پانی پاوے تو چھوا اسکو اپنی کہال سے مترجم کہتا ہے اس حدیث کو ابوداود نے
سنن مین نکالا اوس مین یہ ہے کہ حضرت صلعم کے پاس کچھ بکریان جمع ہو گئین آپ نے فرمایا اے ابوذر جنگل مین انکو
لیجا مین جنگل کو گیا ربذہ کیطرف وہان مجھے نہانے کی حاجت ہوا کرتی اور مین پانچ پانچ چھ روز یون ہی رہا کرتا پھر
بیان کیا اسی قصہ کو اوس مین یہ ہے کہ ایک کالی لونڈی کو بلایا وہ ایک پیالہ مین پانی لیکر آئی اور بیس برس
کے بدل مین ہے اور یہ ہے کہ ابوذر نے کہا مین نہایا گویا پہاڑ میرے پر سے اوترگیا طبرانی نے کہا نہین روایت کیا
اسکو ابن سیرین سے مگر ہشام نے اور ہشام سے مگر قاسم نے متفرد ہوا اس سے مقدم ابن القطان نے اپنی کتاب مین
بزار کی روایت سے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا اوس کا اسناد صحیح ہے اور یہ غریب ہے ابو ہریرہ کی حدیث سے اور اس مین ایک
علت ہی اور مشہور ابوذر کی حدیث ہی جسکو صحیح کہا ترمذی وغیرہ نے انتہی ما قال الزیلعی مختصرا ترمذی نے کہا اس
باب مین روایت ہے ابو ہریرہ اور عبد اللہ بن عمرو اور عمران بن حصین سے سراج نے شرح ترمذی مین کہا کہ احمد
ابن حبان اور حاکم اور دارقطنی نے ابوذر سے اور بخاری اور مسلم اور نسائی اور ابن ابی شیبہ نے عمران بن حصین سے
اور دارقطنی نے حضرت علی سے اور عبد الرزاق نے عمرو بن عاص سے اور احمد نے ابن عباس سے اور عبد الرزاق
نے ابن عمر اور ابو سعید سے اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور قاضی اسمعیل نے احکام مین اور طحاوی اور دارقطنی
اور طبرانی اور ابو نعیم نے اسلع بن شریک سے اور حسن بن سفیان سے اور بغوی اور باوردی اور طبرانی اور ابن جریر
اور بیہقی اور سعید بن منصور نے ابوذر سے اس باب مین روایت کیا ہے اور اصحاب سنن اور ابن حبان نے ابوذر
سے ان عبارت سے روایت کی ہے اَلصَّعِیْدُ الطَّیِّبُ وُضُوْءُ الْمُسْلِمِ وَلَوْ اِلٰی عَشْرِ حِجَجٍ انتہی مختصرا وَقَالَ الْحَسَنُ یُجْزِئُہُ
التَّیَمُّمُ مَا لَمْ یُحْدِثْ اور حسن بصری نے کہا کہ کافی ہے اسکو تیمم جب تک حدث نہووے پھر جب
حدث ہو تو تیمم ٹوٹ جاویگا جیسے وضو ٹوٹ جاتا ہے وصل کیا اس اثر کو عبد الرزاق نے اور اسکی عبارت
یہ ہے ایک تیمم کافی ہے جب تک حدث نہو اور ابن ابی شیبہ نے اسکی عبارت یہ ہے نہین توڑتا تیمم کو مگر حدث اور
سعید بن منصور نے اسکی عبارت یہ ہے تیمم مثل وضو کے ہے جب تو وضو کرے تو تو باوضو ہیگا جب تک حدث

نہو اور یہ زیادہ صاف ہے باب کے مقصود مین اور اسیطرح وہ جو حماد بن سلمہ نے اپنے مصنف مین نکالا یونس بن
عبید سے اونہون نے حسن سے اونہون نے کہا تو سب نمازون کو ایک تیمم سے پڑہ سکتا ہے وضو کیطرح جبتک
تجہے حدث نہو (فتح) وَاَمَّ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّهُوَ مُتَيَمِّمٌ اور امامت کی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے
اور اونہون نے تیمم کیا تہا ف وصل کیا اسکو ابن ابی شیبہ اور بیہقی وغیرہما نے اور اس کا اسناد صحیح ہے اور آگے
عمرو بن عاص سے بہی ایسا ہی منقول ہوگا اور دارقطنی نے حسن بن عمارہ سے اونہون نے حکم سے اونہون نے
مجاہد سے اونہون نے ابن عباس سے نکالا کہ سنت یہ ہے کہ ایک تیمم سے ایک نماز سے زیادہ نہ پڑہے اور
حسن بن عمارہ مین لوگون نے کلام کیا ہے بعضون نے کہا وہ متروک ہے مسلم نے اپنے صحیح کے مقدمہ مین اسکو
ذکر کیا اون لوگون مین جن مین کلام ہوا ہے اور بیہقی نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے نکالا اونہون نے
کہا تیمم کرے ہر نماز کے لیے اگرچہ حدث نہو بیہقی نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے اور نکالا تیمم سے اونہون نے حجاج سے
اونہون نے ابی اسحق سے اونہون نے حارث سے اونہون نے حضرت علی رض سے اونہون نے کہا تیمم کر
ہر نماز کے لیے اور کہا کہ اسناد اسکا ضعیف ہے اور نکالا عبد الرزاق سے اونہون نے معمر سے اُنہون نے قتادہ
سے کہ عمرو بن عاص ہر نماز کے لیے نیا تیمم کرتے معمر نے کہا قتادہ اسی پر عمل کرتے تہے بیہقی نے کہا یہ روایت
مرسل ہے (کیونکہ قتادہ نے عمرو بن عاص کو نہین پایا) اور ہمارے اصحاب کی دلیل یہ حدیث ہے کہ تیمم وضو ہے
مسلمان کا جبتک پانی نہ پاوے حافظ نے کہا امام بخاری نے اشارہ کیا اسطرف کہ تیمم وضو کے قائممقام
ہے اگرچہ اوس سے طہارت ضعیف ہو کیونکہ ابن عباس نے امامت کی اُن لوگون کی جنہون نے وضو کیا تہا
تیمم سے اور اس مسئلہ مین امام بخاری موافق ہوئے اہل کوفہ اور جمہور علماء کے اور بعض تابعین کا مذہب اسکے
خلاف ہے یعنے وہ کہتے ہین کہ ہر ایک نماز کے لیے نیا تیمم کرنا چاہیے گو حدث نہو اونکی دلیل یہ ہے کہ تیمم
ایک ضرورت کی طہارت ہے نماز درست ہونیکے لیے وقت گذر جانے سے پہلے اور اسیواسطے حضرت نے
اُس جنب کو جسنے نماز نہین پڑہی تہی پانی کا برتن دیا غسل کرنیکے لیے حالانکہ پہلے آپ نے اُس سے فرما
دیا تہا تو لازم کرلے مٹی کو وہ کافی ہے تجہکو اور اسکی وجہ یہ تہی کہ جب پانی مل گیا تو اسکا تیمم باطل ہوگیا
اور اس حدیث سے یہ مطلب نہین نکلتا کہ ایک تیمم سے ایک فرض سے زیادہ پڑہنا درست نہین اور اکثر
کے نزدیک ایک تیمم سے ایک فرض اور کئی نفل فرض کے ساتھ پڑہ سکتے ہین مگر امام مالک نے یہ شرط لگائی
کہ پہلے فرض پڑہے اور شریک قاضی نے کہا کہ ایک ہی تیمم سے ایک نماز درست ہے فرض ہو یا نفل اور ایک سے

زیادہ کوئی نماز درست نہین نہ فرض نہ نفل ابن منذر نے کہا جب کئی نفل ایک تیمم سے درست ہوئے تو کئی فرض بھی درست ہونگی کیونکہ جو باتین فرض کے لیے شرط ہین وہی نفل کے لیے بھی شرط ہین اور بیہقی نے اقرار کیا کہ طرفین مین کسی کے پاس اس مسئلہ مین کوئی صحیح حدیث نہین ہے البتہ ابن عمر سے یہ صحیح ہوا کہ ہر فرض کے لیے ایک علیحدہ تیمم واجب ہے اور صحابہ مین سے اونکے مخالف کوئی معلوم نہین ہوتا اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ ابن منذر نے ابن عباس سے نقل کیا کہ ہر فرض کے لیے نیا تیمم کرنا واجب نہین ہے اور مصنف نے عدم وجوب پر دلیل لی کہ باب کی حدیث مین فانہ یکفیک ہے اور اسکا مطلب یہ ہے کہ جب تک پانی نہ ملے یا حدث نہ ہو تو تیمم کافی ہے اور جمہور علماء یہ کہتے ہین کہ مراد اس سے وہ فرض ہے جسکے لیے تیمم کیا اب اسی تیمم سے نفل بھی جتنے چاہے پڑھ سکتا ہے پھر جب دوسرے فرض کا وقت آوے تو پانی کا ڈھونڈھنا واجب ہے اگر پانی نہ ملے تو تیمم کر لیوے انتہی ما فی الفتح مترجم کہتا ہے اس سے یہ نکلتا ہے کہ تیمم جائز ہونے کے لیے نماز کا وقت آجانا شرط ہے اور صاحب منتقی نے اسپر دلیل لی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی حدیث سے نکالا اوسکو امام احمد نے کہ حضرت صلعم نے فرمایا میرے لیے زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی جہان مجھے نماز پالیوے (یعنے اسکا وقت آجاوے) تو مین مسح کرونگا اور نماز پڑھ لونگا اور امام احمد نے مسند مین ابو امامہ سے نکالا کہ حضرت صلعم نے فرمایا ساری زمین میرے لیے اور میری امت کے لیے مسجد اور پاک کرنیوالی بنائی گئی تو میری امت مین جس شخص کو جہان نماز پالیوے تو اوسکے پاس اسکی مسجد اور اوسکے پاس ہے اسکی پاک کرنیوالی شوکانی نے کہا اسکی اسناد مین سب ثقہ ہین سوا سیار اموی کے وہ بھی سچا ہے اور اس باب مین حضرت علی سے روایت ہے اسکو نکالا بزار نے اور ابو ہریرہ سے مسلم اور ترمذی نے اور جابر سے بخاری اور مسلم اور نسائی نے اور ابن عباس سے امام احمد نے اور حذیفہ سے مسلم اور نسائی نے اور انس سے اشارہ کیا اسطرف ترمذی نے اور نکالا اوسکو سراج نے اپنے مسند مین عراقی نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے اور روایت کیا اسکو خطابی نے معالم السنن مین اور ابو امامہ سے احمد اور ترمذی نے اور کہا حسن صحیح اور ابو ذر سے ابو داؤد نے اور ابو موسے سے امام احمد نے اور طبرانی نے باسناد جید اور ابن عمر سے بزار اور طبرانی نے اسکی اسناد مین ابراہیم بن اسمعیل بن یحیے بن سلمہ بن کہیل ضعیف ہے اور سائب بن یزید سے طبرانی نے اور ابو سعید سے طبرانی نے اور عترت اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل اور ابو داؤد کا یہی قول ہے کہ نماز کا وقت آجانا شرط ہے تیمم کی صحت کے لیے اور ابو حنیفہ اور انکے اصحاب کا یہ قول ہے کہ تیمم ہر وقت درست ہے وضو کیطرح اور ظاہر یہی ہے جو ابو حنیفہ رح نے کہا اور کوئی دلیل اسکی نہین ہے کہ وقت سے پہلے تیمم جائز نہین انتہے مختصرا وقال یحیی بن سعید لا باس بالصلوۃ

عَلَى السَّبِخَةِ وَالتَّيَمُّمِ بِهَا اور یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا کچھ قباحت نہیں کیا بری کار شور زمین نمکین جہاں کچھ اوگتا نہیں) زمین پر نماز پڑھنے میں اور اس سے تیمم کرنے میں ف ابن خزیمہ نے اس پر دلیل لی حضرت عائشہ کی حدیث سے کہ آپ نے فرمایا میں نے تمہاری ہجرت کا مقام دیکھا شور زمین ہے کھجور کے درخت والی مراد مدینہ ہے اور یہ بھی ثابت ہو کہ آپ نے مدینہ کا نام طیبہ رکھا پس معلوم ہوا کہ شور زمین طیب ہے اور نہیں خلاف کیا ہمیں لینے شور زمین سے تیمم جائز ہونے میں) مگر اسحٰق بن راہویہ نے (فتح مختصرا) شوکانی نے کہا جائز ہے تیمم زمین کی کل اجزا سے کیونکہ حدیث میں زمین کا لفظ عام ہے اور جس نے مٹی کو خاص کیا ہے اوسنے دلیل لی اس سے جو مسلم نے نکالا خذیفہ سے اوس میں ہے کہ زمین کی مٹی ہمارے لیے پاک کرنے والی کی گئی اور ابن خزیمہ کی روایت میں تراب کا لفظ ہے اور احمد اور بیہقی کی روایت میں باسناد حسن یوں ہے وَجُعِلَ التُّرَابُ لِي طَهُورًا اور صعید جو قرآن میں وارد ہے وہ بھی مٹی کو کہتے ہیں لیکن قاموس اور مصباح میں ہے کہ صعید مٹی ہے یا سطح زمین ازہری نے کہا اکثر علما کا یہ مذہب ہے کہ صعید سے مٹی مراد ہے اور عترت اور شافعی اور احمد اور داؤد نے تیمم کو خاص کیا مٹی سے اور مالک اور ابو حنیفہ اور عطا اور اوزاعی اور ثوری نے زمین کے کل اجزا سے عام رکھا ہے انتہے مختصرا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ

قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّا أَسْرَيْنَا حَتَّى إِذَا كُنَّا فِي آخِرِ اللَّيْلِ وَقَعْنَا وَقْعَةً وَلَا وَقْعَةَ أَحْلَى عِنْدَ الْمُسَافِرِ مِنْهَا فَمَا أَيْقَظَنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ يُسَمِّيهِمْ أَبُو رَجَاءٍ فَنَسِيَ عَوْفٌ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الرَّابِعُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَامَ لَمْ يُوقَظْ حَتَّى يَكُونَ هُوَ يَسْتَيْقِظُ لِأَنَّا لَا نَدْرِي مَا يَحْدُثُ لَهُ فِي نَوْمِهِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ وَرَأَى مَا أَصَابَ النَّاسَ وَكَانَ رَجُلًا جَلِيدًا فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ حَتَّى اسْتَيْقَظَ بِصَوْتِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ شَكَوْا إِلَيْهِ الَّذِي أَصَابَهُمْ قَالَ لَا ضَيْرَ أَوْ لَا يَضِيرُ ارْتَحِلُوا فَارْتَحَلُوا فَسَارَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ نَزَلَ فَدَعَا بِالْوَضُوءِ فَتَوَضَّأَ وَنُودِيَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلٰوتِهِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ ثُمَّ سَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَكَى إِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا كَانَ يُسَمِّيهِ أَبُو رَجَاءٍ نَسِيَهُ عَوْفٌ وَدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ اذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَاءَ فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّيَا امْرَأَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ

أو سطيحتين من ماء على بعير لها فقالا لها أين الماء قالت عهدي بالماء أمس هذه الساعة
ونفرنا خلوفا قالا لها انطلقي إذا قالت إلى أين قالا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت
الذي يقال له الصابي قالا هو الذي تعنين فانطلقي فجاءا بها إلى رسول الله صلى الله عليه
وسلم وحدثاه الحديث قال فاستنزلوها عن بعيرها ودعا النبي صلى الله عليه وسلم
بإناء ففرغ فيه من أفواه المزادتين أو السطيحتين وأوكأ أفواههما وأطلق العزالي ونودي
في الناس اسقوا واستقوا فسقى من سقى واستقى من شاء وكان آخر ذلك أن أعطى الذي
أصابته الجنابة إناء من ماء قال اذهب فأفرغه عليك وهي قائمة تنظر إلى ما يفعل
بمائها وايم الله لقد أقلع عنها وإنه ليخيل إلينا أنها أشد ملأة منها حين ابتدأ فيها فقال
النبي صلى الله عليه وسلم اجمعوا لها فجمعوا لها من بين عجوة ودقيقة وسويقة حتى جمعوا
لها طعاما فجعلوه في ثوب وحملوها على بعيرها ووضعوا الثوب بين يديها قال لها تعلمين
ما رزئنا من مائك شيئا ولكن الله هو الذي أسقانا فأتت أهلها وقد احتبست عنهم
فقالوا ما حبسك يا فلانة قالت العجب لقيني رجلان فذهبا بي إلى هذا الذي يقال
له الصابي ففعل كذا وكذا فوالله إنه لأسحر الناس من بين هذه وهذه وقالت بإصبعيها
الوسطى والسبابة فرفعتهما إلى السماء تعني السماء والأرض أو إنه لرسول الله حقا
فكان المسلمون بعد ذلك يغيرون على من حولها من المشركين ولا يصيبون الصرم الذي
هي منه فقالت يوما لقومها ما أرى هؤلاء القوم يدعونكم عمدا فهل لكم في الإسلام
فأطاعوها فدخلوا في الإسلام قال أبو عبد الله صبا خرج من دين إلى غيره وقال أبو
العالية الصابئين فرقة من أهل الكتاب يقرؤن الزبور ترجمہ عمران بن حصین جو بصرہ کے
قاضی تھے ابو عمر نے کہا کہ یہ فضلا اور فقہاء صحابہ میں سے تھے انتقال کیا اونہوں نے سنہ ۵۲ ہجری میں اس
کتاب میں اونسے بارہ حدیثیں مروی ہیں) نے کہا ہم سفر میں تھے ف اختلاف ہو اس سفر کی تعیین میں
صحیح مسلم میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ یہ قصہ خیبر سے لوٹتے وقت واقع ہوا اور ابوداؤد نے ابن مسعود سے
نکالا کہ حضرت م حدیبیہ سے رات کو آئے تو اوترے اور فرمایا کون ہماری نگہبانی کریگا بلال نے کہا میں اخیر حدیث
تک اور موطا میں زید بن اسلم سے مرسلا مروی ہے کہ ایک بار حضرت م رات کو اترے مکہ کی راہ میں اور بلال کو مقرر کیا

رجگانے کے لیے) اور عبد الرزاق نے مصنف مین نکالا عطار بن یسار سے مرسلاً کہ یہ واقعہ تبوک کے رستہ
مین ہوا اور بیہقی نے دلائل مین ایسا ہی روایت کیا عقبہ بن عامر سے اور مسلم نے ابو قتادہ سے طول کے
ساتھ اور امام بخاری نے اختصار کے ساتھ صلاۃ مین نکالا کہ ایک بار صحابہ صبح کی نماز سے سو گئے سفر مین
پر معین نہین کیا کہ کونسا سفر تھا اور ابو داؤد کی ایک روایت مین ہے کہ یہ واقعہ غزوہ جیش الامراء مین ہوا اور
ابن عبد البر نے اوسپر اعتراض کیا کہ غزوہ جیش الامراء غزوہ موتہ کو کہتے ہین اوسمین حضرت صلعم تشریف نہین
لے گئے تھے اور یہ اعتراض صحیح ہے لیکن احتمال ہے کہ غزوہ جیش الامراء سے کوئی اور غزوہ سوا غزوہ موتہ کے مراد
ہو اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ یہ واقعہ یعنے سو جانا اور صبح کی نماز قضا ہو جانا ایک بار ہوا یا کئی بار اصیلی
نے کہا ایک ہی بار ہوا اور قاضی عیاض نے اوسپر اعتراض کیا اور کہا کہ ابو قتادہ کا قصہ مغائر ہے عمران بن حصین کے
قصے کے اور یہ صحیح ہے کیونکہ ابو قتادہ کے قصے مین یہ ہے کہ ابو بکر اور عمر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ نہ تھے جب آپ سو گئے تھے اور عمران کے قصے مین اونکا ساتھ ہونا مذکور ہے دوسرے یہ کہ عمران
کے قصے مین یہ ہے کہ سب سے پہلے ابو بکر جاگے اور حضرت صلعم نہ جاگے یہانتک کہ عمر رض نے آپ کو بیدار کیا تکبیر
سے اور ابو قتادہ کے قصے مین یہ ہے کہ سب سے پہلے حضرت صلعم جاگے اسکی اور بھی وجہین مغائرت کی ہین پر ان
سب باتون کے ساتھ دونون مین جمع کرنا ممکن ہے خاصکر اوس روایت کی وجہ سے جو صحیح مسلم مین ہے کہ عبد اللہ بن
رباح نے جنہون نے یہ حدیث ابو قتادہ سے روایت کی یہ کہا کہ عمران بن حصین نے اونکو یہ حدیث بیان کرتے
سنا تو اونہون نے کہا دیکھو تم کیونکر بیان کرتے ہو مین بھی اس قصے کے وقت موجود تھا پھر عمران نے اوسکی
کسی بات کا انکار نہین کیا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قصہ ایک ہے مگر جو کوئی تعدد کہتا ہے وہ یون جواب دیسکتا
ہے کہ شاید عمران بن حصین دونو قصون مین حاضر ہون پھر ایک قصہ اونہون نے بیان کیا خود اور ایک
قصے کی تصدیق کی جب عبد اللہ بن رباح نے اوسکو ابو قتادہ سے نقل کیا اور تعدد قصہ کی ایک دلیل یہ
بھی ہے کہ مقامات مین اختلاف ہے جیسے اوپر گذرا اور ابن عبد البر نے یون جمع کرنا چاہا کہ خیبر سے لوٹنے کا
زمانہ قریب تھا حدیبیہ سے لوٹنے کے اور مکہ کی راہ دونو پر صادق ہے اور اسمین جو تکلف ہے وہ پوشیدہ نہین
علاوہ اسکے عبد الرزاق کی روایت مین غزوہ تبوک کی تعیین ہے اور یہ رد کرتی ہے ابن عبد البر کا اور طبرانی
نے عمرو بن امیہ سے عمران کے قصے کے مشابہ نکالا اوس مین یہ ہے کہ جس شخص نے صبح کی نگہبانی کی اون لوگون کے
لیے وہ ذو مخبر تھا پھر نکالا اسکو ذی مخبر کے طریق سے بھی اور اسکی اصل ابو داؤد کے پاس بھی ہے اور صحیح مسلم مین ہے

ابوہریرہ کی حدیث میں کہ بلال نے فجر کی نگہبانی کی تھی اور یہاں یہ ہے کہ اول سب سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاگے تھے جیسے ابوقتادہ کی روایت میں ہے اور ابن حبان نے اپنے صحیح میں ابن مسعود سے نکالا کہ اونہوں نے فجر کی حفاظت کی تھی اور اس سے ہی قصے کا تعدد ثابت ہوتا ہے اور اللہ تعالے خوب جانتا ہے (فتح) ؎ ہم چلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور ہم رات کو چلے جب اخیر رات ہوئی تو ہم نے ایک نیند لی ف ابو قتادہ کی روایت میں ہے مؤلف کے پاس کہ اونکے اوترنے کا یہ سبب ہوا کہ بعضوں نے اوترنا چاہا حضرت نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہیں سو نہ جاؤ نماز سے بلال نے کہا میں جگا دونگا (فتح) ؎ اور مسافر کو اتنی میٹھی کوئی نہیں ہوتی جتنی اخیر رات میں ہوتی ہے (کیونکہ اوس وقت تھکن کا غلبہ ہوتا ہے نسیم سحری کے ٹھنڈے ٹھنڈے جھونکے آنکھہ بند کیے دیتے ہیں) پھر نہیں جگایا ہم کو کسی نے مگر آفتاب کی گرمی نے تو سب سے پہلے جو جاگے وہ فلان شخص تھے پھر فلان شخص تھے پھر فلان شخص ابورجا (جو اسحدیث کے راوی ہیں عمران بن ملحان) انکا نام لیتے تھے لیکن عوف (جو ابورجا سے راوی ہیں) وہ بھول گئے ف اونکے ناموں کو حافظ نے کہا عوف کی متابعت کی سلم بن زریر نے اور مؤلف نے اون کی روایت کو علامات نبوت میں نکالا اوس میں یہ ہے کہ سب سے پہلے ابوبکر رض بیدار ہوئے اور احتمال ہے کہ اونکے بعد عمران بن حصین ہونگے جنہوں نے یہ حدیث روایت کی اور انکے بعد وہ ہوں جو عمران کے شریک ہیں اس قصے کی روایت کرنے میں طبرانی نے عمرو بن امیہ سے نکالا کہ ذو مخبر نے کہا پھر نہیں جگایا مجھکو مگر سورج کی گرمی نے میں اوسکے پاس آیا جو مجھ سے قریب تھا میں نے اسکو جگایا اور لوگوں نے ایک دوسرے کو جگایا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے (فتح) ؎ پھر چوتھے شخص جو جاگے وہ عمر بن خطاب رض تھے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سو رہتے تو جگائے نہ جاتے (یعنے کوئی آپ کو بیدار نہ کرتا) یہانتک کہ آپ خود ہی بیدار ہوتے کیونکہ ہم نہیں جانتے تھے آپ کو خواب میں کونسی نئی بات معلوم ہوتی ہے (یعنے خواب میں آپ پر وحی آتی تو ہم ڈرتے کہیں جگانے سے وحی میں خلل نہ پڑے) جب حضرت عمر رض جاگے اور اونہوں نے لوگوں کا حال دیکھا (کہ صبح کی نماز کا وقت جا رہا اور وہاں پانی بھی نہیں ہے) اور اونکی مزاج میں تیزی تھی ف یعنے سختی مسلم کی روایت میں ہے کہ وہ بلند آواز والے تھے باوجود اسکے حضرت عمر نے ادب کی راہ سے حضرت صلعم کو نہیں جگایا اور تکبیر کہنا شروع کی کیونکہ اوس میں دونو مصلحتیں تھیں اور تکبیر کو خاص کیا اسلیے کہ وہ اصل ہے دعا کی نماز میں (فتح) ؎ اونہوں نے تکبیر کہی اور بلند آواز سے کہی

پھر وہ برابر تکبیر کہتے رہے بلند آواز سے یہانتک کہ اونکی آواز سے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے جب آپ بیدار ہوئے تو لوگون نے شکایت کی آپ سے جو حال اونکا ہوا یعنے سو جانا اور فجر کی نماز کا وقت گذر جانا) آپنے فرمایا کچھ ضرر نہین یا یون فرمایا کہ کچھ ضرر نہین کریگا ف یہ شک عوف راوی نے کی جیسے بیہقی کی روایت مین اسکی تصریح ہے اور ابو نعیم نے مستخرج مین نکالا کہ کچھ برا نہین اور کچھ ضرر نہین اور اس سے مقصود تسلی دینا تھا صحابہ کو کیونکہ اونکو نماز کے قضا ہوجانیکا رنج تھا (فتح) ت کوچ کر دیہ سنکر صحابہ نے کوچ کیا ف اسجگہ سے چلے حافظ نے کہا اس حدیث سے دلیل لی ہے اسپر کہ جو نماز قضا ہوجاوے پھر یاد آوے تو اوسکے پڑھنے مین دیر کرنا درست ہے اگر غفلت یا تحقیر کی راہ سے نہو اور مسلم نے اپنی روایت مین اس مقام سے کوچ کرنیکا یہ سبب بیان کیا ہے کہ آپنے فرمایا اس منزل مین شیطان ہمارے پاس آگیا اور ابو داؤد نے ابن مسعود سے نکالا اوسمین یہ ہے کہ اوس جگہ سے ہٹ جاؤ جہان تمکو غفلت ہوئی اور اس سے رد ہوتا ہے اوسکا جسنے گمان کیا کہ علت دیر کرنے کی یہہ تھی کہ وہ وقت مکروہ تھا اور خود احادیث مین یہ موجود ہے کہ وہ جاگے نہین یہانتک کہ آفتاب کی حرارت اونکو پہونچی اور جب آفتاب پورا نکل آیا تو مکروہ وقت کہان رہا اور مسلم کی روایت مین ہے ابو ہریرہؓ سے کہ وہ نہ جاگے یہانتک کہ مارا اونکو سورج نے اور بعضون نے کہا کہ آپنے نماز مین تاخیر کی اور کسی شغل کی وجہ سے یا دشمن کے ڈر سے یا وحی کی انتظار مین یا اسوجہ سے کہ وہ مقام غفلت کا تھا جیسے ابو داؤد کی روایت مین ہے یا اسوجہ سے کہ اور لوگ جو سوتے ہین وہ بھی جاگ اوٹھین اور جو سست ہو اوسکی سستی رفع ہو جاوے اور ابن وہب وغیرہ سے مذکور ہے کہ یہ تاخیر منسوخ ہے اس آیت سے أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ آیت مکہ مین اوتری اور یہ حدیث مدینہ کی ہے اب اسمقام مین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دوسری حدیث مین آیا ہے کہ میری آنکھین سوتی ہین اور دل نہین سوتا اسحدیث سے اوسکے خلاف پایا جاتا ہے کیونکہ اگر دل آپ کا ہشیار ہوتا تو نماز قضا نہوتی نووی نے کہا اسکے دو جواب ہین ایک یہ کہ دل اندر کی باتون کا ادراک کرتا ہے نہ اون باتون کا جو آنکھ سے معلوم ہوتی ہین جیسے فجر کا ہونا سورج کا نکلنا دوسرے یہ کہ آپ کا سونا دو طرح کا تھا ایک اوسی طرح کہ دل ہشیار رہے اور آنکھین سو جاوین اور یہ اکثر ہوتا اور دوسرا یہ کہ دل اور آنکھ دونو سو جاوین اور یہ نادر ہوتا اور صحیح پہلا جواب ہے اور قرطبی نے کہا کہ بعض علما نے اسحدیث کے ظاہر سے یہ حکم دیا ہے کہ جہان پر سفر مین آدمی سو جاوے اور نماز قضا ہو جاوے تو اسجگہ سے چلا ہو

اور دوسرے مقام میں جاکر نماز ادا کرے اور بعضوں نے کہا کہ یہ امر خاص تہا حضرت صلعم سے دوسرون کو کسی مقام کی برائی یا بہلائی معلوم نہین ہوسکتی اور بعضون نے کہا جس مقام مین عبادت سے غفلت ہو وہان سے سرک جانا مستحب ہے جیسے جمعہ کے دن خطبہ سنتے وقت کوئی اونگہے تو اوسجگہ سے سرک جانا بہتر ہے (فتح مختصراً) تا پہر آپ دور نہین گئے کہ اوترے اور وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا اور نماز کے لیے اذان دی گئی پہر نماز پڑہی لوگون کے ساتہہ جب نماز سے لوٹے تو ایک شخص کو دیکہا (اوسکا نام معلوم نہین ہوا شرح عمدہ مین ہے کہ اوسکا نام خلاد بن رافع بن مالک انصاری تہا جو بہائی تہا رفاعہ کا ابن کلبی نے کہا خلاد بدر مین حاضر تہا اور وہین شہید ہوا اس صورت مین وہ کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ بدر کی لڑائی اس قصہ سے پہلے ہوچکی تہی) جو لوگون سے جدا تہا اور اوسنے لوگون کے ساتہہ نماز نہین پڑہی آپنے فرمایا اے فلانے تو نے لوگون کے ساتہہ نماز کیون نہین پڑہی اوسنے عرض کیا مجہے جنابت ہوئی اور پانی نہین ہے ف اسلیے مین نے نماز نہین پڑہی اس سے بہی حنفیہ دلیل لے سکتے ہین کہ فاقد الطہورین نماز نہ پڑہے مگر یہہ ایک صحابی کی رائے تہی جسکا نام بہی معلوم نہین ہوا حافظ نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت صلعم کے سامنے اجتہاد درست تہا اور یہی نکلا کہ جماعت کے ترک پر انکار اور عیب کرنا چاہیے ت آپ نے فرمایا تو مٹی اختیار کر وہ کافی ہے تجہکو (مسلم بن زریر کی روایت مین ہے آپنے اوسکو حکم کیا مٹی سے تیمم کرنے کا اسی فقرے سے ترجمہ باب نکلتا ہے) پہر جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے تو لوگون نے آپ سے شکایت کی پیاس کی آپ اوترے اور فلان شخص کو (یعنے عمران بن حصین کو جیسے مسلم کی روایت مین ہے پہر جلدی بہیجا مجہکو حضرت صلعم نے چند سوارون مین جو آپ کی سامنے تہے پانی ڈہونڈہنے کے لیے) بلایا جس کا نام لیتے تہے ابو رجا لیکن عوف بہول گئے اور حضرت علی رض کو بلایا اور فرمایا دونو جاؤ اور پانی ڈہونڈہو وہ دونون نکلے اونکو ایک عورت ملی دو پکہالون کے بیچ مین (مسلم کی روایت مین ہے یکایک ہم نے ایک عورت کو دیکہا جو اپنے دونو پانون لٹکائے تہی دو مشکون کے بیچ مین) یا دو مشکون کے بیچ مین پانی کے جو اونٹ پر سوار تہی اون دونو شخصون نے (یعنے عمران اور علی رض نے) اوس سے کہا پانی کہان ہے وہ بولی پانی کل مجہکو ملا تہا اسی وقت (یعنے اتنی دور ہے یہان سے) اور ہمارے لوگ غائب ہین (یعنے مرد پانی لینے کو گئے ہین اور عورتون اور بچون کو چہوڑ گئے ہین) ان دونون نے اوس سے کہا تو چل وہ بولی کہان چلون انہون نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس وہ بولی اوسکے پاس جسکو لوگ صابی کہتے

ہین انہون نے کہا وہی شخص جسکو تو سمجھی تو چل **ف** صابی کے معنے ایک دین کو چھوڑکر دوسرا دین اختیار کرنیوالا
کافر اور مشرک حضرت کو صابی کہتے اس وجہ سے کہ آپ نے مشرکون کے طریق اور اونکے مذہب کو باطل کرکے
اسلام کا دین جاری کیا تھا اور حضرت علی اور عمران نے جو کہا وہی شخص اس مین بڑا ادب ہے کیونکہ اگر یہ فرماتے نہین
تو غرض فوت ہوتی اور جو ہان کہتے تو صابی ہونیکا اقرار نکلتا اس لیے گول گول جواب دیا اور اس حدیث سے یہ
بھی نکلتا ہے کہ ضرورت کی وجہ سے اجنبی عورت کے ساتھ خلوت کرسکتے ہین جب کسی فتنہ کا ڈر نہو (فتح)
ت پھر وہ دونو اوس عورت کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیکر آئے اور سارا قصہ آپ سے بیان کیا
عمران نے کہا پھر لوگون نے اسکو کہا اونٹ پر سے اترنے کو **ف** اور اسکو اتار تیسیر القاری مین یہ ترجمہ
کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا اسکو اونٹ پر سے اتارو اور یہ ترجمہ غلط ہے کیونکہ قال کی ضمیر عمران کیطرف پھرتی
ہے نہ حضرت کی طرف اور فاستنزلوہا صیغہ جمع غائب ماضی کا ہے نہ امر کا اور جو امر ہوتا تو انزلوہا ہوتا حافظ
نے کہا اس عورت کا پکڑنا اور اسکا پانی لینا اسواسطے جائز ہوا کہ وہ کافر حربیہ تھی اور اگر ذمی ہو تو پیاس
ایسی سخت ضرورت ہے کہ اس وقت دوسری کا پانی قیمت دیکر لی سکتا ہے اسکے سوا صحابہ نے حضرت کے حکم
پر عمل کیا اور حضرت نے اس عورت پر ذرا بھی ظلم نہین کیا بلکہ اس پر احسان کیا کہ اسکو غلہ اور میوہ ملا اور اسکا
پانی ذرا بھی کم نہوا **ت** اور آپنے ایک برتن منگوایا اور اس مین پانی ڈالا دونو مشکون کے منہ سے اور ڈانٹ
لگادیا ان کے موہنون پر اور انکے نیچے کی طرف کے منہ کھول دیے **ف** یعنی پہلے دونو مشکون کے اوپر کے منہ کھولے
اور کچھ تھوڑا سا پانی ان مین سے برتن مین بہایا پھر وہ منہ بند کردیے اور نیچے کیطرف سے دونو مشکون کے
منہ کھول دیے اب پانی خوب بہنے لگا طبرانی اور بیہقی کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ پھر کلی کی آپنے
پانی مین اور اسکو ڈال دیا مشکونکے منہ مین اور اس سے وجہ نکلتی ہے اوپر کے منہ پہلے کھولنے پھر انکے بند
کرنے کی اور ساری برکت جو پانی مین ہوئی وہ آپکی پاک اور مبارک تھوک کی تھی (فتح) **ت** اور منادی کی
گئی لوگون مین پانی پلاؤ (اپنے جانورون وغیرہ کو) اور پیو پھر پلایا جسنے پلایا اور پیا جسنے پیا (یعنے
بعضون نے اپنے جانورونکو پلایا بعضون نے خود پیا ہر ایک نے اپنا مقصد پورا کیا) اور اخیر مین یہ ہوا کہ
آپنے ایک برتن پانی کا اسکو دیا جسکو جنابت ہوئی تھی اور فرمایا جا اور یہ پانی اپنے اوپر ڈال (یعنی اس سے
غسل کرلے) اور پانی والی عورت کھڑی تھی اور دیکھ رہی تھی جو اسکے پانی سے کر رہے تھے اور قسم خدا کی
پانی لینا موقوف کردیا گیا اور ہمکو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب وہ مشکین زیادہ بھری ہوئی ہین اس وقت سے جب

پانی لینا شروع کیا گیا تہا پہر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس عورت کے لیے اکٹھا کرو (کہانا) تو لوگون نے اکٹھا کیا اوسکے لیے کہجور اور آٹا اور ستو (جو جسکے پاس تہا وہ دیا) یہانتک کہ اوسکے لیے (بہت سا) کہانا اکٹھا کیا (امام احمد کی روایت مین بہت کا لفظ آیا ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ گیہون اور جوار کے سوا اور کہانون کو بہی طعام کہتے ہین) پہر وہ سب کہانا ایک کپڑے مین لپیٹا اور اوس عورت کو اوسکے اونٹ پر سوار کر دیا اور کہانیکا کپڑا اوسکے سامنے رکہدیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے فرمایا تو جانتی ہے ہم نے تیری پانی کو کچھ بھی کم نہین کیا لیکن اللہ تعالے نے اوسی نے ہمکو پانی پلایا پہر وہ عورت اپنے گہر والون مین گئی اور روکی گئی تہی اونکے پاس جانے سے (یعنے اوسکو دیر لگ گئی تہی گہر پہنچنے مین) تو اوسکے گہر والون نے کہا اے فلانی تو کہان رہگئی تہی اوسنے کہا ایک تعجب نے مجہے روک لیا تہا مجہے دو شخص ملے اور اوس شخص کے پاس لیگئے جسکو صابی کہتے ہین اوس نے ایسا کیا ایسا کیا تو قسم خدا کی وہ ان سب لوگون سے زیادہ جادوگر ہے جو اس کے اور اس کے بیچ مین اور اشارہ کیا اوس نے بیچ کی اونگلی اور کلمے کی اونگلی سے تو اوٹھایا ان دونو اونگلیون کو آسمان کیطرف اوسکا مطلب زمین اور آسمان سے تہا (یعنے زمین اور آسمان کے درمیان جتنے لوگ رہتے ہین اون سب سے زیادہ جادوگر ہے) یا وہ بیشک اللہ کا رسول ہے (تو اوس عورت کو شک ہوئی کہ پیغمبر ہین یا جادوگر) پہر مسلمانون کا یہ حال رہا اوسکی بعد کہ وہ اوس عورت کے گرد مشرکون کو غارت کرتی تہی اور اوس جماعت کو غارت نہ کرتے جسمین سے وہ عورت تہی (یعنے اوسکا گانون چہوڑ دیتے اور نہ لوٹتے اس خیال سے کہ اوسنے مسلمانون کو پانی دیا تہا اور حضرت صلعم نے اوسکے لیے غلہ جمع کرایا تہا) ایکدن روز اوس عورت نے اپنی قوم سے کہا مین سمجہتی ہون یہ لوگ (یعنے مسلمان) تمکو قصداً چہوڑ دیتے ہین (یہ نہین کہ تمکو نہین دیکہتے یا بہول جاتے ہین تو مسلمان اونکی رعایت کرتے تہے اس خیال سے کہ چند روز مین شاید مسلمان ہوجاوین کیونکہ معجزہ حضرت صلعم کا اونکو پہنچ چکا تہا) تو تم چاہتے ہو مسلمان ہونا پہر اوسکی قوم کے لوگون نے اوس عورت کا کہنا مان لیا اور مسلمان ہوگئے * امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا صَبَا یعنے ایک دین سے دوسرے دین کیطرف نکل گیا اور ابو العالیہ (رفیع بن مہران) نے کہا صابئین ایک فرقہ ہے اہل کتاب مین سے جو زبور کو پڑہتے ہین ف روایت کیا اوسکو ابن ابی حاتم نے موصولاً ابو العالیہ سے اور بعضون نے کہا صابئین منسوب ہین صابی بن متوشلخ کیطرف جو چچا تہے حضرت نوح علیہ السلام کے اور ابن مردویہ نے باسناد حسن ابن عباس سے نکالا کہ صابئین کے پاس کوئی کتاب آسمانی نہین آئے

اور امام بخاری اس باب میں ابو العالیہ کا اثر اسلیے لائے کہ قرآن میں جو صابئین کا لفظ ہے وہان صابی سے دوسرے معنے مراد ہے اور حدیث میں صابی سے دوسرے معنے مراد ہے یعنے ایک دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرنے والا (فتح) اور اس حدیث کو مولف نے علامات نبوت میں اور مسلم نے صلوۃ میں نکالا بیضاوی نے کہا صابئین ایک فرقہ ہے نصاریٰ اور مجوس کے بیچ میں اور بعضون نے کہا اونکا اصلی دین حضرت نوح ؑ کا دین تہا اور بعضون نے کہا وہ فرشتون کو پوجتے ہین اور بعضون نے کہا ستارون کو (قسط)

باب إِذَا خَافَ الْجُنُبُ عَلَى نَفْسِهِ الْمَرَضَ أَوِ الْمَوْتَ أَوْ خَافَ الْعَطَشَ تَيَمَّمَ جب جنب کو بیمار ہو جانے یا مر جانے کا ڈر ہو (اگر نہاوے) یا پیاسا ہونے کا (اگر پانی کم ہو) تو تیمم کر لیوے (پانی ہوتے ساتہی) **ف** قسطلانی نے کہا بیمار ہو جانے سے عام بیماری مراد ہے جس سے ہلاکت کا ڈر ہو یا نہ ہو جیسے بیماری زیادہ ہو جانے کا یا اوسکے مانند مثلا کسی عضو مین ایک کہلا عیب ہو جانیکا اور پیاس کا ڈر عام ہے شامل ہے اپنے یا اپنے رفیق یا اپنے جانور کے پیاسے ہونے کو اگرچہ بالفعل یہ ڈر نہ ہو لیکن آئندہ ہو دے (قسط) حافظ نے کہا اسمین فقہا کا اختلاف ہے مگر جب پیاس کا ڈر ہو تو بالاتفاق تیمم جائز ہے شوکانی نے کہا جب ضرر کا ڈر ہو تو تیمم جائز ہے عترت اور مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی کے ایک قول مین اور احمد بن حنبل اور شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ تیمم جائز نہین ضرر کے ڈر سے کیونکہ قرآن مین پانی نہ پانے کی شرط ہے اور وہ پانی پاتا ہے انتہے مین کہتا ہون اسیطرح تیمم جائز ہے جب پانی کی قیمت اوسکے پاس نہ ہو اور بلا قیمت پانی نہ ملے یا قیمت اسقدر گران ہو کہ وہ دے نہ سکے وَيُذْكَرُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ أَجْنَبَ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فَتَيَمَّمَ وَتَلَا وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ اور ذکر کیا جاتا ہے کہ عمرو بن عاص (بن وائل بن ہاشم قرشی سہمی مصر کے امیر جو اسلام لائے تہے مکہ کی فتح سے پہلے ۸ھ ہجری مین اور شرم کے مارے حضرت ؐ سے نگاہ نہین ملاتے تہے اس کتاب مین اُن سے تین حدیثین مروی ہین) جنب ہوئے سرد رات مین (غزوہ ذات السلاسل مین) تو انہون نے تیمم کیا (اور نماز پڑہائی اپنے ساتہیون کو صبح کی) اور یہ آیت پڑہی مت قتل کرو اپنی جانون کو بیشک اللہ تعالی تم پر مہربان ہے پہر ذکر کیا گیا اسکا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ نے ملامت نہ کی اونکو تو معلوم ہوا کہ ایسا کرنا جائز ہے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس شخص کو پانی کے استعمال سے ہلاکت کا ڈر ہو وہ تیمم کر لیوے خواہ یہ ڈر سردی کی وجہ سے ہو یا اور کسی وجہ سے اور یہ بہی نکلا کہ وضو کرنے والون کی نماز تیمم کرنیوالے کے پیچھے درست ہے اور یہ بہی نکلا کہ حضرت ؐ کے زمانے مین اجتہاد جائز تہا اور اس حدیث کو ابوداؤد

اور حاکم نے نکالا یحییٰ بن ایوب سے اونہوں نے یزید بن حبیب سے اونہوں نے عمران بن ابی انس سے اونہوں نے
عبدالرحمن بن جبیر سے اونہوں نے عمرو بن عاص سے اونہوں نے کہا مجھے احتلام ہوا سردی کی رات میں غزوۂ ذات
السلاسل میں تو میں ڈرا اگر غسل کروں تو ہلاک ہو جاؤں پھر میں نے تیمم کیا اور اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑہائی
اونہوں نے اسکا ذکر کیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا اے عمرو تو نے نماز پڑہی اپنے
ساتھیوں کے ساتھ جنب رہ کر میں نے آپ سے بیان کیا وہ سبب جس سے میں غسل نہ کر سکا اور میں نے
کہا میں نے سنا ہے اللہ فرماتا ہے مت قتل کرو اپنی جانوں کو بیشک اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے یہ سنکر رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم ہنسے اور کچھہ نہ فرمایا اور روایت کیا اسکو ان دونوں نے عمرو بن حارث کے طریق سے اونہوں نے
یزید بن ابی حبیب سے اور اس میں ایک شخص ابو قیس مولی عمرو بن عاص کا واسطہ ہے درمیان ابن جبیر اور عمرو کے اور
اوس میں یہ ہے دہویا میل جمنے کے مقاموں کو جیسے بغلوں اور چڈوں کو اور وضو کیا اور اس میں یہ نہیں
کہ تیمم کیا اور اسمیں یہ ہے کہ عمرو نے کہا اگر میں غسل کرتا تو مر جاتا اور ابو داؤد نے ذکر کیا کہ اوزاعی نے اس قصے کو حسان
بن عطیہ سے روایت کیا اور کہا کہ عمرو نے تیمم کیا انتہے اور عبدالرزاق نے اسکو روایت کیا دوسرے طریق سے عبداللہ
بن عمرو بن عاص سے اور تیمم کا ذکر نہیں کیا اور پہلی روایت مؤلف کی مراد کے زیادہ لائق ہے اور اسکا اسناد قوی
ہے لیکن مؤلف اسکو تمریض کے صیغہ سے بیان یعنے یذکر سے کیونکہ اونہوں نے مختصر کیا اوسکو اور اسکی ظاہر
عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمرو بن عاص نے یہ آیت اپنے یاروں کو سنائی اور وہ جنب تہے حالانکہ ایسا نہیں
بلکہ اونہوں نے یہ آیت جب پڑہی جب حضرت کے پاس لوٹ کر آئے اور حضرت نے اونکو امیر کیا تہا غزوۂ ذات
السلاسل میں جیسے مغازی میں ذکر آویگا بیہقی نے کہا دونوں روایتیں جمع کرنا ممکن ہے اسطرح سے کہ پہلے اونہوں
نے وضو کیا ہوگا پہر تیمم کر لیا ہوگا باقی اعضا کیطرف سے انتہے مختصرا شوکانی نے کہا اسحدیث کو ابن حبان اور
دارقطنی اور احمد نے بہی روایت کیا اور اسحدیث سے ثوری اور مالک اور ابو حنیفہ اور ابن منذر نے دلیل لی کہ جس
شخص نے سردی کی وجہ سے تیمم کیا اور نماز پڑہ لی تو اوس پر اعادہ واجب نہیں کیونکہ حضرت نے عمرو بن عاص کو نماز
کے اعادے کا حکم نہ دیا ابن رسلان نے کہا جو شخص پانی گرم کر سکتا ہو وہ سردی کی شدت میں تیمم نہ کرے بلکہ غسل
کرے گرم پانی سے یا اسطرح سے کہ ضرر نہ کرے مثلاً ایک عضو کو دہووے پہر اوسکو ڈھانپ لیوے پہر دوسرا عضو
دہووے اور جو غسل نہ کر سکے تو تیمم کر لیوے اور نماز پڑہ لے اکثر علما کا یہی قول ہے اور حسن اور عطا نے کہا کہ
غسل کرے اگرچہ غسل کیوجہ سے مر جاوے اور ابن مسعود نے کہا اگر ہم لوگوں کو تیمم کی رخصت دیویں تو قریب

کہ جب پانی اونکو سرد معلوم ہو تو تیمم کرنے لگین اس سے یہ نکلتا ہے کہ سردی کی شدت مین تیمم جائز نہین اور ابو داؤد اور دارقطنی نے اور ابن ماجہ اور ابن سکن نے جابر رض سے روایت کیا ہم ایک سفر مین نکلے تو ہم مین سے ایک شخص کو پتھر لگا اوسکے سر مین زخم کر دیا پھر اوسکو احتلام ہوا اوسنے اپنے ساتھیون سے پوچھا تم میرے لیے تیمم کرنے کی رخصت پاتے ہو انہون نے کہا ہم تیرے لیے رخصت نہین پاتے اور تو قادر ہے پانی پر پھر اوسنے غسل کیا اور مر گیا جب ہم حضرت صلعم کے پاس آئے آپ کو اوسکی خبر دی گئی آپ نے فرمایا مار ڈالا لوگون نے اوسکو اللہ اونکو مارے اگر نہین جانتے تھے تو پوچھا کیون نہین کیونکہ حیران شخص کا علاج پوچھنا ہے (یعنے جسکو مسئلہ معلوم نہو اسکی دوا یہی ہے کہ عالم سے پوچھے) اوسکو کافی تھا تیمم کرنا اور اپنے زخم پر پٹی باندھ لینا پھر اوسپر مسح کرنا اور باقی بدن دھو ڈالنا ابن السکن نے اسکو صحیح کیا اور متفرد ہوا اوسکے ساتھ زبیر بن خریق وہ قوی نہین ہے یہ دارقطنی نے کہا اور مخالفت کی اسکی اوزاعی نے تو روایت کیا اوسکو عطار سے انہون نے ابن عباس سے اور یہی ٹھیک ہے حافظ نے کہا ابو داؤد نے اسکو نکالا اوزاعی سے انہون نے کہا مجھکو پہونچا عطا سے انہون نے سنا ابن عباس سے اور دارقطنی نے کہا کہ اختلاف ہوا اوس مین اوزاعی پر اور صواب یہ ہے کہ اوزاعی نے اسکی آخر کو مرسل کیا عطار سے اور ابو زرعہ اور ابو حاتم نے کہا کہ اوزاعی نے اسکو نہین سنا عطار سے بلکہ اسمعیل بن مسلم سے انہون نے عطار سے اور ابن سکن نے ابن ابی داؤد سے نقل کیا کہ زبیر بن خریق کی حدیث اوزاعی کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے اور نکالا اوسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے ولید بن عبید سے اونہون نے اپنے چچا عطا بن ابی رباح سے اونہون نے ابن عباس سے مرفوعًا اور ولید بن عبید کو دارقطنی نے ضعیف کیا اور قوی کہا اسکو اوس نے جس نے اس حدیث کو صحیح کہا شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ پٹی پر مسح کرنا واجب ہے اور اسکی مثل ہے حدیث حضرت علی رض کی مجھے حکم دیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پٹیون پر مسح کرنیکا اور اتفاق کیا حدیث کے حافظون نے اسکے ضعف پر اور موید باللہ اور ہادی کے ایک قول مین اور ابو حنیفہ اور ساتون فقیہون کے اور شافعی کے مذہب مین پٹی پر مسح واجب ہے بشرطیکہ طہارت پر باندہی جاوے اور جو بدن تندرست ہو اُس پر پٹی نہو مگر جسقدر ضرورت سے ڈھنپ جاوے اور یہ مسح پانی سے چاہیے نہ مٹی سے اور ابو العباس اور ابو طالب اور ہادی کا ایک قول اور ابو حنیفہ سے ایک روایت یہ ہے کہ پٹی پر مسح نکرے نہ پٹی کھولے بلکہ اُسکا دھونا معاف ہے وہ کہتے ہین کہ جابر اور علی کی حدیثون مین گفتگو ہے حالانکہ جابر کی حدیث کئی طریقون سے مروی ہے تو وہ حجت لینے کے لائق ہے اور قوی کیا اُسکو حضرت علی کی حدیث نے

البتہ جابر کی حدیث سے غسل اور مسح اور تیمم تینون مین جمع کرنا نکلتا ہے انتہے کلام الشوکانی رح زیلعی نے کہا کہ عمرو بن عاص کی حدیث کو حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور اسمین ایک طویل گفتگو ہے جسکو ہم نے کشاف کی تخریج مین بیان کیا ہے اور ابن عمر کی روایت مین یہ ہے کہ اونکو احتلام ہوا تو انہون نے بغل جسم کے مقامون کو دہویا اور وضو کیا نماز کا سا پہر نماز پڑہائی اونکو اخیر حدیث تک روایت کیا اسکو حاکم اور بیہقی نے اور حاکم نے کہا یہ بہی بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور میرے نزدیک بخاری ور مسلم نے اسکو اسلیے نہ نکالا کہ پہلی روایت اسکے خلاف ہے حالانکہ قصہ ایک ہی ہے تو علت ہو گئی لیکن تیمم کی روایت وضو کی روایت کو معلول نہین کر سکتی کیونکہ مصر والے اپنے ملک کی حدیث کو بصرے والون سے زیادہ پہچانتے ہین اور مطلب اونکا یہ ہے کہ وضو کی روایت کو مصری لوگون نے روایت کیا ہے اور تیمم کو بصرے والے نے مصری سے بیہقی نے کہا احتمال ہے کہ تیمم اور وضو دونو کیے ہون تو جہانتک ممکن ہوا غسل کیا اور وضو کیا پہر باقی کے لیے تیمم کیا نووی نے خلاصہ مین کہا بیہقی نے جو کہا وہی معین ہے اور حاصل یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے یا صحیح ہے انتہے **حدثنا** بشر بن خالد قال حدثنا محمد هو غندر عن شعبة عن سليمان عن ابي وائل قال قال ابو موسى لعبد الله بن مسعود اذا لم تجد الماء لا تصلي قال عبد الله لو رخصت لهم في هذا كان اذا وجد احدهم البرد قال هكذا يعني تيمم وصلى وقال قلت فاين قول عمار لعمر قال اني لم ار عمر قنع بقول عمار **ترجمہ** ابو موسے اشعری رض نے عبد اللہ بن مسعود رض سے کہا جب تمکو پانی نہ ملے (اور تم جنب ہو) تو تم نماز نہ پڑہوگے عبد اللہ نے کہا ہان اگر مین ایک مہینے تک پانی نہ پاؤن تو نماز نہ پڑہون گا ابہی اگر مین رخصت دون اسمین لوگون کو تیمم کرنے کی (یعنے جنابت مین) تو ان مین سے جب کسی کو سردی لگے گی وہ ایسا کریگا یعنے تیمم کرکے نماز پڑہ لیگا ابو موسے نے کہا پہر عمار کا قول کہان گیا جو انہون نے حضرت عمر سے کہا تہا (کہ حضرت صلعم نے اونکو جنابت مین تیمم کرنے کی اجازت دی) عبد اللہ نے کہا مینے عمر کو نہین دیکہا عمار کے قول پر انہون نے قناعت کی ہو **ف** حالانکہ عمار معتبر صحابی تہے اور انکی روایت سچ ہے مگر حضرت عمر نے اون کی اس روایت پر اسلیے قناعت نہ کی کہ وہ بہی عمار کے ساتہ اس سفر مین موجود تہے اور عمار نے جو قصہ بیان کیا وہ اونکو یاد نہ آیا اسلیے انہون نے اس روایت مین شک کیا اور جنب کو تیمم کرنے کی اجازت نہ دی عبد اللہ بن مسعود بہی اس مسئلہ مین حضرت عمر کے موافق تہے اور بعض کہتے ہین کہ عبد اللہ نے بعد کو اس سے رجوع کیا اب اس مسئلہ سے مقلدین کو سبق لینا چاہیے کہ حضرت عمر اور ابن مسعود دونو جلیل القدر صحابی ہین

مگر جب انہوں نے عمار کی حدیث کے خلاف فتوی دیا اور عمار نے حضرت رسولخدا سے حدیث نقل کی تو تمام ائمہ اور مجتہدین نے حدیث پر عمل کیا اور عمر اور ابن مسعود دونوں کا قول چھوڑ دیا پس جب حدیث کے خلاف حضرت عمر کا قول جو خلفاے راشدین میں سے ہیں اور اونکی پیروی کا حکم ہے مقبول نہ ہو تو اور بیچارے مجتہد یا عالم یا درویش کس شمار اور قطار میں ہیں اونکے جتنے قول قرآن اور حدیث کے خلاف ہوں وہ پھینک دینے اور رد کرنے کے لائق ہیں **حدثنا** عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى أَرَأَيْتَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِذَا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدْ مَاءً كَيْفَ يَصْنَعُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا يُصَلِّي حَتَّى يَجِدَ الْمَاءَ فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِقَوْلِ عَمَّارٍ حِينَ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْفِيكَ قَالَ أَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِذَلِكَ فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَدَعْنَا مِنْ قَوْلِ عَمَّارٍ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهَذِهِ الْآيَةِ فَمَا دَرَى عَبْدُ اللَّهِ مَا يَقُولُ فَقَالَ إِنَّا لَوْ رَخَّصْنَا لَهُمْ فِي هَذَا لَأَوْشَكَ إِذَا بَرَدَ عَلَى أَحَدِهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَدَعَهُ وَيَتَيَمَّمَ فَقُلْتُ لِشَقِيقٍ فَإِنَّمَا كَرِهَ عَبْدُ اللَّهِ لِهَذَا قَالَ نَعَمْ **ترجمہ** شقیق بن سلمہ رض سے روایت ہے میں عبد اللہ بن مسعود اور ابو موسی اشعری رض کے پاس تھا تو ابو موسے نے کہا اے ابو عبد الرحمن جب کوئی شخص جنب ہو اور پانی نہ پاوے تو کیا کرے عبد اللہ نے کہا نماز نہ پڑھے یہانتک کہ پانی پاوے ابو موسی نے کہا تم کیا جواب دوگے عمار کے قول کا کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا تم کو کافی تہا اسطرح تیمم کر لینا جیسے آگے آویگا) عبد اللہ نے کہا تم نے نہیں دیکھا حضرت عمر رض نے عمار کے قول پر قناعت نہیں کی ابو موسے نے کہا اچھا عمار کا قول جانے دو تم آیت کا کیا جواب دیتے ہو (جو سورہ مائدہ میں ہے أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ کیونکہ لمس سے جماع مراد ہے تو آیت سے تیمم کا جواز ثابت ہے جنب کو بھی) پہر عبد اللہ کو جواب نہ بنا تو کہنے لگے اگر ہم انہیں لوگوں کو تیمم کی اجازت دیں تو قریب ہے کہ جب ان میں سے کسی کو پانی ٹھنڈا معلوم ہو تو وہ پانی کو چھوڑ دے گا اور تیمم کر لیگا اعمش نے کہا میں نے شقیق سے کہا تو عبد اللہ نے جنب کو تیمم کرنا اسلیے مکروہ جانا (یعنے اس خیال سے کہیں لوگ سردی میں تیمم نہ کرنے لگیں) شقیق نے کہا ہاں **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مناظرہ میں ایک دلیل کو چھوڑ کر دوسری عمدہ اور کہلی دلیل اختیار کر سکتا ہے اور یہ بھی نکلا کہ جنب کو تیمم درست ہے لیکن عمر اور ابن مسعود اس کے خلاف میں تھے اور یہ بھی نکلا کہ ابو موسے کی دلیل قوی تھی جب تو عبد اللہ بن مسعود کو جواب بن نہیں آیا اور آگے اسکا ذکر آوے گا (فتح) مترجم کہتا ہے عبد اللہ بن مسعود ابو موسے کا جواب یوں دے سکتے تھے کہ آیت میں لمس سے چھونا مراد ہے جو

ناقض وضو ہے نہ موجب غسل اور ابن مسعود کا یہی مذہب تھا کہ لمس عورت ناقض وضو ہے چنانچہ امام مالک وغیرہ نے
اون سے ایسا ہی نقل کیا ہے اس صورت میں جواب دینے کا سبب معلوم نہیں ہوتا بعضوں نے کہا شاید اونکے
نزدیک یہی اس آیت میں لمس سے جماع مراد ہوگا اس صورت میں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جب آیت سے جنب کے لیے
تیمم کا جواز ثابت ہو تو عبداللہ بن مسعود اوسکے خلاف کیونکر فتوے دیتے تھے بالجملہ یہ مقام اشکال سے خالی
نہیں ہے **باب** التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ تیمم میں ایک بار ہاتھ مارنا **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا
أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ
فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا أَمَا كَانَ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّي فَكَيْفَ
تَصْنَعُونَ فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَقَالَ عَبْدُ اللهِ لَوْ رُخِّصَ
لَهُمْ فِي هَذَا لَأَوْشَكُوا إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَتَيَمَّمُوا الصَّعِيدَ قُلْتُ وَإِنَّمَا كَرِهْتُمْ هَذَا
لِذَا قَالَ نَعَمْ فَقَالَ أَبُو مُوسَى أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فِي حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ فَذَكَرْتُ
ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَصْنَعَ هَكَذَا فَضَرَبَ بِكَفِّهِ
ضَرْبَةً عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَضَهَا ثُمَّ مَسَحَ بِهَا ظَهْرَ كَفِّهِ بِشِمَالِهِ أَوْ ظَهْرَ شِمَالِهِ بِكَفِّهِ ثُمَّ مَسَحَ
بِهِمَا وَجْهَهُ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ أَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ وَزَادَ يَعْلَى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ
قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَ أَبُو مُوسَى أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِي أَنَا وَأَنْتَ فَأَجْنَبْتُ فَتَمَعَّكْتُ بِالصَّعِيدِ فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هَكَذَا وَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ وَاحِدَةً **ترجمہ**
شقیق بن سلمہ سے روایت ہے میں عبداللہ بن مسعود اور ابو موسی اشعری رض کے پاس بیٹھا تھا ابو موسی نے عبداللہ
سے کہا تم کہتے ہو اگر ایک شخص جنب ہو پھر ایک مہینہ تک پانی نہ پاوے تو تیمم نہ کرے اور نماز نہ پڑھے **ف** یہ
اصیلی اور کریمہ کی روایت ہے اور اکثر نسخوں میں اما کان تیمم ویصلی ہے اور مسلم کی روایت میں یوں ہے کیونکر کرے
نماز کو عبداللہ نے کہا تیمم نہ کرے اگرچہ ایک ماہ تک پانی نہ پاوے اور ایسا ہی ہے ابوداؤد کی روایت
میں کہا پھر ابو موسی نے کہا پھر تم کیا کرتے ہو اس آیت میں **ت** تو تم کیا کرتے ہو یعنے کیا معنے کرتے ہو
کیا جواب دیتے ہو سورہ مائدہ میں فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا **ف** اسکے اول یوں ہے

اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ یعنے چھوؤ یا صحبت کرو تم عورتون سے تو تم تیمم کرو پاک مٹی پر اس آیت سے صاف نکلتا ہی کہ جنب کو تیمم جائز ہے اور سورۂ نسا رمین بہی یہ آیت موجود ہے مگر سورۂ مائدہ کی آیت اس مطلب مین زیادہ صاف ہے کیونکہ اُس سے پہلے وضو کا ذکر ہوچکا ہے اور اسی لیے ابوموسے نے سورۂ مائدہ کا حوالہ دیا خطابی وغیرہ نے کہا اسمین دلیل ہے کہ عبداللہ بن مسعود لمس کے معنے جماع کہتے تہے ورنہ ابوموسے کا جواب دیتے اسطرح سے کہ آیت مین جنابت مراد نہین بلکہ حدث اصغر یعنے عورت کو ہاتہہ لگانا مراد ہے جو مساس ہو جماع سے کم اس صورت مین تیمم وضو کا بدل ہوا اور وضو کے بدل ہونے سے غسل کا بدل ہونا ضرور نہین (فتح) **ت** عبداللہ نے کہا اگر ان کو اِسمین تیمم کی اجازت دیجاوے تو قریب ہے کہ جب اونکو پانی ٹہنڈا معلوم ہو تو وے تیمم کرلین مٹی سے شقیق نے کہا (اعمش سے) مین نے کہا تم نے اسی لیے جنب کے تیمم کو مکروہ جانا اونہون نے کہا ہان پہر ابوموسی نے کہا کیا تم نے عمار (بن یاسر) کا قول نہین سنا اونہون نے حضرت عمرؓ سے کہا مجھکو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کے لیے بہیجا مین جنب ہوا پہر پانی نہ پایا تو مٹی مین اسطرح لوٹا جیسے جانور لوٹتا ہے پہر مین نے اسکا ذکر کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تجھکو کافی تہا اسطرح کرنا پہر مارا آپ نے اپنی ہتہیلی سے (اصیلی کی روایت مین دونو ہتہیلیون سے ہی) ایک بار زمین پر پہر پہونکا اسکو (غبار کم کرنے کے لیے) پہر داہنی ہتہیلی کی پشت پر مسح کیا بائین ہاتہہ سے (یعنے بائین ہتہیلی کو داہنی ہتہیلی کی پشت پر پہیرا) یا بائین ہتہیلی کی پشت پر مسح کیا داہنی ہتہیلی سے **ف** حافظ نے کہا تمام روایتون مین یون ہی ہے شک کے ساتہہ اور ابوداؤد کی روایت مین ابومعاویہ کے طریق سے یہ ہے پہر مارا بائین ہاتہہ کو داہنے پر اور داہنے کو بائین پر پہر مسح کیا اپنے مونہہ پر اور اس روایت سے یہ نکلتا ہے کہ ابوموسے نے پہلی آیت سے دلیل لی پہر عمار کیحدیث سے اور حفص کی روایت جو اوپر گذری اُسمین اسکا اُلٹا ہے اور وہی راجح ہے

ت پہر مسح کیا اوس سے اپنے منہہ پر **ف** اس سے یہ نکلتا ہے کہ تیمم مین ایک بار مارنا کافی ہے اور ابن منذر نے کہا کہ جمہور علما کا یہی قول ہے اور اسی کو اختیار کیا اور یہ بہی نکلا کہ تیمم مین ترتیب شرط نہین ہے اور اسمعیلی کی روایت مین یون ہے تجھکو کافی تہا دونو ہاتہہ زمین پر مارنا پہر اون کو پہونک دینا پہر مسح کرنا داہنے ہاتہہ سے بائین پر اور بائین سے داہنے پر پہر مسح کرنا اپنے مونہہ پر اور مسلم کی روایت مین یون ہے پہر مسح کیا بائین ہاتہہ کا داہنے سے اور دونو ہتہیلیون کی پشت کا اور مونہہ کا (فتح ملخصًا) **ت** عبداللہ نے کہا تم نے نہین دیکہا حضرت عمر رض نے عمار کے قول پر قناعت نہین کی **ف** کیونکہ عمار نے یہ بیان کیا عمر رض سے

کہ تم بھی میرے ساتھ تھے اور اس قصے مین حاضر تھے اور اونکو یہ قصہ بالکل یاد نہ آیا اسیواسطے حضرت عمرؓ نے کہا عمار سے جیسے مسلم کی روایت مین ہے اے عمار خدا سے ڈر عمار نے کہا اگر تم چاہو تو مین یہ حدیث بیان نہین کرونگا عمر رضؓ نے کہا ہم تیرا کام تجھی پر ڈالتے ہین نووی نے کہا مطلب حضرت عمرؓ کا یہ تھا خدا سے ڈر یعنے اپنی روایت مین احتیاط اور غور کر شاید تو بھول گیا ہو یا تجھے شبہ ہو گیا ہو کیونکہ مین بھی تیرے ساتھ تھا پر مجھے یہ قصہ بالکل یاد نہین اور عمار کا یہ مطلب تھا کہ اگر مصلحت اسی مین ہی کہ یہ حدیث بیان نہ کیجاوے تو مین اور کسی سے بیان نہ کرونگا کیونکہ مین نے تمکو حدیث سنا دی حضرت عمرؓ نے پھر جو کہا تیرا کام تجھی پر ڈالین گے اوسکا مطلب یہ ہی کہ مجھکو یاد نہ ہونے سے یہ ضرور نہین کہ حدیث ناحق ہو تو مین تجھکو کیونکر منع کر سکتا ہون اوسکے بیان کرنے سے حافظ نے کہا عمر کو تو یہ حدیث قبول نہ کرنے مین یہ عذر تھا لیکن ابن مسعود رضؓ کو عمار کی حدیث قبول نہ کرنے کے لیے کوئی وجہ نہ تھی اور اسیواسطے ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے روایت کیا کہ اونہون نے رجوع کیا اپنے مذہب سے اور اسکا اسناد منقطع ہے انتہیٰ یعلے بن عبید کوفی نے اس روایت مین زیادہ کیا اسکو وصل کیا امام احمد نے مسند مین) اعمش سے اونہون نے شقیق سے اونہون نے کہا مین عبداللہ اور ابو موسے کے ساتھ تھا تو ابو موسے نے کہا تم نے عمار کا قول نہین سنا حضرت عمرؓ سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو اور تمکو بھیجا تو مین جنب ہوا پھر لوٹا مٹی مین بعد اوسکے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے اور آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا تجھکو کافی تھا اسطرح اور مسح کیا اپنے مونہہ اور دونو پہونچون پر ایک بار یا ایک ضربہ سے **ف** قسطلانی نے کہا اس حدیث سے کئی باتین نکلتی ہین ایک تو تیمم مین ایک بار کافی ہونا دوسرے کفین کا مسح منہ سے پہلے کرنا تیسرے ایک کف کی پشت پر مسح کرنا چوتھے ہاتھون کا مسح کرنا پانچوین اُس مٹی کا منہ کے لیے استعمال کرنا جس سے کف پر مسح کر چکے ہین اور رافعی اور امام احمد کا مذہب وہی ہے جو اس حدیث سے ثابت ہی اور نووی نے کہا کہ زیادہ صحیح منصوص دوبار مارنا ہے حافظ نے کہا مراد نووی کی یہ ہے کہ شافعیہ کے مذہب مین صحیح دوبار مارنا ہے اور یہ غرض نہین کہ دلیل کے رو سے دوبار مارنا زیادہ صحیح ہے قسطلانی نے کہا حنفیہ کے نزدیک تیمم مین ترتیب ضرور نہین ہے جیسے اس حدیث سے نکلتا ہے اور شافعیہ کے نزدیک ترتیب واجب ہے انتہیٰ مختصر اً منتقے مین ہے کہ امام احمد اور ابوداؤد نے عمار بن یاسر سے نکالا کہ حضرت صلعم نے تیمم کے باب مین فرمایا وہ ایک بار ہی منہ اور دونو ہاتھون کے لیے اور ایک لفظ مین یہ ہے کہ حضرت صلعم نے اونکو حکم دیا تیمم کرنیکا مونہہ اور دونو ہتھیلیون کے لیے نکالا اسکو ترمذی نے اور کہا صحیح ہے شوکانی نے کہا ابن عبدالبر نے کہا اکثر حدیثین

(قصۂ تیمم ضربۃ واحدۃ با حضرت عمار [illegible])

عمار سے ایک ضرب مروی ہے اور دو ضربون کی روایتین سب مضطرب ہین اور امام بیہقی نے اوسکی تمام طریقون کو
اچھی طرح جمع کیا ہے اور طبرانی نے اوسط مین اور کبیر مین روایت کیا کہ حضرت صلعم نے عمار سے فرمایا کافی ہے تجھکو
ایک بار مونہہ کے لیے اور ایک بار دونون پہونچون کے لیے اور اسکی اسناد مین ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ ضعیف ہو گرچہ
امام شافعی نے اس سے حجت لی ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تیمم مین ایک ہی مار ہے مونہہ اور دونو پہونچون کے لیے
اور یہی قول ہے عطا اور مکحول اور اوزاعی اور امام احمد بن حنبل اور اسحٰق اور صادق اور امامیہ اور اکثر اہلحدیث کا اور ہادی
اور ناصر اور مؤید باللہ اور ابو طالب اور امام یحییٰ اور ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور فقہا کا یہ قول ہے کہ دو مارین واجب
ہین ایک مونہہ کے لیے اور دوسری دونو ہاتہون کے لیے اور ابن المسیب اور ابن سیرین کا یہ قول ہے کہ تین مارین
واجب ہین ایک مونہہ کے لیے اور دوسری دونون پہونچون کے لیے اور تیسری دونو بانہون کے لیے زیلعی نے
تخریج مین کہا کہ پہلے مذہب والون کی دلیل عمار کی حدیث ہے جسکو نکالا چہون عالمون نے اوسمین یہ ہے کہ
تجھکو کافی تہا دونو ہاتہہ زمین پر مارنا پہر پہونکنا پہر مسح کرنا اون سے اپنے مونہہ اور دونو پہونچون پر اور بخاری اور
مسلم نے نکالا اعمش سے اُنہون نے شقیق سے جو روایت اوپر گذری اور امام احمد نے مسند مین نکالا سعید بن عبد الرحمن
بن ابزی سے اُنہون نے اپنے باپ سے اُنہون نے عمار بن یاسر سے کہ حضرت صلعم فرماتے تہے تیمم مین ایک مار
ہے مُنہ اور دونون پہونچون کے لیے اور دوسرے مذہب والون نے دلیل لی ابن عمر کی حدیث سے جو نکالی حاکم
نے مستدرک مین اور دارقطنی نے سنن مین اور بیہقی نے علی بن ظبیان سے اُنہون نے عبید اللہ بن عمر سے
اُنہون نے نافع سے اُنہون نے ابن عمر سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم دو مارین ہین ایک مار
مُنہ کے لیے اور ایک مار دونون ہاتہون کے لیے دونو کہنیون تک سکوت کیا اس حدیث سے حاکم نے اور کہا مین
نہین جانتا اسکو کسی نے مسند کیا ہو عبید اللہ سے سوا علی بن ظبیان کے اور وہ سچا ہے اور وقف کیا اسکو یحییٰ
بن سعید اور ہشیم اور مالک نے نافع سے اور دارقطنی نے کہا کہ رفع کیا اسکو علی بن ظبیان نے اور وقف کیا اسکو
یحییٰ القطان اور ہشیم وغیرہ نے اور وہی صواب ہے پہر نکالا ان دونون کی حدیثون کو اور بعضون نے اس حدیث کو
ضعیف کیا علی بن ظبیان سے امام مین ہے کہ ابن نمیر نے کہا وہ خطا کرتا ہے اپنی سب حدیثون مین اور یحییٰ
بن سعید اور ابو داؤد نے کہا وہ کچہہ نہین اور نسائی اور ابو حاتم نے کہا وہ متروک ہے اور ابو زرعہ نے کہا واہی
الحدیث ہے اور ابن حبان نے کہا اسکی حدیث سے حجت لینا ساقط ہے اور نکالا اس حدیث کو ابن عدی نے اور کہا
کہ رفع کیا اسکو علی بن ظبیان نے لیکن ثقہ شخصون نے جیسے سفیان ثوری اور یحییٰ القطان ہین اُنہون نے

وقف کیا اسکو اور ضعیف کیا علی بن ظبیان کو نسائی اور ابن معین اور اونکے سوا تین سے زیلعی نے کہا اسکا ایک
ایک طریق ہے اُسکو نکالا حاکم اور دارقطنی نے سلیمان بن ابی داؤد حرانی سے اونہنے سالم اور نافع اونہنے ابن
عمر سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مثل اسکی جو گذرا اور ایک اور طریق ہے اسکو بھی نکالا حاکم
اور دارقطنی نے سلیمان بن ارقم سے اُنہون زہری سے اونہنے سالم سے لیکن دارقطنی نے کہا کہ سلیمان بن ابی داؤد
اور سلیمان بن ارقم دونو ضعیف ہین اور حاکم نے کہا کہ یہ دونو اس کتاب کی شرط کے موافق نہین ہین لیکن ہم
نے انکی روایتون کو شواہد مین ذکر کیا انتہے حافظ نے کہا علی بن ظبیان ضعیف ہے اسکو ضعیف کیا قطان
اور ابن معین نے اور مروی ہے ابن عمر سے مرفوعًا کہ ہم نے تیمم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
تو مارا ہم نے اپنے ہاتھون کو پاک مٹی پر پھر جھاڑا (پہونچا) ہم نے اپنے ہاتھون کو پھر مسح کیا ہمنے اونسے اپنے
مونہون کو پھر دوسری بار مارے اور مسح کیا ہمنے کہنیون سے لیکر ہتھیلی تک اور اسکی اسناد مین سلیمان
بن ارقم متروک ہے اور ابن عمر سے یہ حدیث دوسرے طریق سے مروی ہوئی مانند روایت ابو ظبیان کے
اور ابو زرعہ نے کہا وہ حدیث باطل ہے اور دلیل لی جابر کی حدیث سے جسکو نکالا حاکم نے مستدرک مین اور
دارقطنی نے سنن مین عثمان بن محمد انماطی سے اُنہون نے حرمی بن عمارہ سے اُنہون عزرہ بن ثابت سے
اُنہون نے ابو الزبیر سے اُنہون نے جابر سے اُنہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا
تیمم ایک بار ہے مونہہ کے لیے اور ایک بار ہے دونو ہاتھون کے لیے دونو کہنیون تک حاکم نے کہا صحیح الاسناد
ہے اور نہین نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے دارقطنی نے کہا اسکے سب راوی ثقہ ہین ابن جوزی نے تحقیق مین
کہا کہ عثمان بن محمد انماطی مین لوگون نے کلام کیا ہے اور صاحب تنقیح نے کہا شیخ تقی الدین بن دقیق العید کی
متابعت سے کہ یہ کلام ابن جوزی کا قبول نہ کیا جاویگا کیونکہ اُنہون نے بیان نہین کیا کسنے کلام عثمان مین اور روایت
کی عثمان سے ابو داؤد اور ابو بکر بن ابی عاصم وغیرہ نے اور ابن ابی حاتم نے اوسکو اپنی کتاب مین ذکر کیا اور
کوئی جرح اوسمین بیان نہین کیا شوکانی نے کہا ابن جوزی نے کہا کہ عثمان بن محمد مین کلام کیا گیا ہے
حافظ نے کہا ابن جوزی نے خطا کی ابن دقیق العید نے کہا اوسمین کسی نے کلام نہین کیا البتہ اوسکی روایت
شاذ ہے دارقطنی نے کہا اوسکے راوی سب ثقہ ہین لیکن صواب اوسکا موقوف ہونا ہے مترجم کہتا ہے
امام ذہبی نے عثمان بن محمد انماطی کو ذکر کیا میزان مین اور یہ کہا کہ اوسمین کلام کیا گیا ہے لیکن بیان نہین کیا
کہ کسنے کلام کیا اوس مین اور شاید اُنہون نے متابعت کی ابن جوزی کی اس باب مین اور دلیل لی حضرت

عائشہ کی حدیث سے نکالا اوسکو بزار اور ابن عدی نے حریش بن خریت سے انہون نے ابن ابی ملیکہ سے انہون
نے حضرت عائشہ سے کہ حضرت نے فرمایا تیمم مین وہ دو مارین ہین ایک مار مونہہ کے لیے اور ایک مار دونو ہاتھون
کے لیے دونو کہنیون تک بزار نے کہا ہم نہین جانتے اس حدیث کو حضرت عائشہ سے مگر اسی طریق سے اور حریش
ایک شخص ہے بصرہ کا رہنے والا بھائی زبیر بن خریت کا اور ابن عدی نے کہا محمد بن اسمعیل بخاری نے کہا کہ حریش
بن خریت مین اعتراض ہے اور مین اوسکا حال نہین پہچانتا اور اوسکی حدیث کا اعتبار نہین کرتا اور دلیل لی ابن عمر
کی حدیث سے جو طحاوی اور ابو داؤد نے نکالی محمد بن ثابت عبدی سے اوسنے نافع سے انہون نے کہا مین ابن عمر
کے ساتھہ گیا ایک کام کے لیے ابن عباس کے پاس تو ابن عمر نے اپنی حاجت پوری کی اور اوس دن انہون نے
یہ حدیث بیان کی کہ ایک شخص حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گذرا ایک گلی مین گلیون مین سے آپ
اوسوقت پاۓخانے یا پیشاب سے نکلے تھے اوسنے سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا یہانتک کہ جب وہ شخص غائب ہونے لگا
تو آپ نے اپنے دونو ہاتھ دیوار پر مارے اور اپنے مُنہ پر مسح کیا پھر دوسری بار مارے تو مسح کیا اپنے دونو ہاتھون پر
پھر اُس شخص کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ مجھے نہین روکا سلام کا جواب دینے سے مگر اسنے کہ مین طہارت سے نہ
تھا شیخ تقی الدین نے امام مین کہا یہ روایت رد کی گئی محمد بن ثابت مین کلام کی وجہ سے یحیے بن معین نے کہا کچھہ نہین
اور ابو حاتم نے کہا وہ معتبر نہین اور بخاری نے کہا اوسکا خلاف کیا گیا نافع کی روایت مین ابن عمر سے تیمم کے باب
مین اور مخالفت کی اوسکی ایوب اور عبید اللہ وغیرہ نے انہون نے نافع سے ابن عمر سے اونکا فعل نقل کیا ہے
اور نسائی نے کہا محمد بن ثابت نافع سے روایت کرتا ہے وہ قوی نہین ہے اور ابن عدی نے کہا کہ اوسکے اکثر حدیثون
پر متابعت نہین ہوئی اور بیہقی نے قوی کیا اس روایت کو اور کہا کہ اور لوگون نے جو ابن عمر سے اسکو موقوفاً
روایت کیا وہ صرف تیمم کی روایت ہے لیکن یہ قصہ تو مشہور ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو الجہیم بن
حارث بن صمہ کی روایت سے اور اسمین اشارہ ہے اسطرف کہ منکر دونو ہاتھون کا مسح ہے کہنیون تک مرفوعاً
نہ اصل قصہ جو ابو جہیم سے مروی ہے اور ابو جہیم کی حدیث مین کہنیون تک مسح کرنیکا ذکر نہین ہے اور امام بیہقی
نے کتاب المعرفۃ مین کہا کہ امام بخاری نے انکار کیا محمد بن ثابت پر اس حدیث کے رفع کرنے مین حالانکہ اوسکا رفع منکر
نہین ہے کیونکہ روایت کیا اسکو ضحاک بن عثمان نے نافع سے انہون نے ابن عمر سے مرفوعاً مگر اوس مین
تیمم کا ذکر نہین ہے اور روایت کیا اسکو یزید بن عبد اللہ بن اسامہ بن الہاد نے نافع سے انہون نے ابن عمر سے
پھر ذکر کیا پورا قصہ اوس مین یہ ہے کہ مسح کیا اپنے مُنہ اور دونو ہاتھون پر اور محمد بن ثابت جس بات سے متفرد ہوا

اسحدیث میں وہ ہاتھوں کا ذکر ہے لیکن ابن عمر سے تیمم کرنا منہ اور دونو ہاتھوں کا ثابت ہے اور اونکا فتوے اس باب
میں مشہور ہے اور اس سے محمد بن ثابت کی روایت کی صحت ہوتی ہے کیونکہ ابن عمر حضرت ص کے فعل کے خلاف
کرنے والے نہیں تو معلوم ہوا کہ انہوں نے حضرت ص سے ایسا ہی یاد رکھا اور محمد بن ثابت نے
اوسکو یاد رکھا نافع سے انتہے قال الزیلعی باختصار شوکانی نے کہا یہ حدیث ابوداؤد کی ضعیف ہے اسکا مدار محمد بن ثابت
پر ہے اور اسکو ضعیف کہا ابن معین اور ابو حاتم اور بخاری اور احمد نے ابو داؤد نے کہا متابعت نہیں کی محمد
بن ثابت کی کسی نے انتہے اور دلیل لی جابر کی حدیث سے جسکو نکالا حاکم نے مستدرک میں ابراہیم حربی کے طریق
سے انہوں نے ابونعیم سے انہوں نے عزرہ بن ثابت سے انہوں نے ابوالزبیر سے انہوں نے جابر رضہ
سے کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا مجھے جنابت ہوئی اور میں لوٹا مٹی میں جابر نے کہا اسطرح مار اور مارا انہوں نے
اپنے دونو ہاتھوں کو زمین پر پھر مسح کیا اپنے مونہہ پر پھر مارا دونو ہاتھوں کو اور مسح کیا اونسے دونو کہنیوں تک
حاکم نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے اور نکالا اسکو امام طحاوی نے شرح الآثار میں فہد سے انہوں نے ابونعیم
سے اسی اسناد سے جو اوپر گذرا اوسمیں اتنا زیادہ ہے کہ جابر نے کہا کیا تو گدہا ہو گیا اور مارا اپنے دونو ہاتھونکو
زمین پر پھر مسح کیا اوس سے اپنے مونہہ کا پھر مارا دونو ہاتھوں کو زمین پر اور مسح کیا دونو ہاتھوں سے دونو
کہنیوں تک اور کہا اسیطرح ہے تیمم اور دلیل لی اسلع کی حدیث سے جو نکالی طحاوی اور طبرانی اور دارقطنی اور بیہقی
نے ربیع بن بدر سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے انہوں نے اسلع تمیمی سے انہوں
نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تہا ایک سفر میں آپ نے فرمایا اے اسلع اوٹھہ اور کجاوا
کس ہمارے لیے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آپ کی بعد جنابت ہو گئی آپ خاموش ہو رہے یہانتک کہ
حضرت جبرئیل آپ کے پاس تیمم کی آیت لائے آپ نے فرمایا اے اسلع اوٹھہ اور تیمم کر پاک مٹی پر دو ماروں سے
ایک مار تو اپنے منہ کے لیے اور ایک مار اپنی دونو ہاتھوں کے لیے اوپر کیطرف اور اندر کیطرف کے لیے جب
ہم پانی پر پہونچے تو آپ نے فرمایا اے اسلع اوٹھہ اور غسل کر بیہقی کی روایت میں ہے کہ اسلع نے کہا حضرت
نے مجھکو بتلایا کیونکہ مسح کروں میں تو لیئے دونو ہتھیلیوں کو زمین پر مارا اور اون کو اوٹھایا اپنے مونہہ کے لیے
پھر دوسری بار ماری اور مسح کیا اپنی دونو ہاتھوں کا اندر اور اوپر کیطرف یہانتک کہ لگے دونو ہاتھوں سے دونو
کہنیوں کو چھوا طبرانی نے زیادہ کیا ربیع نے کہا میرے باپ نے مجھکو تیمم بتلایا جیسے اونکے باپ نے اونکو بتلایا
تہا اسلع سے مگر ایک بار مونہہ کے لیے اور ایک بار دونوں ہاتھوں کیلیے دونو کہنیوں تک بیہقی نے کہا اسکو

اسناد میں ربیع بن بدر ضعیف ہے مگر وہ متفرد نہیں ہوا اس حدیث کے شیخ نے امام میں کہا ربیع بن بدر میں ابو حاتم نے کہا
کہ اسکی حدیث میں مشغول ہونا نہ چاہیے اور نسائی اور دارقطنی نے کہا وہ متروک ہے اور بیہقی نے جو کہا وہ متفرد نہیں
ہوا تو اس سے حجت پوری نہیں ہوتی جب تک کہ معلوم نہ ہو کہ دوسرا شخص کون ہے اور وہ کیسا ہے اور دلیل لی
ابن عباس کی حدیث سے جسکو بزار نے نکالا مسند میں محمد بن اسحق سے اُنہوں نے زہری سے اُنہوں نے عبید اللہ
بن عبد اللہ بن عتبہ سے اُنہوں نے ابن عباس سے اُنہوں نے عمار سے اُنہوں نے کہا میں قوم میں تھا جب مٹی
سے مسح کرنے کی رخصت اتری جس وقت پانی نہ ملے تو ہمکو حکم دیا گیا ہم نے ایک مار ماری منہ کے لیے پھر دوسری بار
ماری دونو ہاتھوں کے لیے دونو کہنیوں تک بزار نے کہا اس حدیث کو ایک جماعت نے روایت کیا زہری سے
اُنہوں نے عبید اللہ سے اُنہوں نے ابن عباس سے اُنہوں نے عمار سے تو متابعت کی اُنہوں نے محمد بن اسحق
کی اور روایت کیا اسکو کئی شخصوں نے زہری سے اُنہوں نے عبید اللہ سے اُنہوں نے عمار سے اور ابن عباس کا
ذکر نہیں کیا اور دلیل لی ابو جہیم کی روایت سے جو دارقطنی نے نکالی ابو عصمہ سے اوسنے موسی بن عقبہ سے اوسنے
اعرج سے اوسنے ابو جہیم سے اُنہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیر جمل کی طرف سے آئے پاخانہ یا پیشاب
کرکے تو میں نے آپکو سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا اور دیوار پر مارے اپنے ہاتھ سے ایک بار پھر مسح کیا اوس سے
اپنے مونہہ پر پھر دوسری بار ماری تو مسح کیا اوس سے اپنی دونو باہنوں پر دونو کہنیوں تک پھر سلام کا جواب دیا
زیلعی نے کہا یہ ابو عصمہ اگر نوح بن ابی مریم ہے تو وہ متروک ہے مترجم کہتا ہے یہ حدیث صحیح بخاری میں مروی ہے
اور اوپر گذری اوسمیں ہاتھوں کا مسح ہے اور باہنوں کا لفظ نہیں ہے اور نکالا اسکو طحاوی نے شرح الآثار
میں امام بخاری کی سند سے اوسمیں بھی ہاتھوں کا ذکر ہے اور حافظ نے جو اس حدیث کی نسبت تحقیق کی وہ اوپر
گذر چکی اور دلیل لی ابو ہریرہ کی حدیث سے جسکو بیہقی نے نکالا سنن میں مثنی بن صباح سے اوس نے عمرو بن
شعیب سے اوسنے ابن المسیب سے اوس نے ابو ہریرہ سے کہ کچھ لوگ جنگل کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم پاس آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہم ریتوں میں رہتے ہیں تین تین چار چار مہینوں تک اور ہم میں
کوئی جنب ہوتا ہے کوئی نفاس والی ہوتی ہے اور کوئی حائضہ اور پانی نہیں پاتے آپ نے فرمایا لازم کرلو
اپنے اوپر زمین کو پھر آپنے اپنا ہاتھ زمین پر مارا مونہہ پر ملنے کے لیے اور ایک بار دوسری بار ماری اور اوس سے
مسح کیا اپنے دونو ہاتھوں کو دونوں کہنیوں تک زیلعی نے کہا اسکو نکالا امام احمد نے بھی مسند میں اور بیہقی نے
سنن میں اور اسحق بن راہویہ نے اپنی مسند میں اور سب کی اسناد میں مثنی بن صباح ہے امام احمد اور رازی نے کہا وہ کچھ نہیں

اور نسائی نے کہا متروک الحدیث ہے اور روایت کیا اسکو ابو یعلی موصلی نے مسند مین ابن لہیعہ سے اوس نے عمرو بن
شعیب سے اور ابن لہیعہ بہی ضعیف ہے اور اسکا ایک اور طریق ہے نکالا اوسکو طبرانی نے معجم اوسط مین وکیع کے
طریق سے اُنہون نے ابراہیم بن یزید سے اونہون نے سلیمان احول سے اونہون نے سعید بن المسیب سے اونہون
نے ابوہریرہ سے طبرانی نے کہا سلیمان بن احول کی سعید سے کوئی روایت معلوم نہین ہوتی سوا اس حدیث
کے اور روایت کی گئی یہ حدیث مثنی بن صباح سے اوس نے عمرو بن شعیب سے اوس نے سعید سے انتہے اور دلیل
لی اوس سے جو امام مالک نے نکالا موطا مین اور طحاوی نے شرح الآثار مین نافع سے کہ وہ اور عبد اللہ بن عمر جرف
سے آئے تو جب مربد کو پہونچے اوترے عبد اللہ اور متوجہ ہوئے پاک مٹی کیطرف تو مسح کیا اپنے مُنہہ کا اور ہاتہون کا کہنیون
تک پہر نماز پڑہی جرف اور مربد دونو مقام ہین مدینہ کے قریب اور امام مالک نے نکالا نافع سے کہ عبد اللہ بن عمر
تیمم کرتے تہے دونو کہنیون تک اور طحاوی نے نکالا علی بن معبد سے اُسنے عبید اللہ بن عمرو سے اوسنے عبد الکریم جزری سے
اُسنے نافع سے اونہون نے کہا مین نے ابن عمر سے پوچہا تیمم کو تو اونہون نے اپنے دونو ہاتہ زمین پر مارے اور مسح
کیا اوسنے اپنے دونو ہاتہ اور مُنہہ کا ایکبار اور ماری اور مسح کیا اوسنے اپنے دونو باہون کا اور نکالا محمد بن عبد اللہ
کناسی سے اوسنے عبد العزیز بن ابی رواد سے اوسنے نافع سے ایسا ہی اور نکالا یحییٰ بن ایوب سے اوسنے
ہشام بن عروہ سے اوس نے نافع سے ایسا ہی اور دلیل لی اوس سے جو طحاوی نے نکالا حسن بصری رح سے اونہون
نے کہا تیمم ایکبار ہے مُنہہ اور دونو ہتہیلیون کے لیے اور دوسری مار ہے باہون کے لیے دونو کہنیون تک اور دوسری
روایت مین حسن سے کہنیون کا ذکر نہین ہے اور دلیل لی عمار کی حدیث سے کہ کافی ہے تجہکو ایک مار مُنہہ کے
لیے اور ایک مار دونو ہتہیلیون کے لیے نکالا اسکو طبرانی نے اوسط اور کبیر مین اور اسکی سند ضعیف ہے یہ حدیث
اوپر گذر چکی ہیں یہ سب دلیلین اُن لوگون کی ہین جو تیمم مین دو مار واجب جانتے ہین لیکن ان مین یا موقوف
روایتین ہین جو حجت نہین ہین اور یا ضعیف ہین وہ بہی حجت نہین البتہ ایک جابر کی حدیث جو دوسری دلیل
مین گذری اوسکے راوی ثقہ ہین پر اوسکو بہی شاذ کہا ہے اور ابن جوزی نے اوسکے ایک راوی عثمان
بن محمد انماطی مین کلام کیا ہے شوکانی نے کہا یہانسے معلوم ہوا کہ دو مارون کی حدیثین گفتگو سے خالی نہین اور
اگر یہ حدیثین صحیح ہوتین تو ان پر عمل کرنا اولے ہوتا کیونکہ ان مین زیادت ہے پس حق یہی ہے جو صحیحین کی روایت
سے ثابت ہی کہ ایکبار مارنا کافی ہے اور جنہون نے تین مارین واجب کین ہین اونکی دلیل کوئی مجہکو نہین
ملی بلکہ امام یحییٰ نے کہا کوئی دلیل ایسی بہی نہین جس سے تین مارونکا استحباب بہی ثابت ہو اور امام مہدی نے اسکو قوی

کیا اور درحقیقت ایسا ہی ہو انتہی ما قال الشوکانی ابن عبد البر نے کہا ابو حنیفہ اور ثوری اور لیث بن سعد اور شافعی اور ابن ابی سلمہ وغیرہم کا یہی قول ہے کہ ایک بار کافی نہیں ہو تیمم میں بلکہ دو مارین ضرور ہین ایک منہ کے لیے اور دوسری دونو ہاتہون کے لیے دونو کہنیون تک اور یہی قول ہو امام مالک کا پر وہ کہنیون تک پہونچانا مسح کا فرض نہین جانتے اور عبد اللہ بن عمر اور شعبی اور حسن بصری اور سالم بن عبد اللہ بن عمر سے کہنیون تک تیمم کرنا منقول ہو اور اوزاعی کہتے ہین کہ دو بار واجب ہین ایک منہ کے لیے اور دوسری دونو ہاتہون کے لیے پہونچون تک اور یہی قول ہو احمد اور اسحق بن راہویہ اور داؤد اور طبری کا اور ابن ابی لیلے اور حسن بن حیی کا یہ قول ہے کہ دو بار مارے اور ہر ایک بار مین منہ اور دونو ہاتہون پر مسح کرے اور زہری نے کہا کہ بغلون تک مسح کرے اور ایک روایت مین اوزاعی سے پہونچون تک بھی منقول ہو اور ایک بار بھی منقول ہے انتہی مترجم کہتا ہے ابن عبد البر نے غلطی کی امام احمد کے مذہب مین اونکا اور جمہور اہلحدیث کا مذہب یہ ہے کہ ایک ضرب کافی ہے اور منہ اور دونو پہونچون کا مسح کافی ہے اور شاید امام احمد سے ایک روایت ایسی بھی ہو جیسے ابن عبد البر نے نقل کیا مگر مشہور قول اونکا وہی ہے جو ہم نے بیان کیا اور دلیل کے رو سے یہی مذہب حق ہو اور باقی سب مذہب ضعیف ہین اور بعضے بالکل بے بنیاد ہین اور تعجب ہے مولانا محمد عبد الحی لکھنوی سے کہ اونہون نے تعلیق ممجد مین ابن عبد البر کی اس نقل پر اعتراض نہ کیا اور اسکے سوا یہ لکھا کہ غور کرنے بعد تعدد ضربات کی ترجیح نکلتی ہے حالانکہ تعدد کی تمام روایات ضعیف یا موقوف ہین جیسے اوپر تفصیل سے گذرا اور شاید وجہ ترجیح کی یہ ہو کہ موقوف روایت اس باب مین مثل مرفوع کے ہو کیونکہ یہ امر عقل سے معلوم نہین ہو سکتا زیلعی نے کہا جو لوگ تیمم مین مونڈہون تک مسح کے قائل ہین اونہون نے دلیل لی اُس سے جو نکالا ابو داؤد نے زہری سے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے اونسے حدیث بیان کی عمار بن یاسر سے وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ صحابہ نے مسح کیا مٹی سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے فجر کی نماز کے لیے تو اپنی ہتھیلیان مٹی پر مارین پھر اپنے مونہون پر مسح کیا ایک بار پھر دوبارہ اپنی ہتھیلیان مٹی پر مارین اور مسح کیا اپنے ہاتہون پر مونڈہون تک اور بغلون تک اندر کے طرف سے اور نکالا اسکو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے عمار بن یاسر کو نہین پایا اور نکالا اسکو نسائی اور ابن ماجہ نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے عمار سے موصولاً اور روایت کیا اسکو ابو داؤد نے زہری سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے عبید اللہ نے اونہون نے روایت کی ابن عباس سے اونہون نے عمار سے اور اس سے زیادہ پوری نقل کی پھر کہا اور ایسا ہی روایت کیا اسکو ابن اسحق نے اونہون نے کہا عن ابن عباس اور مالک نے زہری

سے نقل کیا عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَمَّارٍ اور شک کیا اوس مین ابن عیینہ نے تو کبھی کہا عَنْ
عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ اور کبھی کہا عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اور ابن ابی حاتم نے کہا مین نے اپنے باپ اور ابو زرعہ
سے اس حدیث کو پوچھا جو صالح بن حسان نے روایت کی اور عبد الرحمن بن اسحق نے زہری سے اونہون نے عبید اللہ
بن عبد اللہ بن عباس سے اونہون نے حضرت سے تیمم کے باب مین تو دونو نے کہا یہ خطا ہے روایت کیا اسکو
مالک اور ابن عیینہ نے زہری سے اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے عمار سے اور یہی
صحیح ہے اور مالک اور ابن عیینہ زیادہ حافظ ہین تیسنے کہا اوسکو روایت کیا یونس اور عقیل اور ابن ابی ذئب نے زہری کر
اونہون نے عبید اللہ سے اونہون نے عمار سے اور یہ سب بہی کتاب والے ہین ان دونو نے کہا کہ مالک کتاب والے بہی
ہین اور حافظ بہی ہین اور اثرم نے کہا کہ یہ حدیثین صحابہ کا فعل منقول ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آہ
ما قال الزیلعی شوکانی نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے جیسے شافعی نے کہا مترجم نے کہا کہ ابوداؤد کی ایک روایت
مین یہ بہی ہے کہ مسلمان کہڑے ہوئے اونہون نے اپنی ہتہیلیون کو مٹی پر مارا لیکن مٹی کو اوٹہایا نہین پہر ایسا آگے
بیان کیا اور مونڈہون اور بغلون کا ذکر نہین کیا ترجمہ ابوداؤد مین ہے کہ شاید یہ فعل اوائل کا ہے جب تک
صحابہ کو تیمم کی کیفیت حاصل نہین ہوئی ہتی دوسری روایت مین ابوداؤد کے یون ہے عمار بن یاسر سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بنی المصطلق مین رات کو اوترے اولات الجیش مین (ایک موضع ہے مکہ
اور مدینہ کے درمیان بعضون نے اوسکو ذات الجیش کہا ہے) اور آپکے ساتھ حضرت عائشہ تہین اون کے گلے
کا ہار جزع ظفار کے نگ کا ٹوٹ کر گر پڑا اوسکی تلاش نے لوگون کو روک رکہا یہانتک کہ روشنی ہوگئی اور اون کے ساتھ
پانی نہ تہا ابوبکر صدیق حضرت عائشہ پر غصہ ہوئے اور کہا تو نے لوگون کو روک رکہا ہے اور اون کے ساتھ پانی
نہین ہے اوس وقت اللہ جل جلالہ نے خاک پاک سے طہارت کرنیکی اجازت اوتاری مسلمان کہڑے ہوئے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اونہون نے اپنے ہاتہون کو زمین پر مارا پہر ہاتہ اوٹہا لیے مٹی نہ اٹہائی
اور مونہہ پر پہیرا اور ہاتہون پر مونڈہون تک اور ہتہیلیون سے مسح کیا بغلون تک ابن یحیی کی روایت مین
اتنا زیادہ ہے ابن شہاب نے کہا اون لوگون کے فعل کا اعتبار نہین ہے کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے نہین سکہایا تہا کہ بغلون اور مونڈہون تک مسح کرین اونہون نے اپنی رائے سے ایسا کیا اور ایک روایت
مین دو بار ہاتہ مارنا بہی آیا ہے انتہی امام طحاوی نے شرح الآثار مین عمار کی حدیث کو نکالا جس مین دو ضربونکا
ذکر ہے ایک مونہہ کے لیے اور دوسری دونون ہاتہون کے لیے دونو مونڈہون تک اوپر کی جانب اور اندر کی جانب

دوسری روایت مین عمار سے یہ ہی کہ مسح کیا ہم نے حضرت کی ساتھ مٹی سے تو مسح کیا اپنے مونہون اور ہاتہون کو مونڈہون تک تیسری روایت مین یہ ہے کہ تیمم کیا حضرت صلعم کے ساتھ مونڈہون تک چوتھی روایت مین یہ ہے کہ ہم حضرت صلعم کے ساتھ سفر مین تھے مین حضرت عائشہ کا ایک ہار کہو گیا لوگون نے اوسکو ڈھونڈا صبح تک اور لوگون کے پاس پانی نہ تہا تب تیمم کی رخصت اوتری مٹی سے مسلمان کہڑے ہوئے اونہون نے اپنے ہاتہ مارے زمین پر اور مسح کیا اوس سے اپنی مونہون اور ہاتہون کی پشت کا مونڈہون تک اور اندر کیطرف سے بغلون تک پہر کہا ان حدیثون مین یہ نہین ہے کہ حضرت صلعم نے اونکو حکم دیا اسطرح تیمم کرنے کا بلکہ صحابہ نے اپنا فعل بیان کیا اور نکالا حضرت عائشہ سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے ایک لڑائی مین سے جب اس مین پہونچے مدینہ کے قریب تو مین رات کو اونگہی اور میرے اوپر ایک ہار تہا جسکو سمط کہتے تہے اور وہ ناف تک پہونچتا تہا تو مین اونگہنے لگی وہ ہار میرے گلے سے نکل گیا جب مین حضرت صلعم کے ساتھ اوتری فجر کی نماز کے لیے تو مین نے کہا یا رسول اللہ میرا ہار گلے سے گر گیا آپ نے فرمایا اے لوگو تمہاری مان کا ہار گم ہو گیا تو اوسکو ڈہونڈہو لوگون نے ڈہونڈہا اون کے پاس پانی نہ تہا اور ڈہونڈہنے مین مشغول رہے یہانتک کہ نماز کا وقت آگیا اور ہار رہ گیا لیکن پانی نہ ملا تو بعضون نے تیمم کیا پہونچے تک اور بعضون نے مونڈہے تک اور بعضون نے اپنے بدن پر پہر یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تب تیمم کی آیت اوتری اس سے یہ نکلتا ہے کہ صحابہ نے یہ کام اپنی رائے سے کیا تہا اور خود عمار نے اوس کے خلاف روایت کی ہے پہر نکالا عمار سے کہ اونہون نے حضرت صلعم سے پوچھا تیمم کو آپ نے اونکو حکم دیا منہ اور دونون پہونچون کا ایک روایت مین یہ ہے کہ سلمہ نے کہا مین نہین جانتا بانہون تک پہونچایا یا نہین ایک مین یہ ہے کہ مسح کیا انہی منہ اور دونو ہاتہون کا آدہی باہون تک اور ایک مین مونڈہون تک مسح کرنا غلط ہو گیا اتنے کہنیون تک ہا یا پہونچون تک تو ابو جہیم نے پہونچون تک روایت کیا اور نافع نے ابن عباس سے کہنیون تک اور اسلع کی حدیث مین بانہون کا ذکر ہے جب ان روایتون مین اختلاف ہے تو ہم نے تیمم کو قیاس کیا وضو پر اور وضو مین ہاتہون کا دہونا کہنیون تک ہے تو تیمم بھی وہین تک ہوگا اور ابن عمر اور جابر سے ایسا ہی مروی ہے انتہی مختصرا اور جواب اس تقریر کا یہ ہے کہ نافع نے جو ابن عباس سے روایت کی اسیطرح اسلع نے وہ دونو روایتیں ضعیف ہین جیسے اوپر گذرا اور کہنیون تک مسح کرنے کی روایتیں صحیح مین نہین پس واجب ہوا عمل و سیر اور قیاس کی کوئی ضرورت نہین جب نص موجود ہے تو حاصل یہ نکلا کہ تیمم مین ایک ضرب کرے اور مونہہ اور دونو پہونچون پر مسح کر لیوے اور یہی حق ہے واللہ اعلم **باب** یہان کوئی ترجمہ باب مذکور نہین اور اصیلی کی روایت مین باب

کا بھی لفظ نہیں ہے بہرحال یہ باب اگلے باب کے مضمون سے متعلق ہے حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ اَبِیْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنِ الْخُزَاعِیُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَجُلًا مُعْتَزِلًا لَمْ یُصَلِّ فِی الْقَوْمِ فَقَالَ یَا فُلَانُ مَا مَنَعَکَ اَنْ تُصَلِّیَ فِی الْقَوْمِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَصَابَتْنِیْ جَنَابَۃٌ وَلَا مَاءَ قَالَ عَلَیْکَ بِالصَّعِیْدِ فَاِنَّہٗ یَکْفِیْکَ **ترجمہ** عمران بن حصین خزاعی رض سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو لوگوں سے جدا دیکھا جسنے نماز نہیں پڑہی تھی لوگوں کے ساتھ آپنے فرمایا ای فلانے تونے لوگوں کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑہی اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے جنابت ہوئی اور پانی نہیں ہے آپنے فرمایا تو مٹی کو لے وہ تجھکو کافی ہے **ف** اس حدیث میں یکبار یا دوبار کی تصریح نہیں مگر شاید امام بخاری رح نے یہ خیال کیا کہ جب اُس میں دوبارون کی قید نہیں تو کم سے کم ایک جو یقینی ہے اوسی پر محمول ہوگی قسطلانی نے کہا اس توجیہ سے حدیث ترجمہ باب کے مطابق ہوجاوے گی **خاتمہ** کتاب التیمم میں سترہ حدیثیں ہیں اون میں سے دس مکرر ہیں اور دو معلق ہیں اور خالص بلا تکرار سات حدیثیں ہیں ایک اُن میں معلق ہے اور باقی موصول ہیں اور مسلم نے ان سب حدیثون کو نکالا سوا عمرو بن عاص کی معلق حدیث کے اور اس کتاب میں موقوف اثر صحابہ اور تابعین کے دس ہیں اون میں سے تین موصول ہیں یعنے قتادہ سے حضرت عمار اور ابو موسے اور ابن مسعود کے انتہے ما فی فتح الباری **کتاب التیمم کی وہ حدیثیں جو امام بخاری نے نہیں نکالیں** اُن میں سے بہت حدیثیں اوپر گذر چکیں اور باقی یہ ہیں (۱) منتقے میں دلیل اس امر کی ہے کہ جب پانی تھوڑا ہو تو جتنی بدن کی طہارت کرسکے اوتنی کرے اور باقی کے لیے تیمم کرے اور حنفیہ اور زید بن علی اور ناصر کا یہ قول ہے کہ اوس پانی کو چھوڑ دیوے اور تیمم کرلیوے اور اسکی دلیل یہ حدیث ہے جو امام بخاری اور مسلم نے نکالی ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب میں تمکو کسی کام کا حکم کرون تو ادا کرو اسکو جہانتک تم سے ہوسکے شوکانی نے کہا یہ حدیث دین کی بڑی اصل ہے اور اس سے بہت مسائل نکل سکتے ہیں اور قرآن میں اسکی شہادت موجود ہے فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ تو جو امر طاقت سے باہر ہو وہ معاف ہے حدیث کی رو سے اور جو طاقت کے اندر ہو اوسکا کرنا ضرور ہے ادای حکم کے لیے انتہے مختصراً (۲) ابن عدی نے کامل میں ابن عباس سے کہ حضرت نے فرمایا جب ناگاہ تیرے سامنے جنازہ آجاوے اور تو بے وضو ہو تو تیمم کرلے ابن عدی نے کہا یہ حدیث مرفوعاً محفوظ نہیں ہے بلکہ موقوف ہے ابن عباس پر ابن جوزی نے تحقیق میں کہا امام احمد نے کہا اسکی اسناد میں مغیرہ

بن زیاد ضعیف ہے اونسے منکر حدیثیں روایت کی ہیں اور جو حدیث اوسنے مرفوعاً روایت کی ہے وہ منکر ہے اور بیہقی
نے کتاب المعرفت میں کہا کہ مغیرہ بن زیاد ضعیف ہے اور لوگ اوسکو سند نہیں کرتے ابن عباس سے بلکہ عبد الملک بن
جریج نے اوسکو عطاء سے موقوفاً روایت کیا اور روایت کیا اسکو یمان بن سعید نے وکیع سے اونہون نے معافی
بن عمران سے اونہون نے مغیرہ سے مرفوعاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اور یمان بن سعید ضعیف ہے اور اسکا
رفع خطا ہے اور نکالا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں عمر بن ایوب موصلی سے اونہون نے مغیرہ بن زیادہ سے
اونہون نے عطاء سے اونہون نے ابن عباس سے اونہون نے کہا جب تو ڈرے کہ وضو کرنے میں جنازے کی نماز
فوت ہو جاویگی تو تیمم کر اور نماز پڑھ اور روایت کیا اسکو طحاوی نے شرح الآثار میں اور نسائی نے کتاب الکنی میں معافی بن
عمران سے اونہون نے مغیرہ سے موقوفاً اور ایسا ہی نکالا ابن ابی شیبہ نے عکرمہ اور ابراہیم نخعی اور حسن سے اور شعبی سے
نکالا کہ بے وضو پڑھے نماز جنازے کی اور بیہقی نے دارقطنی کے طریق سے نکالا ابن عمر سے کہ اونکے پاس ایک
جنازہ آیا وہ باوضو نہ تھے اونہون نے تیمم کیا اور اوسپر نماز پڑھ لی بیہقی نے کہا میں اس حدیث کو نہیں پہچانتا مگر اسی طریق
سے اور شاید یہ خطا ہو اور اگر محفوظ ہو تو شاید مقبرہ میں ایسا کیا ہوگا اگرچہ ظاہر کے خلاف ہے واللہ اعلم مترجم کہتا ہے امام طحاوی نے شرح الآثار میں حسن اور
ابراہیم نخعی اور عطاء اور حکم سے یہ نکالا کہ جنازے کی نماز ضرورت کے وقت تیمم سے جائز ہے اور کہا کہ ایک طائفہ علما نے
جنازے اور عیدین کی نماز کے لیے تیمم جائز کہا ہے جب ڈر ہو اونکے فوت ہو جانیکا اگر وضو کیا جاوے اور امام محمد
نے موطا میں روایت کیا مالک سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے وہ کہتے تھے جنازے پر نماز نہ
پڑھے آدمی مگر طہارت کے ساتھ پھر کہا کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں کہ نہ پڑھی جاوے جنازے کی۔ نماز بغیر طہارت کے
اگر یہ دفعۃً جنازہ آجاوے اور اسکو وضو نہ ہو تو تیمم کرکے پڑھ لیوے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ رح کا اور حافظ نے
کہا کہ یہی قول ہے عطا اور سالم اور زہری اور نخعی اور ربیعہ اور لیث کا جیسے ابن منذر نے نقل کیا اور یہی
ایک روایت ہے امام احمد سے اور سعید بن منصور نے حماد بن زید سے اونے کثیر بن شنظیر سے اونے
حسن سے نکالا اون سے پوچھا گیا کہ ایک شخص جنازہ پاوے اور وضو نہ ہو پھر اگر وضو کو جاوے تو جنازے
کی نماز فوت ہو اونہون نے کہا تیمم کرے اور نماز پڑھ لیوے ملا علی قاری نے کہا کہ شعبی اور محمد بن جریر طبری کا
یہ قول ہے کہ بغیر طہارت کے نماز پڑھ لیوے انتہی مترجم کہتا ہے میرے نزدیک یہ دونو مذہب صحیح نہیں ہیں نہ بغیر
طہارت کے جنازے کی نماز پڑھنا جائز ہے اور نہ تیمم جائز ہے جب پانی مل سکتا ہو پس اگر جنازے کی نماز پہلی جماعت
میں نہ ملے تو نہ ملے وضو کرے اور بعد پڑھ لیوے اگر جنازہ چلا جاوے تو غائب پر بھی نماز درست ہے اور قبر

پر بھی نماز درست ہے اور اہلحدیث کا یہی قول ہے اور وجہ تیمم جائز نہ ہونے کی یہ ہے کہ قرآن شریف مین تیمم کے جواز
کے لیے یہ شرط لگائی ہے فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً اور حدیث مین ہے کہ جب پانی ملجاوے تو اوسکو اپنے بدن سے لگاوے
یعنے تیمم باطل ہوگیا اب بیمار جسکو پانی کا استعمال ضرر کرے وہ حکم مین ہے اوسکے جسکو پانی نہین ملتا کیونکہ نہ ملنے سے عدم
قدرت مراد ہے علاوہ اسکے اوسکے لیے حدیث سے رخصت ثابت ہے اور جنازے کا فوت ہوجانا کوئی عذر نہین
ہے جواز تیمم کے لیے اور نہ اس باب مین کوئی صحیح حدیث ثابت ہے واللہ اعلم (۳) عقیلی نے روایت کیا ابن عباس سے
کہ حضرت نے فرمایا تیمم کے سر پر اسطرح پر مسح کرنا چاہیے اور بیان کیا اسکو صالح بن بیان نے جو راوی ہے اس حدیث کا
سر کے بیچ سے پیشانی تک اور جس بچہ کا باپ ہو اوسکا مسح یعنے سر پر ہاتھ پھیرنا پیشانی سے بیچ سر تک لے اور نکالا اوسکو ا
نے اور خطیب نے تاریخ بغداد مین محمد بن سلیمان کے ترجمہ مین اور وہم کیا عبد الحق نے احکام مین اور یتیم کو (جسکا معنے وہ
بچہ ہے جسکا باپ مرگیا ہو) تیمم پڑھا اور ذکر کیا اوسکو باب التیمم مین کتاب الطہارت مین ابن القطان نے کہا یہ حدیث
اور ضعیف ہے کسی روایت اور کسی مذہب مین تیمم مین سر کا مسح منقول نہین ہے اور اگر عبد الحق اس حدیث کو اخیر تک پڑھتے
تو اس غلطی مین نہ پڑتے (۴) بغوی نے شرح السنۃ مین ابوجہیم بن حارث بن صمہ سے اونہون نے کہا مین حضرت
پر سے گذرا آپ پیشاب کر رہے تھے مین نے آپ کو سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا یہانتک کہ ایک دیوار کیطرف گئے
اوسکو لکڑی سے کہرچا جو آپ کے ساتھ تھی پھر اپنا ہاتھ دیوار پر رکھا اور مسح کیا مونھہ اور دونو ہاتھون پر پھر جواب دیا
سلام کا (یہ حدیث صحیحین مین دوسرے لفظون سے ہے جیسے اوپر گذر چکی) (۵) ترمذی نے ابن عباس سے
اونسے پوچھا گیا تیمم کو کہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین جب وضو کا ذکر کیا تو فرمایا دھوا اپنے مونھون اور ہاتھون
کو کہنیون تک اور تیمم مین فرمایا مسح کرو اپنے مونھون اور ہاتھون پر اور فرمایا چور مرد اور چور عورت کے ہاتھ کاٹ ڈالو
اور چور کا ہاتھ پہونچے پر سے کاٹا جاتا ہے تو تیمم بھی صرف منہ اور دونو پہونچون پر ہوگا (اسلیے کہ اگر کہنیون تک
تیمم مین مسح منظور ہوتا تو کہنیون کی قید اللہ تعالی کردیتا جیسے وضو مین یہ قید لگادی ہے) (۶) ابن ماجہ نے
حکم اور سلمہ بن کہیل سے اون دونو نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے پوچھا تیمم کو اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے حکم کیا عمار کو اسطرح کرنے کا اور مارا اونہون نے اپنے دونو ہاتھون کو زمین پر پھر جھاڑا اونکو اور مسح کیا اپنے
منہ پر حکم نے کہا اور دونو ہاتھون پر سلمہ نے کہا اور دونو کہنیون پر (۷) ابوداؤد نے ایک شخص سے جو بنی عامر سے
تھا (ابو المہلب جرمی) اوسنے کہا مین مسلمان ہوا مجھے دین کے کامون کے سیکھنے کا شوق ہوا تو مین ابوذر
کے پاس آیا اونہون نے کہا مجھے مدینہ کی ہوا موافق نہین آئی بلکہ مجھے بیماری ہوگئی پیٹ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے مجھکو حکم کیا چند اونٹون اور بکریون کے دودھ پینے کا حماد نے کہا مجھے شک ہے شاید یہ بھی کہا اونکے پیشاب پینے کا ابوذر نے کہا مین پانی سے دور رہا کرتا تھا اور میرے ساتھ میرے گہر کے لوگ بھی تھے مجھے نہانے کی حاجت ہوتی تو مین نماز پڑھ لیا کرتا بغیر طہارت کی جب مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا دوپہر کا وقت تھا اور آپ چند صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے مسجد کے سائے مین آپنے فرمایا ابوذر مین نے کہا ہان تباہ ہوگیا مین یا رسول اللہ آپنے فرمایا کیون مین نے کہا مین پانی سے دور تھا میرے ساتھ میری بی بی بھی تھی مجھے نہانے کی حاجت ہوتی مین نماز پڑھ لیا کرتا بغیر طہارت کے آپنے حکم دیا میرے واسطے پانی منگوانے کا ایک کالی لونڈی پانی لیکر آئی پیالے مین وہ ہل رہا تھا پیالہ بھرا ہوا نہ تہا مینے اپنے اونٹ کی آڑ کی اور غسل کیا پھر آپ پاس آیا آپ نے فرمایا اے ابوذر پاک مٹی پاک کرنیوالی ہے اگرچہ تو دس برس تک پانی نہ پاوے جب پانی ملے تو اپنے بدن سے لگا ابوذر نے کہا حماد بن زید نے اس حدیث کو ایوب سے روایت کیا اور اسمین پیشاب پینے کا ذکر نہین کیا اور پیشاب پینے کا ذکر فقط انس کی حدیث مین ہے جسکو صرف اہل بصرہ نے روایت کیا ہے جناب سید علامہ ابوالطیب بدور الاہلہ مین فرماتے ہین کہ پانی کا نملنا عام ہے شامل ہے اسکو جو پانی پاوے لیکن استعمال نکر سکے ضرر کے خوف سے یہ ضرر خواہ مال کا ہو یا جان کا اسیطرح اگر راہ مین خوف ہو یا نماز کے فوت ہوجانے کا ڈر ہو اور حضر مین تیمم کرنا حدیث سے ثابت ہے گو قرآن سے ثابت نہین اور اسپر کوئی دلیل نہین ہے کہ اخیر وقت تک پانی ڈہونڈہنا واجب ہے بلکہ جب نمازی نماز کیلیے اوٹھے اور اسکے پاس یا اوسکے قریب پانی نہو تو وہ تیمم سے نماز پڑھ لیوے پھر اگر کسی نے پانی کو بھول کر تیمم سے نماز پڑھ لے تو اوسکی نماز کافی ہے اور اعادہ ضرور نہین اور صعید کا لفظ قرآن مین عام ہے شامل ہے تمام روئے زمین کو لیکن حدیث نے اسکو خاص کردیا مٹی سے اور مٹی پاک ہونا ضرور ہے اگرچہ کہاری ہو اور تیمم بدل ہے وضو کا جو وضو سے درست ہے وہ تیمم سے بھی درست ہے اور بسم اللہ اور نیت کا تیمم مین وہی حکم ہے جو وضو مین ہے اور احادیث صحیحہ سے تیمم مین ایکبار اور صرف منہ اور دونو پہونچون کا مسح ثابت ہے اور دو مارون کی حدیثین یا کہنیون تک مسح کی حدیثین ساقط الاعتبار ہین اور ایک تیمم سے کئی نمازین پڑھ سکتا ہے اگر اتنا پانی پاوے کہ بعض اعضا کو دہو سکتا ہے لیکن پورا وضو نہین کر سکتا تو تیمم کر لیوے اور وضو نہ کرے اور سوا نماز کے اور کامون کے لیے تیمم ثابت ہوا جیسے سلام کا جواب دینے کے لیے تو قرآن پڑھنے یا مسجد کے اندر جانے کیلیے بھی مشروع ہوگا اسیطرح حائضہ کو تیمم مشروع ہے اوس سے وطی درست ہونے کے لیے اور تیمم اونہی چیزون سے ٹوٹتا ہے جنسے وضو ٹوٹتا ہے نہ وقت کے لذ جانے سے یا پانی پانے سے انتہے مختصراً تمام ہوئی کتاب تیمم کی الحمد للہ فقط

ف مسئلۂ تیمم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الصلوۃ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا کتاب نماز کی ف

قسطلانی نے کہا جب امام بخاری طہارت کی احکام سے فارغ ہوئے جو نماز کی شرط ہے تو نماز کو شروع کیا حافظ نے کہا امام بخاری نے کتاب الصلوۃ مین پہلے اون شرطون کو بیان کیا جو نماز سے پہلے ہوتی ہین جیسے طہارت ستر عورت استقبال قبلہ دخول وقت اور چونکہ طہارت کے ابواب بہت تہے اسلیے اوسکے لیے علاحدہ ایک کتاب کی اوسکے بعد ان شرطون کو بیان کیا اور سب سے پہلے نماز کی فرضیت بیان کی اوسکے بعد ستر عورت اوسکے بعد استقبال قبلہ اور اسکی ذیل مین مسجدونکا بیان کیا اور سترہ وغیرہ کا پہر دخول وقت کا پہر اذان کا پہر جماعت اور امامت کا پہر صفت نماز کی پہر اقسام نماز کی جیسے جمعہ عیدین وغیرہ لتہے مختصرًا قسطلانی نے کہا نماز جامع ہے تمام عبادات نفسانی اور بدنی اور مالی کو اسلیے اشرف ہوئی تمام عبادات مین اور لغت مین صلوۃ دعا کو کہتے ہین اور شرع مین چند اقوال اور افعال کو جنکا شروع تکبیر سے ہے اور ختم سلام سے انتہی ملخصًا نووی نے شرح مسلم مین کہا کہ صلوۃ کا اشتقاق صلوین سے ہے جو دو ہڈیان ہین سیرین مین اور بعضون نے کہا اوسکے اصل معنے رحمت ہین بعضون نے کہا دعا قسطلانی نے کہا کہ تصلیہ سے مشتق ہے جسکا معنے لکڑی کا انگار سے سینکنا اوسکو سیدہا کرنے کے لیے اور نماز کو صلوۃ اسلیے کہا کہ آدمی اوسکی وجہ سے سیدہا کیا جاتا ہے اور جسکی کجی نماز سے دور کی جاوے اوسکو پہر آگ سے سینکنے کی ضرورت نہ رہیگی واللہ اعلم

باب كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلوٰةُ فِي الْإِسْرَاءِ

معراج کی رات مین نماز کیونکر فرض ہوئی ف

قسطلانی نے کہا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج بدن اور روح دونو کے ساتہ تہا حالت بیداری مین آسمانون تک اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ نماز معراج کی رات مین فرض ہوئی لیکن اختلاف ہے کہ یہ رات کب تہی بعضون نے کہا ہجرت سے ایکسال پہلے اور یہی قول ہے اکثر کا یا پانچ مہینے یا تین مہینے یا تین برس پہلے اور حربی نے کہا ۲۷ ربیع الآخر کو معراج ہوا ایسا ہی کہا نووی نے اپنے فتاوے مین اور مسلم کی شرح مین ربیع الاول کہا اور بعضون نے ۲۷ رجب لکہی ہے حافظ عبد الغنی بن سرور مقدسی نے اسکو اختیار کیا ہے انتہی حافظ نے کہا مؤلف کی کلام سے یہ نکلتا ہے کہ معراج اسرا کی رات کو ہوا اور اسمین اختلاف ہے بعضون نے کہا اسرا اور معراج دونو ایک ہی رات مین ہوئی بیداری کی حالت مین اور یہی مشہور ہے جمہور کے نزدیک اور بعضون نے کہا اسرا اور معراج دونو ایک رات مین ہوئے اور دونو خواب مین تہے اور بعضون نے کہا اسرا ایک رات مین ہوا اور معراج دوسری رات مین ہوا اور ایک بیداری مین تہا اور دوسرا خواب مین اور بعضون نے کہا کہ اسرا بیت المقدس تک بیداری مین تہا اور معراج خواب

مین تھا اور معراج خواب مین تھا اوسی رات مین یا دوسری رات مین اور جواب یہ ہے کہ اسرا بیت المقدس تک بلا خلاف
بیداری مین ہے کیونکہ وہ قرآن سے ثابت ہے اور دوسرے یہ کہ قریش نے اوسکو جہٹلایا اگر خواب ہوتا تو وہ کیون جہٹلاتے کیونکہ
بیت المقدس ہے اور نہ زیادہ دور مین بھی نہ جہٹلاتے مترجم کہتا ہے حافظ صاحب کی اس تقریر سے یہ نکلتا ہے کہ اہل اسلام
مین ایسا امر مین اختلاف ہے کہ معراج اور اسرا دونو خواب مین تھے یا بیداری مین پس اگر خواب مین ہون تو مخالفین اسلام کو کوئی
موقع طعن اور اعتراض کا نہین ہے اور حضرت عائشہ سے منقول ہے کہ اونہون نے معراج کی نسبت کہا وہ رویا ئے نیک تھا
اور یہ بھی کہا کہ حضرت صلعم کا بدن معراج کی رات کو غائب نہین ہوا تھا اور معاویہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور اگر بیداری
مین ہون جیسے جمہور کا مذہب ہے تو مخالفین کا دندان شکن جواب یہ ہے کہ حرکت کی تیزی کی کوئی انتہا نہین ہے
چنانچہ آواز کی حرکت اور روشنی کی حرکت اور نظر کی حرکت کہ ایک منٹ مین لاکہون کروڑون میل تک پہونچتی ہے
پس خدا ے عزوجل قادر ہے کہ اپنے جس بندے کو چاہے اسی قسم کی تیزی عطا فرما دے حافظ صاحب نے کہا کہ معراج
کی حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک جماعت صحابہ نے روایت کیا ہے لیکن صحیحین مین کل طریقے انس
سے مروی ہین تو زہری نے اسکو روایت کیا انس سے اونہون نے ابوذر سے اور قتادہ نے انس سے اونہون نے مالک
بن صعصعہ سے اور شریک اور ثابت نے انس سے اونہون نے حضرت صلعم سے بلا واسطہ اور ہر ایک طریق مین کچھ الفاظ
ہین جو دوسرے مین نہین اور یہان اس حدیث کی بیان کرنے سے صرف نماز کی فرضیت ظاہر کرنا مقصود ہے سو اس
مقام مین ہم احادیث کی صرف شرح بیان کرینگے اور اوسکے طرق اور الفاظ اور وجہ جمع سیرۃ نبویہ مین ذکر کرینگے
اور شب معراج مین جو نماز فرض ہوئی اسمین یہ نکتہ ہے کہ جب آپکا ظاہر اور باطن دونو ایمان اور حکمت سے منور
اور معمور ہو گیا زمزم کے پانی سے دہونے سے تو اوسکی بعد ہی نماز کا حکم ہوا تاکہ طہارت سے نماز متصل ہووے انتہے
مختصرا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سُفْيَانَ فِيْ حَدِيْثِ هِرَقْلَ فَقَالَ يَاْمُرُنَا يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ اور ابن عباس نے کہا مجہسے حدیث بیان کی ابوسفیان (صخر
بن حرب) نے ہرقل کے قصے مین تو کہا ابوسفیان نے ہمکو حکم کرتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا اور سچ بولنے
کا اور حرام سے بچنے کا **ف** یہ ایک ٹکڑا ہے ابوسفیان کی طویل حدیث کا جو بدء الوحی مین گذر چکی اور اسکی مناسبت
ترجمہ باب سے یہ ہے کہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ نماز مکہ مین فرض ہوئی ہجرت سے پہلے کیونکہ ابوسفیان حضرت صلعم سے نہین
ملے ہجرت کے بعد سے اوس وقت تک جب انکی ملاقات ہرقل سے ہوئی (فتح) قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو چودہ مقامون
مین نکالا اور مسلم اور ترمذی اور ابوداود اور نسائی نے اور ابن ماجہ نے اسکو نہین نکالا **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ

قال حدثنا الليث عن يونس عن ابن شهاب عن انس بن مالك قال كان ابو ذر يحدث ان رسول الله صلى الله عليه
قال فرج عن سقف بيتي وانا بمكة فنزل جبريل ففرج صدري ثم غسله بماء زمزم ثم جاء بطست من ذهب ممتلئ حكمة وايمانا فافرغه
في صدري ثم اطبقه ثم اخذ بيدي فعرج بي الى السماء الدنيا فلما جئت الى السماء الدنيا قال جبريل لخازن
السماء افتح قال من هذا قال هذا جبريل قال هل معك احد قال نعم معي محمد صلى الله عليه و
سلم فقال ارسل اليه قال نعم فلما فتح علونا السماء الدنيا فاذا رجل قاعد على يمينه اسودة و
على يساره اسودة اذا نظر قبل يمينه ضحك واذا نظر قبل يساره بكى فقال مرحبا بالنبي
الصالح والابن الصالح قلت لجبريل من هذا قال هذا ادم وهذه الاسودة عن يمينه وشماله
نسم بنيه فاهل اليمين منهم اهل الجنة والاسودة التي عن شماله اهل النار فاذا نظر عن
يمينه ضحك واذا نظر قبل شماله بكى حتى عرج بي الى السماء الثانية فقال لخازنها افتح فقال
له خازنها مثل ما قال الاول ففتح قال انس فذكر انه وجد في السموات ادم وادريس وموسى
وعيسى وابراهيم صلوات الله عليهم ولم يثبت كيف منازلهم غير انه ذكر انه وجد ادم في السماء
الدنيا وابراهيم في السماء السادسة قال انس فلما مر جبريل بالنبي صلى الله عليه وسلم
بادريس قال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح فقلت من هذا قال هذا ادريس ثم مررت بموسى
فقال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح قلت من هذا قال هذا موسى ثم مررت بعيسى
فقال مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح قلت من هذا قال هذا عيسى ثم مررت بابراهيم
فقال مرحبا بالنبي الصالح والابن الصالح قلت من هذا قال هذا ابراهيم صلى الله عليه و
سلم قال ابن شهاب فاخبرني ابن حزم ان ابن عباس وابا حبة الانصاري كانا يقولان قال النبي
صلى الله عليه وسلم ثم عرج بي حتى ظهرت لمستوى اسمع فيه صريف الاقلام قال ابن حزم
وانس بن مالك قال النبي صلى الله عليه وسلم ففرض الله على امتي خمسين صلوة
فرجعت بذلك حتى مررت على موسى فقال ما فرض الله لك على امتك قلت فرض
خمسين صلوة قال موسى فارجع الى ربك فان امتك لا تطيق ذلك فراجعني فوضع شطرها
فرجعت الى موسى قلت وضع شطرها فقال ارجع ربك فان امتك لا تطيق فراجعت فوضع
شطرها فرجعت اليه فقال ارجع الى ربك فان امتك لا تطيق ذلك فراجعته فقال هن خمس

وَهُنَّ خَمْسُونَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لَا أَدْرِي مَا هِيَ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيهَا حَبَائِلُ اللُّؤْلُؤِ وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے ابوذر غفاری رض حدیث بیان کرتے تہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے گہر کا چہت کہولا گیا (یعنے جس گہر مین مین رہتا تہا کیونکہ وہ گہر ام ہانی کا تہا) اور مین مکہ مین تہا پہر حضرت جبرئیل علیہ السلام اوترے اونہون نے میرا سینہ چیرا (یعنے دوبارہ کیونکہ پہلی بار آپ کا سینہ رضاعت کے دنون مین چیرا گیا تہا اور اسکی تحقیق خدا چاہے تو کتاب التوحید مین ہم کو رہی گی طیالسی اور حارث نے نکالا حضرت عائشہ سے کہ ایک بار اور آپکا سینہ چیرا گیا تہا جب جبرئیل غار حرا مین وحی لیکر آئے تہے اور ابو نعیم نے دلائل مین نکالا کہ ایک بار اور چیرا گیا تہا جب آپ دس برس کے تہے عبدالمطلب کے ساتہہ اور پانچوین بار بہی منقول ہے لیکن وہ ثابت نہین حافظ نے کہا پہلے چیرنا اوس پہٹکی کے نکالنے کے لیے تہا جسکو شیطان کا حصہ بتلایا اور یہ چیرنا اون امورات کے قابل کرنے کے لیے تہا جنکو آپ نے اسراء مین حاصل کیا) پہر اوسکو دہویا زمزم کے پانی سے پہر ایک طشت لائے سونیکا (اس سے بعضون نے یہ نکالا کہ قرآن کی جلد پر سونا لگانا درست ہے کیونکہ فرشتے نے سونیکا استعمال کیا اور جواب یہ ہے کہ فرشتے مکلف نہین ہین علاوہ اسکے سونیکی حرمت تو مدینہ مین ہوئی اسکے بعد) جو بہرا ہوا تہا حکمت اور ایمان سے ف مطلب یہ ہے کہ طشت مین کوئی شے ایسی تہی جس سے کمال ایمان اور حکمت حاصل ہوتا تہا یا حکمت اور ایمان کو مجازاً ایک مجسم چیز قرار دیا یا حکمت اور ایمان کی مثال ایک مجسم چیز سے کردی گئی تہی جیسے موت کی مثال آخرت مین ایک مینڈھے کی ہوگی نووی نے کہا حکمت کی تفسیر مین کئی قول ہین ایک یہ کہ حکمت وہ علم ہے جس سے خدا کی معرفت حاصل ہو تکمیل بصیرت اور تہذیب نفس اور تحقیق حق کے ساتہہ اور حکمت کا اطلاق قرآن پر بہی ہوتا ہے اور نبوت پر اور صرف علم اور صرف معرفت پر اور بعضون نے کہا حکمت وہ ایک فہم ہے اللہ تعالے کیطرف سے (فتح وقسطلانی) ت پہر ڈالدیا اوسکو میرے سینہ مین پہر جوڑ دیا سینے کو (تو اوس پر مہر کردی جیسے بہرے ہوئے برتن پر کردی جاتی ہے اللہ تعالے نے نبوت کے تمام اجزا آپ مین جمع کر دیے اور نبوت کو ختم کردیا آپ پر) پہر اونہون نے (یعنے حضرت جبرئیل نے) میرا ہاتہ پکڑا ف حافظ نے کہا جنہون نے اس سے دلیل لی ہے کہ معراج آپ کو کئی بار ہوا کیونکہ اس حدیث مین اسراء کا ذکر نہین ہے اور ممکن ہے کہ راوی نے اختصار کے لیے اوسکا ذکر نہ کیا ہو ت اور میرے ساتہہ چڑہے دنیا کے آسمان کیطرف جب مین دنیا کے آسمان تک پہنچا تو جبرئیل نے آسمان کے داروغہ سے کہا کہول (معلوم ہوا کہ دروازے

بند تہے اس مین یہ علت تہی کہ آپ کی عظمت اور بزرگی ظاہر ہو کہ آپ کی تشریف فرمائی کیلیے آسمان کے دروازے
کہولے گئے اگر کہلے ہوتے تو یہ فائدہ نہ نکلتا) اوس نے کہا کون ہے کہا جبرئیل اوسنے کہا تمہارے ساتھ اور کوئی ہی اونہون نے
کہا ہان حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین داروغہ نے کہا کیا وہ بلائے گئے (یا کیا وہ پیغمبر ہوئے شاید اوس فرشتہ
کو آپکی رسالت کی خبر نہ ہوئی ہو عبادت مین مصروف رہنے کی وجہ سے لور یہ بعید ہے اور ظاہر یہی معنے ہی کیونکہ
آپکی رسالت تمام ملاءِ اعلے اور فرشتون مین مشہور تہی) جبرئیل ؑ نے کہا ہان جب داروغہ نے دروازہ کہولا تو ہم
دنیا کے آسمان کے اوپر گئے وہان ایک شخص بیٹہا تہا جسکے داہنے طرف لوگ تہے اور بائین طرف لوگ تہے جب وہ
داہنے طرف دیکھتا تو ہنستا (خوشی سے) اور جب بائین طرف دیکھتا تو روتا اوس شخص نے (جو بیٹہا تہا) کہا (مجہکو
دیکہکر) مبارک ہو نیک نبی اور نیک بیٹا (نیک کا لفظ تمام خوبیون کو شامل ہے) مینے جبرئیل سے پوچہا یہ کون ہین
اونہون نے کہا یہ آدم ہین (پہلے نبی علیہ السلام) اور یہ جو لوگ اون کے داہنے اور بائین طرف ہین یہ اونکی اولاد کی روحین
ہین تو داہنے طرف والی اُن مین جنتی ہین اور بائین طرف والے دوزخی ہین اسلیے جب وہ داہنے طرف دیکہتے ہین تو ہنستے
ہین اور جب بائین طرف دیکھتے ہین تو روتے ہین ف حافظ نے کہا اس حدیث کے ظاہر سے یہ نکلتا ہے کہ
جنتی اور دوزخی سب آدمیون کی روحین آسمان مین ہین اور یہ مشکل ہے قاضی عیاض نے کہا دوسری حدیث
مین آیا ہے کہ کافرون کی روحین سجین مین ہین اور مومنون کی روحین جنت مین آرام پاتی ہین تو
آسمان دنیا مین سب روحین کیونکر جمع ہون گی پہر جواب دیا کہ شاید یہ سب روحین بعض وقتون مین حضرت
آدم علیہ السلام کے سامنے لائی جاتی ہون اور اتفاق وہی وقت ہوا جسوقت حضرت رسول کریم ہمارے آقا
سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکے پاس سے گذرے اور اس آیت سے اَلنَّارُ یُعْرَضُونَ عَلَیْہَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا یہی نکلتا
ہے کہ بعض وقتون مین یہ روحین جنت اور نار مین ہوتی ہین بعض وقتون مین نہین دوسرا اعتراض یہ ہوا ہے کہ
کافرون کی ارواح کے لیے آسمان کے دروازے نہین کہلتے چنانچہ قرآن مین ہے لَا تُفَتَّحُ لَہُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ پہر یہ سب
روحین وہان کیونکر پہونچین اور اسکا جواب یہ دیا ہے کہ شاید جنت حضرت آدم ؑ کے داہنے طرف ہوا اور دوزخ انکے
بائین طرف اور دونو اونکو دکہلائی دیتے ہون انتہی اور احتمال ہے کہ اس حدیث مین وہ روحین مراد ہون جو اسوقت تک
دنیا مین نہین آئین نہین اور بدنون سے متعلق نہ ہوئی نہین اور ممکن ہے کہ یہ روحین حضرت آدم ؑ کے داہنے اور بائین
رہتے ہون اور اللہ تعالی نے اونکا انجام حضرت آدم ؑ کو بتا دیا ہو اور اسی وجہ سے جب وہ داہنی طرف والون کو دیکھتے ہین
تو خوش ہوتے ہین اور جب بائین طرف والون کو دیکھتے ہین تو رنجیدہ ہوتے ہین اور وہ روحین مراد نہ ہون جو دنیا

ہو چکی ہیں اور اپنے ٹھکانے جنت یا دوزخ میں جا چکے ہیں اور اس تقریر سے اعتراض رفع ہو جاویگا اور وہ جو ابن اسحاق
اور بیہقی نے نکالا اسرا کی حدیث میں کہ پھر میں نے دیکھا ایک آدم ؑ کو دیکھا اون کے سامنے پیش کی جاتی تھیں مومنوں کی
روحیں اُن کی اولاد میں سے وہ کہتے تھے پاک روح ہے پاک نفس ہے اسکو علیین میں لیجاؤ پھر اونکے اوپر بدکاروں کی
روحیں پیش کی جاتی تھیں تو وہ کہتے تھے ناپاک روح ہے ناپاک نفس ہے اسکو سجین میں لیجاؤ اور طبرانی اور بزار نے نکالا ابو
ہریرہ سے کہ دیکھا ایک آدم کے داہنے طرف ایک دروازہ معلوم ہوا اوس میں سے خوشبو آتی تھی اور بائیں طرف ایک
دروازہ اوس میں سے بدبو آتی تھی جب وہ داہنے طرف دیکھتے تو خوش ہو جاتے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو رنجیدہ
ہوتے تو یہ روایتیں صحیح نہیں ہیں اور انکی سندیں ضعیف ہیں اگر صحیح ہوتیں تو اونکے موافق قائل ہونا واسطے تھا تمام
ہوا کلام حافظ کا مترجم کہتا ہے حافظ صاحب نے جو تقریر بیان کی وہ بہت عمدہ اور قابل قدر ہے اور مجھے اسباب میں
جو الہام ہوا وہ یہ ہے کہ یہ روحیں دونو طرح کی تھیں یعنے جو دنیا میں آچکی ہیں اور جو نہیں آئیں اور ممکن ہے کہ اللہ تعالی
نے اونکو اس رات میں حضرت آدم ؑ کے پاس بھیجدیا ہو اور حکمت اون کے جمع کرنے میں اس رات میں یہ تھی کہ سید عالم اُس
رات میں تشریف لانیوالے تھے اور آپ تمام نوع بشر میں مخلوق ہوئے تھے پس حق تعالی نے یہ چاہا کہ تمام ارواح بشر کو آپ
کا درجہ اور مرتبہ معلوم ہو جاوے اور سب پر آپ کی فضیلت اور عظمت کھل جاوے اب سب حدیثیں منطبق ہو جاتی
ہیں صرف یہ شبہ باقی رہیگا کہ قرآن میں کافروں کی ارواح کے لیے یہ آیا ہے کہ انکے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھلتے
پھر یہ روحیں آسمان کی اوپر کیونکر پہنچیں اور جواب اسکا ظاہر ہے کہ آسمان کے دروازے بالذات ان کافروں
کے لیے نہیں کھلے تھے تو حکماً بلائی اور جمع کی گئی تھیں اور دروازے تو حضرت سرور عالم کے لیے کھولے گئے تھے یا
اور ارواح مومنین کے لیے اور کفار اونکی ذیل میں تھے اور ایک جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے
کہ مرنے کے بعد کافر اور مومن دونوں کی روحیں فرشتے آسمان پر لیجاتے ہیں پھر مومن کے لیے ہر ایک آسمان کا
دروازہ کھلتا ہے یہاں تک کہ اوسکی روح اس آسمان تک پہونچ جاتی ہے جسکے اوپر اللہ جل جلالہ ہے اور کافر
کے لیے پہلے ہی آسمان کا دروازہ نہیں کھلتا اور وہ رد کر دی جاتی ہے سجین کی طرف تو دروازے نہ کھلنے
سے اوس وقت خاص میں نہ کھلنا مراد ہے اور یہ مضمون بعینہ ایک حدیث میں مروی ہے جس کو روایت کیا ابن
ماجہ نے ابوہریرہ سے گویا یہ حدیث تفسیر ہے اس آیت کی لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ واللہ اعلم اور ایک جواب اصل
اعتراض کا اور ہے مگر اوسکی حقیقت وہی سمجھیں گے جو عالم برزخ کی اور صفات روحانیہ کی حقائق سے مناسبت
رکھتے ہیں وہ یہ کہ ارواح کے حق میں قرب اور بعد مکان بلکہ بعد دائمہ حالت واحدہ میں جائز ہے اور یہی سبب

ہے کہ ارواح مومنین علیین میں ہوتے ہیں اور پھر قبر پر زیارت کرنے والی کا سلام سنتے ہیں اور حضرت موسی چھٹے
آسمان پر ہیں اور باوجود اسکے حضرت ﷺ نے اونکو قبر میں نماز پڑہتے دیکھا اور محال ہے کہ ہمارے حضرت ﷺ جو رتبہ میں
تمام انبیا سے زیادہ ہیں حضرت موسی کیطرح یا اونسے زیادہ لعلے آسمان میں نہ ہوں لیکن اسکے ساتھ آپ فرماتے ہیں
کہ جو کوئی میری قبر کے پاس مجھکو سلام کرتا ہے یا مجھپر درود بھیجتا ہے تو میں خود سن لیتا ہوں اور اللہ تعالی نے
جنتی کے حال میں فرمایا فاطلع فراٰہ فی سواء الجحیم یعنے جہانکا تو اپنے رفیق کو دوزخ کے بیچ میں دیکھا حالانکہ جنت اور
دوزخ میں لاکھوں کروڑوں میل کا فاصلہ ہوگا اور جب یہ امر ثابت ہوا کہ قرب اور بعد مکان اور تعدد امکنہ کی تاثیر
جو اس عالم میں ہمارے اوپر پڑتی ہے وہ عالم ارواح میں نہیں پڑتی تو معلوم ہوگیا کہ ارواح کفار کا سجین میں ہونا
اور ارواح مومنین کا علیین میں رہنا اس امر کا مانع نہیں کہ حضرت ﷺ نے اونکو آدم علیہ السلام کے پاس دیکھا پہلے آسمان
پر واللہ علے ما نقول شہید یہانتک کہ حضرت جبرئیل مجھکو لیکر دوسرے آسمان پر چڑہے اور اوسکے داروغہ سے
کہا دروازہ کھول اوسنے ویسا ہی پوچھا جیسے پہلی آسمان کے داروغہ نے پوچھا تھا پھر دروازہ کھولا انس نے کہا تو
ابوذر رضہ نے ذکر کیا کہ حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمانوں میں حضرت آدم و ادریس ع اور موسی اور عیسی اور
ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کو پایا اور یہ بیان نہیں کیا کہ ان میں سے ہر ایک کا مرتبہ اور مقام کیونکر تھا صرف اتنا
کہا کہ آسمان دنیا میں حضرت آدم کو پایا اور حضرت ابراہیم کو چھٹے آسمان میں پایا ف حافظ نے کہا شریک نے
جو روایت انس سے کی یہ اوسکے موافق ہے اور سوا ان دونو روایتوں کے اور سب روایتوں میں یہ ہے کہ حضرت
ابراہیم ع سے ساتویں آسمان پر ملاقات ہوئی پس اگر معراج متعدد بار ہو تو کچھ اشکال نہیں ورنہ ترجیح ان روایتوں
کو ہے جنمیں ساتویں آسمان کا ذکر ہے کیونکہ اون میں یہ ہے کہ آپ نے حضرت ابراہیم کو بیت معمور سے تکیہ لگائے
دیکھا اور بیت معمور بالاتفاق ساتویں آسمان میں ہے اور وہ جو حضرت علی سے منقول ہے کہ بیت المعمور چھٹے آسمان
میں ہے طوبی کے پاس اگر ثابت ہو تو اوس کا مطلب یہ ہوگا کہ چھٹے آسمان میں بھی ایک بیت المعمور ہے کیونکہ ہر ایک
آسمان میں ایک بیت ہے کعبہ کے مقابل اور ہر ایک فرشتوں سے معمور ہے اور ایسا ہی ربیع بن انس سے منقول
ہے کہ بیت المعمور دنیا کی آسمان میں ہے شاید اسکی بھی یہی تاویل کرینگے اور بعضوں نے کہا کہ بیت المعمور کو ضراح کہتے ہیں اور بعضوں
نے کہا وہ آسمان دنیا کا نام ہے اور اس روایت میں گو ہر ایک پیغمبر کا مقام مذکور نہیں ہے لیکن اور روایتوں میں مذکور
ہے اور ہم اسکا ذکر کتاب التوحید میں کرینگے انشاء اللہ تعالے انتہی مترجم کہتا ہے صحیحین کی دوسری روایات میں پہلے آسمان
میں حضرت آدم سے اور دوسرے آسمان میں یحیی اور عیسی ع سے اور تیسری میں یوسف ع سے اور چوتھی میں ادریس ع کو

اور پانچوین مین ہارون ؑ سے اور چھٹے مین موسے ؑ سے اور ساتوین مین حضرت ابراہیم ؑ سے ملاقات ہونا مذکور ہے ت انس رض
نے کہا جب حضرت جبرئیل ؑ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم دونو حضرت ادریس ؑ پر سے گذرے تو اونہون نے کہا مبارک
ہو (مرحبا) نیک پیمبر اور نیک بہائی مینے کہا یہ کون ہین اونہون نے کہا یہ ادریس ؑ ہین پہر مین حضرت موسے ؑ پر سے گذرا
اونہون نے کہا مبارک نیک پیمبر اور نیک بہائی مینے کہا یہ کون ہین جبرئیل نے کہا یہ موسے ہین پہر مین حضرت
عیسے ؑ پر سے گذرا اونہون نے کہا مرحبا نیک بہائی اور نیک نبی مینے کہا یہ کون ہین اونہون نے کہا یہ عیسے ہین
پہر مین حضرت ابراہیم ؑ پر سے گذرا اونہون نے کہا مرحبا (یہ ایک لفظ ہے جو عرب مین کسی کے آنیکے وقت بولا
جاتا ہے یعنے تم اچھی کشادہ اور عمدہ ورکشادہ مقام مین آئے) نیک نبی اور نیک بیٹے مینے کہا یہ کون ہین اونہون نے کہا
ابراہیم ؑ ہین **ف** حافظ نے کہا اور روایتون مین پہلے حضرت عیسے سے ملنا ثابت ہے پہر حضرت موسے سے اور
اس روایت مین اولٹا ہے تو جواب یہ دینگے کہ ثم یہان تراخی کے لیے نہین ہے یا معراج کا قصہ متعدد بار ہے
ت ابن شہاب نے کہا مجھے خبر دی ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے کہ ابن عباس اور ابو حبہ انصاری (عامر بن
عبد عمرو بن عمیر بن ثابت یا مالک بن عبد عمرو) دونو کہتے تہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا پہر
جبرئیل مجھکو لیکر چڑھے یہانتک کہ مین ایک اونچی اور ہموار مقام پر پہونچا وہان مین قلمون کی آواز سنتا تہا (فرشتے
اللہ جل جلالہ کے احکام لکہتے اونکی قلمون کے آواز آپنے سنی قسطلانی نے کہا احتمال ہے کہ فرشتے لوح محفوظ سے
نقل کرتے ہون یا اور کچھہ لکہتے ہون جو اللہ جل جلالہ اونسے لکھواتا ہو حالانکہ اوسکو لکہنے کی حاجت نہین وہ کسی
چیز کو نہین بہولتا) ابن حزم اور انس بن مالک نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا پہر اللہ تعالی نے میری
امت پر پچاس نمازین (ہر دن رات مین ہر مسلم) فرض کین مین یہ حکم لیکر لوٹا یہانتک کہ حضرت موسی ؑ پر گذرا اونہون نے
کہا اللہ تعالی نے کیا فرض کیا تمہارے لیے تمہاری امت پر مینے کہا پچاس نمازین فرض کین حضرت موسے نے کہا
تم لوٹ جاؤ اپنے مالک کے پاس اسلیے کہ تمہاری امت اتنی نمازین پڑہنے کی طاقت نہین رکہتے مین لوٹ گیا (اور مالک
سے عرض کیا تخفیف کے لیے) مالک نے ایک حصہ معاف کر دیا **ف** اس حدیث مین شطر کا لفظ ہے اور شطر کے
معنے آدہی کے بہی آتے ہین لیکن یہان آدہے کے معنے نہین بنتا اس لیے کہ مالک بن صعصعہ کی روایت مین ہے کہ
حق تعالی نے دس نمازین معاف کر دین اور ایسا ہی شریک نے روایت کیا اور ثابت کی روایت
مین ہے کہ پانچ نمازین گہٹا دین پہر اسیطرح پانچ پانچ کی تخفیف ہوتی رہی یہانتک کہ پانچ نمازین رہ گئین
ت پہر مین لوٹا حضرت موسی ؑ کے پاس اور کہا کہ اللہ تعالے نے ایک حصہ معاف کر دیا اونہون نے کہا لوٹ جاؤ اپنے

مالک کے پاس کیونکہ تمہاری امت کو طاقت نہیں (اتنی سبھی نمازیں پڑھنے کی) میں پھر لوٹا پھر میرے مالک نے ایک
حصہ معاف کر دیا پھر میں حضرت موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے کہا لوٹ جاؤ اپنے مالک کے پاس کیونکہ تمہاری امت کو
اتنی نمازوں کی طاقت نہیں میں لوٹا اپنے مالک کی طرف آخر مالک نے فرمایا وہ پانچ نمازیں ہیں (شمار میں) اور وہ (ثواب
میں) پچاس ہیں میرے یہاں بات نہیں بدلتی پھر میں لوٹا حضرت موسیٰ ع کے پاس انہوں نے کہا لوٹ جا اپنے
مالک کے پاس (اور پانچ سے بھی کم کرا) میں نے کہا اب مجھے شرم آتی ہے اپنے مالک سے ف کرمانی نے شطر کے معنے
نصف کہے اور یہ کہا کہ پہلی بار میں پچاس کی آدھی پچیس کی معافی ہوئی دوسری بار میں پچیس کی آدھی تیرہ کی اس طرح
سے کہ کسر کا ایک سالم رکھ لیا تیسری بار میں تیرہ کی آدھی سات کی کسر کو ایک سالم رکھ کر تو کل ۴۵ کی معافی ہوئی اور پانچ
نمازیں رہ گئیں یہ توجیہ اگرچہ عمدہ ہے اور باریک ہے لیکن اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ حدیث میں تیسری بار کچھ معاف
کرنا مذکور نہیں ہے اور اسکا جواب یوں دے سکتے ہیں کہ شاید معافی کا ذکر تیسری بار میں اختصار کے لیے چھوڑ دیا اور یہ بھی ظاہر
ہوتا ہے کہ دوسری روایت کی یہ توجیہ خلاف ہے کیونکہ اوس میں پانچ پانچ نمازوں کا معاف ہونا مذکور ہے حافظ
نے کہا وہ روایت صحیح اور ثابت ہے تو باقی روایتوں کو اسی پر محمول کرنا چاہیے ابن منیر نے کہا جب پانچ نمازیں
رہ گئیں تو آپ اسکے بعد عرض کرنے سے شرمائے کس لیے کہ اللہ تعالیٰ پانچ پانچ کم کرتا جاتا تہا بس آپ یہ سمجھے کہ اگر اب
پھر درخواست کرونگا تو گویا یہ مطلب ہوگا کہ بالکل نماز معاف کر دیجاوے اور اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ پانچ
نمازوں کے سوا اور کوئی نماز فرض نہیں ہے جیسے وتر وغیرہ ت پھر جبرئیل مجھکو ساتھ لیکر چلے یہانتک کہ
سدرۃ المنتہیٰ تک مجھکو پہونچایا ف سدرۃ المنتہیٰ ایک درخت ہے بیریکا تمام آسمانوں کے اوپر اور مسلم میں
ہے کہ وہ چھٹے آسمان میں ہے تو احتمال ہے کہ جڑ اوسکی وہاں ہو اور شاخیں ساتویں آسمان کے اوپر تک ہوں اور
منتہیٰ اسکو اسلیے کہتے ہیں کہ فرشتوں کا علم اوس سے آگے نہیں بڑھتا اور اُسکے آگے کوئی نہیں گیا سوا حضرت رسول
کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور بعضوں نے کہا اسلیے کہ جو اوپر سے اترتا ہے وہ وہاں ٹھیرتا ہے یا جو نیچے سے جاتا ہے
یا شہیدوں کے ارواح وہاں جاکر ٹھیر جاتے ہیں یا مومنین کی ارواح پھر ملائکہ اونکے لیے دعا کرتے ہیں یا اون پر رحمت
اوتارتے ہیں (قسطلانی) ت اسکو ڈھانپ لیا تہا کئی رنگوں نے میں نہیں جانتا وہ کیا تھے پھر مجھکو جنت میں
لے گئے دیکھا تو اوسمیں گنبذ ہیں (یا ہار اور مالے) موتیوں کے اور اوسکی مٹی مشک ہے ف یعنی اوسکی مٹی میں
سے مشک کی خوشبو آتی ہے قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو حج اور بدء الخلق اور انبیا اور [illegible] میں نکالا اور
مسلم نے ایمان میں اور ترمذی نے تفسیر میں اور نسائی نے صلوٰۃ میں حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا

مَالِكٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ حِينَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَزِيدَ فِي صَلٰوةِ الْحَضَرِ

ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ نے کہا اللہ تعالی نے جب نماز فرض کی تو سفر اور حضر دونوں مین دو دو رکعتین فرض کین پہر سفر مین تو اوتنی ہی نماز رہی اور حضر مین نماز بڑہا دی گئی **ف** ابن اسحاق کی روایت مین اتنا زیادہ ہے مگر مغرب کہ وہ پہلی ہی سے تین رکعت کی تہی اور نکالا اسکو امام احمد نے ابن اسحق کے طریق سے اور مولف نے کتاب الہجرۃ مین نکالا کہ فرض ہوئی نماز دو دو رکعتین پہر حضرت صلعم نے ہجرت کی تو چار رکعتین ہو گئین حافظ نے کہا اس حدیث سے حنفیہ نے حجت لی اور کہا کہ سفر مین قصر کمال ہے نہ رخصت اور اُن کے مخالفین نے حجت لی اس آیت سے فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ یعنے تم پر گناہ نہین نماز کا قصر کرنا اور ظاہر ہے کہ گناہ نہ ہونا اور قصر ان دونو لفظون سے یہ نکلتا ہے کہ یہ رخصت ہے اور حدیث مین ہے کہ یہ صدقہ ہے اللہ کا اسکو قبول کرو اس سے بھی رخصت ہونیکا ثبوت ہے اور حضرت عائشہ کی اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہین کہ یہ قول ہے اونکا مرفوع نہین ہے اور جسوقت نماز فرض ہوئی وہ حاضر نہ تہین ایسا ہی کہا خطابی نے اس جواب پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ مضمون عقل سے معلوم نہین ہوسکتا تو حکماً مرفوع ہے اور اگر یہ مان لیا جاوے کہ حضرت عائشہ نماز کی فرضیت کے وقت حاضر نہ تہین تب بہی یہ حدیث مرسل ہوگی صحابی کی اور صحابی کی مرسل حجت ہے البتہ معارض ہے اسکے وہ جو مسلم نے نکالا ابن عباس سے کہ حضر مین چار رکعتین فرض ہوئین اور سفر مین دو رکعتین اور حنفیہ کو دوسری طرح سے الزام ہوسکتا ہے کہ اون کے نزدیک جب صحابی کی راے روایت کے خلاف ہو تو وہ روایت حجت نہین اور یہان حضرت عائشہ سے ثابت ہے کہ وہ سفر مین پوری نماز پڑہتی تہین اور حنفیہ کے طرف سے دونون کا جواب یون ہوسکتا ہے کہ ابن عباس کی روایت حضرت عائشہ کی روایت کے خلاف نہین ہے جیسے آگے آویگا اور اتمام حضرت عائشہ کا اس بنا پر تہا جو عروہ نے روایت کیا کہ اونہون نے حضرت عائشہ سے پوچہا سفر مین نماز پوری پڑہنے کو اونہون نے وہ تاویل کی جو حضرت عثمان نے کی تہی اور کہ یہ سفر ہی نہین ہے بس راے اونکی روایت کے خلاف نہ ہوئی حافظ نے کہا مجہے جو معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ معراج کی رات مین نمازین دو دو رکعت فرض ہوئین سوا مغرب کی نماز کے پہر ہجرت کے بعد سب نمازین بڑہا دی گئین سوا فجر کے جیسے ابن خزیمہ اور ابن حبان اور بیہقی نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ حضر اور سفر کی دو دو رکعتین فرض ہوئین پہر جب حضرت صلعم مدینہ کو تشریف لائے اور آپکو اطمینان ہوا تو حضر مین دو دو رکعتین بڑہا دی گئین اور فجر کی نماز طول قراءت کی وجہ سے اوتنی ہی رہی اور مغرب کے بہی کیونکہ وتر ہے دنکا پہر جب

تین نمازین چار چار رکعت کی ہوگئین تو سفر کی آیت اتری اور دو دو وان مین کم کردی گئین سفر مین اور مؤید ہے اسکی وہ جو ابن اثیر نے شرح مسند مین کہا کہ نماز کا قصر ہجرت کے چوتھی سال ہوا اور بعضون نے کہا ربیع الآخر کو دوسرے سال مین ہجرت کے اور بعضون نے کہا ہجرت کے چالیس دن بعد اب ایک جماعت نے یہ کہا ہے کہ اس سے پہلے کوئی نماز فرض نہ تہی الا رات کی نماز اُسکی کوئی حد معین نہ تہی اور حربی نے کہا کہ فرض تہی دو رکعتین صبح کو اور دو رکعتین تیسرے پہر کو اور شافعی نے بعض علما سے نقل کیا کہ رات کی نماز فرض تہی پہر منسوخ ہوگئی فرضیت اُسکی فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ سے اور محمد بن نصر مروزی نے اسکا انکار کیا اور کہا آیت تو مدینہ مین اوتری اور اسر مکہ مین تہا بہت پہلی (فتح ملخصاً) قسطلانی نے کہا مالک اور احمد اور شافعی یہی کہتے ہین کہ سفر مین قصر رخصت ہے اور فائدہ اس اختلاف کا جب پیدا ہوگا کہ مسافر پوری نماز پڑہے تو ہمارے نزدیک دوسرا دوگانہ بہی فرض ہوگا اور حنفیہ کے نزدیک وہ نفل ہوگا انتہے **اس باب کے متعلق اور حدیثین** امام احمد اور نسائی اور ترمذی نے اور کہا صحیح ہے انس بن مالک سے انہون نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نمازین فرض ہوئین اسرا کی رات مین پچاس نمازین پہر کم کی گئین یہانتک کہ پانچ رکہین پہر آواز دی گئی اے محمد صلعم میرے پاس بات نہین بدلتی اور تجہکو ان پانچ نمازونکے بدل پچاس نمازونکا ثواب ملیگا منتقے الاخبار مین ایک باب قائم کیا ہے کہ جو شخص عمداً نماز ترک کرے اُسکو قتل کرنا چاہیے اور اس پر دلیل لی ابن عمر کی اور ابو سعید کی حدیثون سے جو صحیح بخاری مین موجود ہین اسلیے ہم نے اونکو بیان نہین کیا اور دلیل لی عبید اللہ بن عدی کی حدیث سے کہ ایک مرد انصاری نے اون سے حدیث بیان کی وہ حضرت صلعم کے پاس آئے اور آپکے کان مین عرض کرتے تہے اجازت چاہتے تہے آپ سے ایک منافق کے قتل کی تو آپ نے پکار کر فرمایا کیا وہ اس بات کی گواہی نہین دیتا کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہین انصاری نے کہا کیون نہین لیکن اُسکی گواہی نہین (یعنے صحیح نہین کیونکہ دل سے اُسکو یقین نہین) آپ نے فرمایا کیا وہ گواہی نہین دیتا اس بات کی کہ حضرت محمد صلعم اوسکے رسول ہین انصاری نے کہا کیون نہین لیکن اُسکی گواہی نہین آپنے فرمایا کیا وہ نماز نہین پڑہتا انصاری نے کہا کیون نہین اور اُسکی نماز نہین آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہین (یعنے جو توحید اور رسالت کے قائل ہون اور نماز پڑہین) اونکے قتل سے اللہ نے مجہکو منع کیا نکالا اسکو امام شافعی اور احمد نے اپنے مسندون مین اور مالک نے موطا مین شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ لوگون سے ظاہر پر معاملہ کرنا چاہیے اور دل کے حال کو کریدنا اور اسکی تفتیش کرنیکا حکم ہمکو نہین اور اسی لیے آپنے اسامہ سے فرمایا جب اُنہون نے کہا کہ اس کافر نے کلمہ پڑہا تقیہ یعنے جان بچانے کے لیے کہ تو نے اُسکا دل چیر کر دیکہا اور حضرت صلعم کا دائمی طریقہ یہ تہا کہ آپ ظاہر حال کا اعتبار کرتے آپ نے حضرت عباس سے فرمایا

(ف) جو شخص عمداً نماز ترک کرے اُسکو قتل کرنا

جب اونہون نے بدر کے دن کہا کہ مجہپر جیسا ہوا تہا کہ تمہارا ظاہر ہمپر ہے اور اسیطرح فرمایا کہ مین جو سنتا ہون اسکے
مطابق فیصلہ کرتا ہون پہر اگر مین کسیکو اوسکے بہائی کا مال دلا دون تو وہ نہ لیوے مین اُسکو آگ کا ایک ٹکڑا دلاتا ہون
اور فرمایا کہ ہم حکم کرتے ہین ظاہر پر اور یہ حدیث اگرچہ معتبر طریق سے ثابت نہین لیکن اوسکے کئی شاہد صحیح ہین انتہے
مختصرًا اور بیہقی اور نسائی نے نکالا انس بن مالک سے جب حضرت صلعم کی وفات ہوگئی تو عرب کے لوگ اسلام سے پہر
گئے عمر رضہ نے کہا اے ابو بکر تم کیونکر لڑوگے عربون سے ابو بکر رضہ نے کہا حضرت صلعم نے فرمایا مجہے حکم ہوا لوگون سے
لڑنیکا یہانتک کہ وہ گواہی دیوین اسبات کی کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہین اور مین اللہ کا رسول ہون اور قائم
کرین نماز کو اور ادا کرین زکوۃ کو شوکانی نے کہا اس کے راوی سب صحیح کے راوی ہین سوا عمران ابو العوام کے وہ بہی سچا
ہے لیکن وہم کرتا ہے امام ہمام ابن قیم حنبلی نے کتاب الصلوۃ مین کہا کہ مسلمانون کا اسمین اختلاف نہین ہے کہ فرض نماز کا
عمدًا ترک کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور اللہ کے نزدیک یہ گناہ ناحق خون کرنے اور ناحق مال لینے اور زنا اور چوری اور شراب
پینے سے بہی زیادہ ہے اور ایسا کرنیوالا اللہ کے عذاب اور غصے کے لائق ہے اور اختلاف کیا ہے اُنہون نے اسمین کہ تارک
الصلوۃ قتل کیا جاویگا یا نہین اور کیونکر قتل کیا جاویگا اور وہ کافر ہے یا نہین تو سفیان بن سعید ثوری اور ابو عمرو اوزاعی
اور عبد اللہ بن مبارک اور حماد بن زید اور وکیع بن الجراح اور مالک بن انس اور محمد بن ادریس شافعی اور احمد بن
حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور اونکے اصحاب کا یہ قول ہے کہ وہ قتل کیا جاویگا اب جمہور علما نے یہ کہا کہ تلوار سے اُسکی
گردن ماری جاویگی اور بعض شافعیہ نے کہا کہ اُسکو لکڑی سے مارینگے یہانتک کہ نماز پڑہے یا مرجاوے اور ابن شریح
نے کہا تلوار اوسکے کونچ دینگے یہانتک کہ مرجاوے کیونکہ یہ عمدہ ہے اُسکی تنبیہ کے لیے اور اسمین زیادہ امید
ہے اوسکے تائب ہونے کی اور جمہور یہ کہتے ہین کہ حضرت صلعم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی نے احسان فرض کیا ہے
ہر ایک شی مین تو جب تم قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو اور تلوار سے گردن مارنا اچھا قتل ہے سے جان جلدی نکل جاتی
ہے اور اللہ سبحانہ نے کفار اور مرتدین کے لیے گردن مارنا ٹہرایا نہ تلوار سے کونچنا اور زانی کو جو پتہر سے مارنیکا
حکم دیا وہ اسلیے کہ اوسکے تمام بدن کو تکلیف پہونچے کیونکہ اوسکے تمام بدن نے حرام سے لذت اوٹہائی تہی اور اُس سزا
مین یاد دلانا ہے اُس سزا کو جو اللہ تعالی نے حضرت لوط کی قوم کو دی تہی پتہر برسائے تہے اونپر بدکاری کیوجہ
سے اور ابن شہاب زہری اور سعید بن المسیب اور عمر بن عبد العزیز اور ابو حنیفہ اور داؤد بن علی اور مزنی کا یہ
قول ہے کہ تارک الصلوۃ کو قید کرینگے یہانتک کہ مرجاوے یا توبہ کرے اور قتل نہ کرینگے ان لوگون نے دلیل لی اس سے
جو ابو ہریرہ نے روایت کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا مجہے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ لا الہ الا اللہ کہین پہر جب اُنہون نے

یہ کہا تو بچا لیا اونہون نے مجھسے اپنی جانون اور مالون کو مگر حق کے بدلے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور صحیحین مین مروی ہے ابن مسعودؓ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کسی مسلمان مرد کا خون کرنا درست نہین جو گواہی دیتا ہو لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی مگر تین باتون کی وجہ سے ایک تو یہ کہ ثیب ہو کر زنا کرے دوسرے کسی کو قتل کرے اوسکے بدلا مارا جاوے تیسرے یہ کہ اپنے دین سے پھر جاوے اور جماعت کو چھوڑ دیوے اور ان لوگون نے یہ بھی کہا کہ نماز مثل اور عملون کے ہے جیسے روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور ان کے ترک سے آدمی قتل نہین کیا جاتا پس نماز کے ترک سے بھی قتل نہ کیا جاویگا جو لوگ اوسکے قتل کے قائل ہین وہ دلیل لیتے ہین اس آیت سے کہ قتل کرو مشرکون کو جہان تم پاؤ اور پکڑو انکو اور روکو انکو اور بیٹھو اونکے لیے ہر ناکے مین پھر اگر توبہ کرین اور نماز پڑھین اور زکوٰۃ دیوین تو چھوڑ دو انکو تو حکم دیا اللہ پاک نے اونکے قتل کا یہانتک کہ وے توبہ کرین شرک سے اور نماز پڑھین اور زکوٰۃ دیوین اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ تارک الصلوٰۃ کو قتل نہ کرینگے اوسکے مذہب پر یہ لازم آتا ہے کہ جو کوئی شرک سے توبہ کر لے وہ قتل نہ کیا جاویگا اگرچہ نماز نہ پڑھے اور نہ زکوٰۃ دیوے اور یہ خلاف ہے ظاہر قرآن کے اور صحیحین مین ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ حضرت علی رضؓ نے یمن سے حضرت صلعم کی پاس کچھ سونا بھیجا آپ نے اسکو تقسیم کیا چار آدمیون مین ایک شخص (مردود) بولا یا رسول اللہ خدا سے ڈرو آپ نے فرمایا خرابی ہو تیری کیا مین تمام زمین والون سے زیادہ نہین اللہ سے ڈرنے مین پھر وہ شخص (خانہ خراب) پیٹھ موڑ کر چلا خالد بن ولید (سیف الاسلام) نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مین اسکی گردن مارون آپ نے فرمایا نہین شاید وہ نماز پڑھتا ہو خالد نے کہا کتنے نمازی ایسے ہین کہ زبان سے جو کہتے ہین وہ اونکے دل مین نہین ہے حضرت صلعم نے فرمایا مجھے حکم نہین ہوا لوگون کے دل کریدنیکا نہ اونکے پیٹ چاک کرنیکا تو حضرت صلعم نے قتل کا مانع نماز پڑھنا قرار دیا اس سے یہ نکلا کہ جو نماز نہ پڑھے وہ قتل کیا جاویگا اور اسی لیے دوسری حدیث مین فرمایا کہ منع کیا گیا ہون نمازیون کے قتل سے اور جو لوگ نمازی نہ ہون اونکا قتل ممنوع نہ ہونے پر عبید اللہ بن عدی کی حدیث دلالت کرتی ہے (جو ابہی گذری) اور صحیح مسلم مین مروی ہے ام سلمہ رضؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اوپر امیر مقرر ہونگے تو تم اونکی باتین اچھی بھی دیکھوگے اور بری بھی پھر جسنے بری بات کو برا کہا وہ اپنے حق سے اوترا اور جسنے اوسکو برا جانا (دل مین) وہ بھی سلامت رہا لیکن جو راضی ہو گیا اور انکی پیروی کرنے لگا (وہ تباہ ہوا) لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم انسے لڑین نہین آپنے فرمایا نہین جب تک وہ نماز پڑھین اور صحیحین مین عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ گواہی دیوین اس بات کی سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہین اور بیشک

محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز ادا کریں اور زکوۃ دیویں جب اونہوں نے ایسا کیا تو بچا لیا اونہوں نے مجھسے اپنی جانون اور مالون کو مگر اسلام کے حق سے اور اونکا حساب اللہ پر ہے اور اس حدیث سے دو طرح دلیل لے سکتے ہیں ایک یہ کہ حکم ہوا اونسے لڑنے کا جبتک وہ نماز نہ پڑہیں دوسرے یہ کہ فرمایا مگر اسلام کے حق سے اونکا قتل جائز ہے اور نماز تو اسلام کے تمام حقوق میں بڑی ہی اور امام احمد اور ابن خزیمہ نے نکالا اپنے صحیح میں ابوہریرہ رض سے کہ حضرت م نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ وے گواہی دیوین کہ سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اوسکے رسول ہیں اور قائم کریں نماز کو اور ادا کریں زکوۃ کو تو حرام ہو گئے مجھپر خون اونکے اور مال اونکے اور حساب اونکا اللہ پر ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اونسے لڑنیکا حکم ہے جبتک وہ نماز نہ پڑہیں اور انکی جان اور مال شہادتین اور نماز پڑہنے اور زکوۃ دینے کے بعد حرام ہوتے ہیں اور اس سے یہ نکلا کہ اوس سے پہلے اونکے جان اور مال حرام نہیں ہیں بلکہ مباح ہیں اور انس بن مالک کی حدیث اس باب میں اوپر گذری اور وہ حدیث صحیح ہے اسکو نکالا نسائی نے اور ان حدیثوں سے وہ مطلق حدیثیں مقید ہو جاتی ہیں جن سے مخالفین نے دلیل لی باوجودیکہ ان حدیثوں سے مال اور جان کی عصمت اسوقت ثابت ہوتی ہے جب اسلام کا کوئی حق اونپر نہ ہو اور نماز تو سب حقوق سے زیادہ موکد حق ہے اور ابن مسعود کی حدیث کہ مسلمان کا خون درست نہیں مگر تین میں ایک بات سے تو وہ ہماری حجت ہی کیونکہ تیسرا شخص اوس میں وہ ہے جو اپنا دین چہوڑ دیوے اور نماز تو دین کا بہت بڑا رکن ہے خاصکر جب ہم تارک الصلوۃ کو کافر کہیں تو اوسنے دین کو بالکل چہوڑ دیا اور جو کافر نہ کہیں جب بہی اوسنے دین کو چہوڑ دیا کیونکہ دین کے ستون کو چہوڑ دیا امام احمد نے کہا حدیث میں آیا ہے اسلام میں اسکا کوئی حظ نہیں جسنے نماز کو چہوڑ دیا اور حضرت عمر رض تمام ملکون میں لکہتے تہے کہ تمہارے تمام کامون میں زیادہ اہم میرے نزدیک نماز ہے جسنے اسکی محافظت رکہی اوسنے اپنے دین کی حفاظت کی اور جسنے اوسکو ضائع کیا اوسنے اوسکے سوا اور کامون کو زیادہ ضائع کیا اور اسلام میں اسکا حظ نہیں ہے جسنے نماز چہوڑ دی امام احمد نے کہا تو ہر ایک شخص جو نماز کو ہلکا سمجہے اور اوسکی توہین کرے اوسنے اسلام کو ذلیل سمجہا اور اوسکی توہین کی اور مسلمانون کا حصہ اسلام میں اونکی نمازون کے موافق ہے اور انکی رغبت اسلام میں نماز کی رغبت کی موافق ہے تو پہچان اپنے تئین ای بندے اللہ کے اور ڈر تو ایسا نہو کہ اللہ سے ملے اور تیرا اسلام بے قدر ہو کیونکہ اسلام کی قدر تیرے دل میں اتنی ہی ہے جتنی نماز کی قدر تیرے دل میں ہو اور حدیث میں ہے کہ حضرت م نے فرمایا نماز دین کا ستون ہے اور جب ستون گر جاوے تو ڈیرہ بہی گر جاتا ہے اور میخین اور رسیان کچہ کام نہیں آتیں یہی نسبت نماز کو اسلام سے اور

ایک حدیث مین ہے کہ سب سے پہلے قیامت کے دن آدمی کا عمل جو پوچھا جاویگا وہ نماز ہوگی پہر اگر اسکی نماز قبول ہوگئی تو باقی عمل بہی قبول ہوجاوینگے اور جو نماز نامقبول ہوئی تو تمام اعمال نامقبول ہونگے تو نماز کے نکل جانے کے بعد نہ اسلام رہیگا نہ دین یہ سب امام احمد کا کلام ہے اور نماز اسلام کے فرضون مین پہلی فرض ہے اور دین مین سب سے اخیر وہ گم ہوگی ہے اور جس چیز کا اول اور آخر چلا جاوے تو وہ گویا کل چلی گئی امام احمد نے کہا جس شے کا آخر دور ہوجاوے تو گویا وہ ساری شے چلی گئی پہر جب آدمی کی نماز چلی گئی تو اوسکا دین چلا گیا اور مقصود یہ ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کی حدیث قوی دلیلون مین سی ہے تارک الصلوۃ کے قتل پر اب جو لوگ تارک الصلوۃ کے قتل کے قائل ہین اونہون نے اختلاف کیا ہے کہ اوس سے توبہ لیجاویگی یا نہین تو مشہور یہ ہے کہ اوس سے توبہ کرائی جاویگی اگر توبہ کرلے تو چہوڑ دیا جاویگا ورنہ قتل ہوگا یہی قول ہے شافعی اور احمد کا اور یہی اکثر قول ہے امام مالک کے مذہب مین اور ابوبکر طرطوسی نے اپنی تعلیق مین کہا امام مالک کا یہ قول ہے کہ اوس سے کہا جاویگا نماز پڑہ جبتک وقت باقی ہو پہر اگر پڑہے تو چہوڑ دیا جاویگا اور جو نہ پڑہے یہانتک وقت گذر جاوی تو قتل کیا جاویگا اور اوس سے توبہ لیجاویگی یا نہین تو ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ توبہ لیجاوے گی پہر اگر توبہ کرے تو خیر ورنہ قتل کیا جاویگا اور بعضون نے کہا اوس سے توبہ نہ لیجاویگی کیونکہ یہ ایک حد ہے حدون مین سے جو قائم کیجاویگی اسپر تو وہ توبہ سے ساقط نہ ہوگی جیسے زنا یا چوری کی حد وہ ساقط نہ ہوگی توبہ سے جب حاکم تک پہونچ جاوی اور جو کہتا ہے کہ تارک الصلوۃ کا قتل کفر کیوجہ سے ہے اوسکے نزدیک وہ مرتد کے مثل ہے اور مرتد جب پہر مسلمان ہوجاوی تو وہ قتل نہ کیا جاویگا طرطوسی نے کہا اور یہی حکم ہے وضو اور غسل جنابت کا اور روزے کا ہمارے نزدیک تو جب کوئی کہے مین وضو نہین کرتا اور جنابت کا غسل نہین کرتا اور روزہ نہین رکہتا تو وہ قتل کیا جاویگا اور اوس سے توبہ لیجاویگی خواہ وہ ان چیزونکا فرض ہونا اپنے اوپر تسلیم کرتا ہو یا اونکی فرضیت کا انکار کرتا ہو انتہے ابن قیم نے کہا کہ تارک الصلوۃ قتل نہ کیا جاویگا جبتک وہ بلایا نہ جاوے گا نماز پڑہنے کیلیے پہر اگر نہ پڑہے تو قتل کیا جاویگا اور نہ پڑہنا اوسکا تب معلوم ہوگا جب وقت نماز کا گذر جاوی اور وہ بلا عذر نہ پڑہے اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ ایک نماز کے ترک سے قتل کیا جاویگا یا دو یا تین نمازون کی ترک سی تو سفیان ثوری اور مالک نے کہا اور یہی ایک روایت ہے امام احمد سے کہ ایک نماز کی ترک سے قتل کیا جاویگا اور یہی ظاہر مذہب ہے شافعی اور احمد کا اور دلیل اس قول کی وہ حدیثین ہین جو اوپر گذرین تارک الصلوۃ کے قتل مین اور امام احمد نے اپنے مسند مین معاذ بن جبل سے روایت کیا کہ حضرت نے فرمایا جس نے فرض نماز عمداً ترک کی تو اللہ کا ذمہ اوس سے اوٹہ گیا اور عبد الرحمان بن ابی حاتم نے اپنے سنن مین نکالا ابو الدردا سے کہ وصیت کی مجہکو ابو القاسم نے یعنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین نماز کو عمداً ترک نہ کرون پہر جس نے

ف: تارک الصلوٰۃ کافر ہے یا نہیں

اوسکو عمداً ترک کیا تو اسکا ذمہ اوس سے اوٹھ گیا اور تین نمازون کے ترک کی قید پر کوئی دلیل نہین نص اور اجماع سے اور ابو اسحاق نے امام احمد کے اصحاب مین سے یہ کہا کہ جس نماز کو ترک کرے اگر وہ ایسی نماز ہو جو جمع کی جاتی ہے اپنے بعد والی نماز کے ساتھ جیسے ظہر اور مغرب تو قتل نہ کیا جاویگا جب تک بعد والی نماز کا وقت نہ گذر جاوے اور جو ایسی نماز ہو کہ اپنے بعد والی کے ساتھ جمع نہین کیجاتی جیسے فجر اور عصر اور عشا تو قتل کیا جاویگا صرف اُسیکی ترک سے اور اسحاق نے یہ قول عبد اللہ بن مبارک یا وکیع بن الجراح سے نقل کیا ہے ابن قیم نے کہا ابو اسحٰق کا قول زیادہ قوی ہے کیونکہ حدیث سے ثابت ہوچکا ہے کہ یہ وقت دو نمازون کا ہے تو شبہہ ہو گیا اسقاط قتل کے لیے اور منع کیا حضرت ﷺ نے اون امرا کے قتل سے جو نماز کو تاخیر کرین اپنے وقت سے اور وہ تاخیر کرتے تھے ظہر مین عصر کے وقت تک انتہی مختصراً شوکانی نے کہا امام احمد بن حنبل نے کہا جب نماز کے لیے بلایا جاوے پھر وہ نہ مانے اور کہے مین نماز نہین پڑھتا یہان تک کہ نماز کا وقت گذر جاوے تو اسکا قتل واجب ہوگا اسیطرح جو وضو یا غسل یا استقبال قبلہ یا ستر عورت کو ترک کرے یا اور کسی رکن یا شرط کو انتہی ابن قیم نے کہا اب تارک الصلوٰۃ کو قتل کا حکم دینے والون نے اختلاف کیا ہے کہ وہ اسطرح قتل کیا جاویگا جیسے ڈاکو اور زانی قتل کیا جاتا ہے یا اسطرح سے جیسے مرتد قتل کیا جاتا ہے اور زندیق (بیدین ملحد نیچر) امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ وہ مرتد کیطرح قتل کیا جاویگا اور یہی قول ہے سعید بن جبیر اور عامر شعبی اور ابراہیم نخعی اور اوزاعی اور ایوب سختیانی اور عبد اللہ بن مبارک اور اسحٰق بن راہویہ اور ابن حبیب کا مالکیہ مین سے اور ایک روایت شافعی سے بھی ایسی ہے اور ابن حزم نے اسکو نقل کیا حضرت عمر اور معاذ بن جبل اور عبد الرحمن بن عوف اور ابو ہریرہ وغیرہم صحابہ سے دوسرا قول یہ ہے کہ وہ بطریق حد کے قتل کیا جاویگا نہ کفر کی وجہ سے اور یہی قول ہے مالک اور شافعی کا اور ابن بطہ نے اسی روایت کو اختیار کیا ہے شوکانی نے کہا جو نماز کے وجوب کا انکار کرے وہ تو بالاتفاق سب کے نزدیک کافر ہے مگر جب نو مسلم ہو یا اوسکو مسلمانون سے خلط نہ ہوا ہو اور نماز کا حکم اوسکو نہ پہونچا ہو اور جو شخص نماز کے وجوب کا قائل ہو لیکن سستی اور کاہلی سے اُسکو ترک کرے جیسے بہت لوگ ایسا کرتے ہین تو اوسکے باب مین علما کا اختلاف ہے عترت اور جمہور سلف اور خلف اور مالک اور شافعی کا یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا بلکہ فاسق ہو جاویگا پھر اگر توبہ کرے تو بہتر ورنہ قتل کیا جاویگا حداً جیسے زانی محصن قتل کیا جاتا ہے صرف فرق یہ ہے کہ تارک الصلوٰۃ تلوار سے قتل کیا جاویگا اور ایک جماعت سلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر ہو جاویگا اور ایسا ہی مروی ہے حضرت علی علیہ السلام سے اور امام احمد بن حنبل سے اور یہی قول ہے ابن مبارک اور اسحاق بن راہویہ کا اور اسی کو اختیار کیا ہے بعض شافعیہ نے اور ابو حنیفہ اور ایک جماعت

اہل کوفہ اور مزنی شاگرد شافعی کا یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا اور نہ قتل کیا جاویگا بلکہ اوسکو سزا دینگے اور قید کرینگے یہانتک کہ نماز پڑہے شوکانی نے کہا حق یہ ہے کہ وہ کافر ہے قتل کیا جاویگا

اُن لوگون کے دلائل جو تارک الصلوٰۃ کو کافر نہین کہتے

ہے بہت ہین پہلے قول اللہ تعالیٰ کا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنے اللہ تعالیٰ نہین بخشیگا شرک کو اور شرک سے کم جسکو چاہے بخشدیگا اور ظاہر ہے کہ نماز کا ترک شرک نہین ہے اور جب شرک نہ ہوا تو اسکی مغفرت ہو سکتی ہے پس معلوم ہوا کہ وہ کفر بھی نہین ہے کیونکہ کافر کی مغفرت نہ ہوگی اور جواب یہ ہے کہ شرک سے مراد اس آیت مین کفر ہے تو تارک الصلوٰۃ کی بھی مغفرت نہ ہوگی اور یہ بھی احتمال ہے کہ شرک سے شرک حقیقی مراد ہو اور کفر کے بعض انواع کی مغفرت ممکن ہے علاوہ اسکے یہ آیت مخالفین پر حجت ہے اس صورت مین جب کوئی نماز کی فرضیت کا انکار کرے وہ اونکے نزدیک بھی کافر ہے مگر آیت سے اُسکی مغفرت ممکن معلوم ہوتی ہے پھر جو جواب وہ دینگے وہی ہم بھی دینگے دوسرے وہ جو امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور مالک اور ابن حبان اور ابن السکن نے نکالا ابن محیریز سے کہ ایک شخص نے بنی کنانہ مین سے جسکو مخدجی کہتے تھے ایک شخص سے سنا شام کے ملک مین جسکو ابو محمد کہتے تھے کہ وتر واجب ہے تو مخدجی نے کہا مین عبادہ بن صامت کے پاس گیا اون سے بیان کیا عبادہ نے کہا جھوٹ کہا ابو محمد نے (کہ وتر واجب ہے حالانکہ وہ واجب نہین) مین نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے پانچ نمازین ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے اپنے بندون پر جو اونکو ادا کرے اور اُن مین سے کسیکو ضائع نہ کرے (تاخیر سے یا شرائط اور آداب مین خلل کرنے سے) اون کو ہلکا سمجھکر تو اللہ تعالیٰ کے پاس اُسکا عہد ہوگا کہ اوسکو جنت مین لیجاویگا اور جو اون کو ادا نہ کرے تو اُسکا کوئی عہد اللہ کے پاس نہین ہے اگر چاہے اُسکو عذاب کرے اور اگر چاہے تو اُسکو بخشدیوے ابن عبد البر نے کہا یہ حدیث صحیح اور ثابت ہے اور مالک سے اس مین اختلاف نہین ہوا لیکن مخدجی مجہول ہے نہین پہچانا جاتا مگر اسی حدیث سے قشیری نے کہا ابن عبد البر نے اسکو صحیح کہا باوجودیکہ مخدجی مجہول ہے اور ابن حبان نے اسکو ثقات مین ذکر کیا اور اسکا اور ایک شاہد ہے ابو قتادہ کی روایت سے ابن ماجہ پاس اور کعب بن عجرہ کی روایت سے امام احمد کے پاس اور ابو داؤد نے اسکو روایت کیا صنابحی سے کہا کہ ابو محمد نے گمان کیا کہ وتر واجب ہے پھر عبادہ بن صامت نے کہا اخیر تک اور مخدجی کا نام رفیع ہے اور ابو محمد کا مسعود بن اوس بن زید بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار ہے اور بعضون نے کہا سعد بن زید بن سبیع اوسکا شمار اہل شام مین ہوا ہے اور واقدی اور ایک جماعت نے اسکو اہل بدر مین گنا ہے اور ابن اسحاق نے ذکر اہل بدر مین نہین کیا اور ایک جماعت نے اسکو صحابہ مین گنا ہے اور جھوٹ کہا سے مراد یہ ہے کہ اونہون نے غلطی کی اس مسئلہ مین کہ وتر واجب ہے اور جواب یہ ہے کہ مغفرت بعض اقسام کفر کی ممکن ہے اور شاید ترک صلوٰۃ بھی اسی قسم کا کفر ہو جیسے اور

گذرا تیسری دلیل ترمذی اور ابو داؤد اور احمد اور ابن ماجہ اور نسائی نے نکالا ابو ہریرہ رض سے مین نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے سب سے پہلے جس چیز کا حساب ہوگا بندے سے قیامت کے دن وہ فرض نماز ہے اگر اوسکو پوری طرح ادا کیا ہے تو خیر ورنہ کہا جاویگا دیکھو اوسکے پاس کچھ نفل ہین پہر اگر نفل ہوگا تو اوس سے فرض پوری کیجاویگی پہر سارے فرض عملون سے ایسا ہی کیا جاویگا شوکانی نے کہا اس حدیث کو ابو داؤد نے تین متصل طریقون سے نکالا ابو ہریرہ تک دو طریقون سے اور ایک طریقہ مین تمیم داری سے اور کسی طریقہ مین طعن نہین۔ - - - - - - - -

اور ابو داؤد نے اوسپر کلام نہین کیا نہ منذری نے جس سے اوسکا ضعف نکلے اور نسائی کا اسناد جید ہے اور اوسکی راوی صحیح کے راوی ہین جیسے عراقی نے کہا اور صحیح کہا اوسکو ابن القطان نے اور نکالا اسحدیث کو حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح الاسناد ہے اور نہین نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے اور اس باب مین تمیم داری سے مروی ہے ابو داؤد اور ابن ماجہ کے پاس مانند ابو ہریرہ کی حدیث کی عراقی نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے اور نکالا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا اسکا اسناد صحیح ہے مسلم کی شرط پر اور طبرانی نے اوسط مین انس سے اور ابو سعید سے عراقی نے کہا ہم نے اسکو طیوریات مین روایت کیا سلفی کے انتخاب مین اور اسکی اسناد مین حصین بن مخارق ہے دارقطنی نے اسکو نسبت دی وضع کیطرف اور امام احمد نے اسکو نکالا مسند مین ایک صحابی سے اوسکا نام نہین لیا اور اسحدیث سے مخالفین یون استدلال کرتے ہین کہ نماز کا پورا نہ کرنا عام ہے خواہ اونکے شرائط اور اداب کو پورا نہ کیا ہو یا کوئی نماز بالکل چھوڑ دی ہو پس معلوم ہوا کہ نماز کا ترک کفر نہین ہے اور جواب یہ ہے کہ حدیث مین پورا نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ تمام سنن اور مستحبات کے ساتھ ادا نہین کیا نہ یہ کہ اسکو ترک کر دیا اور اگر عام بھی ہو تو وہی جواب ہے کہ بعض انواع کفر کی مغفرت ممکن ہے واللہ اعلم چوتھی دلیل عبادہ بن صامت کی حدیث ہے صحیحین مین کہ حضرت نے فرمایا جو شخص گواہی دیوے اس بات کی کہ سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہین وہ اکیلا ہے اوسکا کوئی شریک نہین اور بیشک حضرت محمدؐ اوسکے بندے اور رسول ہین اور بیشک حضرت عیسی اللہ کے بندے ہین اور اسکی بات ہین جو اوسنے مریم کیطرف ڈالدی اور روح ہین اوسکے طرف سے اور جنت اور دوزخ حق ہین تو اللہ اوسکو جنت مین لیجاویگا چاہے کیسا ہی اسکا عمل ہو **پانچوین** دلیل انس کی حدیث ہے صحیحین مین کہ حضرت صلعم نے فرمایا اور معاذ آپکے ساتھ سوار تھے پیچھے اے معاذ اونہون نے کہا حاضر ہون یا رسول اللہ اور موجود ہون آپ کی خدمت کو تین بار ایسا ہی فرمایا اور معاذ نے ایسا ہی جواب دیا پہر حضرت صلعم نے فرمایا کوئی بندہ ایسا نہین جو گواہی دیوے اس بات کی کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہین ہے اور حضرت محمد اوسکے بندے اور رسول ہین مگر اللہ تعالی اوسکو حرام کردیگا دوزخ پر معاذ نے کہا یا رسول اللہ کیا مین لوگون کو اسکی خبر نہ کر دون وہ خوش ہو جاوین آپ نے فرمایا اسوقت تو وہ بھروسا

کرلینگے (اس خوشخبری پر اور عمل مین کوشش کرنا چھوڑ دینگے) پھر معاذ نے اس حدیث کو بیان کردیا اپنے مرتے وقت گنہگار ہونیکے ڈر سے چھٹی دلیل ابو ہریرہ کی حدیث ہے صحیح مسلم مین کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا قبول ہوتی ہے جو خاص طور سے اللہ تعالے اونکو عنایت فرماتا ہے اگرچہ پیغمبرون کی اور دعائین بھی اللہ تعالے اپنے کرم سے ردّ نہین کرتا) تو ہر ایک پیغمبر نے اپنی دعا کرلی (دنیا ہی مین) جلدی سے اور مینے اپنی دعا چھپا رکھی اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن تو میری شفاعت اگر خدا چاہے ہر شخص کے لیے ہوگی میری امت مین سے جو مری اور اللہ کے ساتھ کسیکو شریک نہ کرتا ہو ساتوین دلیل بخاری نے ابو ہریرہ سے نکالا کہ حضرت صلعم نے فرمایا سب سے زیادہ میری شفاعت کا سزاوار وہ ہوگا جسنے لا الہ الا اللہ کہا خلوص کے ساتھ اپنے دل سے آٹھوین دلیل امام احمد نے نکالا سند مین ابوذر سے کہ حضرت صلعم قرآن کی ایک آیت کو کھڑے رہکر پڑھتے رہے یہانتک کہ فجر کی نماز کا وقت آگیا اور فرمایا مینے دعا کی اپنی امت کے لیے اور میری دعا قبول کی گئی اور وہ ایسی دعا ہے کہ اگر اوسکی خبر پالین لوگ تو اون مین سے بہت نماز چھوڑ دیوین ابوذر نے کہا مین اسکی خوشخبری نہ دون لوگون کو آپنے فرمایا ہان دیدے وہ چلے حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ لوگون پاس خبر کہلا بھیجین گے تو وہ عبادت کو چھوڑ کر تکیہ کرلین تو آپ نے پکارا ابوذر کو لوٹ آ وہ لوٹ آئے اور آیت یہ تھی اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ نوین دلیل امام احمد کے سند مین حضرت عائشہ رض سے اونہون نے کہا حضرت صلعم نے فرمایا اللہ کے پاس تین دفتر ہین (جن مین لوگون کے نام ہین) ایک تو وہ دفتر جسکا اللہ تعالی خیال نہ کریگا اور ایک دفتر جس مین سے وہ کچھہ نہ چھوڑیگا اور ایک وہ دفتر جسکو نہ بخشیگا تو جس دفتر کو نہین بخشیگا وہ شرک کا دفتر ہے اللہ تعالی نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے اوسپر اللہ تعالی نے جنت کو حرام کردیا اور وہ دفتر جسکا اللہ تعالی خیال نہ کریگا وہ بندے کے گناہ ہین جو اوسکے اور اوسکے مالک کے درمیان ہین مثلا روزے کو ترک کیا یا نماز کو ترک کیا تو اللہ تعالی اوسکو بخشدیگا اور اوس سے درگذر فرماویگا اگر چاہے اور وہ دفتر جسکو اللہ تعالی نہ چھوڑیگا تو وہ بندون کے ظلم ہین آپس مین ایک دوسرے پر اونکا بدلہ ضرور لیا جاویگا دسوین دلیل فرمایا حضرت صلعم نے جسکا اخیر کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت مین جاویگا اور ایک روایت مین یون ہے جو مرے اور وہ جانتا ہو کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہین تو وہ جنت مین جاویگا گیارھوین عتبان بن مالک کی صحیح حدیث اوس مین یہ ہے کہ اللہ تعالی نے حرام کردیا دوزخ پر اوسکو جو لا الہ الا اللہ کہے خالص خدا کی رضامندی کے لیے بارھوین شفاعت کی حدیث مین ہے اللہ جل جلالہ فرماویگا قسم ہے میری عزت اور بزرگی کی مین دوزخ سے نکالونگا اوسکو جسنے لا الہ الا اللہ کہا ہو اور اوسی حدیث مین ہے کہ پھر دوزخ سے نکلیگا

وہ شخص جسنے کوئی نیکی نکی ہوگی تیرہوین بطاقہ کیحدیث اوس مین یہ ہے کہ ننانوے دفتر پہیلائے جاوینگے ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا جہانتک نگاہ جاتی ہے پہر ایک بطاقہ یعنے پرچہ نکالاجاویگا اوسمین لا اله الا الله ہوگا وہ بہاری ہو جاویگا اوسکی تمام برائیون پر اور سوا اس پرچہ کے اور کوئی نیکی بیان نہین کی پس معلوم ہوا کہ نماز کا ترک کرنے والا کافر نہین ہے ورنہ وہ ہمیشہ دوزخ مین رہتا سنتے ہین ہم کہ یہ لوگ اُن حدیثون کا جن مین نماز کے ترک کرنے والے کو کافر کہا ہے یہ جواب دیتے ہین کہ کفر سے مراد نعمت کا انکار ہے یعنی ناشکری یا یہ مراد ہے کہ وہ کفر کے قریب ہوگیا اور یہ اطلاق کفر کا دوسری کئی حدیثون مین لیا گیا ہے جیسے ابن مسعود نے روایت کیا کہ حضرت ص نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے یہ حدیث صحیحین مین ہے اور صحیحین ہی مین ابوذر سے روایت ہے کہ حضرت ص فرماتے تہے جو شخص جان بوجہ کر اپنا باپ کسی اور کو بنا دے وہ کافر ہوگیا اور جو شخص اوس چیز کا دعوے کرے جو اوسکی نہین ہے وہ ہم مین سے نہین ہے اور وہ اپنا ٹہکانا جہنم مین بنا لیوے اور امام احمد اور مسلم نے ابوہریرہ سے کہ حضرت ص نے فرمایا دو باتین آدمیون مین ہین وہ کفر ہے ایک تو ذات مین طعن کرنا دوسرے میت پر چلا کر رونا اور امام احمد نے ابن عمر سے کہ عمر قسم کہاتے تہے اپنے باپ کی تو حضرت ص نے اونکو منع کیا اور فرمایا جس نے اللہ کے سوا کسی دوسری کی قسم کہائی تو اُس نے شرک کی اور امام احمد نے ابن عباس سے کہ حضرت ص نے فرمایا جو شخص ہمیشہ شراب پیا کرے وہ اگر مر جاویگا تو اللہ سے اسطرح ملیگا جیسے بت پوجنے والا اور صحیح حدیث مین ہے کہ میرے بعد کافر مت بن جانا ایک دوسرے کی گردنین مار کر اور ایک حدیث مین ہے کہ جو غلام اپنے مالکون کے پاس سے بہاگ جاوے اُس نے کفر کیا اور ایک حدیث مین ہے کہ صبح کی میرے بندون نے کافر ہوکر اور مومن ہوکر جسنے کہا پانی برسا اللہ کے فضل اور رحمت سے وہ مومن ہے میرا اور کافر ہے ستارونکا اور جسنے کہا فلان کارتی کے وجہ سے ہم پر پڑا وہ کافر ہے میرا اور مومن ہے ستارونکا اور ایک حدیث مین ہے جسنے اپنے بہائی کو کافر کہا تو دونون مین سے ایک پر کفر ہوگیا شوکانی نے کہا ان حدیثون کی تاویل کی ضرورت اسوجہ سے پڑتی ہے جب یہ کہین کہ کوئی کفر نہ بخشا جاویگا اور جو ہم اس کلیہ کو نہ مانین تو تاویل کی ضرورت نہین رہتی اور جسکو حضرت ص نے کافر کہا اوسکو ہم بہی کافر کہین گے اور اپنی طرف سے زیادہ نہ بڑہاوین گے اب رہین وہ حدیثین جنمین صرف لا اله الا الله کہنے والے کو جنتی کہا ہے تو تمام مسلمانون نے سلف اور خلف اور اشعریہ اور معتزلہ وغیرہم نے اسپر اجماع کیا ہے کہ مراد ان حدیثون سے یہ ہے کہ جو کوئی لا اله الا الله کہے ایمان کے اور سب شرائط اور ارکان کو مان کر اور فرائض کو بجا لاوے اور کبیرہ گناہون سے بچے پس یہ حدیثین اُن لوگون کی حجت نہ ہونگی جو تارک الصلوۃ کو کافر نہین کہتے اب جو لوگ تارک الصلوۃ کو کافر کہتے ہین

انکی دلیل یہ حدیثین اور آیتین ہین امام ہمام ابن قیم نے کہا کہ جن صحابہ سے مخالفین نے تارک الصلوۃ کے کافر نہ ہونے کی حدیثین نقل کی ہین وہ وہی صحابہ ہین جنسے تارک الصلوۃ کا کافر ہونا منقول ہے ابن حزم نے کہا حضرت عمر اور عبد الرحمن بن عوف اور معاذ بن جبل اور ابوہریرہ وغیرہم سے یہ ثابت ہے کہ جسنے ایک فرض نماز ترک کی عمداً یہانتک کہ اوسکا وقت گذر گیا تو وہ کافر مرتد ہے اور کسی صحابی سے اسکے خلاف منقول نہین ہے بلکہ تارک الصلوۃ کے کفر پر کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ سے بہت دلائل ہین (۱) فرمایا اللہ تعالی نے کیا ہم مسلمانون کو گنہگارون کی مثل کر دینگے نہین کیا ہوا ہے کیسا فیصلہ کرتے ہو کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جسکو تم پڑہتے اخیر تک یہان تک کہ فرمایا جسدن پنڈلی کہولی جاویگی اور وہ سجدے کو بلائے جاوینگے پہر سجدہ نہ کر سکینگے اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ دنیا مین سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے اور مسلمانون کی ساتھ نماز مین شریک نہ ہونیسے اونکو قیامت مین یہ عذاب ہوگا کہ سجدے کیلیے بلائے جاوینگے پر پیٹھ اکڑ کر ایک تختہ ہو جاویگی اور سجدہ نہ کر سکینگے پس معلوم ہوا کہ نماز کے ترک کرنیوالے کافرون اور منافقون کے ساتھ ہونگے اور وہ مجرمین مین ہین اور اللہ تعالی نے مجرمین کو مسلمین سے الگ کیا اس آیت مین (۲) ما سلککم فی سقر قالوا لم نک من المصلین یعنے جنتی دوزخیون سے پوچہینگے تم دوزخ مین کیون گئے وہ بولینگے اسلیے کہ ہم نمازیون مین نہ تہے اخیر تک اور یہ ضرور نہین کہ علت دوزخ مین جانے کی یہ سب باتین ہون کیونکہ ہر ایک بات اسمین کی ایک بڑا جرم ہے اور اوس کی سزا دوزخ مین جانا ہے (۳) فرمایا اللہ نے نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اور رسول کی بات مانو تاکہ تم پر رحم ہووے پس معلوم ہوا کہ بدون نماز کے رحم نہین ہو سکتا اور جب رحم نہ ہوا تو مردود ہوئے اور کافر ہوئے (۴) فرمایا اللہ تعالے نے خرابی ہے ان نمازیون کی جو اپنی نماز سے غافل ہین اور سعد بن ابی وقاص اور مسروق وغیرہ سے یہ منقول ہے کہ غفلت سے مراد نماز کا ترک کرنا ہے یہانتک کہ اوسکا وقت گذر جاوے اور محمد بن نصر مروزی نے اس باب مین ایک مرفوع حدیث روایت کی ہے سعد سے اس مین یہ ہے کہ اونہون نے پوچہا حضرت ص سے نماز سے غافل کون لوگ ہین آپ نے فرمایا جو نماز مین دیر کرین اوسکے وقت سے اور حماد بن زید نے عاصم سے اونہون نے مصعب بن سعد سے روایت کی مینے کہا با وا تم نے دیکہا اس آیت کو اَلَّذِیْنَ ہُمْ عَنْ صَلَاتِہِمْ سَاہُوْنَ ہم مین سے کون ایسا ہے جو سہو نہین کرتا کون ایسا ہے جو اپنے دل مین باتین نہین کرتا اونہون نے کہا یہ مراد نہین بلکہ مراد اس آیت سے نماز کا وقت ضائع کرنا ہے اور حیوۃ بن شریح نے کہا مجہسے ابو صخر نے بیان کیا اونہون نے محمد بن کعب قرظی سے سنا اس آیت مین اَلَّذِیْنَ ہُمْ عَنْ صَلٰوتِہِمْ سَاہُوْنَ اونہونے کہا مراد وہ لوگ ہین جو نماز کو ترک کرتے ہین پہر اونہون نے پوچہا ماعون کو کعب نے کہا روکنا مال کا اوسکے حق سے اور خرابی کا لفظ (یعنے ویل کا) قرآن مین سب جگہہ کافرون

کے لیے آیا ہے جیسے وَیۡلٌ لِّلۡمُشۡرِکِیۡنَ وَیۡلٌ لِّکُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیۡمٍ وَیۡلٌ لِّلۡکَافِرِیۡنَ مگر دو مقاموں میں ایک وَیۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِیۡنَ دوسری وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ پس نماز کے تارک کی ویل یا کافروں کی سی ہوگی یا فاسقوں کی سی اور کافروں کی سی کہنا اوسکا ہر دو وجہوں سے ایک تو یہ کہ سعد ابی وقاص سے صحیح ہوا ہے اسی آیت میں کہ اونہوں نے کہا اگر نماز کو ترک کرتے تو کافر ہوتے لیکن اونہوں نے ضائع کیا اوسکے وقت کو دوسرے یہ کہ بہت سی دلائل تارک الصلوٰۃ کے کفر پر دلالت کرتے ہیں جنکا ہم آگے بیان کرینگے (۵) فَخَلَفَ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ یعنے اونکے بعد نالائق لوگ ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا وہ قریب ہیں گرینگے غی سے ابن مسعود نے کہا غی ایک نہر ہے دوزخ میں نہایت بد مزہ بہت گہری محمد بن نصر مروزی نے لقمان بن عامر خزاعی سے نکالا میں ابو امامہ باہلی پاس گیا اور ان سے کہا مجھے کوئی حدیث بیان کرو جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو اونہوں نے کہا میں نے آپ سے سنا فرماتے تھے اگر ایک پتھر دوزخ کے کنارے سے پھینکا جاوے تو وہ ستر برس تک بھی غی اور آثام تک نہ پہونچیگا میں نے کہا غی اور آثام کیا ہے آپ نے فرمایا دو کنوئے ہیں جہنم کے تہ میں اوس میں دوزخیوں کی پیپ بہ کر جاتی ہے اسی کو اللہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا فَسَوۡفَ یَلۡقَوۡنَ غَیًّا وَ اَثَامًا اور روایت کیا محمد بن نصر نے زکریا بن ابی مریم خزاعی سے میں نے سنا ابو امامہ باہلی سے وہ کہتے تھے دوزخ کے کنارے سے اوسکے تہ تک پچاس برس کی راہ ہے پتھر گرنے کی اونسے کہا عبد الرحمان بن خالد کے غلام نے اوسکے نیچے بھی کچھ ہے ای ابو امامہ اونہوں نے کہا ہاں غی اور آثام اور ابو عبید بن بشیر نے شفی بن ماتع سے نقل کیا کہ دوزخ میں ایک وادی ہے جسکا نام غی ہے اوس میں خون اور پیپ بہتا ہے تو نماز کے ترک کرنیوالے کے لیے حق تعالی نے یہ سخت سزا رکہی جو اور دوزخیوں سے زیادہ ہے پھر اگر وہ کافر نہ ہوتے گنہگار ہوتے تو اونکے لیے دوزخ کے اوپر کا طبقہ ہوتا دوسرے یہ کہ اسکے بعد فرمایا اِلَّا مَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ اور ظاہر ہے کہ ایمان کفر کے بعد کہا جاتا ہے ورنہ تکرار بے معنے لازم آویگی (۶) فَاِنۡ تَابُوۡا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخۡوَانُکُمۡ فِی الدِّیۡنِ یعنے پھر اگر توبہ کریں اور قائم کریں نماز کو اور دیویں زکوۃ کو تو تمہارے بھائی ہیں دین میں تو معلوم ہوا کہ اگر وہ نماز نہ پڑھیں تو دینی بھائی نہیں ہیں پس مومن بھی نہ ہونگے کس لیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَۃٌ یعنے مومن بھائی ہیں ایک دوسرے کی (۷) فرمایا اللہ تعالی نے نہ تصدیق کی نہ نماز پڑھی لیکن جھٹلایا اور پیٹھ پھیری تو نماز کا مقابلہ کیا تولی سے یعنے پیٹھ پھیرنے سے اور متولی کافر ہے جیسے مکذب کافر ہے قتادہ نے کہا سچا جانا اللہ کی کتاب کو نہ نماز پڑھی اللہ کے لیے (۸) اے ایمان والو نہ غافل کریں تمکو مال تمہارے اور بال بچے تمہارے اللہ کی یاد سے اور جو کوئی ایسا کریں وہ ٹوٹے میں پڑے عطار نے کہا اللہ کی یاد سے نماز مراد ہے

اور توڑنے والوں کا فر ہی ہین نہ مسلمان کیونکہ اوسکا انجام سنفت ہی (۹) ہماری نشانیون پر وہی ایمان لاتے ہین
کہ جب انکو یاد دلائی جاتی ہین تو وہ سجدے مین گر پڑتے ہین اور اپنے مالک کی تعریف سے پاکی کرتے ہین اور وہ
کنیاتے نہین تو جو کوئی سجدہ نہ کرے یعنے نماز نہ پڑہے وہ گویا ایمان نہین لایا اللہ کی آیتہ پر (۱۰) فرمایا اللہ تعالے
نے جب اون سے کہا جاتا ہی رکوع کرو تو رکوع نہین کرتے خرابی ہے اسدن جہٹلانے والون کی تو یہ وعید نماز کے ترک
پر کی اور فرمایا کہ نماز کا ترک کرنیوالا گویا تکذیب کرنیوالا ہے اللہ کے حکمون کا (۱۱) امام مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور
ابن ماجہ اور احمد نے جابر بن عبد اللہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا آدمی مین اور کفر مین نماز کا ترک کرنا ہے (یعنے کفر مین
اور آدمی مین جو چیز حائل ہے وہ نماز ہے جب نماز کو چہوڑا تو کفر سے ملگیا) مسلم کی ایک روایت مین شرک اور کفر ہے
(۱۲) امام احمد اور ترمذی اور اصحاب سنن نے بریدہ بن حصیب سلمی سے انہون نے کہا مین نے سنا حضرت صلعم سے
آپ فرماتے تہے ہمارے اور اونکے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے پہر جسنے نماز کو چہوڑ دیا وہ کافر ہوگیا ترمذی نے
کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسکا اسناد مسلم کی شرط پر ہے شوکانی نے کہا اسکو نسائی اور عراقی نے صحیح کہا اور روایت
کیا اسکو ابن حبان اور حاکم نے عراقی نے کہا اس باب مین صرف دو حدیثین صحیح ہوئین ایک جابر کی اور دوسری
بریدہ کی (۱۳) ہبتہ اللہ طبری نے روایت کیا اور کہا اسکا اسناد امام مسلم کی شرط پر ہے ثوبان سے جو مولی تہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونہون نے کہا مین نے سنا حضرت صلعم سے آپ فرماتے تہے بندے اور کفر اور
ایمان کے بیچ مین نماز ہے جب نماز کو ترک کردیا تو وہ مشرک ہوگیا (۱۴) امام احمد اور طبرانی نے کبیر اور اوسط
مین اور ابن حبان نے صحیح مین نکالا عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز
کا ذکر کیا تو فرمایا جو کوئی حفاظت کرے گا نماز پر تو اوسکے لیے روشنی اور دلیل اور نجات ہوگی قیامت کے دن اور
جو محافظت نہ کریگا اوسکے لیے روشنی اور دلیل اور نجات نہ ہوگی اور وہ قیامت کے دن قارون اور فرعون
اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتہ ہوگا مجمع الزوائد مین ہے کہ امام احمد کے راوی سب ثقہ ہین اور اس حدیث سے
یہ بہی نکلتا ہے کہ فرعون کو آخرت مین نجات نہ ہوگی اور وہ سخت کافرون مین سے ہے ابن قیم نے کہا ان چارون
کے خاص کرنے کی یہ وجہ ہے کہ وہ سب کافرون کے سردار ہین اور اسمین اور ایک نکتہ ہے وہ یہ کہ نماز سے روکنے
والا اگر مال ہو تو وہ قارون کے ساتہ ہوگا اور جو سلطنت ہو تو فرعون کے ساتہ ہوگا اور جو عہدہ اور خدمت اور
ریاست ہو تو وہ ہامان کے ساتہ ہوگا اور جو تجارت ہو تو ابی بن خلف کے ساتہ ہوگا (۱۵) طبرانی اور ابن ابی حاتم
نے اپنی سنن مین نکالا عبادہ بن صامت سے کہ وصیت کی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو فرمایا مت

شریک کرو اللہ کے ساتھ کسیکو اور مت چھوڑو نماز کو عمداً جو کوئی اوسکو عمداً اور قصداً چھوڑے وہ دین سے نکل گیا (۱۶) امام احمد معاذ بن جبل سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص فرض نماز عمداً چھوڑ دے اوس سے اللہ کا ذمہ بری ہو گیا پس اگر نماز کا تارک مسلمان ہوتا تو وہ اسلام کے ذمہ میں رہتا (۱۷) ابن ابی حاتم نے سنن میں ابو الدرداء سے کہ وصیت کی مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مت نماز کو قصداً نہ چھوڑو پھر جس نے اوسکو ترک کیا قصداً اوس سے ذمہ اوٹھ گیا اور بزار نے نکالا ابو الدرداء سے مرفوعاً جس نے نماز کو عمداً ترک کیا وہ کافر ہو گیا اور نکالا اسکو ابن ماجہ نے اوسکے شروع میں یہ ہے کہ وصیت کی مجھکو میرے دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شرک مت کر اللہ کے ساتھ اگرچہ کاٹا جاوے اور جلایا جاوے تو اور اخیر میں یہ ہے کہ شراب مت پی کیونکہ وہ کنجی ہے ہر برائی کی حافظ نے کہا اسکی اسناد میں ضعف ہے اور نکالا اسکو حاکم نے مستدرک میں اور روایت کیا اسکو احمد اور بیہقی نے دوسرے طریق سے اور اسکا اسناد منقطع ہے (۱۸) دارقطنی نے انس سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جسنے نماز کو عمداً ترک کیا وہ کافر ہو گیا علانیہ دارقطنی نے کہا روایت کیا اسکو ابو النضر نے ابو جعفر سے اونہوں نے ربیع سے اونہوں نے انس سے موصولاً اور خلاف کیا ابو النضر کا علی بن الجعد نے اونہوں نے روایت کیا اوسکو ابو جعفر سے اونہوں نے ربیع سے مرسلاً اور وہی مشابہ ہے صواب کے (۱۹) ابن حبان نے ضعفا میں ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا تارک الصلوٰۃ کافر ہے ابن حبان نے کہا یہ حدیث منکر ہے (۲۰) ابو نعیم نے ابو سعید سے مانند ابو ہریرہ کی حدیث کے اوسکی اسناد میں عطیہ اور اسمٰعیل بن یحیٰی دونو ضعیف ہیں (۲۱) معاذ بن جبل نے حضرت صلعم سے کہ آپ نے فرمایا سر اس کام کا اسلام ہے اور اوسکا ستون نماز ہے ابن قیم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ستون نکالنے سے خیمہ گر پڑتا ہے تو نماز کے ترک سے اسلام گر پڑیگا اور کفر ثابت ہو جاویگا امام احمد نے اسی سے حجت لی ہے (۲۲) صحیحین اور سنن اور مسانید میں عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اسلام بنایا گیا ہے پانچ چیزوں پر لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی شہادت پر اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے اور بیت اللہ کا حج کرنے اور رمضان کے روزے رکھنے پر امام احمد کی ایک روایت میں ہے کہ اسلام پانچ چیزیں ہیں تو نماز اسلام کا رکن ہوئی یا بعینہ اسلام اور جب رکن جاتا رہے تو اسلام کیونکر رہ سکتا ہے (۲۳) فرمایا حضرت صلعم نے جو کوئی ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلے کیطرف منہ کرے (نماز میں) اور ہمارا ذبیحہ کہا دے وہ مسلمان ہے اوسکے لیے ہے جو ہمارے لیے ہے اور اوسکے اوپر ہے جو ہمارے اوپر ہے ابن قیم نے کہا جب اسلام تین باتوں پر موقوف ہوا تو بغیر ان تینوں کے مسلمان نہ ہوگا اور جب کعبہ کے سوا اور طرف نماز میں منہ کرنے سے مسلمان نہ رہا

تو بالکل نماز نہ پڑھنے سے کیونکر مسلمان ہوگا (۲۴) دارمی نے جابر سے کہ حضرت ؐ نے فرمایا جنت کی کنجی نماز ہے تو
معلوم ہوا کہ نماز نہ پڑھنے والے کے لیے جنت نہ کھلے گی اور ہر ایک مسلمان کے لیے جنت کھولی جاویگی پس معلوم ہوا کہ تارک
الصلوۃ مسلمان نہیں ہے منذری نے کہا اسکی اسناد میں ابو یحیے قتات ہے (۲۵) امام احمد اور نسائی نے محجن بن
ادرع اسلمی سے روایت کی کہ وہ ایک مجلس میں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتنے میں نماز کی اذان ہوئی حضرت ؐ
کھڑے ہوئے پھر نماز پڑھ کر لوٹ آئے اور محجن اپنی جگہ بیٹھے تھے حضرت ؐ نے فرمایا تونے نماز کیوں نہ پڑھی کیا تو مسلمان
نہیں ہے وہ بولا میں مسلمان ہوں لیکن میں نے اپنے گھر میں نماز پڑھ لی تھی آپ نے فرمایا جب تو آوے تو نماز پڑھ
لوگوں کے ساتھ اگرچہ تو نماز پڑھ چکا ہو اس حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ نماز نہ پڑھنے والا مسلمان نہیں ہے (۲۶) ترمذی
اور حاکم نے اور کہا صحیح ہے بخاری مسلم کی شرط پر عبد اللہ بن شقیق عقیلی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ
کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں سمجھتے تھے سوا نماز کے شوکانی نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ صحابہ نے تارک الصلوۃ کے
کفر پر اجماع کیا تھا (۲۷) ابن زنجویہ نے عبد اللہ بن عباس سے وہ حضرت عمر کے پاس آئے جب وہ زخمی ہوئے مسجد
میں ابن عباس نے کہا میں نے اور کئی آدمیوں نے جو میرے ساتھ تھے مسجد میں اونکو اوٹھایا اور گھر تک لے گئے اونہوں
نے عبد الرحمن بن عوف کو حکم دیا نماز پڑھانے کے لیے جب ہم حضرت عمر کے گھر میں گئے تو ان کو موت کی غشی تھی اور
وہ غشی میں رہے یہاں تک کہ روشنی ہوگئی پھر اونکو ہوش آیا انہوں نے کہا کیا نماز پڑھی لوگوں نے ہم نے کہا ہاں پڑھی حضرت
عمر رض نے کہا اسلام نہیں ہے اوسکا جسنے نماز کو ترک کیا دوسری روایت میں یوں ہے اسلام میں اوسکا کچھ حصہ
نہیں جو نماز کو ترک کرے پھر وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا اور نماز پڑھی اور ذکر کیا سارا قصہ ابن قیم نے کہا تو حضرت عمر
نے یہ کہا ایک جماعت صحابہ کے سامنے اور اونہوں نے انکار نہ کیا اور ایسا ہی مروی ہوا معاذ بن جبل اور عبد الرحمن
بن عوف اور ابو ہریرہ سے اور کسی صحابی سے اسکے خلاف منقول نہیں ہوا حافظ عبد الحق اشبیلی نے کتاب الصلوۃ میں
کہا کہ ایک جماعت صحابہ اور اونکے بعد والوں نے تارک الصلوۃ کی تکفیر کی ہے یعنے جو عمداً نماز کو ترک کرے یہاں
تک کہ اوسکا سارا وقت گذر جاوے اون میں سے ہیں حضرت عمر اور معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن مسعود اور ابن عباس اور
جابر اور ابو الدرداء اور حضرت علی اور بعد والوں میں سے ہیں امام احمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ اور ابن مبارک اور
ابراہیم نخعی اور حکم بن عیینہ اور ایوب سختیانی اور ابو داؤد طیالسی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابو خیثمہ زہیر بن حرب
انتہی ابن قیم نے کہا قول محقق یہ ہے کہ کفر دو طرح کا ہے ایک کفر جحود یعنے انکار کسی حکم الٰہی کا اس سے تو
بالکل ایمان جاتا رہتا ہے اور ایک کفر عمل اسکی دو قسمیں ہیں پہلی تو وہ جس سے بالکل ایمان جاتا رہتا ہے جیسے

بت کو سجدہ کرنا مصحف کی توہین کرنا پیغمبر کو قتل کرنا پیغمبر کو برا کہنا دوسرے وہ جس سے کفر کا اطلاق درست ہوجاتا ہے لیکن بالکل اسلام کے دائرے سے اور ملت سے باہر نہیں ہوتا اور تارک الصلوۃ اور زانی اور چور اور مسلمان سے قتال کرنیوالے کا کفر اسی قبیل سے ہے اور جب اللہ اور اوسکے رسول نے تارک الصلوۃ کو کافر کہا ہے تو محال ہے کہ ہم اوسکو کافر نہ کہین پھر طول کیا ابن قیم نے اس مسئلہ مین اور کہا کہ محمد بن نصر نے روایت کیا ایوب سے اونہون نے کہا نماز کا ترک کرنا کفر ہے جسمین کچھہ اختلاف نہین اور محمد نے ابن مبارک سے نقل کیا اونہون نے کہا جسنے نماز مین دیر کی عمداً یہانتک کہ اوسکا وقت گذر گیا تو وہ کافر ہوگیا اور علی بن حسن بن شقیق نے کہا مینے عبداللہ بن مبارک سے سنا وہ کہتے تھے جسنے کہا مین آج فرض نماز نہین پڑھونگا تو وہ گدہے سے زیادہ کافر ہے اور یحییٰ بن معین نے کہا عبداللہ بن مبارک سے کہا گیا یہ لوگ کہتے ہین جسنے روزہ نہ رکھا اور نماز نہ پڑھی لیکن اوسکا اقرار کرتا ہے تو وہ مومن ہے پورے ایمان والا عبداللہ نے کہا ہم ایسا نہین کہتے جیسا یہ لوگ کہتے ہین جسنے عمداً نماز کو ترک کیا بغیر عذر کے یہانتک کہ دوسری نماز کا وقت آگیا تو وہ کافر ہے اور ابن ابی شیبہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے نماز کو ترک کیا وہ کافر ہوگیا تو تارک الصلوۃ سے کہا جاویگا اپنے کفر سے رجوع کرے پھر اگر اوسنے رجوع کیا تو بہتر ورنہ قتل کیا جاویگا اور حاکم اوسکو تین دن کی مہلت دیگا اور احمد بن یسار نے کہا مینے صدقہ بن فضل سے سنا اونسے پوچھا گیا تارک الصلوۃ کو اونہون نے کہا وہ کافر ہے پھر پوچھا گیا اوسکی عورت اوس سے جدا ہوجاوےگی صدقہ نے کہا کفر کو طلاق سے کیا علاقہ اگر ایک شخص کافر ہوجاوے تو اوسکی عورت پر طلاق نہ پڑےگا اور عبداللہ بن نصر نے کہا مینے اسحاق سے سنا وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہوا کہ تارک الصلوۃ کافر ہے اور یہی رائے رہی اہل علم کی حضرت کے زمانے سے ابتک کہ جو کوئی عمداً نماز کو ترک کرے بلا عذر یہانتک کہ اوسکا وقت گذرجاوے تو وہ کافر ہے انتہیٰ ابن قیم نے کہا اگر کوئی بالکل نماز کو چھوڑ دیوے تو اوسکا کوئی عمل مقبول نہ ہوگا جیسے شرک کے ساتھہ کوئی عمل قبول نہین ہوتا کیونکہ نماز ستون ہے اسلام کی تو تمام اعمال موقوف ہین نماز قبول ہونے پر اور کبھی کبھی چھوڑ دینے کے باب مین بریدہ کی حدیث ہے صحیح بخاری مین کہ حضرت نے فرمایا جلدی پڑھا کرو عصر کی نماز کیونکہ جسنے عصر کی نماز چھوڑدی اوسکا عمل لغو ہوگیا اس حدیث کی معنون مین اختلاف ہے بعضون نے کہا مطلب یہ ہے کہ اوسکا عمل اسی نماز کے باب مین لغو ہوگیا یعنے اوسکو نماز کا اجر نہ ملیگا اور بعضون نے کہا اوسدن کی تمام اعمال لغو ہوگئے اور صحیح یہ ہے کہ اگر نماز کو بالکل چھوڑ دے تو ساری اعمال لغو ہوجاوینگے اور جو ایک دن مین کوئی نماز چھوڑدے تو اوس دن کے عمل لغو ہوجاوینگے

انتہے مختصراً بچون کو نماز کا حکم کب کرنا چاہیے امام احمد اور ابو داؤد اور حاکم اور ترمذی اور دارقطنی نے
عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ سے اور عبد الملک بن ربیع بن سبرہ جہنی عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اپنے بچون کو نماز کا حکم کرو جب وہ سات برس کے ہون اور مارو انکو نماز کے اوپر
جب وہ دس برس کے ہو جاوین اور جدا سلاؤ انکو ایک دوسرے سے یعنے جب دس برس کے ہو جاوین (عبد الملک
کی روایت مین جدا سلانے کا ذکر نہین ہے اور اس باب مین ابو رافع سے مروی ہے نکالا اسکو بزار نے کہ ہم نے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے نیام مین ایک پرچہ پایا آپ کی وفات کے بعد اوس مین یہ لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم
جدا جدا سلاؤ لڑکون اور لڑکیون کو اور بہائیون اور بہنون کو جب وہ سات برس کے ہو جاوین اور مارو اپنے
بیٹون کو نماز کے لیے جب وے نو برس کے ہو جاوین اور ابو داؤد نے نکالا معاذ بن عبد اللہ بن خبیب جہنی سے
اونہون نے اپنی عورت سے کہا لڑکا کب نماز پڑہے اونہون نے کہا ہم مین سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے نقل کرتا تہا کہ آپ نے فرمایا جب بچہ اپنے داہنے ہاتہ کو بائین سے تمیز کرنے لگے تو اوسکو نماز کا حکم کرو ابن القطان
نے کہا ہم نہ اوس عورت کو پہچانتے ہین نہ اوس مرد کو جس سے اوسنے روایت کی اور نکالا اسکو طبرانی نے اسی طرح
سے ابو معاذ بن عبد اللہ بن خبیب سے اوسنے اپنے باپ سے ابن صاعد نے کہا اسکا اسناد حسن غریب ہے اور طبرانی نے
انس سے نکالا اوس مین یہ ہے کہ حکم کرو انکو نماز کا جب وہ سات برس کے ہون اور مارو اون کو نماز پر تیرہ برس کی عمر مین
اسکی اسناد مین داؤد بن محبر متروک ہے وہ متفرد ہوا اس حدیث سے شوکانی نے کہا یہ حکم بچون کے ولی پر ہے اور انکو
عمل کرنا واجب ہے اس حدیث پر گو بچے پر جب تک بالغ نہ ہو نماز فرض نہین ہے کیونکہ روایت کیا ابو داؤد اور امام احمد اور نسائی
اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم نے حضرت عائشہ رض سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قلم اوٹہایا گیا ہے
تین شخصون سے ایک تو سوتے سے جب تک جاگے دوسرے بچے سے جب تک اوسکو احتلام ہو تیسرے مجنون سے جب تک
اوسکو عقل آوے اور روایت کیا امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت علی رض سے ایسا ہی اور نکالا اسکو
نسائی اور دارقطنی اور حاکم اور ابن حبان اور ابن خزیمہ نے بہی یحیے بن معین نے کہا کہ عائشہ رض کی حدیث کو صرف
حماد بن سلمہ نے حماد بن ابی سلیمان سے روایت کیا ہے اونہون نے اسود سے اونہون نے عائشہ سے بیہقی نے
کہا حضرت علی کی حدیث کو صرف جریر بن حازم نے رفع کیا دارقطنی نے علل مین کہا متفرد ہوا جریر سے عبد اللہ بن
وہب اور مخالفت کی اسکی ابن فضیل اور وکیع نے اونہون نے روایت کیا اوسکو اعمش سے موقوفاً اور عطا بن السائب
نے اسکو روایت کیا ابو ظبیان سے اونہون نے حضرت علی اور عمر رض سے مرفوعاً حافظ نے کہا ابن فضیل اور وکیع

کی روایت صواب سے زیادہ مشابہ ہے اور ابو داؤد نے اسکو نکالا ابو الضحیٰ سے اونہون نے حضرت علی سے لیکن ابو زرعہ
نے کہا ابو الضحیٰ کی روایت حضرت علی سے منقطع ہے اور نکالا اسکو ابن ماجہ نے قاسم بن یزید سے اونہون نے حضرت
علی سے وہ بھی منقطع ہے جیسے ابو زرعہ نے کہا اور نکالا اسکو ترمذی نے حسن بصری سے اونہون نے حضرت علی
سے ابو زرعہ نے کہا حسن رح نے حضرت علی سے کچھ نہین سنا اور طبرانی نے نکالا برد بن سنان سے اونہون نے
مکحول سے اونہون نے ابو ادریس خولانی سے اونہون نے کہا مجھکو خبر دی کئی آدمیون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی
مین سے ثوبان اور مالک بن شداد وغیرہما نے پھر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذرا حافظ نے کہا اسکی اسناد
مین گفتگو ہے اور برد بن سنان مین اختلاف ہے اور مروی ہے یہ حدیث مجاہد کے طریق سے اونہون نے ابن عباس سے اور
اسکا اسناد ضعیف ہے انتہی ما قال الشوکانی رح **کافر جب مسلمان ہو تو نماز کی قضا نہ کرے** امام احمد اور
طبرانی اور بیہقی نے عمرو بن عاص سے نکالا کہ حضرت صلعم نے فرمایا اسلام کاٹ دیتا ہے اپنے سے پہلی باتون کو یعنے جو گناہ
کفر کی حالت مین ہوئے اونکو میٹ دیتا ہے اور عبادتون کو نہین میٹتا کیونکہ مسلم نے حکیم بن حزام سے نکالا اونہون نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ کیا فرماتے ہین اون کامون مین عبادت جو مین جاہلیت کے زمانے مین کیے
کیا مجھ ان کا ثواب کچھ ملیگا آپ نے فرمایا تو اسلام لایا اگلی اُس نیکی پر جو تو نے کی یعنے اسکا ثواب باقی رہیگا نووی
نے کہا صحیح قول یہی ہے کہ کافر اگر مسلمان ہوجاوے تو کفر کے زمانہ کی نیکیون کا جیسے صدقہ اور صلہ رحم وغیرہ کا ثواب
اسکو ملیگا اور ابن سعد نے جبیر بن مطعم سے اور مسلم نے اپنے صحیح مین حضرت عمرو سے یہی مضمون نکالا اسمین یہ ہے
تو نے نہین جانا کہ اسلام گرا دیتا ہے (ان گناہون) کو جو اوس سے پہلے ہوئے اور ہجرت اور حج اور صحیح مسلم مین ہے
عبد اللہ بن مسعود سے ہمنے عرض کیا کیا ہمکو مواخذہ ہوگا اون کامون پر جو ہم نے جاہلیت کے زمانے مین کیے آپ نے
فرمایا جو اسلام مین نیکی کرے اسکو جاہلیت کے اعمال کا مواخذہ نہ ہوگا اور جو اسلام مین برائی کرے اس سے دونو کا مواخذہ
ہوگا مترجم کہتا ہے جب کافر پر کفر کے زمانہ کی نمازون کی قضا نہین تو اسی طرح ہر شخص پر بچپنے کی نمازون کی قضا
نہین اور جن لوگون نے یہ قضا پڑھی اور اسکو قضا عمری کہا اونکی دلیل حدیث اور قرآن سے کچھ نہین **نماز کی
فضیلت کی متفرق حدیثین** مسلم نے ابو ہریرہ سے نکالا حضرت صلعم نے فرمایا پانچون نمازین اور جمعہ دوسرے
جمعہ تک اور رمضان دوسرے رمضان تک کفارہ ہے اون گناہون کا جو اونکے درمیان ہون جب کبائر سے بچا رہے
امام احمد اور ترمذی نے ابو امامہ سے حضرت صلعم نے فرمایا پانچون نمازین پڑھو اور رمضان کے مہینے کے روزے رکھو اور اپنے
مالون کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو تو اپنے رب کی جنت مین جاؤگے احمد اور ابو داؤد اور مالک اور نسائی نے

عبادہ بن صامت سے حضرت صنے فرمایا پانچ نمازین ہین جنکو اللہ تعالی نے فرض کیا جو کوئی اونکا وضو اچھی طرح کرے اور اونکو وقت پر پڑہے (اول وقت سنت کی موافق) اور ان کے رکوع اور خشوع کو پورا کرے (اپنے دل لگا کر ٹہر ٹہر ارکان ادا کرے) تو اوسکا عہد ہوگا اللہ پر اللہ اوسکو بخشیگا اور جو کوئی ایسا نہ کرے تو اللہ پر اوسکا عہد نہ ہوگا چاہے اوسکو بخشے چاہے عذاب کرے مسلم نے عبد اللہ بن مسعود سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مینے ایک عورت سے مساس کیا مدینہ کے اخیر میں اور مینے سب کام اوس سے کیے سوا جماع کے اب مین حاضر ہون میرے باب مین جو آپ چاہین سو حکم دین حضرت عمر رضہ نے اوس سے کہا اللہ نے تیرا عیب ڈہانپا کاش تو بہی اسکو ڈہانپتا اور حضرت نے اسکو کچہ جواب نہ دیا اور وہ شخص کہڑا ہوکر چلا تب حضرت صنے اوسکے پیچہے ایک آدمی بہیجا اور یہ آیت اوسپر پڑہی قائم کر تو نماز کو صبح اور شام اور رات کی گہڑیون مین بیشک نیکیان دور کردیتی ہین برائیون کو یہ نصیحت ہے یاد رکہنے والون کے لیے ایک شخص نے عرض کیا لوگون مین سے یا رسول اللہ یہ حکم خاص اس شخص کے لیے ہے آپ نے فرمایا بلکہ سب لوگون کے لیے ہے (سبحان اللہ یہ حدیث بڑی نعمت ہے حق سبحانہ کی) امام احمد نے ابوذر سے حضرت صم جاڑے کے دنون مین نکلے درختون کے پتے جہڑ رہے تہے آپ نے ایک درخت کی دو شاخین لین اوسکے پتے گرنے لگے آپنے فرمایا اے ابوذر مینے کہا حاضر ہون یا رسول اللہ آپنے فرمایا بندہ مسلمان نماز پڑہتا ہے اللہ کے لیے تو اوس سے گناہ اوسکے ایسے جہڑ جاتے ہین جیسے پتے اس درخت سے امام احمد نے زید بن خالد جہنی سے حضرت صنے فرمایا جو کوئی دو رکعتین پڑہے اون مین بہولے نہین تو اللہ تعالی اوسکے اگلے گناہ بخشدیگا امام مالک نے سعد بن ابی وقاص سے دو بہائی تہے اون مین سے ایک چالیس دن پہلے مرا اپنے دوسرے بہائی سے تو پہلے کی فضیلت حضرت صہ کے سامنے بیان کی گئی آپ نے فرمایا کیا دوسرا بہائی مسلمان نہ تہا لوگون نے کہا کیون نہین وہ بہی برا نہ تہا آپنے فرمایا تمہین کیا معلوم اوسکی نماز نے اسکو کہان تک پہونچایا جو اوسنے اپنے بہائی کے مرجانے کی بعد پڑہی نماز کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گہری نہر تم مین سے کسی کے دروازے پر ہو اور وہ اوس مین ہر روز پانچ بار ڈوبے تو تم کیا سمجہتے ہو اوسکے بدن پر کچہ میل رہیگا تو تم نہین جانتے اسکی نماز نے اوسکو کہانتک پہونچایا مسلم اور ابوداؤد نے ابو امامہ سے ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین تشریف رکہتے تہے ہم آپکے ساتہ تہے اتنے مین ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مینے ایک حد کا کام کیا تو مجہکو حد لگایے آپ خاموش ہو رہے اوس نے پہر بہی کہا پہر آپ خاموش ہو رہے اور نماز کی تکبیر ہوئی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ شخص آپ کے پیچہے گیا مین بہی پیچہے گیا دیکہون اوسپر کیا گذرتی ہے آپنے اوس سے فرمایا تو نے دیکہا جب تو اپنے گہر سے نکلا تو نے وضو نہین کیا اچہی طرح سے وہ بولا کیون نہین یا رسول اللہ آپنے فرمایا پہر تو نماز

کے لیے ہمارے ساتھہ آیا وہ بولا ہان یا رسول اللہ آپنے فرمایا تو اللہ تعالی نے بخشدیا تیری حد کو یا یون فرمایا تیرے گناہ کو امام نسائی نے عاصم بن سفیان سے اونہون نے سلاسل کا جہاد کیا تو دشمن ہاتھہ سے نکل گیا اونہون نے مورچہ باندہا دشمن کے مقابلے مین پہر لوٹ کر آئی معاویہ پاس اونکے پاس ابو ایوب اور عقبہ بن عامر تہے عاصم نے کہا اے ابو ایوب اس سال تو دشمن ہمکو نملا اور ہمکو خبر دی گئی جو کوئی چار ون مسجدون مین نماز پڑہے اوسکے گناہ بخشے جاوینگے ابو ایوب رضنے کہا اے بہتیجے میرے مین اس سے سہل بات تجہسے بتلائے دیتا ہون مینے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جس نے وضو کیا جیسے حکم ہے اور نماز پڑہے جیسے حکم ہے تو اوسکے اگلے کام بخشدیے جاوینگے کیا ایسا ہی ہے اے عقبہ اونہون نے کہا ہان ابو داؤد اور نسائی نے عقبہ بن عامر رض سے مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے اللہ تعالی تعجب کرتا ہے اوس چرانے والے سے جو پہاڑ کے ایک ٹکڑے کی چوٹی پر ہو اور اذان دیوے اور نماز پڑہے تو اللہ تعالی فرماتا ہے دیکہو میرے بندے کو اسکو اذان دیتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے مجہسے ڈرتا ہے مینے بخشدیا اپنے بندے کو اور اسکو جنت مین داخل کیا امام مالک کو پہونچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیدہا رہو اور تم سب کام نہ کرسکو گے اور جان لو کہ تمہارے سب کامون مین بہتر نماز ہے اور وضو پر حفاظت نہین کریگا مگر مومن ابو داؤد نے حذیفہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی رنج ہوتا تو نماز پڑہتے ابو داؤد نے عبد اللہ بن سلیمان سے اونہون نے ایک صحابی سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اونہون نے کہا ایک شخص خیبر کے دن حضرت صلعم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلعم آج اتنا نفع ہوا کہ ویسا نفع اس وادی والون مین کسی کو نہین ہوا آپنے فرمایا افسوس کیا نفع ہوا تجہکو اوسنے کہا برابر بیچتا اور خریدتا رہا یہانتک کہ مین نے تین سو اوقیہ نفع کمائے حضرت صلعم نے فرمایا کیا مین تجہکو عمدہ نفع نہ بتلاؤن اوسنے کہا وہ کیا ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا دو رکعتین نماز کے بعد امام نسائی نے انس سے حضرت صلعم نے فرمایا مجہکو پسند ہین عورتین اور خوشبو اور میری آنکہہ کی ٹہنڈک نماز مین کی گئی مسلم اور ابو داؤد نے ربیعہ بن کعب اسلمی سے اونہون نے کہا مین رات کو حضرت صلعم کے ساتہہ رہتا تو آپ کو وضو اور حاجت کے لیے پانی لاتا آپ نے فرمایا مجہسے مانگ مین نے عرض کیا مین آپکی رفاقت چاہتا ہون جنت مین آپ نے فرمایا اسکے سوا اور کچہہ مینے کہا یہی آپنے فرمایا تو مدد کر میری بہت سجدے کرنے سے مسلم اور ترمذی اور نسائی نے معدان بن ابی طلحہ سے مین ثوبان سے ملا جو مولی (آزاد غلام) تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مینے کہا مجہکو کوئی ایسا عمل بتلاؤ جو جنت مین لیجاوے یا جو عمل سب سے زیادہ خدا کو پسند ہو وہ چپ رہے پہر اوسنے پوچہا جب بہی وہ چپ رہے پہر مینے اونسے تیسری بار پوچہا اونہون نے کہا مینے اس باب مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے پوچہا آپنے فرمایا تو لازم کر لے اپنے اوپر

سجدے بہت کر (یعنے نماز بہت پڑہنا) اسلیے کہ تو کوئی سجدہ اللہ کیلیے نہ کریگا مگر اللہ تعالی اُس سے تیرا درجہ بلند
کریگا اور تیرا ایک گناہ اُسکی وجہ سے مٹا دیگا سعدان نے کہا پھر مین ابوالدرداء کے پاس آیا اونسے پوچھا اونہون
نے بہی ایسا ہی کہا جیسے ثوبان نے کہا تہا مترجم کہتا ہے اس حدیث سے صاف نکلا کہ نفل نماز جتنی زیادہ پڑہے
اوتنا زیادہ ثواب ہے اور باطل ہوا قول اُن متعصبین کا جو کہتے ہین اگر نفل اسقدر سے زیادہ پڑہے جتنے حضرت صلعم سے
ثابت ہین تو اوس مین ثواب نہین ہے مسلم اور ترمذی اور نسائی نے انس رض سے ایک شخص نے حضرت صلعم سے
پوچھا اللہ نے اپنے بندون پر کتنی نمازین فرض کی ہین آپنے فرمایا پانچ نمازین اوسنے قسم کہائی مین اس سے زیادہ اور
کم نہ پڑہونگا آپ نے فرمایا اگر سچا ہے تو جنت مین جاویگا امام نسائی نے حضرت عمر سے بقرعید کی نماز کی دو رکعتین ہین اور عید کی نماز کی دو رکعتین
ہین اور مسافر کی نماز کی دو رکعتین ہین اور جمعہ کی نماز کی دو رکعتین ہین اور نماز پوری ہے اسمین قصر نہین ہے حضرت صلعم
کی زبانی ابوداؤد نے عبداللہ بن فضالہ سے اونہون نے اپنے باپ سے مجہکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سکھلایا اور
مین یہ بہی تہا کہ محافظت کر پانچون نمازون کی مین نے عرض کیا ان وقتون مین مجہے کام بہی ہوتے ہین تو ایک جامع بات
ایسی بتلا کہ جب مین اوسکو کرون تو وہ کافی ہو جاوے آپ نے فرمایا دونو عصرون کی محافظت کر اور یہ لفظ ہماری زبان کا
نہ تہا مین نے پوچہا دونو عصرین کیا آپ نے فرمایا ایک اُس نماز پر جو سورج نکلنے سے پہلے پڑہی جاتی ہے یعنے فجر کی نماز دوسری
اُس نماز پر جو سورج ڈوبنے سے پہلے پڑہی جاتی ہے یعنے عصر کی نماز بزار اور طبرانی نے کبیر مین ابوسعید خدری سے
حضرت صلعم نے فرمایا پانچون نمازین کفارہ ہین اون گناہون کی جو اونکے بیچ مین ہون پہر آپنے فرمایا بہلا تم دیکہو اگر کوئی
شخص مزدوری کرتا ہو اور اوسکے مکان اور مزدوری کی جاے مین پانچ نہرین ہون وہ جب اپنی مزدوری کی جاے
مین آوے تو جتنا اللہ کو منظور ہو اوتنا کام کرے پہر اوسکو میل یا پسینا لگ جاوے وہ جب کسی نہر پر گذرے تو
غسل کرے تو اُسکے بدن پر میل رہیگا اسیطرح نماز کا حال ہے جب کوئی گناہ کرے پہر دعا مانگے اور اللہ سے معافی
مانگے تو اوسکے گناہ بخش دیے جاوینگے منذری نے کہا اسکی اسناد مین کوئی برائی نہین اور اسکے شاہد بہت ہین
طبرانی نے صغیر اور اوسط مین عبداللہ بن مسعود سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا تم جلتے ہو جلتے ہو پہر جب فجر کی نماز پڑہتے
ہو تو وہ دہو دیتی ہے جلن کو پہر جلتے ہو جلتے ہو جب ظہر کی نماز پڑہتے ہو وہ دہو دیتی ہے پہر جلتے ہو جلتے
ہو جب عصر کی نماز پڑہتے ہو وہ دہو دیتی ہے پہر جلتے ہو جلتے ہو جب مغرب کی نماز پڑہتے ہو وہ دہو دیتی ہے
پہر جلتے ہو جلتے ہو جب عشا کی نماز پڑہتے ہو وہ دہو دیتی ہے پہر سو جاتے ہو تو جب تک جاگو کچہ نہین لکہا جاتا
تمہارے اوپر منذری نے کہا طبرانی نے اسکو معجم کبیر مین موقوفاً نکالا ابن مسعود پر اور وہ زیادہ ٹہیک ہے اور

اسکے سب راوی اسکی صحیح مین حجت لی ہے طبرانی نے اوسط اور صغیر مین انس بن مالک سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اللہ کا ایک
فرشتہ ہے جو ہر نماز کے وقت پکارتا ہے اے آدم کے بیٹو اوٹھو اپنی آگون کیطرف جنکو تم نے روشن کیا تو بجھاؤ اونکو نماز
سے منذری نے کہا متفرد ہوا اوسکے ساتھ یحیی بن زہیر قرشی اور اسکے سوا سب راوی صحیح کے راوی ہین طبرانی
نے کبیر مین عبداللہ بن مسعود سے حضرت صلعم نے فرمایا ایک پکارنے والا بھیجا جاتا ہے ہر نماز کے وقت پر وہ کہتا ہے
اے آدم کے بیٹو اوٹھو اور بجھاؤ اوس آگ کو جو تم نے جلائی اپنے اوپر پھر لوگ اوٹھتے ہین اور وضو کرتے ہین اور ظہر
کی نماز پڑھتے ہین تو بخشدیے جاتے ہین اونکے وہ گناہ جو فجر اور ظہر کے درمیان ہوئے تھے پھر جب عصر کا وقت
آتا ہے تو یہی کہا جاتا ہے اور مغرب کیوقت بھی ایسا ہی جب عشا کا وقت آتا ہے تو ایسا ہی کہا جاتا ہے پھر لوگ سو رہتے
ہین کوئی نیکی مین گھستا ہے کوئی برائی مین طبرانی نے کبیر مین طارق بن شہاب سے وہ حضرت سلمان فارسی رض کے پاس
رہے رات مین تاکہ اونکی عبادت دیکھین وہ اخیر رات کو اوٹھے اور نماز پڑھنے لگے تو طارق نے وہ بات نہ دیکھی جو خیال
کی تھی اور اونسے بیان کیا سلمان رض نے کہا پانچون نمازون کی محافظت کرو یہ کفارہ ہین ان زخمون کے جب تک
خون نہ ہو یعنی شرک سے کم اور گناہون سے منذری نے کہا اس کا اسناد کچھ برا نہین بزار اور ابن خزیمہ اور ابن حبان
نے اپنی صحیحون مین عمرو بن مرہ جہنی سے ایک شخص حضرت صلعم کے پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ آپ کیا سمجھتے ہین اگر
مین گواہی دون اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہین ہے اور آپ اللہ کے رسول ہین اور پانچون نمازین پڑھون
اور زکوۃ ادا کرون اور رمضان مین ذکو روزہ رکھون رات کو عبادت کرون تو میرا کیا حال ہوگا آپ نے فرمایا تو صدیقون
اور شہیدون مین سے ہوگا امام احمد نے ابو مسلم ثعلبی سے اونہون نے کہا مین ابوامامہ پاس گیا وہ مسجد مین تھے مین نے
کہا اے ابوامامہ مجھسے ایک شخص نے حدیث بیان کی تم سے سنکر کہ تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے
تھے جسنے وضو کیا اچھا پورا وضو پہلے دونو ہاتھ دھوئے اور منہ اور مسح کیا اپنے سر اور دونو کانون پر پھر فرض نماز
کے لیے کھڑا ہوا اللہ تعالی اوس کے گناہ بخشدیگا جو اوسنے پاؤن سے چلکر کیے ہونگے اور ہاتھون سے تھام کر اور کانون
سے سنکر اور آنکھون سے دیکھکر اور دل مین خیال کر ابوامامہ نے کہا بیشک سنا ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
ہے کئی بار منذری نے کہا اسکا اسناد حسن ہے اور اسکے کئی شاہد کتاب الوضو مین گذر چکے ہین طبرانی نے کبیر اور
صغیر مین سلمان فارسی رض سے حضرت صلعم نے فرمایا مسلمان نماز پڑھتا ہے اوسکے گناہ اوسکے سر پر ہوتے ہین
جب وہ سجدہ کرتا ہے تو اوسکے سر سے گناہ گرجاتے ہین پھر نماز سے فارغ ہوتا ہے اور گناہ اوسکے گرے ہوتے ہین منذری
نے کہا اسکی اسناد مین اشعث سعدانی ہے مین اوسکے حال سے واقف نہین ہوا مترجم کہتا ہے مجھکو بھی اسکا حال نہین

دالا امام احمد اور نسائی اور طبرانی نے ابو عثمان سے کہ میں سلمان کے پاس تہا ایک درخت کے نیچے اونہون نے اسمین سے ایک سوکہی ٹہنی توڑی اور اوسکو ہلایا یہانتک کہ اوسکے پتے گر گئے پہر کہا اے ابو عثمان تو نے مجہسے نہیں پوچہا کہ مینے کیون ایسا کیا میں نے کہا تم نے کیون ایسا کیا انہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور میں آپ کے ساتہہ تہا درخت کے تلے آپ نے ایک سوکہی شاخ لی اوسکو ہلایا یہانتک کہ اوسکے پتے گر گئے پہر کہا اے سلمان تو نے مجہسے نہیں پوچہا کہ کیون ایسا کیا مینے کہا آپ نے کیون ایسا کیا آپ نے فرمایا مسلمان جب وضو کرتا ہے اچہی طرح پہر پانچون نمازین پڑہتا ہے تو اوسکے گناہ گر جاتے ہین جیسے یہ پتے گرے اور فرمایا اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّہَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّیۡلِ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡہِبۡنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِکَ ذِکۡرٰی لِلذّٰکِرِیۡنَ منذری نے کہا امام احمد کے سب راویون سے حجت لی ہے صحیح مین سوا علی بن زید کے حاکم نے ابو ہریرہ اور ابو سعید سے اور کہا صحیح الاسناد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو ایک دن خطبہ سنایا تو فرمایا قسم اوسکی جسکے ہاتہ مین میری جان ہے تین بار یہی فرمایا پہر اپنا سر نیچا کر لیا ہم مین سے ہر ایک شخص نے اپنا سر نیچا کر لیا اور رونے لگا ہم نہین جانتے تہے آپ نے کیون قسم کہائی پہر اپنا سر اوٹہایا اور آپکے چہرے پر خوشی تہی اور اوس کی خوشی ہمکو لال اونٹون سے زیادہ پسند تہی پہر آپ نے فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں کہ پانچون نمازین پڑہے اور رمضان کے روزے رکہے اور اپنے مال کی زکوۃ نکالے اور سات کبیرہ گناہون سے بچے مگر اوسکے لیے جنت کے آٹہون دروازے کہول جاوینگے قیامت کے دن پہر یہ آیت پڑہی اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا کَبٰٓئِرَ مَا تُنۡہَوۡنَ عَنۡہُ آخیر تک امام احمد نے ابو ایوب سے حضرت ؐ فرماتے تہے ہر نماز گرا دیتی ہے اوس گناہ کو جو اوس سے پہلے کیا منذری نے کہا اسکا اسناد حسن ہے امام احمد اور ابو یعلی اور بزار نے حارث سے جو مولے تہے عثمان رض کے اونہون نے کہا ایک دن حضرت عثمان بیٹہے تہے اتنے مین مؤذن آیا اونہون نے ایک برتن مین پانی منگوایا مین سمجہتا ہون وہ ایک مد کا پانی ہوگا پہر اونہون نے وضو کیا پہر کہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسیطرح وضو کرتے دیکہا جیسے مینے وضو کیا پہر فرمایا جو کوئی میرے وضو کیطرح وضو کرے پہر کہڑے ہوکر ظہر کی نماز پڑہے تو جو گناہ اوسنے صبح اور ظہر کے بیچ مین کیے وہ معاف ہو جاوینگے پہر عصر کی نماز پڑہے تو ظہر اور عصر کے بیچ کے گناہ معاف ہو جاوینگے پہر مغرب پڑہے تو مغرب اور عشا کے بیچ کے گناہ معاف ہو جاوینگے اور یہ نمازین نیکیان ہین جو مٹا دیتی ہین برائیون کو لوگون نے کہا یہ تو نیکیان ہین اے عثمان یہ باقیات کیا ہین اونہون نے کہا وہ یہ ہین لا الہ الا اللہ سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ منذری نے کہا امام احمد کا اسناد حسن ہے امام مسلم نے جندب بن عبد اللہ سے حضرت ؐ نے فرمایا جسنے صبح کی نماز پڑہی تو وہ اللہ کے ذمہ مین ہے تو اب اللہ تعالی اپنے ذمہ کی تم سے بازپرس کرے ورنہ وہ اپنے ذمہ کو پورا کریگا اور جسنے اوسکو ذمہ مین خلل ڈالا اوسکو اوندہا جہنم کی آگ مین گرا دیگا ابو یعلی نے انس سے حضرت ؐ نے فرمایا اللہ نے سب سے پہلے بندون پر فرض کیا

اونکے دین مین سے وہ نماز ہے اور سب سے اخیر ہی نماز باقی رہیگی اور سب سے پہلے قیامت کے دن نماز کا حساب ہوگا اور
اللہ تعالی فرماویگا میرے بندیکی نماز مین دیکھو اگر وہ پوری ہے تو پوری لکھی جاویگی اور جو ناقص ہے تو فرماویگا دیکھو میرے بندے
پاس نفل نماز ہے پہر اگر نفل نماز ہوگی تو اوس سے فرض پوری کیجاویگی پہر فرماویگا دیکھو اوسکی زکوۃ پوری ہے اگر پوری ہے تو پوری
لکھی جاویگی اور جو ناقص ہے تو فرماویگا دیکھو اوسکے پاس نفل صدقہ ہے پہر اگر صدقہ ہوگا تو اوس سے زکوۃ پوری ہوجاوے گی
سکوت کیا اس سے منذری نے طبرانی نے باسناد جید ابو الدرداء سے حضرت صلعم نے فرمایا پانچ چیزین ہین جو اونکو لاوے گا
ایمان کے ساتھ وہ جنت مین جاویگا جو محافظت کرے پانچون نماز وپر اونکے وضو اور رکوع اور سجدے اور وقتون پر اور
روزے رکہے رمضان کے اور حج کرے خانہ کعبہ کا اگر قدرت ہو اور زکوۃ ادا کرے اپنے دل کی خوشی سے اور امانت کو ادا کرے لوگون
نے کہا امانت کیا ہے یارسول اللہ آپنے فرمایا غسل کرے جنابت سے اور اللہ نے آدمی پاس امانت نہین رکھی اوسکے دین مین سے
سوا اسکے امام احمد نے باسناد حسن اور نسائی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین عامر بن سعد بن ابی وقاص سے اونہون نے کہا مین نے
سنا سعد سے اور کئی صحابیون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کہتے تہے دو شخص حضرت صلعم کے زمانے مین تہے
ایک افضل تہا دوسرے سے تو جو افضل تہا وہ مرگیا پہر دوسرا اوسکے بعد چالیس دن جیا پہر مرگیا اوس کا ذکر آیا حضرت صلعم
کے سامنے آپنے فرمایا کیا وہ نماز نہین پڑہتا تہا لوگون نے کہا کیون نہین نماز پڑہتا تہا یارسول اللہ اور اسمین کچھ
برائی نہ تہی آپنے فرمایا تمکو کیا معلوم اوسکی نماز نے اوسکو کہان تک پہنچایا امام احمد نے باسناد حسن ابو ہریرہ سے دو
شخص بلی کے جو ایک شاخ ہے قضاعہ قبیلے کی اسلام لائے حضرت صلعم کے ساتھ ایک ان مین سے شہید ہوگیا اور دوسرا
ایک سال اور جیا طلحہ بن عبید اللہ نے کہا مینے اوس شخص کو جو بعد مرا تہا دیکھا (خواب مین) وہ شہید سے پہلے جنت مین
گیا مین نے اس سے تعجب کیا جب صبح ہوئی تو مین نے اوسکا ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کیا اوسنے
اپنے ساتھی کے بعد رمضان کے روزے نہین رکہے اور چھ ہزار رکعتین پڑہین اور اتنی رکعتین سنت کی پڑہین منذری نے
کہا ابن ماجہ اور ابن حبان نے اسکو صحیح مین اور بیہقی نے طلحہ سے نکالا اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے اخیر مین زیادہ
کیا کہ ان دونون مین اس سے زیادہ فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین مین ہے امام احمد نے باسناد جید حضرت عائشہ سے
اور طبرانی نے کبیر مین ابن مسعود سے نکالا حضرت صلعم نے فرمایا تین باتین ہین جنپر مین قسم کہاتا ہون اللہ تعالی اسکو
جسکے پاس حصہ نہین اوسکے برابر نہین کریگا جسکے پاس حصہ ہے اور اسلام کے تین حصے ہین ایک نماز دوسرے روزہ تیسرے
زکوۃ اور اللہ تعالی جس بندے کو دنیا مین چاہتا ہے اوسکو قیامت کے دن اور کسی کی ولایت مین نہ دیگا (یعنے اللہ
ہی اسکا ولی رہیگا آخرت مین بہی) اور جو شخص کسی قوم کو دوست رکہیگا اللہ تعالی قیامت کے دن اوسکو اوسی قوم

کے ساتھ کریگا (ربّا) اللہم ہم درست کہتے ہیں اِس حدیث کو اور ہم جان نثار ہیں تیرے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے
اہل بیت کے اور ہم محبت رکھتے ہیں علے اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام سے پس آخرت میں ہمکو انہی کے ساتھ رکھیو) اور چوتھی
بات پر اگر میں قسم کھاؤں تو امید ہے کہ میں گنہگار نہ ہوں گا اللہ تعالے اپنے کسی بندے کو دنیا میں نہیں چھپا دے گا مگر آخرت
کے دن بھی اوسکا عیب چھپاویگا (قربان تیرے فضل اور کرم اور صدقے تیری عنایات اور رحم کے) طبرانی نے اوسط میں عبداللہ
بن قرط سے حضرتؐ نے فرمایا سب سے پہلے جس چیز کا حساب ہوگا بندے سے قیامت کے دن وہ نماز ہوگی پھر اگر نماز درست
نکلے تو باقی عمل بھی درست ہو جاوینگے اور جو نماز بگڑی تو باقی عمل بھی بگڑ جاوینگے منذری نے کہا اسکی اسناد میں خلل چاہیے تو
کچھ برائی نہیں طبرانی نے اوسط میں انسؓ سے حضرتؐ نے فرمایا پہلے جس چیز کا حساب ہوگا بندے سے قیامت کے دن وہ
نماز ہوگی تو دیکھا جاویگا اوسکی نماز کو اگر وہ اچھی نکلے گی تو اوس نے نجات پائی اور جو بری نکلی تو خراب ہوا اور برباد ہوا طبرانی نے
اوسط اور صغیر میں ابن عمرؓ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں امانت نہیں اوس میں ایمان نہیں اور جس نے وضو
نہیں کیا اوسکی نماز نہیں اور جسنے نماز نہیں پڑھی اوسکا دین نہیں اور نماز کی نسبت دین سے ایسی ہے جیسے سر کی بدن سے
طبرانی نے کہا متفرد ہوا اس حدیث سے حسین بن حکم حبری طبرانی نے اوسط میں ابوہریرہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا اون لوگوں سے
جو آپکے گرد تھے آپکی امت میں سے تم میرے لیے چھ باتوں کے ضامن ہو جاؤ میں تمہارے لیے جنت کا ضامن ہو جاتا ہوں
انہوں نے عرض کیا وہ چھ باتیں کیا ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا نماز اور زکوۃ اور امانت اور شرمگاہ اور پیٹ اور زبان طبرانی
نے کہا یہ حدیث اسی اسناد سے مروی ہے منذری کہا اسکی سند میں کوئی برائی نہیں امام احمد اور ابن حبان نے صحیح میں عبداللہ بن
عمرو سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے پوچھا سب عملوں میں افضل کیا ہے آپنے فرمایا نماز اسنے
کہا پھر کیا آپنے فرمایا نماز اوسنے کہا پھر کیا آپنے فرمایا نماز تین بار یہی فرمایا اوسنے کہا پھر کیا آپنے فرمایا جہاد کرنا اللہ
کی راہ میں (یعنے دین کو پھیلانے کے لیے خدا کی رضامندی کے واسطے نہ مال اور ملک کے طمع سے) طبرانی نے اوسط میں
سلمہ بن اکوعؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جان لو کہ تمہارے عملوں میں افضل نماز ہے امام احمد نے باسناد جید جسکے راوی صحیح
کے راوی ہیں حنظلہ کاتب سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو شخص محافظت کرے پانچوں نمازوں پر اونکے رکوع اور سجدے اور وقتوں پر
اور جانے کہ وہ حق ہیں اللہ کیطرف سے تو جنت میں جاویگا یا جنت اوسکے لیے واجب ہو جاویگی یا یوں فرمایا کہ دوزخ اوسپر
حرام ہو جاویگی امام عبداللہ بن احمد اور ابویعلے اور حاکم نے اور کہا صحیح ہے حضرت عثمان سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو شخص جانے
کہ نماز حق ہے اور فرض ہے واجب ہے وہ جنت میں جاویگا امام مسلم نے ابو مالک اشعری سے کہ حضرتؐ نے فرمایا وضو آدھا ایمان
ہے اور الحمدللہ بھر دیگا ترازو کو اور سبحان اللہ اور الحمدللہ بھر دینگے آسمان اور زمین کے بیچ کو اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل ہے

اور صبر روشنی ہے اور قرآن حجت ہے تیرے لیے یا تجھ پر۔ ابن ماجہ نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلعم فرماتے تھے جو کوئی بندہ اللہ کے لیے ایک سجدہ کریگا تو اللہ اوسکے لیے ایک نیکی لکھی گا اور ایک برائی اوسکی میٹ دیگا اور اُسکا ایک درجہ بلند کر دے گا تو سجدہ بہت کرو منذری نے کہا اوسکا اسناد صحیح ہے مسلم نے ابو ہریرہ سے حضرت صلعم نے فرمایا بہت قریب ہوتا ہے بندہ اپنے مالک سے سجدے مین تو بہت دعا کرو (سجدے مین) طبرانی نے کبیر مین ربیعہ بن کعب سے مین خدمت کرتا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنکو جب رات ہوتی تو حضرت صلعم کے دروازے پر چلا جاتا وہان سو رہتا تو مین ہمیشہ سنتا آپ فرمایا کرتے تہے سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان ربی یہانتک کہ مین خستہ ہو جاتا یا میری انکہہ لگ جاتی تو مین سو رہتا ایک دن آپنے فرمایا اے ربیعہ مجہسے مانگ مین تجہہ کو دونگا مینے عرض کیا مجہے مہلت دیجیے تاکہ مین سوچون اور مین نے خیال کیا کہ دنیا فانی منقطع ہے تو مین نے کہا یا رسول اللہ مین آپ سے چاہتا ہون کہ آپ دعا کیجیے اللہ تعالے دوزخ سے مجہکو نجات دیوے اور جنت مین لیجا دے یہ سنکر آپ خاموش ہو رہے پہر فرمایا یہ بات تجہکو کسنے بتلائی مین نے کہا کسی نے نہین بتلائی لیکن مینے یہ خیال کیا کہ دنیا منقطع ہے اور فانی ہے اور آپکا جو مرتبہ اللہ کے پاس ہے وہ ظاہر ہے تو مجہے یہ بہتر معلوم ہوا کہ آپ میرے لیے دعا کرین آپنے فرمایا اچہا مین دعا کرونگا تو مدد کر میری بہت سجدے کرکے ابن ماجہ نے باسناد جید ابو فاطمہ سے یہنی کہا یا رسول اللہ مجہے بتلائیے ایسے عمل کو جسپر مین قائم رہون آپ نے فرمایا تو سجدے کیا کر کیونکہ تو جب سجدہ کریگا اللہ کے لیے تو اللہ تیرا درجہ بلند کریگا اور تجہسے ایک گناہ میٹ دیگا امام احمد کی روایت مین یون ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اے ابو فاطمہ اگر تو مجہہ سے ملنا چاہتا ہے تو سجدہ بہت کر طبرانی نے اوسط مین حذیفہ رضہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اللہ کے نزدیک بندے کی کوئی حالت اس سے زیادہ پسند نہین ہے کہ وہ اوسکو سجدے مین پاوے اور اوسکے منہ مین مٹی لگی ہو منفرد ہوا اس سے عثمان منذری نے کہا ابن حبان نے اسکو ثقات مین ذکر کیا اور وہ قاسم کا بیٹا ہے طبرانی نے اوسط مین ابو ہریرہ رضہ سے حضرت صلعم نے فرمایا نماز بہتر شے ہے جسکو اللہ تعالے نے رکہا اپنے بندون کے لیے) پہر جو کوئی اسکو بہت کرنا چاہے تو بہت کرے طبرانی نے اوسط مین باسناد حسن ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلعم ایک قبر پر سے گذرے پوچہا یہ کسکی قبر ہے لوگون نے کہا فلان شخص کی آپ نے فرمایا دو رکعتین بہتر ہین میرے نزدیک اس تمام دنیا سے جو باقی ہے احمد اور بزار نے باسناد حسن یا صحیح مطرف سے اونہون نے کہا مین قریش کے کئی آدمیون کے پاس بیٹہا اتنے مین ایک شخص آیا وہ نماز پڑہنے لگا اور رکوع اور سجدہ کرتا تہا لیکن بیٹہتا نہ تہا مین نے کہا قسم خدا کی مین سمجہتا ہون یہ جانتا نہین کہ نماز سے فارغ ہوتے مین دوگانہ پر یا طاق پر لوگون نے کہا تم اوسکے پاس جاؤ اور کہو مین کہڑا ہوا اور کہا اے اللہ کے بندے مین سمجہتا ہون تو نہین جانتا کہ نماز سے فارغ ہو دوگانے

یا طاق پڑہو لیکن اللہ جانتا ہے اور مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے جسنے اللہ کے لیے ایک
سجدہ کیا اوسکے لیے اللہ تعالی ایک نیکی لکہیگا اور ایک گناہ اُسکا میٹ دیگا اور ایک درجہ اُسکا بلند کریگا مینے کہا تم
کون ہو اونہون نے کہا مین ابو ذر رض ہون یہ سنکر مین لوٹا اپنے یارون پاس اور مین نے کہا خدا تم سے سمجہے تم برے
ساتہی ہو تم نے مجہی سکہلانیکو بہیجا اُس شخص کو جو حضرت صلعم کے اصحاب مین سے ہو ایک روایت مین یون ہے مینے انکو
دیکہا وہ قیام لمبا کرتے تہے اور رکوع اور سجدہ بہت کرتے تہے مینے اوسنے گفتگو کی اونہون نے کہا مین نے نیکی مین
کوتاہی نہین کی مینے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جو کوئی ایک رکوع کرے یا ایک سجدہ تو اللہ تعالے
اوسکا ایک درجہ بلند کریگا اور ایک گناہ اسکا میٹ دیگا امام احمد نے باسناد حسن یوسف بن عبد اللہ بن سلام سے
اونہون نے کہا مین ابو الدرداء کے پاس آیا اوس بیماری مین جسمین وہ مرے اونہون نے کہا ای بہتیجے میرے تو اس
شہر مین کیون آیا مینے کہا صرف اس محبت کے خیال سے جو میرے باپ عبد اللہ بن سلام اور تم مین تہے ابو الدرداء نے
کہا یہ وقت ایسا ہی جسمین جہوٹ بولنا نہایت برا ہے (یعنے مرتے وقت) مینے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے آپ فرماتے تہی جسنے وضو کیا اچہی طرح پہر کہڑا ہوا اور دو رکعتین پڑہین یا چار سہل نے (جو راوی ہے اسحدیث
کا) شک کی اور اچہی طرح رکوع کیا اون مین اور دل لگا کر پڑہین پہر اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ اسکو بخشدے گا
مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے عقبہ بن عامر رض سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہ اپنے
کام آپ کرتے باری باری اونٹون کو چراتے تو میرے اوپر اونٹ کا چرانا تہا مین شام کو اونکو لیکر گیا مینے دیکہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کو وعظ سنا رہے ہین آپ نے فرمایا کوئی تم مین ایسا نہین جو اچہی طرح وضو کرے پہر کہڑا ہو کر
دو رکعتین پڑہے اپنی دل اور منہ کو متوجہ کرکے مگر اوس نے واجب کر لیا جنت کو مین نے کہا واہ واہ یہ کیا عمدہ حدیث ہے
حاکم کی روایت مین یون ہے کہ جو مسلمان وضو کرے پورا وضو پہر کہڑا ہو نماز مین اور جو کہے اوسکو سمجہے تو وہ نماز سے
فارغ ہو کر ایسا ہو گا جیسے اسی روز اسکی مان نے اسکو جنا حاکم نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے مسلم نے حضرت عثمان سے
حضرت صلعم نے فرمایا جس مسلمان پر فرض نماز کا وقت آوے وہ اچہی طرح وضو کرے اور دل لگا وے اور اچہی طرح
رکوع کرے تو اوسکی نماز کفارہ ہو جاوے گی اون گناہون کا جو نماز سے پہلے کیے تہے بشرطیکہ کبیرہ گناہ نہ کرے اور ہمیشہ
ایسا ہی رہیگا طبرانی نے کبیر مین عباس سے حضرت صلعم نے فرمایا لازم کر لو اپنے اوپر اپنے مالک کی یاد اور نماز پڑہو اول
وقت مین اللہ تعالی تمکو دونا اجر دے گا ترمذی اور دارقطنی نے ابن عمر رض سے حضرت صلعم نے فرمایا اول وقت نماز پڑہنا
اللہ کی رضامندی ہے اور اخیر وقت اُسکا عفو ہے دارقطنی نے ابو محذورہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اول وقت نماز پڑہنا

اللہ کی خوشی ہے اور اوسط وقت اوسکی رحمت ہے اور آخر وقت اوسکی معافی ہے دیلمی نے مسند الفردوس مین ابن عمرؓ
سے حضرتؐ نے فرمایا اول وقت کی فضیلت اخیر وقت پر ایسی ہے جیسے آخرت کی دنیا پر امام احمد نے ایک صحابی سے
کہ حضرتؐ سے پوچھا گیا کونسا عمل افضل ہے آپنے فرمایا نماز اپنے وقت پر پڑھنا اور والدین سے عمدہ سلوک کرنا اور
جہاد کرنا منذری نے کہا اسکے سب راویون سے صحیح مین حجت لی ہے ابوداؤد اور ترمذی نے ام فروہ سے کہ حضرتؐ
پوچھے گئے کونسا عمل افضل ہے آپنے فرمایا نماز اول وقت پڑھنا اسکی اسناد مین عبداللہ بن عمر عمری قوی نہین ہے ترمذی نے کہا
منذری نے کہا وہ سچا ہے اور اوسکی حدیث حسن ہے احمد اور ابن معین اور ابن عدی نے کہا اوس مین کوئی برائی نہین
اوسکی حدیث لکھی جاویگی اور ابو حاتم اور ابن مدینی نے اوسکو ضعیف کیا طبرانی نے کبیر اور اوسط مین اور امام احمد نے کعب
بن عجرہ سے اونہون نے کہا حضرتؐ برآمد ہوئے اور ہم سات آدمی بیٹھے تھے تین اون مین عرب تھے اور چار موالی یعنی عجم
جو غلام تھے عربون کے ہم اپنی پیٹھ لگائے تھے مسجد سے آپ نے فرمایا تم کیون بیٹھے ہو ہم نے کہا نماز کی انتظار مین تھوڑی دیر
آپ چپ رہے پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم جانتے ہو تمہارا مالک کیا کہتا ہے ہمنے کہا نہین آپنے فرمایا تمہارا مالک کہتا ہے جسنے نماز پڑھی اپنے وقت پر
اور محافظت کی اوسپر اور ضائع نہین کیا نماز کو ہلکا جانکر اوسکے حق کو تو اوسکا عہد ہے مجھپر کہ مین اوسکو جنت مین لیجاؤنگا
اور جسنے اوسکو وقت پر نہ پڑھا اور نہ محافظت کی اوسکی اور اوسکو ضائع کیا اوسکے حق کو ہلکا سمجھکر تو اوسکا عہد نہین
مجھپر چاہون اوسکو عذاب کرون اور جو چاہون تو اوسکو بخشدون طبرانی نے کبیر مین باسناد حسن عبداللہ بن مسعود سے کہ
حضرتؐ ایکدن اپنے اصحاب سے گذرے تو فرمایا اونسے تم جانتے ہو تمہارا مالک کیا کہتا ہے اونہون نے کہا اللہ اور
اسکا رسول خوب جانتا ہے تین بار آپنے یہی فرمایا پھر فرمایا کہ اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے قسم میری عزت اور بزرگی کی
جو کوئی نماز کو وقت پر پڑھے مین اوسکو جنت مین لیجاؤنگا اور جو غیر وقت پر پڑھے اوسپر مین چاہون تو رحم کرونگا
چاہون تو عذاب کرونگا طبرانی نے اوسط مین انس بن مالک رضؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جسنے نمازین اپنے وقت پر
پڑھین اور وضو پورا کیا اونکے لیے اور قیام اور خشوع اور رکوع اور سجدے کو پورے طرح ادا کیا تو نماز اوسکی سفید نورانی
ہوکر نکلے گی اور کہے گی اللہ تیری حفاظت کرے جیسے تونے میری حفاظت کی اور جو کوئی نمازین بے وقت پڑھے
نہ پورا وضو کرے نہ قیام اور خشوع اور رکوع اور سجدے کو پورا کرے تو اوسکی نماز کالی بھجنگ ہوکر نکلے گی اور کہی گی
خدا تجھکو تباہ کرے جیسے تونے مجھکو برباد کیا جب اوس مقام میں پہونچے گی جہان اللہ کو منظور ہے تو اسطرح لپیٹی جاویگی
جیسے پرانا کپڑا لپیٹا جاتا ہے پھر نماز پڑھنے والے کے منہ پر ماری جاویگی آبن ماجہ نے علی رضؓ سے مین جب کوئی حدیث
حضرتؐ سے سنتا تو اللہ تعالی مجھکو نفع دیتا جو اوسکو منظور ہوتا اور جب حضرتؐ کی حدیث کوئی اور بیان کرتا

تو مین اوسکو قسم دیتا اگر وہ قسم کہاتا تو مین اوسکو سچ جانتا اور ابو بکر رضؓ نے مجھ حدیث بیان کی اور سچ کہا اونہون کہ حضرت نے فرمایا جو کوئی گناہ کرے پھر وضو کرے اچھی طرح پھر دو رکعتین پڑہے پھر نماز پڑہے اور اللہ سے معافی چاہے تو اللہ بخش دیگا اوسکو ابن ماجہ نے ابو قتادہ بن ربعی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے فرمایا مینے تیری امت پر پانچ نمازین فرض کین ہین اور مینے عہد کیا ہے اپنے پاس کہ جو کوئی انکی محافظت کریگا اونکے وقتو پر اوسکو مین جنت مین لیجاونگا اور جو کوئی اونپر محافظت نہ کریگا اوسکا کوئی عہد میرے پاس نہین ہے

ابواب سَتْرِ الْعَوْرَۃِ

عورت کے چھپانے کے ابواب یعنی اون بابون کا بیان جنمین یہ مذکور ہے کہ نماز مین عورت کا چھپانا فرض ہے

باب وُجُوْبِ الصَّلٰوۃِ فِی الثِّیَابِ

کپڑون مین نماز پڑہنے کا وجوب **ف** قسطلانی نے کہا حنفیہ اور شافعیہ اور اکثر فقہا اور اہل حدیث کے نزدیک عورت کا چھپانا شرط ہے نماز کی صحت کے لیے البتہ حنفیہ یہ کہتے ہین کہ خود نمازی کو اپنا ستر دیکھنے سے ضرر نہین ہوتا نماز مین انتہی مختصرًا حافظ نے کہا جمہور کا یہ قول ہے کہ ستر عورت نماز کی شرطون مین سے ایک شرط ہے اور بعض مالکیہ سے یہ منقول ہے کہ اگر بہولے سے بغیر ستر عورت کے بہی نماز پڑہ لیوے تو جائز ہے البتہ عمدًا جائز نہین اور بعضون نے کہا کہ ستر عورت سنت ہے نماز کی تو اوسکی ترک سے نماز باطل نہ ہوگی انتہی ملخصًا وَقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ اور فرمایا اللہ تعالی نے لو اپنی زینت کو یعنی کپڑون کو عورت ڈہانپنے کے لیے ہر مسجد کے پاس **ف** یعنے طواف کے لیے یا نماز کے لیے قسطلانی نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ ستر عورت واجب ہے نماز مین حافظ نے کہا مؤلف نے اشارہ کیا اس آیت کو بیان کرکے اوس حدیث کیطرف جو مسلم نے نکالی ابن عباس سے کہ عورت بیت اللہ کا طواف ننگے ہو کر کیا کرتے آخیر تک اوسی باب مین یہ آیت اوتری خذوا زینتکم عند کل مسجد اور طاؤس کی تفسیر مین ہے کہ زینت سے مراد کپڑے ہین روایت کیا اسکو بیہقی نے اور ایسا ہی روایت کیا مجاہد سے اور ابن حزم نے کہا کہ علما کا اتفاق ہے کہ مراد اس آیت سے ستر عورت ہے انتہے شوکانی نے کہا اس آیت سے اگر تسلیم کرلیوین تو اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ ستر عورت واجب ہے لیکن یہ بات کہ وہ نماز کی صحت کی شرط ہے تو ثابت نہین ہوسکتا قسطلانی نے کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ آیت تو طواف کے حق مین اوتری جسکو جاہلیت کے لوگ ننگے ہو کر کیا کرتے تہے اور کہتے تہے ہم اللہ کی عبادت ان کپڑون مین نہین کرینگے جن مین ہمنے گناہ کیا ہے تو اسکا جواب یون دینگے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا اور آیت عام ہے شامل ہے ہر ایک مسجد کو خواہ مسجد الحرام ہو یا اور کوئی مسجد انتہے وَمَنْ صَلّٰی مُلْتَحِفًا فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ اور بیان ہے اوسکا جو کوئی نماز پڑہے ایک کپڑے مین لپٹ کر حافظ نے کہا یہ عبارت سوا مستملی کی روایت کے اور کسی کی روایت مین نہین ہے اور اسکا ذکر تو آگے ایک جداگانہ باب مین آویگا اور اگر مستملی کی روایت صحیح ہو تو اس مطلب کو سلمہ کی معلق

حدیث سے تعلق ہے جسکا ذکر آگے آتا ہے وَیُذْکَرُ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَزُرُّہٗ وَلَوْ بِشَوْکَۃٍ فِیْ اِسْنَادِہٖ نَظَرٌ اور ذکر کیا جاتا ہے سلمہ بن الاکوع سے کہ حضرت ؐ نے اونسے فرمایا دونون کنارون کو اوسکے اٹکالے اگرچہ ایک کانٹے سے سہی اسکی اسناد مین اعتراض ہے **ف** حافظ نے کہا مولف نے اسکو وصل کیا اپنی تاریخ مین اور ابوداؤد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے دراوردی سے اوس نے موسے بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن ابی ربیعہ سے اوس نے سلمہ بن الاکوع سے مین نے کہا یا رسول اللہ مین ایک شکاری شخص ہون کیا مین نماز پڑہون ایک کرتے مین آپنے فرمایا ہان لیکن اوسمین تکمہ لگا اگرچہ ایک کانٹے کا ہو اور روایت کیا بخاری نے اسمٰعیل بن ابی اویس سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے موسے بن ابراہیم سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے سلمہ سے تو اس اسناد مین ایک شخص زیادہ ہے درمیان موسے اور سلمہ کے اور روایت کیا اسکو بخاری نے مالک بن اسمٰعیل سے اونہون نے عطاف بن خالد سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے موسے بن ابراہیم نے اونہون کہا حدیث بیان کی ہمسے سلمہ نے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ موسیٰ نے اسحدیث کو سلمہ سے سنا تو احتمال ہے کہ ابی اویس کی روایت مین باوجود اتصال کے ایک راوی زیادہ کیا ہو یا عطاف کی روایت مین غلطی ہوئی ہو اور یہی اعتراض ہے اس اسناد مین جسکی طرف مولف نے اشارہ کیا اور اسی سبب سے مولف نے اس روایت کو سند کے ساتھ اپنے صحیح مین شریک نہین کیا اور جس نے اسحدیث کو صحیح کہا اوسنے دراوردی کی روایت پر اعتماد کیا اور عطاف کی روایت کو اوسکے اتصال کے واسطے شاہد کیا اور عطاف کے طریق کو امام احمد اور نسائی نے بھی نکالا اور ابن القطان نے جو کہا کہ یہ موسے بن محمد بن ابراہیم تیمی ہے جو ضعیف ہے بخاری اور ابو حاتم اور ابو داؤد کے نزدیک اور یہان اسکی نسبت دادا کیطرف کر دی تو صحیح نہین ہے کیونکہ بخاری وغیرہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ موسے مخزومی ہے اور وہ تیمی کے سوا ہے اسمین کچہ شک نہین البتہ طحاوی کی روایت مین موسیٰ بن محمد بن ابراہیم ہے وہ روایت اگر محفوظ ہو تو احتمال ہے کہ دونون نے اسحدیث کو روایت کیا ہو اور دراوردی نے دونو سے سنا ہو اسحدیث کو مگر یہ احتمال بعید ہے اور ممکن ہے کہ محمد کا ذکر طحاوی کی روایت مین شاذ ہو واللہ اعلم انتہی مافی فتح الباری قسطلانی نے کہا ابن القطان کی متابعت کی برماوی نے بھی اور اور لوگون نے اور حافظ ابن حجر نے اسکو رد کیا جیسے اوپر گذرا مترجم کہتا ہے طحاوی کی روایت مین سہو ہے اور یہ سہو ابن ابی داؤد سے ہوا یا ابن ابی قتیبہ سے اور قرینہ اس سہو کا یہ ہے کہ روایت کیا اسکو طحاوی نے دراوردی کے طریق سے اونہون نے موسیٰ بن محمد بن ابراہیم سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے سلمہ بن الاکوع سے حالانکہ دراوردی کی روایت کو نکالا بخاری اور ابو داؤد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور واسطہ نہین کیا درمیان موسے اور سلمہ کے اور شاید جو اعتراض امام بخاری نے مراد لیا وہ یہ ہو کہ دراوردی کی روایت بہی مضطرب ہے کبھی اونہون نے

واسطہ نہین کیا درمیان موسیٰ اور سلمہ کے اور کبھی واسطہ کیا اور احتمال ہے کہ وہ اعتراض یہ ہو کہ موسیٰ کو کبھی بن محمد بن ابراہیم کہا
جیسے طحاوی کی روایت مین ہے اور وہ ضعیف ہے اور کبھی موسیٰ بن ابراہیم کہا جو مخزومی ہے اور وہ ثقہ ہے واللہ اعلم
فائدہ حدیث مین تزرہ ہے صیغہ واحد حاضر مضارع کا اور بعض نسخون مین یزرہ ہے صیغہ واحد غائب مضارع کا اور
بعض مین یزر ہے بحذف مفعول اور مطلب یہ ہے کہ قمیص کے دونون پلون کو باندھ لیوے اور اٹکا لیوے تاکہ ستر نہ
کھلے طحاوی کی روایت مین ہے نعم و زرّہ ولو بشوکۃ اور غلطی صریح کی صاحب تیسیر القاری نے اونہون نے یہ ترجمہ کیا
کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کپڑے کو باندھتے تھے اگرچہ ایک کانٹے سے سہی حالانکہ پیغمبر خدا نے یہ سلمہ رض سے فرمایا کہ وہ باندھ
لیوین اور اسی حدیث کے لانے سے مؤلف نے اشارہ کیا اسطرف کہ آیت مین زینت سے کپڑے مراد ہین نہ آراستگی اور بناؤ
قسطلانی نے کہا اگر کوئی ایک کپڑے مین نماز پڑھے جیسے صرف ایک کرتے مین اور اوسکا گریبان اتنا بڑا ہو کہ اُس
مین سے ستر نظر آوے رکوع یا سجدے مین تو اوس مین تکمہ لگا لیوے یا کمر باندھ لیوے انتہیٰ وَمَنْ صَلّٰی فِی الثَّوْبِ
الَّذِیْ یُجَامِعُ فِیْہِ مَالَمْ یَرَ فِیْہِ اَذًی اور بیان ہے اسکا کہ نماز پڑھے ایک شخص اُس کپڑے مین جسمین جماع کرے
بشرطیکہ کوئی نجاست اسمین نہ دیکھے **ف** حافظ نے کہا مؤلف نے اشارہ کیا اُس حدیث کیطرف جسکو نکالا ابو داؤد
اور نسائی نے اور صحیح کہا اوسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے معاویہ بن ابی سفیان سے اونہون نے پوچھا اپنی بہن ام
حبیبہ رض سے کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اوس کپڑے مین جسمین صحبت کرتے تھے اونہون نے کہا ہان جب آپ
اُس مین کچھ پلیدی نہ پاتے اور یہ اُن حدیثون مین سے ہے جنکی طرف مؤلف نے ترجمہ باب سے اشارہ کیا نہ اسناد سے اسکو
روایت کیا نہ تعلیقاً انتہیٰ وَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا یَطُوْفَ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ اور حکم کیا جناب
رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خانہ کعبہ کا طواف کوئی ننگا نہ کرے **ف** حافظ نے کہا مؤلف نے اشارہ کیا
اوس حدیث کیطرف جو ابو ہریرہ رض نے روایت کی حضرت علی کے بھیجنے مین اُس سال جب ابو بکر رض کو حضرت نے بھیجا تھا
اور مؤلف نے آگے اوسکو بیان کیا موصولاً لیکن اُسمین اس حکم کی صراحت نہین ہے البتہ امام احمد نے باسناد حسن خود
ابو بکر صدیق رض سے نکالا کہ حضرت نے اونکو بھیجا اور فرمایا اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کا حج نہ کرے اور
نہ طواف کرے بیت اللہ کا کوئی ننگا اور مؤلف نے اس حدیث سے دلیل لی اسطرح سے کہ جب ننگے ہو کر طواف کرنے سے
ممانعت ہوئی تو نماز بطریق اولیٰ منع ہوگی کیونکہ نماز کے لیے وہ سب باتین شرط ہین جو طواف کے لیے شرط ہین انتہیٰ
شوکانی نے کہا جو لوگ ستر عورت نماز کی صحت کی شرط کہتے ہین وہ دلیل لیتے ہین حضرت عائشہ کی حدیث سے جسکو
نکالا ابو داؤد اور ترمذی اور احمد اور ابن ماجہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ قبول نہین کرتا نماز اُس عورت

کی جوان ہو جاوے مگر اوڑہنی سے دارقطنی نے کہا اسکا موقوف ہونا زیادہ ٹھیک ہے اور حاکم نے کہا وہ منقطع ہے اور طبرانی نے صغیر اور اوسط میں نکالا ابو قتادہ سے کہ اللہ کسی عورت کی نماز قبول نہین کرتا جبتک وہ اپنی زینت کو نہ چھپاوے اور کسی لڑکی کی جو حیض کی عمر تک پہونچ جاوے جبتک وہ اوڑہنی نہ اوڑہے حالانکہ اس حدیث سے شرط ہونیکا ثبوت نہین ہوتا کیونکہ قبول نہ ہونیسے صحیح نہونا لازم نہین آتا اور دوسری حدیثون مین بھاگی ہوئی غلام کی اور جسکے پیٹ مین شراب ہو نماز کا قبول نہ ہونا آیا ہے حالانکہ اونکی نمازین بالاتفاق صحیح ہین اسیطرح دلیل لی ان لوگون نے بہز بن حکیم کی حدیث سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے دادا سے اونہون نے کہا یا رسول اللہ اپنی عورتون مین سے ہم کیا چھپاوین اور کیا چھوڑ دین آپنے فرمایا چھپا تو اپنی عورت کو مگر اپنی بی بی اور لونڈی سے مینے کہا جب لوگ ملے جلے ہون آپنے فرمایا اگر تجھسے ہو سکے کہ عورت کو کوئی نہ دیکھے تو کوئی نہ دیکھے مینے کہا جب آدمی اکیلا ہو آپ نے فرمایا تو اللہ تعالی زیادہ لائق ہے کہ اوس سے شرم کیجاوے روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور نسائی نے اسکو عشرۃ النسا مین نکالا اور ترمذی نے اسکو حسن کہا اور حاکم نے صحیح کہا اور نکالا اسکو ابن ابی شیبہ نے اس مین یہ نہین ہے کہ اگر لوگ ملے جلے ہون اور دلیل لی سلمہ بن الاکوع کی حدیث سے جو اوپر گذری اور ان حدیثون سے ستر عورت کا وجوب نکلتا ہے نہ یہ کہ وہ شرط ہے نماز کی صحت کی دوسرے گروہ مخالفین نے دلیل لی سہل بن سعد کی حدیث سے جسکو نکالا بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے اس مین یہ ہے کہ مرد نماز پڑہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے تہبندون کو باندہے ہوئے اپنی گردنون پر بچون کیطرح اور عورتون کو کہا جاتا تھا تم اپنا سر مت اوٹھانا جبتک مرد سیدہے کھڑے ہو جاوین ابوداؤد کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ ازارون کی تنگی سے شوکانی نے کہا اس حدیث سے تو یہ نکلتا ہے کہ ستر عورت واجب بھی نہین ہے نماز کی صحت کی شرط ہونا تو الگ ہے اور دلیل عمرو بن سلمہ کی حدیث سے کہ مین امامت کرتا تھا اپنے لوگون کی اور میرے پاس ایک پھٹی چادر تھی جب مین سجدہ کرتا تھا وہ کھل جاتی اور ایک روایت مین ہے کہ میرا مقعد کھل جاتا تو محلہ کی ایک عورت نے کہا تم ہمسے اپنی قاری کی مقعد کیون نہین چھپاتے نکالا اوسکو بخاری اور ابوداؤد اور نسائی نے پس حق یہ ہے کہ عورت کا چھپانا نماز مین واجب ہے لیکن شرط نہین ہے نماز کی صحت کی پس اگر کوئی نہ چھپاوے تو نماز اسکی صحیح ہو جاویگی البتہ عورتون کے لیے ستر کے شرط ہونے پر دلیل لے سکتے ہین عائشہ اور ابو قتادہ کی حدیثون سے اور روایت کیا ابوداؤد نے ام سلمہ سے کہ اونہون نے پوچھا حضرت سے کیا عورت صرف کرتی اور سربند مین نماز پڑہے اور ازار نہ پہنے ہو آپنے فرمایا ہان پڑہے جب کرتہ اتنا لنبا ہو کہ اوسکی پاؤنکی پشت چھپ جاوے اور نسائی اور ترمذی نے ابن عمر سے روایت کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص غرور سے اپنا کپڑا لٹکاوے تو اللہ تعالی قیامت کے دن اسکی طرف نہ دیکھیگا ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ پھر عورتین اپنے دامنون سے کیا

زیادہ کریں آپ نے فرمایا ایک بالشت لٹکا دیں انہوں نے کہا جب تو اونکے پاؤں کھل جاوینگے آپ نے فرمایا تو ایک ہاتھ لٹکا دیں
اس سے زیادہ نہیں ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور امام احمد نے اوسکو روایت کیا اوس میں یہ ہے کہ حضرت صلعم کی بی بی
نے آپ سے پوچھا دامن کو آپ نے فرمایا ایک بالشت لٹکاؤ اونہوں نے کہا ایک بالشت سے ستر نہیں ہوتا آپ نے فرمایا ایک ہاتھ
لٹکاؤ اور روایت کیا اسکو حاکم نے عبدالحق نے کہا کہ امام مالک وغیرہ نے اسکو موقوفاً روایت کیا حافظ نے کہا وہی ٹھیک
ہے لیکن حاکم نے کہا کہ اوسکا رفع صحیح ہے بخاری کی شرط پر اوسکی اسناد میں عبدالرحمان بن دینار ہے تقریب میں ہے کہ
وہ سچا ہے خطا کرتا ہے (انتہیٰ مختصراً) زیلعی نے کہا ابن جوزی نے کہا تحقیق میں اس حدیث میں گفتگو ہے اور عبدالرحمان کو یحییٰ
اور ابو حاتم نے ضعیف کیا اور اوسی نے غلطی کی اس حدیث کو رفع کرنے میں اور ابوداود نے امام مالک کے طریق سے اسکو موقوفاً
نکالا ام سلمہ پر اور دارقطنی نے کہا کہ اوسکا وقف صواب ہے اور صاحب تنقیح نے کہا کہ عبدالرحمان سے بخاری نے صحیح میں روایت
کی اور وہ ثقہ ہے لیکن اوس نے غلطی کی اس حدیث کے رفع کرنے میں (انتہیٰ مختصراً) **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ
قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أُمِرْنَا أَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيدَيْنِ وَ
ذَوَاتِ الْخُدُورِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَدَعْوَتَهُمْ وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ قَالَتِ امْرَأَةٌ يَا
رَسُولَ اللّٰهِ إِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ
حَدَّثَنَا عِمْرَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ حَدَّثَتْنَا أُمُّ عَطِيَّةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِهٰذَا ترجمہ ام عطیہ سے روایت ہے ہمکو حکم کیا گیا دونوں عیدوں میں حائض اور پردے والی عورتوں کو نکالنے کا تو وہ حاضر
ہوں مسلمانوں کی جماعت اور دعا میں اور جدا رہیں حیض والی عورتیں ان عورتوں کی نماز کے مقام سے جو حائض نہیں ہیں ایک عورت
نے کہا یا رسول اللہ ہم میں سے کسی عورت کے پاس چادر نہیں ہوتی آپ نے فرمایا اوسکو چادر پہنا دے اوسکی ساتھی یعنے اپنی چادر (جو
فاضل ہو) اوسکو دیدے (عاریت کے طور پر) **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سے ترجمہ باب اسطرح نکلتا ہے کہ جب عید کی نماز کو نکلنے کے
لیے لباس کا حکم ہوا اگرچہ مانگے کا ہو تو فرض نماز کے لیے بطریق اولیٰ حکم ہوگا اور جب عورتوں کے لیے ستر عورت واجب ہوا تو مردوں کے
لیے بھی واجب ہوگا اور شافعیہ کے نزدیک حکم یہی ہے کہ نماز اور غیر نماز ہر حال میں مطلقاً ستر عورت واجب ہے اور یہ حدیث کتاب الطہارۃ
میں مفصلاً مع شرح گذر چکی شوکانی نے کہا حق یہ ہے کہ ستر عورت تمام اوقات میں واجب ہے مگر حاجت کے وقت اور جماع
کے وقت اور غسل کے وقت اختلاف ہے اور تمام لوگوں سے واجب ہے سوا اپنی بی بی اور لونڈی کے اور طبیب اور گواہ اور
حاکم میں اختلاف ہے اور اس باب میں مسلم نے ابو سعید خدری سے روایت کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا نہ نظر کرے مرد مرد کی عورت کیطرف اور نہ عورت عورت کی
عورت کیطرف اور نہ سوئے دو مرد ایک کپڑے میں لپٹ کر اور نہ دو عورتیں ایک کپڑے میں یعنے جب دونوں ننگے ہوں طیبی نے کہا جو کوئی ایسا کرے اسکو

دیکھا دیکھی شوکانی نے کہا اور روایت کیا ترمذی نے ابن عمر سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا بچو تم ننگے ہونے سے کیونکہ تمہارے ساتھ وہ لوگ ہیں جو تم سے جدا نہیں ہوتے مگر پاخانہ اور جماع کے وقت تو شرم کرو اونسے اور عزت کرو انکی اور ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ مرد کو مرد کے ستر کیطرف اسیطرح عورت کو عورت کے ستر کیطرف نظر کرنا جائز نہیں اور یہ بھی نکلتا ہے کہ تنہائی میں بالکل ننگے ہونا درست ہے اور امام بخاری نے اسکو جائز کہا ہے غسل میں اور بعض لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ ستر عورت واجب نہیں ہے لیکن سبب اونکی دلیل یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی ران کو کھولا اور اسکا جواب آگے آوے گا انتہی مختصرًا **ت** عبد اللہ بن جابر نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الرحمٰن قطان نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن سیرین نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ام عطیہ نے **ف** اس سند کو بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ محمد بن سیرین کا سماع ام عطیہ سے ثابت ہو جاوے اور باطل کرتا ہے اس خیال کو کہ ابن سیرین نے یہ حدیث اپنی بہن حفصہ سے سنی اونہوں نے ام عطیہ سے اور اس سند کو طبرانی نے معجم کبیر میں موصولًا نکالا اعلیٰ بن عبد العزیز سے اونہوں نے عبد اللہ بن رجا سے (فتح) **ت** اونہوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث کو جو ابھی گذری

بَابُ عَقْدِ الْإِزَارِ عَلَى الْقَفَا فِي الصَّلٰوةِ

ازار کا گدی پر باندھ لینا نماز میں وَقَالَ أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ صَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِي أُزُرِهِمْ عَلٰى عَوَاتِقِهِمْ ابو حازم (سلمہ بن دینار) نے کہا سہل سے (جو سعد کے بیٹے ہیں سنہ ۹۱ھ میں مرے مدینہ میں سب صحابہ کے بعد) کہ صحابہ نے نماز پڑھی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور اپنی ازاریں اپنے مونڈھوں پر باندھے ہوئے تھے **ف** کیونکہ اونکے پاس پائجامے نہ تھے تو باندھنے سے یہ غرض تھی کہ رکوع اور سجدے میں ستر نہ کھلے اور اس حدیث کو خود مؤلف نے وصل کیا جیسے آگے آوے گی (فتح)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ صَلّٰى جَابِرٌ فِي إِزَارٍ قَدْ عَقَدَهُ مِنْ قِبَلِ قَفَاهُ وَثِيَابُهُ مَوْضُوعَةٌ عَلَى الْمِشْجَبِ قَالَ لَهُ قَائِلٌ تُصَلِّي فِي إِزَارٍ وَاحِدٍ فَقَالَ إِنَّمَا صَنَعْتُ ذٰلِكَ لِيَرَانِي أَحْمَقُ مِثْلُكَ وَأَيُّنَا كَانَ لَهُ ثَوْبَانِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** محمد بن منکدر سے روایت ہے جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے ایک تہبند میں نماز پڑھی جسکو باندھ لیا تھا اپنی گردن کی پشت کیطرف (یعنے گدی پر گرہ دے لی تھی) اور انکے کپڑے کھونٹی پر رکھے تھے ایک شخص نے (عبادہ بن ولید یا سعید بن حارث) نے اونسے کہا تم ایک تہبند میں نماز پڑھتے ہو (کپڑے ہوتے ہوئے) اونہوں نے کہا میں نے اسلیے ایسا کیا کہ مجھکو کوئی احمق (جاہل) تیری طرح دیکھے اور ہم میں سے کسکے پاس دو کپڑے تھے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں **ف** تو غرض جابر رضی اللہ عنہ کی یہ تھی کہ ایک کپڑے میں نماز جائز ہے اگرچہ دو کپڑوں میں نماز افضل ہے اور اس میں اختلاف تھا اگلے زمانے میں پھر اتفاق ہو گیا اوسکے جواز پر ابن ابی شیبہ

ابن مسعود سے نکالا انہوں نے کہا ایک کپڑے میں نماز مت پڑھ اگرچہ وہ کشادہ ہو اس سے بڑھ کر جتنا آسمان اور زمین میں ہے ابن بطال نے کہا ابن عمر کی طرف ایسی ہی نسبت کی حافظ نے کہا اگرچہ جابر رض کے فعل سے اسکا جواز ثابت ہو گیا مگر مؤلف نے اسکے بعد اور ایک حدیث بیان کی جس سے حضرت ص کا بھی ایک کپڑے میں نماز پڑھنا ثابت ہوتا ہے تاکہ اسکے جواز میں کوئی شبہ نہ رہے **حَدَّثَنَا** مُطَرِّفٌ أَبُو مُصْعَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ ترجمہ محمد بن منکدر نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ کو دیکھا وہ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے تھے اور کہا جابر نے کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے تھے **ف** نووی نے کہا ایک کپڑے میں نماز جائز ہونا اسپر اتفاق ہے مگر ابن مسعود سے اسکی خلاف منقول ہے اور مجھے اوسکی صحت کا علم نہیں لیکن دو کپڑوں میں بالاجماع افضل ہے البتہ ایک کپڑے میں نماز اوس وقت منع ہے جب کہ اسکے کاندھے پر کچھ نہ ہو اور جمہور نے نہی کی حدیث کو اسی صورت پر محمول کیا ہے اور امام احمد سے مروی ہے کہ اگر باوجود قدرت کے دونوں کاندھے کھلے رکھے تو نماز صحیح نہ ہوگی اور ایک روایت میں ہے کہ صحیح ہوگی لیکن گنہگار ہوگا انتہے من النیل اور قدرت سے یہ مطلب ہے کہ کپڑا بڑا ہو اور عورت کی چھپانے کے ساتھ اوس میں سے کسی قدر کاندھے پر بھی ڈال سکے لیکن نہ ڈالے اور جو کپڑا چھوٹا ہو کہ فقط ستر عورت اوس سے ہو سکے اور اسکے سوا دوسرا کپڑا نہ ہو تو ستر عورت کر لے اور کاندھے کھلے رہنے دیوے اس صورت میں بالاتفاق نماز جائز ہو جاویگی

بَابُ الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ مُلْتَحِفًا بِهٖ

ایک کپڑے میں اوسکو اوڑھ کر لپیٹ کر نماز پڑھنے کا بیان **ف** حافظ نے کہا اگلی حدیثوں سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا حال ثابت ہوا اب مؤلف نے اسکے بعد وہ حدیثیں بیان کیں جن سے یہ نکلتا ہے کہ ایسا کرنا اوسوقت ہے جب کپڑوں کی تنگی ہو یا یہ امر جائز ہے لیکن افضل نہیں ہے طحاوی نے کہا ایک جماعت علماء کا یہ قول ہے کہ جب دو کپڑوں پر قادر ہو تو ایک کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور بعضوں نے کہا ہے اگر ایک ہی کپڑا ہو تو اسکو لپیٹ کے نماز پڑھنا مکروہ ہے بلکہ اسکی تہبند کر لیوے انتہے تو شاید امام بخاری نے اس باب سے ان لوگوں کا رد کیا اور یہ ثابت کیا کہ ایک کپڑے کو لپیٹ کر اس میں نماز پڑھنا جائز ہے مگر التحاف کی تفسیر یہ نہیں ہے کہ کپڑے کو سر سے پاؤں تک لپیٹ لیوے اسطرح کہ ہاتھ اور سب اعضا اندر بند ہو جاویں یہ تو دوسری حدیث میں منع ہے اسکو اشتمال صماء کہتے ہیں بلکہ التحاف کی تفسیر امام بخاری نے آگے بیان کی تو کہا قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي حَدِيْثِهٖ الْمُلْتَحِفُ الْمُتَوَشِّحُ وَهُوَ الْمُخَالِفُ بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ وَهُوَ الْاِشْتِمَالُ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ زہری (محمد بن مسلم) نے اپنی حدیث میں (جسکو ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے اور امام احمد نے ابوہریرہ سے روایت کیا) کہا ملتحف (یعنے التحاف کرنیوالا) وہ متوشح ہے (یعنے توشیح کرنے والا) اور وہ وہ شخص ہے

دونوں پہلون کے دونوں کنارون میں خلاف کرے اور اونکو اپنے دونوں مونڈھوں پر ڈالے اور اسی کو اشتمال علی المنکبین کہتے ہیں ف
وہ یہ ہے کہ کپڑے کو داہنے مونڈھے پر سے ڈالکر وہ کنارہ بائین بغل کے تلے لیجادے اور اسیطرح جو بائین مونڈھے پر ڈالا ہے وہ
کنارہ داہنی بغل کے تلے سے لیجادے پھر دونوں کناروں کو اپنے سینہ پر باندھ لیوے (قسط) قَالَ وَقَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ الْتَحَفَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبٍ وَخَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ امام بخاری نے کہا ام ہانی (بنت ابی
طالب) نے کہا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے التحاف کیا ایک کپڑے سے اور مخالفت کی اونکی دونوں کناروں میں
اپنے دونوں مونڈھوں پر **ف** یہ حدیث باب کی اخیر میں آویگی مگر اوسمیں دونوں کناروں کی مخالفت کا ذکر نہیں ہے البتہ
مسلم نے اوسکو نکالا دوسرے طریق سے اور احمد نے نکالا اسی لفظ سے جو امام بخاری نے یہاں بیان کیا (فتح) ابن بطال
نے کہا اس مخالفت سے یہ غرض ہے کہ نمازی خود اپنا ستر نہ دیکھے رکوع میں یا رکوع اور سجدے میں کپڑا اگر نہ پڑے (قسط)
حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ **ترجمہ** عمر بن ابی سلمہ (جو حضرت ﷺ کے ربیب تھے سنہ ۸۳
میں مرے مدینہ میں عبد الملک کی خلافت میں اس کتاب میں اونسے دو حدیثیں مروی ہیں) نے کہا کہ جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی ایک کپڑے میں اور مخالفت کی اوسکے دونوں کناروں میں **ف** حافظ نے
کہا یہ اسناد علو میں مثل ثلاثی کے ہے کیونکہ ہشام بن عروہ تابعین میں سے ہیں اور جو وہ کسی صحابی سے روایت
کرتے تو امام بخاری کو یہ حدیث تین واسطوں میں پڑتی **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ
حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي
فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ قَدْ أَلْقَى طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ **ترجمہ** عمر بن ابی سلمہ
نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا نماز پڑھتے تھے آپ ایک کپڑے میں ام المومنین ام سلمہ کے گھر
میں اور دونوں کنارے اسکی اپنے دونوں مونڈھوں پر ڈالے تھے **ف** یہ وہی حدیث ہے جسکو امام بخاری دوسری
سند سے لائے فائدہ اسمیں یہ ہے کہ مفصل ہے اسکے علاوہ اوسمیں تصریح ہے عمر کے دیکھنے کی حضرت کو **حَدَّثَنَا**
عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ رَأَيْتُ
رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهِ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ
عَلَى عَاتِقَيْهِ **ترجمہ** عمر بن ابی سلمہ نے کہا میں نے دیکھا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک کپڑے میں نماز
پڑھتے ہوئے آپ اسکو لپیٹے تھے ام سلمہ کے گھر میں اور دونوں کنارے اسکے آپکے دونوں مونڈھوں پر تھے **ف** یہ وہی حدیث

ہے جسکو میری سند سے لائے فائدہ یہ ہے کہ اوسمین تصریح ہے عروہ کے سماع کی عمر سے **حدثنا** اسمٰعیل بن
ابی اویس قال حدثنی مالک عن ابی النضر مولی عمر بن عبید اللہ ان ابا مرۃ مولی ام ہانی بنت
ابی طالب اخبرہ انہ سمع ام ہانی بنت ابی طالب تقول ذہبت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عام الفتح فوجدتہ یغتسل وفاطمۃ ابنتہ تسترہ قالت فسلمت علیہ فقال من ہذہ فقلت
انا ام ہانی بنت ابی طالب فقال مرحبا بام ہانی فلما فرغ من غسلہ قام فصلی ثمانی رکعات
ملتحفا فی ثوب واحد فلما انصرف قلت یا رسول اللہ زعم ابن امی انہ قاتل رجلا قد اجرتہ
فلان بن ہبیرۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اجرنا من اجرت یا ام ہانی قالت ام ہانی وذلک ضحی

ترجمہ ام ہانی بنت ابیطالب نے کہا مین جس سال کہ فتح ہوا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے مین نے آپکو
غسل کرتے ہوئے پایا اور جناب فاطمہ زہرا رض آپکی صاحبزادی آڑ کیے ہوئی تہین آپ پر ام ہانی نے کہا مینے آپ کو
سلام کیا آپ نے فرمایا کون ہے یہ مین نے کہا ام ہانی ابوطالب کی بیٹی آپنے فرمایا مرحبا ام ہانی کو (مرحبا وہ کلمہ ہے
جو عرب کے محاورے مین آنیوالے کیلیے کہا جاتا ہے یعنی تم اچھے کشادہ مقام مین آئے) جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو کھڑے
ہوئے پھر آٹھ رکعتین پڑہین ایک کپڑے مین التحاف کرکے جب نماز سے فارغ ہوئے تو مین نے کہا یا رسول اللہ میری
ماں کے بیٹے یعنے حضرت علی بن ابیطالب رض کہتے ہین مین مار ڈالونگا اُس شخص کو جسکو مینے پناہ دی ہے اور وہ
فلان شخص ہے ہبیرہ کا بیٹا **ف** حافظ نے کہا امام احمد اور طبرانی کی روایت مین ہے کہ مین نے پناہ دی تہی اپنے
دو دیورون کو ابوالعباس نے کہا مراد جعدہ بن ہبیرہ ہین اور ایک اور شخص بنی مخزوم مین سے اون دونون نے خالد بن ولید سے
مقابلہ کیا تہا اور امان نہین قبول کی تہی تو ام ہانی نے اونکو پناہ دی تہی اور وہ اُن کے خاوند کے عزیزون مین
سے تہی ابن جوزی نے کہا اگر ہبیرہ کا بیٹا اون مین ہو تو جعدہ ہوگا اور جعدہ نے حضرت ؐ کو دیکھا لیکن اوسکو صحبت
نہین ہوئی اور بخاری و ابن حبان نے اوسکو تابعین مین ذکر کیا پس جو کوئی اتنا کم سن ہو وہ فتح مکہ مین لڑائی کے
قابل کیونکر ہو سکتا ہے اور دوسرے یہ کہ اگر وہ ام ہانی کا لڑکا ہوتا تو علی رض اوسکے مارنے کا کیون ارادہ کرتے کیونکہ
ہبیرہ ام ہانی کے خاوند بہاگ گئے تہے اور ام ہانی جو اسلام لائی تہین اون کا لڑکا اونکے پاس تہا اور ابن عبد البر
نے کہا شاید یہ ہبیرہ کا لڑکا ام ہانی کے سوا کسی عورت کے پیٹ سے ہو اور ابن ہشام نے سیر مین کہا کہ ام ہانی نے
حارث بن ہشام اور زہیر بن ابی امیہ کو پناہ دی تہی اور یہ دونو مخزومی تہے یعنے اونکے خاوند کی قوم کے تہے اور ازرقی
نے واقدی کے طریق سے نکالا کہ دونو حارث بن ہشام اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ تہے اور بعضون نے کہا حارث

ابن ہشام اور ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو مخزومی (ام ہانی کے خاوند) تھے اور یہ صحیح نہیں کیونکہ ہبیرہ فتح کے وقت نجران کو بھاگ گئے تھے اور وہیں رہے شرک ہی میں یہانتک کہ مرگئے ایسا ہی کہا ابن اسحاق وغیرہ نے تو ام ہانی کا پناہ دینا اونکو کیونکر صحیح ہوگا کرمانی نے کہا زبیر بن بکار نے کہا فلان ابن ہبیرہ وہ حارث بن ہشام ہیں حالانکہ زبیر نے ایسا نہیں کہا بلکہ زبیر کی روایت میں بجائے فلان بن ہبیرہ کے حارث بن ہشام کا ذکر ہے اور مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روایت میں ایک لفظ رہ گیا ہے عم کا تو صحیح یون ہے فلان ابن عم ہبیرۃ یعنے فلان ہبیرہ کے چچا کا بیٹا اب حارث اور زہیر سب مراد ہوسکتے ہیں اسیطرح عبداللہ کیونکہ سب بنی مخزوم میں سے تھے **ت** تب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہمنے پناہ دی اسکو جسکو تمنے پناہ دی اے ام ہانی ام ہانی کہتی ہیں کہ تھا جو نماز آپنے پڑھی چاشت کی نماز تھی **ف** قسطلانی نے کہا مؤید ہے اسکی جو ابن شاہین نے نکالا ام ہانی نے کہا یا رسول اللہ یہ کونسی نماز ہے آپ نے فرمایا ضحے کی نماز ہے حافظ نے کہا اس حدیث کا شروع کتاب الغسل میں مذکور ہوچکا ہے اور اس کا بیان صلوۃ الضحی میں بھی آویگا اور یہاں اس حدیث کے لانیسے یہ غرض ہے کہ ام ہانی نے اس التحاف کی تفسیر جو اس روایت میں ہے اوس معنے سے کی جو معلق روایت میں مذکور ہوئی تو مطابق ہوئی یہ تفسیر اوس تفسیر کے جو ترجمہ باب میں مذکور ہے انتہے مختصرا **حدثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ سَائِلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے ایک پوچھنے والے نے حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کو آپنے فرمایا کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں **ف** حافظ نے کہا اس پوچھنے والے کا نام مجھکو معلوم نہیں ہوا البتہ شمس الائمہ سرخسی حنفی نے اپنی کتاب مبسوط میں کہا کہ پوچھنے والا ثوبان تھا سبحان اللہ حافظ صاحب کی وسعت علم کو دیکھیے باوجودیکہ شافعی تھے مگر حنفی مذہب کی کتابوں پر بھی اونکی نظر تھی خطابی نے کہا حضرت ص نے جو فرمایا اسکا مطلب یہ ہے کہ تم جانتے ہو کہ عورت کا چھپانا فرض ہے اور نماز پڑھنا ضرور ہے اور تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے نہیں ہیں تو تمکو یہ کیونکر معلوم نہیں کہ ایک کپڑے میں نماز جائز ہے اور طحاوی نے کہا اوسکا مطلب یہ ہے کہ اگر نماز ایک کپڑے میں مکروہ ہوتی تو میں مکروہ جانتا نماز اوسکے لیے جسکے پاس ایک ہی کپڑا ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ سوال تو جواز اور عدم جواز سے تھا نہ کراہت سے اور ابن حبان کی روایت میں یہ ہے کہ آپنے فرمایا اوس کپڑے میں توشح کرلی پھر اوس میں نماز پڑھی (توشیح کا بیان اوپر گذرا) قسطلانی نے کہا جمہور صحابہ جیسے ابن عباس اور علی اور معاویہ اور انس بن مالک اور خالد بن الولید اور ابوہریرہ اور عائشہ اور ام ہانی کا اور تابعین میں سے حسن بصری اور ابن سیرین اور شعبی اور ابن مسیب اور عطا اور ابوحنیفہ کا اور فقہا میں سے ابویوسف اور محمد اور شافعی اور مالک اور احمد کا ایک روایت میں اور اسحاق بن راہویہ کا

یہی قول ہے ایک کپڑے میں نماز جائز ہے جب عورت چھپاوے انتہی **باب** اذا صلی فی الثوب الواحد فلیجعل علی عاتقیہ جب ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو اپنے کاندھوں پر اوس میں سے کچھ حصہ ڈالے **حدثنا** ابو عاصم عن مالک عن ابی الزناد عن عبد الرحمن الاعرج عن ابی ہریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یصلی احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقیہ شیء **ترجمہ** ابو ہریرہ نے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے اور اس میں سے اوسکے مونڈھوں پر کچھ نہ ہو اسمعیلی کی روایت میں ہو کہ منع کیا آپنے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے جب اوس میں سے مونڈھوں پر کچھ نہ ہو قسطلانی نے کہا یہ نہی تحریم کے لیے نہیں ہے کیونکہ حضرت سے ثابت ہو کہ آپنے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور اسکا ایک کنارہ آپ کی ایک بی بی پر تھا وہ سوتی تھیں اور ظاہر ہے کہ جو کنارہ آپ کے مبارک جسم پر تھا وہ ازار کرنے کے لیے کافی ہوا ہوگا اور اوس میں اتنی وسعت کہاں ہوگی کہ مونڈھوں پر بھی ڈالا ہو حافظ نے کہا خطابی نے کہا اور اس میں اعتراض ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اگر کپڑا کشادہ ہو تو مونڈھوں پر اوس میں سے کچھ ڈالنا واجب ہے اور جو تنگ ہو تو واجب نہیں ہو اور اسی کو ابن منذر نے اختیار کیا ہے انتہی **حدثنا** ابو نعیم قال حدثنا شیبان عن یحیی بن ابی کثیر عن عکرمۃ قال سمعتہ او کنت سألتہ قال سمعت ابا ہریرۃ یقول اشہد انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من صلی فی ثوب فلیخالف بین طرفیہ **ترجمہ** ابو ہریرہ کہتے تھے میں گواہی دیتا ہوں میں نے سنا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو مخالفت کرے اوسکے دونوں کناروں میں

باب اذا کان الثوب ضیقا اگر کپڑا تنگ ہو اور ایک ہی کپڑا ہو **حدثنا** یحیی بن صالح قال حدثنا فلیح بن سلیمان عن سعید بن الحارث قال سألنا جابر بن عبد اللہ عن الصلوۃ فی الثوب الواحد فقال خرجت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض اسفارہ فجئت لیلۃ لبعض امری فوجدتہ یصلی وعلی ثوب واحد فاشتملت بہ وصلیت الی جانبہ فلما انصرف قال ما السری یا جابر فاخبرتہ بحاجتی فلما فرغت قال ما ہذا الاشتمال الذی رأیت قلت کان ثوب قال فان کان واسعا فالتحف بہ وان کان ضیقا فاتزر بہ **ترجمہ** سعید بن حارث نے کہا ہم نے جابر بن عبد اللہ انصاری رض سے پوچھا ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کو اونہوں نے کہا میں نکلا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپکے کسی سفر میں تو رات کو میں آپ کے پاس آیا کسی کام کے لیے تو دیکھا آپ نماز پڑھ رہے ہیں میرے اوپر ایک ہی کپڑا تھا میں نے اوسکو لپیٹا اور آپکے بازو نماز پڑھنے لگا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اور رات کو کیوں آیا

لیے جابر میں نے اپنا مطلب آپ سے بیان کیا جب میں کہہ چکا تو آپنے فرمایا یہ کیا کپڑا لپیٹنا ہے اے جابر جو مین دیکہہ رہا ہون مینے کہا ایک
ہی کپڑا تہا آپنے فرمایا اگر وہ کشادہ ہے تو اوسمین التحاف کر اور جو تنگ ہے تو اوسکی تہبند کرلے **ف** نووی نے کہا یہ واقعہ رات کا تھا اور ظاہر
نہین خطابی نے کہا حضرت صلعم نے جابر پر انکار کیا اس وجہ سے کہ انہون نے ایک کپڑے کو سارے بدن پر اسطرح لپیٹ لیا ہوگا
کہ ہاتھ باہر نہ ہونگے حافظ نے کہا یہ تو اشتمال صما رہے اور مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کپڑا تنگ تہا اور جابر نے اوسکے
دونو کنارون مین مخالفت کی تہی اور جہکی ہوئی تہی تاکہ ستر نہ کہلے تو حضرت صلعم نے اونکو بتلایا کہ یہ صورت جب ہے جب کپڑا
وسیع ہو لیکن اگر تنگ ہو تو صرف تہبند کر لینا کافی ہے مسلم کی روایت مین ہے کہ یہ سفر غزوہ بواط مین تہا جو پہلے آپ کا غزوہ ہے
اور حضرت صلعم نے جابر اور جبار بن صخر کو منزل مین پانی طیار رکہنے کے لیے بہیجا تہا یہ حدیث جمہور کے مذہب کے موافق ہے اور
امام احمد سے منقول ہے کہ جو شخص التحاف پر قادر ہو بغیر اوسکے نماز درست نہ ہوگی اور ایک روایت مین ہے کہ درست ہوگی لیکن
گنہگار ہوگا اور کرمانی سے غفلت ہوئی انہون نے کہا اجماع ہے اسپر کہ التحاف کا ترک جائز ہے اور انکو امام احمد کے قول کی
خبر نہ ہوئی دلیل امام احمد کی ابو ہریرہ کی روایت ہے جو اوپر گذری جسمین نہی ہے ایک کپڑے مین نماز پڑہنے سے بغیر مونڈہون پر کچہہ
ڈالنے کے اور ظاہر نہی سے تحریم ہے اور ابن منذر نے محمد بن علی سے بہی عدم جواز نقل کیا ہے اور ترمذی کی کلام سے بہی
اسمین اختلاف نکلتا ہے اور طحاوی نے اس مسئلہ کے لیے ایک باب مقرر کیا شرح الآثار مین اور منع نقل کیا ابن عمر سے پہر طاؤس اور
نخعی سے اور روایت کیا ابن وہب اور ابن جریر سے بہی اور طحاوی نے دونو طرف کی حدیثون مین یون جمع کیا ہے کہ اصل یہی
ہے کہ اشتمال کے ساتہہ نماز پڑہے لیکن اگر کپڑا تنگ ہو تو اوسکی تہبند کرلیوے اور شیخ تقی الدین سبکی نے اسکا وجوب نقل کیا ہے
امام شافعی سے اور اوسی کو اختیار کیا ہے لیکن مشہور شافعیہ کی کتابون مین اوسکے خلاف ہے (فتح) قسطلانی نے کہا احتمال
ہے کہ جابر نے اشتمال صما کیا ہو اور حضرت صلعم نے اوسی پر انکار کیا ہو واللہ اعلم **حدثنا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ
سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كَانَ رِجَالٌ يُصَلُّونَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِي
أُزُرِهِمْ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ كَهَيْئَةِ الصِّبْيَانِ وَقَالَ لِلنِّسَاءِ لَا تَرْفَعْنَ رُؤُسَكُنَّ حَتَّى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوسًا **ترجمہ**
سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے کہ کچہہ لوگ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ نماز پڑہتے تہے اپنے تہبندین اپنی گردنون پر باندہے
ہوئے بچون کیطرح ابو داؤد کی روایت مین ہے ازارون کی تنگی کیوجہ سے اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر ہو سکے تو التحاف اولیٰ ہے ورنہ صرف
تہبند باندہنے سے) اور حضرت صلعم نے فرمایا عورتون سے (یا بلال نے حضرت صلعم کے حکم سے) کہ مت اوٹہاؤ اپنے سرون کو یہانتک کہ مرد
اوٹہہ کر سیدہے بیٹہہ جاوین **ف** وجہ ممانعت کی یہ تہی کہ اگر عورتین سیدہا بیٹہنے سے پہلے مردون کے اپنا سر اوٹہا دین تو
کہین انکے ستر پر نظر نہ پڑے احمد اور ابو داؤد کی روایت مین ہے اسماء بنت ابی بکر رضہ سے کہ عورتین اپنا سر نہ اوٹہا دین جب تک

پر اپنے ستر اوڑھا دین تاکہ مردون کی شرمگاہ پر اونکی نظر نہ پڑے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نیچے کیطرف ستر کا ڈھانکنا فرض نہین ہے (فتح) قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہہ بھی نکلتا ہے کہ ایک مستحب فعل کو ترک کر سکتے ہین جب اوسمین کوئی قباحت لازم آوے کیونکہ امام کی پیروی کرنا بغیر تاخیر کے مستحب ہے لیکن اس سے ممانعت ہوئی بوجہ اس قباحت کے جو گذری انتہی امام محمد نے جو روایت جابر رضہ سے کی اوس مین یہ ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب کپڑا کشادہ ہو تو اوسکو ڈالدے اپنے دونو مونڈھون پر پھر نماز پڑھ اور جب تنگ ہو تو اوس سے باندہ لے اپنی دونو کولون کو پھر نماز پڑھ بغیر چادر کے شوکانی نے کہا امام طحاوی نے جو دو طرف کیحدیثون مین یوجمع کیا اوسی کو ابن منذر اور ابن حزم نے اختیار کیا اور وہی حق ہے اور یہ کہنا کہ مونڈھے پر کپڑا اوڑالنا واجب ہے اور دونو کنارون مین خلاف کرنا ضرور ہے اور تنگ اور کشادہ کپڑے مین فرق کرنا یہ خلاف ہے جابر کیحدیث کے اور سہل شریعت کو دشوار کرنا ہے انتہی اور ابوداؤد نے روایت کیا حضرت عائشہ اور میمونہ سے کہ حضرت صلعم نے نماز پڑھی ایک کپڑے مین اور اوس مین سے کچھہ کپڑا میرے اوپر بھی تھا امام احمد نے روایت کیا ابی بن کعب سے اونھون نے کہا ایک کپڑے مین نماز پڑھنا سنت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ ایسا کرتے تھے اور ہم پر عیب نہ ہوتا تھا ابن مسعود نے کہا یہ اوسوقت تھا جب کپڑون کی کمی تھی لیکن جب اللہ تعالی نے کشادگی دی تو دو کپڑون مین نماز پڑھنا اولی ہے ابن ماجہ نے ابوسعید خدری سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس گئے اور آپ نماز پڑھ رہے تھے ایک کپڑے مین توشح کیے ہوے اور عبد الرحمان بن کیسان سے اونھون نے اپنے باپ سے انھون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ بیر علیا مین نماز پڑھتے تھے ایک کپڑے مین دوسری روایت مین ہے کہ مینے حضرت صلعم کو دیکھا آپ ظہر اور عصر پڑھتے تھے ایک کپڑے مین اسکو اپنے سینہ پر باندہے ہوئے امام طحاوی نے نکالا نافع سے کہ ابن عمر نے اونکو کپڑا دیا اور وہ لڑکے تھے تو نافع مسجد مین گئے وہان دیکھا تو وہ توشح کیے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے ابن عمر نے کہا کیا تیرے پاس دو کپڑے نہین ہین اونھون نے کہا کیون نہین ہین ابن عمر نے کہا بہلا اگر تو گھر کے باہر جاوے تو دونو کپڑے پہن کر جاویگا نافع نے کہا ہان ابن عمر نے کہا اللہ جل جلالہ زیادہ لائق ہے اس کے کہ اوس کیلیے زینت کیجاوے یا لوگ نافع نے کہا اللہ تعالی زیادہ لائق ہے اسکی پھر ابن عمر نے نقل کیا حضرت صلعم سے یا حضرت عمر رضہ سے مجھے یقین ہے کہ اونھون نے دونو مین سے ایک سے نقل کیا اور مین سمجھتا ہون کہ حضرت صلعم سے نقل کیا آپنے فرمایا کوئی تم مین سے نماز مین ایک کپڑا اسطرح نہ لپیٹے جیسے یہود لپیٹتے ہین جسکے پاس دو کپڑے ہون وہ تہبند باندہے اور چادر اوڑہے اور جسکے پاس دو کپڑے نہ ہون وہ تہبند باندہ کر نماز پڑھ لیوے اور نکالا دوسرے طریق سے ابن عمر رضہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑہے تو اپنے دونو کپڑے پہنے کیونکہ اللہ تعالی زیادہ حق رکھتا ہے کہ اوسکے لیے زینت کیجاوے اگر دو کپڑے نہ ہون تو تہبند باندہ لیوے نماز پڑہتے وقت اور کوئی تم مین سے یہود کی

طرح اشتمال نہ کرے (یعنے ساری بدن پر ایک کپڑا نہ لپیٹے) اور نکالا تیسرے طریق سے ابن عمر سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑہے تو تہ بند باندہے اور چادر لپیٹے اور نکالا چوتہی طریق سے ابن عمر سے اونہون نے کہا حضرت عمر رضہ نے ایک شخص کو دیکہا جو کپڑا لپیٹے ہوئی نماز پڑہ رہا تہا حضرت عمر نے اوس سے کہا جب اوسنے سلام پہیرا کوئی تم مین سے کپڑا لپیٹ کر نماز نہ پڑہے اور مت مشابہت کرو یہود سے اگر تم مین سے کسی کے پاس ایک ہی کپڑا ہو تو اوسکی تہ بند کر لیوے اور روایت کی ابو ہریرہ سے وہی حدیث جسکو امام بخاری نے نکالا اوس مین اتنا زیادہ ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا قسم میری عمر کی مین اپنے کپڑے مجان نہین (یا الگنی مین) چہوڑ دیتا ہون اور ایک کپڑے مین نماز پڑہتا ہون اور نکالا قیس بن طلق سے انہون نے اپنے باپ سے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے آپ سے ایک شخص نے پوچہا ایک کپڑے مین نماز پڑہنے کو لیکن آپ نے کچہ نہین فرمایا جب نماز کہڑی ہوئی تو حضرت صلعم نے اپنے دو کپڑون کو ملایا پہر نماز پڑہی دونون مین اور نکالا قعقاع بن حکیم سے ہم جابر بن عبد اللہ انصاری رضہ کے پاس گئے وہ ایک کپڑے مین نماز پڑہ رہے تہے اونکا کرتہ اور چادر الگنی پر تہا جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا آگاہ ہو قسم خدا کی مین نے ایسا کیا تمہارے لیے آنحضرت صلعم سے پوچہا گیا ایک کپڑے مین نماز پڑہنے کو آپ نے فرمایا ہان کیا اور تم مین سے کسی کے پاس دو کپڑے کہان ہین

باب الصَّلٰوةِ فِي الْجُبَّةِ الشَّامِيَّةِ شام کے جبہ مین نماز پڑہنا

ف اس باب سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ جن کپڑون کو کافرون نے بنا اور طیار کیا ہو اُن مین نماز پڑہنا درست ہے جب تک کہ انکی نجاست کا یقین نہ ہو جاوے اور شام کے جبہ کی قید اسلیے کی کہ حدیث مین شام کے جبہ کا ذکر ہے اور اوس زمانہ مین شام کفر کا ملک تہا اور باب المسح علی الخفین مین گذرا کہ مغیرہ کی بعض روایتون مین یہ ہے کہ یہ جبہ اونکا تہا اور روم کے کپڑون مین سے ایک کپڑے کا تہا امام بخاری کا مطلب اس حدیث سے یون نکلتا ہے کہ حضرت صلعم نے اس جبہ کو پہن لیا اور اسکی تفصیل دریافت نہین کی اور امام ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ ایسے کپڑون مین نماز مکروہ ہے (جنکو کافرون نے بنا ہو) مگر جب اونکو دہو ڈالے تو مکروہ نہین اور امام مالک سے یہ منقول ہے کہ اگر وقت نماز کا باقی ہو اور ایسے کپڑے مین نماز پڑہے تو نماز کا اعادہ کرے (فتح) وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الثِّيَابِ يَنْسِجُهَا الْمَجُوسِيُّ لَمْ يَرَ بِهَا بَأْسًا اور امام حسن بصری رح نے کہا کہ جن کپڑون کو مجوسی (پارسی) بنین اُن مین نماز پڑہنے مین کچہ قباحت نہین

ف اس اثر کو ابو نعیم بن حماد نے اپنی مشہور نسخہ مین نکالا معتمر سے انہون نے ہشام سے انہون نے حسن سے کہ کچہ قباحت نہین اوس کپڑے مین نماز پڑہنے مین جسکو مجوسی بنے دہونے سے پہلے اور ابو نعیم نے کتاب الصلوة مین نکالا ربیع سے اونہون نے حسن سے انہون نے کہا کچہ برائی نہین یہودی یا نصرانی کی چادر مین نماز پڑہنے مین

اور مکروہ رکہا اوسکو ابن سیرین سنے روایت کیا اوسے ابن ابی شیبہ نے (فتح) قسطلانی نے کہا شافعی اور اہل کوفہ نے اسکو جائز رکہا ہی وَقَالَ مَعْمَرٌ رَأَيْتُ الزُّهْرِيَّ يَلْبَسُ مِنْ ثِيَابِ الْيَمَنِ مَا صُبِغَ بِالْبَوْلِ اور معمر بن راشد نے کہا مین نے زہری (محمد بن مسلم) کو دیکہا مین کے وہ کپڑے پہنتے جو پیشاب مین رنگے جاتے ہین **ف** یہ عبدالرزاق نے مصنف مین نکالا اور مراد یہ ہے کہ دہونے کے بعد پہنتے یا پیشاب سے حلال جانور کا پیشاب مراد ہے اور وہ پاک ہے زہری کے نزدیک (فتح) وَصَلَّى عَلِيٌّ فِي ثَوْبٍ غَيْرِ مَقْصُورٍ اور حضرت امیرالمومنین اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ نے بن دہوئے یعنے کورے کپڑے مین نماز پڑہی **ف** یعنے نئی کپڑے مین جس پر شورہ پڑا ہوا ابن سعد نے نکالا عطا بن محمد سے مین نے دیکہا حضرت علی کو اونہون نے نماز پڑہی اونکے بدن مین ایک قمیص تہا کپڑے کا جو دہویا نہین گیا تہا (فتح) **حدثنا** يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ يَا مُغِيرَةُ خُذِ الْإِدَاوَةَ فَأَخَذْتُهَا فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فَقَضَى حَاجَتَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ فَذَهَبَ لِيُخْرِجَ يَدَهُ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى

ترجمہ مغیرہ بن شعبہ نے کہا مین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہ تہا ایک سفر مین آپنے فرمایا اے مغیرہ ڈول لے مینے اسکو لیا پہر آپ چلے یہانتک کہ میری نظر سے غائب ہوگئے آپ نے حاجت ادا کی اسوقت آپ ایک شام کا جبہ پہنے تہے تو آپ اپنا ہاتہ اوسکی آستین مین سے نکالنے لگے وہ تنگ ہوئی آخر آپ نے اپنا ہاتہ اوسکے تلے سے نکال لیا پہر مین نے آپ پر پانی ڈالا آپنے وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے تہے اور اپنے دونو موزون پر مسح کیا پہر نماز پڑہی **ف** حافظ نے کہا اس حدیث کی بحث باب المسح علی الخفین مین گذر چکی قسطلانی نے کہا مولف نے اسکو جہاد اور لباس مین بہی نکالا اور مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے طہارت مین انتہے **بَابُ** كَرَاهِيَةِ التَّعَرِّي فِي الصَّلَاةِ نماز مین ننگے ہونا منع ہے **ف** کشمیہنی اور حموی کی روایت مین اتنا زیادہ ہے وَغَيْرِهَا یعنے غیر نماز مین بہی **حدثنا** مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا ابْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ إِزَارُهُ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ يَا ابْنَ أَخِي لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَكَ فَجَعَلْتَ عَلَى مَنْكِبَيْكَ دُونَ الْحِجَارَةِ قَالَ فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ فَسَقَطَ

مُغْشِیًّا عَلَیْہِ فَمَا رُئِیَ بَعْدَ ذٰلِکَ عُرْیَانًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ترجمہ جابر بن عبداللہ حدیث بیان کرتے تھے **ف** یہ حدیث جابر رضؓ نے حضرتؐ سے سنی ہوگی یا اور کسی صحابی سے جو اوسوقت حاضر ہوگا کیونکہ یہ واقعہ نبوت سے پہلے کا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت عباسؓ سے سنی ہوگی تو یہ مرسل ہے صحابی کی اور روایت کیا اسحدیث کو عباسؓ سے اونکے بیٹے عبداللہ نے وہ زیادہ پوری ہے اوسکو نکالا طبرانی نے اوس مین یہ ہے کہ پھر آپ کھڑے ہوئے اور اپنی تہبند لی اور فرمایا مجھکو منع ہوا ننگے چلنے سے اور اسکا زیادہ بیان خدا چاہے تو کتاب الحج مین آویگا **ت** کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قریش کے لوگون کے ساتھ پتھر ڈھوتے تھے کعبہ بنانے کے لیے (اوسوقت آپکی عمر ٣٥ سال کی تھی یا ١٥ سال کی بعضون نے کہا یہ واقعہ نبوت سے ١٥ سال پہلے کا ہے) اور آپ تہبند باندھے تھے عباسؓ آپکے چچا نے آپ سے کہا اے بھتیجے میرے اگر تم اپنی تہبند کھول ڈالو (تو آسانی ہوگی پتھر ڈھونے مین یا کاش تم تہبند کھول ڈالو) اور اسکو اپنے مونڈھو نپر ڈال لو پتھر کے نیچے (تو پتھر مونڈھے مین نہ چبھین گے) جابر نے کہا جسنے یہ حدیث بیان کی اون سے اوسنے کہا تو آپ نے تہبند کھول ڈالی اور اپنے مونڈھو نپر ڈال لی اوسی وقت آپ بیہوش ہو کر گرے اوسکے بعد پھر آپکو ننگا نہین دیکھا صلے اللہ علیہ وسلم **ف** اسمعیلی کی روایت مین ہے پھر آپ ننگے نہین ہوئے حدیث سے یہ نکلا کہ آپ نبوت سے پہلے بھی بری اور فحش باتون سے محفوظ تھے اور آپ بیہوش ہو کر گرے اسوجہ سے کہ حیا اور شرم آپ کی خلقت اور جبلت مین تھی یہانتک کہ آپ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم رکھتے تھے اور ایک روایت مین ہے کہ فرشتہ اوترا اوسنے آپ پر تہبند کو باندھ دیا اور یہ بھی نکلا کہ لوگون کے سامنے ننگا ہونا منع ہے اور تنہائی مین ننگے ہونیکا بیان آگے آویگا ابن اسحق نے سیرۃ مین کہا کہ حضرتؐ ایک بار بچپن مین حلیمہ کے پاس تھے ننگے ہوئے تھے تو ایک مارنیوالے نے آپکو مارا اوسکے بعد سے آپ ننگے نہین ہوئے یہ روایت اگر ثابت ہو تو اس روایت کی خلاف ہوگی کیونکہ اوسکا مطلب ہوگا کہ بے ضرورت ننگے نہوئے اور اس روایت مین ننگا ہونا ضرورت سے ہے قسطلانی نے کہا وہ ننگا ہونا مستثنے ہے جو جائز ہے جیسے بی بی یا شوہر کے سامنے اور صحابی کی مرسل بالاتفاق حجت ہے مگر ابو اسحاق اسفرائنی نے صرف اسکا خلاف کیا ہے انتہے (فتح و قسط)

باب الصَّلٰوۃِ فِی الْقَمِیْصِ وَالسَّرَاوِیْلِ وَالتُّبَّانِ وَالْقَبَاءِ قمیص اور پاجامے اور جانگیا اور قبا مین نماز پڑھنا **ف** جانگیا تبان کا ترجمہ ہے حافظ نے کہا تبان پاجامہ کے شکل پر ہے مگر اوس مین پائنچے نہین ہوتے اور کبھی تبان چمڑے کی ہوتی ہے قسطلانی نے کہا تبان وہ چھوٹا پاجامہ ہے جس سے صرف شرمگاہ چھپائی جاتی ہے یعنے جانگیا اور حافظ کی تفسیر پر لنگوٹی اور قبا مشہور ہے جو حضرت سلیمان نے نکلی کعب سے روایت ہے کہ سب سے پہلے اوسکو حضرت سلیمان نے پہنا (فتح) **حدثنا** سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ

أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الصَّلٰوةِ
فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ أَوَ كُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ ثُمَّ سَأَلَ رَجُلٌ عُمَرَ فَقَالَ إِذَا وَسَّعَ اللّٰهُ فَأَوْسِعُوا
جَمَعَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ صَلَّى رَجُلٌ فِي إِزَارٍ وَرِدَاءٍ فِي إِزَارٍ وَقَمِيصٍ فِي إِزَارٍ وَقَبَاءٍ فِي سَرَاوِيلَ
وَرِدَاءٍ فِي سَرَاوِيلَ وَقَمِيصٍ فِي سَرَاوِيلَ وَقَبَاءٍ فِي تُبَّانٍ وَقَبَاءٍ فِي تُبَّانٍ وَقَمِيصٍ قَالَ وَأَحْسِبُهُ
قَالَ فِي تُبَّانٍ وَرِدَاءٍ **ترجمہ** ابوہریرہ نے کہا ایک شخص (جسکا نام معلوم نہیں ہوا) کہڑا ہوا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف
اور پوچھا آپ سے ایک کپڑے میں نماز پڑہنے کو آپ نے فرمایا کیا تم میں سے ہر ایک کو دو کپڑے میسر آتے ہیں (یعنے نہیں آتے تو ضرور
ایک ہی کپڑے میں پڑہنا ہوگا) پہر ایک شخص نے حضرت عمر رض سے پوچہا **ف** ایک کپڑے میں نماز پڑہنے کو وہ ابن مسعود تہے
یا ابی بن کعب ان دونوں نے اختلاف کیا تہا اس مسئلہ میں ابی کہتے ہیں ایک کپڑے میں نماز پڑہنا مکروہ نہیں اور ابن مسعود کہتے
تہے یہ حکم جب تہا جب کپڑوں کی قلت تہی آخر حضرت عمر منبر پر کہڑے ہوئے اور کہا ابی کا کہنا صحیح ہے لیکن ابن مسعود نے بہی
کمی نہیں کی نکالا اوسکو عبد الرزاق نے (فتح) **ف** اونہوں نے کہا جب اللہ نے تمہیر کشادگی کی تو تم بہی کشادگی کرو یعنے
دو کپڑوں میں نماز پڑہو گو ایک میں بہی جائز ہے اب چاہیے کہ آدمی اپنے اوپر اکٹہا کرے اپنے کپڑوں کو تو نماز پڑہے آدمی
تہبند اور چادر میں یا تہبند اور کرتے میں یا تہبند اور قبا میں یا پائجامے اور چادر میں یا پائجامے اور قمیص میں یا پائجامے اور قبا
میں یا جانگیا اور قبا میں یا جانگیا اور قمیص میں ابوہریرہ نے کہا میں گمان کرتا ہوں حضرت عمر رض نے یہ بہی کہا یا جانگیا اور چادر
میں **ف** اور یقیناً ابوہریرہ نے اخیر صورت بیان نہ کی کیونکہ احتمال ہے کہ حضرت عمر نے اوسکا ذکر نہ کیا ہو کسلیے کہ جانگیا
سے پوری عورت نہیں چہپتی ران کہلی رہتی ہے تو جب قبا یا قمیص کے ساتہہ جانگیا ہو تو ستر ہو جائیگا اور چادر کے ساتہہ بہتر
ہونا ضرور نہیں یہ سب نو صورتیں ہیں اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ کپڑوں میں نماز پڑہنا واجب ہے اور ایک کپڑے پر جو لوگ آگے
میں قناعت کرتے تہے وہ کپڑوں کی قلت کیوجہ سے تہی اور یہ بہی نکلا کہ دو کپڑوں میں نماز پڑہنا افضل ہے ایک کپڑے
میں نماز پڑہنے سے اور اشہب سے منقول ہے کہ اگر صرف پائجامہ میں نماز پڑہے دوسرا کپڑا ہوتے ہوئے اور وقت باقی ہو تو
نماز کا اعادہ کرے اور بعض حنفیہ کے نزدیک ایک کپڑے میں نماز مکروہ ہے **حَدَّثَنَا** عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ
حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ فَمَنْ
لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُونَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ **ترجمہ** ابن عمر سے روایت
ہے ایک شخص نے (اسکا نام معلوم نہیں ہوا) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچہا محرم (یعنے جو احرام باندہے ہو) جو

یا عمرے کا کونسا لباس پہنے آپنے فرمایا محرم قمیص نہ پہنے نہ پائجامہ نہ باران کوٹ (یا ٹوپی لنبی) نہ وہ کپڑا جسمین زعفران یا ورس (ایک زرد گھاس ہے خوشبودار) لگی ہو جسکو جوتیاں نہ ملین وہ موزے پہن لیوے لیکن اونکو کاٹ ڈالے اتنا کہ ٹخنون کے نیچے ہوجاوین **ف** حافظ نے کہا یہ حدیث کتاب العلم کے اخیر مین گذر چکی ہے اور ہم اوسکی بحث اپنے مقام مین یعنے کتاب الحج مین بیان کرینگے اور یہان اس حدیث کے بیان کرنے سے یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ قمیص اور پائجامہ کے بغیر بھی نماز درست ہے کیونکہ محرم اونکو نہین پہن سکتا اور نماز پڑھتا ہے وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ اور نافع سے اونہون نے ابن عمر سے ایسا ہی مروی ہو **ف** حافظ نے کہا یہ عطف ہے زہری پر یعنے ابن ابی ذئب نے اس حدیث کو زہری سے اور اونہون نے سالم سے اونہون نے ابن عمر سے روایت کیا اور نافع سے اونہون نے ابن عمر سے بھی روایت کیا اور یہ بات اوس سند سے جو مولف نے کتاب العلم مین بیان کی ظاہر ہوتی ہو وہان آدم کے طریق سے ابن ابی ذئب سے نکالا اونہون نے نافع سے پھر زہری کا طریق اوسکے بعد بیان کیا برعکس اوسکے جو یہان بیان کیا اور کرمانی نے یہ گمان کیا کہ یہ تعلیق ہے بخاری کی اور ہم کئی بار کہہ چکے کہ عقلی تجویزین علوم نقلی مین کام نہین آتین انتہے اور عینی نے کرمانی کی طرفداری کی اور کہا کہ کرمانی نے جزم نہین کیا تعلیق کا بلکہ احتمال التعلیق کا بیان کیا اور سالم پر عطف کرنے اور زہری پر عطف کرنے مین فرق نہین ہے حالانکہ یہ عینی کا سوء فہم ہے کیونکہ زہری نافع کے معاصرین اور ابن ابی ذئب نے اس حدیث کو خود نافع سے روایت کیا ہو جیسے کتاب العلم سے معلوم ہوتا ہے پھر ابن ابی ذئب کو نزول کرنے کی کیا وجہ ہے حافظ صاحب نے انتقاض الاعتراض مین کہا جب عینی کے فہم کا یہ حال ہو تو اونکو دوسرے پر رد کرنا کیا زیب دیگا

باب مَا يَسْتُرُ مِنَ الْعَوْرَةِ کونسی عورت چھپانا چاہیے **ف** یعنے نماز کے باہر اور مصنف کی طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکے نزدیک صرف قبل اور دبر کا چھپانا واجب ہے انتہے (فتح) **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ **ترجمہ** ابوسعید خدری ض نے کہا منع کیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اشتمال صماء سے **ف** اہل لغت نے کہا اشتمال صماء یہ ہے کہ کپڑا سارے بدن پر لپیٹ لیوے اسطرح سے کہ اوسکا کوئی کنارہ اوٹھا نہ رہے اور ہاتھ نکالنے کی جگہ نہ رہے ابن قتیبہ نے کہا صماء کہتے ہین اس پتھر کو جس مین سوراخ نہ ہو تو یہ اشتمال مشابہ ہوا اس پتھر کے فقہاء نے کہا اشتمال صماء یہ ہے کہ کپڑے کو لپیٹ لے اور ایک جانب سے اوسکو اوٹھا کر مونڈھے پر ڈالے تو اوسکی شرمگاہ کھل جاتی ہے نووی نے کہا اہل لغت کی تفسیر پر یہ فعل مکروہ ہوگا کیونکہ حاجت کے وقت ضرر ہوگا

اتہہ نہ نکلنے سے اور فقہا کی تفسیر پر حرام ہوگا بوجہ کشف عورت کے اور مولف نے کتاب اللباس ہین یون تفسیر کی کہ صما یہ ہے کہ کپڑے کو اپنے ایک مونڈہے پر ڈال لے تاکہ ایک طرف کا جسم کہل جاوے حافظ نے کہا کہ یہ تفسیر فقہا کے مطابق ہے اور بظاہر مرفوع ہے اگر موقوف بہی ہو جب بہی حجت ہے کیونکہ تفسیر ہے راوی کی جو مخالف نہین حدیث کے اور صحیح مذہب یہی ہے کہ ایسی تفسیر حجت ہے (فتح) ت اور منع کیا اس سے کہ آدمی گوٹ مار کر بیٹہے ایک کپڑے مین اور اسکی شرمگاہ پر اوس کپڑے مین سے کچہہ نہ ہو ف گوٹ مار کر بیٹہنا یہ ہے کہ اپنے دونو سرین پر بیٹہے اور دونو پنڈلیان کہڑی کر دیوے اور ایک کپڑے مین جب آدمی اسطرح بیٹہے اور شرمگاہ پر کپڑا نہ ڈالے تو اکثر شرمگاہ کہل جاتی ہے اور بے ستری ہوتی ہے اسلیے آپنے اوس سے منع فرمایا قسطلانی نے کہا اسحدیث کو مولف نے لباس اور بیوع مین بہی اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا **حدثنا**

قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ عَنِ اللِّمَاسِ وَالنِّبَاذِ وَاَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ وَاَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ

ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا دو بیعون سے ایک تو چہونے کی بیع سے دوسرے پہینکنے کی بیع سے ف حافظ نے کہا ان دونون کی شرح جو آنی ہے تو کتاب البیوع مین مذکور ہوگی قسطلانی نے کہا چہونے کی بیع یہ ہے کہ تہ کیے ہوے کپڑے کو یا اندہیرے مین چہولے اس شرط پر کہ چہو لینے کے بعد بایع کو اختیار نہ رہیگا یا صیغہ بیع کے بدلے چہو لینا قرار پاوے یا یہ شرط کرے کہ جب دیکہے اوسکو مشتری تو اختیار نہ ہوگا اور صرف چہو لینا کافی ہوگا اسیطرح پہینکنے کی شرط ہے مثلا بایع یا مشتری یون کہے مین اپنا کپڑا تیری طرف پہینکتا ہون دس روپیہ کے بدلے یا یہ کہے جب تیری چیز اتنی قیمت پر تیرے ہاتہہ بیچی جب مین اپنا کپڑا تیری طرف پہینکون تو بیع لازم ہوگئی اور اختیار جاتا رہا یہ دونو بیعین باطل ہین بوجہ عدم رویت یا عدم صیغہ یا شرط فاسد کے انتہی ت اور منع کیا آپ نے اشتمال صما سے (اسلیے کہ اوس مین ہاتہہ نکالنا دشوار ہوتا ہے اور کوئی کیڑا وغیرہ کاٹے تو اوسکو دور کرنا مشکل ہو جاتا یا عورت کہل جاتی ہے) اور منع کیا آپنے گوٹ مار کر بیٹہنے سے ایک کپڑے مین ف اسحدیث کو مولف نے صلوٰۃ اور لباس مین بہی اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا (قسط) **حدثنا**

اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ اَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي اَبُو بَكْرٍ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي مُؤَذِّنِينَ يَوْمَ النَّحْرِ نُؤَذِّنُ بِمِنًى اَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ اَرْدَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فَاَمَرَهُ اَنْ يُؤَذِّنَ بِبَرَاءَةٍ قَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ فَاَذَّنَ مَعَنَا

علی فی اہل منی یوم النحر لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان ترجمہ ابوہریرہ
نے کہا مجھکو ابوبکر صدیق رضہ نے اس حج مین (یعنے جو حج اونہون نے حجۃ الوداع سے پہلے ایک سال کیا تہا) مؤذنون مین شامل کرکے بہیجا
یوم النحر کو (دسوین ذی الحجہ کو) کہ ہم پکار دین منا مین اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی ننگا خانہ کعبہ کا طواف کرے
حمید بن عبدالرحمان نے کہا پہر جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض کو بہیجا حضرت ابوبکر کے پیچہے اور حکم دیا انکو
(یعنے حضرت علی رض کو) سورہ برات پکار کر سنا دینے کا ابوہریرہ نے کہا تو ہمارے ساتہہ حضرت علی نے بہی منادی کی
منا والون مین یوم النحر کو اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ خانہ کعبہ کا کوئی ننگا طواف کرے **ف** حافظ نے کہا
اس حدیث کی بحث کتاب الحج مین آویگی قسطلانی نے کہا حضرت علی کی خاص کر جو سورہ برارۃ سنانیکا حکم دیا اسکی وجہ یہ تہی کہ برارۃ
مین عہد کا توڑنا ہے کفار کے ساتہہ اور عرب مین دستور تہا کہ عہد وہی توڑتا جو عہد کرتا یا اوسکے گہر والون مین سے
کوئی اور اسی سبب سے یہ کام آپ نے حضرت ابوبکر رض سے نہین لیا اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جاہلیت مین جو رواج تہا
ننگے ہوکر طواف کرنیکا یہ اسلام مین باطل کردیا گیا اب طواف مین ستر عورت شرط ہے اور حنفیہ کے نزدیک ننگے ہوکر طواف
مکروہ ہے اور مؤلف نے اس حدیث کو جزیہ اور مغازی اور حج اور تفسیر مین نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے **باب**
الصلوٰۃ بغیر رداء بغیر چادر کے نماز پڑہنا **حدثنا** عبد العزیز بن عبد اللہ قال حدثنا ابن ابی الموالی
عن محمد بن المنکدر قال دخلت علی جابر بن عبد اللہ وھو یصلی فی ثوب واحد ملتحفا بہ ورداءہ
موضوع فلما انصرف قلنا یا ابا عبد اللہ تصلی ورداءک موضوع قال نعم احببت ان یرانی
الجہال مثلکم رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی کذا **ترجمہ** محمد بن منکدر نے کہا مین جابر بن
عبداللہ کے پاس گیا وہ نماز پڑہ رہے تہے ایک کپڑے مین التحاف کیے ہوے (التحاف کی شکل اوپر گذر چکی) اور اونکی چادر رہکی
ہوئی تہی جب وہ نماز سے فارغ ہوے ہم نے کہا اے ابوعبداللہ تم نماز پڑہتے ہو اور تمہاری چادر رہکی ہوئی ہے (یعنے
بغیر چادر کے) اونہون نے کہا ہان مینے چاہا کہ تمہاری طرح جو جاہل ہین وہ مجہکو دیکہین مینے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کو
دیکہا آپ اسی طرح (یعنے ایک کپڑے مین) نماز پڑہتے تہے **باب** ما یذکر فی الفخذ ران کا بیان کہ وہ ستر ہے
یا نہین ویروی عن ابن عباس وجرھد ومحمد بن جحش عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفخذ عورۃ
اور روایت کیا گیا ہے ابن عباس اور جرہد (اسلمی) اور محمد بن جحش سے (یعنے محمد بن عبداللہ بن جحش سے اونکے باپ صحابی
تہے اور یہ حضرت صلعم کے وقت مین کم سن تہے اور ام المومنین زینب انکی پہوپہی تہین) اونہون نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم
سے کہ ران عورت ہے **ف** حافظ نے کہا ابن عباس کی حدیث کو ترمذی نے نکالا اوسکی اسناد ابو یحیی قتات ضعیف ہے

اور جرہد کی حدیث کو امام مالک نے موطا میں اور ترمذی نے کہا حسن اور ابن حبان نے اور صحیح کہا اور صحیح کہا اسکو اور مصنف نے تاریخ میں
اوسکو ضعیف کیا اسوجہ سے کہ اوسکی اسناد میں اضطراب ہے اور مینے اسکی بہت سے طریقوں کو تعلیق التعلیق میں بیان کیا
ہے اور محمد بن جحش کی حدیث کو امام احمد نے اور مولف نے تاریخ میں اور حاکم نے مستدرک میں سب نے اسمعیل بن جعفر سے
اونہوں نے علا بن عبد الرحمان سے اونہوں نے ابو کثیر سے جو مولی تھے محمد بن جحش کے انہوں نے محمد بن جحش سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم معمر پر سے گذرے میں بہی آپکے ساتھ تہا اونکی دونوں رانین کہلی ہوئی تہین آپ نے فرمایا اے معمر اپنی رانین چھپا
کیونکہ رانین عورت ہین اس کے راوی سب صحیح کے راوی ہین سوا ابو کثیر کے اوس سے ایک جماعت نے روایت کی لیکن
مینے صراحتاً کسی سے اوسکی تعدیل نہین دیکہی اور معمر عبد اللہ بن نضلہ قرشی کا بیٹا ہے ابن قانع نے بہی یہ حدیث ابو
کثیر کے طریق سے نکالی اور مجہے یہ حدیث مسلسل بالمحمد مین ملی اول سے لیکر اخیر تک مینے اوسکو اربعین متباینہ مین
لکہوایا انتہی ما فی الفتح وَقَالَ اَنَسٌ حَسَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ فَخِذِہٖ وَحَدِیْثُ اَنَسٍ اَسْنَدُ وَ
حَدِیْثُ جَرْھَدٍ اَحْوَطُ حَتّٰی یُخْرَجَ مِنِ اخْتِلَافِھِمْ اور انس نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
ران کہولی (اسکو مولف نے وصل کیا اسی باب مین) اور انس کی حدیث اسناد کی لحاظ سے زیادہ صحیح ہے اور جرہد کی حدیث
مین زیادہ احتیاط ہے (گو سند کے لحاظ سے وہ انس کی حدیث سے کمزور ہے لیکن احتیاط اوس مین زیادہ ہے کیونکہ
اگر ران ستر نہ ہو تب بہی اوسکے چھپانے مین عیب نہین لیکن اگر ستر ہو تو اوسکا کہولنا گناہ ہوگا) تاکہ آدمی علماء کے اختلاف
سے نکل جاوے ف نووی نے کہا اکثر علماء اسطرف گئے ہین کہ ران عورت ہے اور امام احمد اور امام مالک سے یہ قول
ہے کہ عورت صرف قبل اور دبر ہے (یعنی ذکر اور خصیے اور مقعد) اور اہل ظاہر اور ابن جریر اور اصطخری کا بہی یہی قول ہے
مین کہتا ہوں ابن جریر نے تو تہذیب مین دکیا ہے اسکا جو ران کو عورت نہین کہتا (فتح) قسطلانی نے کہا
تابعین اور ابو حنیفہ اور مالک کا صحیح قول اور شافعی اور احمد سے صحیح روایت اور ابو یوسف اور محمد سے یہ ہے کہ ران عورت ہے
اور ابن ابی ذئب اور داؤد ظاہری اور احمد سے ایک روایت اور اصطخری اور ابن حزم کا یہ قول ہے کہ ران عورت نہین ہے
ابن حزم نے محلی مین کہا اگر ران عورت ہوتی تو اللہ تعالی اپنے رسول کی جو پاک اور معصوم تھے ران نہ کہولتا نہ انس
نہ اور کوئی اوسکو دیکہتے انتہی شوکانی نے کہا عترت کا قول بہی یہ ہے کہ ران عورت ہے اور یہی حق ہے مین کہتا
ہوں امامیہ اثنا عشریہ کے نزدیک ران عورت نہین ہے اور معلوم نہین ہوتا کہ عترت کے خلاف وہ اسبات کے کیون قائل ہوے
اس باب مین جو حدیثین وارد ہین ابوداؤد اور ابن ماجہ اور حاکم اور بزار نے روایت کی حضرت علی
سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت کہول ران اپنی اور مت دیکہہ کسی زندہ اور مردے کی ران کو حا

نے کہا اسکی اسناد مین دو علتین ہین ایک تو ابن جریج نے حبیب سے نہین سنا دوسرے حبیب کا سماع عاصم سے ثابت نہین اور دونون مین جسکا واسطہ ہے وہ ثقہ نہین ابو داود نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا حکم کرو تم اپنی اولاد کو سات برس کی سن مین نماز پڑہنے کا اور جب کوئی تم مین سے اپنے خادم یعنے غلام یا نوکر کا نکاح کر دیوے تو ناف کے تلے اور گہٹنے کے اوپر نہ دیکہے اسکی اسناد مین سوار بن داود ہے وہ ثقہ ہے دارقطنی نے ابو ایوب سے حضرت آپ فرماتے تہے دونو گہٹنون کے اوپر عورت مین داخل ہے اور ناف کے نیچے بہی عورت مین داخل ہے اسکی اسناد مین سعید اور عباد دونون متروک ہین امام احمد نے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹہے ہوئے تہے اپنی ران کہولے ہوئے اتنے مین ابو بکر نے اجازت مانگی آپنے اجازت دی انکو اسی حال مین آنے کی پہر حضرت عمر نے اجازت مانگی آپ نے اونکو بہی اجازت دی پہر حضرت عثمان نے اجازت مانگی آپنے اپنے کپڑے پہن لیے جب لوگ چلے گئے تو مین نے کہا یا رسول اللہ ابو بکر اور عمر نے اجازت مانگی تو آپنے اونکو اجازت دی اوسی حال مین جسحال مین آپ بیٹہے تہے جب حضرت عثمان نے اجازت مانگی تو آپنے اپنے کپڑے اپنے اوپر ڈال لیے آپنے فرمایا اے عائشہ کیا مین شرم نہ کرون اوس شخص سے قسم خدا کی جس سے فرشتے شرم کرتے ہین امام احمد نے ام المومنین حفصہ سے روایت کیا ایسا ہی اوس مین یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے پاس آئے تو اپنا کپڑا دونو رانون کے بیچ مین کر لیا جب عثمان نے اجازت مانگی تو آپنے اپنے کپڑے کو اپنے اوپر ڈال لیا شوکانی نے کہا امام بخاری نے اسکو تعلیقا نکالا ابو موسی سے (وہ روایت آگے آویگی) اور نکالا امام مسلم نے حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلعم اپنے گہر مین لیٹے ہوئے تہے اور اپنی رانین یا پنڈلیان کہولے ہوئے تہے تو ابو بکر رض نے اجازت مانگی آپنے اونکو اجازت دی اوسی حال مین پہر باتین کین پہر حضرت عمر رض نے اجازت مانگی آپنے اون کو اجازت دی اوسی حال مین پہر باتین کین پہر عثمان رض نے اجازت مانگی تو حضرت صلعم بیٹہ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے وہ اندر آئے اونہون نے باتین کین جب چلے گئے تو حضرت عائشہ نے کہا ابو بکر آئے آپنے کچہہ پرواہ نہ کی پہر عمر آئے آپنے کچہہ پرواہ نہ کی پہر عثمان آئے تو آپ بیٹہ گئے اور آپنے اپنے کپڑے اپنے اوپر درست کر لیے یہ سنکر حضرت صلعم نے فرمایا کیا مین شرم نہ کرون اوس شخص سے جس سے فرشتے شرم کرتے ہین امام طحاوی اور بیہقی نے نکالا حفصہ رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنا کپڑا اپنی دونو رانون کے بیچ مین رکہا تو ابو بکر آئے اونہون نے اجازت مانگی آپنے اونکو اجازت دی اوسی حال مین پہر عمر آئے اونکو بہی اجازت دی اوسی حال مین پہر کئی شخص آپکے اصحاب مین سے آئے اور حضرت صلعم اپنے حال پر بیٹہے رہے پہر عثمان آئے اور اجازت چاہی آپنے اونکو اجازت دی پہر حضرت صلعم نے اپنے کپڑے کو اپنے اوپر پہیلانا شروع کیا پہر سب نے باتین کین اور چلے گئے مینے کہا یا رسول اللہ

ابوبکر اور عمر اور علی آئے اور کئی شخص آپکے اصحاب میں ہو اور آپ اسی حال میں بیٹھے رہے جب عثمان آئے تو آپنے اپنا کپڑا
ڈہانپ لیا آپنے فرمایا کیا میں شرم نہ کروں اوس شخص سے جس سے فرشتے شرم کرتے ہیں دوسری روایت میں طحاوی کی
حضرت عائشہ سے یوں ہو کہ ابوبکر صدیق رضنے اجازت مانگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ ام المومنین کی چادر
باندہے ہوئے تہے آپنے اونکو اجازت دی اونہوں نے اپنا کام پورا کیا پہر باہر نکلے پہر حضرت عمر نے اجازت مانگی آپ اسی
حال میں تہے اونہوں نے بہی اپنا کام پورا کیا پہر باہر نکلے پہر حضرت عثمان نے اجازت مانگی آپ سیدہے ہوکر بیٹھ گئے اور آپ
نے حضرت عائشہ سے فرمایا تم اپنے کپڑے سمیٹ لو اپنے اوپر جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہ نے آپ سے عرض کیا آپکو
کیا ہوا آپ ابوبکر اور عمر کے آنے سے نہیں گہبرائے جیسے حضرت عثمان کے آنے سے گہبرائے آپنے فرمایا عثمان ایک شخص
ہے بہت شرم والا اگر میں اوسکو اجازت دیتا اوسی حال میں تو مجہے ڈر تہا کہیں وہ اپنا کام پورا نہ کرسکیں (اور شرم کی وجہ
سے لوٹ جاویں) اور روایت کیا طحاوی نے حضرت علی سے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ران
عورت ہے اور ابن عباس سے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو ایک شخص کی ران دیکہی فرمایا مرد کی ران اسکی
عورت میں داخل ہے اور نکالا محمد بن جحش اور جرہد کی حدیثوں کو جو اوپر گذریں کئی طریقوں سے ایک طریق یہ ہے
جرہد سے کہ حضرت نے فرمایا مرد کی ران اسکی عورت میں ہے دوسرے میں یہ ہے کہ جرہد صفہ والوں میں سے تہا اوسنے
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس بیٹہے اور میری ران کہلی ہوئی تہی آپنے فرمایا کپڑا اوٹہالے اپنے اوپر تو نہیں جانتا ران عورت ہے
تیسرے میں یہ ہے کہ حضرت مجہہ پر سے گذرے اور میرے اوپر ایک چادر تہی اور میری ران کہل گئی تہی آپ نے فرمایا اپنی ران
ڈہانپ لے ران عورت ہے امام طحاوی نے کہا ان حدیثوں میں ران کا عورت ہونا مذکور ہے اور انکے خلاف میں کوئی حدیث
صحیح نہیں ہوئی تو ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ران عورت ہے اور اوسکے کہل جانے سے نماز باطل ہوجاویگی اور یہی قول ہے
ابوحنیفہ اور ابویوسف اور محمد رحمہم اللہ کا انتہے مختصرا شوکانی نے کہا ران کا عورت ہونا یہی حق ہے اور حضرت عائشہ
کی حدیث میں صرف ایک فعل کا ذکر ہے اور جرہد کی حدیث قوی ہے اور قولی مقدم ہے فعلی پر علاوہ اسکے مسلم کی روایت میں
شک ہے حضرت عائشہ کی حدیث میں کہ آپ کی ران کہلی تہی یا پنڈلی اور پنڈلی تو بالاتفاق عورت نہیں ہے اور شاید یہ
امر خاص ہو حضرت سے اب رہی انس کی حدیث وہ بہی فعلی ہے علاوہ اسکے جائز ہے کہ حضرت انس کا گٹہنا آپ کی ران
کے ساتہہ چہوا ہو جیسے کپڑا وغیرہ اور یہ غلط ہوتا ہے اس روایت سے جس میں یہ ہو کہ میں نے آپ کی ران کی
احتمال ہے کہ آپ کی بغیر ارادہ کے ران کہل گئی ہو سواری پر چلنے کی وجہ سے واللہ اعلم وَقَالَ اَبُوْمُوْسٰی غَطّٰی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رُکْبَتَیْہِ حِیْنَ دَخَلَ عُثْمَانُ اور ابوموسی اشعری رضنے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ

علیہ وسلم نے اپنے دونو گھٹنے ڈہانپ لیے جب حضرت عثمان آئے **ف** یہ ایک ٹکڑا ہے اوس حدیث کا جسکو مؤلف نے مناقب میں
نکالا اور داؤدی نے خود غلطی کی جو اس روایت کو وہم کہا اور یہ قصہ اور ہے اور حضرت عائشہ نے جو قصہ بیان کیا وہ اور ہے
ایک مین گھٹنے کہلنے کا ذکر ہے اور دوسرے مین ران کہلنے کا (فتح مختصراً) جاننا چاہیے کہ گھٹنون کے باب مین اختلاف ہے علماء کا
اکثر کا قول یہی ہے کہ گھٹنا ستر نہین ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک گھٹنا ستر مین داخل ہے اور ناف ستر نہین ہے اور دلیل جمہور
علماء کی یہی حدیث ہے بوموسی کی کیونکہ اگر گھٹنا ستر ہوتا تو آپ اورون کے سامنے اوسکو کہلا کیون رہنے دیتے شوکانی نے کہا
منتقے الاخبار مین دلیل لی اسپر کہ گھٹنا اور ناف دونو ستر نہین ہین کئی حدیثون سے اور شافعی نے یہ کہا کہ گھٹنا ستر نہین ہے
اور ہادی اور موید باللہ اور ابو حنیفہ اور عطا کا اور شافعی کا ایک قول یہی ہے کہ وہ ستر ہے اور شافعی نے یہ کہا کہ ناف
ستر ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک ناف ستر نہین ہے جو لوگ گھٹنے کو ستر کہتے ہین وہ دلیل لیتے ہین عمرو بن شعیب عن ابیہ
عن جدہ کی حدیث سے جو اوپر گذری نکالا اوسکو ابو داؤد اور دارقطنی نے اور امام احمد نے دارقطنی کی روایت مین یون ہے کہ ناف کے
نیچے گھٹنے تک عورت مین ہے اور امام احمد کی روایت مین یون ہے کہ ناف کے نیچے سے دونو گھٹنون تک عورت مین ہے زیلعی نے کہا اسکی
اسناد مین سوار بن داؤد ہے عقیلی نے اس حدیث کو ضعفا مین نکالا اور سوار بن داؤد کو ضعیف کیا صاحب تنقیح نے کہا کہ ابن معین
اور ابن حبان نے اوسکو ثقہ کہا اور احمد نے کہا وہ شیخ ہے بصری اوس مین کچھہ برائی نہین اور اسکا ایک اور طریق ہے ابن
عدی کے پاس کامل مین اسکی اسناد مین خلیل بن مرہ اور لیث بن ابی سلیم دونو ضعیف ہین ابن عدی نے کہا خلیل بن مرہ کی حدیث
لکھی جاویگی وہ منکر الحدیث نہین ہے اور حاکم نے مستدرک مین نکالا امام ابو جعفر محمد بن علی بن حسین علیہم السلام سے اونہون نے
کہا ہم نے عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے کہا تم ہم سے وہ حدیث بیان کرو جسکو تم نے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو
اور دوسرے کی حدیث اس مت بیان کرو گو وہ ثقہ ہو اونہون نے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے ناف سے
لیکر گھٹنے تک عورت ہے سکوت کیا اس حدیث سے حاکم نے ذہبی نے مختصر مین کہا مین اس حدیث کو موضوع سمجھتا ہون کیونکہ اسکے
اسناد مین اسحاق بن واصل متروک ہے اور اصرم بن حوشب کی طرف کذب کی نسبت ہوئی ہے اور دارقطنی نے سنن مین نکالا ابو ایوب
سے مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے دونو گھٹنون کے اوپر عورت ہے اور ناف کے نیچے عورت ہے شوکانی نے
کہا اسکی اسناد مین عباد بن کثیر متروک ہے اور حارث بن ابی اسامہ نے نکالا اپنے مسند مین ابو سعید سے کہ فرمایا حضرت نے مرد کی عورت
ناف اور گھٹنے کے بیچ مین ہے شوکانی نے کہا اسکی اسناد مین داؤد بن المحبر اور عباد بن کثیر اور ابو عبد اللہ شامی تینون ضعیف
ہین اور دارقطنی نے سنن مین نکالا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھٹنا عورت مین داخل ہے ذہبی
نے کہا اوسکی اسناد مین نضر بن منصور ضعیف ہے ابن حبان نے کہا اوس سے حجت نہ لیجاویگی اور عقبہ بن علقمہ اوسکو ضعیف

کیا دارقطنی اور ابو حاتم نے اسمین ہے ابو حاتم نے کہا عقبہ ضعیف الحدیث ہے اور نضر بن منصور مجہول ہے اور امام بیہقی نے نکالا خلافیات مین ابن جریج سے مرسلاً کہ حضرت صلعم نے فرمایا ناف عورت مین ہے بیہقی نے کہا یہ معضل ہے اور مرسل اور صاحب ہدایہ نے جو نقل کیا کہ ایک روایت مین یون ہے ناف کے نیچے یہانتک کہ تجاوز کرے گھٹنون سے اور ابوہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا گھٹنا عورت ہے تو یہ دونون حدیثین نہین ملین جو لوگ ناف کو ستر نہین کہتے اسیطرح گھٹنے کو اونکی دلیلین یہ ہین کہ انس اور عائشہ کی حدیثین جو اوپر گذرین اونسے یہ نکلتا ہے کہ ران ستر نہین ہے اور جب ران ستر نہ ہوئی تو گھٹنا بھی ستر نہ ہوگا اور عمرو بن شعیب کی حدیث مین ہے جسکو نکالا ابوداؤد اور دارقطنی نے کہ نظر نہ کرے ناف کے نیچے اور گھٹنے کے اوپر تو معلوم ہوا کہ ناف اور گھٹنا ستر نہین ہے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے بھی اور روایت کیا امام احمد نے عمیر بن اسحاق سے مین امام حسن بن علی علیہ السلام کے ساتھہ تھا اتنے مین ابوہریرہ ہمکو ملے انہون نے امام حسن سے کہا مجہکو دکھلایئے مین بوسہ لون اپکا اوسجگہ جہان حضرت صلعم آپکا بوسہ لیتے تہے تو اونہون نے اپنا قمیص اوٹھایا ابوہریرہ نے اونکی ناف چومی شوکانی نے کہا اوسکی اسناد مین عمیر بن اسحق ہاشمی ہے اوسمین گفتگو ہے اور نکالا اوسکو حاکم نے دوسرے طریق سے اور صحیح کہا اوسکو اور اس روایت سے حجت پوری نہین ہوتی کیونکہ ابوہریرہ کا فعل حجت نہین اور حضرت صلعم اوسوقت بوسہ لیتے تہے جب امام حسن بالغ نہ تہے بلکہ چہوٹے تہے اور بچے اور بڑے مین فرق کرنا ضرور ہے ورنہ لازم آویگا کہ مرد کی ذکر بھی عورت ہو کیسلیے کہ روایت کیا طبرانی اور بیہقی نے ابو لیلے انصاری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا امام حسن یا امام حسین علیہما السلام کی نُلّی (ذکر) کو بیہقی نے کہا اسکا اسناد قوی نہین ہے اور طبرانی نے نکالا ابن عباس سے کہ مین نے دیکھا حضرت صلعم کو آپنے امام حسین علیہ السلام کی دونون رانون کو چیرا اور انکی نُلّی کو بوسہ دیا اسکی اسناد مین قابوس بن ابی ظبیان ہے اسکو ضعیف کیا نسائی نے مہدی نے کہا بحر مین اجماع ہے اسپر کہ مرد کی ناف عورت نہین ہے پہر کہا کہ اس دعوے مین اعتراض ہے اور روایت کیا ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمرو سے کہ ہمنے نماز پڑہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی تو جو لوٹنے والے تہے وہ لوٹ گئے اور جو رہنے والے تہے وہ رہگئے اتنے مین آپ تشریف لائے دوڑتے ہوئے آپ کا دم چڑہ گیا تہا اور آپنے اپنے گہٹنے کہول دیے تہے فرمایا آپنے خوش ہوجاؤ یہ تمہارا مالک ہے اوسنے آسمان کے دروازون مین سے ایک دروازہ کہولا ہے اور فخر کرتا ہے تم لوگون سے فرشتون پر اور فرماتا ہے دیکھو میرے بندون کو انہون نے ایک فرض پڑہا اور وہ انتظار کر رہے ہین دوسرے فرض کا شوکانی نے کہا اسکے راوی سب صحیح کے راوی ہین اور روایت کیا امام احمد اور بخاری نے ابوالدرداء سے کہ مین حضرت صلعم کے پاس بیٹہا تہا اتنے مین ابوبکر آئے اپنے کپڑے کا کنارہ تہامے ہوئے یہانتک کہ انہون نے اپنے دونون گہٹنون کو کہولدیا تہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے صاحب نے حسد کیا ابن تیمیہ نے کہا اس حدیث سے یہ

دلیل لیتے ہین کہ اگر گھٹنے ستر ہوتے تو آپ ابوبکر کو منع کرتے اونکے کھولنے سے شوکانی نے کہا اصل یہ ہے کہ ناف اور گھٹنا ستر
نہ ہو اب اونکے ستر ہونیکے لیے کوئی دلیل چاہیے جیسے انکا ستر ہونا دلیل سے ثابت ہوا انتہی حق یہ ہے کہ ناف اور گھٹنا
دونو ستر نہین ہین مرد کے لیے وقال زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ
فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتّٰى خِفْتُ أَنْ تَرُضَّ فَخِذِيْ اور زید بن ثابت نے کہا اللہ تعالی نے وحی اوتاری اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر اور آپکی ران میری ران پر تھی وہ بھاری ہوگئی مجھپر یہانتک کہ مین ڈرا میری ران ٹوٹ جانے سے ف یہ ایک ٹکڑا ہے اس حدیث
کا جسکو مولف نے نکالا تفسیر سورۂ نسا مین اور اسمعیلی نے امام بخاری پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس حدیث سے یہ نہین نکلتا کہ ران ستر
نہین ہے کیونکہ احتمال ہے کہ بیچ مین کپڑا حائل ہو اور اسکا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ حدیث مین یہ بھی نہین ہے کہ کپڑا بیچ مین حائل
تھا اور اصل یہی ہے کہ حائل نہ ہو پس حضرت کی ران زید کی ران سے چھوئی اور ثابت ہوا کہ ران ستر نہین ہے کیونکہ اگر ستر ہوتی تو
اوسکا چھونا جائز نہ ہوتا جیسے نظر کرنا ستر کیطرف قسطلانی نے کہا عورت کے ستر مین اختلاف ہے تو شافعیہ کے نزدیک لونڈی
اور آزاد عورت کا محرم کے سامنے ناف سے لیکر گھٹنے تک ستر ہے تو جائز ہوا لونڈی کے سر اور چھاتی اور پیٹ اور پیٹھ اور پانون کی
طرف دیکھنا اسیطرح اپنی محرم عورت کے اعضا دیکھنا جیسے ماں بہن وغیرہ اب رہی وہ عورت جو آزاد ہے اور غیر ہے یعنے محرم نہین
ہے اوسکا سارا بدن ستر ہے سوا منہ اور دونو ہتھیلیون کے یعنے دونو پہونچون کے اور ابن عباس نے إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے یہی معنے
کیے ہین اور ابوحنیفہ سے صحیح روایت یہ ہے کہ اوسکے دونو پانون بھی ستر نہین ہین (یعنے ٹخنون تک) کیونکہ اونکے کھولنے
کی حاجت ہوتی ہے چلنے مین جب اوسکے پاس موزے نہ ہون اور چلنے کا حکم عورت کا سا ہے انتہی مختصراً شوکانی نے کہا لیکن
نماز مین تو عورت کو اپنا سر چھپانا واجب ہے لونڈی ہو یا آزاد کیونکہ حضرت صنے فرمایا اللہ کسی جوان عورت کی نماز قبول نہین
کرتا بغیر اوڑھنی کے (یہ حدیث اوپر گذری زیلعی نے کہا اوسکو نکالا حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر
اور ابن حبان اور ابن خزیمہ اور دارقطنی نے علت نکالی اس مین کہ بعضون نے اسکو مرسلاً روایت کیا بعضون نے موقوفاً اور
مرسل ہونا اسکا زیادہ صحیح ہے) اور اس حدیث سے دلیل لی اون نے جسنے آزاد اور لونڈی کا ستر برابر رکھا ہے اور اہل ظاہر کا یہی
قول ہے اور عترت اور شافعی اور ابوحنیفہ اور جمہور کا یہ قول ہے کہ دونون مین فرق ہے تو لونڈی کا ستر ناف سے گھٹنے تک ہے مثل
مرد کے اور حجت انکی عمرو بن شعیب کی حدیث ہے جو اوپر گذری اور امام مالک نے کہا کہ لونڈی کا ستر مثل آزاد کے ہے البتہ بال لونڈی کے
ستر نہین ہین اور شاید انہون نے اہل حجاز کے رواج پر یہ حکم دیا کیونکہ حجاز مین لونڈیان اکثر اپنے سر کھولی رہتی ہین یہ ابن عبد البر
نے نقل کیا استذکار مین عراقی نے شرح ترمذی مین کہا کہ مشہور قول امام مالک کا یہ ہے کہ لونڈی کا ستر مثل مرد کے ہے اب
اختلاف ہے آزاد عورت کے ستر مین تو بعضون نے کہا اوسکا سارا بدن ستر ہے سوا منہ اور دونو پہونچون کے اور یہی قول ہے

ہادی اور قاسم کا ایک روایت مین اور شافعی کا ایک روایت مین اور ابو حنیفہ کا ایک روایت مین اور مالک کا اور بعضون نے کہا اسفل
دونو پاؤن اور پائے زیب کا مقام بھی ستر نہین ہین اور یہی ایک قول ہے قاسم کا اور ابو حنیفہ سے ایک روایت ایسی ہی ہے اور
ثوری اور ابو العباس کا اور بعضون نے کہا اوسکا سارا بدن ستر ہے سوا منہہ کے اور یہی مذہب ہے احمد بن حنبل اور داؤد کا اور
بعضون نے کہا کہ منہہ بھی ستر ہے اور یہی قول ہے بعض شافعیہ کا اور ایک روایت ہے احمد سے انتہے مختصرا **حاصل** یہ ہے کہ جمہور علما کا
یہی مذہب ہے کہ عورت کا منہہ اور دونو ہاتہہ پہنچے اور دونو پاؤن ستر نہین ہین کیونکہ ان اعضاء کے کہولنے کی ضرورت ہوتی ہے پہر
اگر یہ بھی ستر ہوتے تو عورت کو باہر نکلنا کام کاج کرنا بازار سے سودا سلف لانا دشوار ہو جاتا اور اس باب مین جو حدیثین ہین اونمین
وہ یہ ہین ترمذی نے نکالا عبد اللہ بن مسعود سے حضرت نے فرمایا عورت عورت ہے (یعنے سب ستر ہے) پہر جب نکلتی ہے تو
شیطان اوسپر غلبہ کرتا ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نکالا اوسکو ابن حبان نے دو طریقون سے ایک مین
اتنا زیادہ ہے کہ عورت اللہ کیطرف اتنی نزدیک کہین نہین ہوتی جتنی اپنے گہر کے تہ خانہ مین ہوتی ہے اور بزار نے بھی اسکو نکالا
دو طریقون سے زیلعی نے کہا ہدایہ مین جو اسحدیث مین یہ لفظ بیان کیا ہے اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ مَسْتُوْرَةٌ تو اس لفظ کو مینے نہین پایا
اور ابو داؤد نے نکالا سنن مین حضرت عائشہ سے کہ اسما بنت ابی بکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئین وہ باریک کپڑے
پہنے تہین آپنے اونکیطرف سے مونہہ پہیر لیا اور فرمایا اے اسماء عورت جب حائض ہو جاوے (یعنے بالغ جوان) تو اوسکے
بدن سے کچہہ نہ دکہنا چاہیے مگر یہ اور یہ اور اشارہ کیا آپنے مونہہ اور دونو ہاتہہ پہنچون کیطرف ابو داؤد نے کہا یہ حدیث مرسل ہے
خالد بن دریک نے حضرت عائشہ کو نہین پایا ابن القطان نے کہا اسکے علاوہ خالد مجہول الحال ہے منذری نے کہا
اوسکی اسناد مین سعید بن بشیر ہے اوسمین کئی لوگون نے کلام کیا ہے ابن عدی نے کامل مین کہا اسحدیث کو قتادہ سے
سعید بن بشیر کے سوا اور کسی نے روایت نہین کیا اور کبہی اوسنے خالد بن دریک عن ام سلمہ کہا اور کبہی خالد بن دریک
عن عائشہ ابو داؤد نے مراسیل مین روایت کیا قتادہ سے کہ حضرت نے فرمایا لڑکی کو جب حیض آنے لگے تو اوسکا کوئی عضو
نہ دکہنا چاہیے سوا اوسکے منہہ کے اور دونون ہاتہون کے پہنچے تک اور امام بیہقی نے نکالا عقبہ اصم سے اونہون نے عطا بن
ابی رباح سے انہون نے عائشہ سے اس آیت کی تفسیر مین وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کہ الا ما ظہر منہا سے
مراد منہ اور دونو ہتہیلیان ہین شیخ نے امام مین کہا کہ عقبہ اصم مین لوگون نے گفتگو کی ہے اور ابو داؤد نے نکالا ام سلمہ
سے اونہون نے پوچہا حضرت سے کہ عورت نماز پڑہے کرتہ اور اوڑہنی مین بغیر ازار کے آپنے فرمایا ہان جب کرتہ
اتنا لنبا ہو کہ اوسکے دونو پاؤن کی پشت کو ڈہانپ لیوے حاکم نے اسکو نکالا مستدرک مین اور کہا یہ بخاری کی شرط پر ہے اور
اسحدیث کا ذکر اوپر گذرا) زیلعی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اون لوگون کی جو عورت کے پاؤن کو ستر کہتے ہین) ہدایہ پر

کہ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا (ایک لونڈی سے) او مردار اوڑھنی اپنے سر سے نکال کیا تو آزاد عورتوں کیطرح بنتی ہے زیلعی نے کہا یہ غریب ہے اور عبد الرزاق نے مصنف میں انس سے نکالا کہ حضرت عمر رضؓ نے انس کے گھر والوں کی ایک لونڈی کو جسکو انہوں نے مارا گھونگٹ نکالے دیکھا اور فرمایا کھول دے اپنا سر درمت مشابہت کر آزاد عورتوں سے اور عطاء سے کہ حضرت عمر رضؓ منع کرتے تہے لونڈیوں کو چادر اوڑھنے سے آزاد عورتوں کیطرح ابن جریج نے کہا ابن عمر رضؓ نے عقیلہ ابو موسے اشعری کی لونڈی کو مارا چادر اوڑھنے پر اور صفیہ بنت ابی عبید سے کہ ایک عورت نکلی اوڑھے ہوئی اوڑھنی حضرت عمرؓ نے پوچھا یہ کون عورت ہے لوگوں نے کہا لونڈی ہے فلانے کی جو انکے گھر والوں میں سے تہا یہ سنکر حضرت عمر نے ام المومنین حفصہ کے پاس کسیکو بہیجا اور کہلایا تمکو کیا ہوا جو تم نے اس لونڈی کو اوڑھنی اوڑھائی اور چادر پہنائی یہانتک کہ میں نے قصد کیا اوسکو سزا دینے کا میں نے گمان کیا کہ وہ آزاد عورت ہے مت مشابہت کرو لونڈیوں کی آزاد عورتوں سے اور نکالا اس اثر کو امام بیہقی نے اور کہا کہ اس باب میں حضرت عمر سے صحیح اثر وارد ہیں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں نکالا انس بن مالک سے کہ حضرت عمر پاس ایک لونڈی آئی جسکو وہ جانتے تہے کسی مہاجر یا انصاری کی ہے اور وہ چادر اوڑھے ہوئی تہی گھونگٹ نکالے ہوئے حضرت عمر نے اوس سے پوچھا کیا تو آزاد ہو گئی ہے وہ بولی نہیں انہوں نے کہا تو پھر چادر کیوں اوڑھی اوتار چادر کو اپنے سر سے اور چادر تو مسلمان آزاد عورتوں کے لیے ہے اوسنے دیر کی چادر اوتارنے میں حضرت عمر درہ لیکر اوسکی طرف اٹھے اور اوسکے سر پر مارا یہانتک کہ اوس نے چادر اوتار ڈالی امام محمد نے کتاب الآثار میں روایت کیا ابو حنیفہ سے انہوں حماد بن ابی سلیمان سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے کہ حضرت عمر رض لونڈیوں کو مارتے تہے گھونگٹ نکالنے پر اور فرماتے تہے مت مشابہت کرو آزاد عورتوں سے انتہی بلفظہ

حدثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا خَيْبَرَ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلٰوةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ فَرَكِبَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ أَبُو طَلْحَةَ وَأَنَا رَدِيفُ أَبِي طَلْحَةَ فَأَجْرٰى نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي زُقَاقِ خَيْبَرَ وَأَنَّ رُكْبَتِي لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَسَرَ الْإِزَارَ عَنْ فَخِذِهِ حَتّٰى إِنِّي أَنْظُرُ إِلٰى بَيَاضِ فَخِذِ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ اللهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ قَالَهَا ثَلٰثًا وَخَرَجَ الْقَوْمُ إِلٰى أَعْمَالِهِمْ فَقَالُوا مُحَمَّدٌ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا وَالْخَمِيسُ يَعْنِي الْجَيْشَ قَالَ فَأَصَبْنَاهَا عَنْوَةً فَجُمِعَ السَّبْيُ فَجَاءَ دِحْيَةُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ أَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ قَالَ اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً فَأَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ أَعْطَيْتَ دِحْيَةَ

صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ قَالَ ادْعُوهُ بِهَا فَجَاءَ بِهَا فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا قَالَ فَأَعْتَقَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَزَوَّجَهَا فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ يَا أَبَا حَمْزَةَ مَا أَصْدَقَهَا قَالَ نَفْسَهَا أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالطَّرِيقِ جَهَّزَتْهَا لَهُ أُمُّ سُلَيْمٍ فَأَهْدَتْهَا لَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَأَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوسًا فَقَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِئْ بِهِ وَبَسَطَ نِطَعًا فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالتَّمْرِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالسَّمْنِ قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَدْ ذَكَرَ السَّوِيقَ قَالَ فَحَاسُوا حَيْسًا فَكَانَتْ وَلِيمَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیا خیبر کا تو ہم نے نماز پڑھی صبح کی اندھیرے میں خیبر کے قریب پھر آپ سوار ہوئے ایک گدھے پر جسکی نکیل رسی کی تھی اور آپ کے نیچے ایک زین تھا خرمے کی چھال کا جسمیں بھری تھی (یہ بیہقی اور ترمذی کی روایت میں ہے) اور ابو طلحہ (زید بن سہل) سوار ہوئے انس نے کہا میں ابو طلحہ کے ساتھ سوار تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری کو دوڑایا خیبر کی گلی میں اور میرا گھٹنا آپ کی ران سے چھو جاتا تھا پھر آپ نے اپنی تہبند ران سے اٹھالی (تاکہ جانور کو دوڑانے میں دقت نہ ہو) یہانتک کہ میں آپکی ران کی سفیدی کو دیکھ رہا تھا جب آپ بستی کے اندر پہنچے تو فرمایا اللہ اکبر خراب ہوا خیبر (یہ خبر دی آپنے آیندہ کی یا فال کے طور پر فرمایا کیونکہ یہود اس وقت کدالیں اور ٹوکریاں لیکر نکلے تھے جو مکان کے گرانیکے سامان ہیں) ہم جب اترے کسی قوم کے آنگن میں تو بری ہے صبح ان لوگوں کی جو ڈرائے گئے تین بار یہ فرمایا انس نے کہا یہود اسوقت اپنے کاموں کی جگہوں میں نکل چکے تھے (یا اپنے کام کاج کے واسطے باہر نکلے تھے انکو لشکر آنیکی خبر نہ تھی) انہوں نے کہا یہ محمد آن پہونچے عبد العزیز (بن صہیب) نے کہا (جو راوی ہیں اس حدیث کے انس سے) اور ہمارے بعض ساتھیوں نے (ابن سیرین نے یا ثابت بنانی نے) کہا اور لشکر (ف مطلب یہ ہے کہ عبد العزیز کو حدیث میں یہی لفظ یاد ہے کہ یہود نے کہا محمد آن پہنچے اور ثابت اور ابن سیرین کی روایت میں یوں ہے کہ یہود نے کہا محمد لشکر سمیت آن پہونچے ثابت کی روایت کو مؤلف نے نکالا اور ابن سیرین کی روایت کو مسلم نے اور لشکر خمیس کی تفسیر ہے یہ تفسیر عبد العزیز نے کی یا اور کسی راوی نے خمیس لشکر کو اسلیے کہتے ہیں کہ اس میں پانچ حصے ہوتے ہیں مقدمہ اور ساقہ اور قلب اور میمنہ اور میسرہ ت) انس نے کہا تو ہم نے خیبر کو زور سے فتح کیا پھر قیدی اکٹھے کیے گئے اتنے میں دحیہ (کلبی) آیا اور اس نے عرض کیا اے نبی اللہ کے مجھے ایک لونڈی دیجیے قیدیوں میں سے آپ نے فرمایا جا ایک لونڈی لے لے (یہ اجازت آپنے شاید تقسیم کے بعد دی اپنے حصے میں سے یا بطور انعام کے جو امام کو دینا درست ہی) اونسے صفیہ بنت حیی (بن اخطب) کو لے لیا (یہ حضرت ہارون کی اولاد میں تھیں یہود میں بڑی

شریف اور نجیب تہین پہر ازواج مطہرات مین داخل ہوئین وفات پائی انہون نے ۳۶ھ یا ۵۰ھ ہجری مین) پہر ایک
شخص آیا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم پاس اور عرض کیا اے نبی اللہ کے آپنے صفیہ دحیہ کو دیدی جو سردار ہے قریظہ اور
نضیر کی (یہ دونو قبیلون کے نام مین یہود کے) وہ تو آپ ہی کے لائق ہے آپنے فرمایا دحیہ کو بلاؤ صفیہ سمیت وہ آیا
صفیہ کو لیکر آپنے جب صفیہ کو دیکہا تو (دحیہ سے) فرمایا تو اور کوئی لونڈی لے لے قیدیون مین سے **ف** حافظ نے کہا
اس شخص کا نام مجہکو معلوم نہین ہوا اور شافعی نے ام مین واقدی کی سیرۃ سے نقل کیا ہے کہ آپنے دحیہ کو کنانہ بن ربیع کی
بہن دی اور کنانہ خاوند تہا صفیہ کا وہ مارا گیا خیبر مین تو حضرت ﷺ نے اوسکا یعنے دحیہ کا دل خوش کر دیا کنانہ کی بہن
دیکر اور صفیہ کا پہیر لینا اسوجہ سے تہا کہ آپنے دحیہ کو ایک عام لونڈی لینے کی اجازت دی تہی نہ یہ کہ سب سے افضل اور
عمدہ لونڈی لینے کی ورنہ اور لوگو نپر اسکی ترجیح بلا وجہ ہوتی مسلم کی روایت مین ہے کہ آپنے دحیہ سے صفیہ کو مول
لے لیا سات بردے دیکر اور پہیرنے مین ایک مصلحت یہ بہی تہی کہ صفیہ اپنی قوم کی رئیس تہین وہ دحیہ کے پاس اگر رہتین
تو رضی نہ ہوتین اور فتنہ اور فساد ہوتا اور ایک مصلحت یہ بہی تہی کہ اور صحابہ دحیہ کے پاس ایسی عمدہ عورت کا ہونا ناپسند کرتے
اور سب کو اسوجہ سے رنج ہوتا پس ان خرابیون کو دور کرنیکے لیے اس سے بہتر کوئی شکل نہ تہی کہ صفیہ کو دحیہ سے واپس لیوین
(قسط و فتح) بعضون نے کہا صفیہ کا پہیرنا بحکم الٰہی تہا اور مالک کو یہ منظور تہا کہ رئیس کی بیٹی مسلمانون کے رئیس کے پاس رہے
اور حضرت ﷺ کی زوجیت کا شرف اسکو حاصل ہو **ت** انس نے کہا پہر آپنے صفیہ کو آزاد کیا اور اوسنے نکاح کر لیا ثابت
نے انس سے کہا ای ابا حمزہ اونکا مہر آپنے کیا مقرر کیا انس رضنے کہا خود اون کی ذات کو آپنے اونکو آزاد کیا اور اوسنے نکاح
کر لیا (اور آزادی کو مہر مقرر کیا یہ جائز ہے امام احمد اور حسن اور ابن مسیب اور محققین اہلحدیث کے نزدیک اور تفصیل اسکی
خدا چاہے تو کتاب النکاح مین آویگی) جب آپ (خیبر سے لوٹ کر) راہ مین تہے (سد الروحا مین مدینہ سے چالیس میل
پر) اونکو (یعنے صفیہ کو) بناؤ اور سنگار کیا ام سلیم رض (انس کی ماں نے) اور رات کو آپ کے پاس بہیجدیا صبح کو آپ
نوشہ تہے آپنے فرمایا جسکے پاس جو ہو (کہانے کی قسم سے) وہ لا دے اور ایک دستر خوان آپنے بچہایا تو کوئی کہجور لانے
لگا کوئی گہی عبد العزیز نے کہا مین سمجہتا ہون انس نے یہ بہی کہا کوئی ستو لانے لگا انس نے کہا پہر سب ملایا اور حیس بنایا
(حیس وہ کہانا ہے جو گہی اور کہجور اور پنیر یا ستو یا آٹے سے بنتا ہے) تو یہی ولیمہ تہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
(صفیہ کے نکاح مین) **ف** حافظ نے کہا باقی فوائد اس حدیث کے ہم کتاب النکاح اور کتاب المغازی مین بیان کرینگے
قسطلانی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ولیمہ کی دعوت دخول کی صبح کو کرنا مسنون ہے اور یہ ضرور نہین کہ دعوت مین
گوشت ہی ہو اور اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے نکالا **باب** فِی کَمْ تُصَلِّی الْمَرْاَۃُ مِنَ الثِّیَابِ عورت کو

نماز مین کتنے کپڑے ضرور ہین **ف** ابن منذر نے جمہور علماء سے نقل کیا کہ عورت کو
نماز کے لیے کم سے کم دو کپڑے ضرور ہین کرتہ اور اوڑہنی پہر کہا کہ غرض یہ ہے کہ اوسکا بدن اور سر ڈہنپے تو اگر ایک ہی کپڑا
ہو اوس سے سارا بدن ڈہانپ کر سر بہی ڈہانپ لیوے تو نماز جائز ہے اور عطا سے جو روایت ہے کہ عورت قمیص اور اوڑہنی
اور ازار مین نماز پڑہے اور ابن سیرین سے ایسا ہی اور چادر زیادہ ہے تو مین سمجہتا ہون کہ مراد اونکی یہ ہے کہ مستحب ہے
اتنے کپڑون مین نماز پڑہنا نہ وجوب (فتح) وَقَالَ عِكْرِمَةُ لَوْ وَارَتْ جَسَدَهَا فِي ثَوْبٍ جَازَ اور عکرمہ نے کہا
جو مولے تہے ابن عباس کے اگر عورت نے اپنا بدن چہپا لیا ایک ہی کپڑے سے تو جائز ہے **ف** یعنے نماز درست ہو جاویگی
اس اثر کو عبد الرزاق نے نکالا اوس مین یہ ہے اگر عورت نے ایک کپڑا لیا اور سارا بدن ڈہانپ لیا اسطرح کہ اوسکے پاس
جیب نہو تو کافی ہے **حَدَّثَنَا** اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ اَنَّ
عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْفَجْرَ فَيَشْهَدُ مَعَهُ نِسَاءٌ مِّنَ
الْمُؤْمِنَاتِ مُتَلَفِّعَاتٍ فِي مُرُوْطِهِنَّ ثُمَّ يَرْجِعْنَ اِلَى بُيُوْتِهِنَّ مَا يَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ ترجمہ ام المومنین
عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز پڑہتے تہے تو آپکے ساتہ مسلمانون کی
عورتین جماعت مین حاضر ہوتین اپنی چادرون مین لپٹے ہوئے پہر لوٹ کر اپنے گہرون کو جاتین اونکو کوئی نہ پہچانتا
ف اندہیرے کی وجہ سے اس روایت مین متلفعات ہے اور موطا کی روایت مین متلففات ہے اور مطلب دونون
کا ایک ہے لپٹے سر سے پانون تک بیٹہے ہوئے امام بخاری نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ عورت کی نماز ایک کپڑے
مین جائز ہے حالانکہ یہ مطلب اس سے ثابت نہین ہوتا کیونکہ شاید وہ عورتین چادر کے اندر دوسرا کپڑا پہنی ہون
اور جواب اسکا یہ ہے کہ ظاہر احتمال یہی ہے کہ دوسرا کپڑا نہ ہو کیونکہ حدیث مین اوسکا ذکر نہین ہے اور ہم نے مقدمہ
کتاب مین بیان کیا کہ امام بخاری کی عادت ہے دو احتمالون والے لفظ سے دلیل لانے کی گو اور لوگ اس استدلال کو نہین
مانتے اور نہ پہچاننے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ آپ بہت اندہیرے مین صبح کی نماز پڑہتے اور اندہیرے ہی مین نماز سے
فارغ ہو جاتے یا وہ اپنے تئین چہپانے مین مبالغہ کرتین حافظ نے کہا اس حدیث کی باقی بحث مواقیت مین آویگی اگر
خدا چاہے **بَاب** اِذَا صَلّٰى فِي ثَوْبٍ لَهُ اَعْلَامٌ وَنَظَرَ اِلٰى عَلَمِهَا بیل دار کپڑے مین نماز پڑہنا اور نماز
مین اوسکی بیل پر نظر پڑنا **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا
ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِي خَمِيْصَةٍ لَهَا اَعْلَامٌ
فَنَظَرَ اِلٰى اَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اذْهَبُوْا بِخَمِيْصَتِيْ هٰذِهٖ اِلٰى اَبِيْ جَهْمٍ وَّائْتُوْنِيْ
بِاَنْبِجَانِيَّةِ اَبِيْ جَهْمٍ فَاِنَّهَا اَلْهَتْنِيْ اٰنِفًا عَنْ صَلٰوتِيْ وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ اَنْظُرُ اِلٰى عَلَمِهَا وَاَنَا فِي الصَّلٰوةِ فَاَخَافُ اَنْ تَفْتِنَنِيْ ترجمہ ام المومنین
عائشہ رض سے روایت ہے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کملی مین نماز پڑہی اوس مین نقش تہے آپ نے اونکو (نقشونپر
ایک نظر ڈالی نماز مین) جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا یہ کملی لیجاؤ ابوجہم کے پاس اور مجہکو ابوجہم کا (اونکا نام عامر بن حذیفہ ہے
وہ اسلام لائے جسدن مکہ فتح ہوا اور معاویہ رض کی اخیر خلافت مین مرے) سادہ کمل لادو کیونکہ اس کملی نے مجہکو ابہی نماز سے
غافل کر دیا تہا **ف** حافظ نے کہا آپنے کملی ابوجہم کو اسلیئے بہیجی کہ اونہون نے ہی وہ آپ کو بہیجی تہی تحفہ کے طور پر جیسے مالک
نے روایت کیا مؤطا مین حضرت عائشہ سے کہ ابوجہم بن حذیفہ نے ایک کملی نقشدار حضرت ص کو ہدیہ بہیجی آپ نے اوس مین
نماز پڑہی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا یہ کملی ابوجہم کو پہیر دے اور زبیر بن بکار نے اسکی خلاف روایت کیا مرسل طریقہ سے
اوس مین یہ ہے کہ آنحضرت ص کے پاس دو کالی کملیان آئین آپ نے ایک خود پہنی اور دوسری ابوجہم کو بہیجدی اور ابو
داؤد نے دوسرے طریق سے روایت کی اوس مین یہ ہے کہ ابوجہم کی کردی آپنے لے لی لوگون نے عرض کی یا رسول اللہ کملی کردی
سے بہتر ہے ابن بطال نے کہا حضرت ص نے ابوجہم سے دوسرا کپڑا منگوا بہیجا تاکہ اونکو ہدیہ کے پہیر دینے سے رنج نہ ہو اور اس
سے یہ نکلا کہ ہبہ کرنیوالے کو اگر اوسکا ہبہ بغیر درخواست کے پہیر دیا جاوے تو اوسکا لے لینا درست ہے اور یہ جو فرمایا اوس نے
مجہے نماز سے غافل کر دیا اسکا مطلب یہ ہے کہ کمال حضور مین خلل واقع ہوا اور دوسری معلق روایت جسکو مؤلف نے آگے
ذکر کیا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپکے حضور قلب مین خلل نہین ہوا تہا لیکن آپ ڈرے خلل پڑنے سے اور ایسا ہی امام مالک کی روایت
مین ہے تو اس روایت کی تاویل کیجاویگی ابن دقیق العید نے کہا اسحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ص کو نماز کی درستی کا
کتنا خیال تہا اور آپنے جو ابوجہم کو وہ واپس بہیجی تو اس سے یہ مطلب نہ تہا کہ ابوجہم اوسکو پہنین نماز مین جیسے آپنے عطارد کا
جوڑا حضرت عمر کو بہیجا اور فرمایا مین نے اسلیئے نہین بہیجا کہ تو اوسکو پہنے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو رنگ یا نقش وغیرہ
نماز مین خلل ڈالے اور دل لگنے سے مانع ہو تو اوسکا استعمال مکروہ ہے اور اپنے اصحاب کا ہدیہ قبول کرنا چاہیئے اور طیبی نے کہا اسحدیث
سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صورتون کے اور ظاہری اشیا کی مقدس اور پاک دلون مین بہی تاثیر ہوتی ہے عوام کا کیا ذکر ہے (فتح
مختصرا) قسطلانی نے کہا بعضون نے کہا کہ حضرت ص کی دو حالتین تہین ایک حالت بشری اور ایک حالت خاص تو حالت بشری
کی نظر کرتے آپنے یہ فرمایا کہ مجہے غافل کر دیا نماز سے اور دوسری حالت کی نظر کرتے یہ فرمایا کہ مجہے ڈر ہوا غفلت کا اور اسحدیث
سے یہ نکلا کہ نماز مین حضور قلب ضرور ہے اور اون کا موقوف کرنا لازم ہے جن سے حضور قلب مین خلل واقع ہو اور قرآن
سے ثابت ہے کہ جو نمازی اپنی نماز مین خشوع کرتے ہین وہ نجات پانے والے ہین اور مراد کو پہنچنے والے ہین کیونکہ نمازی
اپنے مالک سے سرگوشی کرتا ہے اور مالک سے سرگوشی کرنے مین بہت ادب ضرور اور لازم ہے اور دوسری طرف دل لگانا اوس مالک کے

سامنے جو دل کی بات خوب جانتا ہے بڑی بے ادبی ہے انتہے مترجم کہتا ہے حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ مسجد کی ہتّل آرایش کرنا اور اوس میں قسام کے نقش و نگار اور طرح طرح کے رنگ چڑھانا جیسے اس زمانہ میں رائج ہے مکروہ اور خلاف سنت ہے کیونکہ نمازیوں کے حضور قلب میں ان باتوں سے خلل واقع ہوگا اور جب حضرت ؐ کو اس امر کا ڈر ہوا تو اور کسی فقیر یا درویش کی بات کیا قابل اعتبار ہے جو کہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے میری نماز میں خلل نہیں ہوتا وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى عَلَمِهَا وَأَنَا فِي الصَّلَوٰةِ فَأَخَافُ أَنْ تَفْتِنَنِي اور ہشام بن عروہ نے کہا اپنے باپ عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دیکھتا تھا اُسکی نقش کیطرف نماز میں تو میں ڈرتا ہوں کہیں وہ مجھکو فتنہ میں ڈالے **ف** یعنے غافل کر دے خشوع اور خضوع سے اس تعلیق کو احمد اور ابن ابی شیبہ اور مسلم اور ابو داؤد نے نکالا **باب** إِنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ مُصَلَّبٍ أَوْ تَصَاوِيرَ هَلْ تَفْسُدُ صَلوٰتُهُ وَمَا يُنْهٰى مِنْ ذٰلِكَ اگر اوس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھے جس میں صلیب یا جانور کی صورت بنی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں اور اسکی ممانعت **ف** حافظ نے کہا امام بخاری کی عادت ہی کہ مسائل اختلافی میں ترجمہ باب جزم کے ساتھ قائم نہیں کرتے ویسا ہی یہاں بھی کیا کیونکہ اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے اور یہ مبنی ہے اصول کے اس مسئلہ پر کہ نہی فساد کو مقتضی ہے یا نہیں انتہے مختصر **حدثنا** أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيطِي عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا فَإِنَّهُ لَا تَزَالُ تَصَاوِيرُهُ تَعْرِضُ فِي صَلَاتِي **ترجمہ** انس رضؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا حضرت عائشہ کا ایک پردہ تھا جسکو انہوں نے گھر کے ایک کونے میں لٹکایا تھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنا یہ پردہ ہمارے پاس سے دور کر کیونکہ اوسکی تصویر ہمیشہ نماز میں میرے سامنے آتی ہیں **ف** حافظ نے کہا حدیث کی تطبیق ترجمہ باب سے مشکل ہے کسلیے کہ اوسمیں صلیب (تر سول) کا ذکر نہیں ہے نہ آپ نے اوسکو پہنا نماز میں نہ اوسکو پہنکر نماز پڑھنے سے منع کیا اور جواب اسکا یہ ہے کہ جب لٹکانے سے منع کیا تو پہننے سے بطریق اولے منع ہوگا اور تر سول تصویر کے حکم میں ہے اور دور کرنیکا حکم گویا ممانعت ہے اوسکی استعمال کی اور شاید مولف نے اشارہ کیا اوس حدیث کیطرف جسکو کتاب اللباس میں نکالا حضرت عائشہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کوئی چیز ایسی نہ چھوڑتے تھے جس میں تر سول بنی ہوتی بغیر توڑے ہوئے اور اسمعیلی کی روایت میں پردہ اور کپڑا مذکور ہے اور باب کی حدیث اسی یہ نکلتا ہے کہ ایسے کپڑے سے نماز فاسد نہیں ہوتی کسلیے کہ آپ نے نماز کو توڑا نہیں نہ اوسکا اعادہ کیا اور باقی بحث اس حدیث کی خدا چاہے تو کتاب اللباس میں آوے گی

قسطلانی نے کہا شافعیہ نے اس حدیث سے مطلق صورت کی کراہت نکالی ہے اور حنفیہ نے فرش کو مستثنیٰ کیا ہے یعنی بچھونے پر اگر صورتیں ہوں تو مضائقہ نہیں کیونکہ روندی جاتی ہیں اونکی ذلت ہوتی ہے اور یہی قول ہے مالکیہ اور احمد کا ایک روایت میں اور اس حدیث کو مؤلف نے لباس میں بھی نکالا اور نسائی نے شوکانی نے کہا ابو داؤد احمد اور نسائی نے بھی اس حدیث کو نکالا اوس میں یہ ہے کہ آپ اپنے گھر میں کوئی کپڑا ایسا نہ چھوڑتے جسمیں صلیب ہوتی مگر اوسکو توڑ ڈالتے بگاڑ ڈالتے یا کاٹ ڈالتے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اون کپڑوں اور پردوں اور بچھونوں کا رکھنا جائز نہیں جن میں تصویریں ہوں اور بری بات کو بگاڑنا ہاتھ سے درست ہے بغیر مالک کے پوچھے ہوئے خواہ اپنی بی بی ہو یا اور کوئی کیونکہ حضرت ﷺ سے ثابت ہوا جس دن مکہ فتح ہوا اوس دن آپ چھڑی سے اشارہ کرتے ہر بت کیطرف وہ اوندھا گر پڑتا اور آپ فرماتے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ یہانتک کہ تین سو ساٹھ بتوں کیساتھ آپ نے ایسا ہی کیا اور بخاری نے ابن عباس کی روایت سے نکالا کہ جب حضرت ﷺ نے تصویروں کو دیکھا خانہ کعبہ میں تو آپ اندر نہیں گئے یہانتک کہ حکم دیا وہ مٹائی گئیں اوسوقت آپ اندر تشریف لے گئے اور آپ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کی مورتیں دیکھیں اونکے ہاتھوں میں پانسے تھے آپ نے فرمایا اللہ مشرکین کو تباہ کرے انہوں نے کبھی پانسے نہیں پھینکے نووی نے کہا ہمارے اصحاب نے کہا کہ حیوان کی صورت بنانا سخت حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہو اگرچہ اسکو ذلیل کرنیکیلیے بنایا ہو اسی حال میں اسکا بنانا حرام ہے خواہ وہ کپڑے میں ہو یا فرش میں یا روپیہ اور اشرفی میں یا پیسے میں یا برتن میں یا دیوار میں البتہ جھاڑ یا پہاڑ کی یا اور چیزوں کی جن میں جان نہو حرام نہیں ہے یہ تو حکم تصویر بنانے کا ہے اب اُس چیز کا رکھنا جس میں جاندار کی صورت ہو تو اگر دیوار پر لٹکی ہو یا کپڑے پر یا عمامہ پر جہاں اوسکی ذلت نہ ہوتی ہو تو وہ حرام ہے اور اگر فرش پر ہو جو روندا جاوے یا تکیہ پر توشک پر جہاں ذلت ہوتی ہے تو حرام نہیں لیکن اسکی وجہ سے رحمت کے فرشتے روکے جاتے ہیں یا نہیں اسمیں اختلاف ہے اور کچھ فرق نہیں ہے سایہ دار اور بے سایہ دار صورت میں (یعنی مجسم اور غیر مجسم صورت میں) دونوں حرام ہیں یہ ہمارے مذہب کا خلاصہ ہے اور ایسا ہی کہا جمہور علماء نے صحابہ اور تابعین اور من بعدہم میں سے اور یہی مذہب ہے ثوری اور مالک اور ابو حنیفہ وغیرہم کا اور بعضے سلف کا یہ قول ہے کہ ممانعت اون صورتوں سے ہے جو سایہ دار ہوں (یعنی مجسم ہوں) اور اُن صورتوں میں کچھ قباحت نہیں جو بے سایہ (یعنی غیر مجسم ہوں جیسے عکسی اور دستی تصویریں جو کاغذ یا کپڑے یا روپیہ اور اشرفی پر بنائے جاتے ہیں) اور یہ مذہب باطل ہے کیونکہ جس پردے پر آپ نے انکار کیا اوس میں تصویریں تھیں وہ بے سایہ دار تھیں اور احادیث میں مطلق تصاویر کا ذکر ہے مجسم ہوں یا غیر مجسم زہری نے کہا مطلق تصویر سے ممانعت ہے اسیطرح اوس چیز کے استعمال سے جس میں تصویر ہو اسیطرح اوس گھر جانے سے جس میں مورتیں ہوں خواہ یہ مورتیں کپڑے میں نشان اور نقش

ہون یا بے نقش خواہ دیوار مین ہون یا کپڑے مین یا بچھونے مین ذلیل ہون یا غیر ذلیل کیونکہ ظاہر احادیث کا مضمون
یہی ہی اور مسلم نے جو حدیث حضرت عائشہ سے درنوک (بچھونے) کے باب مین روایت کی وہ اس مذہب کی تائید کرتی
ہے اور بعض علمار نے کہا کہ وہ تصویرین جائز ہین جو کپڑے پر نقش ہون خواہ اونکی ذلت کیجاوے یا نہ کیجاوے خواہ دیوار
مین لٹکائے جاوین یا نہ لٹکائے جاوین اور یہی مذہب ہی قاسم بن محمد کا اور زید بن ارقم صحابی سے بھی ایسا ہی منقول
ہے اور اجماع کیا ہے علمار نے اوس تصویر کی ممانعت پر جسکا سایہ ہو اور کہا ہے کہ واجب ہے بدل ڈالنا اوسکا قاضی عیاض
نے کہا مگر حدیث سے گڑیان کھیلنے کا جواز چھوٹی لڑکیون کے لیے ثابت ہی لیکن امام مالک نے اپنی لڑکی کے لیے گڑیان خریدنا
مکروہ رکھا ہے اور بعضون نے یہ دعوے کیا ہے کہ گڑیون سے کھیلنے کا جواز ممانعت کی حدیثون سے منسوخ ہے امام احمد
اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے ابوہریرہ سے نکالا کہ حضرت ص نے فرمایا میرے پاس حضرت جبرئیل آئے اور کہنے لگے
مین تمہارے کل کی رات کو آیا تہا لیکن مین اُس حجرے مین گھس نہ سکا جس مین تم تہے اسوجہ سے کہ اوس مین مورتی
تہی اور گہر مین ایک اونی پردہ تہا جس مین مورتین تہین اور گہر مین ایک کتا تہا تو حکم دیجیے مورت جو گہر کے دروازے
پر ہی اسکا سر کاٹا جاوے اور جہاڑ کی طرح کردیجاوے اور حکم دیجیے پردے کو وہ کاٹ کر اسکے دو گدے بنا دیے جاوین جو
زمین پر پڑے رہین لوگ اونکو روندین اور حکم دیجیے کتے کو وہ نکالا جاوے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا
ہی کیا کتے کو جو دیکھا تو وہ ایک پلہ (کتے کا بچہ) نکلا وہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کا تہا اسباب کے تلے سے
نکلا مسلم کی روایت مین ہی حضرت عائشہ نے کہا مین نے اپنے چہوٹے خزانہ پر ایک پردہ اونی باریک ڈالا تہا نسائی
کی روایت مین ہی حضرت جبرئیل نے کہا مین کیونکر داخل ہون آپ کے گہر مین ایک پردہ ہے جس مین تصویرین ہین
شوکانی نے کہا اسحدیث سے یہ نکلتا ہے کہ چہوٹے بچے کے لیے کتے کا پلہ پالنا درست ہی اور بعضون نے اس سے دلیل
لی ہے کتے کی طہارت پر اور مسلم نے روایت کیا حضرت عائشہ سے کہ آنحضرت ص نے حضرت عائشہ کا ایک بچھونا
یا کپڑا پہاڑ ڈالا جس مین تصویرین تہین پردار گہوڑون کی یہانتک کہ انہون نے اوسکے دو گدے بنا ڈالے اور مسلم اور ابوداؤد
نے ابوطلحہ سے نکالا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے فرشتے اوس گہر مین نہین جاتے جسمین کتا ہو یا
مورت ہو اور اسحدیث مین یہ ہے کہ آپ نے فرمایا مگر وہ مورت جو نقش ہو کپڑے مین شوکانی نے کہا یہ حدیث اگر صحیح ہو
رفع اوسکا تو خاص کریگی ان مورتون کو جو نقش ہون کپڑے مین یعنی اونکا رکہنا جائز ہوگا اور بحر مین ہے کہ درخت
وغیرہ کی تصویر جس مین جان نہین ہی بالاجماع جائز ہے اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے نکالا حیان بن حصین سے
انہون نے کہا حضرت علی رض نے مجہسے فرمایا کیا مین تجہکو نہ بہیجون اُس کام پر جس پر مجہکو بہیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے کہ کوئی مورت نہ چھوڑیو مگر اوسکو مٹا دیجیو اور کوئی اونچی قبر نہ چھوڑیو مگر اوسکو برابر کر دیجیو اور امام احمد نے روایت کیا حضرت علی رض سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں تھے آپ نے فرمایا تم میں سے کون مدینہ کو چلتا ہے وہان کوئی بت نہ چھوڑے مگر اوسکو توڑ ڈالے اور کوئی قبر نہ چھوڑے مگر اوسکو برابر کر دیوے اور کوئی مورت نہ چھوڑے مگر اسکو لتھیڑ دے (یعنی توڑ پھوڑ کر کے بے نشان کر دے تاکہ وہ مورت نمایان نہ رہے) ایک شخص بولا میں چلتا ہون یارسول اللہ پہر مدینہ والے ڈرے اور وہ شخص گیا پہر لوٹ کر آیا اور عرض کیا یارسول اللہ مین نے وہان کوئی بت نہ چھوڑا جسکو نہ توڑا اور کوئی قبر نہ چھوڑی جسکو برابر نہ کیا اور کوئی مورت نہ چھوڑی جسکو (مٹی) نہ لتھیڑی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسا ہی کام کرے اِن کامون مین سے (یعنے مورت بناوے یا بت یا قبر اونچی کرے) اوس نے انکار کیا اوسکا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اترا منذری نے کہا اسکا اسناد عمدہ ہے اگر خدا چاہے اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین حضرت علی رض سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اوس گہر مین نہین جاتے جسمین مورت ہو یا جنب یا کتا ترمذی نے ابوہریرہ سے حضرت ص نے فرمایا قیامت کے دن دوزخ مین سے ایک گردن نکلے گی اسکی دو آنکہین ہونگی جن سے وہ دیکہی گی اور دو کان ہونگے جنسے وہ سنے گی اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ بولے گی وہ کہے گی مین مقرر ہوئی تین آدمیون پر ایک تو اوس پر جس نے اللہ کے ساتھ کسیکو شریک کیا ہو دوسرے ہر ظالم بدکار پر تیسرے مورت بنانے والون پر اور باقی حدیثین تصاویر کے متعلق خود صحیح بخاری مین موجود ہین اونکو ہمنے اس مقام پر بیان نہین کیا اونکا بیان خدا چاہے تو کتاب اللباس مین آویگا

بَابُ مَنْ صَلّٰى فِيْ فَرُّوْجِ حَرِيْرٍ ثُمَّ نَزَعَهُ

جو شخص حریر (ریشمی) قبا مین نماز شروع کرے پہر اوسکو اوتار ڈالے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ اُهْدِيَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوْجُ حَرِيْرٍ فَلَبِسَهُ فَصَلّٰى فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيْدًا كَالْكَارِهِ لَهُ وَقَالَ لَا يَنْبَغِيْ هٰذَا لِلْمُتَّقِيْنَ

ترجمہ عقبہ بن عامر (جہنی) سے (جو قاری اور فصیح اور کاتب تہے مرے معاویہ کی خلافت مین) روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک قبا بہیجی گئی تحفہ کے طور پر (وہ اکیدر بن عبد الملک دومۃ الجندل والے نے بہیجی تہی) آپنے اوسکو پہنا اوس مین نماز پڑہی پہر نماز سے فارغ ہوکر اوسکو زور سے اوتارا جیسے کوئی برا جانکر اوتارتا ہے اور فرمایا یہ (یعنے حریر) پرہیزگارون کے لائق نہین ہے **ف** حافظ نے کہا ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اوسوقت تک مردون کو حریر پہننا حرام نہین ہوا تہا اور دلالت کرتی ہے اوسپر جابر کی حدیث امام مسلم کے پاس اوس مین یہ ہے کہ آپنے نماز پڑہی دیبا کے قبا مین پہر اوسکو اوتار ڈالا اور فرمایا مجہکو جبرئیل علیہ السلام نے منع کیا اور یہ لفظ کہ یہ پرہیزگارون کے لائق نہین ہے

اس سے بھی یہی مضمون نکلتا ہے کیونکہ اگر حریر حرام ہو گیا ہوتا تو پرہیزگار اور غیر پرہیزگار سب برابر ہین حرمت مین اور
احتمال ہے کہ پرہیزگار سے مسلمان مراد ہو اور اُتارنے کا سبب ممانعت ہوئی اور حرمت اسی وقت سے شروع ہوئی ہو اور جب
یہ ثابت ہوا تو اس حدیث مین دلیل نہین اُس شخص کی جسنے ریشمی کپڑے مین نماز جائز کہی اس وجہ سے کہ حضرت نے
اوس نماز کو نہین لوٹایا کیونکہ نہ لوٹانا اس سبب سے تہا کہ حرمت سے پہلے اوس مین نماز پڑہی تہی اب حرمت کے بعد ریشمی
کپڑے مین کوئی نماز پڑہے تو اس مین اختلاف ہے جمہور کے نزدیک نماز ہوجاویگی لیکن حرمت کے ساتھ اور امام مالک کے
نزدیک اگر نماز کا وقت باقی ہو تو اوسکا اعادہ کرے تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ کا فتح الباری مین قسطلانی
نے کہا عورتین مستثنی ہین کیونکہ مستقین صیغہ جمع مذکر کا ہے پس عورتون کو ریشمی کپڑا پہننا درست ہے اور اونکا مستثنی ہونا
دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سونا اور ریشم میری امت کی عورتون کو حلال کیا گیا اور میری امت کے مردون پر حرام
کیا گیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے البتہ رافعی نے کہا صحیح یہ ہے کہ حریر کا پہنا مکروہ ہے عورت کو بھی اور نووی
نے کہا صحیح یہ ہے کہ حلال ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا اور صاحبین کے نزدیک مکروہ ہے پہر اگر مرد نے حریر یعنے ریشمی
کپڑے مین نماز پڑہی تو نماز ہوجاویگی لیکن وہ گنہگار ہوا حرام کام کیوجہ سے اور حنفیہ کہتے ہین کہ نماز مکروہ ہوگی لیکن
صحیح ہوجاویگی اور مالکیہ کہتے ہین کہ اگر وقت باقی ہو تو نماز کو دوبارہ پڑہ لیوے اگر دوسرا کوئی کپڑا ملسکے اور اسکا زیادہ بیان
خدا چاہے تو کتاب اللباس مین آویگا اور مؤلف نے اس حدیث کو لباس مین بھی نکالا اور مسلم اور نسائی نے صلوۃ مین
انتہے شوکانی نے کہا جن لوگون نے حریر مین نماز کو حرام کہا ہے اون مین سے ہین امام ہادی اور ناصر اور منصور باللہ
اور شافعی اور امام ہادی کا ایک قول اور ابو العباس اور مؤید باللہ اور امام یحیے اور اکثر فقہا کا یہ قول ہے کہ حریر مین نماز
مکروہ ہے وہ کہتے ہین کہ حریر پہننا جو حرام ہوا اوسکی علت یہ ہے کہ تکبر کرنا حرام ہے اور نماز مین تکبر نہین ہے اور مسلم
نے جابر رضی سے نکالا کہ حضرت صلعم نے نماز پڑہی دیباکے قبا مین پہر اوسکو اُتار ڈالا اور فرمایا کہ جبرئیل ع نے مجھکو منع کیا
اس سے یہ نکلتا ہے کہ آپنے حریر کی حرمت کے پہلے اوس مین نماز پڑہے اور اسکو پہنا اور پہلے اوسکے مباح ہونے پر
دلالت کرتی ہے وہ حدیث جو انس بن مالک نے نکالی کہ دومہ کے اکیدر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سندس کا ایک
جبہ بہیجا یا دیباج کا حریر منع ہونے سے پہلے آپنے اسکو پہنا لوگون نے اوس سے تعجب کیا آپنے فرمایا قسم اوسکی جسکے ہاتھ
مین میری جان ہے البتہ سعد بن معاذ کے رومال جنت مین اس سے اچھے ہین بحر مین ہے کہ اگر حریر کی سوا دوسرا کپڑا نہ ملے تو ہادویہ
کے نزدیک حریر مین نماز صحیح ہوجاویگی پہر اگر ننگے نماز پڑہی تو نماز باطل ہوجاویگی اور امام احمد بن حنبل نے کہا کہ ننگے ہو کر
نماز پڑہے جیسے اگر کپڑا نجس ہو تو اوسکو نہ پہنے اور ننگے ہو کر نماز پڑہ لیوے امام احمد اور مسلم نے جابر بن عبد اللہ سے نکا

کہ حضرت ص نے دیبا کی ایک قبا پہنی جو آپ پاس ہدیۃً آئی تھی پھر اسکو قریب ہی اوتار ڈالا اور حضرت عمر رض پاس بھیجدی لوگون نے کہا آپ نے اوسکو بہت جلدی اوتار ڈالا یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مجھکو حضرت جبرئیل عنے اوسکے پہننے سے منع کیا اتنے مین حضرت عمر رض روتے ہوئے آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ آپنے ایک چیز کو ناپسند کیا وہ مجھکو دیدی میرا کیا حال ہوگا آپ نے فرمایا مینے وہ تجھکو اسلیے نہین دی کہ تو اسکو پہنے بلکہ اسلیے کہ تو اسکو بیچ لیوے پھر انہون نے اوسکو بیچا دو ہزار درم کو باقی حدیثین حریر اور ریشمی کپڑے کے متعلق خدا چاہے تو کتاب اللباس مین مذکور ہونگی **باب** الصَّلٰوۃِ فِی الثَّوْبِ الْاَحْمَرِ لال کپڑے مین نماز پڑھنے کا بیان **ف** حافظ نے کہا امام بخاری نے اشارہ کیا اسطرف کہ لال کپڑے مین نماز درست ہی اور اس مین حنفیہ کا خلاف ہے وہ کہتے ہین لال کپڑے مین نماز پڑہنا مکروہ ہے اور باب کیحدیث کی یہ تاویل کرتے ہین کہ وہ جوڑا مخطط تہا یعنے اوس مین لال لکیرین تہین) اور انکی دلیل وہ ہے جو ابوداؤد نے نکالی عبداللہ بن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے ایک شخص گذرا وہ دو کپڑے پہنا تہا لال اوسنے آپکو سلام کیا آپنے جواب نہ دیا لیکن اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے اور ترمذی کے بعض نسخون مین ہی کہ یہ حدیث حسن ہے اگر صحیح بہی ہو تو بہی اسکے معارض ہو لی وہ روایت جو اس سے زیادہ قوی ہے اور احتمال ہی کہ آپنے اوسکے سلام کا جواب کسی اور وجہ سے نہ دیا ہو اور بیہقی نے اس حدیث کو محمول کیا اوس رنگ پر جو کپڑا بننے کے بعد دیا جاوے لیکن اگر سوت کو رنگ کر اوسکو بنین تو مکروہ نہین ابن تین نے کہا بعضون نے گمان کیا کہ حضرت ص نے اس جوڑے کو جہاد کے واسطے پہنا اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کے بعد کا ہے اوسکے بعد کوئی جہاد آپنے نہین کیا (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُمَرُ بْنُ اَبِیْ زَائِدَۃَ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ اَدَمٍ وَرَاَیْتُ بِلَالًا اَخَذَ وَضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَاَیْتُ النَّاسَ یَبْتَدِرُوْنَ ذَاكَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْهُ شَیْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ یُصِبْ مِنْهُ شَیْئًا اَخَذَ مِنْ بَلَلِ یَدِ صَاحِبِهٖ ثُمَّ رَاَیْتُ بِلَالًا اَخَذَ عَنَزَةً فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مُشَمِّرًا صَلّٰی اِلَی الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَیْنِ وَرَاَیْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ یَمُرُّوْنَ بَیْنَ یَدَیِ الْعَنَزَةِ **ترجمہ** ابوجحیفہ (وہب بن عبداللہ سوائی) سے روایت ہے مینے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ایک سرخ قبہ مین چمڑے کے اور مینے بلال کو دیکھا انہون نے آپکے وضو کا پانی لیا تہا اور مینے لوگون کو دیکھا وہ جلدی کر رہے تہی اوس پانی کے لینے مین تو جس نے اوس مین سے کچھ پایا اوس نے اپنے بدن پر مل لیا اور جسنے اوس مین سے کچھ نہ پایا اوس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ مین سے تری لی پہر

پہر مینے بلال کو دیکہا انہون نے ایک برچہی لی اوسکو گاڑا اور جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوئے سرخ جوڑے
مین (اسی سے ترجمہ باب نکلتا ہے) اپنا کپڑا اوٹہائے ہوئے آپ کی پنڈلیان کہل گئی تہین مسلم کی روایت مین ہے گویا
مین آپکی پنڈلیون کی سفیدی کو دیکہہ رہا ہون) آپنے برچہی کیطرف نماز پڑہی لوگون کے ساتہہ اور مینے دیکہا آدمیون
کو اور جانورون کو وہ برچہی کے سامنے سے گذر رہے تہے حافظ نے کہا اسکی باقی بحث خدا چاہے تو سترہ کے
باب مین آویگی قسطلانی نے کہا اسحدیث کو مؤلف نے لباس مین بہی نکالا اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے
شوکانی نے کہا بخاری اور مسلم نے براء بن عازب سے نکالا کہ حضرت صلعم میانہ قامت تہے آپکے دونو مونڈہون کے بیچ مین زیادہ
فاصلہ تہا (یعنے سینہ آپکا چوڑا تہا) اور آپکے بال کانون کی لو تک پہنچتے تہے مینے آپکو سرخ جوڑے مین دیکہا اور مین
نے کسیکو آپ سے زیادہ خوبصورت نہین دیکہا اور اسحدیث کو ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے بہی نکالا اور ابوداؤد نے
عامر مزنی سے نکالا لیکن اوسکی اسناد مین اختلاف ہے کہ مینے حضرت صلعم کو دیکہا منا مین خطبہ پڑہتے ہوئے ایک خچر پر اور
آپ پر ایک سرخ چادر تہی اور حضرت علی رض آپکے آگے تہے لوگون کو آپ کا کلام سمجہاتے تہے منذری نے کہا کہ اوسکا
اسناد حسن ہے اور بیہقی نے جابر سے نکالا کہ حضرت صلعم کے پاس ایک لال کپڑا تہا جسکو آپ عیدین اور جمعہ مین پہنتے اور ابن
خزیمہ نے اسکو نکالا اوس مین لال کا لفظ نہین ہے اور ان حدیثون سے حجت لی ہے اوس نے جسنے لال رنگ پہننا
مردون کو جائز کہا ہے اور یہی قول ہے شافعیہ اور مالکیہ کا اور عترت ا اور حنفیہ نے اسکو مکروہ کہا ہے اور دلیل انکی
حدیث ہے عبداللہ بن عمر کی جو اوپر گذری لیکن اسکی اسناد مین ابو یحیے قتات ہے اور اوسکے نام مین اختلاف ہے منذری نے
کہا اوسکی حدیث حجت نہین ابوداؤد نے کہا اہلحدیث نے یہ کہا ہے کہ آپنے اس قسم کے رنگ کو مکروہ جانا اور اونکا قول
یہ ہے کہ اس قسم کے سوا اور چیزون سے جیسے گیرو وغیرہ اگر سرخ رنگا جاوے تو اوسکے پہننے مین قباحت نہین اور حدیث
ہے رافع بن خدیج کی جسکو ابوداؤد نے نکالا کہ ہم حضرت صلعم کے ساتہہ نکلے سفر مین آپنے ہمارے کجاوون اور اونٹون
پر کملی دیکہے جنمین روئی کی سرخ لکیرین تہین آپ نے فرمایا کیا مین نہین دیکہتا کہ یہ سرخی تمہارے اوپر چہا گئی یہ سنکر ہم جلدی
اوٹہے آپ کے فرمانے سے اور ہم نے ان کملون کو اوتار ڈالا اور اسحدیث مین حنفیہ کی حجت نہین کیونکہ لکیردار سرخ کو انہون
نے جائز کہا ہے علاوہ اوسکے اسکی اسناد مین ایک شخص مجہول ہے اور حدیث ہے بنی اسد کی ایک عورت کی کہ مین ایک
دن زینب پاس تہی جو بی بی تہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ہم اپنے کپڑے رنگ رہے تہے مغرہ سے جو ایک لال
رنگ ہے ہم اسی حال مین تہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے جب آپنے مغرہ کو دیکہا تو لوٹ گئی زینب جو یہہ
دیکہا تو وہ سمجہہ گئین کہ حضرت صلعم نے برا جانا اس رنگ کو وہ گئین اور اپنے کپڑے دہو ڈالی اور ساری سرخی کو چہپا دیا

پھر حضرتؐ لوٹ کر آئے اور جہانکا جب کپڑہ دیکھا تو اندر تشریف لائے روایت کیا اسکو ابو داود نے اسکی اسناد مین اسمٰعیل
بن عیاش ہے اور اسکا بیٹا اور دونو مین گفتگو ہے اور یہ دلیلین ایسی ہین کہ اگر انکی صحت کو مان لیا جاوے اور انکا
کوئی معارض نہو جب بھی اُنسے کراہت نکلیگی نہ حرمت پھر جہان جب انکا قوی معارض موجود ہو اور وہ صحیح نہ ہون تو
کیونکر حجت ہو سکتی ہین البتہ اونکی قوی دلیل وہ ہے جو صحیح بخاری مین ہے کہ منع کیا آپنے لال زین پوشون سے اور
جو روایت کیا ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی نے حضرت علی سے کہ منع کیا مجھکو حضرتؐ نے ریشمی کپڑے سے اور لال زین
پوش سے لیکن یہ دونو حدیثین دعوے سے خاص ہین اور دعوے عام ہے غایت یہ ہے کہ لال زین پوش کی حرمت نکلے
گی نہ اور لال کپڑونکی خصوصًا جب حضرتؐ سے اونکا پہننا ثابت ہوا اور روایت کیا حاکم نے کُنی مین اور ابن قانع نے اور
ابو نعیم نے معرفت مین اور ابن سکن اور ابن مندہ اور اعلیٰ بی نے رافع بن بردیا رافع بن خدیج سے کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ
شیطان پسند کرتا ہے سرخی کو تو بچو تم سرخی سے اور ہر ایک کپڑے سے شہرت کے اور طبرانی نے نکالا عمران بن حصین سے کہ فرمایا
حضرتؐ نے بچو تم سرخی سے کیونکہ وہ سب سے زیادہ پسند زینت ہے شیطان کو اور عبد الرزاق نے انس سے ایسا ہی نکالا انتھٰی مختصرا
اور یہ حدیثین صحیح نہین ہین اور محال ہے کہ حضرتؐ اس کام کو کرین جو شیطان کو پسند ہو اور ابن قیم نے جو کہا کہ سرخ سے مراد
کاڑھی دار ہے جس مین سیاہ دھاریان بھی ہین اور جسنے نرا سرخ سمجھا اوسنے غلطی کی تو یہ کلام بے دلیل ہے کیونکہ سرخ
سے ظاہری مطلب یہی نکلتا ہے کہ نرا سرخ ہو حافظ ابن حجر نے کہا کہ لال کپڑے مین سات مذہب ہین ایک یہ کہ مطلقًا
جائز ہے اور ایسا ہی منقول ہے حضرت علی اور طلحہ اور عبد اللہ بن جعفر اور براء اور متعدد صحابہ سے اور سعید بن المسیب اور
نخعی اور شعبی اور ابو قلابہ اور ایک جماعت تابعین سے دوسرے یہ کہ مطلقًا منع ہے تیسرے یہ کہ ڈہڈہاتا یعنی خوب تیز سرخ
منع ہے ایسا ہی منقول ہے عطا اور طاؤس اور مجاہد سے چوتھے یہ کہ بہ قصد زینت اور شہرت منع ہے اور گھر مین جائز
ہے ابن عباس سے ایسا ہی منقول ہے پانچوین یہ کہ رنگ کر بنا جاوے تو درست ہے اور بنکر رنگا جاوے تو درست
نہین خطابی نے اسطرف میل کیا چھٹے یہ کہ کسم کا سرخ رنگ منع ہے اور چیزونکا درست ہے ساتوین یہ کہ نرا سرخ
منع ہے اور جس مین اور رنگ بھی ہو جیسے سیاہ وغیرہ تو درست ہے پھر حافظ نے کہا تحقیق یہ ہے کہ مشابہت کفار
یا عورتون کی نیت سے یا شہرت کی نیت سے ہو نادرست ہے اور بغیر اسکے درست ہے تو امام مالک کا مذہب قوی ہوا
کہ محفلون مین منع ہے اور گھر مین درست ہے انتہٰی مختصرًا بَابُ الصَّلٰوۃِ فِی السُّطُوْحِ وَالْمِنْبَرِ
وَالْخَشَبِ چھت یا منبر یا لکڑی پر نماز پڑھنا حافظ نے کہا امام بخاری نے اشارہ کیا کہ یہ درست ہو اور
اسمین بعض تابعین اور مالکیہ کا خلاف ہے جب امام اونچی جگہہ پر ہو قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ وَلَمْ یَرَ الْحَسَنُ بَاْسًا

أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى الْجَمْدِ وَالْقَنَاطِرِ وَإِنْ جَرَى تَحْتَهَا بَوْلٌ أَوْ فَوْقَهَا أَوْ أَمَامَهَا إِذَا كَانَ بَيْنَهُمَا سُتْرَةٌ

ابو عبداللہ یعنے امام بخاری نے کہا امام حسن بصری رحہ نے اس مین کوئی قباحت نہین دیکہی کہ آدمی جمے ہوے پانی (یعنے برف) اور پلون پر نماز پڑہے اگرچہ اونکے نیچے پیشاب بہتا ہو یا اونکے اوپر یا آگے ف کیونکہ نجاست کا دور کرنا جو نمازی پر فرض ہے اوس سے یہ غرض ہے کہ نمازی کے بدن یا کپڑے سے نجاست نہ لگے لیکن اگر بیچ مین کوئی حائل ہو تو قباحت نہین (فتح) ش جب نمازی اور پیشاب مین یا نمازی اور پل کے بیچ مین کوئی چیز آڑ ہو وَصَلَّى أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ بِصَلَاةِ الْإِمَامِ اور ابو ہریرہ نے مسجد کے چہت پر نماز پڑہی امام کی نماز کی اقتدا کرکے ف اور امام نیچے کہڑا تہا اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا صالح مولی توامہ سے اونہون نے کہا مینے ابوہریرہ کے ساتہہ نماز پڑہی مسجد کے اوپر امام کی نماز کی اقتدا کرکے اور صالح ضعیف ہے لیکن نکالا اسکو سعید بن منصور نے دوسرے طریق سے ابوہریرہ سے تو قوت ہوگئی اسکو (فتح) قسطلانی نے کہا شافعیہ اور حنفیہ دونون کے نزدیک یہ مکروہ ہے کہ امام یا مقتدی اوپر اور نیچے ہون البتہ ضرورت سے درست ہے جیسے نماز سکہلانے کیلیے یا امام کی تکبیر کی آواز سنانے کیلیے انتہے وَصَلَّى ابْنُ عُمَرَ عَلَى الثَّلْجِ اور عبداللہ بن عمر رض نے نماز پڑہی برف پر حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ قَالَ سَأَلُوا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ الْمِنْبَرُ فَقَالَ مَا بَقِيَ بِالنَّاسِ أَعْلَمُ مِنِّي هُوَ مِنْ أَثْلِ الْغَابَةِ عَمِلَهُ فُلَانٌ مَوْلَى فُلَانَةَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ عُمِلَ وَوُضِعَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ كَبَّرَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهُ فَقَرَأَ وَرَكَعَ وَرَكَعَ النَّاسُ خَلْفَهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى فَسَجَدَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ عَادَ إِلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ بِالْأَرْضِ فَهَذَا شَأْنُهُ ترجمہ ابو حازم (سلمہ بن دینار) سے روایت ہے لوگون نے سہل بن سعد (ساعدی) سے پوچہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منبر کس چیز کا تہا اور ابوداود مین ہے کہ کچہہ لوگ سہل بن سعد پاس آئے اونہون نے جہگڑا کیا تہا منبر مین کہ اوسکی لکڑی کاہے کی ہتی) انہون نے کہا اب لوگون مین اسکا کوئی جاننے والا مجہہ سے زیادہ نہین رہا وہ غابہ کے جہاؤ کا تہا (غابہ ایک گاؤن ہے) اوسکو بنایا تہا فلان شخص نے جو غلام تہا فلان عورت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ف ابو سعد نے شرف مصطفی مین روایت کیا مدینہ مین ایک بڑہی تہا جسکو میمون کہتے تہے بیان کیا منبر کا قصہ اور عورت کا نام معلوم نہین ہوا لیکن وہ انصاری عورت ہتی ابن تین نے مالک سے نقل کیا کہ بڑہی مولی تہا سعد بن عبادہ کا تو احتمال ہے کہ اونکی بی بی کا مولی ہو اور مجازاً سعد کا مولی کہا اونکی بی بی کا

فکیہہ بنت عبید بن ولیم تھا اور اسحق بن راہویہ کے مسند میں ہے کہ وہ مولی تھا بنی بیاضہ کا اور کرمانی نے اسکا نام عائشہ نقل کیا ہے لیکن اوسکی سند بیان نہیں کی اور شاید انہوں نے طبرانی کی روایت کو دیکھا جو اوسط میں نکالی جابر سے کہ حضرتصلعم مسجد کے ایک ستون کیطرف نماز پڑھتے اور خطبہ بھی اوسیطرف کہتے اور اوسی پر ٹیکا لگاتے پھر آپ نے حکم کیا عائشہ کو انہوں نے آپ کا منبر بنایا پھر بیان کیا حدیث کو اخیر تک اسکا اسناد ضعیف ہے اور اگر صحیح بھی ہو تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سہل کی حدیث میں عائشہ ہی مراد ہے (فتح) قسطلانی نے کہا بڑہئی کا نام میمون تھا یا باقوم جو مولے تھا سعید بن عاص کا یا باقول جیسے عبدالرزاق نے نکالا یا قبیصہ مخزومی اور عورت کا نام [illegible] نے بنایا کہا ہے ت جب وہ بنایا گیا اور رکھا گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس پر کھڑے ہوئے اور قبلہ کیطرف منہ کیا اور تکبیر کہی اور لوگ آپکے پیچھے کھڑے ہوئے آپنے قرات کی اور رکوع کیا لوگوں نے بھی آپکے پیچھے رکوع کیا پھر سر اوٹھایا اور الٹے پانوں پیچھے ہٹے (اور منبر پر سے نیچے اوترے) اور سجدہ کیا زمین پر پھر منبر پر لوٹ گئے پھر قرات کی پھر رکوع کیا پھر سر اوٹھایا پھر اولٹے پانوں پیچھے ہٹے (تا کہ منہ قبلے ہی کیطرف رہے) یہانتک کہ سجدہ کیا زمین پر تو یہ حال ہے منبر کا ف اس حدیث کو لانے سے یہ غرض ہے کہ منبر پر نماز پڑھنے کا جواز ثابت ہو اور اس سے یہ بھی نکلا کہ امام اور مقتدی کی مقام میں اونچائی اور پستی کا فرق ہو تو جائز ہے اور یہ بھی نکلا کہ تھوڑا عمل نماز کو فاسد نہیں کرتا (فتح) قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ امام مقتدیوں سے بلند جگہہ پر کھڑا ہو سکتا ہے حنفیہ اور شافعیہ کا یہی مذہب ہے اور یہی قول ہے امام احمد اور لیث کا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے اور امام مالک سے اس کی ممانعت منقول ہے اور یہی مذہب ہے اوزاعی کا خطابی نے کہا حضرتصلعم کا منبر تین سیڑہی کا تھا تو آپ شاید دوسری سیڑہی پر کھڑے ہوئے ہوں اس صورت میں اوترنے اور چڑہنے میں صرف دو قدم ہوئے ہونگے اور اتنے تھوڑے عمل سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور اس حدیث کو مولف نے صلوۃ میں بھی نکالا اور مسلم اور ابن ماجہ نے قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ قَالَ عَلِیُّ بْنُ الْمَدِیْنِیِّ سَاَلَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ قَالَ فَاِنَّمَا اَرَدْتُّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اَعْلٰی مِنَ النَّاسِ فَلَا بَاْسَ اَنْ یَّکُوْنَ الْاِمَامُ اَعْلٰی مِنَ النَّاسِ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ قَالَ فَقُلْتُ اِنَّ سُفْیَانَ بْنَ عُیَیْنَۃَ کَانَ یُسْاَلُ عَنْ ھٰذَا کَثِیْرًا فَلَمْ تَسْمَعْہُ مِنْہُ قَالَ لَا امام ابو عبداللہ یعنی بخاری رحمہ اللہ نے کہا علی بن عبداللہ مدینی نے کہا مجھسے امام احمد بن حنبل نے جو مشہور امام ہیں بڑے درجہ والے اسحق بن راہویہ نے کہا وہ اللہ کی حجت تھے اوسکے بندوں میں اور اوسکی زمین میں انتقال فرمایا انہوں نے بغداد میں سنہ ۲۴۱ ہجری میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا اللہ تعالی ہم کو قیامت کے دن امام احمد بن حنبل کی زمرے میں حشر

کرے اور ہمکو توفیق دیوے اُنکی پیروی کی بہتر ہم کے نزدیک امام احمد کا درجہ اور مرتبہ تمام مجتہدوں سے زیادہ ہے اور علم حدیث اُنکو امام
شافعی اور مالک اور ابوحنیفہ سے زیادہ تھا اور وہ سب مین زیادہ پیروی کرنے والے ہین حدیث کی اور اُنکی تقلید اور مجتہدون
کی تقلید سے بہتر ہے) نے پوچھا اسحدیث کو تو کہا میرا مطلب تھا کہ حضرت لوگون سے اونچے تھے تو کچھ قباحت نہین
اس مین کہ امام مقتدیون سے اونچا ہو اسحدیث کی رو سے علی بن المدینی نے کہا مینے امام احمد بن حنبل سے کہا سفیان
بن عیینہ سے تو اسحدیث کو لوگ بہت پوچھا کرتے تھے تو تم نے اونسے یہ حدیث نہین سنی انہون نے کہا نہین ف اسسے
صاف نکلا کہ امام احمد نے یہ حدیث سفیان سے نہین سنی اور مین نے اُنکی مسند مین تلاش کیا تو انہون نے سفیان سے
سہل کا یہ قول روایت کیا کہ منبر غابہ کی جہاؤ کا تھا پس معلوم ہوا کہ امام احمد کا مطلب تھا کہ مین نے اسطرح پوری حدیث
سفیان سے نہین سنی لیکن انہون نے اسحدیث کو دوسرے طریق سے روایت کیا عبد العزیز بن ابی حازم سے انہون
نے اپنے باپ سے اور حدیث سے یہ نکلا کہ لکڑی پر نماز درست ہے اور مکروہ جانا اسکو حسن اور ابن سیرین نے ابن ابی شیبہ نے ان
دونون سے روایت کیا اور ابن مسعود اور ابن عمر سے بھی ایسا ہی نکالا اور مسروق سے نکالا کہ وہ جب کشتی مین سوار ہوتے تو
ایک اینٹ اپنے ساتھ رکھ لیتے اوسپر سجدہ کرنے کے لیے اور ابن سیرین سے ایسا ہی نکالا اور معتمد یہی قول ہے کہ لکڑی پر نماز
پڑھنا جائز ہے (فتح) **حدثنا** محمد بن عبد الرحيم قال حدثنا يزيد بن هارون قال اخبرنا حميد
الطويل عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سقط عن فرس فجحشت ساقه او
كتفه وآلى من نسائه شهرا فجلس في مشربة له درجتها من جذوع فاتاه اصحابه يعودونه
فصلى بهم جالسا وهم قيام فلما سلم قال انما جعل الامام ليؤتم به فاذا كبر فكبروا واذا ركع
فاركعوا واذا سجد فاسجدوا وان صلى قائما فصلوا قياما ونزل لتسع وعشرين فقالوا يا رسول
الله انك آليت شهرا فقال ان الشهر تسع وعشرون **ترجمہ** انس بن مالک رض سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم گھوڑے پر سے گر پڑے (ذی الحجہ ۵ سنہ ہجری مین) آپ کی پنڈلی چھل گئی یا آپ کا مونڈھا چھل گیا اسمعیلی کی روایت
مین ہے کہ آپکا پاؤن سرک گیا اور صحیحین کی ایک روایت مین ہے کہ آپکے داہنے طرف کا جسم چھل گیا اور آپنے قسم کھائی اپنی
بی بیون کے پاس نہ جانے کی ایک مہینے تک آخر آپ ایک بالاخانہ مین بیٹھے جسکا زینہ کھجور کی لکڑیون کا تھا پھر آپکے صحابہ
آئے اُنکی عیادت کے لیے آپنے نماز پڑھائی اونکو بیٹھکر وہ کھڑے تھے جب آپنے سلام پھیرا تو فرمایا امام اسلیے ہے کہ اوسکی پیروی
کیجاوے پھر جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو اگر وہ کھڑے ہو کر
نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور آپ اُس بالاخانہ پر سے اوترے اونتیس ۲۹ دنکے بعد لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے

تو ایک مہینے کے لیے قسم کھائی تھی آپ نے فرمایا مہینہ انتیس روز کا بھی ہوتا ہے یعنے انتیس اور تیس دونو کا ہوتا ہے تو ایک مہینہ میں اگر انتیس دن بھی ہو گئے جب بھی کافی ہی حافظ نے کہا اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ حضرت نے بالاخانہ پر جب نماز پڑھی تو لکڑی پر نماز پڑھنے کا جواز نکل آیا اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بالاخانے کا زینہ لکڑی کا ہونے سے یہ لازم نہیں کہ وہ سب لکڑی کا ہو تو احتمال ہی کہ اس حدیث سے یہ ثابت کرنا منظور ہو کہ چھت پر نماز پڑھنا درست ہی اور باقی فوائد اس حدیث کے خدا چاہے تو امامت کے باب میں اوینگے انتہے قسطلانی نے کہا ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جب امام بیٹھکر نماز پڑھے تو مقتدی بھی بیٹھکر پڑھیں لیکن یہ اس صورت میں ہے جب مقتدی بھی قیام سے عاجز ہوں اور صحیح یہ ہے کہ یہ حکم منسوخ ہے آپکے آخری فعل سے جب آپ نے مرض موت میں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ آپکے پیچھے کھڑے تھے مگر امام احمد نے اس میں خلاف کیا ہی اور اسکی بحث اپنے مقام پر آویگی اور یہ بھی نکلتا ہے کہ اگر کسی نے ایک معین مہینے کے روزوں یا اعتکاف کی نذر کی تو انتیس دن سے زیادہ اوسپر لازم نہیں انتہے مختصراً اس حدیث کو مولف نے مظالم اور صوم اور نذر اور نکاح اور طلاق میں نکالا اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا **باب** اِذَا اَصَابَ ثَوْبُ الْمُصَلِّیْ امْرَأَتَہٗ اِذَا سَجَدَ اگر نمازی کا کپڑا نماز پڑھتے میں اوسکی عورت کو لگجاوے (تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ فاسد نہوگی **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ الشَّیْبَانِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ شَدَّادٍ عَنْ مَیْمُوْنَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ وَاَنَا حِذَاءَہٗ وَاَنَا حَائِضٌ وَرُبَّمَا اَصَابَنِیْ ثَوْبُہٗ اِذَا سَجَدَ قَالَتْ وَکَانَ یُصَلِّیْ عَلَی الْخُمْرَۃِ **ترجمہ** ام المومنین میمونہ رض سے روایت ہی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تہے اور میں آپکے برابر ہوتی حیض کی حالت میں اور کبھی آپکا کپڑا مجھسے بدن سے لگ جاتا جب آپ سجدہ کرتے اور انہوں نے کہا کہ حضرتؐ سجدہ گاہ پر نماز پڑھتے **ف** یہ ترجمہ ہے خمرہ کا یعنے چھوٹا سجادہ جسپر صرف منہ نماز کا آتا ہے اور اسکا بیان کتاب الحیض میں گذرا ابن بطال نے کہا تمام فقہا نے اتفاق کیا کہ سجدہ گاہ پر نماز درست ہے مگر عمر بن عبد العزیز سے منقول ہے کہ اونکے لیے مٹی لائی جاتی اور سجدہ گاہ پر رکھی جاتی وہ اوسپر سجدہ کرتے اور شاید وہ تواضع اور عاجزی کی راہ سے ایسا کرتے ہوں تو مخالفت نہوگی جماعت کی اور ابن ابی شیبہ نے عروہ بن الزبیر سے نکالا کہ وہ مکروہ جانتے تہے نماز کو زمین کے سوا اور کسی چیز پر اور ایسا ہی منقول ہی اوروں سے بھی اور احتمال ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہو اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ حائض کا بدن پاک ہے اور یہ بھی نکلا کہ جسکا بدن پاک ہو اگر نمازی کا کپڑا اوس سے لگ جاوے تو نماز فاسد نہوگی گو وہ حکماً نجس ہو اور یہ بھی نکلا کہ عورت کا برابر آجانا نمازی کو ضرر نہیں کرتا اور باطل ہوا حنفیہ کا کہنا جو ان

عورت کے برابر آجانے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے ایک خاص حالت مین (فتح) اس حدیث کو مؤلف نے طہارت اور صلوٰۃ مین
نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے (قسط) **باب** الصَّلٰوةِ عَلَى الْحَصِيْرِ بوریے پر نماز پڑہنے کا بیان

وَصَلّٰى جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ فِي السَّفِيْنَةِ قَائِمًا اور جابر بن عبد اللہ اور ابو سعید خدری رض
نے کشتی میں کہڑے ہوکر نماز پڑہی اسکو ابن ابی شیبہ نے نکالا عبد اللہ بن ابی عتبہ سے جو مولے تہے انس رض کے انہون
نے کہا مین نے سفر کیا ابو الدرداء اور ابو سعید خدری اور جابر بن عبد اللہ اور کئی آدمیون کے ساتہہ اونکا نام لیا انہون
نے کہا ہمارا امام نماز پڑہاتا تہا کشتی مین کہڑے ہوکر اور ہم اوسکے پیچہے بیٹہہ کر پڑہتے تہے اور جو ہم چاہتے تو کشتی کا لنگر
کر دیتے وَقَالَ الْحَسَنُ تُصَلِّيْ قَائِمًا مَا لَمْ تَشُقَّ عَلٰى اَصْحَابِكَ تَدُوْرُ مَعَهَا وَاِلَّا فَقَاعِدًا اور امام حسن
بصری رح نے کہا اُس شخص کے جواب مین جس نے اونسے پوچہا کشتی مین نماز پڑہنے کو آیا کہڑے ہوکر پڑہے یا
بیٹہہ کر) کہڑے ہوکر نماز پڑہ جب تک دشوار نہ ہو تیرے ساتہیون پر اور گہومتا جا کشتی کے ساتہہ جدہر وہ گہومتی جاوے
ورنہ (اگر دشوار ہو کہڑا ہونا لوگون پر تو بیٹہہ کر پڑہ **ف** یہ اثر حسن کا قتیبہ کے نسخہ مین ہے نسائی کی روایت سے ابو عوانہ
سے انہون نے عاصم احول سے انہون نے کہا مینے حسن اور ابن سیرین اور عامر شعبی سے پوچہا کشتی مین نماز
پڑہنے کو انہون نے سب نے کہا اگر کشتی کے باہر نکل سکے تو نکلے حسن نے کہا اگر ایذا نہ ہو اپنے ساتہیون کو ورنہ کشتی
کے اندر پڑہ لیوے اور ابن ابی شیبہ نے نکالا حفص سے انہون نے عاصم سے انہون نے ان تینون سے انہون
نے کہا کشتی مین نماز پڑہ کہڑے ہوکر اور حسن نے کہا مت دشواری کر اپنے ساتہیون پر اور بخاری نے تاریخ مین نکالا
ہشام سے انہون نے کہا مینے حسن سے سنا وہ کہتے تہے گہوم جا کشتی مین جیسے وہ گہومتی جاتی ہے جب تو نماز
پڑہے (لیکن یہ ضرور نہین کہ سارے نماز مین مونہہ قبلہ کیطرف رہے بلکہ شروع کرے نماز قبلہ کیطرف مونہہ کر کے پہر جب کشتی
اور طرف پہر جاوے اور نمازی کا مونہہ قبلے کیطرف نہ رہے تو کچہہ قباحت نہین) ابن منیر نے کہا امام بخاری نے
کشتی مین نماز پڑہنے کا مسئلہ اس باب مین اسلیے بیان کیا کہ یہ باب بوریے پر نماز پڑہنے کا ہے اور کشتی بہی بوریے
کیطرح ہے زمین نہ ہونے مین تو معلوم ہوا کہ نماز مین یہ شرط نہین ہے کہ پیشانی زمین سے لگے جیسے اوس حدیث
مین ہے جو ابوداؤد نے نکالی کہ حضرت نے فرمایا خاک لگا اپنے مونہہ مین اور یہ باب مین عمر بن العزیز کا اثر اوپر گذر چکا
اور بخاری رح نے اشارہ کیا اس مین ابو حنیفہ کی خلاف کیطرف انہون نے کہا کہ کشتی مین بیٹہہ کر نماز پڑہنا درست ہے گو
کہڑا ہونا ممکن ہو اور اس اثر سے یہی نکلتا ہے کہ سمندر کا سفر درست ہے (فتح) نیل مین ہے کہ دارقطنی اور حاکم نے مستدرک
مین نکالا ابن عمر رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچہے گئے کشتی مین نماز پڑہنے سے آپ نے فرمایا نماز پڑہ اسمین

کہڑے ہوکر مگر جب تجہکو ڈوبنے کا ڈر ہو حاکم نے کہا یہ حدیث مسلم کی شرط پر ہے اور شاذ ہے مترجم کہتا ہے ریل گاڑی ہماری زمانہ مین جو نکلی ہے وہ بہی کشتی کیطرح ہے اوس مین بہی نماز درست ہی گو وہ چلتی ہو اور اوس مین بہی یہی حکم ہے کہ کہڑے ہوکر پڑہے البتہ گرنے یا چوٹ لگنے کا ڈر ہو تو بیٹھ کر پڑہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ لَهُ فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا فَلِاُصَلِّيَ لَكُمْ قَالَ اَنَسٌ فَقُمْتُ اِلٰى حَصِيْرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ اَنَا وَالْيَتِيْمُ وَرَاءَهُ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَائِنَا فَصَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہی اونکی نانی (ام سلیم کی ماں) ملیکہ **ف** بعضوں نے کہا کہ جدتہ کی ضمیر اسحق کیطرف پہرتی ہی تو ترجمہ یہ ہوگا اسحاق کی دادی ملیکہ نے ایسا ہی کہا ابن عبد البر اور عبد الحق اور عیاض نے اور صحیح کہا اسکو نووی نے اور ابن سعد اور ابن مندہ اور ابن الحصار نے کہا کہ ضمیر انس کیطرف پہرتی ہے اور مراد اونکی نانی ہین جو انس کی والدہ ام سلیم کی ماں تہین حافظ نے کہا یہی ظاہر ہے اور مؤید ہے اسکی ابو الشیخ کی روایت فوائد العراقیین مین انس سے کہ میری نانی نے مجہکو بہیجا حضرت صلعم کی پاس اونکا نام ملیکہ تہا آپ تشریف لائے ہمارے پاس پہر نماز کا وقت آگیا اخیر سعد تک ابن سعد نے طبقات مین کہا ام سلیم بیٹی تہین ملحان کی اور اونکا نسب عدی بن نجار تک بیان کیا اونکو غمیصا یا رمیصا بہی کہتے تہے اونکا نام سہلہ یا انیفہ تہا یا رمیثہ اون کی ماں ملیکہ بنت مالک بن عدی تہی پہر بیان کیا نسب اونکا مالک بن نجار تک اور ام سلیم سے نکاح کیا پہلے مالک بن النضر نے تو وہ جنی انس کو پہر ابو طلحہ نے تو وہ جنین عبد اللہ اور ابو عمیر کو عبد اللہ باپ تہے اسحق کے جو راوی ہے اس حدیث کا اپنے مادری بہائی سے باپ کے یعنے چچا سے اور وہ انس ہین اور جسنے ضمیر کو اسحق کیطرف پہیرا تو اوسنے یہ کہا کہ ام سلیم کا نام ملیکہ تہا اور سند اوسکی وہ ہے جو ابن عیینہ نے روایت کیا اسحق بن ابی طلحہ سے انہون نے انس سے کہ مین اور یتیم نے صف باندہی اپنے گہر مین حضرت صلعم کے پیچہے اور میری ماں ام سلیم ہمارے پیچہے تہی ایسا ہی نکالا اسکو مؤلف نے ابواب الصفوف مین اور قصہ ایک ہی ہی طول دیا اسکو مالک نے اور مختصر کیا اسکو سفیان نے اور احتمال ہے کہ قصہ متعدد ہو اور ملیکہ کا انس کی نانی ہونا مانع نہین ہے اسکا کہ وہ اسحاق کی دادی ہون لیکن جو روایت مین غرائب مالک کے آگی بیان کرینگا اوس سے یہ نکلتا ہی کہ ملیکہ خود ام سلیم کا نام تہا (فتح) **ت** جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا ایک کہانے کے لیے جو انہون نے تیار کیا تہا آپ کے لیے آپ نے اوس کہانے مین سے کہایا پہر فرمایا کہڑے ہو مین تمہارے لیے نماز پڑہون انس نے کہا تو مین کہڑا ہوا ایک بوریے کیطرف اپنے جو بہت استعمال کرنے سے سیاہ ہوگیا تہا مینے اوسپر پانی چہڑکا اسکو نرم کرنیکے

لیے یا صاف یا پاک کرنیکے لیے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور میں نے اور یتیم (ضمیرہ بن ابی ضمیرہ) نے صف باندھی آپ کے پیچھے اور بڑھیا (یعنی ملیکہ) ہمارے پیچھے کھڑی ہوئی آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں پھر تشریف لے گئے ف آپ نے انس کے گھر میں کھانا کھایا پھر نماز پڑھی اور عتبان بن مالک کے گھر میں پہلے نماز پڑھی پھر کھانا کھایا کیونکہ انس کے گھر میں آپ کھانے کے لیے بلائے گئے تھے اور عتبان کے گھر میں نماز کے لیے تو جس کام کے لیے بلائے گئے تھے آپ نے پہلے کیا اور بعضوں نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ آگ سے پکا ہوا کھانا وضو نہیں توڑتا اور اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دارقطنی نے غرائب مالک میں نکالا کہ ملیکہ نے حضرت ص کے لیے کھانا تیار کیا آپ نے اوس میں سے کھایا پھر آپ نے وضو کا پانی منگایا اور وضو کیا اور اس حدیث کو مؤلف نے صلوۃ میں نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے اور اس سے کئی فائدے نکلتے ہیں ایک دعوت کا قبول کرنا گو ولیمہ کی نہ ہو گو عورت لینے کی ہو بشرطیکہ کسی فتنہ کا ڈر نہو دوسرے دعوت کا کھانا کھانا تیسرے نفل جماعت سے گھروں میں پڑھنا چوتھے جائے نماز کا پاک اور صاف کرنا لڑکے کا مرد کے برابر کھڑے ہونا صف میں عورتوں کی صف مردوں کے پیچھے ہونا اگر ایک عورت ہو تو اکیلی ہی پیچھے کھڑی ہو اور بعضوں نے اس سے یہ دلیل لی ہے کہ صف کے پیچھے کوئی اکیلے نماز پڑھے تو اوسکی نماز جائز ہے حالانکہ یہ مطلب اس سے ثابت نہیں ہوتا نفل نمازوں میں بھی دو رکعت پڑھنا اور چار کی شرط نہ ہونا جس بچے کو عقل ہو اوسکی نماز صحیح ہونا اور امام مالک نے اس حدیث کو صلوۃ الضحی کے ثابت کرنیکے لیے بیان کیا اور اس پر یہ اعتراض ہوا کہ انس بن سیرین نے انس بن مالک سے نکالا کہ انہوں نے حضرت ص کو ضحے کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا سوا ایک وقت کے جب آپ انصاری کے گھر میں جنہوں نے آپکو بلایا تھا اپنے گھر میں نماز پڑھنے کے لیے بعضوں نے اسکا جواب یوں دیا ہے کہ امام مالک نے اس نماز کے وقت پر خیال کر کے اسکو ضحی کی نماز کہا گو انس کو یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ ضحی کی نماز ہے اور امام بخاری نے باب کی حدیث سے اشارہ کیا اس طرف جو ابن ابی شیبہ نے نکالا شریح بن ہانی سے انہوں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوریے پر نماز پڑھتے تھے حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ہے ہم نے جہنم کو بوریا کیا کافروں کے لیے انہوں نے کہا آپ بوریے پر نماز نہیں پڑھتے تھے تو یہ روایت امام بخاری کے نزدیک ثابت نہیں ہوئی یا انہوں نے اس روایت کو شاذ مردود سمجھا کیونکہ اوسکی خلاف باب کی حدیث وارد ہوئی جو اس سے زیادہ قوی ہے اور ابو سلمہ نے روایت کیا حضرت عائشہ سے کہ حضرت ص کے پاس ایک بوریا تھا جسکو آپ بچھاتے اور اوس پر نماز پڑھتے نکالا اسکو بخاری نے اور مسلم نے روایت کیا ابو سعید سے انہوں نے دیکھا حضرت ص کو نماز پڑھتے ہوئے بوریا پر (فتح و قسطلانی)

باب الصَّلٰوۃِ عَلَی الْخُمْرَۃِ سجادہ پر نماز پڑھنا

حدثنا ابو الولید قال حدثنا شعبۃ قال حدثنا سلیمان الشیبانی عن عبد اللہ بن شداد عن میمونۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی علی الخمرۃ ترجمہ ام المومنین میمونہ رضی سے روایت ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے سجدہ گاہ پر ف کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا خطابی نے خمرہ وہ مصلے ہے نماز کو کہتے ہیں جس پر نمازی سجدہ کرے پھر خطابی نے ابن عباس کی حدیث کو ذکر کیا کہ چوہے نے چراغ کی بتی نکالکر خمرہ (جائے نماز) پر ڈالدی تھی اور حضرتؐ اس خمرہ (جائے نماز) پر بیٹھے ہوئے تھے ذکر کیا حدیث کو آخر تک کہا خطابی نے اسمیں تصریح ہے اطلاق کرنے خمرہ کی اوپر اسکے جو اندازہ سونہہ سے زائد ہو کہا خطابی نے اسکا نام خمرہ اسواسطے رکھا گیا ہے کہ ڈھانپ لیتا ہے مونہہ کو انتہٰی خطابی نے جو حدیث ابن عباس کی نقل کی اوس سے صاف ظاہر ہے کہ خمرہ پر حضرتؐ کا نماز پڑھنا جن حدیثوں میں وارد ہوا ہے اُس سے سجدہ گاہ مراد نہیں ہے بلکہ جائے نماز مراد ہے جسپر آپ بیٹھ سکتے تھے

بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْفِرَاشِ بچھونے پر نماز پڑھنا وَصَلّٰى اَنَسٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ اور انس بن مالکؓ نے نماز پڑھی اپنے بچھونے پر وصل کیا اس اثر کو ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے دونوں نے ابن مبارک سے انہوں نے حمید سے انہوں نے کہا کہ انس اپنے بچھونے پر نماز پڑھتے تھے حافظ نے کہا بچھونا عام ہے خواہ اوسپر مرد سوتا ہو اپنی بی بی کے ساتھ یا نہیں بہرحال میں اوسپر نماز درست ہے اور امام بخاری نے اس باب سے اشارہ کیا کہ وہ حدیث جسکو ابوداؤد وغیرہ نے نکالا حضرت عائشہ سے کہ حضرتؐ ہمارے بچھونوں میں نماز نہیں پڑھتے تھے ثابت نہیں ہے یا شاذ مردود ہے اور ابوداؤد نے اس میں علت بیان کی ہے انتہٰی وَقَالَ اَنَسٌ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْجُدُ اَحَدُنَا عَلٰى ثَوْبِهٖ اور انس نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو ہم میں سے کوئی سجدہ کرتا اپنے کپڑے پر ف اس حدیث کو خود مؤلف نے آگے وصل کیا اور مسلم نے بھی اسکو نکالا اور ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح ابراہیم نخعی سے نکالا انہوں نے اسود اور اونکے اصحاب سے کہ وہ بوریا پر نماز پڑھنے کو بیادروں اور پوستینوں اور کملوں پر اور ایک جماعت صحابہ اور تابعین سے اسکا جواز نکالا اور امام مالک نے کہا میں قباحت نہیں دیکھتا اگر نمازی ان چیزوں پر کھڑا ہو جب اپنی پیشانی اور دونوں ہاتھ (سجدے میں) زمین پر رکھے حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ اَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِيْ قِبْلَتِهٖ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ وَاِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے انہوں نے کہا میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوتی اور میرے پاؤں آپکے قبلے میں ہوتے (یعنے آپکی سجدہ کی جگہ میں گویا حضرت عائشہ کا قبلے کیطرف ہوتا اور پاؤں قبلے کے مقابل) پھر جب آپ سجدہ کرتے تو مجھکو دبا دیتے (اپنے ہاتھ سے

(اس سے یہ نکلتا ہے کہ عورت کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور شافعیہ نے یہ تاویل کی ہے کہ شاید یہ چھونا حائل کے ساتھ ہو یا آپ کی خصوصیت ہو) میں اپنا پاؤں سمیٹ لیتی اور جب آپ کھڑے ہوتے تھیں اپنے پاؤں پھیلا لیتی حضرت عائشہ نے کہا (ایسا سونے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ) اون دنوں گھروں میں چراغ نہ تھے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ بعد کو صحابہ کے گھروں میں چراغ جلنے لگے تھے اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہوتی ہے کہ اسکے بعد کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ بچھونے پر سوتی تھیں تو آنحضرت صلعم اوسی پر سجدہ کرتے تھے اور اس حدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے نکالا (فتح و قسط) **حدثنا** یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب قال اخبرنی عروۃ ان عائشۃ اخبرتہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی وھی بینہ وبین القبلۃ علی فراش اھلہ اعتراض الجنازۃ ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور وہ آپکے اور قبلے کے بیچ میں ہوتیں اپنے گھر کے بچھونے پر آڑی جنازے کیطرح **ف** یعنے سر اونکا اور پاؤں اونکے آپکے داہنے اور بائیں طرف ہوتے اس حدیث کو بھی مسلم اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نکالا **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف قال حدثنا اللیث عن یزید عن عراک عن عروۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی وعائشۃ معترضۃ بینہ وبین القبلۃ علی الفراش الذی ینامان علیہ ترجمہ عروہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نماز پڑھتے تھے اور حضرت عائشہ آپکے اور قبلے کے بیچ میں آڑی لیٹی ہوتیں اُس بچھونے پر جسپر دونو سوتے تھے **ف** اس حدیث میں صاف یہ مضمون ہے کہ وہ بچھونا وہی تھا جسپر حضرت عائشہ اور حضرت صلعم دونو آرام فرماتے تھے اور اسیواسطے مولف اس حدیث کو اس باب میں لائے اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ سونے والے کیطرف نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے گو وہ عورت ہی ہو اور کچھ ضعیف حدیثیں اسکی ممانعت میں وارد ہوئی ہیں وہ اگر ثابت ہوں تو اونکا مطلب یہ ہوگا کہ جب خیال نمازی کا اسطرف متوجہ ہو تو منع ہے ورنہ نہیں قسطلانی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی عورت کیطرف نماز پڑھے یا عورت اوسکے سامنے سے نکل جاوے تو نماز باطل نہ ہوگی اور یہی مذہب ہے مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور جمہور سلف اور خلف کا لیکن اگر فتنے کا ڈر ہو یا دل اودھر متوجہ ہونیکا تو مکروہ ہے (فتح و قسط)

باب السجود علی الثوب فی شدۃ الحر گرمی جب سخت ہو تو کپڑے پر سجدہ کرنا **ف** حافظ نے کہا گرمی کی قید لفظ حدیث کی متابعت سے ہے ورنہ جو شخص کپڑے پر سجدہ کرنا جائز کہتا ہے وہ ہر حالت میں جائز کہتا ہے اگرچہ سردی ہو وقال الحسن کان القوم یسجدون علی العمامۃ والقلنسوۃ ویداہ فی کمہ اور حسن بصری رح نے کہا لوگ سجدہ کرتے تھے عمامے اور ٹوپی پر اور انکے ہاتھ آستینوں کے اندر ہوتے **ف** اس اثر

کو عبدالرزاق نے نکالا ہشام بن حسان سے اونہون نے حسن سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سجدہ کرتے تھے اور اونکے ہاتھ کپڑون مین ہوتے اور اُن مین سے کوئی سجدہ کرتا اپنی ٹوپے اور عمامہ پر اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا غَالِبُ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ أَحَدُنَا طَرَفَ الثَّوْبِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ فِيْ مَكَانِ السُّجُوْدِ **ترجمہ** انس بن مالک نے کہا ہم نماز پڑہتے تھے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ تو ہم مین سے ایک اپنے کپڑے کا کنارہ سخت گرمی کی وجہ سے سجدے کی جگہہ مین رکہتا **ف** مسلم کی روایت مین ہے اپنا کپڑا بچھا لیتا اور موَلف کی ایک روایت مین ہے ہم نے سجدہ کیا اپنے کپڑون پر گرمی سے بچنے کے لیے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نمازی اپنی پیشانی اور زمین کے درمیان کپڑے کو حائل کرسکتا ہے سجدے مین زمین کی سردی یا گرمی سے بچنے کے لیے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ اصل یہی ہے کہ سجدے مین پیشانی زمین سے لگے کیونکہ کپڑا رکہنا گرمی کی شدت کیوجہ سے بیان کیا اور یہ بہی نکلا کہ اوس کپڑے پر سجدہ درست ہے جو نمازی کی بدن سے لگا ہو نووی نے کہا یہی مذہب ہے ابو حنیفہ اور جمہور علماء کا اور شافعی نے کہا کہ مراد اس سے وہ کپڑا ہے جو نمازی کی بدن سے علاحدہ ہو اور بیہقی نے اسکی تائید کی ہے اُس روایت سے جو اسمعیلی نے نکالی اوس مین ہے کہ ہم مین سے ایک کنکریان لیتا اپنے ہاتہہ مین جب وہ ٹہنڈی ہوجاتین تو اونکو رکہہ لیتا (سجدے کے مقام مین) اور اُنپر سجدہ کرتا پہر اگر ہر چیز پر جو بدن سے لگی ہو سجدہ جائز ہوتا تو کنکریون کے ٹہنڈا کرنیکی کیا ضرورت تہی اور احتمال ہے کہ کنکریون کو وہ ٹہنڈا کرتا ہوگا جسکے کپڑے مین گنجایش نہ ہوگی یہ بہی اس حدیث سے نکلا کہ عمل قلیل نماز مین جائز ہے اور خشوع کا اہتمام لازم ہے اور کپڑا رکہنا اسی لیے تہا کہ زمین کی گرمی سے خشوع مین خلل نہ ہو اور یہ بہی نکلا کہ ظہر کی نماز اول وقت پڑہتے تہے اور ٹہنڈا کرنا جو دوسری حدیثون مین آیا ہے اسکے خلاف نہین کیونکہ زمین کی گرمی اُس وقت بہی رہتی ہے یا ٹہنڈا کرنا رخصت ہے یا سنت ہے اور یہ حدیث اُن حدیثون سے منسوخ ہے اور اس حدیث کو مولف نے صلوۃ مین بہی نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے (فتح و قسط) نیل مین ہے کہ احمد اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے نکالا کہ حضرت صلعم نے نماز پڑہی بچہونے پر اور اسکی اسناد مین زمعہ بن صالح ضعیف ہے اور بخاری اور مسلم اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالا انس سے کہ حضرت صلعم میرے ایک چہوٹے بہائی سے فرمایا کرتے اے ابا عمیر نغیر (لال چڑیا) کیا ہوئی اور ہمارا ایک بچہونا دہویا گیا آپ نے اوس پر نماز پڑہی ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بچہونے پر نماز درست ہے اور ترمذی نے اکثر اہل علم سے ایسا ہی نقل کیا صحابہ و من بعدہم سے اور یہی قول ہے اوزاعی اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور جمہور فقہا کا اور ایک جماعت تابعین اور انکے بعد والون نے اسکو

مکروہ جانا ہے ابن ابی شیبہ نے مصنف میں سعید بن المسیب اور ابن سیرین سے نکالا کہ طنفسہ (ایک قسم کا فرش ہے اسکو ریشم اور پیزرہ ہوتا ہے) پر نماز پڑھنا بدعت ہے اور جابر بن زید سے نکالا وہ مکروہ رکھتے تھے نماز کو ہر حیوان کی چیز پر اور مستحب جانتے تھے نماز کو اوس چیز پر جو زمین سے اوگتی ہے اور عروہ بن الزبیر سے نکالا وہ مکروہ رکھتے تھے سجدہ کرنا زمین کے سوا اور کسی چیز پر اور امام ہادی اور مالک کا مذہب یہ ہے کہ زمین کے سوا اور کسی چیز پر سجدہ کرنا مکروہ ہے اور امامیہ نے کہا جو چیز اوسکی اصل زمین سے نہ ہو اوسپر سجدہ کرنا درست نہیں ہے اور انکے نزدیک حرام ہے سجدہ اون چیزوں پر جنکو کہاتے ہیں یا پہنتے ہیں اور امام مالک نے کہا جو چیز زمین سے اوگے لیکن اوس میں انسان کی صنعت کو دخل ہو جاوے مثلاً روئی تو اوسپر سجدہ مکروہ ہے ابن عربی نے کہا کہ امام مالک نے اسکو مکروہ رکھا بوجہ زینت کے اور امام ہادی نے دلیل لی اس حدیث سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہمارے لیے ساری زمین مسجد اور پاک کرنیوالی بنائی گئی اور اس سے یہ نہیں نکلتا کہ زمین کے سوا اور چیزیں مسجد نہیں ہیں اور بچھونے پر سجدہ کرنا زمین پر سجدہ کرنا ہے جیسے کوئی شخص گھوڑے پر زین رکھکر اوسپر بیٹھتا ہے تو کہتے ہیں گھوڑے پر بیٹھا ہے اور جب حضرت صلعم سے ثابت ہے کہ آپنے سجدہ کیا بچھونے پر تو آپ کا فعل مکروہ نہیں ہو سکتا اور ابن ابی شیبہ نے انس سے نکالا کہ آپ کبھی نماز پڑھتے ہمارے بچھونے پر وہ بوریا ہوتا اوسکو ہم دھو لیتے پانی سے تو انس کی روایت میں بچھونے سے بوریا مراد ہے اور بوریے پر سجدہ کرنا امامیہ کے نزدیک بھی درست ہے اور احمد اور ابو داؤد نے مغیرہ سے نکالا کہ حضرت صلعم نماز پڑھتے بوریے پر اور پوستین پر جو دباغت کی گئی تھی اسکی اسناد میں ابو عون محمد بن عبید اللہ ثقفی ہے وہ تو ثقہ ہے لیکن اوسکے باپ کو جس سے وہ یہ حدیث روایت کرتا ہے ابو حاتم نے مجہول کہا اور ابن حبان نے اسکو ثقات میں ذکر کیا اتباع تابعین میں تو یہ حدیث منقطع ہوگی عراقی نے کہا حضرت صلعم کی نماز بوریے پر ثابت ہے انس کی حدیث سے صحاح ستہ میں اور ابو سعید کی حدیث سے اور ام سلمہ کی حدیث سے اوسکو نکالا طبرانی نے کبیر میں اور ابن عمر کی حدیث سے اسکو نکالا ابو حاتم نے علل میں اور ابو یعلی موصلی نے نکالا حضرت عائشہ سے اوسکے راوی ثقہ ہیں اونسے پوچھا گیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوریے پر نماز پڑھتے تھے انہوں نے کہا نہیں تو شاید حضرت عائشہ کو اس امر کی خبر نہ ہوئی ہو اور اثبات کی روایت مقدم ہے نفی پر اور اگرچہ اوسکے راوی ثقہ ہیں لیکن وہ حدیث شاذ اور منکر ہے اور اکثر اہل علم کے نزدیک بوریا پر نماز پڑھنا مستحب ہے جیسے ترمذی نے کہا اور کہا کہ بعض اہل علم نے زمین پر نماز پڑھنا مستحب کہا ہے اور زید بن ثابت اور ابو ذر اور جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن عمر اور سعید بن المسیب اور مکحول وغیرہم سے بوریے پر نماز پڑھنے کا استحباب منقول ہے اور ابن مسیب نے کہا وہ سنت ہے اور جن لوگوں نے کہا کہ نمازی کو ننگی زمین پر بغیر کسی آڑ کے نماز پڑھنا چاہیے اون میں سے عبد اللہ بن مسعود ہیں طبرانی نے اونسے روایت کیا وہ نماز نہیں پڑھتے تھے اور سجدہ نہیں کرتے تھے مگر زمین پر اور ابراہیم نخعی

سے کہ وہ بوریے پر نماز پڑھتے تھے لیکن سجدہ زمین پر کرتے تھے اور امام مسلم نے نکالا ابو سعید سے وہ حضرت صلعم کے پاس گئے انہوں نے کہا میں نے آپکو دیکھا آپ نماز پڑھ رہے تھے ایک بوریے پر اوسی پر سجدہ کرتے تھے اور جماعت نے روایت کیا میمونہ سے کہ حضرت نماز پڑھتے تھے خمرہ پر اور ترمذی نے ابن عباس سے اور طبرانی نے ام حبیبہ سے اور ام سلمہ سے اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت عائشہ سے اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اور احمد اور بزار نے ابن عمر سے اور ابن ابی شیبہ نے ام کلثوم بنت ابی سلمہ سے اور طبرانی نے صغیر اور اوسط میں اور بزار نے انس سے اور بزار نے جابر سے اور طبرانی نے ابوبکرہ سے اور مسلم اور نسائی نے ابوہریرہ سے اور طبرانی نے ام ایمن سے اور احمد اور طبرانی نے ام سلیم سے ایسا ہی نکالا ابو عبید نے کہا خمرہ چھوٹا سجادہ ہے کھجور کی چھال کا سجدہ کی موافق اگر بڑا ہو نمازی کے سارے بدن کی موافق نماز میں یا لیٹنے میں تو اسکو حصیر کہتے ہیں جوہری نے کہا خمرہ چھوٹا سجادہ اور ایسا ہی کہا خطابی نے صاحب مشارق نے کہا خمرہ اتنا بڑا ہوتا ہے کہ اوس پر مونہہ اور ناک آتی ہے اور امام احمد نے اپنے مسند میں ام سلمہ سے نکالا کہ حضرت صلعم نے افلح سے فرمایا اے افلح اپنے منہہ کو مٹی سے لگا یعنی سجدے میں اس سے غرض نہیں ہے کہ زمین کی سوا بوریے پر سجدہ مکروہ ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنا ماتھا زمین پر جما سجدے میں اور شاید افلح سجدے میں اپنی پیشانی نہ جماتا ہوگا تو آپ نے اوسکو دیکھ کر یہ فرمایا اور ابن ابی شیبہ نے اور بخاری نے تاریخ میں نکالا ابو الدرداء سے انہوں نے کہا مجھے پرواہ نہیں اگر میں نماز پڑھوں پانچ بچھونوں پر اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں چھ ہیں ایک پر ایک اور ابن ابی شیبہ نے نکالا ابن عباس سے کہ انہوں نے نماز پڑھی بچھونے پر اور ایسا ہی نکالا ابو وائل سے اور حسن سے نکالا انہوں نے کہا بچھونے پر نماز پڑھنے میں کچھ قباحت نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ بچھونے پر نماز پڑھتے تھے اونکے دونوں قدم اور گھٹنے اوس پر ہوتے اور انکے دونوں ہاتھ اور مونہہ زمین پر ہوتے اور ابراہیم اور حسن سے نکالا کہ ان دونوں نے نماز پڑھی ایک بچھونے پر جس میں تصویریں تہیں اور عطا سے نکالا کہ انہوں نے نماز پڑھی بچھونے پر اور سعید بن جبیر سے ایسا ہی اور مرہ ہمدانی سے کہ انہوں نے نماز پڑھی بالونپر اور قیس بن عباد سے ایسا ہی اور جمہور فقہا کا یہی قول ہے کہ بچھونے پر نماز جائز ہے انتہیٰ ما قال الشوکانی مختصرا

بَابُ الصَّلٰوةِ فِي النِّعَالِ

جوتوں میں نماز پڑھنے کا بیان **ف** حافظ نے کہا اس باب کی مناسبت اگلے باب سے یہ ہے کہ جوتے بھی نمازی کے پانوں چھپے رہتے ہیں اور اگلے باب میں پیشانی چھپی رہتی کپڑے سے

حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِي اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مَسْلَمَةَ سَعِيْدُ بْنُ يَزِيْدَ الْاَزْدِيُّ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ نَعْلَيْهِ قَالَ نَعَمْ **ترجمہ** ابو مسلمہ سعید بن یزید نے کہا میں نے انس بن مالک رضی سے پوچھا کیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنے جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے اونہوں نے کہا ہاں **ف** ابن بطال نے کہا یہ محمول ہے اس حالت پر جب جوتوں میں نجاست نہ ہو اور جوتوں میں

نماز پڑھنا رخصت ہے جیسے ابن دقیق العید نے کہا نہ مستحب میں کہتا ہوں ابو داؤد اور حاکم نے شداد بن اوس سے روایت کیا کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خلاف کرو یہودیوں کا وہ جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے تو یہود کی مخالفت کی نیت سے جوتوں میں نماز پڑھنا مستحب ہوگا اور قرآن میں آیا ہے خُذُوا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ یعنے اپنی زینت لو ہر مسجد میں جاتے وقت اور ایک حدیث میں ہے کہ مراد زینت سے جوتیاں ہیں یعنے جوتیاں پہنے ہوئے مسجد میں جاؤ اور جوتیاں پہنے ہوئے نماز پڑھو پر یہ حدیث ضعیف ہے بہت نکالا اسکو ابن عدی نے کامل میں اور ابن مردویہ نے تفسیر میں ابو ہریرہ سے اور عقیلی نے انس سے رفعہ) قسطلانی نے کہا اگر جوتیوں میں نجاست ہو تو شافعیہ کے نزدیک بغیر پانی کے پاک نہ ہوگی اور مالک اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اگر وہ نجاست خشک ہو تو جوتیوں کا زمین پر رگڑ دینا کافی ہے اور جو تر ہو تو پانی سے دھونا چاہیے اور اس حدیث کو مؤلف نے لباس میں بھی نکالا اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے صلوۃ میں انتہے شوکانی نے کہا شداد بن اوس کی حدیث کو ابن حبان نے اپنے صحیح میں نکالا اور اسکی اسناد میں کوئی طعن نہیں ہوا اور اس باب میں اور چار حدیثیں مروی ہیں ایک انس سے اوسکو نکالا طبرانی اور بیہقی نے (اس میں بھی حکم ہے جوتوں میں نماز پڑھنے کا جیسے شداد کی حدیث کا مضمون ہے) بیہقی نے کہا اسکی اسناد میں کوئی برائی نہیں اور دوسرے اسکو نکالا بزار نے اسی مضمون سے جو شداد کی حدیث میں ہے اور تیسری اسکو نکالا ابن مردویہ نے اوس میں یہ ہے کہ نماز پڑھو اپنے جوتوں میں اسکی اسناد میں عباد بن جویریہ ہے جھوٹا کہا اوسکو امام احمد اور بخاری نے اور چوتھی اسکو بھی نکالا ابن مردویہ نے اسکی اسناد میں عیسیٰ بن عبد اللہ عسقلانی ہے اور وہ ضعیف ہے چوری کرتا ہے حدیث کی اور جوتوں میں نماز پڑھنا متعدد احادیث میں وارد ہے ابن ماجہ نے اسکو نکالا عبد اللہ بن مسعود سے اور طبرانی نے دوسرے طریق سے اسکی اسناد میں علی بن عاصم ہے اوس میں کلام ہوا ہے اور بزار اور طبرانی اور بیہقی نے تیسرے طریق سے اوسکی اسناد میں ابو حمزہ اعور ہے اوسکی روایت حجت نہیں اور احمد اور بزار اور طبرانی نے عبد اللہ بن ابی حبیبہ سے اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو سے اور ترمذی نے شمائل میں اور نسائی نے عمرو بن حریث سے اور ابن ماجہ نے اوس ثقفی سے اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے اور ابو ہریرہ کی ایک اور حدیث ہے اسکو نکالا احمد اور بیہقی نے اور ایک اور ہے اسکو نکالا بزار اور طبرانی نے اسکی اسناد میں عباد بن کثیر ہے وہ لیس الحدیث ہے بعضوں نے کہا متروک ہے بعضوں نے کہا اسکی حدیث حجت نہیں اور ایک اور حدیث ہے نکالا اسکو ابن مردویہ نے اسکی اسناد میں صالح ہے مولی توأمہ کا وہ ضعیف ہے اور ابن مندہ نے معرفت صحابہ میں اور طبرانی اور ابن قانع نے عطاء شیبی سے اور ابو الشیخ نے براء سے اوسکی اسناد میں سوار بن مصعب ہے وہ ضعیف ہے اور مسلم نے عبد اللہ بن الشخیر سے اور انس سے اور ایک حدیث مروی ہے نکالا اسکو طبرانی نے اور بزار اور طبرانی اور ابن عدی نے ابن عباس سے اوسکی اسناد میں نضر بن عمر ہے وہ بہت

ضعیف ہے اور انسے ایک اور حدیث مروی ہو نکالا اسکو طبرانی نے اور طبرانی نے عبداللہ بن عمر سے[11] اور ابن عدی نے کامل مین حضرت
علی رض سے اوسکی سند مین حسین بن ضمیرہ ہے عن ابیہ عن جدہ وہ بہت ضعیف ہی اور ان سے اور ایک حدیث مروی ہی اسکو نکالا ابو یعلی[12]
اور ابن عدی نے اور کہا اسکی کوئی اصل نہین بلکہ اسکو بنالیا محمد بن حجاج لخمی نے اور طبرانی نے فیروز دیلمی[13] سے اسکا اسناد عمدہ ہے
اور امام احمد نے مجمع[14] بن جاریہ سے اسکی اسناد مین یزید بن عیاض ضعیف ہے اور ابن حبان نے ثقات مین اور طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط
مین ہرماس[15] بن زیاد سے اور بزار اور ابو یعلی اور ابن عدی[16] نے ابوبکرہ سے اوسکی اسناد مین بحر بن مرار ہے اسکا حافظ بگڑ گیا تہا
لیکن ثقہ کہا اسکو ابن معین نے اور ابو الشیخ اور بیہقی نے ابوذر[17] رض سے اور ابوداود نے ابوسعید[18] سے اور طبرانی نے حضرت عائشہ[19] سے
اور اسکا اسناد صحیح ہے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور احمد نے مسند مین ایک اعرابی[20] سے جسکا نام نہین لیا اور ان سب حدیثون
سے یہ نکلتا ہی کہ جوتے پہن کر نماز پڑہنا جائز ہے اور صحابہ اور تابعین نے اسمین اختلاف کیا ہے کہ جوتے پہن کر نماز پڑہنا مستحب
ہے یا مباح ہے یا مکروہ ہی تو حضرت عمر رض سے باسناد ضعیف یہ منقول ہی کہ وہ نماز مین جوتے اوتارنا مکروہ جانتے تہے اور سختی کرتے
تہے لوگون پر اسباب مین اور ایسا ہی مروی ہی ابن مسعود سے اور ابوعمرو شیبانی لوگون کو مارتے تہے جب وہ نماز کے لیے اپنے جوتے اوتارتے
تہے اور ابراہیم سے مروی ہی (جو ابوحنیفہ رح کے استاد کے استاد ہین) کہ وہ مکروہ جانتے تہے نماز کے لیے جوتیان اوتارنے کو اور
ان روایتون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جوتے پہن کر نماز پڑہنا اونکے نزدیک مستحب تہا عراقی نے شرح ترمذی مین کہا
جو لوگ جوتیان پہنکر نماز پڑہتے تہے اُن مین سے حضرت عمر اور حضرت عثمان اور عبداللہ بن مسعود (جنکی حنفیہ بہت تقلید
کرتے ہین) اور عویمر بن ساعدہ اور انس بن مالک اور سلمہ بن الاکوع اور اوس ثقفی اور تابعین مین سے سعید بن المسیب اور
قاسم اور عروہ بن الزبیر اور سالم بن عبداللہ اور عطا بن یسار اور عطا بن ابی رباح اور مجاہد اور طاؤس اور شریح قاضی (جنکے
فتوے کو حنفی بہت مانتے ہین) اور ابو مجلز اور ابو عمرو شیبانی اور اسود بن یزید اور ابراہیم نخعی اور ابراہیم تیمی اور امام علی بن حسین
یعنے امام زین العابدین علیہ السلام اور انکے صاحبزادے ابوجعفر (یعنے امام محمد باقر علیہ السلام) اور جو لوگ جوتیان پہن کر نماز
نہین پڑہتے اون مین سے ہین عبداللہ بن عمر اور ابو موسے اشعری اور ہادویہ کا مذہب ہے کہ جوتیان پہن کر نماز پڑہنا
مستحب ہے گو عوام اونکے اسکا انکار کرتے ہین امام مہدی نے بحر مین کہا مستحب ہے نماز پڑہنا پاک جوتے مین کیونکہ حضرتؐ نے فرمایا نماز پڑہو
اپنی بہتر جوتیون مین اور ابن دقیق العید نے طول کیا اس امر کے اثبات مین کہ یہ امر مستحب نہین ہے مگر شاید کچھ حدیث اونکا رد
کرتی ہی کیونکہ امر کا ادنے درجہ یہ ہے کہ وہ مستحب ہو اسیطرح اور حدیثین بہی استحباب پر دلالت کرتی ہین اور ابوداود نے نکالا
ابوسعید خدری رض سے کہ فرمایا حضرتؐ نے جب کوئی تم مین سے مسجد کے پاس آوے تو دیکھے پہر اگر اپنی جوتیون مین نجاست
پاوے یا پلیدی تو اونکو رگڑ دے (زمین پر) اور نماز پڑہے اونکو پہن کر اور ممکن ہے کہ مستحب ہونے پر دلیل لیجاوے اس حدیث سے

جسکو نکالا ابوداؤد نے ابوہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جب کوئی تم مین سے نماز پڑھے پہر اپنی جوتیان اوتاری تو اونکی وجہ سے کسیکو تکلیف نہ دیوے چاہیے کہ اونکو رکہہ لیوے اپنے دونون پاؤن کے بیچ مین یا نماز پڑہے اونکو پہنے پہنے عراقی نے کہا اسکا اسناد صحیح ہی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نکالا عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے کہ مینے دیکھا حضرت صلعم کو آپ نماز پڑہتے تہے ننگے پاؤن بہی اور جوتیان پہنکر بہی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اپنی سند سے ابو عبدالرحمن بن ابی لیلے سے انہون نے کہا حضرت نے نماز پڑہائی اپنی دونو جوتیان پہنکر لوگون نے بہی جوتون مین نماز پڑہی پہر آپنے جوتیان اتار ڈالین تو لوگون نے بہی اتار ڈالین جب آپ نماز پڑہ چکے تو فرمایا جسکا جی چاہے وہ اپنی دونو جوتیان پہنکر نماز پڑہے اور جسکا جی چاہے وہ اُتار کر پڑہے عراقی نے کہا یہ روایت مرسل ہی مگر اسکا اسناد صحیح ہے شوکانی نے کہا جب ان حدیثونکو اُن حدیثون سے ملاو جن مین جوتیان پہن کر نماز پڑہنے کا حکم ہے بوجہ مخالفت یہود کے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حکم وجوب کے لیے نہین ہے اب ان حدیثون مین جو یہ امر نمازی کے خیال کیطرف چہوڑا وہ استحباب کے منافی نہین ہے کسلیے کہ مستحب کا ترک آدمی کرسکتا ہے پس صحیح اور عمدہ اور قوی مذہب یہ ہو اکہ جوتیان پہنکر نماز پڑہنا مستحب ہے انتہے تیسیر الوصول مین ہے کہ امام نسائی نے نکالا حضرت عائشہ سے کہ مینے حضرت صلعم کو دیکھا آپ پانی پیتے تہے کہڑے ہوکر اور بیٹھ کر اور نماز پڑہتے تہے ننگے پاؤن اور جوتیان پہنکر اور نماز سے فارغ ہوکر پہرتے تہے داہنی طرف سے اور بائین طرف سے اور ابوداؤد نے نکالا ابوہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی اپنی جوتیون سے نجاست کو روندے تو مٹی اوسکے لیے پاک کرنے والی ہے اور ابوداؤد نے نکالا ابوسعید سے کہ ایک بار جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی جوتیان پہنے ہوئے نماز پڑہا رہے تہے اپنے اصحاب کے ساتہ تو اتنے مین آپ نے اپنی جوتیان اوتارین اور انکو بائین طرف رکہہ لیا جب آپکی اصحاب نے یہ دیکھا تو اونہون نے بہی (نماز ہی مین) اپنی جوتیان اوتار ڈالین جب آپ نماز پڑہ چکے تو فرمایا تم نے اپنی جوتیان کیون اوتارین انہون نے کہا ہمنے دیکھا آپنے اپنی جوتیان اوتارین تو ہم نے بہی اوتار ڈالین آپنے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجہہ سے کہا کہ تمہاری جوتیون مین پلیدی ہی پہر جب کوئی تم مین سے نماز کے لیے آوے تو دیکہے اگر اپنی جوتیون مین پلیدی دیکہے یا نجاست تو اونکو رگڑ دیوے زمین پر اور نماز پڑہے اونکو پہن کر اس حدیث سے کئی باتین نکلتی ہین ایک تو جوتی کا پاک ہوجانا زمین پر رگڑنے سے دوسرے اگر نادانستہ نجس کپڑے یا جوتے مین نماز پڑہ لیوے تو اوسکا اعادہ واجب نہین تیسرے جوتی پہنکر نماز پڑہنا اولی ہے ننگے پاؤن پڑہنے سے کسلیے کہ آپ نے یون نہین فرمایا کہ اگر جوتون مین نجاست دیکہے تو ننگے پاؤن نماز پڑہے مرقاۃ مین ہی کہ حنفیہ کا مذہب ہی کہ اگر جوتی یا موزے مین نجاست لگ جاوے اور وہ جرم دار ہو تو مٹی یا ریت پر خوب رگڑنے سے وہ پاک ہوجاتا ہے اور جو جرم دار نہ ہو جیسے پیشاب یا شراب تو اوسکا دہونا ضرور ہے تم

ہو یا خشک انتہی اور امام طحاوی حنفی نے معانی الآثار مین نکالا ابوہریرہ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے اپنے موزے
یا جوتی سے نجاست کو روندے تو مٹی اُسکو پاک کرنیوالی ہے اور امام زیلعی حنفی نے تخریج میں کہا کہ صاحب ہدایہ نے جو یہ حدیث بیان کی
کہ اگر جوتون مین نجاست ہو تو اونکو زمین سے رگڑ ڈالے وہ پاک کرنیوالی ہے انکی تو ابوداؤد نے اسکو دو طریقون سے نکالا اور
ابن حبان نے اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر نووی نے خلاصہ مین کہا ابوداؤد کا اسناد صحیح ہے اور
قدح کیا اوس مین ابن القطان نے بوجہ محمد بن کثیر صنعانی کے اور محمد بن عجلان کے جو ایک طریق مین ہے اور دوسرے
طریق مین ایک راوی مجہول ہے اور روایت کیا ابوداؤد نے ابوسعید خدری سے اور یہ روایت اوپر گذری اور نکالا اسکو ابن حبان
نے اپنی صحیح مین اور عبد بن حمید اور اسحق بن راہویہ اور ابویعلے موصلی نے اور ابوداؤد نے نکالا حضرت عائشہ سے ایسا ہی اور
روایت کیا اسکو ابن عدی نے کامل مین انہین سے کہ حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر کوئی مرد
اپنی جوتیون سے نجاست کو کہندلے آپنے فرمایا مٹی اونکو پاک کرنیوالی ہے اُسکی اسناد مین عبداللہ بن زیاد بن سمعان
ضعیف ہے اور نکالا اسکو ابن جوزی نے علل متناہیہ مین اُس مین بھی ابن سمعان ہے ابن جوزی نے مالک سے نقل کیا
کہ وہ کذاب ہے اور احمد نے کہا متروک الحدیث ہے انتہی باختصار مترجم کہتا ہے جوتون سمیت نماز پڑہنی مین اسقدر حدیثین
وارد مین کہ اوسکے ثبوت مین کوئی شک نہین رہتا گو اُن مین سے بعض حدیثین ضعیف ہون اور اگر ایک صحیح حدیث
وارد ہوتی تو بھی کافی تہا نہ کہ جب متعدد صحیح حدیثین موجود ہین اور جن صحابہ نے جوتون سمیت نماز پڑہی ہے وہ بڑے
جلیل الشان صحابہ ہین جیسے حضرت عمر اور حضرت عثمان اور عبداللہ بن مسعود وغیرہم پس صحیح یہی ہے کہ جوتون سمیت
نماز پڑہنا آنحضرتؐ اور خلفا اور صحابہ کرام کی سنت ہے اور وہ افضل ہے ننگے پانؤن پڑہنے سے گو ننگے پانؤن پڑہنا بھی
جائز ہے لیکن ہمیشہ ننگے پانؤن نماز پڑہنا اور ننگے پانؤن پڑہنے کو ضرور جاننا یا جوتون سمیت نماز پڑہنے پر طعن کرنا
ضلالت اور گمراہی ہے اور تعجب ہے اُن جاہلون سے جو اتنی صحیح حدیثین دیکہہ کر بھی اس امر کا انکار کرین معلوم نہین ہوتا
کہ شیطان نے اونکے دلونپر کونسا افسون پہونک دیا ہے اور جو کوئی حضرتؐ کی سنت اور آپکے طریقہ کو برا جانے نعوذ باللہ وہ
مردود اور کافر ہے اور لطف یہ کہ حنفیہ کی تمام کتابون مین جوتون سمیت نماز پڑہنا مذکور ہے اور نور الانوار اور مسلم اور تمام
اصول کی کتابون مین ابوسعید کی حدیث بیان کی ہے جسمین حضرتؐ نے صحابہ سے پوچھا کہ تم نے اپنی جوتیان کیون اتارین
اسپر بھی اگر کوئی جاہل جوتی سمیت نماز پڑہنے پر طعن کرے یا جوتی سمیت مسجد مین آنے سے روکے تو اوسکا علاج یہ ہے
کہ جوتون ہی سے درست کیا جاوے اب بعضے جاہل یہ کہتے ہین کہ عرب کی زمین پاک اور خشک تہی اور صحابہ کی جوتی پاک اور صاف
رہتی تہی اسواسطے اونکو جوتی سمیت نماز پڑہنا لائق تہا ہم کو لائق نہین یہ تردد ہوگا اور مغالطہ ہے نجاست جیسی اس ملک مین

ہے ویسی ہی عرب کے ملک مین تہی اور صحابہ کے جوتے ہمیشہ پاک رہنے کا کیا ثبوت ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک جوتیون مین تو نجاست لگ گئی تہی جسکی خبر حضرت جبرئیل علیہ السلام آکر دی پہر اور کسی کی جوتیون کا ہمیشہ پاک رہنا کیونکر ہو سکتا ہے اور جو صحابہ کے جوتے ہمیشہ پاک رہتے تو آپ دوسری حدیث مین یہ کیون فرماتے کہ جب تم مین سے کوئی مسجد کے پاس آوے تو اپنی جوتی دیکہے اگر اون مین نجاست ہو تو زمین پر رگڑ ڈالے وہ اونکو پاک کرنیوالی ہے پہر اون مین نماز پڑہے اس حدیث سے صاف یہ نکلتا ہے کہ اگر جوتے نجس بہی ہون تو اونکو زمین پر رگڑ دین پہر اون مین بے تکلف نماز پڑہین اور اگر پاک جوتا ہو تو رگڑنے کے لیے کوئی ضرورت نہین اب یہ سب قیدین کہ جوتا نیا ہو اور اگر نجاست لگی ہو تو وہ تر نہو خشک ہو جرم دار ہو خرافات اور واہیات ہین شریعت مین جوتی کی طہارت یہی مقرر ہوئی کہ زمین پر رگڑ دینا جیسے جنب کی طہارت جب پانی نملے تیمم قرار پائی بس چاہیے جس قسم کی نجاست ہو جوتا رگڑنے سے ہمیشہ پاک ہو جاویگا اور یہ رگڑنا بہی اُس صورت مین ہے جب نجاست کا لگنا یقینی ہو ورنہ ہر ایک جوتا نیا ہو یا پرانا پاک ہے اور اسکو پہنکر نماز پڑہنا درست ہے اور یہی حق ہے اور یہی سنت ہے اور یہی ہدایت ہے اور جو کوئی اسکو نمانے اُسکا اور ہمارا انصاف بروز قیامت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہو جاویگا وباللہ التوفیق

باب الصَّلٰوةِ فِی الْخِفَافِ موزون مین نماز پڑہنے کا بیان **حَدَّثَنَا** اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيْمَ يُحَدِّثُ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ رَاَيْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى فَسُئِلَ فَقَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ اِبْرَاهِيْمُ فَكَانَ يُعْجِبُهُمْ لِاَنَّ جَرِيْرًا كَانَ مِنْ اٰخِرِ مَنْ اَسْلَمَ **ترجمہ** ہمام بن حارث سے روایت ہے مینے دیکہا جریر بن عبد اللہ بجلی صحابی مشہور کو اونہون نے پیشاب کیا پہر وضو کیا اور مسح کیا اپنے دونو موزون پر پہر کہڑے ہوئے اور نماز پڑہی (موزے پہنے ہوئے) اور اُنسے پوچہا گیا (طبرانی کی روایت مین ہے کہ ہمام نے پوچہا اور ایک روایت مین ہے کہ ایک شخص نے عیب کیا) تو پہر انہون نے کہا مینے دیکہا جناب سرور انبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے ایسا ہی کیا ابراہیم نخعی نے کہا جریر کی یہ حدیث لوگون کو (یا عبد اللہ بن مسعود کے یارونکو جیسے مسلم کی ایک روایت مین ہے) بہت بہلی لگتی تہی اسلیے کہ جریر اون لوگون مین تہے جو اخیر مین اسلام لائے **ف** اور اس سبب سے حدیث مین یہ شبہہ نہین رہتا کہ آپ نے ابتداء زمانہ اسلام مین ایسا کیا ہوگا پہر یہ حکم منسوخ ہو گیا ہوگا مسلم کی روایت مین ہے کہ جریر سورہ مائدہ اوترنے کی بعد مسلمان ہوئے تہے اور ابو داؤد کی روایت مین ہے لوگون نے کہا آپ کا مسح کرنا موزون پر کیا سورہ مائدہ اوترنے کی بعد تہا (جس مین وضو مین پاؤن دہونیکا حکم ہے) تو جریر نے کہا مین تو اس سورت کی اوترنیکے بعد مسلمان ہوا اور طبرانی کی روایت مین ہے جریر سے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے اور ترمذی کی روایت مین ہے شہر بن حوشب سے مینے جریر کو دیکہا پہر بیان کیا حدیث کو اسیطرح اخیر مین یہ ہے کہ مینے کہا

سورۂ مائدہ اوترنے کی بعد کا یہ قصہ ہے یا اوس کے پہلے کا جریر نے کہا مین تو مسلمان نہین ہوا اگر سورۂ مائدہ اوترنے کی بعد ترمذی
نے کہا یہ حدیث تفسیر کرنیوالی ہے کیونکہ بعضے لوگ جو موزونپر مسح کرنیکے قائل نہین یہ تاویل کرتے ہین کہ حضرت صلعم نے موزونپر
مسح سورۂ مائدہ کی آیت اوترنے سے پہلے کیا تہا اور یہ آیت اسکی ناسخ ہے تو جریر نے کہا کہ مین نے آپکو اس آیت کے اوترنے کے
بعد موزونپر مسح کرتے دیکھا اور عبد اللہ بن مسعود کے اصحاب کو یہ حدیث پسند تہی کیونکہ اوس سے رد ہوتی تہی اُن لوگون کی تاویل
اور اس مسئلہ کی بحث کتاب الوضو مین گذر چکی (فتح) اور اس حدیث کو مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابوداؤد نے بہی نکالا (قسط)
مترجم کہتا ہے جب جوتون سمیت نماز پڑہنا جائز ہے تو موزون سمیت بطریق اولی جائز ہوگی بلکہ موزون سمیت پڑہنا بہتر ہے
کسلیے کہ اگر موزے اوتار ڈالیگا پہر حدث ہوگا تو پہر اوسپر مسح جائز نہ ہوگا جبتک دوبارہ پورا وضو کر کے اُن کو نہ پہنے بعض
جاہل یہ کہتے ہین کہ حق تعالی نے جب موسٰی کو حکم دیا جب وہ وادی مقدس مین گئے فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ یعنے اوتار جوتیان اپنی تو
مسجد بہی خانہ خدا ہے اوس مین جوتیان اوتارنا ضرور ہے اونکا جواب یہ ہے کہ حضرت موسی کو جو جوتیان اوتارنے کا حکم ہوا وہ
اسوجہ سے تہا کہ اونکی جوتیان مردہ گدہے کی کہال کی تہین جسکی دباغت نہین ہوئی تہی یہی منقول ہے سدی اور قتادہ سے
اور علاوہ اس کے حضرت موسٰی کی شریعت ہماری شریعت مین حجت نہین جب اُسکی خلاف ہماری شریعت مین حکم موجود ہے
اور اوپر کی حدیثون مین گذرا کہ آپنے فرمایا جب کوئی تم مین سے مسجد مین آوے تو اپنی جوتیون کو دیکہے اور ان حدیثون مین
صراحت ہے اس امر کی کہ جوتیون سمیت مسجد مین آنا اور نماز پڑہنا درست ہے بلکہ آپنے حکم دیا یہود کے خلاف کرنیکا اور فرمایا کہ
وہ جوتیان اوتار کر نماز پڑہتے ہین تم جوتیان پہنکر نماز پڑہو باوجود اسکے اگر کوئی حضرت موسے کے اس حکم کو سند لاوے اور ہمارے
پیغمبر صلعم کے حکم کو نہ دیکہے تو وہ مردود ہے دیکہیے ہمکو اوس سے کچہہ سروکار نہین **حَدَّثَنَا** اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ
اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ وَضَّأْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ وَصَلّٰى ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے مینے وضو کرایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کو تو آپنے مسح کیا
اپنے دونو موزونپر اور نماز پڑہی **ف** اس حدیث کو مؤلف نے صلوۃ اور جہاد اور لباس مین نکالا اور مسلم اور نسائی نے (قسط)

بَابٌ اِذَا لَمْ يُتِمَّ السُّجُوْدَ جو کوئی سجدہ کو پورا نہ کرے **ف** حافظ نے کہا مستملی کی روایت مین یہ باب یہان نہین
ہے اور وہی صواب ہے کیونکہ یہ باب اپنے مقام مین آویگا صفت صلوۃ مین اسیطرح اسکے بعد کا باب بہی نہین ہے اور در
صورتیکہ ان دونو بابون کا ذکر غلطی کاتبین نہ ہو تو مناسبت یہ ہوگی کہ اس باب سے یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی شرط کو ترک کرے
اسکی نماز صحیح نہ ہوگی جیسے کوئی رکن کو ترک کرے اور دوسرے باب سے یہ نکلتا ہے کہ سجدے مین اپنے دونو بازو کشادہ رکہنا عدم
ستر کو مستلزم نہین ہے تو نماز اوس سے باطل نہ ہوگی انتہے مختصراً **اَخْبَرَنَا** اور بعض نسخون مین حدثنا ہے الصَّلْتُ بْنُ

محمد اخبرنا مهدی عن واصل عن ابی وائل عن حذیفة انه رای رجلا لا یتم رکوعه ولا سجوده فلما قضی صلوته قال له حذیفة ما صلیت قال واحسبه قال لو مت مت علی غیر سنة محمد صلی الله علیه وسلم ترجمہ حذیفہ بن الیمان نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے رکوع اور سجدے کو پورا نہیں کرتا تھا جب وہ نماز پڑھ چکا تو حذیفہ نے اوس سے کہا تونے نماز نہیں پڑھی ابو وائل نے کہا مین سمجھتا ہون حذیفہ نے یہی کہا اگر تو مرگیا تو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ اور سنت پر نہین مریگا **ف** بلکہ اور طریقہ پر تیرا خاتمہ ہوگا تباہ خدا کی کیونکہ تونے نماز کی سی عبادت مین حضرت کی پیروی کا خیال چھوڑ دیا قسطلانی نے کہا طبرانی نے انس سے مرفوعاً روایت کی کہ جسنے نماز پڑہی اور اوسکے خشوع اور رکوع اور سجدے کو پورے طرح ادا نہیں کیا تو وہ نکلتی ہے اندہیری کالی ہوکر اور کہتی ہے خدا تعالی تجھکو تباہ کرے جیسے تونے مجھکو تباہ کیا جب اس مقام پر پہنچتی ہے جہان اللہ چاہتا ہے تو پرانے کپڑے کی طرح لپیٹی جاتی ہے پہر اوس نمازی کے منہ پر ماری جاتی ہے اور یہ حدیث امام بخاری کے افراد مین سے ہے **باب** یُبْدِیْ ضَبْعَیْهِ وَیُجَافِیْ فِی السُّجُوْدِ اپنے دونو بازو یا بغلین پسلی سے جدا رکہے سجدے مین **اخبرنا** یحیی بن بکیر قال حدثنا بکر بن مضر عن جعفر عن ابن هرمز عن عبد الله بن مالک ابن بحینة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا صلی فرج بین یدیه حتی یبدو بیاض ابطیه وقال اللیث حدثنی جعفر بن ربیعة نحوه ترجمہ عبد اللہ بن مالک ابن بحینہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کشادہ رکہتے یعنے جدا رکہتے پسلی سے یہانتک کہ آپ کی دونون بغلون کی سفیدی نمودار ہوتی **ف** حاکم کی روایت مین ہے آپ کی دونون بغلون کی سفیدی کو دیکھتا (قسط) لیث نے بہی اس حدیث کو جعفر سے روایت کیا اور عن کی جگہ حدثنی جعفر بن ربیعة کہا اور اس تعلیق کو امام مسلم نے اپنی صحیح مین وصل کیا **خاتمہ** حافظ صاحب نے کہا ستر عورت کے ابواب اور اس سے پہلے کے باب ابتدائے فرض الصلوة سے ۳۹ مرفوع حدیثون پر مشتمل ہین اگر اخیر کی دونون باب کی حدیثین بہی اون مین شامل کرلو تو سب ۱۴۵ حدیثین ہوجاتی ہین اون مین سے مکرر ۱۰۵ حدیثین ہین اور ۴۰ معلق حدیثیں ہین اور اگر اخیر کے باب کی بہی معلق حدیث ملالی جاوے تو ۱۵ ہوتی ہین اون مین سے دس یا گیارہ مکرر ہین اور امام مسلم نے ان سب حدیثون کو نکالا سوا سلمہ بن الاکوع کی حدیث یَزُرُّهُ وَلَوْ بِشَوْکَةٍ کے اور ابن عباس اور جرہد اور ابن جحش کی حدیثون کے ران کے باب مین اور انس کی حدیث حضرت عائشہ کے پردے مین اور عکرمہ کی حدیث کی ابو ہریرہ سے کپڑے کے دونون کنارون کی مخالفت مین اور موقوف آثار گیارہ ہین ان مین سب معلق ہین سوا ابن عمر کے اثر کے کہ جب اللہ نے تمکو کشادگی دی تو کشادگی کرو اپنی جان پر وہ موصول ہے انتہی ان ابواب کے متعلق اور حدیثین جو امام بخاری نے نہین نکالین

ننگے لوگ کیونکر نماز پڑھیں

(۱) صاحب ہدایہ نے ایک حدیث بیان کی کہ جب حضرت صلعم کے اصحاب سمندر سے نکلے ننگے تو انہوں نے بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھی زیلعی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں نکالا ابن عباس سے انہوں نے کہا جو شخص کشتی میں نماز پڑھے یا ننگے ہو کر تو وہ بیٹھ کر پڑھے اور حضرت علی رض سے اونسے پوچھا گیا ننگا کیونکر نماز پڑھے انہوں نے کہا اگر وہ ایسی جگہ میں ہو کہ لوگ اوسکو دیکھتے ہوں تو بیٹھ کر نماز پڑھے (کیونکہ بیٹھنے میں بے ستری کم ہوگی) اور جو ایسی جگہ ہو کہ لوگ اسکو نہ دیکھیں تو کھڑے ہو کر پڑھے اور قتادہ سے انہوں نے کہا جب سمندر سے لوگ ننگے ہو کر نکلیں پھر اون میں کوئی امامت کرے تو سب بیٹھ کر نماز پڑھیں اور امام بھی صف میں لوگوں کے برابر بیٹھے اور اشارے سے نماز پڑھیں

کپڑا باندھ کر نماز پڑھنا

(۲) منتقی الاخبار میں ہے کہ امام احمد اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے منع کیا مرد کو نماز پڑھنے سے جب تک کمر نہ باندھے شوکانی نے کہا یہ ممانعت اوس صورت میں ہے جب ایک ہی کپڑا ہو وہ بھی تنگ تو باندھ لینا ضرور ہے تاکہ بے ستری نہ ہو اور اس حدیث کو ہم نے ڈھونڈھا سنن ابو داؤد اور مسند امام احمد اور مجمع الزوائد میں تو اس لفظ سے نہیں ملی اور معلوم نہیں کہ مصنف نے اسکی نسبت ان کتابوں کیطرف کیونکر دی لیکن اسکا شاہد دوسری حدیث میں ہے امام احمد کے جابر سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جب کپڑا کشادہ ہو تو اوسکو ڈال لے اپنے مونڈھوں پر بھی پھر نماز پڑھ اور جب تنگ ہو تو اسکو باندھ لے اپنے کمر پر پھر نماز پڑھ بغیر چادر کے (گو مونڈھے کھلے رہیں) شوکانی نے کہا جن لوگوں نے مطلقاً مونڈھوں پر کپڑا ڈالنا واجب کہا ہے خواہ کپڑا تنگ ہو یا کشادہ اونکا مذہب اس حدیث سے رد ہوتا ہے اور صحیح اور حق یہ ہے کہ جب کپڑا کشادہ ہو تو تہ بند باندھ کر اوس میں سے کچھہ مونڈھوں پر بھی ڈال لیوے ورنہ صرف تہ بند باندھ لیوے اور نماز پڑھے کچھہ کراہت اس میں نہیں ہے اور اس سے جمع ہوتا ہے حدیثوں میں اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن منذر اور طحاوی اور ابن حزم نے اور یہی حق ہے

قمیص کا گریبان کھلا رکھنا

(۳) امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دار قطنی نے معاویہ بن قرہ سے انہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے کہا میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا مزینہ کے کچھہ لوگوں میں پھر ہم نے بیعت کی آپ سے آپکا قمیص کھلا ہوا تھا قرہ نے کہا میں نے بھی آپ سے بیعت کی اور اپنا ہاتھہ آپ کی قمیص کے اندر ڈالکر نبوت کی مہر کو چھوا عروہ نے کہا میں نے معاویہ اور اونکے باپ قرہ کو دیکھا وہ ہمیشہ جاڑے اور گرمی میں اپنی قمیص کے گھنڈیاں کھلی رکھتے کبھی تکمہ نہ لگاتے (اسوجہ سے کہ حضرت صلعم کو کھلے گریبان دیکھا تھا سبحان اللہ صحابہ کا اتباع کس درجہ کا تھا) شوکانی نے کہا ابن عبد البر نے کہا قرہ سے کسی نے روایت نہیں کی سوا اونکے بیٹے معاویہ کے اور اس حدیث کی اسناد میں ابو مہل جعفی کوفی ہے ثقہ کہا اسکو ابو زرعہ نے اور ذکر کیا اسکو ابن حبان نے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ قمیص کا گریبان کھلا رکھنا سنت ہے لیکن یہ نماز میں نہیں بلکہ غیر نماز میں

کیونکہ سلمہ کیحدیث مین آپنے حکم کیا قمیص کا گریبان لگانیکا سترِ حرم کہتا ہے وہ حکم بہی اُسحالت مین تہا کہ سلمہ کے پاس سوا قمیص کے اور کوئی لباس نہ تہا پس گریبان کہلے رہنے سے ڈر تہا نماز مین سترِ نظر آنیکا اب اگر کوئی ازار باندہے ہو یا پیجامہ پہنے ہو تو اسکا گریبان کرتے کا اگر نماز مین بہی کہلا ہے تو قباحت نہین واللہ اعلم (۴۷) ابوداؤد اور امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رض سے کہ حضرت ص نے منع کیا سدل سے نماز مین اور اپنا منہہ ڈہانپنے سے اور نکالا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور روایت کیا طبرانی نے ابوجحیفہ سے اور بزار نے ایسا ہی اوس کے اسناد مین حفص بن ابی داؤد اور ابومالک نخعی ضعیف ہین اور بیہقی نے ابن مسعود سے متفرد ہوا اسکے ساتہہ بسر بن رافع وہ قوی نہین ہے اور ابن عدی نے ابن عباس سے اُسکی اسناد مین عیسے بن قرطاس متروک ہی اور ضعیف کیا امام احمد نے ابوہریرہ کیحدیث کو بوجہ عسل بن سفیان کے لیکن ابن حبان نے اُسکو ثقات مین لکہا اور متابعت کی عسل کی حسن بن ذکوان نے اور اختلاف کیا علماء نے سدل کے معنون مین بعضون نے کہا سدل یہہ ہی کہ کپڑے کو لٹکاوے اور اوسکے کنارے اپنے دونو ہاتہون مین نہ ملاوے اگر ملا لیوے تو وہ سدل نہین ہی اور صاحب نہایہ نے کہا سدل یہ ہی کہ کپڑا اوڑہ لے اور اندر سے اپنے دونو ہاتہ ڈال لیوے اور اسی طرح سے رکوع اور سجدہ کرے اور یہ کرتے اور کپڑون مین بہی ہو سکتا ہی بعضون نے کہا سدل یہ ہی کہ تہبند کو اپنے سر پر ڈالے اور اسکے دونون کنارے داہنے اور بائین طرف چہٹے رہنے دے اور مونڈہون پر نہ اولٹے جوہری نے کہا سدل کے معنی لٹکانا اور خطابی نے لکہا اتنا لٹکا تا کہ زمین تک پہنچے اس صورت مین سدل اور اسبال ایک ہوگا عراقی نے کہا احتمال ہے کہ سدل سے بالون کا لٹکانا مراد ہو یعنے سامنے پیشانی پر جیسے نصاری لٹکاتے ہین اور اسی باب مین وارد ہوئی ابن عباس کیحدیث کہ حضرت نے سدل کیا اپنی پیشانی پر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیحدیث کہ اونہون نے لٹکایا اوڑہنی کو اور وہ احرام سے تہین اور کوئی مانع نہین ہے اس سے کہ سدل کے سب معنی مراد ہون اور ایک روایت مین ہی کہ سدل یہود کا فعل ہے چنانچہ خلال نے علل مین اور ابوعبید نے غریب مین حضرت علی رض سے نکالا وہ نکلے تو کچہہ لوگون کو دیکہا انہون نے لٹکایا تہا اپنے کپڑون کو آپنے فرمایا گویا وہ یہودی ہین جو اپنے مدرسون سے نکلے ہین اور حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز مین سدل حرام ہے اور مکروہ جانا اسکو ابن عمر اور مجاہد اور ابراہیم نخعی اور ثوری اور شافعی نے نماز مین اور غیر نماز مین امام احمد نے نماز مین اور جابر بن عبداللہ اور عطا اور حسن اور ابن سیرین اور مکحول اور زہری نے کہا اسمین کوئی قباحت نہین اور ایسا ہی منقول ہی امام مالک سے اور ابوہریرہ کیحدیث اگر صحیح ہو تو حرام نہ ہونیکی کوئی وجہ نہین ہی اور منہ بند کرنا نماز مین منع ہے بغیر جمائی کے اگر جمائی آوے تو ہوسکت بند کرنا درست ہے کیونکہ دوسری حدیث مین ہے کہ جب تم مین سے کسیکو جمائی آوے تو اپنا ہاتہہ رکہے موہنہ پر اسلیے کہ شیطان اندر گہس جاتا ہے اور اس حدیث سے یہ بہی نکلتا

کہ ڈھاٹا باندھکر نماز پڑھنا مکروہ ہے جیسے صاحب منتقے الاخبار نے نکالا (۵) امام احمد اور عبد بن حمید اور بیہقی اور خطیب اور ابن عساکر اور دیلمی نے ابن عمر سے نکالا اونہوں نے کہا جس شخص نے ایک کپڑا مول لیا دس درم کو اور اون میں ایک درم حرام کا تہا تو اللہ تعالی اوسکی نماز قبول نہ کریگا جب تک وہ کپڑا اوسکی بدن پر رہیگا پہر اونہوں نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں ڈالیں اور کہا یہ دونوں کان بہرے ہوجاویں اگر میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہو ابن کثیر نے کہا ارشاد میں کہ اسکی سند میں ہاشم ہے جو روایت کرتا ہے اسکو ابن عمر سے اور وہ پہچانا نہیں جاتا اور اس حدیث سے دلیل لی ہے اوسنے جسنے کہا کہ غصب کے کپڑے میں یا جو کپڑا غصب کے روپیوں سے خریدا جاوے اوس میں نماز درست نہیں ہے اور عترت کا یہی قول ہے تمام عترت کا اور ابو حنیفہ اور شافعی نے کہا کہ نماز درست ہے اور قوی کیا شوکانی نے اونکے مذہب کو کیونکہ حدیث ثابت نہیں ہے اور قبول نہ ہونے سے صحیح نہ ہونا لازم نہیں آتا (۶) نیل الاوطار میں جو ان ابواب میں کتاب اللباس کی حدیثیں بیان کی ہیں اونکا ترجمہ ہم نے یہاں نہیں لکھا اسلیے کہ کتاب اللباس میں آگے آویگی اور خدا چاہے تو ہم وہ سب حدیثیں وہیں ذکر کرینگے (۷) امام احمد اور ابن ماجہ نے جابر بن سمرہ سے نکالا انہوں نے کہا میں نے ایک شخص سے سنا اوسنے پوچھا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا میں نماز پڑھوں اُس کپڑے میں جسمیں صحبت کرتا ہوں اپنی بی بی سے آپنے فرمایا ہاں مگر جب تو اوسمیں کچہہ دیکہے تو دہو ڈال اسکو اور روایت کیا امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی نے معاویہ سے کہ انہوں نے ام حبیبہ سے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس کپڑے میں نماز پڑہتے تہے جس میں جماع کرتے تہے انہوں نے کہا ہاں جب اوس میں کوئی پلیدی نہ ہوتی شوکانی نے کہا جابر بن سمرہ کی حدیث کے راوی سب ثقہ ہیں اسیطرح معاویہ کی حدیث کے اور ان دونوں حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ نمازی کو نجس کپڑے سے پرہیز کرنا چاہیے اب اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ آیا کپڑوں کی طہارت شرط ہے نماز کی صحت کی یا نہیں تو اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ وہ شرط ہے اور ابن مسعود اور ابن عباس اور سعید بن جبیر سے اور امام مالک سے یہ منقول ہے کہ کپڑوں کی طہارت واجب نہیں ہے اور صاحب نہایہ نے امام مالک سے دو قول نقل کیے ہیں ایک یہ کہ نجاست کا دور کرنا سنت ہے فرض نہیں دوسرا یہ کہ فرض ہے جب نمازی کو یاد ہو اور جو بہول جاوے تو فرض نہیں ہے اور شافعی کا قدیم قول یہ ہے کہ نجاست کا دور کرنا نماز کی صحت کی شرط نہیں ہے جمہور کی کئی دلیلیں ہیں ایک اللہ تعالی کا یہ قول وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ اور ظاہر ہے کہ مراد آیت میں نماز ہے کیونکہ غیر نماز میں بالاجماع کپڑوں کی طہارت واجب نہیں ہے اور جواب یہ ہے کہ آیت سے غایت یہ ہے کہ وجوب ثابت ہوگا لیکن شرط ہونا نماز کی صحت کی وہ ثابت نہیں ہوتا دوسری حدیث ہے ابو سعید خدری کی جو اوپر گذری جس میں یہ ہے کہ حضرت نے نجس جوتیاں اوتار ڈالیں اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث تو تمہارے خلاف ہے کیونکہ اگر طہارت شرط ہوتی تو آپ سر سے

غصب کے کپڑے میں نماز کا بیان

کپڑے کی طہارت نماز کی شرط ہے یا نہیں

نماز کا اعادہ کرتے تیسری اور چوتھی جابر اور معاویہ کی حدیثیں جو ابھی بیان ہوئیں اور جواب یہہ ہے کہ جابر کی حدیث سے وجوب ثابت نہین ہوتا اور معاویہ کی حدیث محض فعل ہے اوس سے کوئی مطلب ثابت نہین ہوتا پانچوین حضرت عائشہ کی حدیث جو ابو داود نے نکالی کہ مین حضرت ص کے ساتھہ تھی جب صبح ہوئی تو آپ نے کملی لی اسکو اوڑہا پھر باہر نکلے اور صبح کی نماز پڑہی اوس مین پھر بیٹھے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ یہ داغ ہے خون کا کملی مین آپ نے اوس داغ کی جگہہ اور اوسکے آس پاس کو ہاتھہ سے تہاما اور اسیطرح مٹھی مین دبا ہوا میرے پاس بھیجا غلام کے ہاتھہ سے اور فرمایا اوسکو دہووے اور سکہلاوے پھر بھیجدے مین نے اپنا کپڑا منگوایا اور اوسکو دہویا اور سکہلایا پھر بھیجدیا بعد اوسکے آپ تشریف لائے دوپہر کے وقت اوسی کملی کو اوڑہے ہوئے اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث غریب ہے جیسے منذری نے کہا علاوہ اسکے یہ حدیث تمہارے خلاف ہے کیونکہ اگر طہارت شرط ہوتی تو آپ صبح کی نماز کا اعادہ کرتے اور وہ ثابت نہین ہوا چھٹے عمار کی حدیث کہ دہووے تو کپڑا اپنا پیشاب اور پاخانے اور قے اور خون اور منی سے نکالا اوسکو ابو یعلے اور بزار نے اپنے مسندون مین اور ابن عدی نے کامل مین اور دارقطنی اور بیہقی نے سنن مین اور عقیلی نے ضعفا مین اور ابو نعیم نے معرفت مین اور طبرانی نے کبیر اور اوسط مین اور جواب یہ ہے کہ ان سبھون نے اسحدیث کو ضعیف کہا کیونکہ اوسکی سند مین ثابت بن حماد متروک ہے اور علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے بیہقی نے سنن مین کہا یہ حدیث باطل ہے اسکی کچھہ اصل نہین علاوہ اسکے اسحدیث سے شرطیت ثابت نہین ہوتی ساتوین منی کے دہونے اور ملنے کی حدیثیں جو صحیحین مین ہین اور جواب یہ ہے کہ اسسے وجوب بھی ثابت نہین ہوتا شرطیت کجا آٹھوین حدیث حُتِّيهِ ثُمَّ اقْرُصِيهِ جو اوپر گذری اور جواب یہ ہے کہ دلیل خاص ہے دعوے سے اور بر تقدیر تسلیم اوس سے وجوب نکلے گا نہ شرطیت نوین وہ حدیثیں جنمین نجاست دہونے کا حکم ہے جیسے عذاب کی اوسکے لیے جو پیشاب سے طہارت نہین کرتا تہا یا مذی دہونے کی حدیثیں اور جواب یہ ہے کہ ان سے بھی شرطیت نہین نکلتی دسوین حدیث مشہور ابن عمر وغیرہ کی جسکو نکالا امام مسلم نے کہ نماز نہین قبول ہوتی بغیر طہور کے اور نہ صدقہ قبول ہوتا ہے چوری کے مال مین سے اور جواب یہ ہے کہ طہور سے مراد اسحدیث مین وضو ہے نہ طہارت کپڑون کی علاوہ اسکے حنفی خود کہتے ہین کہ قبول نہ ہونے سے صحیح نہ ہونا لازم نہین آتا جیسے ابھی گذرا مغصوب کپڑے مین نماز پڑہنے کے باب مین پس اوپر کی بیان سے معلوم ہوا کہ طہارت ثیاب کے شرط ہونے کی کوئی دلیل کافی نہین ہے اور اسکی خلاف پر کئی دلیلین ہین ایک آپ کا اعادہ نہ کرنا

اوس نماز کا جو نجس جوتیوں سے پڑہی تہی دوسرے اعادہ نہ کرنا اوس نماز کا جو داغدار کملی سے پڑہی تہی تیسری اوس صحابی کی حدیث جو اوپر گذری جسمین یہ ہے کہ نماز مین اونکو تیر لگا اور خون بہا اور وہ نماز پڑہی گئے چوتہی اوجہڑی کی حدیث جو عقبہ بن ابی معیط ملعون نے حضرت صلعم کی مبارک پشت پر نماز مین رکہدی تہی لیکن آپ نماز پڑہی گئے اسکے سوا اور بہی دلیلین تلاش سے مل سکتی ہین بعض لوگون نے شرط ہونے پر دلیل لی ہے اس حدیث سے ابو ہریرہ کی مرفوعاً کہ لوٹائی جاوے گی نماز درم برابر خون سے نکالا اسکو دارقطنی اور عقیلی نے ضعفا مین اور ابن عدی نے کامل مین اور جواب یہ ہے اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو اس سے مطلب نکل سکتا تہا مگر یہ حدیث باطل ہے اسکی سند مین روح بن غطیف ہے اور اسکا بیان اوپر گذر چکا ہے خیر حاصل یہ ہوا کہ کپڑون کی طہارت اگر واجب کہو نماز کے لیے تو ہو سکتا ہے اب جو نجس کپڑے سے نماز پڑہی اوس نے واجب کو ترک کیا لیکن نماز اسکی باطل نہ ہو گی انتہیٰ مختصراً (۸) منتقی الاخبار مین دلیل لی اسپر کہ بے وضو کا اور بچون کے کپڑون کا جنکی طہارت مین شک ہو نماز مین اوٹہانا درست ہے اس حدیث سے ابو قتادہ کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے تہے اپنی نواسی امامہ بنت زینب رضہ کو اوٹہائے ہوئے جب رکوع کرتے تو اونکو زمین پر بٹہا دیتے اور جب کہڑے ہوتے تو اونکو اوٹہا لیتے یہ حدیث صحیحین مین ہے اور ابو داوٗد نے نکالا کہ جب آپ رکوع کا ارادہ کرتے تو امامہ کو لیکر زمین پر بٹہا دیتے پہر رکوع کرتے اور سجدہ کرتے جب سجدے سے فارغ ہوتے اور کہڑے ہوتے تو اونکو اوٹہا لیتے اور اپنی جگہ پر بٹہا لیتے عبدالرزاق کی روایت مین ہے کہ اپنے مونڈہے پر اوٹہا لیتے اور احمد کی روایت مین ہے کہ اپنے گردن پر رکہہ لیتے اونکو مسلم کی روایت مین ہے کہ آپ اسوقت امام تہے لوگون کے مسجد مین اور ابو داوٗد نے نکالا کہ ہم انتظار کر رہے تہے حضرت صلعم کا ظہر یا عصر کی نماز کے لیے اور بلال نے آپ کو بلایا تہا نماز کے لیے اتنے مین آپ برامد ہوئے اور امامہ آپکے مونڈہے پر سوار تہین آپ اپنی نماز کی جگہہ مین کہڑے ہوئے پہر ہم بہی آپکے پیچہے کہڑے ہوئے آپ نے تکبیر کہی ہم نے بہی تکبیر کہی اور امامہ اوسی مقام مین تہین نووی نے اُن تاویلات کو ذکر کیا جو لوگون نے اس حدیث مین کی ہین پہر کہا کہ یہ سب تاویلین مردود ہین اور آدمی پاک ہے اور اسکی پیٹ مین جو نجاست ہے وہ معاف ہے اور بچون کے کپڑے اور بدن پاک ہین جب تک اونکی نجاست ظاہر نہ ہو اور ایسے عملون سے نماز باطل نہین ہوتی انتہیٰ مختصراً اور امام احمد نے روایت کی ابو ہریرہ سے کہ ہم حضرت صلعم کے ساتہہ عشا کی نماز پڑہ رہے تہے جب آپ سجدہ کرتے تو امام حسن یا امام حسین علیہما السلام آپکی پیٹہہ پر کود جاتے جب آپ سر اوٹہاتے تو آہستہ سے پیچہے اونکو تہام لیتے اور زمین پر رکہہ دیتے جب

ف نماز میں بے وضو یا مشکوک کپڑے والے کو اوٹھانا درست ہے

خیال سے کہ کہیں گر نہ پڑیں اور چوٹ لگ جاوے سبحان اللہ خاطر داری اُن صاحبزادوں کی اسقدر آپ کو منظور تہی اور اونکی ذری سی تکلیف بہی آپکو گوارا نہ تہی خدا اون اشقیا کا موہنہ کالا کرے اور اُنپر لاکہہ لعنت اور پہٹکار جو ان صاحبزادوں سے بغض اور عداوت رکہتے ہیں) پہر جب آپ سجدہ کرتے وہ پیٹہہ پر سوار ہو جاتے یہانتک کہ آپنے نماز پوری کی پہر اون میں سے ایک کو اپنی ران پر بٹہلایا ابو ہریرہ نے کہا میں حضرت صلعم کے پاس گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں انکو پہنچا دوں گہر اتنے میں ایک بجلی چمکی آپ نے دونو صاحبزادوں سے فرمایا اپنی ماں (حضرت خاتون جنت سیدۃ النساء معصومہ مطہرہ فاطمہ زہرا رض) کے پاس چلے جاؤ پہر بجلی کی روشنی ٹہیر گئی یہانتک کہ دونو صاحب اندر تشریف لیگئے اور روایت کی مسلم اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رض سے کہ حضرت صلعم رات کو نماز پڑہتے اور میں آپکے پہلو میں ہوتی حیض سے اور ایک چادر کچہہ میرے اوپر ہوتی کچہہ آپ پر اس حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ عورت کا نماز کے بازو کہڑا ہونا نماز کو فاسد نہیں کرتا جمہور کا یہی مذہب ہے اور ابو حنیفہ نے کہا نماز باطل ہو جاتی ہے اور حدیث انکی مذہب کو رد کرتی ہے اور روایت کیا امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلعم نماز پڑہتے تہے ہمارے اُن کپڑوں میں جو بدن سے لگے رہتے ہیں اور ایک روایت میں ہے نماز نہیں پڑہتے تہے اپنی بی بیوں کے چادروں میں شوکانی نے کہا اس حدیث کو اور حدیثوں سے ملاؤ تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کے کپڑوں سی پرہیز کرنا نماز میں مستحب ہے نہ واجب اور مشکوک کپڑے میں نماز نہ پڑہنا وسوسہ میں داخل نہیں ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے انتہی مختصرا (۹) منتقی الاخبار میں دلیل لی ہے کہ نجس جانور پر یا نجس سواری پر نماز پڑہنا درست ہی اس حدیث سی جو روایت کی احمد اور مسلم اور نسائی اور ابو داؤد نے ابن عمر سے میں نے دیکہا حضرت صلعم کو آپ نماز پڑہتے تہے گدہے پر اور آپکا منہ خیبر کی طرف تہا نسائی کی روایت میں ہی کہ آپ سوار تہے خیبر کیطرف جاتی تہے اور قبلہ آپکی پشت کیطرف تہا شوکانی نے کہا ان حدیثوں سے دلیل لینا اسوقت پورا ہوگا جب ثابت ہو کہ گدہا نجس العین ہے البتہ حدیث سی یہ نکلتا ہے کہ جس سواری میں نجاست لگی ہو اوسپر نماز درست ہی کیونکہ گدہا نجاست سی خالی نہیں ہوتا (۱۰) ابن عمر رض کو پسینہ آتا ایک کپڑے میں اور وہ جنب ہوتے پہر نماز پڑہتے اوس میں نکالا اسکو مالک نے موطا میں (۱۱) مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی نے ابو سعید سے حضرت صلعم نے فرمایا مرد نہ دیکہے مرد کے ستر کیطرف اور نہ عورت عورت کے ستر کیطرف اور ایک مرد دوسرے مرد سی ایک کپڑے میں نہ چپٹے اور نہ عورت دوسری عورت سی ایک کپڑے میں (۱۲) ترمذی نے ابن عمر سے حضرت صلعم نے فرمایا بچو تم ننگے ہونے سی کیونکہ تمہارے ساتہہ وہ لوگ ہیں جو تم سے جدا نہیں ہوتی مگر پاخانے کیوقت اور جب آدمی اپنی بی بی کے پاس جاتا ہی تو شرم کرو انسی اور عزت کرو انکی (۱۳) امام مالک نے موطا میں عبید اللہ

۱۱۶۰

خولانی سے وہ کہتے ہیں تھی ام المومنین میمونہ کی انہوں نے کہا حضرت میمونہ نماز پڑھتیں ایک کرتے اور سربند میں اور ازار نہ ہوتی (۱۴) ابوداؤد نے ام المومنین عائشہ اور میمونہ رض سے ان دونوں نے روایت کیا کبھی حضرت ایک کپڑے میں نماز پڑھتے اور اس کپڑے کا ایک حصہ ہمارا اوپر ہوتا (۱۵) ابوداؤد نے ابوہریرہ سے ایک شخص اپنے ازار لٹکائے ہوئے یعنے ٹخنوں سے نیچی نماز پڑھ رہا تھا حضرت نے اس سے فرمایا جا اور وضو کر وہ گیا اور وضو کیا پھر آیا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اسکو وضو کرنے کا کیوں حکم دیا آپ نے فرمایا یہ اپنی ازار لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالی اوسکی نماز قبول نہیں کرتا جو اپنی ازار لٹکاوے (طیبی نے کہا وضو کا حکم اسلیے دیا کہ ظاہر آئینہ ہے باطن کا تو شاید ظاہری طہارت کی برکت سے اسکا دل بھی پاک ہوجاوے اور آئندہ وہ اس برے کام کو یعنے ازار لٹکانے کو چھوڑ دیوے (۱۶) ابن ماجہ نے عمرو بن دینار سے ابن عباس نے بصرے میں نماز پڑھی بچھونے پر پھر حدیث بیان کی اپنے اصحاب سے کہ حضرت بھی نماز پڑھتے تھے اپنے بچھونے پر (۱۷) ابن ماجہ نے عبداللہ بن عبدالرحمن سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور نماز پڑھی ہمارے ساتھ بنی عبدالاشہل کی مسجد میں تو آپ کو دیکھا جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کپڑے پر رکھتے (۱۸) عبداللہ بن عبدالرحمن بن ثابت بن صامت نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے کہ حضرت نے نماز پڑھائی بنی عبدالاشہل میں اور آپ ایک کمل لپیٹے ہوئے تھے اور سردی سے کنکریوں کو بچاتے تھے اپنی دونوں ہاتھ اوس پر رکھ کر (سجدے میں) نکالا اسکو ابن ماجہ نے (۱۹) ابن ماجہ نے ابن ابی اوس سے کہ میرے دادا اوس کبھی نماز پڑھنے میں میری طرف اشارہ کرتے پہن ہا اونکا جوتا اونکو دیدیتا وہ کہتے میں نے حضرت کو دیکھا آپ اپنی دونوں جوتیاں پہن کر نماز پڑھتے (۲۰) ابن ماجہ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے انہوں نے کہا میں نے حضرت کو دیکھا آپ جوتیوں سمیت اور ننگے پاؤں دونوں طرح نماز پڑھتے تھے (۲۱) ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود سے کہ ہم نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نماز پڑھتے تھے جوتیاں اور موزے پہنکر (۲۲) ابن ماجہ نے کیسان سے میں نے حضرت کو دیکھا نماز پڑھتے ہوئے بیر علیا پر ایک کٹھری میں دوسری روایت میں ہے کہ میں نے دیکھا آپ کو ظہر اور عصر پڑھتے ہوئے ایک کپڑے میں اسکو باندھے ہوئے سینہ پر (۲۳) ابوداؤد نے ابونضرہ سے کہ حضرت نے اپنے کپڑے میں تھوکا پھر اسی میں مل دیا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تھوک اگر کپڑے میں لگ جاوے تو کچھ قباحت نہیں اور مسلمان کا تھوک پاک ہے (۲۴) دارمی نے ابورافع سے حضرت نے مجھکو دیکھا سجدہ کرتے میں نے جوڑا باندھا تھا اپنے بالوں کا آپ نے اسکو کھول دیا (۲۵) ابن عباس نے عبداللہ بن حارث کو نماز پڑھتے دیکھا اونکے سر پر پیچھے جوڑا بندھا ہوا تھا وہ اونکے پیچھے کھڑے ہوئے اور اونکا جوڑا کھولنے لگے وہ چپ رہے پھر نماز سے فارغ ہوکر ابن عباس کیطرف آئے اور کہا تم نے میرے سر میں کیوں ہاتھ لگایا انہوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی جوڑا باندھ کر نماز پڑھے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی کے دونوں ہاتھ پیچھے بندھے ہوں اور وہ نماز پڑھے (۲۶) امام نسائی نے حضرت

عائشہ سے ہیں اور حضرت م دونو ایک کپڑا اوڑہ کر سوتے اور مین حائضہ ہوتی اگر آپ کے کپڑے مین میرے حیض سے کچھ لگ
جاتا تو آپ وتناہی مقام دہو ڈالتے اوس سے زیادہ دہوتے پہر نماز پڑہتے اوس مین پہر آکر میرے پاس ...
اگر کچھ لگ جاتا تو اوتناہی مقام دہو ڈالتے اوس سے زیادہ نہ دہوتے (۲۷) بیہقی نے ابوالمعلے سے او
نے باپ سے اونہون نے دادا سے کہین حضرت علی سے کہ نکلا گیا جمعہ کی نماز کے لیے وہ پیدل تھے راستہ مین
کہ ملا کیچڑ کا اونہون نے پائجامے اور جوتے کو اوتارا مین نے عرض کیا اے امیر المومنین مین اوٹہا
ان چیزون کو آپ نے فرمایا نہین پہر آپ پانی کے اندر گئے اور جب اوس مین سے باہر نکلے تو
اور پائجامہ پہنے اور نماز ادا کی لوگون کے ساتھ اور نہ دہویا اپنے پاؤن کو حدیث سے ...
کوئی نجس مقام پر چلے پہر اوسکے بعد پاک زمین پر چلے تو پاؤن پاک ہوجاوینگے ... نے کی
حاجت نہین جیسے ام سلمہ کی حدیث مین ہے کہ اونہون نے کہا میرا آنچل لٹکا رہتا ہے اور مین نجس ... ہین
چلتی ہون آپ نے فرمایا پاک کرتا ہے اسکو وہ جو اوسکے بعد ہے نکالا اسکو ابوداؤد اور ترمذی اور ... جو نے
اور نکالا ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ایک عورت نے بنی عبد الاشہل کے کہا یا رسول اللہ ... مسجد کی طرف
بدبودار ہے تو جب پانی پڑے ہم کیا کرین آپ نے فرمایا اوسکے بعد پاک راہ نہین ہے وہ بولی ہان آپ نے فرمایا
وہ اسکا بدل ہے (۲۸) ابن عدی نے کامل مین ابوہریرہؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا نماز کی زینت ... لوگون نے عرض کیا
وہ کیا ہے آپ نے فرمایا اپنی جوتیان پہنکر نماز پڑہو اسکی سند مین محمد بن فضل ہے وہ نسبت کیا گیا ہے طرف کذب کے سیوطی نے کہا
ابوالشیخ نے اپنی تفسیر مین اسکو دوسرے طریق سے نکالا ابوہریرہؓ سے اور روایت کیا عقیلی نے انسؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا خذوا زینتکم عند کل مسجد
مین کہ نماز پڑہو اپنی جوتیون مین اسکی سند مین عباد بن جویریہ کذاب ہے لیکن خطیب نے اسکو دوسرے طریق سے نکالا
انس سے کہ حضرتؐ نے فرمایا خذوا زینتکم عند کل مسجد مین کہ مراد اس سے جوتیون مین نماز پڑہنا ہے اور ابن مردویہ نے
انس سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا ان باتون مین سے جنکے سبب سے اللہ نے عزت دی اس امت کو ایک یہ بہی ہے
جوتیون مین نماز پڑہنا اور ابویعلے نے حضرت علی سے کہ فرمایا حضرتؐ نے خلاف کرو یہود کا اور نماز پڑہو اپنے
موزون اور جوتیون مین کیونکہ وہ نماز نہین پڑہتے موزون اور جوتیون مین اور طبرانی نے اوسط مین نکالا
ابن مسعود سے کہ حضرتؐ نے فرمایا نماز کی تکمیل یہ ہے کہ جوتیان پہنکر پڑہے اور یہ سب شاہد ہین ابوہریرہ
کی حدیث کی جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ حدیث موضوع نہین ہے اسلیے تمام ہوئے باب ستر عورت کے
اللہ کے فضل سے اب شروع ہوتے ہین باب استقبال قبلہ اور مساجد کے فقط

تمت

ابواب اِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَمَا يَتْبَعُهَا مِنْ اٰدَابِ الْمَسَاجِدِ باب قبلہ کی طرف مُنہ کرنے کے اور اور جو اوس سے متعلق ہیں مسجدون کے آداب وغیرہ **باب** فَضْلِ اِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ قبلہ کیطرف مونہہ کرنے کی فضیلت يَسْتَقْبِلُ بِاَطْرَافِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ قَالَهٗ اَبُوْحُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنے دونو پاؤن کی انگلیون کے کنارے یعنے سرے قبلہ کی طرف کرے یہ ابوحمید (عبدالرحمان بن سعد ساعدی) نے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے (جیسے آگے یہ حدیث موصولاً مذکور ہوگی حافظ نے کہا بیان اس کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ جہانتک ہوسکے اپنے تمام اعضا کا رخ قبلہ کیطرف کرے) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمَهْدِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ سِيَاهٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِيْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِيْ ذِمَّتِهٖ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہماری سی نماز پڑہے (شہادتین کا اقرار کرکے) اور ہمارے قبلہ کیطرف مُنہ کرے (یعنے کعبہ کیطرف نماز مین) اور ہمارا کاٹا ہوا جانور کہاوے تو وہی وہ مسلمان ہے جسکے لیے اللہ اور اوس کے رسول کا ذمہ ہے (یعنے وہ اللہ اور اسکے رسول کے امان مین ہے) پس مت خیانت کرو اللہ کے ذمہ مین **ف** یعنے بلا وجہ شرعی اوسکے ذمہ اور عہد کو نہ توڑو اور جو شخص یہ تینون کام بجالاتا ہو اوسکی جان اور مال پر زیادتی نہ کرو۔ حافظ نے کہا جو شخص تارک الصلوٰۃ کے قتل کا قائل ہے وہ اسی حدیث سے دلیل لیتا ہے اور حدیث سے قبلہ کی عظمت شان نکلتی ہے اور یہہ کہ آدمیون کے احکام ظاہر پر محمول ہین تو جو کوئی دین کے احکام ظاہر مین بجالاوے اوسکی اسلام کا حکم کرینگے قسطلانی نے کہا حدیث سے یہ نکالا ہے کہ جس کو قدرت ہو وہ عین کعبہ کی طرف توجہ کرے ورنہ نماز صحیح نہ ہوگی البتہ جو عاجز ہو جیسے بیمار مثلاً کوئی ایسا نہ ہو جو اوسکا منہ قبلے کیطرف کرادے یا لکڑی سے بندہا ہو تو وہ اوسی حال مین نماز پڑہ لیوے اور شرط یہ ہے کہ سینہ قبلے کیطرف ہو اگر مونہہ سے اور طرف بہی دیکہے تو نماز فاسد نہ ہوگی البتہ جب خوف شدید ہو (مثلاً لڑائی ہو رہی ہو) یا سفر مین نفل پڑہے تو قبلے کیطرف منہ ہونا شرط نہیں ہے اور فرض یہ ہے کہ عین کعبہ کیطرف منہ کرے یقیناً جو مکہ مین ہو اور ظناً جو وہان سے باہر ہو تو جہت قبلہ کیطرف منہ کرنا کافی نہوگا کیونکہ صحیحین کی حدیث مین ہے کہ آپ نے دو رکعتین کعبہ کی سیدہ پر پڑہین اور فرمایا یہ قبلہ ہے اور حنفیہ کا یہ قول ہے کہ جو شخص مکہ کے باہر ہو اوسکو جہت قبلہ کیطرف منہ کرنا کافی

ہے جمین کعبہ کیطرف شرط نہین ہے اور اسحدیث کو امام نسائی نے بہی نکالا انتہے مختصراً منتقے الاخبار مین ہے
کہ ابو ہریرہ کی حدیث مین ہے جو آگے آویگی کہ حضرت نے فرمایا پہر جب تو نماز کے لیے کہڑا ہو تو پورا کر وضو کو پہر قبلے کیطرف
منہ کر پہر تکبیر کہہ روایت کیا اوسکو مسلم نے شوکانی نے کہا اسحدیث سے یہ نکلتا ہے کہ قبلے کی طرف منہ کرنا واجب ہے
نماز مین اور اس پر اجماع ہے اہل اسلام کا مگر جب عجز کیحالت ہو یا خوف کی جیسے لڑائی ہو رہی ہو یا نماز نفل کی
ہو اوسکا ذکر آگے آویگا اور وجوب کی دلیل قرآن ہے اور حدیث متواتر قرآن مین ہے فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ اور انس کیحدیث اس باب مین امام بخاری نے
نکالی اور ہادویہ نے کہا کہ قبلے کیطرف منہ کرنا نماز کی صحت کی شرط ہے اور اوپر ہم بیان کر آئے کہ ایک بات کا
حکم ہونے سے اوسکا وجوب ثابت ہوتا ہے نہ شرط ہونا اور اس مسئلہ مین وہ حدیثین موجود ہین جنسے شرط ہونا اس
امر کا باطل ہوتا ہے اون مین سے ایک وہ حدیث ہے جو ترمذی اور احمد اور طبرانی نے عامر بن ربیعہ سے نکالی کہ ہم
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہے اندہیری رات مین تو ہم کو معلوم نہ ہوا قبلہ کس طرف ہے اور
ہم مین سے ہر ایک شخص نے اپنے خیال کے مطابق نماز پڑہی جب صبح ہوئی تو ہم نے اسکا ذکر کیا رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم سے سو وقت یہ آیت اوتری فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ یعنے جدہر تم منہ کرو اودہر ہی جہت ہے
اللہ کی اور اسحدیث سے یہ نکلتا ہے کہ قبلے کیطرف منہ کرنا نماز کی صحت کی شرط نہین ہے ورنہ آپ حکم کرتے اعادے
کا اون لوگون کو جنہوں نے اور طرف نماز پڑہی تہی اور ہادویہ کہتے ہین کہ وقت کے بعد اگر یہ معلوم ہو کہ قبلہ اور
طرف تہا تو اعادہ واجب نہین ہے اور یہ خلاف پڑتا ہے خود اون کے قول کے کیونکہ شرطیت کا مقتضے یہ ہے
کہ وقت باقی ہو یا گذر جاوے ہر حال مین اعادہ واجب ہو اور اسحدیث مین اگرچہ محدثین کو گفتگو ہے لیکن اوسکے
کئی شاہد ہین جو اوسکو قوی کرتے ہین زیلعی نے کہا ترمذی اور ابن ماجہ نے اسحدیث کو روایت کیا عامر بن ربیعہ سے کہ
ہم ساتھ تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سفر مین ترمذی کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ اندہیری رات
مین ملتے ہین آسمان پر ابر آگیا اور قبلہ پہچاننا ہم کو مشکل ہو گیا پہر ہمنے نماز پڑہی اور نشان کر دیا اوسطرف کو
جدہر نماز پڑہی تہی دوسرے دن آزمانے کے لیے جب آفتاب نکلا تو معلوم ہوا کہ ہم نے قبلے کے سوا اور طرف
نماز پڑہی پہر ذکر کیا ہمنے اسکا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تو اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا
فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ ترمذی نے کہا اسحدیث کا اسناد کچہ قوی نہین ہے اور ہم اسکو نہین پہچانتے مگر اشعث سمان کی
روایت سے وہ ضعیف ہے اور نکالا اسکو ابو داود طیالسی نے اپنی مسند مین اور زیادہ کیا کہ آپ نے فرمایا تمہاری

نماز ہوگئی اور اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری ابن القطان نے اپنی کتاب مین کہا یہ حدیث معلول ہے اشعث اور
عاصم کی وجہ سے اشعث تو مضطرب الحدیث ہے اور بدحفظ وہ ثقات سے منکرات نقل کرتا ہے اور عمرو بن علی نے کہا
وہ متروک ہے حافظ ابن حجر نے تلخیص مین کہا اوسکی اسناد مین اشعث اور عاصم دونو ضعیف ہین اور یہ حدیث جابر
سے بھی مروی ہے اوسکی تین طریقے ہین ایک حاکم نے نکالا مستدرک مین محمد بن سالم سے اوس نے عطا بن ابی رباح
سے اوس نے جابر سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تھے ایک سفر مین تو ابر نے ہمکو چھپا لیا ہم حیران
ہوگئے اور اختلاف کیا ہم نے قبلہ مین تو ہم مین سے ہر ایک نے جدا جدا نماز پڑھی اور ہر شخص ہم مین سے اپنے سامنے
لکیرین کرنے لگا تاکہ قبلہ کی جگہہ معلوم رہے پہر ہم نے اسکا ذکر کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپنے ہمکو حکم
نہین کیا نماز لوٹانے کا اور فرمایا تمہاری نماز ہوگئی حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور اس مین کسیکا وہی لچہے
ہین سوا محمد بن سالم کے ہین نہ اوسکی عدالت جانتا ہون نہ جرح اور مینے بخاری اور مسلم کی کتابون کو دیکھا اون
دونون نے اس باب مین کچہ نہین نکالا ذہبی نے مختصر مین کہا کہ محمد بن سالم کی کنیت ابو سہل ہے وہ ضعیف ہے
اور روایت کیا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے اپنی سنن مین اور کہا کہ محمد بن سالم ضعیف ہے اور دوسرا طریق دارقطنی
پہر بیہقی نے نکالا جابر بن عبد اللہ سے اونہونے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کا ٹکڑا بھیجا مین
بہی اوس مین تہا اتنے مین اندھیرا ہوگیا اور ہمنے قبلہ نہ پہچانا تو لوگون نے نماز پڑھی اور لکیرین کردین جب
صبح ہوئی اور آفتاب نکلا تو لکیرین اور طرف نکلین جدہر قبلہ نہ تہا جب ہم اپنے سفر سے لوٹے ہمنے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے ہمکو پوچھا آپ خاموش رہے تب اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ اخیر
تک پہر دارقطنی نے سعید بن جبیر سے نکالا اونہون نے ابن عمر سے اونہونے کہا یہ آیت نفل نماز مین اوتری ہے
خاص جدہر تیرے اونٹ کا مونہہ ہو یعنے گو اونٹ کا مونہہ قبلہ کیطرف نہ ہو لیکن اوسپر نفل درست ہے ابن القطان
نے اپنی کتاب مین کہا یہ حدیث یعنی جابر کی منقطع ہے احمد بن عبید اللہ نے اپنے باپ سے نہین سنا دوسرے وہ
مجہول ہے تیسرا طریق محمد بن عبید اللہ عرزمی کا عطا سے اونہونے جابر سے مانند اوسکی جو گذرا بیہقی نے کہا حاصل
یہ ہے کہ اسحدیث کا کوئی اسناد صحیح معلوم نہین ہوتا کیونکہ عاصم بن عبید اللہ عمری اور محمد بن عبید اللہ عرزمی
اور محمد بن سالم یہ سب ضعیف ہین عقیلی نے اپنی کتاب مین کہا یہ حدیث کسی ایسے طریق سے مروی نہین ہوئی جو
ثابت ہو تمام ہوا کلام زیلعی کا مختصراً شوکانی نے کہا تو عامر بن ربیعہ کیحدیث کی شاہد ایک جابر کی حدیث ہے جو ابھی
بیان ہوئی دوسرے معاذ کی حدیث ہے جو طبرانی نے اوسط مین نکالی کہ ہمنے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ ابر کے دن سفر میں قبلے کے سوا اور طرف جب آپ نماز پڑھ چکے اور سلام پھیرا تو آفتاب نکلا ہم نے کہا یا رسول اللہ ہم نے نماز پڑھی قبلے کے سوا اور طرف آپ نے فرمایا تمہاری نماز تو اپنے حق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے پاس اوٹھالی گئی اوسکی اسناد میں ابو عبلہ ہے اور اسکا نام شمر بن عطا ہے ابن حبان نے اوسکو ثقات میں لکھا اور یہ تینوں حدیثیں ملکر ایک دوسری کو قوی کرتی ہیں اور حضرت معاذ کی حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ وقت باقی رہنے پر قبلہ معلوم ہوگیا تھا لیکن آپ نے نماز کا اعادہ نہیں کیا اور باطل ہوتا ہے اوس سے وہ قول کہ اگر وقت باقی ہو تو اعادہ لازم ہے اور روایت کیا بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن عمر سے کہ لوگ قبا کی مسجد میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک آنے والا آیا اور کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر رات کو قرآن اترا اور آپ کو حکم ہوا قبلہ (کعبہ) کیطرف منہ کرنیکا یہ سنکر لوگوں نے (نماز کے اندر ہی) اپنا منہ کعبہ کیطرف کر لیا اور پہلے انکے منہ شام کیطرف تھے پھر وہ گھوم گئے کعبہ کیطرف اور بخاری اور مسلم نے براء بن عازب سے نکالا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سولہ مہینے تک بیت المقدس کیطرف نماز پڑھی یہانتک کہ آیت اوتری وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ یہ آیت اوس وقت اوتری جب آپ نماز پڑھ چکے تھے ایک شخص لوگوں میں سے چلا اور انصار کے کچھ لوگوں پر سے گذرا جو نماز پڑھ رہے تھے اون سے یہ حدیث بیان کی اونہوں نے اپنے مونہہ خانہ کعبہ کیطرف پھیر لیے ایک روایت میں سترہ مہینے ہیں شوکانی نے کہا اس حدیث کو جماعت نے روایت کیا سوا ابوداؤد کے اور احمد اور مسلم اور ابوداؤد نے نکالا انس سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کیطرف نماز پڑھتے تھے پھر آیت اوتری قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ تو ایک شخص بنی سلمہ میں سے گذرا اور وہ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے رکوع میں تھے اور ایک رکعت پڑھ چکے تھے اوس نے پکار کر کہا آگاہ ہو قبلہ بدل گیا یہ سنکر وہ سب قبلے کیطرف پھر گئے زیلعی نے کہا اس حدیث کو صرف امام مسلم نے نکالا بخاری نے نہیں نکالا اور بخاری نے ابو اسحاق سے نکالا اونہوں نے براء سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کیطرف سولہ یا سترہ مہینے تک نماز پڑھتے تھے اور آپ کو پسند تھا یہ کہ آپ کا قبلہ خانہ کعبہ کیطرف ہو جاوے اور سب سے پہلے جو نماز آپ نے کعبہ کیطرف پڑھی وہ عصر کی نماز تھی آپکے ساتھ کچھ لوگوں نے بھی نماز پڑھی ایک شخص اون میں سے ایک مسجد والوں پر گذرا وہ رکوع میں تھے اوس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کیطرف نماز پڑھی یہ سنکر وہ جیسے تھے اسی حال میں کعبہ کیطرف پھر گئے اور ابن سعد نے طبقات

مین نکالا محمد بن عبد اللہ بن سعد سے اونہون نے کہا مین نے دونون قبلون کیطرف نماز پڑہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہر قبلہ پہیر اگیا کعبے کیطرف اور ہم ظہر کی نماز مین تہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گہوم گئے ہم بہی آپکے ساتھ گہوم گئے شوکانی نے کہا اس باب مین ابن عباس سے نکالا احمد اور بزار اور طبرانی نے عراقی نے کہا اوسکا اسناد صحیح ہے اور عمارہ بن اوس سے ابو یعلی نے مسند مین اور طبرانی نے کبیر مین اور عمرو بن عوف مزنی سے بزار اور طبرانی نے اور سعد بن ابی وقاص سے بیہقی نے اور اسکا اسناد صحیح ہے اور سہل بن سعد سے طبرانی اور دار قطنی نے اور عثمان بن حنیف سے طبرانی نے اور عمارہ بن رویبہ سے طبرانی نے اور ابو سعید بن معلی سے بزار اور طبرانی نے اور تویلہ بنت اسلم سے طبرانی نے اور اس حدیث سے یہ بہی نکلتا ہے کہ خبر واحد قطعی ہے اور وہ قبول کے قابل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگون پر جو ایک شخص کی خبر سے نماز مین پہر گئے تہے اعتراض نہین کیا بلکہ طبرانی نے تویلہ کی حدیث مین نکالا کہ آپنے فرمایا اون لوگون کے باب مین وہ لوگ ہین جو ایمان لائے غیب پر منتقی الاخبار مین ہے کہ جو لوگ کعبہ کی جہت کی طرف منہ کرنا کافی سمجہتے ہین اور عین کعبہ کیطرف ضرور نہین جانتے اونکی دلیل وہ حدیث ہے جو ابن ماجہ اور ترمذی نے نکالی اور کہا صحیح ہے ابو ہریرہؓ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا مشرق اور مغرب یعنی پورب اور پچہم کے بیچ مین قبلہ ہے اور ابو ایوب کی حدیث مین جو ہے کہ پورب یا پچہان کیطرف منہ کرو وہ بہی اسکی تائید کرتا ہے شوکانی نے کہا پہلی حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالا ابو معشر سے اور ابو معشر کی متابعت کی علی بن ظبیان حلب کے قاضی نے جیسے روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین اور کہا مین نہین جانتا کہ محمد بن عمرو سے اس حدیث کو کسی نے روایت کیا ہو سوا علی بن ظبیان اور ابو معشر کے اور ابو معشر کی روایت سے یہ حدیث زیادہ مشہور ہے اور شاید علی بن ظبیان نے اوسی سے چورایا ہو اس حدیث کو اور ابن معین کا قول نقل کیا علی بن ظبیان کے باب مین کہ وہ متروک ہے اور نسائی نے بہی ایسا ہی کہا اور متابعت کی ابو معشر کی ابو جعفر رازی نے بہی اون کی روایت کو بیہقی نے خلافیات مین نکالا اور ابو جعفر کو ثقہ کہا ابن معین اور ابن مدینی اور ابو حاتم نے اور احمد اور نسائی نے کہا وہ قوی نہین ہے اور فلاسی نے کہا اوسکا حافظہ خراب ہے اور ابو معشر بہی ضعیف ہے اور اس حدیث کو حاکم اور دار قطنی نے بہی نکالا اور ترمذی نے اسکو نکالا دوسرے طریق سے سوا ابو معشر کے طریق کے اور کہا وہ حسن صحیح ہے اور مخالفت کی اونکی بیہقی نے اور اس حدیث کو نکالنے کے بعد کہا کہ یہ اسناد ضعیف ہے اب جب ہمنے غور کیا اسناد مین تو عثمان بن محمد بن مغیرہ متفرد ہے اوسکی روایت مین مقبری سے اور اختلاف ہے لوگون کا اوسکے باب مین علی بن المدینی نے کہا

کہ اوس نے منکر حدیثین روایت کین اور ابن معین اور ابن حبان نے اوسکو ثقہ کہا تو صحیح وہی ہے جو ترمذی نے
کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابو ایوب کی حدیث تو صحیحین مین ہے اوسکا ذکر کتاب الطہارت مین گذر چکا اور اس
باب مین بیہقی نے ابن عمر سے نکالا اور موطا مین حضرت عمر کا قول نکالا اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے بھی اوسکو
روایت کیا اور ابن ابی شیبہ نے حضرت علی کا قول اور ابن عبد البر نے تمہید مین حضرت عثمان کا قول اس باب مین
روایت کیا ہے اور ترمذی نے اشارہ کیا ابن عباس کے قول کیطرف اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی کعبے سے
دور ہو اوسکو جہت کعبہ کیطرف منہ کرنا کافی ہے اور عین کعبہ کی طرف مُنہ کرنے کے لیے تکلیف نہین ہے اور
یہی قول ہے مالک اور ابو حنیفہ اور احمد کا اور مزنی نے امام شافعی سے جو نقل کیا ہے اوسکے ظاہر سے بھی یہی
نکلتا ہے اور امام شافعی نے یہ بھی کہا ہے کہ عرب کے محاورے مین شطر بیت اور تلقاء بیت اور جہت بیت سب
کے معنے ایک ہین اور دلیل لی اونہون نے اس مطلب پر ایک حدیث سے جسکو نکالا بیہقی نے ابن عباس سے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خانہ کعبہ قبلہ ہے اون لوگون کا جو مسجد حرام مین ہون اور مسجد قبلہ ہے
اُن لوگون کا جو حرم مین ہون اور حرم قبلہ ہے ساری زمین والون کا پورب مین اور پچھم مین بیہقی نے کہا متفرد
ہوا اس حدیث سے عمر بن حفص مکی اور وہ ضعیف ہے اور یہ حدیث دوسری اسناد سے بھی مروی ہے وہ بھی ضعیف ہے
حجت لینے کے لائق نہین لیکن اکثر لوگون کا قول اس حدیث کے موافق ہے اور ایک قول شافعی کا یہ ہے کہ جو شخص
کعبے سے دور ہو اوسکو بھی عین کعبہ کیطرف مُنہ کرنا چاہیے کیونکہ اسامہ بن زید کی حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم جب کعبے کے اندر تشریف لے گئے تو اوسکے کونون مین دعا کی اور نماز نہین پڑھی اوس مین جب باہر
نکلے تو دو رکعتین پڑھین قبلہ کی سیدھ پر اور فرمایا یہ قبلہ ہے اور بخاری نے اوسکو نکالا ابن عباس سے مختصراً
اب اختلاف ہے کہ یہ جو فرمایا آپنے پورب اور پچھم کے بیچ مین قبلہ ہے اسکا مطلب کیا ہے عراقی نے کہا یہ تمام شہرون
مین نہین ہے بلکہ اس حدیث مین مدینہ منورہ کا اور جو شہر اوسکی سمت مین ہے کعبہ سے قبلہ بیان کیا ہے اور بیہقی
نے خلافیات مین بھی ایسا ہی کہا اور ایسا ہی کہا احمد بن خالویہ وہبی نے اونہون نے کہا جیسے مدینہ والون کو
پورب اور پچھم کے درمیان وسعت ہے قبلہ کے لیے ایسا ہی اور شہر والون کو وسعت ہے دکھن اور اُتر کے بیچ مین
ابن عبد البر نے کہا یہی صحیح ہے بلا اعتراض اور اہل علم کا اس مین خلاف نہین اور اثرم نے کہا مین نے
امام احمد بن حنبل سے اس حدیث کا مطلب پوچھا اونہون نے کہا تمام شہرون کا یہی حکم ہے سوا مکے کے خانہ
کعبہ کے پاس وہان اگر ذرا بھی کعبے سے ہٹ جاویگا تو قبلہ کی طرف مُنہ کرنا ترک ہو جاویگا پھر کہا کہ یہ مشرق ا

اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور مغرب کے اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور اون کے بیچ مین قبلہ ہے مین نے کہا تو جو کوئی مشرق اور مغرب کے بیچ مین نماز پڑھ لیوے اوسکی نماز جائز ہے اونہون نے کہا ہان اور چاہیے کہ بیچ کی تلاش کرے ابن عبد البر نے کہا امام احمد کی کلام کا مطلب یہ ہے کہ جو شہر مدینہ کی سمت سے مین کعبہ سے اون سب کا یہی حکم ہے یعنے اون شہرون کا جنکا قبلہ جنوب کی طرف ہے جیسے مدینہ کا جنوب کی جانب ہے اون سب کو وسعت ہے مشرق اور مغرب کے بیچ مین تو مغرب کو اپنی دا ہنی طرف کرین اور مشرق کو بائین طرف نماز مین اور ایسا ہی اہل یمن کو وسعت ہے مگر وہ مشرق کو داہنی طرف کرتے ہین اور مغرب کو بائین طرف اور عراق اور خراسان (اور ہندوستان) والے اون کو جنوب اور شمال کے بیچ مین ایسے ہی وسعت ہے جیسے مدینہ والون کو مشرق اور مغرب کے بیچ مین تھی اور جو لوگ عراق کے مقابل جانب ہین کعبہ سے انکو بھی اسیطرح وسعت ہے مگر فرق ہے داہنے بائین کا عراق (اور ہندوستان) والون کا داہنا ہاتھ شمال کیطرف ہوتا ہے اور بایان جنوب کیطرف اور عراق کے مقابل والون کا داہنا ہاتھ جنوب کی طرف ہوگا اور بایان شمال کی طرف البتہ جو لوگ مسجد حرام مین ہین اونپر قبلہ نہایت تنگ ہے اور مکہ والون کے لیے ذرا وسیع ہے پھر حرم والون کے لیے اور زیادہ وسیع ہے پھر اور ملک والون کے لیے تو بہت وسیع جیسے ہم نے بیان کیا ترمذی نے کہا ابن عمر نے کہا جب تو مغرب کو داہنی طرف کرے اور مشرق کو بائین طرف تو اون کے بیچ مین قبلہ ہے جب تو قبلہ کے طرف مونہہ کرے اور ابن مبارک نے کہا مشرق اور مغرب کے بیچ مین قبلہ ہونا یہ اہل مشرق کے لئے ہے اور انہون نے بائین طرف مڑنا اختیار کیا ہے مرو والون کے لیے اور ابن مبارک کے کلام مین یہ اشکال ہوتا ہے کہ کبھی آدمی مشرق مین ہوتا ہے اور اوسکا قبلہ مغرب ہوتا ہے کیونکہ مکہ اسکی اور مغرب کے بیچ مین ہوگا اور جواب اسکا یہ ہے کہ مراد انکی مشرق والون سے وہ ملک والے ہین جنکو اہل مشرق کہتے ہین جیسے عراق والے اونکا قبلہ مشرق اور مغرب کے بیچ مین ہے اور بعض حدیثون مین یہ قید مذکور ہے کہ مشرق اور مغرب کے بیچ مین قبلہ ہے اہل عراق کے لیے نکالا اوسکو بیہقی نے خلافیات مین اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے نکالا اونہون نے کہا جب تو مغرب کو داہنی طرف کرے اور مشرق کو بائین طرف تو انکے بیچ مین قبلہ ہے پورب والون کے لیے انتہے ما قال الشوکانی مختصراً زیلعی نے کہا صحابہ مین سے ابو ہریرہ اور ابن عمر نے روایت کیا کہ مشرق اور مغرب کے بیچ مین قبلہ ہے ابو ہریرہ کی حدیث کو ترمذی نے نکالا اور کہا حسن صحیح ہے اور کلام کیا اوس مین احمد نے اور قوی کیا اوسکو بخاری نے اور ابن عمر کی حدیث کو حاکم نے مستدرک مین نکالا اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور شعیب بن ایوب اوسکی اسناد مین ثقہ ہے اور ابن ماجہ نے مسند

کیا اسحدیث کو اور روایت کیا اوسکو محمد بن عبد الرحمان بن مخبر نے نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے پہر نکالا اوسکی
روایت کو اور کہا وہ ثقہ ہے ثقہ کہا اوسکو ایک جماعت نے اور اسحدیث کی دو معنی ہین ایک تو یہ کہ ساری زمین
مین نماز صحیح ہے دوسرے یہ کہ قبلہ مشرق اور مغرب کے بیچ مین ہے اور موید ہے اسکے وہ جو عبد اللہ بن عمرو بن عاص نے
کہا جب تو مشرق کو اپنی بائین طرف کرے اور مغرب کو داہنی طرف تو اون کے بیچ مین قبلہ ہے مترجم کہتا ہے
مطلب حضرت کا اسحدیث سے یہ ہے کہ مدینہ والے اور جو لوگ اوسکی سمت مین ہون وہ یہ نہ خیال کرین کہ دوری کی وجہ
سے ہمکو کعبے کیطرف منہ کرنا مشکل ہے کیونکہ مدینہ مکہ معظمہ سے شمال کی جانب ہے پس سارا جنوب کا جانب یعنے مشرق
اور مغرب کے بیچ مین اونکا قبلہ ہے کیونکہ وہ جہت ہے کعبہ کی اونکی طرف سے اور جہت کعبہ کیطرف منہ کرنا کافی ہے عین
کعبہ کیطرف ضرور نہین اور اسی قیاس پر اور سب لوگون کو قبلے کے باب مین عمل کرنا چاہیے جو مکہ معظمہ سے اور سمتون
مین واقع ہین اور جب جہتہ قبلہ کیطرف توجہ کافی ہوئی نماز کی صحت کے لیے تو اب عوام پر بہت آسانی ہوگئی اور
اون اعمال ریاضیہ کی حاجت نہ رہی جنکو سمت قبلہ نکالنے کے لیے اہل علم استعمال کرتے ہین کیونکہ عوام کو یہ امر
دشوار ہے **ف** اب چونکہ یہ امر مشاہدے سے ثابت ہوگیا کہ زمین کروی ہے تو جو لوگ اوس نصف مین رہتے ہین جس میں
کعبہ ہے وہ تو بآسانی کعبہ کیطرف منہ کر سکتے ہین لیکن جو لوگ دوسرے نصف مین رہتے ہین جیسے امریکہ مین اونکا
سمت قبلہ وہ جانب ہوگا جدہر سے مسافت کعبہ کیطرف قریب ہے اور جو قوس بعید کعبہ کیطرف نکلیگی اوس سے منہ پھیر لینگے
البتہ اون لوگون کے لیے مشکل ہے جو عین کعبہ کی تحت مین رہتے ہین اور جائز ہے کہ عین کعبہ کی تحت مین آبادی
نہ ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہان کسی مانع کیوجہ سے انسان نہ پہنچ سکتا ہو اگر پہونچے تو ہم کہینگے کہ اوسکا قبلہ چارون
طرف ہے جیسے اوس شخص کا جو کعبہ کے اندر ہو اور وہان اس آیت پر عمل ہے وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ
اور یہ بھی ممکن ہے کہ اوس جا ہی سے ذرا سا ہٹ جاوے کیونکہ کعبہ ایک چھوٹا سا حجرہ ہے اوسکی تحت مین بھی اتنا ہی
حجرہ نکلیگا اور جب ذرا سا ہٹ جاویگا تو سمت قبلہ وہ قوس ہو جاویگی جو نمازی سے اور کعبے سے زیادہ قریب ہے واللہ
اعلم حَدَّثَنَا نُعَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا وَصَلَّوْا
صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلُوْا قِبْلَتَنَا وَذَبَحُوْا ذَبِيْحَتَنَا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاءُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا
وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے حکم
ہوا لوگون سے لڑنیکا یعنے مشرکون سے یہانتک کہ وہ گواہی دیوین اس بات کی کوئی سچا معبود نہین ہے سوا اللہ تعالے

کہ جب اونہوں نے یہ کہا **ف** یعنے لا آلہ الا اللہ حافظ نے کہا صرف توحید کا بیان کیا اور رسالت کا ذکر نہیں کیا
حالانکہ مراد توحید اور رسالت دونوں ہیں جیسے کوئی کہتا ہے مین نے الحمد پڑہا اور مراد ساری سورت ہوتی ہی اور
بعضوں نے کہا جب مشرک توحید کا قائل ہوا تو شرک جاتی رہی اب جب نماز پڑہے گا تو لامحالہ رسالت کا قائل
ہوگا **ف** اور ہماری نماز کی طرح نماز پڑہی اور ہمارے قبلے کیطرف مونہہ کیا اور ہماری ذبح کیطرح ذبح کیا **ف**
توحید کے بعد یہ قیدین اسلیے لگائین کہ بعض اہل کتاب توحید کے قائل ہین اور نماز بہی پڑہتے ہین قبلے کی طرف مونہہ
بہی کرتے ہین ذبح بہی کرتے ہین لیکن وہ مسلمانون کیطرح نماز نہین پڑہتے نہ ہمارے قبلے کی طرف مونہہ کرتے ہین
اور بعض اون مین ایسے ہین جو غیر اللہ کے لیے (مثلاً کسی پیغمبر یا درویش یا بزرگ کی تعظیم کے واسطے) ذبح کرتے
ہین اور بعض اون مین ایسے ہین جو ہمارا ذبیحہ نہین کہاتے سوا اسکے دوسرے روایت مین یون ہی کہ ہمارا ذبیحہ کہاوے
دوسرے یہ کہ یہ باتین کہلی کہلی ہین اوسی روز معلوم ہو جاتی ہین بر خلاف دین کی اور باتون کے (فتح) **ف**
تو حرام ہوگئی ہمپر اون کے خون اور مال مگر کسی حق کے بدلے (ابن عمر کی حدیث مین ہی جب اونہون نے ایسا کیا تو بچا
لیا اونہون نے مجہہ سے اپنے مالون اور خونون کو) اور اونکا حساب اللہ پر ہے **ف** یعنے دل کا حال یا اور اعمال کا حال
اللہ جانتا ہے اوسکا محاسبہ وہ لیگا پر ان باتون کیوجہ سے دنیا مین ہم اونکے ایمان کا حکم کردینگے قسطلانی نے کہا اس
حدیث کو ابو داؤد نے جہاد مین اور ترمذی نے ایمان مین اور نسائی نے محاربہ مین نکالا **وَقَالَ** ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ
أَخْبَرَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ اور سعید بن
حکم ابی مریم (مصری) نے کہا خبر دی ہمکو یحیے (بن ایوب غافقی) نے اوس نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حمید نے اس
نے کہا حدیث بیان کی ہمسے انس نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے **ف** جیسے اوپر گذری اس سند کو نکالا
محمد بن نصر نے اور ابن مندہ نے ایمان مین اور غرض مؤلف کی اس سند کو لانیسے یہ ہی کہ حمید نے یہ حدیث کو انس سے
سنا ہے اور تدلیس نہین کی کیونکہ اس مین تصریح ہے سماع کی برخلاف پہلے اسناد کے اوس مین عن انس ہی قسطلانی
نے کہا مؤلف نے اس سند کو بطور تقویت اور استشہاد کے ذکر کیا اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ یحیے بن ایوب مین طعن کیا
ہے امام احمد نے کہا وہ بد حافظہ ہے **وَقَالَ** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ
حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سَأَلَ مَيْمُونُ بْنُ سِيَاهٍ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ يَا أَبَا حَمْزَةَ وَمَا يُحَرِّمُ دَمَ الْعَبْدِ
وَمَالَهُ فَقَالَ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَصَلَّى صَلَاتَنَا وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَهُوَ الْمُسْلِمُ
لَهُ مَا لِلْمُسْلِمِ وَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُسْلِمِ ترجمہ حمید نے کہا میمون بن سیاہ نے انس بن مالک سے پوچھا اے ابو حمزہ

بندی کی جان اور مال کو کون سی چیز حرام کر دیتی ہے اونہون نے کہا جو کوئی گواہی دیوے اس بات کی کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور منہ کرے ہمارے قبلے کیطرف اور نماز پڑہے ہماری نماز کیطرح اور ہمارا کاٹا ہوا جانور کہاوے وہ مسلمان ہے اوسکو وہ فائدہ ہے جو مسلمان کو ہے اور اوسپر وہ ضرر ہے جو مسلمانپر ہے **بَاب قِبْلَةِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَاَهْلِ الشَّامِ وَالْمَشْرِقِ** مدینہ والون اور شام والون کے قبلہ کا بیان اور مشرق کا بیان **ف** اور مشرق کا تو والمشرق عطف ہے قبلہ پر اسلیے کہ اگر عطف کرین گے اہل مدینہ پر تو مطلب یہ ہوگا کہ مشرق والون کے قبلہ کا بیان حالانکہ مشرق والون کا قبلہ باب کی حدیث مین مذکور نہین ہے بلکہ شام اور مدینہ والون کے قبلے کا ذکر ہے اور شام اور مدینہ کا قبلہ ایک ہی جانب ہے یعنے جنوب کیطرف لیکن مشرق والون کا قبلہ وہ تو مغرب کی طرف ہے اور مولف نے اکتفا کیا مشرق کے ذکر پر اسلیے کہ مغرب کا بھی یہی حکم ہے پہر کہا **لَيْسَ فِي الْمَشْرِقِ وَلَا فِي الْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ** مشرق اور مغرب کی طرف قبلہ نہین ہے **ف** اس پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ مطلقاً یہ حکم صحیح نہین کیونکہ مشرق والون کا قبلہ مغرب ہے اور مغرب والون کا مشرق اور یہ ظاہر ہے اور ممکن نہین کہ امام بخاری ایسی کہلی بات کو نہ سمجہے ہون تو مطلب اونکا یہہ ہے کہ مدینہ والون کا اور جو اون کی سمت پر ہین اون کا قبلہ مشرق اور مغرب نہین ہے اور یہی مراد ہے اس حدیث مین **لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ وَلٰكِنْ شَرِّقُوا اَوْ غَرِّبُوا** اسلیے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مت منہ کرو قبلہ کیطرف پائخانہ اور پیشاب مین لیکن مشرق کی طرف منہ کرو یا مغرب کیطرف **ف** یہ حدیث تفصیل کے ساتھ کتاب الطہارۃ مین گذر چکی اور یہ خطاب اون لوگون سے خاص ہے جنکا قبلہ جنوب کیطرف ہے جیسے مدینہ والے یا شمال کیطرف لیکن وہ لوگ جنکا قبلہ مشرق یا مغرب ہے اونکو پائخانہ اور پیشاب کے لیے جنوب یا شمال کیطرف منہ کرنا چاہیے **حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا قَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيْضَ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ** ترجمہ ابو ایوب انصاری سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پائخانہ مین جاؤ تو مت منہ کرو اور نہ پیٹہ کرو قبلہ کی طرف لیکن پورب یا پچہم کیطرف منہ کرو ابو ایوب نے کہا ہم شام کے ملک مین گئے وہان پائخانے دیکہے قبلہ کیطرف بنے ہوئے تو ہم مڑ جاتے قبلہ کی سمت سے اور استغفار کرتے اسکے لیے **ف** اس حدیث کا ذکر کتاب الطہارت مین ہو چکا اوسکو نکالا مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ

سند قطع وعن الزھری عن عطاء قال سمعت ابا ایوب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ اور
روایت کیا یہ حدیث کو سفیان نے زہری سے اونہوں نے عطا سے اونہوں نے کہا مینے سنا ابوایوب سے اونہوں نے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسے اوپر گذرا ف دونوں سندیں ایک ہیں اور مطلب امام بخاری کا یہ ہے
کہ سفیان نے علی بن مدینی سے یہ حدیث دوبار بیان کی ایک بار میں تو عن عطاء عن ابی ایوب کہا اور دوسری بار
میں سمعت ابا ایوب کہا تو دوسری بار میں عطا کے سماع کی تصریح کی ابوایوب سے اور بعضوں نے اسکو تعلیق سمجھا ہے
واللہ اعلم **باب** قولہ تعالی واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی اللہ تعالی کے اس قول کا بیان و
اتخذوا من مقام ابراھیم مصلی یعنی مقام ابراہیم کو قبلہ بناؤ اس آیت سے بظاہر نکلتا ہے کہ شاید مقام
ابراہیم کے سوا اور طرف حرم میں منہ نکرنا چاہیے نماز میں لیکن اجماع ہے علماء کا اسپر کہ کعبے کے چاروں طرف
نماز درست ہے اور مؤلف نے جو حضرت کی حدیث کعبے کے اندر نماز پڑھنے کی اس باب میں نقل کی اوس سے بھی
یہ نکلتا ہے کہ آیت کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے ورنہ آپ کعبے کے اندر نماز نہ پڑھتے اس صورت میں آیت کا یہ
مطلب ہوگا کہ طواف کے بعد جو دوگانہ پڑھو وہ مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھو جیسے ابن عمر کی پہلی حدیث سے جو اس باب
میں مذکور ہے اسطرف اشارہ ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے اوسکو اس باب میں لانے کی یا مصلے سے دعا کی جگہہ مراد ہے
یا یہ امر استحباب کے لیے ہے اور مقام ابراہیم سے وہ پتھر مراد ہے جسپر حضرت ابراہیم کے قدم کا نشان ہے اور وہ
اب تک موجود ہے اور مجاہد نے کہا کہ مقام ابراہیم سے سارا حرم مراد ہے اور اول قول صحیح ہے اور دلیل اسکی
امام مسلم کی حدیث ہے جابر سے اور ازرقی نے اخبار مکہ میں باسانید صحیحہ نقل کیا کہ مقام ابراہیم آنحضرت اور
ابوبکر اور عمر کے زمانے میں اسی جگہ میں تھا جہاں اب ہے لیکن حضرت عمر کی خلافت میں بہا آیا اور مقام بہ گیا
یہانتک کہ مکہ کی نشیب میں ملا پھر اوسکو لا کر کعبے کے پردوں سے باندھ دیا جب حضرت عمر آئے تو اوسکی جگہہ تحقیق کی اور
اپنی اصلی جگہہ میں اوسکو رکھدیا اور اسکے گرد عمارت بنادی جیسے اب تک ویں ہے (فتح مع زیادۃ) حدثنا
الحمیدی قال حدثنا سفیان قال حدثنا عمرو بن دینار قال سألنا ابن عمر عن رجل طاف
بالبیت العمرۃ ولم یطف بین الصفا والمروۃ أیأتی امرأته فقال قدم النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فطاف بالبیت سبعا وصلی خلف المقام رکعتین وطاف بین الصفا والمروۃ وقد کان
لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ وسألنا جابر بن عبد اللہ فقال لا یقربنها حتی یطوف بین
الصفا والمروۃ ترجمہ عمرو بن دینار نے کہا ہم نے ابن عمر سے پوچھا اوس شخص کا حال جو طواف کرے بیت اللہ

کا عمرے مین اور صفا مروہ نہ دوڑے کیا وہ صحبت کرے اپنی عورت سے **ف** یعنے صرف طواف کر لینے سے اوسکا احرام کھلا یا نہین اور جو باتین احرام مین ناجائز نہین وہ درست ہوئین یا نہین اور ذکر کیا اون باتون مین سے صرف جماع کا کیونکہ وہ زیادہ منع ہے احرام مین **ف** اونہون نے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو طواف کیا خانہ کعبہ کا سات بار اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتین پڑہین اور دوڑے صفا اور مروے کے بیچ مین اور تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا اچھا ہے **ف** بموجب نص قرآنی لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تو ابن عمر نے یہ اشارہ کیا کہ حضرت کی پیروی واجب ہے خصوصاً حج کے ارکان مین کیونکہ آپنے فرمایا حج کے ارکان مجھہ سے سیکھہ لو اور اس سے یہ نکل آیا کہ صفا اور مروہ دوڑنے سے پہلے جماع درست نہین نہ اور کوئی کام جو احرام مین منع ہے **ف** اور ہم نے پوچھا جابر رضی اللہ عنہ سے (اسی مسئلہ کو) اونہون نے کہا جبتک صفا اور مروہ نہ دوڑے اپنی عورت سے صحبت نکرے **ف** تو جابر نے صاف ممانعت کی اور یہی قول ہے اکثر فقہا کا لیکن ابن عباس نے اسکا خلاف کیا ہے اونہون نے کہا کہ عمرہ کرنے والے کو طواف کے بعد سعی سے پہلے احرام کھول ڈالنا درست ہے اور اسکی تفصیل خدا چاہے تو کتاب الحج مین آویگی۔ حافظ نے کہا اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ اوسمین اسکا بیان ہے کہ آپنے مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتین پڑہین اور یہی اشارہ ہو سکتا ہے کہ آیت مین یہ مراد ہے کہ طواف کا دوگانہ مقام ابراہیم کے پیچھے ادا کرو اور ایک جماعت علما کی اسکے وجوب کی طرف گئی ہے اور مولف نے اس حدیث کو حج مین بھی نکالا اور ایسے ہی مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے (ف ق)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قَالَ اُتِيَ ابْنُ عُمَرَ فَقِيْلَ لَهٗ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَاَقْبَلْتُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ وَاَجِدُ بِلَالًا قَائِمًا بَيْنَ الْبَابَيْنِ فَسَاَلْتُ بِلَالًا فَقُلْتُ اَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ نَعَمْ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ اللَّتَيْنِ عَلٰى يَسَارِهِ اِذَا دَخَلْتَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى فِي وَجْهِ الْكَعْبَةِ رَكْعَتَيْنِ **ترجمہ** مجاہد سے روایت ہے عبداللہ بن عمر کے پاس کوئی شخص آیا (حافظ نے کہا مجھے اوسکا نام معلوم نہین ہوا) اور اون سے کہا یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہین کعبہ کے اندر تشریف لے گئے ہین ابن عمر نے کہا یہ سنکر مین آیا اور حضرت نکلے اور بلال کو مین نے دروازے کے دونوں پٹون کے بیچ مین پایا (یہ ترجمہ ہے بین البابین کا کیونکہ اوسوقت کعبہ کا ایک ہی باب (دروازہ) تہا) مینے اون سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر نماز پڑہی اونہون نے کہا ہان دو رکعتین پڑہین اون دونو ستونون کے بیچ

مین جو اندر جانے وقت بائین ہاتھہ کیطرف ستون ہین پہر آپ باہر نکلے اور کعبہ کے سامنے دو رکعتین پڑہین وقت حافظ نے کہا اسماعیلی وغیرہ نے اس روایت مین اشکال کیا ہے کیونکہ ابن عمر سے ایک روایت یہہ ہے کہ مین اونسے پوچہنا بہول گیا آپنے کتنی رکعتین پڑہین اور احتمال ہے کہ ابن عمر نے اس روایت مین دو رکعتون کی تعداد اپنی طرف سے بیان کی ہو نہ بلال کا قول کیونکہ اقل نماز دو رکعتین ہین اور یہ مضمون اوس روایت سے نکلتا ہے جو عمر بن شبیہ نے کتاب مکہ مین نکالی اوس مین یہہ ہے ابن عمر سے کہ بلال میرے سامنے آئے مین نے اونسے پوچہا حضرت نے کیا کیا اونہون نے ہاتہہ سے اشارہ کیا یعنے دو رکعتین پڑہین کلمہ کی اونگلی اور بیچ کی اونگلی سے اور دوسری روایت مین جو ہے کہ مین بلال سے پوچہنا بہول گیا کتنی رکعتین پڑہین اوسکا یہہ مطلب ہوگا کہ مین نے یہہ تحقیق نہ کیا کہ آپنے دو رکعتون سے زیادہ پڑہین یا نہین اور بعضون نے یون جمع کیا ہے کہ شاید ابن عمر پہلے بلال سے پوچہنا بہول گئے ہون پہر اون سے پوچہا ہو تو ایک روایت مین یون نقل کیا ایک مین یون اور حافظ نے کہا کہ الفاظ حدیث سے توجیہ باطل ہوتی ہے اور بعضون نے کہا یحیی راوی کی غلطی ہے اس روایت مین اور یہہ خود اونکی غلطی ہے کیونکہ متابعت کی یحیی کی ابو نعیم اور ابو عاصم اور عمر بن علی اور عبد اللہ بن نمیر نے سیف سے اور سیف کی متابعت کی خصیف نے اور مجاہد کی متابعت کی ابن ابی ملیکہ اور عمرو بن دینار نے اور احمد اور طبرانی نے باسناد قوی عثمان بن ابی طلحہ سے اور بزار نے ابو ہریرہ سے ایسا ہی نکالا اور طبرانی نے باسناد صحیح عبد الرحمن بن صفوان سے نکالا اونہون نے کہا جب حضرت باہر نکلے تو مینے اون لوگون سے پوچہا جو آپکے ساتہہ تہے اونہون نے کہا آپنے دو رکعتین پڑہین بیچ کے ستون کے پاس اور طبرانی نے نکالا باسناد جید شیبہ بن عثمان سے کہ آپنے دو رکعتین پڑہین دونون ستونون کے پاس (فتح مختصراً) قسطلانی نے کہا اہلحدیث نے اجماع کیا ہے بلال کی روایت لینے پر کیونکہ اوس مین اثبات ہے ایک امر کا اور اوسکو ترجیح دی ہے اسامہ کی روایت پر جس مین نفی ہے نماز کی اور شاید اسامہ آپ سے دور ہون یا آپ دو بار کعبہ مین گئے ہون ایک بار نماز پڑہی ہو اور ایک بار نہ پڑہی ہو اور اس حدیث کو مولف نے حج اور صلوٰۃ اور جہاد مین نکالا اور مسلم نے حج مین اور ایسا ہی ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے انتہے حَدَّثَنَا

إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ دَعَا فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتَّى خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي قُبُلِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر گئے تو اوسکے چارون کونون مین دعا کی اور نماز نہین پڑہی یہانتک کہ

باہر نکلو جب باہر نکلے تو دو رکعتیں پڑہیں اوسکے سامنے اور فرمایا یہ قبلہ ہے **ف** اگلی روایت میں وجہ الکعبہ ہے
اور اس روایت مین قبل الکعبہ ہے اور مراد وہ رخ ہے جدہر دروازہ ہے خانہ کعبہ کا حافظ نے کہا ابن عباس سے
طبرانی نے نکالا اونہون نے کہا مجہکو کعبہ کے اندر نماز پڑہنا پسند نہین کیونکہ جو کوئی اوسکے اندر نماز پڑہیگا وہ
اپنے پشت پر بہی کعبہ کا ایک حصہ کریگا اور یہ جو فرمایا یہ قبلہ ہے اس سے یہ غرض ہے کہ بیت المقدس اب قبلہ
نہ رہا اور بعضون نے کہا مطلب آپکا یہ ہے کہ جسکو کعبہ دکہائی دیتا ہو اوسکا قبلہ عین کعبہ ہے نہ جہت کعبہ
خلاف اوس شخص کے جسکی نظر سے کعبہ غائب ہو اور بعضون نے کہا مطلب آپکا یہ ہے کہ لوگ کل حرم یا مسجد کو
قبلہ نہ سمجہین بلکہ قبلہ عین کعبہ ہے یا یہ مطلب ہے کہ امام کے کہڑے ہونیکی یہ جگہہ ہے یعنے کعبے کے دروازے کے سامنے
کیونکہ بزار نے نکالا عبد اللہ بن حبشی خثعمی سے مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ کعبہ کے دروازے
کیطرف نماز پڑہتے تہے اور فرماتے تہے اے لوگو دروازہ قبلہ ہے بیت اللہ کا اور یہ حکم مستحبا ہے کیونکہ اجماع
ہے اسپر کہ کعبے کے چارون طرف منہ کرنا جائز ہے قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم نے حج مین اور نسائی نے بہی نکالا

باب التوجه نحو القبلة حيث كان آدمی جہان ہو سفر یا حضر مین قبلہ کیطرف منہ کرے نماز

مین حافظ نے کہا مراد فرض نماز ہے م وقال ابو هريرة قال النبي صلى الله عليه وسلم استقبل القبلة
وكبر اور ابو ہریرہ نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبلہ کی طرف منہ کر اور تکبیر کہہ **ف**
اس حدیث کو مؤلف نے وصل کیا کتاب الاستیذان مین حدثنا عبد الله بن رجاء قال حدثنا
اسرائيل عن ابي اسحاق عن البراء بن عازب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى
نحو بيت المقدس ستة عشر شهرا او سبعة عشر شهرا وكان رسول الله صلى الله عليه
وسلم يحب ان يوجه الى الكعبة فانزل الله عز وجل قد نرى تقلب وجهك في السماء فتوجه
نحو الكعبة وقال السفهاء من الناس وهم اليهود ما ولىهم عن قبلتهم التي كانوا عليها
قل لله المشرق والمغرب يهدي من يشاء الى صراط مستقيم فصلى مع النبي صلى الله
عليه وسلم رجل ثم خرج بعد ما صلى فمر على قوم من الانصار في صلوة العصر نحو بيت المقدس
فقال هو يشهد انه صلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وانه توجه نحو الكعبة فتحرف
القوم حتى توجهوا نحو الكعبة ترجمہ براء بن عازب سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
نماز پڑہی بیت المقدس کیطرف سولہ مہینے یا سترہ مہینے اور آپ یہ چاہتے تہے کہ آپ کو حکم ہو کعبہ کیطرف منہ کرنیکا

ف اسکا بیان اوس روایت مین ہے جسکو طبری نے نکالا ابن عباس سے کہ جب حضرت صلعم نے مدینہ کیطرف ہجرت کی وہان یہودی بہت تھے جو بیت المقدس کیطرف مونہہ کرتے تھے اللہ تعالی نے آپ کو بھی حکم دیا بیت المقدس کیطرف منہ کرنیکا یہودی اس بات سے خوش ہوئے پھر سترہ مہینے تک آپ نے اوسطرف منہ کیا اور آپ چاہتے تھے کہ حضرت ابرہیم کے قبلہ کیطرف منہ کرنیکا حکم ہو آپ دعا فرماتے تھے اور آسمان کیطرف دیکھتے تھے تب یہ آیت اوتری قد نری تقلب وجہک اخیر تک اور مجاہد کے طریق سے نکالا کہ آپ کعبے کیطرف منہ کرنا پسند کرتے تھے کیونکہ یہودی یہ کہا کرتے تھے محمد ہمارا اخلاف کرتے ہین لیکن ہمارے قبلہ کی پیروی کرتے مین اسوقت یہ آیت اوتری اور ابن عباس کی اسحدیث سے یہ نکلتا ہے کہ بیت المقدس کیطرف منہ کرنا ہجرت کے بعد ہوا لیکن امام احمد نے دوسرے طریق سے ابن عباس سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین بیت المقدس کیطرف نماز پڑہتے تھے اور کعبہ آپکے سامنے ہوتا اور دونون روایتون مین جمع ہو سکتا ہے اسطرح سے کہ آپ نے ہجرت کے بعد یہ حکم دیا ہو کہ بیت المقدس کیطرف منہ کرنا قائم رکہو اور طبرانی نے ابن جریج کے طریق سے نکالا کہ حضرت نے پہلے نماز پڑہی کعبہ کیطرف پہر بیت المقدس کیطرف پہرے تو تین سال تک اسطرف نماز پڑہی پہر ہجرت کی اور ہجرت کے بعد بھی مدینہ مین سولہ مہینے تک اسطرف نماز پڑہی پہر اللہ تعالی نے آپکو حکم دیا کعبہ کی طرف منہ کرنیکا تو باطل ہوا قول اوسکا جسنے کہا کہ آپنے بیت المقدس کیطرف اجتہاد سے منہ کیا کیونکہ ابن عباس کی اگلی روایت مین یہہ ہے کہ وہ بحکم الہی تہا اور نکالا اوسکو طبری نے عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے لیکن وہ ضعیف ہے اور ابو العالیہ سے کہ آپنے نماز پڑہی بیت المقدس کیطرف اہل کتاب کا دل ملانیکے لیے (فتح) ف پہر اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَاءِ یعنے ہم دیکھتے ہین تیرا بار بار منہ کرنا آسمان کیطرف ف وحی کی انتظار مین اور یہ آپکا کمال ادب تہا کہ حکم الہی کے منتظر رہے اور درخواست نکی اور اس آیت سے یہ بھی نکلتا ہے کہ اللہ جل جلالہ کی ذات مقدس آسمانون کے اوپر ہے ورنہ وحی اودہر سے کیون آتی ف تو آپنے مونہہ کیا کعبہ کیطرف اور بعض بیوقوفون نے لوگون مین سے وہ یہودی تھے یہ کہا انکو کسنے پہیر دیا اون کے اگلے قبلے سے جدہر پہلے منہ کرتے تھے تو کہہ اے محمد اللہ ہی کی ہے پورب اور پچہم جسکو چاہتا ہے سیدہی راہ کی طرف لیجاتا ہے خیر آپکے ساتھ ایک شخص نے نماز پڑہی اور اوسکا نام عباد بن بشر تہا یا عباد بن نہیک پہر وہ نماز پڑہکر نکلا تو کچہ لوگون پر گذرا انصار کے جو عصر کی نماز پڑہ رہے تہے بیت المقدس کیطرف ف ابن ابی حاتم کی تفسیر مین

ہے تویلہ بنت اسلم کے طریق سے کہ ہم نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی بنی حارثہ کی مسجد میں پھر ہم مسجد ایلیا کی طرف گئے وہاں دو رکعتیں پڑھیں پھر ایک شخص آیا وہ کہنے لگا کہ حضرتؐ نے کعبہ کیطرف منہ کیا اور اختلاف ہے کہ قبلہ کس نماز میں بدلا اور کس مسجد میں بزار کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وہ ظہر کی نماز تھی اور ابن سعد نے طبقات میں لکھا کہ یوں کہا جاتا ہے کہ حضرتؐ نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں پھر آپ کو حکم ہوا مسجد حرام کی طرف مونہہ کرنے کا آپ اودہر گھوم گئے اور مسلمان بھی آپکے ساتھ گھوم گئے اور کہا جاتا ہے کہ حضرتؐ ام بشر بن براء بن معرور کو دیکھنے کو تشریف لے گئے بنی سلمہ میں اوس نے آپکے لیے کھانا طیار کیا اور ظہر کی نماز کا وقت آگیا آپنے اپنے اصحاب کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں پھر حکم ہوا آپ کو آپ گھوم گئے کعبہ کیطرف اور منہ کیا میزاب کی طرف اسلیے اوس مسجد کا نام مسجد القبلتین ہوا ابن سعد نے کہا واقدی نے کہا یہ روایت ہمارے نزدیک زیادہ ثابت ہے اور ابن ابی داؤد نے بسند ضعیف نکالا عمارہ بن رویبہ سے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے زوال کے بعد کی دو نمازوں میں سے (ظہر اور عصر) ایک نماز میں جب قبلہ پھیر گیا آپ گھوم گئے ہم بھی آپکے ساتھ گھوم گئے دو رکعتیں پڑھنے کے بعد اور بزار نے نکالا انس سے کہ حضرتؐ بیت المقدس کیطرف سے پھرے ظہر کی نماز میں اور آپنے کعبہ کیطرف مُنہ کیا اور طبرانی نے دوسرے طریق سے انس سے ایسا ہی نکالا اور ہر ایک روایت میں ضعف ہے (فتح) **ف** اوس نے کہا وہ گواہی دیتا ہے اسبات کی کہ اوس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور آپنے مونہہ کیا کعبہ کیطرف یہ سنکر لوگ پھر گئے (نماز ہی میں) یہانتک کہ مونہہ کیا کعبہ کیطرف **ف** قسطلانی نے کہا یہ روایت ابن عمر کی روایت کے خلاف نہیں جسمیں قبا والوں کا ذکر ہے کہ اونہوں نے منہ پھیرا کعبہ کیطرف صبح کی نماز میں کیونکہ قبا والے مدینہ سے باہر تھے انکو دوسرے دن خبر ہوئی ہوگی قبلہ بدلنے کی اور اہل مدینہ کو اوسی روز خبر ہو گئی عصر کی نماز میں اور اسحدیث کو مؤلف نے تفسیر میں بھی اور مسلم اور ترمذی اور نسائے اور ابن ماجہ نے نکالا انتہے **حدثنا** مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ فَإِذَا أَرَادَ الْفَرِيضَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ **ترجمہ** جابر سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر نماز پڑھتے اوسکا منہ جدہر جاہے ہوتا جب آپ فرض پڑھنا چاہتے تو اترتے اور قبلہ کی طرف منہ کرتے **ف** تو معلوم ہوا کہ سفر میں بھی فرض نماز میں قبلہ کیطرف منہ کرنا ضرور ہے اور اوسپر اجماع ہے لیکن جب خوف کی شدت ہو تو اسوقت قبلہ کی طرف منہ کرنا شرط نہیں البتہ نفل نماز سواری

پر بھی درست ہے اور اس میں قبلہ کی طرف منہ ہونا بھی ضرور نہیں ہے اور اکثر علما کا یہی قول ہے قسطلانی نے کہا مولف
نے اس حدیث کو تفسیر الصلوٰۃ اور مغازی میں بھی نکالا اور مسلم نے بھی حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ
عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ
لَا أَدْرِي زَادَ أَوْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ أَحَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا
صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا فَثَنَى رِجْلَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمَّا أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ
قَالَ إِنَّهُ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ لَنَبَّأْتُكُمْ بِهِ وَلَكِنْ إِنَّمَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ
فَذَكِّرُونِي وَإِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلٰوتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ يُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدُ
سَجْدَتَيْنِ ترجمہ عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی ابراہیم النخعی نے کہا (جو
روایت کرتے ہیں اس حدیث کو علقمہ سے وہ عبد اللہ سے) میں نہیں جانتا کہ حضرتؐ نے بھولے سے نماز میں کچھ زیادہ کیا
یا کم کیا یعنے مجھے معلوم نہیں کہ آپ کا سجدہ سہو زیادت کی وجہ سے تھا یا نقصان کی وجہ سے لیکن دوسری روایت
میں ہے کہ آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں اور وہ ظہر کی نماز تھی اور طبرانی کی روایت میں عصر ہے) جب آپ نے سلام
پھیرا تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا نماز میں کوئی نئی بات کا حکم ہوا آپ نے فرمایا کیسے **ف** اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہ سہو معلوم نہیں ہوا اور یہ بھی نکلا کہ پیغمبروں کو سہو ہوتا ہے ابن دقیق العید نے کہا
اکثر علما کا یہی قول ہے اور ایک گروہ کا شاذ قول یہ ہے کہ ان سے سہو نہیں ہوتا اور اس حدیث سے انکا رد ہوتا
ہے اس میں صاف ہے کہ میں بھولتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو (فتح) **ت** لوگوں نے عرض کیا آپ نے اتنی
رکعتیں پڑھی ہیں یہ سنکر آپ نے اپنا پاؤں موڑا (یعنے تشہد کی طرح قعدہ کیا) اور قبلہ کی طرف منہ کیا (یہیں سے
ترجمہ باب نکلتا ہے) اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا جب ہماری طرف منہ کیا تو فرمایا اگر نماز میں کوئی نئی بات
کا حکم ہوتا تو میں تم کو خبر کرتا لیکن میں تو آدمی ہوں (گو مرتبہ آپکا تمام آدمیوں بلکہ فرشتوں سے بھی زیادہ تھا مگر
بشریت کے صفات آپ میں بھی تھے) بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو تو جب میں بھول جاؤں (نماز میں)
مجھکو یاد دلا دو (سبحان اللہ کہکر) اور جب تم میں سے کوئی شک کرے اپنی نماز میں تو سوچ لیوے صحیح امر
کو پھر پوری کرے اوسکے موافق اپنی نماز پھر سلام پھیرکے پھر دو سجدے کرے **ف** سہو کی حافظ نے کہا
اس حدیث کی بحث خدا چاہے تو ابواب سہو میں آویگی اور صحیح امر سوچنے سے مطلب یہ ہے کہ یقینی بات
کو اختیار کرے مثلاً تین چار میں شک ہو تو تین سمجھے ایک رکعت اور پڑھے اور اس حدیث کو مولف نے نذور میں

اور مسلم اور نسائی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نکالا (رسط) **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِبْلَةِ** قبلہ کا بیان و من

لَمْ يَرَ الْإِعَادَةَ عَلَى مَنْ سَهَا فَصَلَّى إِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ اور جس شخص نے کہا کہ اگر کسی نے بہولے سے قبلہ کے سوا اور طرف نماز پڑہی تو اوسپر اعادہ واجب نہیں ہے **ف** حافظ نے کہا اس مسئلہ کی اصل یہ ہے کہ جب کسی نے قبلہ کو سوچا اور ایک طرف نماز پڑہ لی پہر معلوم ہوا کہ اوس طرف قبلہ نہ تہا تو ابن ابی شیبہ نے سعید بن المسیب اور عطا اور شعبی وغیرہم سے نقل کی اونہوں نے کہا نماز کا اعادہ واجب ہوگا اور یہی قول ہے کوفہ والون کا اور زہری اور مالک وغیرہما سے یہ منقول ہے کہ اگر وقت باقی ہو تو اعادہ واجب ہے گا ورنہ واجب نہ ہوگا اور شافعیہ کے نزدیک جب خطا کا یقین ہوجاوے تو اعادہ واجب ہے گا مطلقاً اور ترمذی نے عامر بن ربیعہ سے وہ حدیث نکالی جو اول قول کی تائید کرتی ہے مگر اسکا اسناد قوی نہیں انتہے قسطلانی نے کہا اگر نماز کے اندر ہی خطا معلوم ہوجاوے تو شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک سرے سے پڑہے اور حنفیہ کے نزدیک قبلہ کی طرف گہوم جاوے اور جو نماز پڑہ چکا ہے اوسکو قائم رکہکر آگے پڑہے اور شافعیہ کا بہی ایک قول ایسا ہی ہے اور دلیل انکی قبا والون کی حدیث ہے جب وہ گہوم گئے تہے نمازہی میں کعبہ کی طرف تمہر حجم کہتا ہے اس مسئلہ کے متعلق حدیثین ہم اوپر بیان کر چکے ہیں وَقَدْ سَلَّمَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيِ الظُّهْرِ وَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ ثُمَّ أَتَمَّ مَا بَقِيَ اور سلام پہیر دیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی دو رکعتیں پڑہکر اور لوگون کی طرف مونہہ کیا پہر پورا کیا اوس نماز کو جو باقی رہی تہی **ف** یہ ٹکڑا ہے ابوہریرہ کی حدیث کا ذوالیدین کے قصہ میں اور یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے کسی طریق میں ہی الفاظ ہیں یہ عبارت کہ آپ نے منہ کیا لوگون کی طرف صحیحین کی روایت میں نہیں لیکن موطا کی روایت میں موجود ہے اور ابن تین نے وہم کیا ابن بطال کی متابعت سے اونہون نے کہا کہ یہ ٹکڑا ہے ابن مسعود کی حدیث کا جو اوپر گذری حالانکہ ابن مسعود کی حدیث کے کسی طریق میں یہ نہیں ہے کہ آپ نے دو رکعت پڑہکر سلام پہیر دیا اور اس تعلیق کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ جب آپ نے نماز کے بیچ میں لوگون کی طرف منہ کیا تو قبلہ کی طرف پشت ہوئی پس معلوم ہوا کہ سہو سے اگر قبلہ کی طرف منہ نہ ہو تو نماز باطل نہ ہوگی (فتح)

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى فَنَزَلَتْ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَآيَةُ الْحِجَابِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ أَمَرْتَ نِسَاءَكَ أَنْ يَحْتَجِبْنَ فَإِنَّهُ يُكَلِّمُهُنَّ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ فَقُلْتُ

عَسٰی رَبُّہٗٓ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗٓ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ فنزلت ہٰذہ الآیۃ ترجمہ انس سے
روایت ہے حضرت عمرؓ نے کہا مین موافق ہوا اپنے پروردگار کے تین باتون مین یعنے جو میری رائے تہی ویسا ہی حکم
قرآن مین اوترا حافظ نے کہا حضرت عمر کی غرض حصر نہین ہے ان تین مین کیونکہ اور باتون مین بہی انکی رائے
کے موافق حکم اوترا ہے جیسا اون کے ایک بدر کے قیدیون مین دوسرے منافقون پر جنازے کی نماز نہ پڑہنے
مین اور ترمذی نے باسناد صحیح ابن عمر سے روایت کیا اونہون نے کہا جب لوگون کو کوئی واقعہ پیش آیا اور انہون
نے اوس مین رائے دی اور عمر نے بہی رائے دی تو قرآن عمر کی رائے کے موافق اوترا اور اس سے نکلتا ہے کہ
وہ بہت سی باتون مین موافق تہے پروردگار جلشانہ کے حکم کے اور ہم نے اون باتون کو جمع کیا تو پندرہ تک
اون کا عدد ہوا خیر تین باتین یہ ہین کہ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کاش ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہہ بناوین تو یہہ آیت
اوتری وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰہٖمَ مُصَلًّی یعنے مقام ابراہیم کو نماز کی جگہہ مقرر کرو اور آیت حجاب مین مین نے عرض
کیا یا رسول اللہ کاش آپ اپنی عورتون کو حکم دیجیے وہ پردہ کرین کیونکہ باتین کرتے ہین اون سے نیک اور بد
ہر طرح کے شخص پہر آیت اوتری پردہ کی اور آپ کی بی بیان اکٹہا ہوئین آپ پر رشک کرکے تو مین نے
اون سے کہا قریب ہے کہ آپ کا پروردگار آپ کو دوسری بی بیان تم سے بہتر عنایت فرماوے اگر آپ طلاق دیدین
تم کو تو یہہ آیت اوتری فعسی ربہ ان طلقکن خیرا تک اونہی لفظون سے جو حضرت عمر نے زبان سے
کہی تہی اس حدیث سے یہ نکلا کہ حضرت عمر کی رائے دینی اور ملکی معاملات مین نہایت صائب تہی اور اسی واسطے
اکثر پروردگار کے احکامات اونکی رائے کے مطابق اوترتے اس فضیلت مین حضرت عمر تمام صحابہ سے ممتاز تہے
اور یہی وجہ تہی کہ جب تک حضرت عمر زندہ رہے تمام خلافت کے کام اس انتظام سے چلے کہ سر مو خلل نہین ہوا اور
سب مسلمان بالاتفاق اپنے دین کی ترقی مین کوشش کرتے رہے یہانتک کہ آپ کی خلافت مین اسلام شرقاً
و غرباً پہیل گیا اور کافرون کی کمر ٹوٹ گئی ایک ہزار شہر فتح ہوے اور ایک ہزار مسجدین بنائی گئین اور
حضرت عمر کا احسان ہر ایک مسلمان قیامت تک بہولنے والا نہین مسلمان تو خیر کفار بہی انکی دانائی اور حسن
انتظام اور معدلت کو معترف ہین باستثنا چند متعصبین رافض کے جو ناشکری اور احسان فراموشی مین طاق
ہین اور بلا وجہ ایسے سردار کے حق مین کلمات ناشائستہ نکالتے ہین اللہ تعالی اون کو ہدایت کرے حافظ
صاحب نے کہا مقام ابراہیم کا حال اوپر گذرا اور حجاب کا مسئلہ سورۂ احزاب کی تفسیر مین مذکور ہوگا اور تخییر کا
حال سورۂ تحریم کی تفسیر مین آویگا اور آپ کی بی بیون کی غیرت کا حال کچہ باب عشرۃ النساء مین ہم ذکر کرین گے

اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ باب سے ابن رشید نے یہ لکھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے قبلہ کے باب میں اجتہاد کیا کیونکہ
مقام ابراہیم کی جانب کو تجویز کیا چاروں جانبوں میں سے پھر اللہ تعالیٰ نے انکی رائے کو صحیح کیا تو معلوم ہوا کہ جب
کوئی قبلہ کے باب میں اجتہاد کرے اور کوشش کرکے ایک سمت مقرر کرے تو وہ صواب کو پہونچ گیا گو خطا کرے
واللہ اعلم قسطلانی نے کہا ہے یہ وجہ ٹھیک نہیں ہے اور عمدہ توجیہ یہ ہے کہ مقام ابراہیم بھی قبلہ کی ایک جہت ہے تو امام
بخاری اس حدیث کو کسی مناسبت سے یہاں لائے **وقال ابن ابی مریم** اور بعض نسخوں میں یوں ہے حدثنا
ابن ابی مریم اخبرنا یحیی بن ایوب قال حدثنی حمید قال سمعت انسا بھذا اس کے
ذکر کرنے سے یہ غرض ہے کہ اس میں حمید کے سننے کی صراحت ہے انس سے اور یحیی بن ایوب گو بخاری نے حجت
نہیں لی مگر انکی روایت کو متابعت کے طور پر ذکر کیا اور اسماعیلی نے اوسکو روایت کیا یوسف قاضی سے انہوں
نے ابوالربیع سے انہوں نے ہشیم سے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو حمید نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے انس نے
تو یحیی بن ایوب متفرد نہیں ہوا اوسکے ساتھ (فتح) **حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا
مالک بن انس عن عبد اللہ بن دینار عن عبد اللہ بن عمر قال بینما الناس بقباء فی صلوۃ الصبح
اذ جاءھم اٰت فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد انزل علیہ اللیلۃ قراٰن وقد
امر ان یستقبل الکعبۃ فاستقبلوھا وکانت وجوھھم الی الشام فاستداروا الی الکعبۃ** ترجمہ
عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے لوگ ایک بار نماز پڑھ رہے تھے صبح کی مسجد قبا میں **ف** مسلم کی روایت میں
صلوۃ الغداۃ ہے اور بعضوں نے صلوۃ الغداۃ کہنا مکروہ رکھا ہے اور براء کی حدیث میں جو عصر کی نماز مذکور
ہے اوسکے یہ خلاف نہیں کیونکہ بنی حارثہ کو جو مدینہ کے اندر رہتے تھے اوسی روز عصر تک تبدیل قبلہ کی خبر پہونچی عباد
بن بشر یا ابن نہیک کے ذریعے سے اور قبا والوں کو جو مدینہ سے باہر تھے دوسرے روز صبح تک خبر پہونچی اور قبا والے
بنی عمرو بن عوف تھے اور یہ معلوم نہیں ہوا کہ انکو کس نے خبر دی تھی اور ابن طاہر نے نقل کیا کہ عباد بن بشر
نے حالانکہ عباد نے بنی حارثہ کو خبر دی تھی عصر کی نماز میں اور شاید وہی صبح کو قبا والوں کی طرف گئے ہوں اور مسلم
کی روایت میں ہے کہ بنی سلمہ میں سے ایک شخص گذرا اور قبا والے رکوع میں تھے فجر کی نماز میں اور بنو سلمہ مجاور
ہیں بنی حارثہ کے (فتح مختصرا) شوکانی نے کہا صحیح مسلم میں انس کی روایت میں یہ ہے کہ لوگ رکوع میں تھے
فجر کی نماز میں اور ایسا ہی نکالا طبرانی نے سہل بن سعد سے کہ انکو پایا صلوۃ الغداۃ پڑھتے ہوئے اور بزار نے
براء سے نکالا کہ ایک شخص نے آپکے ساتھ عصر کی نماز پڑھی پھر بیان کیا حدیث کو اخیر تک اور بخاری نے

ایسا ہی ہے اور مسلم کی روایت مین براء سے نماز کی تعیین نہین ہے اور عمارہ بن اوس کی حدیث مین ہے کہ آپ نے جو نماز کعبہ کیطرف پڑہی وہ زوال کے بعد کی دو نمازون مین سے ایک نماز تہی اور ایسا ہی ہے عمارہ بن رویبہ اور تویلہ کی حدیثون مین اور ابو سعید بن معلی کی حدیث مین ہے کہ وہ ظہر کی نماز تہی اور جمع یون ہے کہ جس نے شک کیا ظہر اور عصر مین تو یہ منافی نہین اوسکے جس نے جزم کیا کہ وہ ظہر تہی اور بعضون نے عصر کہا لیکن عصر کی روایت زیادہ صحیح ہے اور بخاری نے اوسکو اپنی صحیح مین نکالا اور ظہر کی روایت کی اسناد مین مروان بن عثمان ہے اوس مین اختلاف ہے اور ابن سعد نے طبقات مین نقل کیا بعضون سے کہ یہ واقعہ مدینہ کی مسجد مین ہوا اور نقل ہے کہ آپ نے دو رکعتین پڑہ لین تہین ظہر کی مسجد بنی سلمہ مین مسلمانون کے ساتہہ پہر حکم ہوا منہ کرنیکا مسجد حرام کیطرف تو آپ گہوم گئے اور مسلمان بہی آپکے ساتہہ تہے انتہی مختصراً اتنے مین ایک آنیوالا اونکے پاس آیا اور کہنے لگا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر کل کی رات کو قرآن اترا اور آپ کو حکم ہوا کعبہ کیطرف منہ کرنے کا یہ سنکر اون لوگون نے کعبہ کی طرف منہ کر لیا اور انکے منہ شام کی طرف تہے تو گہوم گئے کعبہ کی طرف ف حدیث سے یہ نکلا کہ جو حکم آپ کو ہوا امت پر بہی اوسکی پیروی لازم ہے اور گہوم جانیکی کیفیت تو یہ کہ حدیث مین ہے جسکو نکالا ابن ابی حاتم نے اوس مین یہ ہے کہ عورتین مردون کی جگہ آگئین اور مرد عورتون کی جگہ پر پہر گئے دو سجدے جو باقی تہے وہ کعبہ کی طرف کئے حافظ نے کہا اسکی صورت یہ ہے کہ امام جو مسجد کے آگے کی جانب مین تہا گہوم کر مسجد کے پیچہے کیجانب مین آگیا کیونکہ جب کوئی مدینہ مین کعبہ کیطرف منہ کرے اوسکی پشت بیت المقدس کیطرف ہوگی اور اگر امام اپنی جگہ پر رہکر گہوم جاتا تو اوسکے پیچہے صفون کی جگہہ کہان سے نکلتی اور جب امام گہوما تو مرد بہی اسکے ساتہہ گہومے اور عورتین بہی گہومین یہانتک کہ مردون کے پیچہے آگئین اور یہ عمل کثیر ہے اور احتمال ہے کہ اسوقت تک عمل کثیر منع نہ ہوا ہو نماز مین جیسے کلام منع نہین ہوا تہا اور احتمال ہے کہ ضرورت کی وجہ سے یہ عمل کثیر معاف ہوا اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جبتک ناسخ حکم کی خبر نہ ہو اوسوقت تک اوسپر عمل کرنے کی تکلیف نہین کیونکہ قبا والون کو اون نمازون کی قضا کا حکم نہین ہوا جو اونہون نے بیت المقدس کے طرف پڑہین قبلہ بدل جانیکے بعد اور طحاوی نے اس سے یہ نکالا کہ جسکو نبوت کی خبر نہ پہونچی اور وہ دین کے فرائض نہ جان سکے تو اوسپر فرائض واجب نہونگے اور حدیث سے یہ بہی نکلتا ہے کہ حضرت کے زمانے مین اجتہاد جائز تہا اور خبر واحد کا قبول کرنا اور اوسپر عمل کرنا واجب ہے اور خبر واحد سے یقینی حکم منسوخ ہو سکتا ہے اور بعضون نے کہا یہ نسخ خاص تہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اب خبر واحد سے یقینی حکم منسوخ نہ ہوگا اور یہ بہی نکلتا ہے کہ جو شخص

نماز نہ پڑھ رہا ہو وہ اوسکو بتلا سکتا ہے جو نماز پڑھ رہا ہے اور نمازی اگر اوسکی بات سنے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ اسمین یہ مذکور ہے کہ آپ کا حکم ہوا کعبے کیطرف منہ کرنیکا تو عصر یا فجر والون نے اوپر نہ منسوخ قبلہ کیطرف نماز پڑہی اور انکی نماز ہو گئی اور اس سے یہ نکلا کہ جو کوئی بہولے سے قبلہ کے سوا اور طرف نماز پڑہ لیوے اوسکی بہی نماز ہو جاویگی رفتح ملخصًا قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو تفسیر مین بہی نکالا اور مسلم اور نسائی نے صلوۃ مین حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقَالُوا أَزِيدَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَثَنَّى رِجْلَيْهِ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ترجمہ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی پانچ رکعتین پڑہین لوگون نے عرض کیا کیا نماز زیادہ ہوگئی آپنے فرمایا کیا اونہون نے کہا آپنے پانچ رکعتین پڑہین یہ سنکر آپنے اپنے دونون پاؤن موڑے اور دو سجدے کیے ف سہو کے حافظ نے کہا یہ حدیث اوپر گذر چکی اور مناسبت اسکی ترجمہ باب سے یہ ہے کہ تہوڑی دیر تک آپ کا منہ لوگون کی طرف رہا اور پشت قبلہ کی طرف سہو سے اور اس سے نماز فاسد نہین ہوئی اور گذشتہ روایت مین یہ صاف ہے کہ پہر آپنے اپنا منہ کیا قبلہ کی طرف قسطلانی نے کہا یہانتک قبلہ کے متعلق حدیثین ختم ہو گئین اب مسجدون کا بیان شروع ہوگا اس باب کے متعلق اور حدیثین امام مالک نے موطا مین ابن عمر سے نکالا اونہون نے کہا جب زیادہ خوف ہو تو لوگ کہڑے کہڑے اور سوار رہکر نماز پڑہ لین خواہ منہ قبلے کیطرف ہو یا نہ ہو نافع نے کہا مین نہین سمجہتا مگر عبد اللہ بن عمر نے یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا اور نکالا اوسکو بخاری نے تفسیر مین اور ابن خزیمہ نے صحیح مین اور مسلم نے شوکانی نے کہا ایسی حالت مین استقبال قبلہ ساقط ہے اسیطرح قیام کے بدل گہوڑے پر بیٹہنا کافی ہے اور رکوع اور سجدے کے بدل اشارہ کرنا کافی ہے اور جمہور کا یہی قول ہے اور مالکیہ کہتے ہین کہ جب وقت کے فوت ہو جانیکا ڈر ہو تو اسطرح نماز پڑہ لین ورنہ درست نہین باقی ذکر اسکا باب صلوۃ الخوف مین آویگا انشاء اللہ تعالی (۲) سفر مین سواری پر نفل نماز پڑہنا درست ہے گو قبلے کی طرف منہ نہ ہو اور اہل حدیث کے نزدیک فرض نماز بہی سواری پر درست ہے سفر مین اور اسکے متعلق حدیثین اگر خدا چاہے تو آگے مذکور ہونگی (۳) سہل طریق قبلہ پہچاننے کا جو سفر مین بہی کام آوے یہ ہے کہ قدیم مشہور مسجدون مین دوپہر اور عصر کے وقت سایہ کو دیکھ لین کہ قبلے سے کس جانب پڑتا ہے اور اسکو یاد رکہین اور جنگل مین جب آفتاب نکلا ہوا ہو اسپر عمل کرین اور فجر اور مغرب اور

ف جب خوف زائد ہو تو قبلے کی طرف منہ کرنا معاف ہو جاتا ہے [illegible]

ستاروں کے وقتوں میں طلوع اور غروب آفتاب اور شفق سے قبلہ دریافت کریں لیکن دس بارہ منزل تک یہ حساب قائم رہیگا جب اس سے زیادہ دور جاوے تو اُس ملک کی مسجدیں دیکھ کر قبلہ دریافت کر لیوے اور اس زمانے میں تو قطب نما کا آلہ ایسا ایجاد ہوا ہے کہ اوس سے ہر جگہہ اور ہر مقام میں قبلہ بخوبی دریافت ہو سکتا ہے اور اسکا طریق یہ ہے کہ پرانی اور معتبر مسجد کے محراب میں قطب نما کو برابر زمین پر رکھیں اور دیکھیں کہ محراب سے قطب کس طرف واقع ہے اوتنے ہی درجہ پر جنگل میں قبلہ دریافت کر لیں یہ عمل بھی دس بارہ منزل تک چلیگا پھر اوس ملک کی مسجد میں قطب نما رکھکر دیکھ لیں ایسے ہی برابر عمل کرتے جاویں اور ایک قبلہ نما بھی نکلا ہے لیکن وہ کام کا نہیں ہے کس لیے کہ ہندوستان میں قبلہ مغرب کی طرف ہو اور اُس میں سوئی کی نوک ہمیشہ مغرب کی طرف رہتی ہے پس جہاں قبلہ مشرق یا جنوب یا شمال کیطرف ہو وہاں یہ آلہ کام نہ آویگا البتہ قطب نما کا آلہ نہایت عمدہ اور صحیح ہے اور اوس سے ہر ایک ملک میں قبلہ باسانی نکل سکتا ہے اور سمت قبلہ کی دریافت کے لیے اہل ہیات نے ایک عمدہ طریقہ قرار دیا ہے مگر اوس سے عام لوگ فائدہ نہیں اوٹھا سکتے (۴) ابن ماجہ نے امام جعفر صادق سے اونہوں نے امام محمد باقر سے اونہوں نے جابر سے کہ جب جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم میں آئے حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ یہ ہمارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام ہے جسکی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى (۵) ابن ماجہ نے براء سے کہ ہم نے نماز پڑہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المقدس کیطرف اٹھارہ مہینے تک اور کعبہ کی طرف قبلہ پھیر اگیا دو مہینے بعد جب آپ مدینہ میں تشریف لائے اور آپ جب بیت المقدس کیطرف نماز پڑہتے تو اکثر اپنا منہ آسمان کیطرف کرتے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے دل کا حال پہچان لیا کہ وہ خواہش کرتے ہیں کعبہ کی تو جبرئیل علیہ السلام اوپر چڑہے اور حضرت صلے اپنی آنکہہ اونکیطرف لگائی ہوئے تھے اور وہ چڑہ رہے تھے آسمان اور زمین کے بیچ میں آپ انتظار کر رہے تھے کہ وہ کیا حکم لاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اوتاری قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ اخیر تک اوسوقت ایک آنیوالا ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا قبلہ تو پھر گیا کعبہ کیطرف اور ہم دو رکعتیں بیت المقدس کیطرف پڑہ چکے تھے اور رکوع میں تھے پھر ہم پہر گئے کعبہ کی طرف اور ہم نے بنا کر لی اوس نماز پر جو پہلے پڑہ چکے تھے یعنے اوسکو قائم رکہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل کیا حال ہوگا ہماری اوس نماز کا جو ہم نے بیت المقدس کی طرف پڑہی تب اللہ تعالیٰ

نے یہ آیت اتاری وما کان اللہ لیضیع ایمانکم یعنی اللہ تمہاری نمازیں بیکار نہیں کرنیکا باب حك
البزاق باليد من المسجد مسجد میں سے تھوک کا چھیل ڈالنا اپنے ہاتھ سے ف خواہ ہاتھ ہی سے ملے یا کسی لکڑی
سے کھرچ ڈالے جیسے ابوداؤد نے نکالا جابر سے حدثنا قتيبة قال حدثنا اسمعيل بن جعفر عن
حميد عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم رأى نخامة في القبلة فشق ذلك عليه حتى رؤي
في وجهه فقام فحكه بيده فقال ان احدكم اذا قام في صلاته فانه يناجي ربه او ان ربه بينه
وبين القبلة فلا يبزقن احدكم قبل قبلته ولكن عن يساره او تحت قدمه ثم اخذ طرف
ردائه فبصق فيه ثم رد بعضه على بعض فقال او يفعل هكذا ترجمہ انس سے روایت ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے یعنی قبلہ کی دیوار پر بلغم دیکھا (جو سینے سے نکلتا ہے اوسکو نخامہ کہتے
ہیں اور بعضوں نے کہا جو بلغم سینے سے نکلے اوسکو نخاعہ کہتے ہیں اور جو سر سے اترے اوسکو نخامہ کہتے ہیں)
آپ کو یہ برا معلوم ہوا اور ناگوار گذرا ایسا تک کہ آپکے چہرے پر اس ناگوار گذرنے کا (اثر) معلوم ہوا نسائی کی
روایت میں ہے کہ آپ غصے ہوئے یہاں تک کہ آپکا مبارک چہرہ سرخ ہوگیا قربان آپکے حسن اور جمال کے اور عبد
نے ادب مفرد میں نکالا ابن عمر سے کہ آپ غصے ہوگئے مسجد والوں پر پھر آپ کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھ سے اسکو چھیل
ڈالا یا مل ڈالا) بعد اسکے فرمایا تم میں سے کوئی جب کھڑا ہوتا ہے اپنی نماز میں تو وہ سرگوشی کرتا ہے اپنے مالک
سے (مراد کمال قرب ہے) یا یوں فرمایا کہ اوسکا مالک اوسکے اور قبلے کے درمیان ہے تو کوئی تم میں سے نہ
تھوکے اپنے قبلے کے سامنے لیکن تھوکے بائیں طرف یا اپنے پاؤں کے نیچے یعنی بائیں پاؤں کے نیچے جیسے
ابوہریرہ کی حدیث میں ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے پھر اوسکو دفن کر دیوے پھر آپنے اپنی چادر کا ایک کونا
لیا اوس میں تھوکا اور کپڑے کو اولٹ پلٹ کیا تو فرمایا یا اسطرح کرے ف یعنی ان باتوں میں آپنے
اختیار دیا کہ اون میں سے کوئی بات کرے یا تو بائیں طرف تھوک لیوے یا اپنے پاؤں کے نیچے یا اپنے کپڑے
میں اور تیسری بات بہتر ہے جب مسجد میں فرش ہو یا مسجد کی زمین پختہ ہو اور تھوکنے سے نمازیوں کو تکلیف
ہونیکا خیال ہو حافظ نے کہا اللہ تعالی کی سرگوشی سے یہ مراد ہے کہ وہ نماز میں متوجہ ہوتا ہے اپنے بندے پر رحمت
اور رضوان کے ساتھ اور یہ جو فرمایا کہ اوسکا مالک اوسکے اور قبلے کے بیچ میں ہے اسیطرح دوسری روایت میں ہے
کہ اللہ تعالے اوسکے منہ کے سامنے ہے تو خطابی نے کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ جب بندے نے قبلہ کی طرف منہ
کیا تو اپنے مالک کی طرف قصد کیا گویا بندے کا مقصود اوسکے اور قبلے کے درمیان ہے اور بعضوں نے

کہا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عظمت یا ثواب اسکے قبلے کے درمیان ہے اور ابن عبد البر نے کہا اس کلام سے قبلے کی شان بیان کرنا منظور ہے اور بعضے معتزلہ نے اس حدیث سے دلیل لی ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے اور یہ صریح جہالت ہے کیونکہ اسی حدیث میں یہ موجود ہے کہ اپنے پاؤں کے تلے تھوکے اور جو اللہ تعالیٰ معاذ اللہ ہر جگہ ہوتا تو پاؤں کے تلے بھی تھوکنا منع ہوتا ۔ اور اس میں رد ہے اوسکا جو کہتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے عرش پر ہے اور جو یہ تاویل وہ اس حدیث کی کریگا ویسے ہی تاویل عرش پر ہونیکی بھی ہو سکتی ہے انتہیٰ مترجم کہتا ہے مطلب حافظ صاحب کا یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو عرش پر اپنی ذات سے کہتے ہیں وہ اس حدیث کی تاویل کریں گے کہ مراد مالک کی قبلے کے بیچ میں ہونے سے یہ ہے کہ اوسکی رحمت اور عنایت نمازی اور قبلے کے بیچ میں ہے اور ایسی ہی تاویل اون آیتوں یا حدیثوں کی بھی ممکن ہے جن میں خدا کا عرش پر ہونا مذکور ہے یعنے وہاں بھی یوں تاویل کر سکتے ہیں کہ اوسکی عظمت یا رحمت یا سلطنت عرش کی اوپر ہے اور یہ ساری تقریر حافظ صاحب کی فاسد ہے اور خلاف ہے حضرات سلف رحمہم اللہ کے اور اللہ تعالیٰ رحم کرے حافظ ابن حجر پر وہ حدیث کے بڑے محقق اور حافظ تھے لیکن اس مقام میں اونسے سہو ہوا اور کوئی عالم کیسے ہی درجہ کا کیوں نہو اوس سے بعض مقام میں غلطی ہو ہی جاتی ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا عرش پر ہونا بہت سی آیتوں اور حدیثوں سے ثابت ہے اور تمام محدثین رحمہم اللہ کا اوسپر اتفاق ہے اور یہ حدیثیں کتاب العرش والعلو میں امام ذہبی نے جمع کی ہیں اور ہم نے کتاب الاکتفاء فی الاستواء میں انکو اچھی طرح بیان کیا ہے اور نہیں تاویل کی اونکی مگر جہمیہ اور معتزلہ اور روافض اور منکرین صفات خذلہم اللہ تعالیٰ نے اور اس حدیث میں جو یہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ اوسکے اور قبلے کے بیچ میں ہے اوس سے مراد یہ ہے کہ اوسکی رحمت سامنے ہے نمازی کے اور یہ تاویل نہیں ہے بلکہ تفسیر ہے حدیث کی دوسری حدیث سے جس میں صاف یہ مذکور ہے فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ یعنے اسلیے کہ رحمت اوسکے سامنے ہے نکالا اوسکو احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے پھر کہا حافظ صاحب نے اس تعلیل سے یہ نکلتا ہے کہ قبلے کیطرف تھوکنا حرام ہے خواہ مسجد میں ہو خواہ غیر مسجد میں خاص کر نمازی کو اس صورت میں یہ اختلاف بیفائدہ ہوگا کہ مسجد میں تھوکنا مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیحوں میں حذیفہ سے نکالا کہ حضرت نے فرمایا جو کوئی قبلے کیطرف تھوکے وہ قیامت کے دن آویگا اور اسکا تھوک دونوں آنکھوں کے بیچ میں ہوگا اور بزار اور ابن خزیمہ نے ابن عمر سے نکالا کہ حضرت نے فرمایا جو شخص قبلہ کیطرف تھوکے وہ قیامت کے دن اوٹھایا جاویگا اوسکا تھوک اوسکے منہ پر ہوگا اور ابوداؤد اور ابن حبان نے سائب بن خلاد سے نکالا کہ ایک

شخص نے امامت کی کچھ لوگون کی پہر تہوکا قبلے کیطرف جب وہ فارغ ہوا نماز سے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا نہ نماز پڑہاوے تمہارے وہ اخیر تک اور اس مین یہ ہے کہ آپنے فرمایا اوس سے تونے ایذا دی اللہ اور اوسکے رسول کو (فتح) قسطلانی نے کہا حدیث مین جو ہے کہ اللہ تعالی اوسکے اور قبلے کے بیچ مین ہے اسکا ظاہر محال ہے کیونکہ اللہ تعالی مکان سے پاک ہے تو مطلب یہ ہے کہ نمازی کو قبلہ کی عزت کرنا چاہیے جیسے کسی مخلوق کیطرف منہ کرے اور بات کرے مین اسکی طرف تہوکے تو کیسا بدنما ہوگا پس جب احکم الحاکمین کیطرف منہ کرے تو اوسکی سامنے تہوکنا بڑی بے ادبی ہے اور اس حدیث کو مؤلف نے کئی بابون مین نکالا اور ایسا ہی مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى بُصَاقًا فِيْ جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَحَكَّهُ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهٖ اِذَا صَلّٰى ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی دیوار مین (ایک روایت مین مسجد کی دیوار ہے اور ایک مین مسجد کا قبلہ ہے) تہوک دیکہا آپنے اوسکو رگڑ ڈالا پہر لوگون کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑہتا ہو تو اپنے منہ کے سامنے نہ تہوکے کیونکہ اللہ تعالی اوسکے منہ کے سامنے ہے جب وہ نماز پڑہتا ہو ف بخاری نے دوسرے طریق مین نکالا کہ آپنے مسجد کے قبلہ مین تہوک دیکہا آپ اوترے اور اپنے ہاتہہ سے اوسکو رگڑا اور یہ مطابق ہے ترجمہ باب کے اور اس سے یہ بہی نکلتا ہے کہ خطبہ پڑہتے مین آپنے یہ دیکہا اور اسماعیلی نے اسکی تصریح کی اوس مین یہ زیادہ ہے راوی نے کہا مین سمجہتا ہون آپنے زعفران منگوائی اور تہوک کے مقام پر اوسکو لتہیڑ دیا عبد الرزاق نے معمر سے نکالا اونہون نے ایوب سے کہ اسی لیے لوگون نے زعفران کو مسجدون مین لگانا شروع کیا (فتح الباری) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِيْ جِدَارِ الْقِبْلَةِ مُخَاطًا اَوْ بُصَاقًا اَوْ نُخَامَةً فَحَكَّهُ ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی دیوار مین رینٹ (جو ناک سے نکلتا ہے) یا تہوک (جو منہ سے نکلتا ہے) یا بلغم (جو سینہ سے نکلتا ہے) دیکہا پہر آپنے اوسکو مل ڈالا ف حافظ نے کہا موطا کی روایت میں

بھی اسیطرح شباک کے ساتھ یہ روایت ہی اور اسماعیلی نے سعید سے نکالا اونہون نے مالک سے اوس مین نخاطا کے بدلہ نخاعا ہے اور نخاعہ اور نخامہ کے معنے اوپر گذر چکے **بَابُ حَكِّ الْمُخَاطِ بِالْحَصَى مِنَ الْمَسْجِدِ** مسجد مین سے رینٹ مل ڈالنا کنکریون سے **ف** حافظ نے کہا اس باب مین اور اگلے باب مین یہ فرق ہے کہ رینٹ مین اکثر لزوجت ہوتی ہے تو اوسکے دور کرنے کے لیے کنکریان وغیرہ چاہیین اور تھوک خالی بھی نکل سکتا ہے صرف ہاتھ سے اگر جب اوسمین بلغم ملا ہو تو اوسکا بھی حکم رینٹ کی طرح ہے وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنْ وَطِئْتَ عَلَى قَذَرٍ رَطْبٍ فَاغْسِلْهُ وَاِنْ كَانَ يَابِسًا فَلَا ابن عباس نے کہا اگر تو تر پلیدی کو پاؤن سے روندے تو دھو ڈال اسکو اور جو سوکھی پلیدی ہو تو دھونا ضرور نہین **ف** اس تعلیق کو ابن ابی شیبہ نے نکالا باسناد صحیح اوسکی اخیر مین یہ ہے کہ اگر بھولے سے روندھو تو کچھ نقصان نہین اور اسکی مطابقت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ قبلہ کیطرف تھوکنے کی ممانعت صرف اسوجہ سے ہے کہ قبلہ کے ادب کے خلاف ہے نہ اسوجہ سے کہ تھوک تر ہے اور اس سے لوگون کو تکلیف ہوگی کیونکہ تھوک نجس نہین ہے اور جب سوکھ جاوے تو اوسکے روندنے سے کوئی نقصان نہین اسلیے کہ سوکھی نجاست روندنے مین کوئی نقصان نہین (فتح) **حَدَّثَنَا** مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ وَاَبَا سَعِيْدٍ حَدَّثَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نُخَامَةً فِيْ جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ حَصَاةً فَحَتَّهَا فَقَالَ اِذَا تَنَخَّمَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهٖ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى **ترجمہ** ابوہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بلغم دیکھا مسجد کی دیوار مین آپنے ایک کنکری لی اور اسکو رگڑا پھر فرمایا جب کوئی تم مین سے بلغم تھوکے تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے نہ داہنی طرف ملکہ اوسکو چاہیے کہ بائین طرف تھوکے یا بائین پاؤن کے تلے **ف** کیونکہ اوسکی داہنی طرف ایک فرشتہ ہی اور ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح نکالا کہ اسکی داہنی طرف نیکیون کا لکھنے والا ہے یہ حدیث کو مؤلف نے صلوۃ مین نکالا اور مسلم نے (قسط) **بَابُ** لَا يَبْصُقْ عَنْ يَمِيْنِهٖ فِي الصَّلٰوةِ نماز مین داہنی طرف نہ تھوکے **ف** باب کی حدیث مین نماز کی قید نہین ہے لیکن اسکے بعد جو باب ہے اوسمین جو حدیث مذکور ہے آدم کے طریق سے اوس مین نماز کی قید ہے اور مؤلف کی عادت ہی کہ استدلال کرتے ہین حدیث کے اوس لفظ سے جو دوسرے طریق سے مروی ہو گو باب مین وہ لفظ نہ ہو اور شاید اونکی غرض یہ ہو کہ یہ حکم اطلاق پر محمول نہین بلکہ مقید ہے نماز کی حالت سے اور نووی

نے کہا ہے کہ یہ ممانعت مطلق ہے خواہ نماز میں ہو یا غیر نماز میں خواہ مسجد میں ہو یا غیر مسجد میں اور امام مالک سے منقول ہے کہ نماز کے باہر یہ امر منع نہیں اور منع کی دلیل وہ ہے جو عبد الرزاق نے نکالا ابن مسعود سے کہ اونہون نے مکروہ رکھا داہنی طرف تھوکنا گو نماز میں نہ ہو اور معاذ بن جبل سے اونہون نے کہا میں جب سے مسلمان ہوا داہنی طرف نہیں تھوکا اور عمر بن عبد العزیز نے اپنے بیٹے کو منع کیا مطلقاً داہنی طرف تھوکنے سے اور جس نے اس ممانعت کو خاص کیا نماز سے اوس نے یہ کہا کہ اس حدیث کی ایک طریق میں یہ ہے کہ اوسکی داہنی طرف فرشتہ ہے اور یہ اوس صورت میں ہو جب فرشتہ سے کوئی اور فرشتہ مراد ہو سوا کاتب اور حافظ کے اور قاضی عیاض نے کہا داہنی طرف نماز میں تھوکنا اوسوقت منع ہو جب اور کسی طرف تھوک سکے اگر اور کسی طرف ممکن نہو تو درست ہے میں کہتا ہون کپڑا ہوتے ہوئے کوئی عذر نہیں ہو سکتا کیونکہ کپڑے میں تھوک سکتا ہے اور خود حضرت نے اسکی تعلیم کر دی اور خطابی نے کہا اگر نمازی کی بائیں طرف کوئی شخص ہو تو دونوں طرف یعنی داہنے اور بائیں نہ تھوکے لیکن اپنے پاؤن کے تلے یا کپڑے میں تھوک لیوے میں کہتا ہون ابو داود نے جو حدیث طارق محاربی کی نکالی اوس میں یہ مسئلہ موجود ہے اوس میں یہ ہے کہ تھوک ڈال اپنی بائیں طرف اگر اودہر کوئی نہ ہو ورنہ اسطرح کر اور تھوکا آپنے اپنے پاؤن کے تلے اور مل دیا اور عبد الرزاق نے ابو ہریرہ سے ایسا ہی نکالا اور اگر اوسکے پاؤن کے تلے فرش بچھا ہوا ہو تو پھر کپڑے ہی میں تھوکے اور جو کپڑا نہ ہو تو تھوک کا نگل جانا بہتر ہوگا اسکا کرنے سے جو منع ہے لفتح

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبَا سَعِيدٍ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي حَائِطِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَصَاةً فَحَتَّهَا ثُمَّ قَالَ إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمْ قِبَلَ وَجْهِهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى

ترجمہ ابو ہریرہ اور ابو سعید سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی دیوار میں بلغم دیکھا تو آپنے ایک کنکری لی اور اوسکو کھرچ ڈالا بعد اسکے فرمایا جب کوئی تم میں سے بلغم نکالے تو اپنے مونہہ کے سامنے نہ پھینکے اور نہ داہنی طرف بلکہ چاہیے کہ بائیں طرف تھوکے یا اپنے بائیں پاؤن کے نیچے ف باب میں داہنی طرف نہ تھوکنے کا ذکر ہے اور حدیث میں بلغم نکالنا مذکور ہے تو مطابقت کیونکر ہوگی اسکا جواب یون دیا ہے کہ تھوک اور بلغم کا ایک حکم ہے کس لیے کہ آگے ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت نے بلغم کو دیکھکر فرمایا کوئی تم میں سے نہ تھوکے اپنے سامنے اور داہنے طرف (فتح و قسط)

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ قَالَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَتْفُلَنَّ اَحَدُکُمْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلَا عَنْ یَمِیْنِهٖ وَلٰکِنْ عَنْ یَسَارِهٖ اَوْ
تَحْتَ رِجْلِهٖ ترجمہ انس سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنے سامنے
نہ تھوکے نہ داہنی طرف لیکن تھوکے بائیں طرف یا اپنے پاؤں کے نیچے باب لِیَبْصُقْ عَنْ یَسَارِهٖ اَوْ
تَحْتَ قَدَمِهِ الْیُسْرٰی اپنی بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے تلے تھوکے حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ
الْمُؤْمِنَ اِذَا کَانَ فِی الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا یُنَاجِیْ رَبَّهٗ فَلَا یَبْزُقَنَّ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلَا عَنْ یَمِیْنِهٖ وَلٰکِنْ عَنْ
یَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا مسلمان جب نماز میں ہوتا ہے تو اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے تو نہ تھوکے اپنے سامنے اور نہ داہنی
طرف بلکہ تھوکے اپنے بائیں طرف یا اپنے پاؤں کے تلے حَدَّثَنَا عَلِیٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ
حَدَّثَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اَبْصَرَ نُخَامَةً فِیْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَکَّهَا بِحَصَاةٍ ثُمَّ نَهٰی اَنْ یَبْزُقَ الرَّجُلُ بَیْنَ یَدَیْهِ اَوْ
عَنْ یَمِیْنِهٖ وَلٰکِنْ عَنْ یَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْیُسْرٰی وَعَنِ الزُّهْرِیِّ سَمِعَ حُمَیْدًا عَنْ اَبِیْ
سَعِیْدٍ نَحْوَهٗ ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بلغم دیکھا مسجد کے
قبلہ میں آپ نے اسکو چھیل ڈالا ایک کنکری سے پھر منع کیا اس سے کہ تھوکے آدمی اپنے سامنے یا اپنی داہنی
طرف لیکن تھوکے بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے تلے اور دوسرے طریق میں یوں ہے کہ زہری نے سنا حمید سے
اونھوں نے ابو سعید سے یہ حدیث کو مؤلف اسکے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ سفیان نے اس حدیث کو ایکبار
عن عن کے ساتھ روایت کیا ہے اور ایک بار تصریح کی زہری کے سماع کی حمید سے اور بعضوں نے وہم کیا جو کہا
یہ طریق معلق ہے بلکہ وہ موصول ہے اور ابن عساکر کی روایت میں ابو سعید کے بدل ابو ہریرہ ہے وہ وہم ہے
(فتح) باب كَفَّارَةِ الْبُزَاقِ فِی الْمَسْجِدِ مسجد میں تھوکنے کا کفارہ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اَلْبُزَاقُ فِی الْمَسْجِدِ خَطِیْئَةٌ وَکَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اسکا کفارہ یہ ہے کہ تھوک کو مٹی میں دبا دیوے

بعضے طریقون مین بزاق ہے اور مسلم کی روایت مین تفل ہے اور تفل بزاق سے کم ہے اور نفث تفل سے بھی کم ہے یعنے فقط تھوتھو کرنا قاضی عیاض نے کہا گناہ اوسوقت ہی مسجد مین تھوکنا جب تھوک کر مٹی مین نہ دبادی لیکن جو کوئی اوسکے دبانے کا ارادہ رکھتا ہو اوسپر کوئی گناہ نہین ہے اور نووی نے اوسکا رد کیا اور کہا کہ یہ صریح حدیث کی خلاف ہی مین کہتا ہون حاصل نزاع کا یہ ہے کہ اس مقام مین دو عبارتین ہین ایک یہ کہ مسجد مین تھوکنا گناہ ہی دوسرے یہ کہ بائین طرف تھوکے یا اپنے پاؤن کے تلے تو امام نووی اول عبارت کو عام کہتے ہین اور دوسری عبارت کو خاص کرتے ہین مسجد کے سوا اور مقام سے اور قاضی اسکے برخلاف کہتے ہین وہ دوسری عبارت کو عام کہتے ہین اور پہلی عبارت کو خاص کرتے ہین اوس شخص کے لیے جو مٹی مین دابنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور قاضی کے موافق ہین کئی علما ابن مکی تنقیب مین اور قرطبی مفہم مین اور تائید کرتی ہے اونکی وہ روایت جو امام احمد نے نکالی باسناد حسن سعد بن ابی وقاص سے مرفوعًا جب کوئی مسجد مین بلغم نکالا تو اوسکو چاہیے کہ اپنا بلغم چھپاوے ایسا نہو کسی مسلمان کے بدن یا کپڑے کو لگی اور اوسکو تکلیف ہو اور اس سے زیادہ صاف وہ روایت ہی جو امام احمد اور طبرانی نے نکالی باسناد حسن ابو امامہ سے کہ حضرت نے فرمایا جو شخص مسجد مین بلغم نکالے پھر اوسکو دفن نکرے تو برائی ہے اور اگر دفن کردے تو نیکی ہے تو برائی اوسی صورت مین قرار دی جب اسکو دفن نکرے اور امام مسلم نے ابوذر سے مرفوعًا روایت کی کہ مینے اپنی امت کے اچھے عملون مین یہ پایا کہ تکلیف دینے والی چیز راہ سے ہٹائی جاوے اور مینے اپنی امت کے برے عملون مین بلغم کو پایا جو مسجد مین نکالا جاوے اور دفن نکیا جاوے قرطبی نے کہا تو صرف بلغم نکالنے کو آپنے برائی نہین کہا بلکہ نکالنے اور دفن نکرنے کو اور سعید بن منصور نے ابو عبیدہ بن جراح سے نکالا کہ اونہون نے رات کو مسجد مین بلغم تھوکا پھر اوسکا دفن کرنا بھول گئے یہانتک کہ لوٹ کر اپنے مکان کو آئی پھر ایک شعلہ لیا آگ کا (روشنی کے لیے) اور لوٹ کر مسجد مین آئے اور ڈھونڈھا اوسکو پھر دفن کیا اوسکو بعد اوسکے کہا شکر ہے اوس خدا کا جسنے میری اوپر گناہ نہین لکھا اس رات کو اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ گناہ اوسیپر ہے جو تھوکے اور دفن نکرے نہ اوسپر جو دفن کردی اور یہ امر ممانعت کی علت سے بھی نکلتا ہے کہ کسی مسلمان کو ایذا نہو اور ایک دلیل اس عام کی خاص ہونیکی یہ ہے کہ کپڑے مین تھوکنا درست ہے اگرچہ مسجد مین ہو بلا اختلاف اور ابوداؤد نے روایت کیا عبد اللہ بن الشخیر سے کہ اونہونے نماز پڑھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ تو آپنے تھوکا اپنی بائین قدم کے تلے پھر اوسکو مل دیا اپنے جوتے سے اوسکا اسناد صحیح ہے اور اسکی اصل صحیح مسلم مین ہی اور ظاہر یہ ہے کہ یہ مسجد

مین ہوتا تو موجب ہوگا اگلی روایتون کو اور بعضون نے یہ کہا ہے کہ جواز اس صورت مین ہے جب کوئی عذر ہو اور مسجد سے باہر نہ جا سکے اور منع اوس صورت مین ہے جب عذر نہ ہو اور یہ قول اچھا ہے اسیطرح اوس شخص پر بھی گناہ نہ ہوگا جو پہلے گڑھا کر لے پھر تھوکے اور دفن کر دیوے اور نووی نے کہا دفن کر دے تھوک مسجد کی مٹی یا ریتی یا کنکرون مین اور رویانی نے نقل کیا کہ دفن سے مراد یہ ہے کہ مسجد کے باہر اوسکو پھینک دیوے اور شاید رویانی کا وہی قول ہے جو نووی کا ہے کہ مسجد مین تھوکنا مطلقاً منع ہے انتہی مافی فتح الباری قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم نے صلوٰۃ مین نکالا اور ابوداؤد نے **بَابُ دَفْنِ النُّخَامَةِ فِي الْمَسْجِدِ** بلغم کا دفن کرنا مسجد مین ریتی مین اوسکے جواز کا بیان) **حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَبْصُقْ أَمَامَهُ فَإِنَّمَا يُنَاجِي اللّٰهَ مَادَامَ فِي مُصَلَّاهُ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ فَإِنَّ عَنْ يَمِينِهِ مَلَكًا وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ فَيَدْفِنُهَا** ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز کو کھڑا ہو تو اپنے آگے نہ تھوکے کیونکہ وہ اللہ جل جلالہ سے سرگوشی کرتا ہے جب تک اپنی نماز کی جگہہ مین ہے اور نہ داہنی طرف اسلیے کہ داہنی طرف اوسکے ایک فرشتہ ہے اور لازم ہے کہ بائین طرف تھوکے یا اپنے پاؤن کے تلے پھر اوسکو مٹی مین داب دیوے ف اگرچہ حدیث مین مسجد کا ذکر صراحتاً نہین ہے لیکن چونکہ نماز کی جگہہ مسجد ہی ہے اور حدیث کے آخر مین یہ ہے کہ اوسکو مٹی مین داب دیوے تو مؤلف نے اوس سے یہ نکالا کہ مسجد مین بلغم کا دفن کرنا درست ہے اور حدیث مین تھوک کا لفظ ہے لیکن اوپر کی حدیث سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تھوک اور بلغم کا ایک ہی حکم ہے اور حدیث مین جو یہ فرمایا کہ جب تک اپنی نماز کی جگہہ مین ہے اسکا یہ مطلب نہین کہ اگر نماز نہ پڑھتا ہو تو مسجد کی دیوار یا قبلہ کی دیوار پر تھوکنا درست ہے بلکہ وہ ہر حال مین منع ہے اور فرشتہ سے اگر وہ فرشتہ مراد ہے جو اعمال کو لکھتا ہے تو بائین طرف بھی ایک فرشتہ ہے اس صورت مین داہنی طرف کی تخصیص کی یہ وجہ ہوگی کہ وہ فرشتہ زیادہ جانب زیادہ عظمت اور شرف رکھتا ہے اسوجہ سے کہ نیکیان لکھتا ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوگا کہ فرشتے سب عظمت اور شرف رکھتے ہین اور وہ تابع ہین حکم الٰہی کے اور ابن ابی شیبہ نے حذیفہ سے روایت کیا موقوفاً اسی حدیث مین کہ داہنی طرف نہ تھوکے کیونکہ اودھر نیکیون کا لکھنے والا ہے اور طبرانی نے ابوامامہ سے نکالا اسی حدیث مین کیونکہ وہ کھڑا ہوتا ہے اللہ

کے سامنے اور اوس کا فرشتہ داہنی طرف ہے اور حضرات بائیں طرف اس صورت میں بائیں طرف تھوکنے سے تھوک
حضرات پر پڑیگا یعنے شیطان پر اور احتمال ہے کہ بائیں طرف کا فرشتہ نماز میں بائیں طرف نہ رہتا ہو یا داہنی
طرف آجاتا ہو اور دفن کرنے سے یہ مطلب ہے کہ مٹی کھود کر اچھی طرح تھوک کو داب دیوے کیونکہ اگر صرف مٹی کر
چھپا دیگا تو لوگوں کو ایذا باقی رہیگی جب کوئی وہاں پر چلیگا یا بیٹھیگا تو تھوک اوسکے پھر جاویگا اور دفن
کرنے سے ہٹانے کا ڈر نہ رہیگا نووی نے ریاض میں کہا دفن اوس صورت میں ہے جب مسجد کی زمین کچی مٹی یا
ریت کی ہو لیکن اگر گچی کی ہو یا پتھر کی تو صرف مل دینے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ اور پلیدی بڑھیگی میں کہتا
ہوں یہ جب ہے کہ خوشبو ملے لیکن اگر اچھی طرح رگڑ دے کہ اثر نہ رہے تو کافی ہے جیسے عبد اللہ بن شخیر کی حدیث
میں ہے جو اوپر گذری کہ پھر مل دیا اوسکو اپنے جوتے سے اور ایسا ہی طارق کی حدیث میں ابو داؤد کے پاس
کہ آپنے تھوکا اپنے پاؤں کے تلے اور رگڑ دیا اور قفال نے کہا اپنے فتاوے میں کہ یہ حدیث محمول ہے اوس
بلغم پر جو منہ سے نکلے یا دماغ سے اترے لیکن جو سینہ سے نکلے وہ نجس ہے اوسکا دفن کرنا مسجد میں جائز نہیں اور
یہ قفال ہی کی رائے ہے البتہ اگر بلغم میں قے یا خون ملا ہو تو وہ نجس ہوگا واللہ اعلم (فتح)

باب إِذَا بَدَرَهُ الْبُزَاقُ فَلْيَأْخُذْ بِطَرَفِ ثَوْبِهِ جب تھوک کا غلبہ ہو تو اپنے کپڑے کے کنارے میں تھوک
لیوے حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَحَكَّهَا بِيَدِهِ وَرُئِيَ مِنْهُ كَرَاهِيَةٌ أَوْ رُئِيَ
كَرَاهِيَتُهُ لِذَلِكَ وَشِدَّتُهُ عَلَيْهِ وَقَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ أَوْ رَبُّهُ بَيْنَهُ
وَبَيْنَ قِبْلَتِهِ فَلَا يَبْزُقَنَّ فِي قِبْلَتِهِ وَلَكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَزَقَ
فِيهِ وَرَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ قَالَ أَوْ يَفْعَلُ هَكَذَا ترجمہ انس سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے قبلہ میں بلغم دیکھا تو اپنے ہاتھ سے اوسکو کھرچا اور ایسا معلوم ہوا کہ آپنے برا جانا اوسکو اور ناگوار ہوا آپکو
اور فرمایا آپنے بیشک تم میں سے کوئی جب کھڑا ہوتا ہے اپنی نماز میں تو سرگوشی کرتا ہے اپنے مالک سے یا اوس
کا مالک اوسکے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے تو نہ تھوکے اپنے قبلہ میں لیکن تھوک لیوے اپنی بائیں طرف
یا پاؤں کے تلے پھر آپنے اپنی چادر کا کونا لیا اوس میں تھوکا اور اوسکو الٹ پلٹ کیا فرمایا یا یوں کرے
ف اس حدیث میں تھوک کے غلبہ کا ذکر نہیں ہے اور شاید مؤلف نے اشارہ کیا اوس طریق کی طرف جسکو
امام مسلم نے نکالا جابر سے کہ تھوک لیوے اپنی بائیں طرف اور بائیں پاؤں کے تلے پھر اگر جلدی

کرے کوئی جلدی تو اپنے کپڑے کو اس طرح کرلے اور لپیٹ لیا آپ نے اوسکو ایک پہلا ایک پر اور ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد نے ابوسعید سے ایسا ہی نکالا اور ابوداؤد کی روایت مین اسکی تفسیر یون کی کہ تہوک لیوی اپنے کپڑے مین پہر اولٹ پلٹ کرلے اوسکو اور یہ دونون حدیثین صحیح ہین لیکن امام بخاری کی شرط پر نہین ہین حافظ نے کہا ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ پلید اور گہن وار چیزون سے مسجد کا پاک کرنا مستحب ہے اور امام کو مسجدون کا حال دیکہنا چاہیے اور نمازی کو نماز کے اندر تہوکنا درست ہے اوس سے نماز فاسد نہ ہوگی اور نمازی کو نماز کے اندر پہونکنا یا کہنکارنا درست ہے کیونکہ بلغم بغیر کہنکارے نہین نکلنے کا لیکن یہ ضرور ہے کہ بہت زور سے نہ کہنکارے نہ بلا عذر نہ کوئی کلمہ زبان سے نکلے جس مین کم سے کم دو حرف ہون یا ایک حرف مد کے ساتہہ اور مؤلف نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ نماز مین پہونکنا جائز ہے اور جمہور بہی اوسکے ساتہہ متفق ہین مگر اسی شرط سے جو بیان ہوئی اور ابوحنیفہ بہی کہتے ہین کہ اگر پہونکنے سے آواز نکلے تو وہ مثل کلام کے ہے اور اس سے نماز ٹوٹ جاویگی اور دلیل اونکی ام سلمہ کی حدیث ہے جسکو نسائی نے نکالا اور ایک اثر ہے ابن عباس کا جسکو ابن ابی شیبہ نے نکالا اور ان حدیثون سے یہ بہی نکلتا ہے کہ تہوک پاک ہے اسی طرح بلغم اور رینٹ اور اس مین خلاف ہے اوسکا جو کہتا ہے جس سے نفرت کرے آدمی وہ حرام ہے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ حسن اور قبح شرع سے معلوم ہوتے ہین اور نیکیون پر حرص کرنا چاہیے کیونکہ حضرت صلعم نے اپنے ہاتہہ سے تہوک کو کہرچا اور اس سے آپ کا کمال تواضع ثابت ہوتا ہے صلی اللہ علیہ وسلم (فتح)

اس باب کے متعلق اور حدیثین ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مین بلغم دیکہا قبلہ مین تو لوگون کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم مین سے ایک کا کیا حال ہے اپنے رب کی طرف منہ کرکے کہڑا ہوتا ہے پہر اپنے سامنے بلغم پہینکتا ہے کیا تم مین سے کسی کو یہ پسند ہو کہ کوئی اوس کے منہ کے سامنے کہڑا ہو پہر اوس کے منہ پر تہوکے جب کوئی تم مین سے تہوکے تو بائین طرف تہوکے یا اس طرح کرے اپنے کپڑے مین اسماعیل بن علیہ نے اوسکو بتلایا کہ تہوکے اپنے کپڑے مین پہر اوسکو ملڈالے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین ابوسعید خدری سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پسند تہا چہڑیون کا اپنے ہاتہہ مین رکہنا ایک دن آپ مسجد مین تشریف لے گئے اور آپکے ہاتہہ مین ایک چہڑی تہی آپ نے مسجد کے قبلے مین کچہہ بلغم دیکہی اوسکو کہرچا یہانتک کہ صاف کیا پہر لوگون کی طرف متوجہ ہوئے غصے سے اور فرمایا کیا تم مین سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ کوئی شخص اوسکے منہ کے سامنے آوے اور اوسکے منہ پر تہوکے بیشک جب کوئی تم مین سے نماز مین کہڑا ہوتا ہے تو اپنے مالک کیطرف منہ کرتا ہے اور فرشتہ اوسکو داہنی طرف ہوتا ہے تو نہ تہوکے اپنے سامنے نہ داہنی طرف ایک

روایت میں ابن خزیمہ کے یہ ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ تمہارے سامنے ہے نماز میں تو کوئی پلیدی اپنے سامنے مت ڈالو ابن خزیمہ نے اس حدیث پر یہ باب کیا ہے کہ قبلہ کی طرف کسی قسم کی پلیدی ڈالنے کی ممانعت نماز میں ابو داؤد نے نکالا جابرؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہماری مسجد میں تشریف لائے آپکے ہاتھ میں ایک شاخ تھی آپنے مسجد کے قبلہ میں بلغم دیکھا تو اوسکے سامنے گئے پھر اوسکو چھیل ڈالا پھر بعد اوسکے فرمایا تم میں سے کون یہ پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالی اوسکی طرف سے مونہہ پھیر لیوے جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالی اوسکے مونہہ کے سامنے ہوتا ہے تو نہ تھوکے اپنے مونہہ کے سامنے نہ داہنی طرف اور چاہیے کہ تھوکے بائیں طرف اپنے بائیں پاؤں کے تلے پھر اگر جلدی آجاوے تو اپنے کپڑے سے اس طرح کرے اور آپنے کپڑے کو اپنے مونہہ پر رکھا پھر اوسکو ملدیا طبرانی نے ابو امامہ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا جس نے تھوکا قبلہ میں اور اسکو ڈھانپا نہیں قیامت کے دن وہ تھوک نہایت گرم ہو کر آویگا اور اوسکی دونوں آنکھوں کے بیچ میں پڑے گا طبرانی نے معجم کبیر میں باسناد جید نکالا ابن عمرؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم کیا ظہر کی نماز پڑھانے کا اوس نے نماز پڑھائی میں قبلہ کی طرف تھوکا جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو آپنے دوسرے شخص کو کہلا بھیجا نماز پڑھانے کے لیے پہلا شخص ڈر اور آپ پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا میرے باب میں کوئی حکم اترا آپنے فرمایا نہیں لیکن تو نے اپنے سامنے تھوکا نماز میں کھڑے رہکر تو تو نے ایذا دی اللہ تعالی کو اور فرشتوں کو طبرانی نے کبیر میں ابو امامہ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اوسکے لیے جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور پروردگار اور اوسکے بیچ میں جو پردے ہیں وہ اوٹھ جاتے ہیں اور حوریں اوسکے سامنے آتی ہیں جب تک ناک سے رینٹ یا مونہہ سے بلغم نہ نکالے منذری نے کہا اسکے اسناد پر اعتراض ہے

باب عِظَةِ الْاِمَامِ النَّاسَ فِیْ اِتْمَامِ الصَّلٰوةِ وَذِکْرِ الْقِبْلَةِ اس باب میں یہ بیان ہے کہ امام لوگوں کو نصیحت کرے نماز پوری کرنے کے لیے اور قبلہ کا بیان ہے **حدثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ هٰهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُکُمْ وَلَا رُکُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ **ترجمہ** ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیا سمجھتے ہو میرا قبلہ اس طرف ہے **ف** یعنے تم یہ خیال کرتے ہو کہ میرا منہ قبلہ کی طرف ہے اور میں اسی طرف کو دیکھتا ہوں اور تمہارے کو نہیں دیکھتا کیونکہ تم میری پیٹھ کے پیچھے ہو **ف** سو قسم خدا کی میرے اوپر تمہارا خشوع یعنے تمام ارکان کا دل لگا کر ادا کرنا یا مراد سجدہ ہے

ہے جیسے مسلم کی روایت میں ہے) اور تمہارا رکوع چھپا ہوا نہیں میں تم کو دیکھتا ہوں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے مقصود یعنے میرا دیکھنا اوروں کیطرح ایک جہت سے خاص نہیں اور اس میں اختلاف ہے علما کا بعضوں نے کہا دیکھنے سے مراد علم ہے آپ کو وحی سے لوگوں کے افعال معلوم ہو جاتے یا الہام سے اور بعضوں نے کہا آپ کنکھیوں سے داہنے اور بائیں والوں کو دیکھ لیتے اور یہہ دونوں توجیہیں صحیح نہیں ہیں صحیح یہ ہے کہ دیکھنے سے حقیقتاً دیکھنا مراد ہے اور یہہ امر خاص تھا آپ سے بطور خرق عادت کے اور امام بخاری نے یہی قول اختیار کیا ہے اور سی واسطے اس حدیث کو علامات نبوت میں نکالا اور ایسا ہی منقول ہے امام احمد وغیرہ سے اور اہل سنت کی نزدیک دیکھنے کے لیے نہ کوئی عضو ضرور ہے نہ مقابلہ نہ قرب بلکہ اللہ تعالی قادر ہے دکھا دینے پر بغیر ان چیزوں کے اور اسی لیے انہوں نے جائز رکھا اللہ تعالی کے دیدار کو آخرت میں اور اہل بدعت نے اسکا انکار کیا بعضوں نے کہا آپ کی پشت کی طرف بھی ایک آنکھ تھی جس سے آپ ہمیشہ دیکھا کرتے اور بعضوں نے کہا آپ کے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں دو آنکھیں تھیں سوئی کے ناکہ کی طرح آپ ان سے دیکھتے تھے اور کپڑے وغیرہ کی آڑ دیکھنے سے مانع نہ ہوتی اور بعضوں نے کہا مقتدیوں کی صورتیں قبلہ کی دیوار میں نمود ہوتیں جیسے آئینہ میں نمود ہوتی ہیں آپ انکو دیکھ لیتے واللہ اعلم (فتح) اور اس حدیث کو مسلم نے نکالا کتاب الصلوۃ میں (قسط) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ فِي الصَّلٰوةِ وَفِي الرُّكُوعِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَائِي كَمَا أَرَاكُمْ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھائی پھر آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا نماز کے باب میں یا رکوع کے باب میں میں تم کو دیکھتا ہوں اگلے سے جیسے دوسری روایت میں ہے اور مسلم کی روایت میں یوں ہے میں تم کو دیکھتا ہوں اپنے پیچھے سے جیسے دیکھتا ہوں اپنے سامنے سے اس سے یہ نکلتا ہے کہ دیکھنے سے حقیقتہً دیکھنا مراد ہے اور شاید یہ حال آپ کا ہر وقت ہو اور ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ یہ نماز سے خاص تھا اور مجاہد سے منقول ہے کہ ہمیشہ آپ ایسا ہی دیکھتے تھے اور بقی بن مخلد نے نقل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے میں ایسا ہی دیکھتے تھے جیسے روشنی میں دیکھتے تھے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نماز کے ارکان خوب دل لگا کر ادا کرنا چاہیے اور امام کو لازم ہے کہ مقتدیوں کی نماز کی نگرانی کرے اور جو بات سنت کے خلاف پاوے وہ بتلا دے اور اس حدیث کو مولف نے رقاق میں بھی نکالا) (فتح وقسط) **ف** اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے بعض بندوں کو

بنسبت دوسرون کے دیکھنے یا سننے کی قوت زیادہ دی ہے قرآن سے یہ ثابت ہے کہ جنتی لوگ جہنمیون کو جنت ہی میں سے جہانک کے دیکھہ لین گے حالانکہ جنت اور جہنم مین بڑا فاصلہ ہوگا اور ایک حدیث مین ہے کہ اللہ جل جلالہ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا مین نے جو کچھ آسمانون اور زمین مین تھا جان لیا ایک حدیث مین ہے کہ اللہ تعالی نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جسکو ساری مخلوقات کے سننے کی قوت دی ہے ایک حدیث مین ہے کہ اللہ تعالی نے ساری زمین کو حضرت عزرائیل کے سامنے اسطرح کر دیا ہے جیسے ایک رکابی کسی کے سامنے ہو اور وہ جو دانہ چاہے اوس مین سے اوٹھا لیوے لیکن ان سب باتون کے ساتھہ اللہ تعالی نے علم محیط اور سمع محیط یعنے زمین اور آسمانون اور عرش اور فرش ہر ایک جگہ کی ہر ایک بات سننا اور ہر ایک رتی رتی پر نظر رکھنا یہ کسی کو نہین دیا کیونکہ یہ اللہ تعالی کی خاص صفت ہے اور اللہ تعالی کی ذات اور صفات مین دوسرا کوئی شریک نہین ہو سکتا پس جو کوئی معاذ اللہ یہ اعتقاد رکھے کہ کسی ولی یا نبی یا فرشتہ یا غوث یا قطب کو ایسا سمع محیط اور علم محیط حاصل ہے جیسا اللہ تعالی کو ہے کہ ایک ذرہ برابر اوسکے علم سے کوئی چیز کسی جگہہ مین غائب نہین تو وہ مشرک ہوگیا اور اسلام سے باہر ہوگیا

باب هَلْ يُقَالُ مَسْجِدُ بَنِي فُلَانٍ کیا یون کہہ سکتے ہین کہ فلان لوگون کی مسجد ؛

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي اُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ وَاَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ اِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ فِيمَنْ سَابَقَ بِهَا

ترجمہ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے شرط کرائی یعنے گھوڑدوڑ اون گھوڑون کی جو طیار کیے گئے تھے دوڑنے کے لیے ایک کوٹھری مین بند کرکے تاکہ پسینہ کرے اور سستی نکل جاوے) حفیاے (جو ایک مقام ہے مدینہ کے قریب) اور انکی حد ثنیۃ الوداع تک تھی (حفیا اور ثنیۃ الوداع مین پانچ یا چھہ یا سات میل کا فاصلہ ہے) اور جو طیار نہین کیے گئے تھے اونکی شرط کرائی ثنیۃ الوداع سے لیکر مسجد بنی زریق تک اور عبد اللہ بن عمر اون لوگون مین تھے جنہون نے شرط کی تھی گھوڑون کی

ف حدیث سے یہ نکلا کہ مسجد کی نسبت اوس کے بنانیوالے یا اوس مین نماز پڑھنے والے کیطرف دے سکتے ہین اور خلاف کیا اسکا ابراہیم نخعی نے ابن ابی شیبہ نے اوس سے نکالا کہ وہ مکروہ جانتے تھے یون کہنا فلانے کی مسجد اور کہتے تھے فلانے کی جگہہ نماز پڑھنے کی کیونکہ قرآن مین ہے کہ مسجدین اللہ کی ہین اور جواب یہ ہے کہ فلانے کی مسجد سے یہ غرض نہین کہ اوسکی ملک ہے کیونکہ مسجد کسی کی ملک نہین ہے سوا اللہ کے بلکہ غرض تمیز دینا ہے اوسکو

اور مسجدوں سے اور مؤلف نے اس حدیث کو مغازی میں بھی اور ابو داؤد نے جہاد میں اور نسائی نے خیل میں نکالا اور جس گھوڑے کی آپ نے شرط کرائی تھی اوسکا نام سکب تھا یہ گھوڑا سب سے پہلے آپ کی ملک میں آیا تھا اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ گھوڑ دوڑ کرانا درست ہے تاکہ جہاد کے لیے گھوڑے مستعد رہیں اسیطرح کل سامان حرب کی تمہید کے لیے طیار رکھنا لازم ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے طیار کرو تم کافروں کے لیے جہاں تک تم سے ہو سکے زور اور عمدہ بندھے ہوئے گھوڑے کہ ڈراؤ اون سے اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو اخیر تک (فتح وقسط)

باب

الْقِسْمَةِ وَتَعْلِيقِ الْقِنْوِ فِي الْمَسْجِدِ مسجد میں بانٹنا اور کھجور کا خوشہ لٹکانا قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْقِنْوُ الْعِذْقُ وَالِاثْنَانِ قِنْوَانِ وَالْجَمَاعَةُ اَيْضًا قِنْوَانٌ مِثْلُ صِنْوٍ وَصِنْوَانٍ امام ابو عبداللہ بخاری نے کہا قنو بکسر قاف وسکون نون عذق بکسر عین مہملہ اعذاق کہتے ہیں کھجور کے گچھہ کو اوسکی ڈالی سمیت) اور اسکا تثنیہ قنوان ہے اور جمع بھی قنوان ہے جیسے صنو (کئی درخت کھجور کے جو ایک جڑ سے نکلیں تو ہر ایک کو صنو کہتے ہیں) اوسکی جمع صنوان ہے وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ يَعْنِي ابْنَ طَهْمَانَ اور ابراہیم بن طہمان نے کہا ف اسماعیلی نے کہا امام بخاری نے یہ روایت ابراہیم سے معلقاً ذکر کی حافظ نے کہا ابو نعیم نے مستخرج میں اور حاکم نے مستدرک میں اسکو وصل کیا احمد بن حفص سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے ابن طہمان سے اور امام بخاری نے ابن طہمان سے اس اسناد سے کئی حدیثیں نکالیں عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ انْثُرُوْهُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ اَكْثَرَ مَالٍ اُتِيَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَلْتَفِتْ اِلَيْهِ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ جَاءَ فَجَلَسَ اِلَيْهِ فَمَا كَانَ يَرٰى اَحَدًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِذْ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ رض فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِيْ فَاِنِّيْ فَادَيْتُ نَفْسِيْ وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ فَحَثَا فِيْ ثَوْبِهٖ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهٗ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُؤْمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ اِلَيَّ فَقَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ اَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُؤْمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ عَلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ اَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ احْتَمَلَهٗ فَاَلْقَاهُ عَلٰى كَاهِلِهٖ ثُمَّ انْطَلَقَ فَمَا زَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يُتْبِعُهٗ بَصَرَهٗ حَتّٰى خَفِيَ عَلَيْنَا عَجَبًا مِّنْ حِرْصِهٖ فَمَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ **ترجمہ** انس سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پاس روپیہ آیا ایک لاکھ

درہم جیسے ابن ابی شیبہ نے نکالا حمید بن ہلال سے مرسلاً البحرین سے (جو ایک شہر ہے درمیان بصرہ اور عمان کے) آپ نے فرمایا اوس کو مسجد میں ڈالدو اور یہ روپیہ اون سب روپیوں میں زیادہ تہا جو آپ پاس آئے تہے (یعنی اور وقتوں میں) تو آپ نکلے نماز کے لیے اور روپیہ کیطرف دیکہا بہی نہیں جب نماز پڑھ چکے تو آئے اور اسکے پاس بیٹہے پہر جس کسیکو آپ نے دیکہا اوسکو دیا اوس میں سے اتنے میں حضرت عباسؓ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجہکو بہی دیجیے اسمیں سے کیونکہ میں نے (بدر کی لڑائی میں) اپنی جان کا فدیہ دیا اور عقیل کا بہی فدیہ دیا (جو انکے بہتیجے اور حضرت علیؓ کے بہائی تہے) آپ نے فرمایا اچہا لو تو اونہوں نے (یعنے حضرت عباسؓ نے) اپنے کپڑے میں لپ بہر کر روپیہ ڈالے پہر اوسکو اوٹہانے لگے تو اوٹہا نہ سکے اونہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کسی کو حکم دیجیے یہ روپیہ میرے اوپر اوٹہا دیوے آپ نے فرمایا نہیں اونہوں نے عرض کیا تو آپ ہی اوٹہا دیجیے میرے اوپر یعنے میرے اوپر اوٹہا کر لادو دیجیے تاکہ میں لیجاؤں) آپ نے فرمایا نہیں آخر اونہوں نے تہوڑا روپیہ اوسمیں سے نکال ڈالا پہر اوٹہانے لگے جب بہی اوٹہا نہ سکے اونہوں نے کہا یا رسول اللہ کسی کو حکم دیجیے وہ اسکو اوٹہا دیوے آپ نے فرمایا نہیں اونہوں نے کہا تو آپ ہی اوٹہا دیجیے آپ نے فرمایا نہیں پہر اونہوں نے تہوڑا روپیہ اوس میں سے اور ڈالدیا بعد اوسکے اوٹہا لیا اور اپنے دونوں مونڈہوں کے بیچ میں اوسکو لادلیا اور لیکر چلے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم برابر انکو دیکہتے رہے تعجب سے انکی حرص پر یہانتک کہ وہ آپکی نظر سے غائب ہو گئے پہر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اوس مجلس سے نہیں اوٹہے یہانتک کہ ایک درم بہی نہیں رہا **ف** یعنے سب تقسیم کر دیے اوسوقت اوٹہے سبحان اللہ اتنی سخاوت بجز پیغمبر کے اور کون کر سکتا ہے حافظ نے کہا امام بخاری نے اس باب میں کہجور کے خوشہ لٹکانے کی مسجد میں کوئی حدیث بیان نہیں کی حالانکہ ترجمہ باب میں اسکا ذکر کیا ابن بطال نے کہا کہ اون سے غفلت ہو گئی ابن تین نے کہا امام بخاری بہول گئے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ امام بخاری نے اس مضمون کو اسی حدیث سے نکالا کیونکہ جب روپیہ مسجد میں رکہنا درست ہوا تو کہجور لٹکانا بہی درست ہوگا دونوں سے محتاج فائدہ اوٹہاتے ہیں اور اشارہ کیا اوس حدیث کی طرف جو امام نسائی نے نکالی عوف بن مالک اشجعی سے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور ایک شخص نے خراب کہجور کا خوشہ (مسجد میں) لٹکا دیا تہا آپکے ہاتہ میں چہڑی تہی آپ اوس چہڑی کو خوشہ پر مارتے اور فرماتے اگر یہ صدقہ دالا چاہتا تو اس سے بہتر کہجور صدقہ دیتا اور یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر نہیں ہے گو اسکا اسناد قوی ہو تو کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ امام بخاری سے غفلت

ہوئی اور اس باب مین ایک دوسری حدیث بہی ہے جسکو ثابت نے دلائل مین نکالا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ ہر ایک باغ مین سے ایک خوشہ کہجور کا مسجد مین لٹکایا جاوے مسکینون کے لیے اور ایک روایت مین ہے کہ معاذ بن جبل مسجد کے خوشون کی محافظت کرتے یا انکو تقسیم کرتے اور یہ مال جو بحرین سے آپ پاس آیا تہا اسکو علا ابن حضرمی نے بہیجا تہا بحرین کے خراج مین سے اور یہ پہلا خراج ہے جو بہیجا گیا تہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور مصنف نے مغازی مین نکالا عمرو بن عوف سے کہ آنحضرت صلے نے صلح کر لی تہی بحرین والون سے اور انپر حاکم کیا تہا علا ابن حضرمی کو اور ابو عبیدہ بن جراح کو اون کے پاس بہیجا تہا پہر ابو عبیدہ وہان سے مال لیکر آئے اور انصار نے اوس مال کا آنا سنا اخیر حدیث تک اس سے یہ نکلتا ہے کہ اس مال کے لانیوالے ابو عبیدہ تہے اور واقدی نے نقل کیا کہ مال کا لانے والا علا ابن حضرمی کا ایلچی تہا جسکا نام علا بن حارثہ ثقفی تہا تو شاید وہ ابو عبیدہ کا رفیق ہو اور جابر کی حدیث مین جو منقول ہے کہ حضرت نے اون سے وعدہ کیا تہا کہ اگر بحرین کا مال آویگا تو مین تجہہ کو دونگا پہر وہ مال نہین آیا یہانتک کہ آپ کی وفات ہوگئی تو یہ روایت صحیح ہے اور اس روایت کے خلاف نہین کیونکہ خراج ہر سال آتا اور جابر سے آپ نے جو وعدہ کیا تہا وہ مال دوسرے سال کا ہوگا اور اسکے آنے سے پہلے آپنے وفات پائی اور عقیل انکے چچا عباس کے ساتہہ بدر کی لڑائی مین گرفتار ہوئے تہے اور عباس نے اپنا اور انکا فدیہ دیا تہا اور حضرت نے حضرت عباس کا کہنا نہ سنا نہ کسی کو حکم دیا انکا روپیہ اوٹہا دینے کے لیے نہ آپ اوٹہا دیا اس مین یہ اشارہ تہا کہ مال کی حرص کرنا برا ہے اور بقدر حاجت ہو اوس سے زیادہ طلب کرنا منع ہے اور اس حدیث سے حضرت کی سخاوت کا حال معلوم ہوتا ہے اور یہ بہی نکلتا ہے کہ دنیا کے مال کی طرف آپ التفات نہ فرماتے خواہ تہوڑا ہوتا یا بہت اور امام کو چاہیے کہ مال آتے ہی مستحقون کو تقسیم کر دے اور دیر نہ کرے اور اس حدیث کے باقی فائدے خدا چاہے تو کتاب الجہاد مین مذکور ہونگے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد مین صدقات رکہنا اور انکا بانٹنا درست ہے بشرطیکہ نماز مین خلل واقع نہ ہو جسکے لیے مسجد بنائی گئی ہے اور صدقات مین صدقہ فطر بہی داخل ہے اسیطرح پینے کا پانی بہی مسجد مین رکہنا درست ہے (فتح مختصرا)

باب مَنْ دَعَی لِطَعَامٍ فِی الْمَسْجِدِ وَمَنْ اَجَابَ مِنْهُ مسجد مین کہانے کی دعوت دینا اور دعوت قبول کرنا **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ اَنَسًا وَجَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ مَعَهٗ نَاسٌ فَقُمْتُ فَقَالَ لِي

اَرْسَلَكَ اَبُوطَلْحَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لِطَعَامٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ **ترجمہ** انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا آپکے ساتھ لوگ تھے تو میں کھڑا ہوا آپنے فرمایا مجھکو کیا ابوطلحہ نے تجھکو بھیجا ہے میں نے عرض کیا جی ہان آپنے فرمایا کھانے کے لیے میں نے کہا ہان آپنے ان لوگوں سے فرمایا جو آپکے گرد تھے اوٹھو پھر آپ چلے اور میں لوگوں کے آگے چلا **ف** یہ حدیث مختصر ہے پورا قصہ مولف نے علامات النبوۃ میں نکالا اور اطعمہ اور ایمان اور نذور میں اور مسلم نے اوسکو صلوۃ اور اطعمہ میں نکالا اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے حافظ نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ کھانے کی دعوت درست ہے گو ولیمہ نہ ہو اور جسکی دعوت ہو وہ اپنے ساتھ اور لوگوں کو بھی لیجا سکتا ہے جنکو دعوت نہیں گئی ہو جب اوسکو یہ یقین ہو کہ صاحب دعوت برا نہ مانے گا اور باقی فوائد اسحدیث کے علامات نبوت میں مذکور ہونگے مترجم کہتا ہے حدیث سے یہ نکلا کہ مسجد میں دعوت دینا درست ہے کیونکہ آپنے لوگوں کو مسجد میں دعوت دی اور دعوت قبول کرنا بھی مسجد میں درست ہے اور یہ امر اون لغو باتوں میں سے نہیں ہے جو مسجد میں منع ہیں **باب** الْقَضَاءِ وَاللِّعَانِ فِي الْمَسْجِدِ مسجد میں فیصلہ کرنا لعان کرنا

حَدَّثَنَا يَحْيٰى اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهِ رَجُلًا اَيَقْتُلُهُ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَا شَاهِدٌ **ترجمہ** سہل بن سعد سے روایت ہے ایک شخص نے کہا یارسول اللہ آپ کیا فرماتے ہیں اگر کوئی اپنی بی بی کے ساتھ غیر مرد کو پاوے (یعنی برا کام کرتے دیکھے) کیا اوسکو مار ڈالے (یا کیا کرے راوی نے کہا) پھر مرد اور عورت دونوں نے لعان کیا مسجد میں اور میں موجود تھا **ف** اسحدیث کی بحث خدا چاہے تو کتاب اللعان میں آویگی اور مرد کا نام عویمر بن عامر عجلانی تھا یا ہلال بن امیہ یا سعد بن عبادہ یا عاصم عجلانی اور صحیح عویمر ہے اور اکثر علما کا یہی مذہب ہے کہ مسجد میں مقدمہ فیصلہ کرنا درست ہے اور امام مالک نے کہا کہ ہمیشہ اسپر عمل ہوتا آیا ہے اور ابن مسیب نے اوسکو مکروہ جانا ہے اور شافعی سے منقول ہے کہ مسجد میں فیصلہ اوسوقت مکروہ ہے جب مسجد اسی کام کے لیے مقرر کرے لیکن اگر اتفاقاً کوئی فیصلہ مسجد میں کرے تو مکروہ نہیں ہے اور مولف نے اسحدیث کو طلاق اور اعتصام اور احکام محاربین اور تفسیر میں نکالا اور مسلم نے لعان میں اور ابوداؤد نے طلاق میں اور نسائی اور ابن ماجہ نے (قسطلانی) **باب** اِذَا دَخَلَ بَيْتًا يُصَلِّيْ حَيْثُ شَاءَ اَوْ حَيْثُ اُمِرَ وَلَا يَتَجَسَّسُ جب کوئی کسی کے گھر میں جاوے تو جہاں چاہے وہاں

بین الرجال والنساء

نماز پڑہے یا صاحبخانہ جہاں حکم دیوے وہاں پڑہے اور کوچ ذکرے ف مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ اس مسئلہ میں دو صورتین ہین ایک تو یہ کہ جہاں چاہے وہاں نماز پڑہے کس لیے کہ صاحب خانہ نے جب گہر مین آنیکی اجازت دی تو جس جگہ چاہے بیٹہے اور جہاں چاہے نماز پڑہے گویا اسکی بہی اجازت ہوگئی دوسرے یہ کہ صاحبخانہ سے پوچہے اور جو جگہ نماز کے لیے وہ بتلادے وہان نماز پڑہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبان سے پوچہا کہ مین کہاں نماز پڑہون ابن منیر نے کہا کہ ظاہر پہلی صورت ہے اور حضرتؐ نے جو عتبان سے پوچہا اوسکی وجہ یہ تہی کہ عتبان نے آپ کو بلایا تہا اسلیے کہ آپ ایک مقام پر اونکے گہر مین نماز پڑہین برکت کے لیے پس آپنے پوچہا کہ تم کونسا مقام چاہتے ہو حافظ نے کہا اگر صاحب خانہ نماز کے لیے کوئی جگہہ خاص کردیوے تو دوسرے لوگون کو بہی اسی جگہہ نماز پڑہنا چاہیے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ فِي مَنْزِلِهِ فَقَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ لَكَ مِنْ بَيْتِكَ قَالَ فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى مَكَانٍ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ترجمہ عتبان بن مالک سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اون کے پاس تشریف لائے اون کے گہر مین تو فرمایا تم کہاں چاہتے ہو کہ مین نماز پڑہون تمہارے لیے تمہارے گہر مین عتبان نے کہا مین نے ایک جگہہ کیطرف اشارہ کیا آپنے تکبیر کہی اور ہم نے صف باندہی آپکے پیچہے پہر آپنے دو رکعتیں پڑہین ف اس حدیث کی تفصیل آگے آتی ہے قسطلانی نے کہا عتبان بکسر عین اور ضم عین انصاری سالمی مدنی صحابی تہے اندہے اور حضرتؐ ہفتہ کے دن اونکے مکان پر تشریف لے گئے آپکے ساتہ ابوبکرؓ اور عمرؓ تہے جیسے طبرانی کی روایت مین اور ایک روایت مین یون ہے کہ عتبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور عرض کیا مین چاہتا ہون کہ آپ میرے پاس تشریف لاوین اور ابن حبان نے صحیح مین نکالا ابو ہریرہ سے کہ ایک انصاری شخص نے کہا اندہے ہوجانے کے بعد اور مولف نے اس حدیث کو رقاق اور مغازی اور رمضدین اور اطعمہ مین نکالا اور مسلم نے صلوۃ اور ایمان مین اور نسائی اور ابن ماجہ نے صلوۃ مین

بَابُ الْمَسَاجِدِ فِي الْبُيُوتِ

گہرون مین مسجد بنانا وَصَلَّى الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ فِي مَسْجِدِهِ فِي دَارِهِ جَمَاعَةً اور براء بن عازب نے نماز پڑہی اپنی مسجد مین جو انکے گہر مین تہی جماعت سے حافظ نے کہا اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے نکالا ایک قصہ مین حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ

مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْاَنْصَارِ اَنَّهُ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَنْكَرْتُ بَصَرِيْ وَاَنَا اُصَلِّيْ لِقَوْمِيْ فَاِذَا كَانَتِ الْاَمْطَارُ سَالَ
الْوَادِي الَّذِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ لَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اٰتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَاُصَلِّيَ بِهِمْ وَوَدِدْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّكَ
تَاْتِيْنِيْ فَتُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ فَاَتَّخِذَهُ مُصَلًّى قَالَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَفْعَلُ اِنْ
شَاءَ اللّٰهُ قَالَ عُتْبَانُ فَغَدَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ حِيْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَاْذَنَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حِيْنَ دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ
اُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ قَالَ فَاَشَرْتُ لَهُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ
فَقُمْنَا فَصَفَفْنَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالَ وَحَبَسْنَاهُ عَلٰى خَزِيْرَةٍ صَنَعْنَاهَا لَهُ قَالَ فَثَابَ فِي الْبَيْتِ
رِجَالٌ مِنْ اَهْلِ الدَّارِ ذَوُوْ عَدَدٍ فَاجْتَمَعُوْا فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ اَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخَيْشِنِ اَوِ ابْنُ
الدُّخْشُنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ
ذٰلِكَ اَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّا نَرٰى
وَجْهَهُ وَنَصِيْحَتَهُ اِلَى الْمُنَافِقِيْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ
مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَاَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ
الْاَنْصَارِيَّ وَهُوَ اَحَدُ بَنِيْ سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَصَدَّقَهُ بِذٰلِكَ

ترجمہ محمود بن ربیع انصاری سے روایت ہے عتبان بن مالک سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں تھے
اور بدر کی لڑائی میں حاضر تھے انصار میں سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ف مسلم کی روایت
میں ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس کسیکو بھیجا یہ عرض کرنے کے لیے کہ آپ میرے مکان پر تشریف
لاویں تو احتمال ہے کہ اس روایت میں آنیکی نسبت عتبان کی طرف مجازا ہو اور مراد انکی ایلچی کا آنا ہو یا ایک
بار وہ خود آئے ہوں پھر دوبارہ کسی کے ہاتھ کہلا بھیجا ہو اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ عتبان نے جمعہ کے دن
آپ سے عرض کیا کاش آپ میرے پاس آویں یا رسول اللہ (فتح) ف اور عرض کیا یا رسول اللہ میری بینائی
بگڑ گئی ف طبرانی کے ایک روایت میں ہے میری بینائی بری ہو گئی اور اسمٰعیلی کی روایت میں ہے میری
بینائی ضعیف ہونے لگی ہے مسلم کی ایک روایت میں ہے میری آنکھ میں کچھ آفت ہو گئی ہے ان سب روایتوں سے
یہ نکلتا ہے کہ عتبان اوسوقت اندھے نہ تھے مگر مصنف نے باب الرخصۃ فی المطر میں نکالا کہ عتبان اپنی

قوم کی امامت کرتے تھے اور وہ اندھے تھے اور انہون نے حضرت سے عرض کیا کہ اندھیرے اور پانی مین مین اندھا
آدمی ہون اخیر حدیث تک اور مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ ثابت سے کہ عتبان اندھے ہوگئے تھے انہون نے حضرت کے
پاس کسیکو بھیجا ابن خزیمہ نے کہا بینائی بگڑنا اندھے ہونیکو بھی کہتے ہین اور اسکو بھی کہ نگاہ مین فتور آجاوے اور
بہتر یہ ہے کہ اندھے ہونیسے بینائی کا فتور مراد لیا جاوے کہ سب روایتون مین اختلاف نرہیگا (فتح) ف اور مین
نماز پڑھاتا ہون اپنے لوگون کی یعنے امامت کرتا ہون) پھر جب بارش ہوتی ہین تو بہا آتی ہے اوس وادی مین
جو میرے اور اون کے بیچ مین ہے (اسمٰعیلی کی روایت مین ہے کہ نالہ بہتا ہے میرے گھر اور میری قوم کی مسجد کے
بیچ مین اور وہ روکتا ہے مجھکو اون کے ساتھ نماز پڑھنے سے) اور مین اونکی مسجد مین جا نہین سکتا کہ اون کے
ساتھ نماز پڑھون مین چاہتا ہون یا رسول اللہ آپ میرے پاس تشریف لاوین اور میرے گھر مین نماز پڑھین
مین اوس جاکو نماز کی جا مقرر کرلون راوی نے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا اچھا
اگر خدا چاہے تو مین ایسا کرونگا ف آپنے انشاء اللہ کی مشیت پر موقوف رکھا کیونکہ سورۂ کہف مین
ہے کسی بات کو یون مت کہہ مین کل کرونگا مگر جب اوس کے ساتھ یون کہے اللہ چاہے اور حضرت کو بھی آئندہ
کا حال معلوم نہ تھا ایسا ہی کہا برماوی اور کرمانی نے اور حافظ ابن حجر نے اور عینی نے کہا کہ احتمال ہے
کہ انشاء اللہ آپنے محض برکت کے لیے کہا ہو اور آپ کو وحی سے معلوم ہوگیا ہو کہ یہ فعل ضرور واقع ہوگا (قسطلانی)
ف عتبان نے کہا پھر دوسرے دن صبح کو جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر تشریف لائے جب
دن چڑھ گیا تھا (ابو اویس کی روایت مین حضرت عمر کا ساتھ ہونا بھی مذکور ہے اور مسلم کی روایت مین یون ہے
پھر آپ تشریف لائے اور آپکے اصحاب مین سے جس کا آنا اللہ کو منظور تھا اور طبرانی کی روایت مین ہے کہ آپ
اپنے کئی اصحاب کے ساتھ تشریف لائے تو احتمال ہے کہ ابوبکر آپکے ساتھ گئے ہون اور دوسرے صحابہ
آپ سے پہلے یا آپکے بعد آگئے ہون) اور آپنے اجازت مانگی اندر آنے کی مین نے اجازت دی آپ بیٹھے
نہین جب گھر کے اندر آئے ف کیونکہ یہان آپ نماز کے لیے آئے تھے تو پہلے نماز ادا کی اور ملیکہ کے گھر
کھانے کے لیے تشریف لیگئے تھے وہان پہلے کھانا کھایا پھر نماز پڑھی (فتح) ف بلکہ فرمایا تو کہان چاہتا
ہے کہ وہان مین نماز پڑھون تیرے گھر مین عتبان نے کہا مین نے گھر کا ایک کونا آپ کو بتلایا آپ وہان کھڑے
ہوئے اور تکبیر کہی ہم بھی کھڑے ہوئے صف باندھ کر پھر آپنے دو رکعتین پڑھین بعد اسکے سلام پھیرا
(اس حدیث سے یہ نکلا کہ دن کو نفل نماز جماعت سے درست ہے اور دن کو بھی دو دو رکعت نفل پڑھنا افضل ہے

اور روکا خفیہ کو عتبان نے کہا پھر ہم نے آپ کو ٹھیرایا حلیم کے لیے جو ہم نے طیار کیا تھا آپ کے لیے ف
حلیم ترجمہ ہے خزیرہ کا خا سے معجمہ اور زای منقوطہ سے ابن قتیبہ نے کہا خزیرہ اس طرح بنتا ہے کہ گوشت کو چھوٹے
چھوٹے ٹکڑے کریں پھر بہت سا پانی ڈالکر اوسکو چڑھا دیں پکنے کے لیے جب پک جاوے تو اوسپر آٹا چھڑک
دیویں اور جو گوشت نہ ہو صرف آٹا ہو تو وہ عصیدہ ہے یعنی حریرہ الیسا ہی کہا یعقوب نے اور کہا کہ خزیرہ
باسی گوشت کا بنتا ہے اور بعضوں نے کہا خزیرہ حریرہ ہے آٹے کا جس میں دہن ہوتا ہے اور ازہری نے
ابو الہیثم سے نقل کیا کہ خزیرہ نخالہ کا ہوتا ہے اور مصنف نے اطعمہ میں نضر سے الیسا ہی نقل کیا عیاض نے
کہا نخالہ سے وہ آٹا مراد ہے جسکو چھانیں نہیں میں کہتا ہوں مسلم کی روایت میں جشیشہ ہے اہل لغت نے کہا وہ
یہ ہے کہ گیہوں کو تھوڑا پیسیں پھر اوس میں چربی وغیرہ ڈالیں اور مطالع میں ہے کہ صحیحین میں حریرہ ہے حا اور را
سے روایت سے اور مصنف نے اطعمہ میں نضر سے نقل کیا کہ وہ دودھ سے بنتا ہے واللہ اعلم (فتح) ف
عتبان نے کہا پھر محلہ والوں میں سے کچھ لوگ دوبارہ لوٹ آئے گھر میں ایسے جمع ہو گئے حضرتؐ کا تشریف
لانا سنکر ایک شخص اون میں سے بولا کہاں ہے دخیشن کا بیٹا یا دخشن کا بیٹا (مصنف کی دوسری
روایت میں دخشن ہے بغیر شک کے اور الیسا ہی مسلم نے نکالا اور طبرانی نے احمد بن صالح سے نقل کیا کہ صحیح
دخشم ہے اور طیالسی نے اور مسلم نے ثابت سے الیسا ہی نکالا بعضوں نے کہا ف مراد اس سے عتبان میں
حدیث کا راوی الیسا ہی کہا بعض علما نے ابن عبد البر نے تمہید میں کہا جس شخص نے حضرتؐ سے سرگوشی
کی تھی ایک منافق کے قتل کے لیے وہ عتبان تھے اور منافق مالک بن دخشم کو کہا تھا پھر یہی حدیث
عتبان کی بیان کی حالانکہ اس سے یہ نہیں نکلتا ہے کہ سرگوشی عتبان نے کی تھی ابن عبد البر نے کہا
مالک بلا اختلاف بدر کی لڑائی میں شریک تھا اور سہیل بن عمرو کو اوسی نے پکڑا تھا پھر ابو ہریرہ سے
نکالا کہ حضرتؐ نے مالک کے باب میں فرمایا کیا وہ بدر میں حاضر نہیں تھا اور ابن اسحاق نے مغازی
میں نکالا کہ حضرتؐ نے اسی مالک بن دخشم کو اور معن بن عدی کو روانہ کیا تھا ان دونوں نے مسجد ضرار
کو جلا دیا تھا اس سے یہ نکلتا ہے کہ وہ منافق نہ تھا یا بعد کو اوسکا نفاق جاتا رہا نفاق سے نفاق کفر مراد نہیں ہے
بلکہ منافقوں سے دوستی رکھنا اور صحابہ نے اسی وجہ سے اوس پر اعتراض کیا اور شاید اوسکو کوئی عذر ہو
اسباب میں جیسے حاطب بن ابی بلتعہ کو تھا (فتح) ف وہ تو منافق ہے اللہ اور اوسکے رسول سے محبت
نہیں رکھتا تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الیسا مت کہہ کیا تو نہیں دیکھتا اوس نے لا الہ

الا اللہ کہا مسلم کی روایت مین ہی اونہون نے کہا بیشک وہ لا الہ الا اللہ کہتا ہی لیکن اوسکے دل مین یقین نہین ا
اللہ کے لیے تیا اونہون نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہی ہم کہا ہم تو اوسکی توجہ اور اوسکی سچی دوستی منافقوں
سے پاتے ہین تب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ پاک نے تو حرام کر دیا ہے دوزخ پر اوس شخص کو
جو لا الہ الا اللہ کہے خالص اللہ جل جلالہ کی رضامندی کے لیے ف حافظ نے کہا صحیحین اور عتبان سے
صحیحین مین ایک یہی حدیث منقول ہی اور امام بخاری نے دس مقامون سے زیادہ اس حدیث کو نکالا کہین طول کے
ساتھ کہین اختصار کے ساتھ اور اس حدیث کو عتبان سے انس بن مالک رض نے بھی سنا اوسکو مسلم نے نکالا اور ابو بکر
بن انس نے اپنے باپ کے ساتھ سنا عتبان سے اوسکو نکالا طبرانی نے اور باب النوافل مین یہ آویگا کہ ابو ایوب
انصاری نے محمود بن ربیع کو یہ حدیث روایت کرتے سنا عتبان سے تو اوسکا انکار کیا کیونکہ ظاہر سے اس حدیث
کے یہ نکلتا ہے کہ ہر موحد پر دوزخ حرام ہے اور شفاعت کی حدیثون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعض موحدین کو دوزخ
کا عذاب ہوگا لیکن علما نے اس کے کئی جواب دیے ہین ایک تو وہ کہ امام مسلم نے نکالا ابن شہاب سے اس حدیث
کے بعد کہ پھر اور فرائض اور امور اترے تو اب کوئی دہوکا نہ کھاوے اس حدیث سے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے
کہ نماز اس حدیث سے پہلے فرض ہو چکی تھی اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تارک الصلوٰۃ اگر موحد ہو تو اوسکو عذاب
نہ ہوگا اور بعضون نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہی کہ جو کوئی خلوص سے لا الہ الا اللہ کہے اور خلوص اوسکو ہر خوف اور الفرض
ترک نہین کرنا اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ فرض کے ترک کرنے سے کلمہ کے خلوص مین خلل نہین ہوتا اور بعضون
نے کہا مراد یہ ہی کہ اوسکو ہمیشہ دوزخ مین رہنے کا عذاب نہ ہوگا یا وہ طبقہ دوزخ کا اوس پر حرام ہوگا جس میں
کافر رہینگے نہ وہ طبقہ جو گنہگارون کے لیے ہی اور اس حدیث سے کئی فائدے نکلتے ہین اندھے کی امامت
جائز ہونا اپنی بیماری کا بیان کرنا اور یہ شکایت مین داخل نہین مدینہ مین سوا مسجد نبوی کے اور مسجدون مین بھی
جماعت ہونا اندھیرے پانی مین جماعت کا معاف ہونا نماز کے لیے ایک جای معین کرنا اور وہ جو ابو داؤد مین
ایک حدیث مروی ہی جس سے مسجد مین کوئی جای معین کرنیکی ممانعت نکلتی ہے تو وہ محمول ہے اوس حالت
پر جب ریا وغیرہ کا خیال ہو صفون کا برابر کرنا جو شخص ملاقات کو آوے اوسکی امامت جائز ہونا بشرطیکہ وہ بڑا
امام ہو یا صاحب خانہ اوسکو اجازت دیوے حضرت نے جہان نماز پڑہی ہے وہ جای متبرک ہونا اگر کوئی کسی صالح
شخص کو بلاوے برکت کے لیے تو جانا افضل کو اپنے سے کم درجہ والے کی دعوت قبول کرنا وعدہ کو پورا کرنا
وعدہ کے ساتھ انشاء اللہ کہنا اپنے ساتھ بعض دوستون کو لیجانا جب یہ معلوم ہو کہ میزبان کو ناگوار نہ ہوگا

گھر میں گھسنے سے پہلے اجازت چاہنا اگرچہ اسکو بلایا ہوا آیا ہو اہل محلہ کا امام یا عالم کے پاس جسسے ہو تا برکت حاصل کرنیکو لیے جس سے ہو دینی آفت سے بچنے کا ڈر ہو اوسکا حال امام سے کہدینا اور یہ غیبت میں داخل نہیں اور امام کو لازم ہے کہ اوسکو خوب دریافت کرے ایمان میں صرف زبانی اقرار کافی نہو جب تک دل سے یقین نہو جو توحید پر مرے اوسکا ہمیشہ دوزخ میں نہ رہنا نابینا اور بارش میں گھر میں نماز پڑھ لینا نوافل جماعت سے ادا کرنا (فتح مختصرا) ف ابن شہاب نے کہا پھر میں نے حصین بن محمد انصاری سے پوچھا جو بنی سالم کے عمدہ لوگوں میں سے تھا محمود بن الربیع کی حدیث کو اونہوں نے کہا سچ کہا محمود نے ف تو شاید حصین نے بھی اس حدیث کو عتبان سے سنا ہوگا اور احتمال ہے کہ دوسرے صحابی سے سنا ہو (فتح)

باب التیمن فی دخول المسجد وغیرہ مسجد میں یا گھر وغیرہ میں گھستے وقت پہلے داہنا پاؤں اندر رکھنا وكان ابن عمر يبدأ برجله اليمنى فاذا خرج بدأ برجله اليسرى اور عبد اللہ بن عمر رض پہلے اپنا داہنا پاؤں رکھتے تھے (مسجد میں جاتے وقت) پھر جب نکلتے تو پہلے بایاں پاؤں نکالتے ف حافظ نے کہا مجھکو یہ اثر موصولاً نہیں ملا ابن عمر سے البتہ حاکم نے مستدرک میں روایت کیا معاویہ بن قرہ سے اونہوں نے انس سے وہ کہتے تھے جب تو مسجد میں داخل ہونے لگے تو سنت یہ ہے کہ پہلے داہنا پاؤں رکھے اور جب نکلے تو پہلے بایاں پاؤں نکالے اور صحابی جب یوں کہے کہ یہ امر سنت سے ہے تو وہ مثل مرفوع حدیث کے ہے لیکن انس کی یہ روایت امام بخاری کی شرط پر نہ تھی اسلیے وہ ابن عمر کا اثر لائے حدثنا سليمان بن حرب قال حدثنا شعبة عن الاشعث بن سليم عن ابيه عن مسروق عن عائشة رض قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يحب التيمن ما استطاع في شانه كله في طهوره وترجله وتنعله ترجمہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف سے شروع کرنا پسند کرتے تھے جہاں تک آپ سے ہو سکتا اپنے سب کاموں میں وضو میں اور کنگھی کرنے میں اور جوتا پہننے میں ف حافظ نے کہا یہ حدیث عام ہے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد سے نکلتے وقت بھی پہلے داہنا پاؤں نکالے اور احتمال ہے کہ جہاں تک ہو سکتا ہے سے مراد ہو کہ بعض کاموں میں داہنا مقدم کرنا نہیں چاہیے جیسے پاخانے جانے میں مسجد سے نکلنے میں اسیطرح ناپاک اشیا لینے میں جیسے استنجا میں ناک نکالنے میں اور حضرت عائشہ نے حضرت کا پسند کرنا حضرت کے فرمانے سے معلوم کیا یا قرائن سے اور یہ حدیث کی بحث کتاب الطہارت میں گذر چکی (فتح) مؤلف نے اوسکو لباس اور اطعمہ میں بھی نکالا (قسط)

باب هل تنبش قبور مشركي الجاهلية ويتخذ

مَكَانَهَا مَسَاجِدَ کیا جاہلیت کے زمانے کی مشرکوں کی قبریں کھود ڈالنا اور اُس جگہہ مسجد بنانا درست ہے ف حافظ نے کہا یہ امر مشرکوں سے خاص ہے لیکن پیغمبروں کی اور جو اون کے تابع ہیں اونکی قبریں کھودنا درست نہیں کسلیے کہ اس میں انکی تذلیل ہے اور مشرکوں کی کوئی عزت نہیں لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ کیونکہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت کرے اللہ یہود پر اونھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا ف اسحدیث کو مولف نے وصل کیا باب الوفاۃ میں کتاب المغازی سے اور جنائز میں اور وہان نصاری کا لفظ زیادہ ہے تیسیر الوصول میں ہے کہ پانچوں عالموں نے ابوہریرہؓ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا لعنت کرے اللہ تعالی یہود اور نصاری پر اونھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا ایک روایت میں ہے حضرت عائشہ سے اونھوں نے کہا اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو حضرتؐ کی قبر کھلی رہتی حافظ نے کہا اسحدیث سے مولف نے یہ مطلب نکالا کہ قبروں کا مسجد بنانا اوسوقت منع ہے جب کوئی تعظیم کی نیت سے ایسا کرے جیسے جاہلیت کے لوگ کرتے تھے اور رفتہ رفتہ قبروں کی پرستش کرنے لگے اور یہ حدیث شامل ہے اوس شخص کے لیے بھی جو پیغمبروں کی قبریں کھودی جنکی ہڈیاں پھینکی لیکن یہ خاص ہے انبیا اور جو انبیا کے تابعین ہیں انکا بھی یہی حکم ہے اور کفار کی قبریں کھودنے میں کوئی قباحت نہیں اونکو ذلیل کرنے میں کیا حرج ہے اور انکی قبریں کھود کر مسجد بنانے میں اونکی تعظیم منظور نہیں ہوتی تو معلوم ہوا کہ اسحدیث میں اور حضرتؐ کے اس فعل میں کہ آپ نے مشرکوں کی قبریں کھدوا کر اوس جگہہ مسجد بنائی تعارض نہیں ہے انتہی مترجم کہتا ہے جب پیغمبروں کی قبر کو مسجد بنانا تعظیم کے لیے ناجائز اور باعث لعن ہوا حالانکہ مسجد میں اللہ کی عبادت ہوتی ہے تو خود پیغمبروں کی قبر کو سجدہ کرنا زیادہ تر ناجائز اور باعث لعن ہوگا اور یہ امر قیاس جلی سے ثابت ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ قبروں کو سجدہ کرنے والے بمنطوق حدیث ملعون ہیں معاذ اللہ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلٰوةِ فِي الْقُبُوْرِ اور اس باب میں یہ بیان ہے کہ قبروں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے ف خواہ قبر کے اوپر ہو یا قبر کی طرف یا دو قبروں کے بیچ میں ہو اور اس باب میں ایک حدیث وارد ہے جسکو امام مسلم نے روایت کیا ابو مرثد غنوی سے مرفوعاً مت بیٹھو قبروں پر اور مت نماز پڑھو قبروں کی طرف اور نہ قبروں کے اوپر اور یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر نہ تھی اسلیے ترجمہ باب میں اسکیطرف اشارہ کیا اور حضرت عمرؓ کا اثر اسلیے لائے کہ یہ فعل مکروہ ہے لیکن نماز فاسد نہ ہوگی (فتح) وَرَاٰى عُمَرُ اَنَسَ بْنَ

مالك يصلي عند قبر فقال القبر القبر ولم يأمره بالإعادة اور حضرت عمرؓ نے انس بن مالکؓ کو نماز
پڑھتے دیکھا ایک قبر کے پاس تو فرمایا قبر ہے قبر اور نماز لوٹانیکا اون کو حکم نہ کیا ف یہ اثر موصولاً ابو نعیم نے نکالا
جو بخاری کے شیخ ہیں کتاب الصلوۃ میں اوسمیں یہ ہے کہ انسؓ نماز پڑہ رہے تہے ایک قبر کیطرف حضرت عمرؓ نے
انکو پکارا القبر القبر وہ سمجھے کہ قمر کہتے ہیں (یعنے چاند چاند) پہر انکو معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ قبر کہتے ہیں تو وہ ہٹ گئے
قبر سے اور نماز پڑہی اور اس اثر کے اور بہی کئی طریق ہیں مینے انکو تعلیق التعلیق میں بیان کیا ایک حمید کا طریق
ہے انس سے اوسمیں یہ ہے کہ انسؓ نے کہا میرے پاس والون میں سے کسی نے کہا حضرت عمرؓ قبر کو کہتے ہیں تو میں
سرک گیا قبر کے پاس سے اور انس کے نماز پڑہے جانیسے امام بخاری نے نکالا کہ نماز جائز ہوگئی اور جو نماز فاسد
ہوتی تو وہ سر سے شروع کرتے (فتح) قسطلانی نے کہا نماز کا جائز ہونا اس سے نکلا لیکن کراہت کے
ساتھہ کیونکہ اوسنے نجاست پر نماز پڑہی گو بیچ میں حائل ہو اور شافعیہ کا یہی مذہب ہے اور بعضون نے کہا کراہت
بہی نہیں اسلیے کہ نجاست پر اگر پاک فرش ہو تو اوسپر نماز مکروہ نہیں یہ قاضی حسین نے کہا اور ابن رفعہ نے
کہا قاضی کے کلام سے یہ نکلتا ہے کہ یہ کراہت میت کی حرمت کی لحاظ سے ہے لیکن اگر کوئی شخص قبرون کے
بیچ میں کہڑا ہو اسطرح سے کہ اسکے نیچے کوئی میت نہو اور نہ نجاست ہو تو کراہت نہیں مگر کہدی ہوئی قبر پر
نماز صحیح نہوگی توشیح میں ہے کہ پیغمبرون کی قبریں اس سے مستثنے ہیں وہان نماز پڑہنا مکروہ نہیں کیونکہ اللہ
تعالے نے زمین پر انکے بدنون کو حرام کر دیا ہے اور وہ زندہ ہیں اپنی قبرون میں نماز پڑہتے ہیں اور یہہ
حدیث لعن الله اليهود اتخذوا قبور انبيائهم مساجد اسکے خلاف نہوگی کیونکہ قبرون کو مسجد بنانا اور بات ہے انکیطرف
اور وہان نماز پڑہنا اور بات ہے اور یہ امر اونکا خاص ہے، جب ممانعت ہے تو ضرر نہیں کہ عام سے یہی ممانعت ہو تحقیق میں ہے کہ آنحضرتؐ کی
قبر شریف کیطرف منہ کر کے نماز پڑہنا حرام ہے اور کسی آدمی کیطرف منہ کر کے نماز پڑہنا مکروہ ہے اسلیے کہ
اوس میں خیال بٹتا ہے اور حضرتؐ کی قبر شریف پر اور پیغمبرون کی قبرون کا قیاس کرنا چاہیے اور امام مالک
نے مقبرہ میں نماز پڑہنا جائز رکہا ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے منتخب المقتنع میں ہے کہ مقبرہ
میں نماز صحیح نہیں البتہ جنازہ کی نماز درست ہے اور دو ایک قبرین ہونے سے ضرر نہیں اسیطرح اگر گہر میں
کوئی قبر ہو (قسطلانی) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي
عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ
فَذَكَرَتَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُولَئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا

عَلٰی قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ فَاُولٰٓئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ترجمہ
اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے اُم المومنین اُم حبیبہ اور اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہما دونون نے
ذکر کیا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک گرجے کا جسکو اونہون نے حبش کے ملک مین دیکہا تہا اوس مین
تصویرین تہین آپنے فرمایا اون لوگون مین (نصاری مین) جب کوئی شخص نیک ہوتا پہر وہ مرجاتا تو اوسکی
قبر پر مسجد بنالیتے اور اُس مین یہ مورتین کہینچتے وہ لوگ تمام مخلوق مین برے ہونگے اللہ کے نزدیک قیامت کے
دن ف حافظ نے کہا اہل کتاب کے اگلے لوگون نے اچہے لوگون کی مورتین اسلیے بنائی تہین کہ پچہلے لوگ
اُنسے مانوس ہون اور اُن کے نیک کامون کو یاد کرکے اون کیطرح کوشش کرین پہر پچہلے لوگ ایسے پیدا ہوئے
جو اگلون کا مقصد نہ سمجہے اور شیطان نے اونکے دلون مین وسوسہ ڈالا کہ تمہارے اگلے بزرگ ان مورتون کی
پرستش کرتے تہے اور انکی تعظیم کرتے تہے تم بہی انکی پرستش کرو تو جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے صورتون
ہی سے منع فرمادیا اور شرک کے ذریعہ کو روک دیا اور حدیث مین دلیل ہے تصویر حرام ہونے پر اور بعضون نے
کہا ہے یہ وعید اون لوگون کے لیے تہی جو اُس زمانے مین تہے کیونکہ بت پرستی کا عہد قریب تہا اب یہ وعید نہین
ہے اور ابن دقیق العید نے ان لوگون کا رد کیا ہے طول کے ساتہہ جیسے کتاب اللباس مین آویگا اور بیضاوی
نے کہا کہ یہود اور نصاری پیغمبرون کی قبرون کو سجدہ کرتے اونکی تعظیم کے لیے اور قبرون کو قبلہ بناتے نماز وغیرہ
کے لیے اور انکو بت کرلیتے تو حضرتؐ نے انپر لعنت کی اور مسلمانون کو اس کام سے منع کیا لیکن اگر کوئی مسلمان
کسی نیکبخت اور صالح شخص کی قبر کے پاس مسجد بنادے اور اوسکے قرب سے صرف برکت کی نیت رکہے نہ
قبر کی تعظیم کرے نہ اوسطرف منہ کرے نماز مین تو وہ اس وعید مین داخل نہین ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے
کہ مومن جو عجیب باتین دیکہے اوسکو بیان کرسکتا ہے اور جو عالم ہو وہ اُنکا حکم بیان کردیوے اور جو لوگ
حرام کام کرین انکی مذمت اور قبرون مین نماز پڑہنا خواہ قبر کے بازو مین نماز پڑہے یا خود قبر پر یا قبر کیطرف
ہر طرح مکروہ ہے اور اسکا بیان آگے آویگا (فتح) مترجم کہتا ہے اب اس زمانے مین پہر شرک اور کفر کا بازار
گرم ہوگیا ہے اور بہت لوگ ایسے ہین جو نام کے مسلمان ہین لیکن شرک مین گرفتار ہین ہر جگہہ اور ہر ملک مین گور
پرستی اور چلہ پرستی اور شدہ پرستی اور تعزیہ پرستی اور مورت پرستی شائع ہورہی ہے اور جو کوئی ان باتون
سے منع کرے اوسکو معاذ اللہ یہ مشرک مردود وہابی قرار دیتے ہین ایسا دجالی زمانہ کبہی دیکہنے مین نہین آیا
اسوقت مین بیضاوی کی تقریر مناسب ہین اور جو حافظ صاحب اس زمانے مین ہوتے اور اسوقت کی شرک

اور کفر دیکھتے تو قبر کے پاس مسجد بنانے کی کبھی اجازت نہ دیتے اب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر عمل
کرنا ضرور ہے اور قبروں کے پاس مسجد بنانے سے منع کرنا چاہیے اور جو کوئی کسی قبر کو سجدہ کرے یا قبر کی طرف
توجہ کرے نماز کے لیے اوسکو اس بری کام سے روکنا چاہیے واللہ اعلم حدثنا مسدد قال حدثنا
عبد الوارث عن ابی التیاح عن انس قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ فنزل اعلی
المدینۃ فی حی یقال لھم بنو عمرو بن عوف فاقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیھم اربع
عشرۃ لیلۃ ثم ارسل الی بنی النجار فجاؤا متقلدین السیوف کانی انظر الی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم علی راحلتہ وابوبکر ردفہ وملاء بنی النجار حولہ حتی القی بفناء ابی ایوب
وکان یحب ان یصلی حیث ادرکتہ الصلوۃ ویصلی فی مرابض الغنم وانہ امر ببناء
المسجد فارسل الی ملاء من بنی النجار فقال یا بنی النجار ثامنونی بحائطکم ھذا قالوا لا
واللہ لا نطلب ثمنہ الا الی اللہ فقال انس فکان فیہ ما اقول لکم قبور المشرکین وفیہ
خرب وفیہ نخل فامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبور المشرکین فنبشت ثم بالخرب فسویت
وبالنخل فقطع فصفوا النخل قبلۃ المسجد وجعلوا عضادتیہ الحجارۃ وجعلوا ینقلون الصخر
وھم یرتجزون والنبی صلی اللہ علیہ وسلم معھم وھو یقول اللھم لا خیر الا خیر
الاخرۃ فاغفر للانصار والمھاجرۃ ترجمہ انس بن مالکؓ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ کی بلندی میں اوترے ایک محلہ میں جسکو بنی عمرو بن عوف کہتے تھے
چودہ راتوں تک وہیں رہے (اور بعض نسخوں میں چوبیس راتیں ہیں لیکن صحیح چودہ راتیں ہیں جیسے ابوداؤد
کی روایت میں ہے) پھر آپنے بنی نجار بلا ایک قوم تھی انصار کی وہ ماموں تھے عبد المطلب حضرت کے دادا کے
کیونکہ اونکی ماں سلمی بنی نجار میں سے تھیں آپنے اونہی کے پاس اوترنا چاہا جب قبا سے لوٹے اور نجار ایک
شاخ ہے خزرج قبیلہ کی اوسکا نام تیم اللات بن ثعلبہ ہے اوکے پاس کسیکو بھیجا (اونکو بلانے کے لیے) وہ
لوگ تلواریں لٹکائے ہوئے آئے (یہود کے ڈر سے دوسرے آپ کو دکھلانے کے لیے کہ ہم آپ کی مدد کے لیے
حاضر ہیں) انس نے کہا گویا میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں آپ اپنی اونٹنی پر
سوار تھے (جسکا نام قصواء تھا) اور ابوبکر صدیق آپکے پیچھے بیٹھے تھے اور بنی نجار کے لوگ آپ کے
گرد تھے یہاں تک کہ آپنے اپنا کجاوہ ابو ایوب انصاری (خالد بن زیدؓ) کے آنگن میں اوتارا اور آپ پسند

کرتے تھے نماز پڑھنا اوسی جگہ جہان نماز کا وقت آجاوے اور بکریون کے تہنے مین بہی آپ نماز پڑہ لیتے
اور آپ نے حکم دیا مسجد کے بنانیکا تو بنی نجار کے لوگون کو بلا بہیجا اور فرمایا اے بنی نجار تم اپنے اس باغ کا مول کرلو
مجہسے (یعنے اوسکی قیمت لیلو) اونہون نے کہا نہین قسم خدا کی ہم اوسکی قیمت نہین چاہینگے مگر اللہ جل جلالہ سے کیونکہ
اوسیکا گہر ہمارے باغ مین بنیگا (ابن ماجہ کی روایت مین ہی ہم کبہی نہین مانگینگے مگر اللہ سے) انس نے کہا اوس باغ
مین یہ چیزین تہین جو مین تمسے بیان کرتا ہون مشرکون کی قبرین اور کہنڈر اور کہجور کے درخت تو آپ نے
حکم کیا مشرکون کی قبرین کہودی گئین (انکی ہڈیان نکالکر پہینکی گئین) پہر حکم کیا کہنڈر برابر کیے گیے پہر حکم
کیا کہجور کے درخت کاٹے گیے اور انکی لکڑیان قبلہ کی طرف مسجد کے برابر رکہدی گئین اور اسکے دونون
طرف پتہر رکہدیے اور صحابہ پتہر ڈہو تے تہے اور رجز (وہ شعر ین جو محنت مزدوری لڑائی کیوقت
پڑہتے ہین) پڑہتے جاتے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی اون کے ساتہ رجز پڑہتے تہے اور فرماتے
تہے یا اللہ بہلائی نہین ہی مگر آخرت کی بہلائی تو بخشدے انصار اور مہاجرین کو ف ابوداؤد کی روایت
مین بہی مدد کر انصار اور مہاجرین کی اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو مقبرہ کسی کی ملک ہو اوس مین تصرف
جائز ہی بیع یا ہبہ سے اور پرانی قبرون کا اوکہیڑنا درست ہے بشرطیکہ وہ حرمت کے لائق نہون (جیسے کافرون
کی قبرین ہون) اور مشرکین کے مقبرہ مین نماز درست ہے جب قبرین کہود کر ہڈیان پہینک دیجاوین اور
وہان مسجد بنانا جائز ہے اور بیوداردرختون کا کاٹنا ضرورت سے جائز ہے اور احتمال ہے کہ ان درختون
مین ثمرہ نہ ہوتا ہو اور حضرت شعر تصنیف نہین کرسکتے تہے لیکن پڑہ سکتے تہے علاوہ اسکے خلیل نے
رجز مشطور کو شعر مین داخل نہین کیا ہے اور بعضون نے کہا شعر وہ ہے کہ متکلم اوسکو بہ نیت شعر کہے
ورنہ کلام کبہی موزون ہوتا ہے لیکن وہ شعر نہین ہوتا اور اسی قبیل سے ہین وہ آیات اور احادیث جو
موزون ہین اور مؤلف نے اس حدیث کو صلوٰۃ اور وصایا اور ہجرت اور حج اور بیوع مین نکالا اور مسلم
نے صلوٰۃ مین اور ایسا ہی ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے (فتح وقسط) منتقی الاخبار مین ہے
کہ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عثمان بن ابی العاص سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کو حکم
دیا طائف مین مسجدین بنانیکا جہان پہلے بت رہتے تہے مشرکون کے امام بخاری نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا
ہم یہود اور نصاریٰ کے گرجاؤن مین اسوجہ سے نہین جاتے کہ وہان تصویرین ہوتی ہین اور ابن عباس
گرجا مین نماز پڑہ لیتے تہے مگر اوس گرجا مین نہین پڑہتے تہے جہان تصویرین ہوتین شوکانی نے کہا عثمان کی

حدیث کے راوی ثقہ ہیں اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ گرجا اور حجرے یہود اور نصاری کے اسیطرح تبخانے مسجد بن سکتے ہیں اور صحابہ نے جب ملکوں کو فتح کیا تو بہت سے عبادتخانے کافروں کے مسجد کر دیے اور انکی محرابیں بدل دیں اور امام نسائی اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں قیس بن طلق بن علی سے نکالا انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا ہم اپنی قوم کیطرف سے نکلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف تو ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپکے ساتھ نماز پڑھی اور ہم نے عرض کیا آپ سے کہ ہمارے ملک میں ایک گرجا ہے اور ہم نے آپ سے مانگا آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی آپنے پانی منگوایا پھر وضو کیا اور کلی کی پھر وہ پانی ایک ڈول میں ڈالدیا اور حکم دیا ہمکو روانہ ہونیکا اور فرمایا جب تم اپنے ملک میں پہونچو تو اوس گرجا کو توڑ دو اور اوس جگہہ پہ یہ پانی چھڑک دو اور اوسکو مسجد بنالو شوکانی نے کہا قیس بن طلق کیحدیث سے حجت نہیں ہو سکتی ضعیف کیا اوسکو احمد اور ابن معین اور ابن ابی حاتم اور ابوزرعہ نے لیکن ثقہ کہا اوسکو عجلی اور عثمان بن سعد نے اور ابن قطان نے کہا اوسکی روایت حسن ہے صحیح نہیں اور قیس کے سوا باقی سب راوی اسحدیث کے ثقہ ہیں **باب الصلوٰۃ فی مرابض الغنم** بکریاں جہاں رہتی ہیں وہاں نماز پڑھنا **ف** حدیث میں مرابض کا لفظ ہے حافظ علیہ الرحمۃ نے کہا کہ مرابض جمع ہے مربض بکسر میم کی یعنے مکان بکریوں کا اور عینی نے کہا کہ یہ غلط ہے مرابض جمع ہے مربض بکسر با اور فتح میم کی اور بلا شک یہ اعتراض عینی کا صحیح ہے اور سہو ہوا حافظ ابن حجر سے اس مقام میں **حدثنا سلیمان ابن حرب قال حدثنا شعبۃ عن ابی التیاح عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی مرابض الغنم ثم سمعته بعد یقول کان یصلی فی مرابض الغنم قبل ان یبنی المسجد** ترجمہ انس سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تہے بکریوں کے رہنے کی جگہوں میں شعبہ نے کہا میں نے ابو التیاح سے بعد کو سنا اسحدیث کو تو وہ یوں بیان کرتے تہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے تہے بکریوں کے رہنے کی جگہوں میں مسجد بننے سے پیشتر **ف** اس سے یہ نکلا کہ مسجد بننے کے بعد آپ ان جگہوں میں نماز نہیں پڑہتے تہے لیکن وہاں نماز پڑہنے کی اجازت دوسری حدیث سے ثابت ہے جیسے کتاب الطہارۃ میں گذرا اور یہ حدیث ایک ٹکڑا ہے پہلی حدیث کا جو اگلے باب میں بیان ہوئی ابن بطال نے کہا یہ حدیث حجت ہے امام شافعی پر جو کہتے ہیں بکریوں کا پیشاب اور انکا پاخانہ نجس ہے کیونکہ بکریوں کے رہنے کی جگہیں اکثر اون سے خالی نہیں ہوتیں اور شافعیہ نے یہ جواب دیا ہے کہ اصل

طہارت ہے اور غالب علم سلامت ہے اور اصل اور غالب مین جب تعارض ہو تو اصل کو ترجیح ہوگی (فتح) باب الصّلوٰۃ فِی مَوَاضِعِ الاِبِلِ اونٹون کے رہنے کی جگہون مین نماز پڑہنا ف حافظ نے کہا امام بخاری کی غرض اس باب کے لانے سی یہ ہے کہ جن حدیثون مین اونٹ اور بکریون مین فرق کیا ہے یعنے اونٹ کو رہنے کی جگہہ مین نماز سے منع کیا ہے اور بکریون کے رہنے کی جگہہ مین نماز کی اجازت دی ہے وہ حدیثین اونکی شرط پر نہین ہین لیکن اونکے طریقے قوی ہین اون مین سے ایک حدیث ہے جابر بن سمرہ کی اوسکو نکالا امام مسلم نے اور براء بن عازب کی اوسکو نکالا ابوداؤد نے اور ابوہریرہ کی اوسکو نکالا ترمذی اور امام احمد نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہو بکریون کے تہانون مین اور مت نماز پڑہو اونٹون کے تہانون مین اور عبداللہ بن مغفل کی اوسکو نکالا امام نسائی نے اور سبرہ بن معبد کی اوسکو نکالا ابن ماجہ نے اور اکثر روایتون مین معاطن الابل ہے اور جابر بن سمرہ اور براء کی روایتون مین مبارک الابل ہے اور ایسا ہی نکالا طبرانی نے سلیک سے اور ترمذی نے سبرہ اور ابوہریرہ سے نکالا اوسمین اعطان الابل ہے اور طبرانی نے اسید بن حضیر سے نکالا اوس مین مناخ الابل ہے اور امام احمد نے عبداللہ بن عمرو سے نکالا اوس مین مرابد الابل ہے اسلیے امام بخاری نے مواضع کا لفظ کہا جو ان سب کو شامل ہے اور معاطن مواضع سے خاص ہے کیونکہ معاطن وہ مقامات ہین جہان اونٹ پانی پینے کیوقت بیٹہتے ہین اور بعضون نے کہا یہ ممانعت خاص ہے معاطن سے اور مقامون مین اونٹون کی نماز درست ہے اور بعضون نے کہا معاطن سے مطلقاً اونٹون کے مقامات مراد ہین یہ صاحب مغنی نے امام احمد سی نقل کیا اور اسماعیلی نے امام بخاری پر یہ اعتراض کیا کہ باب کیحدیث سے اونٹ کی طرف نماز پڑہنا نکلتا ہے اور اوسکا سترہ کرنا اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اونٹون کے تہان مین نماز مکروہ نہو اور اسکا جواب یہ دیا ہے کہ علت ممانعت کی اونٹون کے تہان مین یہ ہے کہ اونٹ شیاطین سے پیدا ہوئی ہین جیسے عبداللہ بن مغفل کی روایت مین ہے اور براء کی روایت مین تو اگر یہ مانع ہوتا اون کے مقام مین نماز پڑہنے سے تو مانع ہوتا نماز مین اونکو آگے رکہنے سے اسطرح جب نمازی اون کی پیٹہ پر سوار ہو اور حضرت سی یہ ثابت ہے کہ آپ نفل نماز اپنے اونٹ پر پڑہ لیتے جیسے ابواب الوتر مین آویگا اور بعضون نے کہا کہ ایک اونٹ مین اور بہت سے اونٹون مین فرق ہے کیونکہ اونٹ اکثر بہڑک جاتے ہین اور اون کے بہڑکنے سے نمازی کا دل پریشان ہو جاوے گا یہ بات اونٹ کی سواری مین نہین اور بعضون نے کہا اونٹ اور بکریون مین فرق کی یہ علت ہے کہ اونٹ والے اونٹون

کے قریب ہی پاخانہ پہرتے ہین تو اونکے تہان اکثر نجس ہوتے ہین اور بکری والی ایسا نہین کرتے طحاوی نے شریک سے نقل کیا ہے اور اسکو بعید سمجہا اسی طرح غلطی کی اوس نے جس نے کہا کہ اونٹ کے تہانون مین پیشاب اور اون کا پاخانہ ہوتا ہے کیونکہ یہ امر بکریون کے تہانون مین بہی ہوتا ہے امام طحاوی نے کہا قیاس کے روسے اونٹ اور بکری مین کوئی فرق معلوم نہین ہوتا کہ ایک کے تہان مین نماز جائز ہو اور دوسرے کے تہان مین جائز نہ ہو اور حنفیہ کا یہی قول ہے اور یہ مذہب فاسد ہے کس لیے کہ مخالف ہے احادیث صحیحہ کے جنسے فرق کا ثبوت ہوتا ہے اور قیاس جب نص کے خلاف ہو تو وہ لغو ہے اور حدیث کا معارضہ قیاس سے بالاجماع باطل ہے اور بعض ائمہ نے اس حدیث مین کہ میرے لیے ساری زمین مسجد اور طہور بنائی گئی اور باب کی حدیثون مین یون جمع کیا ہے کہ اونٹون کے تہان مین نماز پڑہنا مکروہ تنزیہی ہے اور یہ جمع بہتر ہے اور امام احمد نے مسند مین عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا کہ حضرت بکریون کے تہانون مین نماز پڑہتے تہے اور اونٹ اور گایون کے تہانون مین نماز نہین پڑہتے تہے اسکی سند ضعیف ہے اور جو یہ حدیث ثابت ہوتی تو اوس سے یہ نکلتا کہ گائے بیل کا حکم اونٹون کا سا ہے اور ابن منذر نے گائے بیل کا حکم بکریون کا سا رکہا ہے (فتح الباری) قسطلانی نے کہا امام مالک اور شافعی نے اونٹون کے تہان مین نماز کو مکروہ رکہا ہے کیونکہ اونٹ اکثر بگڑ جاتے ہین یا اسلیے کہ اونکی پیدایش شیطانون سے ہے اور مسلم نے جابر بن سمرہ سے نکالا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کیا مین نماز پڑہون اونٹون کے بیٹہنے کی جگہہ مین آپ نے فرمایا نہین اور ترمذی نے ابوہریرہ سے نکالا کہ آپ نے فرمایا نماز پڑہو بکریون کے تہانون مین اور مت نماز پڑہو اونٹون کے تہانون مین اور طبرانی نے اوسط مین نکالا اسید بن حضیر سے مت نماز پڑہو اونٹون کے ٹہہانون کی جگہون مین شوکانی نے کہا اس باب مین طبرانی نے نکالا سلیک غطفانی سے اوسکی اسناد مین جابر جعفی ضعیف ہے گو ثقہ کہا اسکو شعبہ اور سفیان نے اور ابو یعلے نے طلحہ بن عبید اللہ سے اور امام احمد نے عبد اللہ بن عمرو سے اوسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہے اور نکالا انسے طبرانی نے اور نکالا اسکو طبرانی نے عقبہ بن عامر سے اوس کے راوی ثقہ ہین اور امام احمد اور طبرانی نے یعیش جہنی سے جسکا نام ذو الغرہ ہے اوسکے بہی راوی ثقہ ہین اور ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ بکریون کے تہان مین نماز جائز ہے اور اونٹون کے تہان مین حرام ہے اور یہی قول ہے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کا اونہون نے کہا اونٹ کے تہانون مین نماز صحیح نہین اور جس نے وہان نماز پڑہی وہ دوبارہ پڑہے اور امام مالک سے

پوچھا گیا کہ اگر کوئی جا ہو نہ پاوے سوا اونٹ کے تھان کے اونہوں نے کہا وہاں نماز نہ پڑھے لوگوں نے کہا اگر کپڑا بچھا لیوے اونہوں نے کہا جب بھی نہیں اور ابن حزم علیہ الرحمۃ نے کہا کہ نماز درست نہیں اونٹوں کے تھان میں اور جمہور یہ کہتے ہیں کہ اگر اونٹ کی تھان میں نجاست ہو تو نماز وہاں مکروہ ہے اور جو نجاست ہو تو حرام ہے اور حق امام احمد اور ظاہریہ کا مذہب ہے اور ابن حزم نے کہا کہ اونٹوں کے تھان میں نماز منع ہونیکی حدیثیں متواتر ہیں جنسے یقین حاصل ہوتا ہے انتہی مختصراً حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَلِّي إِلَى بَعِيرِهِ وَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ **ترجمہ** نافع سے روایت ہے میں نے عبد اللہ بن عمر کو دیکھا وہ نماز پڑھتے تھے اپنے اونٹ کیطرف (یعنے اونٹ کی آڑ میں اوسکو قبلہ کی طرف کرکے) اور کہتے تھے میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا **ف** اس حدیث کو مسلم اور ترمذی نے نکالا اور کہا حسن صحیح ہے (قسط)

بَابُ مَنْ صَلَّى وَقُدَّامَهُ تَنُّورٌ أَوْ نَارٌ أَوْ شَيْءٌ مِمَّا يُعْبَدُ فَأَرَادَ بِهِ وَجْهَ اللهِ

تعالیٰ باب بیان میں اسکے کہ اگر کوئی نماز پڑھے اور اوسکے سامنے تنور ہو (آگ کا) یا آگ ہو یا اور کوئی چیز جسکو مشرک پوجتے ہیں (جیسے بت یا تصویر یا سورج یا چاند وغیرہ) لیکن نماز پڑھنے والے کی نیت اللہ تعالیٰ کے پوجنے کی ہو **ف** اس صورت میں نماز جائز ہوگی بلا کراہت البتہ حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہوگی کیونکہ اوس میں مشابہت ہے بت پرستوں کی (قسط) حافظ نے کہا مولف نے اشارہ کیا اوس طرف جو ابن سیرین سے منقول ہے کہ اونہوں نے مکروہ رکھا تنور کی طرف نماز پڑھنے کو اور کہا وہ انگار کا گھر ہے نکالا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور سامنے ہونے سے یہ مراد ہے کہ نمازی اور قبلہ کے بیچ میں ہو (فتح) وَقَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي أَنَسٌ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ وَأَنَا أُصَلِّي اور ابن شہاب زہری نے کہا مجھسے بیان کیا انس نے کہا کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سامنے لائی گئی میرے انگار اور میں نماز پڑھ رہا تھا **ف** مراد جہنم کی انگار ہے اور یہ ٹکڑا ہے ایک لمبی حدیث کا جسکو مولف نے وصل کیا باب وقت الظہر میں (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أُرِيتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ أَفْظَعَ **ترجمہ** عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے اونہوں نے کہا سورج کو گہن لگا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی

رکسوف کی) پھر فرمایا مجھے دوزخ دکھلائی گئی تو میں نے کبھی کوئی چیز ایسی ڈراونی نہیں دیکھی جیسے آج کے دن دیکھی **ف** یعنے دوزخ کی شکل کریہ مہیب اور بدنما چیز نہیں دیکھی اللہ تعالی اپنے فضل سے دوزخ سے ہمکو بچاوے حافظ نے کہا اسمعیلی نے یہ اعتراض کیا کہ حضرت کو جو دوزخ دکھلائی گئی تو حضرت پر قیاس اوس انگار کا صحیح نہ ہوگا جسکو مشرک بطور پرستش کے اپنے سامنے رکھتے ہیں ابن تین نے کہا اس حدیث سے حجت لینا صحیح نہیں کیونکہ آپنے اپنے اختیار سے اپنے سامنے انگار نہیں رکھی تھی بلکہ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو خبردار کرنے کے لیے آپ کو دوزخ کی آگ بتلادی اور جواب یہ ہے کہ اختیار اور عدم اختیار سے غرض نہیں جب دوزخ کی آگ نماز میں آپکے سامنے لائی گئی اور آپ نماز پڑھتے رہے تو اس سے یہ نکلا کہ نمازی کے سامنے انگار ہونے سے نماز نہیں جاتی اور اس حدیث کی سوا ایک انس کی حدیث ہے جو کتاب التوحید میں مذکور ہے کہ آپنے فرمایا میرے سامنے جنت اور دوزخ ابھی لائی گئیں اس دیوار کے عرض میں اور میں نماز میں تھا اور مولف نے اس حدیث کو کسوف اور ایمان اور نکاح اور بدء الخلق میں نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے صلوۃ میں (فتح وقسطلانی ملخصا)

باب كراهية الصلوة في المقابر مقبروں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے **ف** حافظ نے کہا اس باب میں ایک صریح حدیث ہے جو ابوداؤد اور ترمذی نے ابوسعید خدری رض سے نکالی کہ فرمایا حضرت صلعم نے ساری زمین مسجد ہے مگر مقبرہ اور حمام اوسکے راوی ثقہ ہیں لیکن وہ امام بخاری کی شرط پر نہیں ہے کیونکہ اختلاف ہے اوسکے وصل اور ارسال میں گو حاکم اور ابن حبان نے اوسکو صحیح کہا ہے **حدثنا** مسدد قال حدثنا يحيى عن عبيد الله قال اخبرني نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اجعلوا في بيوتكم من صلوتكم ولا تتخذوها قبورا **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں میں بھی کچھ نماز پڑھا کرو (یعنے سنتیں اور نفل وغیرہ) اور مت بناؤ اپنے گھروں کو قبریں **ف** جیسے قبروں میں نماز نہیں ہوتی اسیطرح گھروں کو مت کرو مولف نے اس سے یہ نکالا کہ قبریں عبادت کا مقام نہیں ہیں اور اس صورت میں نماز وہاں مکروہ ہوگی اور نوافل کا ہونیکی دلیل یہ ہے جو مسلم نے نکالی جابر سے مرفوعا کہ جب کوئی تم میں سے نماز اپنی مسجد میں پوری کرے تو اپنے گھر کو بھی ایک حصہ دیوے اپنی نماز میں سے اور ممکن ہے کہ نماز سے بعض فرائض بھی مراد ہوں قاضی عیاض نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ مراد یہ ہے کہ بعض فرائض اپنے گھر میں بھی ادا کرو تا تمہاری پیروی کریں وہ لوگ جو مسجد کو نہیں آتے جیسے عورتیں وغیرہ اور یہ احتمال مرجوح ہے اور راجح یہی ہے کہ بعض نماز سے نوافل

مراد ہین اور شیخ محی الدین نے کہا کہ فرائض مراد نہین ہو سکتے اور اسماعیلی نے اس ترجمہ پر بھی اعتراض کیا کہ حدیث سے قبر مین نماز پڑہنے کی کراہت نکلتی ہے نہ مقبرے مین مین کہتا ہون دوسری روایت مین مقابر کا لفظ وارد ہے اوسکو نکالا مسلم نے ابوہریرہ سے اس لفظ سے لا تجعلوا بیوتکم مقابر یعنے اپنے گہرون کو مقبرے نہ بناؤ اور ابن تین نے کہا کہ امام بخاری نے اس سے یہ نکالا کہ مقبرون مین نماز پڑہنا مکروہ ہے اور ایک جماعت نے یہ کہا کہ اس حدیث سے گہر مین نماز پڑہنے کا استحباب نکلتا ہے کیونکہ مردے نماز نہین پڑہتے تو گویا آپنے یون فرمایا مردون کے مانند مت ہو جو اپنے گہرون مین یعنے قبرون مین نماز نہین پڑہتے لیکن مقبرے مین نماز کا جواز یا عدم جواز تو وہ اس حدیث سے نہین نکلتا مین کہتا ہون اس جماعت کا اگر یہ مطلب ہے کہ صاف طور سے یہ مطلب حدیث سے نہین نکلتا تو صحیح ہے اور اگر یہ مطلب ہے کہ مطلق نہین نکلتا تو صحیح نہین ہے کیونکہ دوسری روایت مین مقابر کا لفظ صراحتًا وارد ہے اور نہایہ مین مطالع کی متابعت سے یہ لکہا کہ امام بخاری کی تاویل مرجوح ہے اور معتبر اوسی کا قول ہے جو کہتا ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ مردہ اپنی قبر مین نماز نہین پڑہتا اور ابن منذر نے اکثر اہل علم سے نقل کیا ہے اونہون نے اس حدیث سے دلیل لی اسپر کہ مقبرہ نماز کی جگہہ نہین ہے اور ایسا ہی کہا بغوی نے شرح السنۃ مین اور خطابی نے اور یہ بھی کہا کہ احتمال ہے کہ مطلب یہ ہو اپنے گہرون کو صرف سونے کا مقام مت بناؤ اون مین نماز نہ پڑہ کر کیونکہ سونا بہائی ہے موت کا اور میت نماز نہین پڑہتا اور تورپشتی نے کہا کہ اس حدیث کے چار مطلب ہو سکتے ہین تین تو وہی جو اوپر بیان ہوئے اور چوتہا مطلب یہ ہے کہ جس نے اپنے گہر مین نماز نہ پڑہی اوس نے اپنے تئین مردہ بنایا اور گہر کو قبر بنایا مین کہتا ہون موید ہے اسکے وہ روایت جو امام مسلم نے نکالی مثال اوس گہر کی جس مین اللہ کی یاد ہوتی ہے اور جس گہر مین اللہ کی یاد نہین ہوتی زندے اور مردے کی ہے خطابی نے کہا جس نے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ مردے کا گہر مین دفن کرنا منع ہے تو یہ کچہ نہین کیونکہ خود حضرت صلعم اپنے گہر مین دفن ہوئے جہان زندگی مین رہا کرتے تہے مین کہتا ہون یہ مطلب اس حدیث سے صراحتًا نکلتا ہے اور کرمانی نے خطابی کی دلیل کا یہ جواب دیا کہ شاید گہر مین دفن ہونے کا جواز حضرت صلعم سے خاص ہووے اور ایک روایت مین ہے کہ پیغمبر وہین دفن ہوتے ہین جہان وفات پاتے ہین مین کہتا ہون اس حدیث کو ابن ماجہ نے ابن عباس سے اونہون نے ابوبکر صدیق رضی سے مرفوعًا روایت کیا کہ کوئی نبی نہین مرا مگر جہان مرا وہین دفن کیا گیا اور اسکی اسناد مین حسین بن عبد اللہ ہاشمی ضعیف ہے اور اسکا اور ایک طریق مرسل ہے جسکو بیہقی نے دلائل مین نکالا اور ترمذی نے شمائل مین اور نسائی نے سنن کبری مین سالم بن

عبید اشجعی صحابی سے نکالا اونھون نے ابو بکر صدیق سے اونسے کہا گیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہان دفن کیے جاوین اونھون نے کہا اوس جگہہ مین جہان آپ کی روح قبض کی اللہ تعالی نے کیونکہ آپ کی روح نہین قبض ہوئی مگر عمدہ اور پاکیزہ مکان مین اسکا اسناد صحیح ہے لیکن یہ روایت موقوف ہے اور اس سے پہلے کی روایت زیادہ صاف ہے اور جب یہ معلوم ہوا کہ گھر مین دفن ہونا آپ سے خاص تھا تو کیا تعجب ہے کہ اورون کے حق مین یہ امر منع ہو بلکہ اوسکی وجہ موجود ہے وہ یہ کہ اگر گھر مین مردے دفن ہوا کرین تو گھر مقبرے بن جاوینگے پھر وہان نماز پڑھنا مکروہ ہوگا اور مسلم نے جو ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ اپنے گھرون کو مقبرے مت بناؤ اس سے صاف یہ نکلتا ہے کہ گھرون مین دفن کرنا مطلقاً منع ہے تمام ہوا کلام حافظ کا فتح الباری مین قسطلانی نے کہا اسحدیث کو مسلم اور ابن ماجہ نے بھی نکالا شوکانی نے کہا نسائی کے سوا پانچون عالمون نے ابو سعید سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا زمین ساری مسجد ہے (یعنے نماز پڑھنے کی جگہہ ہے) سوا مقبرہ اور حمام کے اور نکالا اوسکو شافعی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے ترمذی نے کہا اسحدیث مین اضطراب ہے اور ثوری کی روایت عمرو بن یحیی سے اونھون نے اپنے باپ سے زیادہ ثابت اور زیادہ صحیح ہے دارقطنی نے کہا مرسلاً زیادہ محفوظ ہے اور بیہقی نے بھی اوسکے ارسال کو ترجیح دی اور نووی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے امام مین ہے کہ جب وصل کیا اوسکو ثقہ نے تو وہ مقبول ہے اور ابن دحیہ نے غلطی کی جو کتاب التنویر مین کہا یہ کسی طریق سے صحیح نہین اور اسحدیث کو صحیح کہا حاکم نے مستدرک مین اور ابن حزم ظاہری نے اور ابن دقیق العید نے امام مین اشارہ کیا اوسکی صحت کیطرف اور اس باب مین ابو داؤد نے حضرت علی سے روایت کی اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عمر سے اور ابن ماجہ نے عمر سے اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے ابو مرثد غنوی سے اور ابن عدی نے کامل مین جابر اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص اور عمران بن حصین اور معقل بن یسار اور انس بن مالک سے اور اون کے اسناد مین عباد بن کثیر نہایت ضعیف ہے ضعیف کہا اوسکو احمد اور ابن معین نے ابن حزم نے کہا قبرون کیطرف نماز پڑھنے سے ممانعت کی حدیثین اور مقبرہ مین نماز کی ممانعت کی حدیثین متواتر ہین کوئی اونکو ترک نہین کرسکتا عراقی نے کہا تواتر سے اگر تواتر اصطلاحی مراد ہے تو صحیح نہین کیونکہ یہ اخبار آحاد ہین اور جو شہرت مراد ہے تو صحیح ہے اور علماء نے اس مسئلہ مین اختلاف کیا ہے امام احمد کا یہ قول ہے کہ مقبرہ مین نماز حرام ہے خواہ قبر کھدی ہوئی ہو یا بند ہو خواہ قبر پہ کوئی فرش ہو جو نجاست کی آڑ ہو یا نہ ہو خواہ قبرون کے بیچ مین نماز ہو یا کسی مکان جدا گانہ مین گھر کیطرح جو قبرون کے درمیان ہو

غرض ہر حال مین نماز حرام ہے اور ظاہریہ کا یہی قول ہے اور انہون نے فرق نہین کیا اسمین کہ مسلمانون کی قبرین
ہون یا کافرون کی ابن حزم نے کہا سلف کے کئی گروہون کا یہی مذہب ہے پہر پانچ صحابہ سے اسکی ممانعت نقل کی
عمر ہین اور علی اور ابوہریرہ اور انس اور عباس اور کہا کہ ہم کسی صحابی کو نہین جانتے جس نے اونکا خلاف کیا ہو
اور ایک جماعت تابعین سے ایسا ہی نقل کیا اون مین سے ہین ابراہیم نخعی اور نافع بن جبیر بن مطعم اور طاؤس
اور عمرو بن دینار اور خیثمہ وغیرہم اور یہ جو ابن حزم نے کہا کہ ہم صحابہ مین سے کسی کو نہین جانتے جس نے اون کا
خلاف کیا ہو تو یہ اونہون نے اپنے علم کے موافق کہا کیونکہ خطابی نے معالم السنن مین عبداللہ بن عمر سے روایت
کیا کہ اونہون نے اجازت دی مقبرہ مین نماز پڑہنے کی اور حسن بصری سے نقل کیا کہ اونہون نے نماز پڑہی مقبرہ
مین اور اہل بیت مین سے منصور باللہ اور ہادی یہ طرف گئے ہین کہ مقبرہ مین نماز پڑہنا حرام اور ناجائز ہے اور
جو کوئی وہان نماز پڑہیگا اوسکی نماز صحیح نہوگی اور شافعی نے کہا کہ اگر مقبرہ کہدا ہوا ہو اور وہان کی مٹی
مین مردون کی آلایش ملی ہوئی ہو تو نماز صحیح نہوگی بوجہ نجاست کے لیکن اگر کوئی مقبرہ مین پاک جگہہ مین
نماز پڑہے تو صحیح ہوجاویگی اور ایسا ہی کہا ابوطالب اور ابوعباس اور امام یحییٰ نے اہل بیت مین سے
اور رافعی نے کہا مقبرہ مین نماز پڑہنا ہر حال مین مکروہ ہے اور ثوری اور اوزاعی اور ابوحنیفہ نے کہا
کہ مقبرہ مین نماز پڑہنا مکروہ ہے اور امام شافعی کیطرح فرق نہین کیا کہدے ہوئے اور بے کہدے ہوئے
مین اور امام مالک نے جائز رکہا نماز کو مقبرے مین اور کہا کہ مکروہ نہین ہے اور حدیثین اون کا قول رد کرتی
ہین اور بعض مالکیہ نے حجت لی اونکے مذہب پر اس حدیث سے کہ حضرت صلعم نے نماز پڑہی کالی مسکین عورت پر اوسکی
قبر پر اور اس سے تعجب ہوتا ہے کیونکہ یہ جنازے کی نماز تہی نہ فرض نماز اور جنازے کی نماز ضرورت کیحالت
مین قبر پر پڑہنا درست ہے اور جب مقبرہ مین نماز کی ممانعت کی حدیثین متواتر ہوئین تو ضرور اسکی حرمت
ثابت ہوگی اور حق یہی ہوگا کہ مقبرہ مین نماز پڑہنا حرام ہے اور اگر پڑہیگا تو نماز باطل ہوگی خواہ قبر پر نماز
پڑہے یا قبرون کے بیچ مین یا اور کسی مقام پر بشرطیکہ اوسکو مقبرہ کہین اور حمام مین امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ نماز
وہان صحیح نہین ہے اور جو کوئی پڑہے وہ نماز کا اعادہ کرے اور ابوثور نے کہا حمام اور مقبرے مین نماز
نہ پڑہے بظاہر حدیث کی موافق اور یہی قول ہے ظاہریہ کا اور ابن عباس سے مروی ہے اونہون نے کہا نماز نہ
پڑہی پائخانہ اور حمام کیطرف اور نہ مقبرے مین ابن حزم نے کہا ہم اس باب مین کسی صحابی کو ابن عباس کے
مخالف نہین پاتے اور ایسا ہی روایت کی ہے نافع بن جبیر بن مطعم سے اور ابراہیم نخعی سے اور خیثمہ سے

اور عطاء بن زیاد سے اونہون نے اپنے باپ سے۔ ابن حزم نے کہا حمام مین نماز درست نہین ہے خواہ اوسکے دروازے
مین ہو یا اوسکے اندر یا اوسکی چھت پر یا اوسکی دیوارون پر البتہ اگر حمام گر جاوے اس طرح کہ اوسکو حمام نہ کہین تو
اب اوسکی زمین پر نماز درست ہے اور جمہور یہ کہتے ہین کہ حمام مین نماز درست ہے اگر جاے پاک ہو لیکن مکروہ ہوگی
اور حق یہی ہے کہ حمام اور مقبرہ دونون مین نماز درست نہین ہے مقبرے مین درست نہ ہونیکی یہ حکمت ہے کہ نمازی
کے تلے وہان نجاست ہے اور بعضون نے کہا مردون کی حرمت کا خیال ہے اور حمام مین نماز درست نہ ہونیکی یہ
حکمت ہے کہ وہان اکثر نجاستین ہوتی ہین اور بعضون نے کہا وہ شیطان کا ٹھکانا ہے اور جماعت نے روایت
کیا سوا بخاری اور ابن ماجہ کے کہ حضرتؐ نے فرمایا مت نماز پڑھو قبرون کیطرف اور مت بیٹھو اون پر۔ اس حدیث
سے بھی قبرون کی طرف نماز پڑھنے کی ممانعت نکلتی ہے اور یہ کہ قبر پر بیٹھنا منع ہے اور ظاہر نہی سے تحریم
ہے امام مسلم نے ابوہریرہ سے نکالا اگر کوئی تم مین سے انگار پر بیٹھے پھر اوسکے کپڑے جل کر آگ اوسکی کھال تک
پہونچے تو یہ بہتر ہے اوسکے لیے اس سے کہ اپنے بھائی کی قبر پر بیٹھے اور امام مالک سے منقول ہے کہ وہ قبر پر
بیٹھنے کو مکروہ نہین جانتے تھے اونہون نے کہا قبر پر پاخانہ یا پیشاب کرنیکے لیے بیٹھنا منع ہے اور روایت ہے
حضرت علی سے کہ وہ تکیہ لگاتے تھے قبرون پر اور لیٹتے تھے اونپر اور بخاری مین ہے کہ یزید بن ثابت زید بن ثابت
کے بھائی قبرون پر بیٹھتے تھے اور کہتے تھے یہ اوسکے لیے مکروہ ہے جو حدث کرے قبر پر اور ابن عمرؓ بھی قبرون
پر بیٹھتے تھے اور جب مرفوع حدیثون سے قبر پر بیٹھنے کی ممانعت ثابت ہے تو کسیکا فعل یا قول حدیث کے خلاف
حجت نہین اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم نے جابر سے نکالا کہ منع کیا حضرت
نے قبر کو گچی کرنے سے اور اوسپر عمارت بنانے سے اور اوسپر کتابت کرنے سے اور اوسکو روندنے سے ترمذی
نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور حاکم نے کہا امام مسلم کی شرط پر ہے اور ظاہر ہے کہ بیٹھنا بغیر روندنے کے ممکن نہین
اور امام مسلم نے نکالا جندب بن عبداللہ بجلی سے اونہون نے کہا مین نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے وفات پانے سے پانچ دن پیشتر آپ فرماتے تھے تم سے پہلے لوگ اپنے پیغمبرون اور نیکون کی قبرون
کو مسجد بنا لیتے تھے تم خبردار رہو قبرون کو مسجد مت بنانا مین تم کو منع کرتا ہون اس سے۔ اس حدیث کو امام نسائی
نے بھی نکالا اور اس باب مین حضرت عائشہ سے مروی ہے نکالا اوسکو بخاری اور امام مسلم نے اور نسائی نے
اور ابوہریرہ سے اوسکو نکالا بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے اور ابن عباس سے اوسکو نکالا
ابوداؤد اور ترمذی نے اور کہا حسن ہے اور انس سے اور ایک حدیث مروی ہے اوسکو نکالا بخاری اور مسلم اور

نسائی نے اور اسامہ بن زید سے اوسکو نکالا احمد اور طبرانی نے باسناد جید اور زید بن ثابت سے اوسکو نکالا
طبرانی نے باسناد جید اور ابن مسعود سے اوسکو بھی طبرانی نے باسناد جید نکالا اور ابو عبیدہ بن جراح سے اوسکو بزار
نے نکالا اور حضرت علی سے اوسکو بھی بزار نے نکالا اور ابو سعید سے اوسکو بھی بزار نے نکالا اوسکی اسناد مین
عمر بن صہبان ضعیف ہے اور جابر سے اوسکو نکالا ابن عدی نے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ پیغمبرون اور
نیک بندون کی قبرون کو مسجد بنانا حرام ہے علما نے کہا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اور دوسرے
کسی کی قبر کو مسجد بنانے سے منع کر دیا اس خیال سے کہ لوگ آپکی عظمت حد سے زیادہ نہ بڑہا دین اور گمراہ نہ ہو جاوین
اور بعض وقت ایسی تعظیم کفر ہو جاتی ہے جیسے اکثر اگلی امتین اس آفت مین پڑ گئین اور اسی حدیث کے خیال سے
جب صحابہ اور تابعین کو بوجہ کثرت اہل اسلام کے مسجد نبوی کے وسیع کرنے کی ضرورت ہوئی اور مسجد کی حد
یہانتک بڑہی کہ ازواج مطہرات کے حجرے اور حضرت عائشہ کا حجرہ جس مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم اور ابو بکر اور عمر رض مدفون تھے مسجد مین آگئے تو اونہون نے قبرون کے گرد بلند بلند دیوارین اوٹھا دین
تاکہ یہ قبرین بالکل نظر نہ آوین ورنہ ڈر تھا کہ عوام اوس طرف نماز پڑہنے لگین اور کفر مین پڑ جاوین پھر دو دیوارین
کچھ شمال کیطرف ان قبرون سے بنائین تاکہ کوئی ان قبرون کی طرف منہ بھی نہ کر سکے اور یہ امر ثابت ہوا
کہ قبرون کو مسجد بنانے کی ممانعت آپنے اپنی مرض موت مین کی وفات سے پانچ دن پہلے اور جن لوگون نے
یہ کہا کہ یہ ممانعت اوس زمانے سے خاص تھی کیونکہ بت پرستی کا زمانہ قریب تھا تو اونکا قول محض بے دلیل ہے
کسلیے کہ تعظیم اور گمراہی مین پڑنا یہ دونون ہر زمانے مین ممکن ہین کسی زمانے سے خاص نہین ہو سکتین
اور بعضون نے اس حدیث سے کہ اگلے لوگ اپنے پیغمبرون کی قبرون کو مسجد بناتے تھے اور ابن عباس کی حدیث
سے جو ابو داؤد اور ترمذی نے نکالی کہ لعنت کی اللہ تعالی نے اون لوگون پر جو قبرون پر مسجد بناتے ہین
یہ نکالا کہ برائی اوس حالت مین ہے جب قبر کو دفن ہو جانے کے بعد مسجد کر لیوے نہ اوس صورت مین کہ پہلے
مسجد بنائی جاوے پھر اوسکے پاس قبر بنائی جاوے اسلیے کہ مسجد کا بنانے والا یا اور کوئی اوس مین دفن
ہو عراقی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ جب مسجد اس نیت سے بنائی جاوے کہ اوسکے ایک حصہ مین کوئی دفن ہو تو یہ
داخل ہے لعنت مین اور مسجد مین دفن کرنا حرام ہے اور مسجد مین دفن ہونیکی شرط صحیح نہین ہے کیونکہ یہ خلاف ہے
مسجد کے وقف کے اور بیضاوی نے یہ استنباط کیا ہے کہ اگر صالحین کے جوار مین صرف بہ نیت برکت مسجد
بنائی جاوے تو وہ اس نہی مین داخل نہین ہے کیونکہ نہی تعظیم کی نیت سے ہے اور یہ قول رد کیا گیا ہے

ف : ان مقامات کا بیان جہاں نماز پڑھنا منع ہے

اس طرح سے کہ برکت کی نیت بھی اون کی تعظیم میں داخل ہے اور ابن ماجہ اور ترمذی اور عبد بن حمید نے اپنی مسند میں ابن عمر سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے منع فرمایا سات مقاموں میں نماز پڑھنے سے ایک تو مزبلہ (یعنی نجاست کا مقام گھورے) میں دوسرے کمیلہ (جانور کاٹنے کا مقام) میں تیسرے مقبرہ میں چوتھے سڑک میں پانچویں حمام میں چھٹے اونٹوں کے رہنے کے مقام میں ساتویں بیت اللہ کی چھت پر ترمذی نے کہا اس حدیث کا اسناد قوی نہیں ہے اور زید بن جبیرہ کے حافظہ میں کلام کیا گیا ہے اور لیث بن سعد نے اس حدیث کو عبد اللہ بن عمر عمری سے نکالا اونہوں نے نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے اونہوں نے عمر سے اونہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مانند اسکے اور ابن عمر کی حدیث لیث بن سعد کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ عبد اللہ بن عمر عمری کو بعض حدیث والوں نے ضعیف کیا ہے اوسکے حافظے کی طرف سے اون میں سے ایک یحیے بن سعید قطان ہیں شوکانی اور زیلعی نے کہا کہ ترمذی کی سند میں زید بن جبیرہ ہے وہ ضعیف ہے بخاری نے کہا منکر الحدیث ہے اور نسائی نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور ابن معین نے کہا وہ متروک ہے اور ابو حاتم نے کہا منکر الحدیث ہے بہت اوسکی حدیث نہیں لکھی جاویگی دارقطنی نے کہا ضعیف الحدیث ہے ابن عدی نے کہا اوسکی اکثر روایتوں پر متابعت نہیں ہوتی ابن حبان نے کتاب الضعفا میں کہا زید بن جبیرہ منکر الحدیث ہے وہ منکر روایتوں کو مشہور شخصوں سے نقل کرتا ہے اسوجہ سے اوسکی روایتیں ترک کے لائق ہیں حافظ نے تلخیص میں کہا وہ نہایت ضعیف ہے اور ابن ماجہ کے اسناد میں عبد اللہ بن صالح اور عبد اللہ بن عمر عمری دو ضعیف ہیں ابن ابی حاتم نے علل میں کہا دونوں حدیثیں ضعیف ہیں اور ابن السکن اور امام الحرمین نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے واللہ اعلم زیلعی نے کہا ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ابو صالح سے اوس نے لیث بن سعد سے اوس نے نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے اونہوں نے عمرؓ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات مقاموں میں نماز جائز نہ ہوگی کعبہ کی چھت اور مقبرہ اور مزبلہ (گھورے کا مقام) اور کمیلہ اور حمام اور اونٹوں کے بٹھلانے کی جگہہ اور بیچا بیچ راستہ کے انتہیٰ امام میں کہا ابو صالح لیث کا کاتب اوس میں کلام کیا گیا ہے صاحب تنقیح نے کہا ایک جماعت نے اوسکو ثقہ کہا ہے اور بخاری نے صحیح میں اوس سے روایت کی شوکانی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ان مقاموں میں نماز حرام ہے اور اختلاف کیا ہے علما نے اوسکی علت میں مقبرہ اور حمام میں منع ہونے کی علت تو اوپر گذر چکی اسیطرح اونٹوں کے تھان کی آب رہا کمیلہ اور گھورہ اون دونوں میں نجاست ہوتی ہے تو اگر بغیر حائل کے وہاں نماز پڑھے

تو اتفاقاً حرام ہوگی اور جو جائل کے ساتھ پڑھے تو اس مین اختلاف ہی اور بعضون نے کہا کہ یہ شیطانون کا مقام ہی اور بیچ سڑک مین منع ہونیکی یہ وجہ ہی کہ وہان نمازی کا دل پریشان ہوتا ہے اور نماز مین دل لگنا ضرور ہے اور بعضون نے کہا اسوجہ سی کہ وہان نجاست کا گمان ہی اور بعضون نے کہا اسوجہ سی کہ نماز پڑھنے مین راہگیرون کے حق کو نقصان پہونچیگا اسیلیے ابوطالب نے کہا کہ اگر راہ کشادہ ہو جب بھی نماز وہان درست نہین ہے اور سوید بابسر اور منصور نے کہا کہ اگر راہ کشادہ ہو تو وہان نماز پڑھنا مکروہ نہین ہے کیونکہ ممانعت کی علت یعنی راہ چلنیوالون کو ضرر نہین ہے اور کعبہ کی چھت پر اگر سامنے سترہ نہو تو نماز درست نہ ہوگی کیونکہ اوس نے کعبہ کیطرف منہ نہین کیا بلکہ کعبہ کے اوپر اور امام شافعی نے کہا نماز صحیح ہے بشرطیکہ دو تہائی ایک ہاتھ کی اوسکی عمارت مین سی سامنے ہو اور ابوحنیفہ کے نزدیک یہ شرط بھی ضرور نہین مطلقاً جائز ہے اور ایسا ہی کہا ابن سریج نے کیونکہ کعبہ کے فضا کیطرف منہ کرنے والے کی نماز صحیح ہے اگر معاذ اللہ کعبہ گرجاوے اور یہ بھی اوسکی مثل ہے قاضی ابوبکر بن عربی نے کہا جن مقامون مین نماز نہ پڑھنا چاہیے وہ تیرہ مقام مین سات تو یہی جو اس حدیث مین مذکور ہین آٹھوین مقبرہ کی طرف نوین پاخانے کی دیوار کیطرف جسپر نجاست ہو دسوین یہود کے گرجا کیطرف گیارہوین نصاری کے گرجا کی طرف بارہوین تصویرون اور مورتون کیطرف تیرہوین جہان پر عذاب اوترا ہو اور عراقی نے بڑھایا ان مقامون کو چودہوین غصب کی زمین مین پندرہوین سونیوالی کیطرف اور باتین کرنے والے کیطرف سولہوین بطن وادی مین یعنے نالے کے نشیب مین سترہوین غصب کے مکان مین اٹھارہوین مسجد ضرار مین یعنے جو مسجد ضد سی بنائی گئی ہو دوسرے مسلمانون کو ضرر پہونچانیکے لیے اون کی جماعت کو توڑنے کے لیے نہ خدا کے لیے اونیسوین تنور کیطرف تو یہ سب انیس مقام ہوئے پہلے سات مقامون مین منع ہونیکی دلیل تو گذر چکی مقبرہ کی طرف منع ہونے کی دلیل وہ حدیث ہی جس مین قبرون کو مسجد بنانے سے منع کیا ہے اور پاخانے کی دیوار کیطرف منع ہونے کی دلیل ابن عباس کی حدیث ہی سات صحابیون کے سامنے کہ حضرت صلعم نے منع کیا نماز سے اوس مسجد مین جسکے سامنے پاخانہ ہو اوسکو ابن عدی نے نکالا عراقی نے کہا اوسکا اسناد صحیح نہین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین عبداللہ بن عمرو سے نکالا اونہون نے کہا پاخانے کیطرف نماز نہ پڑھے اور حضرت علی سے اونہون نے کہا نہ نماز پڑھے پاخانہ کی طرف رخ کرکے اور ابراہیم نخعی سے اونہون نے کہا لوگ مکروہ جانتے تھے تین باتون کو پھر ذکر کیا اون مین سے پاخانے کا یعنے اوسطرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا اور اس مین اختلاف ہے فقہا کا اور گرجا اور صومعہ تو ابن ابی شیبہ نے

مصنف مین نکالا کہ ابن عباس نے مکروہ رکہا نماز کو یہود کے گرجا مین جب اوس مین تصویرین ہون اور حسن سے
بہی کراہت اوسکی منقول ہے اور شعبی اور عطا بن ابی رباح نے گرجا اور چرچ مین نماز پڑہنا جائز رکہا اور ابن
سیرین نے کہا اوس مین قباحت نہین اور ابو موسی اشعری اور عمر بن عبد العزیز نے یہود کے گرجا مین نماز
پڑہی اور شاید وجہ کراہت کی یہ ہوگی کہ یہود اور نصاری اپنے پیغمبرون اور صالحون کی قبرون کو مسجد بنا لیتے
ہین تو ہر ایک چرچ مین یہ گمان ہوتا ہے کہ شاید یہان وہان قبر ہو اور تصویرون کیطرف نماز پڑہنا تو حضرت
عائشہ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے اون سے فرمایا دور کر ہمارے سامنے سے اپنا پردہ کیونکہ اوسکی تصویرین برابر
میری نماز مین سامنے آتی ہین اوس پردہ مین تصویرین تہین اور دار العذاب کا ذکر لگے آتا ہے اور سوال
اور بات کرنے والے کے پیچھے تو ابن عباس کیحدیث مین اوسکی ممانعت ہے نکالا اوسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ
نے اور اوسکی اسناد مین ایک گمنام راوی ہے اور بطن وادی مین حدیث ہے اوسکو بعض طریقون مین بجائے
مقبرہ کے بطن وادی مذکور ہے حافظ نے کہا یہ زیادت باطل ہے نہین پہچانی جاتی اور غصبی گہر یا زمین پر
منع ہونے کی یہ وجہ ہے کہ وہ دوسرے کے مال کا استعمال ہے بغیر اوسکے اذن کے اور مسجد ضرار کے باب مین ابن حزم
نے کہا کہ کسی کی نماز اوس مین درست نہوگی بدلیل آیت قرآنی لا تقم فیہ ابدا یعنے اوس مین کبہی کہڑا نہو
تو معلوم ہوا وہ نماز کا مقام نہین ہے اور تنور کیطرف نماز پڑہنے کا ذکر اوپر گذرا اور ابن حزم نے زیادہ کیا
اوس مسجد کو جس مین استہزا ہو یا اوسکے رسول کا ٹہٹہا ہوتا ہو یا دین کی کسی بات کا اسیطرح اوس مقام کو جہان ایسی باتین
ہوتی ہون وہان نماز پڑہنا جائز نہین ہے اور ہادویہ نے کہا کہ محدث (بے وضو) اور فاسق اور چراغ کی طرف
بہی نماز پڑہنا مکروہ ہے اور امام یحیی نے جنب اور حائض کیطرف بہی مکروہ رکہا ہے تو سے جیسے معلوم ہوئے
اور محدث کی طرف نماز مکروہ ہونے کی یہ دلیل ہے جو امام یحیی نے انتصار مین لکہی کہ حضرت نے فرمایا نماز نہین ہے
بے وضو کیطرف نماز نہین ہے جنب کیطرف نماز نہین ہے حائض کیطرف اور بعضون نے محدث کو حائض پر قیاس کیا ہے اور ثابت ہے کہ حائضہ عورت کا سامنے
آنا نماز کو توڑ دیتا ہے اور فاسق کیطرف نماز مکروہ ہونیکی یہ وجہ ہے کہ اوسکی اہانت ہو نجاست کیطرح
اور چراغ کیطرف اسوجہ سے مکروہ ہے کہ اوس مین مشابہت ہوتی ہے آتش پرستون کی اور اولی یہ ہے
کہ چراغ اور تنور کی تخصیص نکیجاوے بلکہ انگار کیطرف نماز پڑہنا مطلقاً مکروہ رکہا جاوے اور جو لوگ ان
مقامون مین نماز کو درست کہتے ہین وہ اون حدیثون سے دلیل لیتے ہین جن مین یہ مذکور ہے کہ سارا
زمین میرے لیے مسجد بنائی گئی اور نماز پڑہ جہان وقت آجاوے تجہکو نماز کا اور کہتے ہین کہ ان حدیثون سے

ممانعت کیحدیثین ضعیف ہوتی ہین اور ہم کہہ چکے کہ مقبرہ اور حمام مین نماز نہ پڑہنے کیحدیثین خاص ہین اور
عام خاص کے معارض نہین ہوتا البتہ جن مقامون مین ممانعت کیحدیثین صحیح نہین ہوئین وہان اسی حکم عام
پر چلنا چاہیے کہ ساری زمین نماز کیجگہہ ہے اور یہ طریقہ صحیح اور عمدہ ہے نیل الاوطار مین زیلعی نے کہا ترمذی نے
جو ابوسعید سے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا ساری زمین مسجد ہے سوا مقبرہ اور حمام کے تو خود ترمذی نے کہا کہ اس
مین اضطراب ہے اور ابن حبان نے اوسکو اپنی صحیح مین نکالا اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے بخاری
اور مسلم کی شرط پر اور اونہون نے اوسکو نہین نکالا نووی نے خلاصہ مین کہا یہ حدیث ضعیف ہو ضعیف کیا
اوسکو ترمذی وغیرہ نے اور کہا وہ مضطرب ہے اور حاکم کا صحیح کہنا اوسکی معارض نہین ہوسکتا کیونکہ ترمذی وغیرہ
اون سے زیادہ جانچنے والے ہین حدیث کے اور کبہی ایسا ہوتا ہی کہ حدیث کا اسناد صحیح ہوتا ہے لیکن وہ ضعیف
ہوتی ہے اضطراب کیوجہ سے اور معارض ہے اس حدیث کو شیخین کی مرفوع حدیث جابر رضی سے اوس مین یہ ہو کہ میرے
لیے زمین پاک طہور اور مسجد بنائی گئی اور جس شخصکو جہان نماز کا وقت آجاوے وہ وہین نماز پڑہ لیوے
اور مسلم نے حذیفہ سے نکالا کہ حضرت نے فرمایا مین فضیلت دیا گیا لوگون پر تین باتون سے ایک تو ہماری
صفین فرشتون کی صفین کیطرح کی گئین دوسرے یہ کہ ہمارے لیے ساری زمین مسجد کی گئی اور اوسکی مٹی
ہمارے لیے طہارت جب پانی نہ پاوین اور ایک بات اور بیان کی اور مسلم نے ابوہریرہ سے نکالا کہ حضرت
نے فرمایا مین فضیلت دیا گیا پیغمبرون پر چہہ باتون سے مجہے جوامع کلم ملے اور رعب سے مدد دیا گیا اور غنیمتین
مجہکو حلال ہوئین اور زمین میرے لیے طہور اور مسجد کی گئی اور مین ساری خلق کیطرف بہیجا گیا اور نبی مجہپر
ختم ہوگئے اور امام بیہقی نے ابوامامہ سے نکالا کہ حضرت نے فرمایا اللہ تعالے نے مجہکو فضیلت دی پیغمبرون
پر یا میری امت کو اور امتون پر مجہے سب لوگون کیطرف بہیجا اور میرے لیے ساری زمین مسجد اور طہور کی گئی
تو میری امت مین سے جسکو نماز کا وقت کسی مقام مین آجاوے اوسکے پاس مسجد بہی ہو اور طہارت بہی ہے
پہر امام زیلعی نے کہا کہ امام احمد کا مذہب یہ ہو کہ غصبی زمین مین نماز صحیح نہین ہو اور اونہون نے حجت لی
ابن عمر کی حدیث سے اور اوسکے دو طریقے ہین ایک تو ابن حبان نے نکالا کتاب الضعفا مین ابن عمر سے انہون نے
کہا جو کوئی ایک کپڑا دس درم کو خریدے اوسکی قیمت مین ایک درم حرام کا ہو تو اللہ تعالی اوسکی نماز قبول
نکرے گا جب تک وہ کپڑا اوسکے بدن پر رہیگا میرے دونون کان بہرے ہوجاوین اگر مینے یہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے نہ سُنا ہو ایک بار نہین بلکہ دو تین بار ابن حبان نے کہا اوسکے اسناد مین عبداللہ بن

ابی علاج سے وہ روایت کرتا ہے مالک اور یونس سے وہ حدیثیں جو امام مالک نے اور یونس نے بیان نہیں کین اور اسپر تہمت ہو حدیث بنانے کی اور یہ حدیث مالک نے روایت نہیں کی نہ نافع نے بلکہ اوسکو بقیہ بن الولید نے روایت کیا باسناد ضعیف دوسرا طریق امام احمد نے نکالا مسند مین اوسکے اسناد مین بقیہ ہو اور ابن جوزی نے کہا کہ ہاشم بھی ہو جو مجہول ہے اگر وہ زید کا بیٹا ہے تو ضعیف کیا اوسکو ابو حاتم نے اور حبان نے کہا ابو طالب نے کہا مین نے ابو عبداللہ سے اس حدیث کو پوچھا اونہون نے کہا یہ کوئی چیز نہین نہ اوسکا اسناد ہے شیخ نے امام مین کہا ممکن ہے کہ امام احمد کی یہ دلیل لی جاوے صحیح حدیث سے حضرت عائشہ کی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جو کوئی ایسا کام کرے جسکا حکم ہم نے نہین دیا تو وہ مردود ہے امام زیلعی نے کہا ان مقامون کے سوا اور بھی ایک مقام ہے جہان نماز کو مکروہ رکہا ہے وہ کیا ہے ستونون کے بیچ مین نماز پڑہنا ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے عبد الحمید بن محمود سے نکالا ہم نے امیرون مین سے ایک امیر کے پیچھے نماز پڑہی تو لوگ گڑبڑ کرنے لگے آخر ہم نے دو ستونون کے بیچ نماز پڑہی جب نماز پڑہ چکے انس نے کہا ہم اس سے بچتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور اس باب مین اور ایک حدیث ہے اوسکو بزار نے مسند مین نکالا معاویہ بن قرہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے کہا ہم منع کیے جاتے تھے ستونون کے درمیان نماز پڑہنے سے اور نکالے جاتے تھے وہان سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین کہ شیخ نے امام مین کہا اسکی سند مین ہارون ابو مسلم ہے ابن ابی حاتم نے کہا ہارون بن مسلم نے روایت کی قتادہ سے بیٹے اپنے باپ سے اوسکو پوچھا اونہون نے کہا ایک شیخ ہے مجہول اب غور کرنا چاہیے کہ یہ وہی شخص ہے یا اور کوئی ہے اور نکالا اوسکو ابو داؤد طیالسی اور حاکم اور بیہقی نے حاکم نے کہا اسکا اور اس سے پہلی کا دونون کا اسناد صحیح ہے بیہقی نے کہا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ستون جماعت کے بیچ مین آجاوے لیکن اگر کوئی شخص اکیلا ہو یا اتنی جماعت ہو کہ دو ستونون کے بیچ مین سما جاوے تو مکروہ نہین کیونکہ ابن عمر کی حدیث مین ہو کہ حضرت ﷺ کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور ایک ستون کو داہنی طرف کیا اور ایک ستون کو بائین طرف اور تین ستون کو اپنے پیچھے پہر نماز پڑہی نکالا اوسکو بخاری اور مسلم نے تمام ہوا کلام شیخ کا امام مین ۱۲

باب الصَّلٰوۃِ فِی مَوَاضِعِ الْخَسْفِ وَالْعَذَابِ جہان زمین دہنس گئی ہے یا اور کوئی عذاب اترا ہے وہان نماز پڑہنا کیسا ہے وَیُذْکَرُ اَنَّ عَلِیًّا کَرِہَ الصَّلٰوۃَ بِخَسْفِ بَابِلَ اور ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت علی رض نے مکروہ رکہا نماز کو بابل مین اوس مقام مین جہان زمین دہنسی ہے **ف** بابل ایک شہر

تھا اطراف کوفہ میں جو بالکل تباہ ہو گیا حافظ نے کہا اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے نکالا عبد اللہ بن ابی المحل سے اونہوں نے کہا ہم حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اتنے میں اوس مقام پر سے گذرے جو دھنس گیا ہے بابل میں اونہوں نے وہاں نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ وہاں سے آگے بڑھ گئے اور دوسرے طریق میں ہے حضرت علی سے فرمایا اونہوں نے میں نماز پڑھنے والا نہیں اوس زمین میں جس میں اللہ تعالیٰ نے دھنسایا تین بار یعنے تین بار یہ جملہ حضرت علی نے فرمایا نہ یہ کہ دھنسانا تین بار ہوا کیونکہ بابل میں ایک ہی خسف منقول ہے اور ابو داؤد نے اوسکو مرفوعاً نکالا حضرت علی سے دوسرے طریق سے اوس میں یہ ہے کہ منع کیا مجھ کو میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے بابل کی زمین میں نماز پڑھنے سے کیونکہ وہ زمین ملعون ہے اسکا اسناد ضعیف ہے اور خسف سے مراد یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا اس آیت میں فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ اہل تفسیر نے ذکر کیا ہے کہ نمرود بن کنعان نے بابل میں ایک بڑی عمارت بنوائی تھی جسکی بلندی پانچ ہزار ہاتھ تھی اللہ تعالیٰ نے اوسکو دھنسا دیا خطابی نے کہا میں نہیں جانتا کہ کسی عالم نے بابل کی زمین میں نماز کو حرام کہا ہو پھر اگر حضرت علی کی حدیث ثابت ہو تو شاید حضرتؐ کا یہ مطلب ہوگا کہ علیؓ کو منع کیا بابل کو وطن بنانے سے کیونکہ جب وطن بناویں گے تو وہاں نماز بھی پڑھنا پڑے گا اور احتمال ہے کہ یہ ممانعت خاص ہو حضرت علیؓ سے گویا حضرتؐ نے اون کو ڈرایا اوس فتنے سے جو عراق میں ہوا میں کہتا ہوں پہلی روایت کے مضمون سے یہہ تاویل بعید ہوتی ہے مترجم کہتا ہے بابل کی زمین وہ ہے جو کوفہ کے حوالی واقع ہے یہاں تک کہ کربلائے معلی بھی اسی زمین میں واقع ہے اور حضرتؐ نے اوس زمین کو ملعون فرمایا اس لیے کہ وہاں بڑی آفت نازل ہوئی حضرتؐ کی آل کرام پر اور اس سب کا وبال سفہائے کوفہ پر ہوا کہ پہلے تو اعانت اور امداد کا وعدہ کیا اور جب وقت پڑا تو سب الگ ہو گئے اور ابن زیاد بد نہاد اور دیگر اشقیا نے جو ظلم حضرتؐ کے اہل بیت پر کیے معاذ اللہ قلم اونکے لکھنے سے کانپتا ہے۔ اس حدیث سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جب بابل کی زمین ملعون ہوئی تو کربلائے معلی کی بھی کوئی عزت نہیں رہیگی کیونکہ کربلائے معلی کی عزت اور عظمت اوسوقت سے ہوئی جب سے جسد مبارک جناب امام حسین علیہ السلام کا وہاں دفن ہوا ایسی عزت مکین کی ہے نہ مکان کی صلوات اللہ وسلامہ علی محمد وآل محمد، قسطلانی نے کہا نمرود نے اس لیے اتنی اونچی عمارت بنوائی تھی کہ آسمان کا حال دریافت کرے (رصد سے) اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا وہ عمارت گر پڑی اور نمرود اور اسکے لوگ سب ہلاک ہو گئے بعضوں نے کہا شب کو انکی زبان سریانی تھی جب صبح ہوئی تو بہتر زبانیں ہو گئیں ہر ایک شخص اپنی زبان میں بلبل کرتا

تھا اس لیے اوس شہر کا نام بابل ہوا حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِيْنَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ لَا يُصِيْبُكُمْ مَا اَصَابَهُمْ

عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت داخل ہو اُن لوگون پر جو عذاب کیے گئے (یعنے اون کے رہنے کے مقامون مین) مگر اوس صورت مین کہ تم روتے ہو (خدا کے خوف سے) پھر اگر تم روتے ہوئے نہ ہو تو مت جاؤ اونکے مقامون مین ایسا نہ ہو تم پر بھی وہی عذاب اترے جو اون پر اترا تھا ف ابن بطال نے کہا حدیث سے تو یہ نکلتا ہے کہ عذاب کے مقامون مین نماز جائز ہے کیونکہ نماز مین بھی رونا ہوتا ہے اور تضرع خدا کی درگاہ مین گویا امام بخاری نے اشارہ کیا کہ باب کی حدیث حضرت علی کے اثر کے مطابق نہین ہے مین کہتا ہون حدیث مطابق ہی اسوجہ سے کہ دونون سے یہ نکلتا ہے کہ عذاب کے مقامون مین اوترنا نہ چاہیے جیسے مصنف نے مغازی مین نکالا حدیث کو اخیر مین کہ پھر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کو سیدھا کیا اور جلدی چلے یہانتک کہ وادی سے پار ہو گئے تو اس سے یہ نکلا کہ آپ وہان اُترے نہین نہ اُسجگہ نماز پڑھی جیسے حضرت علی نے بابل کی زمین مین کیا اور حاکم نے اکلیل مین روایت کیا ابو سعید خدری سے اونہون نے کہا مینے ایک شخص کو دیکھا جو انگوٹھی لیکر آیا وہ اوس پانی تھی حجر مین جہان لوگون پر عذاب اوترا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی طرف سے منہ پھیر لیا اور اپنے ہاتھہ کی آڑ کر لی کہ اوس پر نگاہ نہ پڑے اور فرمایا پھینک دے اوس کو اوس نے پھینک دی لیکن اسناد اوسکا ضعیف ہے اور آگے اسکا بیان آویگا کہ حضرتؐ نے عذاب کے مقامون کا پانی پینے سے منع کیا اور یہ جو فرمایا ایسا نہ ہو تم پر بھی وہی عذاب اترے جو اون پر اوترا تھا اوسکی وجہ یہ ہے کہ رونے سے فکر اور عبرت پیدا ہوگی گویا اُنکو حکم کیا فکر کرنے کا اوس حال مین جس سے رونا آوے اللہ کی تقدیر سے کہ اوس نے اُن کافرون کو دنیا مین کیسی حکومت دی تھی ایک مدت دراز تک پھر اپنا عذاب اُنپر اوتارا اور وہ مقلب القلوب ہے تو مومن بھی اس سے بےڈر نہین ہو سکتا کہ کہین اوسکا بھی انجام ایسا ہی خراب نہ ہو اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مراقبہ اور غور بہتر ہے اور عذاب والون کے ملک مین ٹھیرنا نہ چاہیے اور وہان سے جلدی نکل جانا چاہیے کہ اوسی کیطرف اشارہ ہے اس آیت مین وَسَكَنْتُمْ فِيْ مَسَاكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ (فتح ملخصا) قسطلانی نے کہا حضرتؐ نے

اوس مقام کو منحوس جانا جہان آپکی نماز قضا ہوگئی تھی آپ وہان سے آگے تشریف لیگئے پھر نماز کی قضا پڑھی تو عذاب کے مقام بطریق اولی منحوس ہونگے اور وہان نماز ضرور مکروہ ہوگی البتہ اگر کوئی نماز وہان پڑہیگا تو فاسد نہوگی کیونکہ روتے ہوئے جانا ایسے مقامون مین جائز ہے اور نماز بھی تضرع اور زاری کیحالت ہے اور اس حدیث کو مؤلف نے مغازی اور تفسیر مین نکالا انتہے **بَابُ الصَّلٰوۃِ فِی الْبِیْعَۃِ** نصاریٰ کے گرجا مین نماز پڑھنے کا بیان **ف** کتاب مین بیعہ کا لفظ ہے جو نصاریٰ کے معبد کو کہتے ہین محکم مین ہے کہ بیعہ راہب کا صومعہ اور بعضون نے کہا نصاریٰ کا گرجا اور صحیح دوسرا قول ہے اور بیعہ کے حکم مین ہے یہود کا کنیسہ اور بیت المدراس اور صومعہ اور بیت الصنم اور بیت النار اور مانند اوسکی قسطلانی نے کہا نصاریٰ کے معبد کو بیعہ کہتے ہین اور کنیسہ بھی اور یہود کے معبدون کو صلوات اور راہبون کے صوامع اور مسلمانون کے مساجد اور جوہری نے کہا کہ بیعہ اور کنیسہ دونون نصاریٰ کے معبد کو کہتے ہین اور اسصورت مین ترجمہ باب مین اور اثر مین مطابقت ہوجاویگی جس مین کنائس کا ذکر ہے (ف وق) **وَقَالَ عُمَرُ رض اِنَّا لَا نَدْخُلُ کَنَائِسَکُمْ مِنْ اَجَلِ التَّمَاثِیْلِ الَّتِیْ فِیْھَا الصُّوَرُ** اور حضرت عمرؓ نے کہا ہم تمہاری کنیسون مین نہین جاتے اون مورتون کیوجہ سے جن مین تصویرین ہین **ف** اس اثر کو عبد الرزاق نے نکالا اسلم کے طریق سے جو مولی تھے حضرت عمرؓ کے اونھون نے کہا جب حضرت عمرؓ شام کے ملک مین آئے تو ایک نصرانی نے اون کے لیے کھانا طیار کیا اور وہ نصاریٰ مین بڑی آدمیون مین سے تھا اوس نے کہا مین چاہتا ہون کہ آپ میرے پاس تشریف لاویے اور مجھکو عزت دیجیے حضرت عمرؓ نے کہا ہم تمہاری کنیسون مین نہین جاتے اون صورتون کی وجہ سے جو اون مین ہوتی ہین یعنے مورتون کیوجہ سے بعضون نے کہا اوس نصرانی کا نام قسطنطین تھا یہ نام مسلمہ بن عبد اللہ جہنی نے بیان کیا اپنے چچا ابی مسجعہ بن ربعی سے اُنھون نے حضرت عمرؓ سے ایک طویل قصہ مین جسکو بیان کیا اونھون نے (فتح الباری) **وَکَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ یُّصَلِّیْ فِی الْبِیْعَۃِ اِلَّا بِیْعَۃً فِیْھَا تَمَاثِیْلُ** اور عبد اللہ بن عباسؓ نماز پڑھ لیتے تھے گرجا مین مگر اوس گرجا مین نہ پڑھتے جہان مورتین ہوتین **ف** اس روایت کو بغوی نے جعدیات مین وصل کیا اور زیادہ کیا کہ اگر اوس گرجا مین مورتین ہوتین تو وہ باہر نکل آتے اور بارش مین نماز پڑھتے اور حسن بصری نے گرجا مین نماز کو مکروہ کہا ہے (ف وق) **حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَۃُ عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ اُمَّ سَلَمَۃَ ذَکَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَنِیْسَۃً رَاَتْھَا بِاَرْضِ الْحَبَشَۃِ یُقَالُ لَھَا مَارِیَۃُ فَذَکَرَتْ لَہٗ مَا رَاَتْ**

فیہا من الصور فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولئک قوم اذا مات فیہم العبد الصالح او الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا وصوروا فیہ تلک الصور اولئک شرار الخلق عند اللہ

ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے ام المومنین ام سلمہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اوس گرجا کا جسکو اونہوں نے حبش کے ملک مین دیکھا تھا اوسکا نام ماریہ تھا تو ام المومنین ام سلمہ نے حضرت سے بیان کیا اون جو صورتین دیکھین تہین آپنے فرمایا یہ لوگ اون لوگون مین سے ہین کہ اون مین جب کوئی نیک بندہ مرجاتا یا نیک شخص تو اوسکی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس مین یہ صورتین اوتارتے وہ لوگ بری ہین سب مخلوقات مین اللہ جل جلالہ کے پاس ف حافظ نے کہا اس حدیث سے ترجمہ باب اس طرح سے نکلتا ہے کہ اس مین یہ ذکر ہے کہ وہ لوگ اوسکی قبر پر مسجد بنا لیتے اس مین یہ اشارہ ہوا کہ مسلمان کو گرجا مین نماز پڑہنا منع ہے کیونکہ احتمال ہے کہ گرجا کی جگہہ پہلے قبر ہو اور مسلمان کے نماز پڑہنے سے وہ مسجد ہو جاوے گی اور یہ حدیث مع شرح اوپر گذر چکی (فتح) **باب** اکثر نسخون مین ایسا ہی ہے اور یہ گویا فصل ہے باب اول کی اور دونون مین مناسبت یہی قبر کے مسجد بنانے سے اور شاید امام بخاری کی غرض اس باب کو لانے سے یہ ہے کہ قبر کو مسجد بنانا عموماً ممنوع ہے خواہ وہان تصویر بھی رکھی یا نہ رکھے اور اصیلی کی روایت مین باب کا لفظ نہین ہے (ف ق) حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزہری قال اخبرنی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ ان عائشۃ وعبد اللہ بن عباس قالا لما نزل برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طفق یطرح خمیصۃ لہ علی وجہہ فاذا اغتم بہا کشفہا عن وجہہ فقال وہو کذلک لعنۃ اللہ علی الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائہم مساجد یحذر ما صنعوا ترجمہ ام المومنین حضرت عائشہ اور عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے اون دونون نے کہا جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت آیا تو آپ کمل اپنے مبارک منہ پر ڈالنے لگے جب گہبراتے اوسکی گرمی سے تو منہ کہول دیتے اور فرماتے اسی حال مین اپنے کمل اوڑہنے اور اوتارنے مین لعنت کرے اللہ تعالی یہود اور نصاری پر اونہوں نے اپنے پیغمبرون کی قبرون کو مسجد بنا لیا آپ یہ فرما کر ڈراتے تہے اپنی امت کو ایسے کام کرنے سے ف حافظ نے کہا احتمال ہے کہ ام المومنین ام سلمہ اور ام المومنین ام حبیبہ نے آپ کی اسی بیماری کی حالت مین حبش کے گرجا کا ذکر کیا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت کو معلوم ہو گیا تھا کہ آپ اس بیماری مین دنیا سے سفر کرنے والے ہین تو آپ ڈرے کہین آپ کی امت اگلے یہود اور نصاری کی طرح پر آپ کی تعظیم نہ کرنے لگے

اور آپنے جو یہود اور نصاری پر لعنت فرمائی اوس مین یہ اشارہ تہا کہ جو کوئی ایسا کام کریگا وہ لعنت اور گنہگار کا مستحق ہوگا اور یہ جو اس روایت مین ہی کہ آپ یہ فرما کر ڈراتے تہے اخیر تک یہ راوی کا قول ہے اور بعضون نے یہ اعتراض کیا ہے کہ خیر یہود کے تو کئی پیغمبر گذر چکے تہے جنکی قبرون کے ساتہ یہود نے ایسا کیا ہوگا مگر نصاری کا پیغمبر سوا حضرت عیسی کے کون تہا وہ آسمان پر تشریف لے گئے اونکی قبر کہان تہی اور اسکا جواب یہ ہی کہ نصاری مین نبی اور بہی تہے جیسے حواریین یا حضرت مریم پر ایک قول پر یا اگر انکو نبی نہ کہین تو مراد عام ہے انبیا ہون یا انبیا کے اتباع اور موید ہے اسکو وہ جو مسلم کی روایت مین ہی جندب کے طریق سی کہ وہ اپنے پیغمبرون اور نیکون کی قبرون کو مسجد بنا لیتے تہے اور یہی وجہ ہے کہ جس حدیث مین صرف نصاری کا ذکر ہے وہان یہ فرمایا جب اون مین کوئی نیک شخص مرجاتا اور جس حدیث مین صرف یہود کا ذکر ہے وہان یون فرمایا اپنے پیغمبرون کی قبرون کو مسجد بنا لیتے اور بنا لینا عام ہے خواہ ایجاداً ہو یا تقلیداً یہود نے تو یہ بدعت ایجاد کی اور نصاری نے اونکی تقلید کی اور اسمین شک نہین کہ نصاری بہت سی اون پیغمبرون کی قبرون کی تعظیم کرتے ہین جنکو یہود مانتے ہین اور انکی تعظیم کرتے ہین (فتح) اور اس حدیث کو مولف نے لباس اور مغازی اور بنی اسرائیل مین نکالا اور مسلم اور نسائی نے صلوۃ مین (ق) مترجم کہتا ہے حدیث مین کچہ اشکال نہین اور جنہون نے اعتراض کیا ہے اونہون نے غور نہین کیا اور نہ اوس تاویل کی ضرورت ہی جو حافظ صاحب نے بیان کی کیونکہ یہود کے سب پیغمبرون کو نصاری مانتے ہین جیسے یہود اور نصاری دونون کے سب پیغمبرون کو مسلمان مانتے ہین پہر مطلب حدیث کا صاف ہے حضرت عیسیٰ سے پیشتر جتنے پیغمبر گذرے ہین انکو کہہ سکتے ہین کہ وہ یہود اور نصاری کے پیغمبر تہے اس معنی کر کہ نصاری انکی پیغمبری کو تسلیم کرتے ہین علاوہ اسکے پیغمبری ایک اعتقاد ہے اوسکا مقتضی یہ ہی کہ انسان جسکو پیغمبر سمجہتا ہے اوسکی تمام اقوال کو بلا دلیل مان لیتا ہے اور یہ امر نصاری نے اپنے پادریون اور عالمون کے ساتہ جاری کیا تہا اور اندہا دہندہ انکی تقلید کرتے تہے تو گویا وہ سب نصاری کے پیغمبر تہے پیغمبری تو کم درجہ ہے اللہ تعالی نے قرآن پاک مین یہ فرمایا کہ نصاری نے اپنے عالمون اور درویشون کو خدا بنا رکہا تہا معاذ اللہ عدی نے حضرت صلعم سے سوال کیا کہ نصاری نے تو ایسا نہین کیا تہا آنحضرت فرمایا کیا اون کے عالم جب کسی چیز کو حلال کر دیتے تہے یا حرام کر دیتے تہے تو وہ بہی اوسکو حلال یا حرام نہین کہہ لیتے تہے اونہون نے کہا ہان یہ تو تہا آپنے فرمایا بس یہی مراد ہے اس آیت مین معاذ اللہ مسلمانون نے بہی نصاری کی پیروی اختیار کی اور اپنے عالمون اور مجتہدون کو پیغمبر بنا لیا کیا معنے اون کے سب اقوال

بلا دلیل ایسے ماننے لگے جیسے پیغمبر کے فرمودے کو مانتے ہیں بلکہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مسلمان نصاری سے کئی قدم آگے بڑھ گئے
کیونکہ مسلمانوں نے اپنے مجتہدوں کی اون باتوں کو بھی مان لیا جو پیغمبر کے فرمودے کے خلاف تہیں اور غضب
یہ کیا کہ پیغمبر کے فرمودے کی تاویل کرنے لگے اور بعضے بیوقوف تو معاذ اللہ پیغمبر کے فرمودے کو رد کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ ہمارے
مجتہد نے جب اس حدیث پر عمل نہیں کیا تو ہم بھی عمل نہیں کرتے اور بعض گدھے کہنے لگے مرا قال ابو حنیفہ درکار
ست قال قال درکار نیست یہ سب نام کے مسلمان ہیں اور حقیقت میں یہود اور نصاری سے بدتر ہیں مسلمان
وہ ہیں جو اپنی جان اور مال اور عزت اور باپ دادا خاندان سب کو اللہ اور اسکے رسول کے خلاف
ہیچ اور پوچ سمجھتے ہیں اور حضرت کا ارشاد سنتے یا دیکھنے کے بعد پھر تمام جہان اوس کے خلاف ہو تو اوسکو ذرہ سے
بھی زیادہ بے وقعت سمجھتے ہیں اور کسی مجتہد یا عالم کو گو وہ کتنا ہی بڑے درجہ کا ہو اگلا ہو یا پچھلا خطا سے
معصوم نہیں جانتے اور اسکی سب باتوں کو آنکھ بند کر کے قابل تسلیم نہیں جانتے یہ مرتبہ اللہ تعالی نے بعد حضرت
عیسی علیہ السلام کے ہمارے پیغمبر حضرت خاتم انبیا محبوب کبریا جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو دیا
تھا یا اللہ ہم سبکو حضرت کی پیروی پر اور چلا ہمکو آپ کی حدیث کی پیروی پر اور حشر کر ہمارا اہل حدیث والوں کے ساتھ
آمین یا رب العلمین حدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك عن ابن شهاب عن سعيد بن المسيب
عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قاتل الله اليهود اتخذوا قبور انبيائهم
مساجد ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے جناب سرور عالم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ غارت کرے یہود
کو اونہوں نے مسجد بنا لیا اپنے پیغمبروں کی قبروں کو ف اس حدیث کو مسلم نے صلوۃ میں اور ابوداود نے جنائز میں
اور نسائی نے وفاۃ میں نکالا (ق) مترجم کہتا ہے مسجد اسم ظرف ہے سجدہ سے تو جہاں آدمی سجدہ کرے اسکو
مسجد کہہ سکتے ہیں اور اسی لیے وہ حدیث ہے کہ ساری زمین میرے لیے مسجد بنائی گئی پھر جب قبر کو مسجد بنانے
سے ایسی سخت ممانعت ہوئی کہ حضرت نے اوسکے کرنیوالے پر لعنت فرمائی اور فرمایا خدا اوسکو غارت کرے حالانکہ مسجد
میں قبر کی عبادت نہیں ہوتی تھی بلکہ خدا کی صرف برکت کے لیے اور قبر کی تعظیم کے لیے وہ لوگ اوسکو مسجد کر لیتے
تہے تو وائے اوسکی حال پر جو خود قبر کو سجدہ کرے اور قبر والے کی عبادت اور پرستش کرے وہ تو چند در چند زیادہ لعنت
اور پھٹکار کا مستحق ہوگا اور اس حدیث سے بعض علما نے یہ نکالا ہے کہ قبر پر روشنی کرنا ہر سال وہاں عید کی طرح
جمع ہونا جیسے اس زمانہ میں عرس کہتے ہیں منع ہے کیونکہ اس فعل سے بھی گویا قبر مسجد بنائی جاتی ہے واللہ اعلم

باب قول النبي صلى الله عليه واله وسلم جعلت لي الارض مسجدا وطهورا باب بیان میں

اسکی کہ حضرت نے فرمایا ساری زمین میرے لیے مسجد اور پاک کرنیوالی بنائی گئی (تو زمین کی ہر جز و پر نماز درست ہوگی)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ هُوَ أَبُو الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ الْفَقِيرُ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ

ترجمہ جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ باتیں ملیں جو کسی پیمبر کو مجھ سے پہلے نہیں ملیں (یعنے پانچوں نہیں ملیں یا ایک ساتھ) میں مدد دیا گیا رعب سے (جو اللہ تعالی نے ڈالدیا میرے دشمنوں کے دل میں) ایک مہینے کے فاصلہ سے اور میرے لیے (ساری) زمین مسجد بنائی گئی (یعنے سجدہ کی جگہ ابن بطال نے کہا اس عموم میں مقابر اور تھان جانوروں کے اور گرجا وغیرہ سب آگئے البتہ وہاں نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہوگا) اور (اوسکی مٹی) پاک کرنیوالی اور میری امت میں جس شخص کو نماز کا وقت آجاوے وہ نماز پڑھ لیوے اور میرے لیے لوٹ کے مال حلال ہوئے (اگلے پیمبروں کو حلال نہ تھے) اور (اگلے زمانے میں) نبی بھیجا جاتا خاص اپنی قوم کیطرف اور میں سب لوگوں کیطرف بھیجا گیا اور میں شفاعت دیا گیا (یعنے بڑی شفاعت جسکا بیان دوسری حدیث میں ہے جو سب سے پہلے آپ تمام محشر والوں کی کرینگے جب اور پیمبر اللہ جل جلالہ کے خوف سے اپنی عاجزی ظاہر کرینگے) **ف** حافظ نے کہا یہ حدیث کتاب التیمم کے شروع میں مع شرح گذر چکی اور احتمال ہے کہ مقابر وغیرہ میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہو اور جابر کی حدیث میں جو عموم ہے یہ خاص ہو ممانعت کی حدیثوں سے اگر کوئی اعتراض کرے کہ ساری زمین نماز کی جگہ کیونکر ہوسکتی ہے نجس زمین میں تو نماز جائز نہیں اوسکا جواب یہ ہے کہ نجاست کا وصف عارضی ہے ورنہ اصل میں تو وہ زمین نماز کے قابل تھی اور جب پھر پاک ہوجاویگی تو اوس پر نماز جائز ہوگی (فتح)

بَابُ نَوْمِ الْمَرْأَةِ فِي الْمَسْجِدِ عورت کا مسجد میں سونا اور وہاں رہنا

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ وَلِيدَةً كَانَتْ سَوْدَاءَ لِحَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَأَعْتَقُوهَا فَكَانَتْ مَعَهُمْ قَالَتْ فَخَرَجَتْ صَبِيَّةٌ لَهُمْ عَلَيْهَا وِشَاحٌ أَحْمَرُ مِنْ سُيُورٍ قَالَتْ فَوَضَعَتْهُ أَوْ وَقَعَ مِنْهَا فَمَرَّتْ بِهِ حُدَيَّاةٌ وَهُوَ مُلْقًى فَحَسِبَتْهُ لَحْمًا فَخَطِفَتْهُ قَالَتْ فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ قَالَتْ فَاتَّهَمُونِي بِهِ قَالَتْ فَطَفِقُوا يُفَتِّشُونَ حَتَّى فَتَّشُوا قُبُلَهَا قَالَتْ

واللہ انی لقائمۃ معھم اذ مرت الحدیاۃ فالقتہ قالت فوقع بینھم قالت فقلت ھذا
الذی اتھمتمونی بہ زعمتم وانا منہ بریئۃ وھو ذا ھو قالت فجاءت الی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فاسلمت قالت فکانت لھا خباء فی المسجد او حفش قالت فکانت تاتینی
فتحدث عندی قالت فلا تجلس عندی مجلسا الا قالت ویوم الوشاح من تعاجیب ربنا
الا انہ من بلدۃ الکفر انجانی قالت عائشۃ فقلت لھا ما شانک لا تقعدین معی مقعدا الا
قلت ھذا قالت فحدثتنی بھذا الحدیث ترجمہ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے ایک کالی لونڈی
تھی عرب کی ایک قبیلہ کی اونہوں نے اوسکو آزاد کر دیا وہ اون کے ساتھہ رہتی اوس لونڈی نے کہا ہے ایک
لڑکی اوس قبیلہ مین کی (جو دولہن تھی) نکلی (اور نہانیکی جگہہ مین گئی) وہ لڑکی ایک لال کمربند پہنے تھی
(جو چمڑے کا ہوتا ہے اوس مین جواہر لگے ہوتے ہین یا موتی) لتھوں کا حضرت عائشہؓ نے کہا اوس لڑکی نے
اپنا کمربند زمین پر رکھا یا یون کہا کہ اوسکے بدن سے گر پڑا ایک چیل اودہر سے گذری وہ کمربند پڑا ہوا تھا
چیل سمجھی یہ گوشت ہے اور اوسکو اوچاک لے گئی لونڈی نے کہا قبیلہ کے لوگون نے اوس کمربند کو ڈہونڈہا اور نہ
پایا اونہوں نے مجھہ پر تہمت لگائی حضرت عائشہؓ نے کہا لوگون نے اوس لونڈی کی تلاشی لینا شروع کی یہانتک
تک کہ اوسکی شرمگاہ بہی دیکھی (کہین اوس مین نہ رکھہ لیا ہو) لونڈی نے کہا قسم خدا کی مین اون کے
ساتھہ کھڑی تھی (ثابت نے دلائل مین زیادہ کیا مینے اللہ سے دعا کی مجھے اس تہمت سے پاک کر) اتنے
مین وہی چیل آئی اور اوس کمربند کو زمین پر ڈالدیا وہ لوگون کے بیچ مین گرا لونڈی نے کہا مین نے اون
لوگون سے کہا تم جسکی چورانے کی مجھہ پر تہمت کرتے تہے وہ یہ ہے تم سمجھتے تہے مینے اوسکو لیا ہے حالانکہ مین
پاک تھی اوسکے لینے سے اب تمہارا کمربند یہ حاضر ہے حضرت عائشہؓ نے کہا پھر وہ لونڈی جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چلی آئی اور مسلمان ہوگئی اوسکا ایک خیمہ تھا مسجد (نبوی) مین یا ڈربہ (یعنی
چھوٹا گھر) حضرت عائشہ نے کہا وہ لونڈی میرے پاس آتی اور باتین کرتی اور جب وہ میرے پاس آکر بیٹھتی
یہ بیت پڑھتی ــــ ویوم الوشاح من تعاجیب ربنا + الا انہ من بلدۃ الکفر انجانی + یعنی
کمربند کا دن ہمارے مالک کے عجب کامون مین سے تھا خبردار ہو اوس نے نجات دی مجھکو کفر کے شہر سے حضرت
عائشہؓ نے کہا مینے اوس لونڈی سے کہا یہ کیا معاملہ ہے کہ تو جب میرے پاس بیٹھتی ہے یہ بیت پڑھتی ہے
تب اوس نے یہ سارا قصہ مجھہ سے بیان کیا ف حافظ نے کہا مجھے اوس لونڈی کا نام نہین معلوم ہوا نہ اوسکی

قبیلے کا نہ اوس لڑکی کا نام جسکا گمریند تھا اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد میں رات کو رہنا دن کو سونا درست ہے
اوسکو جسکا گھر نہ ہو مسلمانون مین سے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ فتنے کا ڈر نہ ہو اور مسجد مین خیمہ وغیرہ کا سایہ کرنا درست ہے
اور جس ملک مین آدمی پر آفت آوے وہان سے نکل جانا بہتر ہے شاید دوسرے ملک مین اوسکا فائدہ ہو جیسے اوس
لونڈی کے لیے ہوا کہ اللہ تعالی نے دوسرے ملک مین جانے سے اسکو اسلام کی دولت بخشی اور دار الکفر سے ہجرت
کرنا بہتر ہے اور مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے گو وہ کافر ہو وسے کیونکہ حدیث سے نکلتا ہے کہ وہ لونڈی مدینہ مین
آنیکے بعد مسلمان ہوئی **باب نَوْمِ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ** مردون کا مسجد مین سونا **ف** یہ جائز ہے جمہور
علماء کے نزدیک اور ابن عباس سے اوسکی کراہت منقول ہے الا اوسکے لیے جو نماز کا ارادہ رکھتا ہو،
اور ابن مسعود سے مطلقاً کراہت منقول ہے اور امام مالک کا یہ قول ہے کہ جسکا گھر ہو اوسکو مسجد مین سونا مکروہ ہے
اور جسکا گھر نہ ہو اوسکو جائز ہے (فتح) وَقَالَ أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَدِمَ رَهْطٌ مِنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانُوا فِي الصُّفَّةِ اور ابو قلابہ (عبد اللہ بن زید) نے کہا انس بن مالک سے عکل
کے لوگ (جو دس کے اندر تھے یعنے ایک سطر رہط کہتے ہین عربی زبان مین دس سے کم مردون کو اور عکل
ایک قبیلہ ہے) جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے وہ مسجد کے ڈہالیے مین تھے (جسکو صفہ کہتے
تھے مسجد کے اخیر مین وہان مسکین رہتے تھے) **ف** یہ ایک ٹکڑا ہے عرنیین کیحدیث کا یہ حدیث کتاب
الطہارۃ مین گذر چکی اور مؤلف نے اس لفظ سے اوسکو نکالا محاربین مین موصولاً وہیب سے اوس نے ایوب
سے ابو قلابہ سے وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ كَانَ أَصْحَابُ الصُّفَّةِ الْفُقَرَاءَ اور عبد الرحمان بن
ابی بکر نے کہا صفہ مین رہنے والے فقیر تھے **ف** بے گھر والے اس روایت کو مؤلف نے علامات النبوۃ مین
وصل کیا ان دونون روایتون سے یہ نکلا کہ مردون کا مسجد مین رہنا اور سونا درست ہے اسلیے کہ صفہ مسجد
نبوی مین تھا اور عکل کے لوگ وہین اوترے تھے اصحاب صفہ وہین رہتے تھے اور امام بخاری سے پہلے
اسحدیث سے یہ دلیل لی سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار نے ان دونون سے ابن ابی شیبہ نے نکالا (فتح)
حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ شَابٌّ أَعْزَبُ لَا أَهْلَ لَهُ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ
عبد اللہ بن عمر رضہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد مین سوتے تھے اور وہ جوان مجرد تھے اونکی بی بی
نہ تھی اسحدیث کو مسلم اور نسائی نے صلوۃ مین نکالا اور ابن ماجہ نے **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ

حدثنا عبد العزيز بن ابي حازم عن ابي حازم عن سهل بن سعد قال جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم بيت فاطمة فلم يجد عليا في البيت فقال اين ابن عمك قالت كان بيني وبينه شيء فغاضبني فخرج فلم يقل عندي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لانسان انظر اين هو فجاء فقال يا رسول الله هو راقد في المسجد فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو مضطجع قد سقط رداؤه عن شقه واصابه تراب فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يمسحه عنه ويقول قم ابا تراب قم ابا تراب **ترجمہ** سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہراؓ خاتون جنت کے گھر تشریف لائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ (اپنے داماد) کو گھر میں نہ پایا آپ نے فرمایا حضرت فاطمہؓ سے تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں حالانکہ حضرت علی حضرتؐ کے چچا کے بیٹے تھے مگر عرب کے محاورہ میں باپ کے عزیزوں کو بھی چچا کا بیٹا کہتے ہیں اور آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے خاوند کہاں ہیں اور ذکر کیا قرابت کو تاکہ حضرت فاطمہ کے دل میں انکی محبت پیدا ہو انہوں نے کہا مجھ میں اور ان میں کچھ باتیں ہو گئیں انہوں نے مجھ پر غصہ کیا تو نکلکر چلے گئے اور میرے پاس نہیں سوئے (یعنے دوپہر کا لیٹنا) تب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی سے دیکھو وہ کہاں ہیں **ف** یعنے حضرت علی حافظ نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آدمی سہل ہی تھے جو اس حدیث کے راوی ہیں کیونکہ اونہوں نے یہ بیان نہیں کیا کہ حضرتؐ کے ساتھ اوس وقت دوسرا بھی کوئی شخص تھا اور مصنف کی ادب میں لکھا کہ حضرتؐ نے فاطمہ سے فرمایا تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں اونہوں نے کہا مسجد میں اور اس روایت میں اور اس میں اختلاف نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ حضرتؐ نے اوس آدمی کو مسجد میں ڈھونڈھنے کے لیے حکم کیا ہو اور طبرانی کی روایت میں ہو ایک آدمی کو حکم کیا جو آپ کے ساتھ تھا اور اوسنے دیکھا انکو لیٹے ہوئے دیوار کے سایہ میں (فتح) - **ف** وہ آدمی آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ وہ مسجد میں سو رہے ہیں یہ سنکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں آئے اور حضرت علی کو دیکھا وہ لیٹے ہوئے ہیں اونکی چادر اون کے پہلو سے سرک گئی ہے اور اون کے بدن میں مٹی لگ گئی ہے آپ اونکے بدن سے مٹی کو پونچھنے لگے اور فرمانے لگے اوٹھ اے ابوتراب اوٹھ اے ابوتراب **ف** اوس روز سے حضرت علی کی کنیت ابوالتراب ہو گئی تراب کہتے ہیں مٹی کو سبحان اللہ حضرت علی کا درجہ اور مرتبہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انکی کیسی خاطر تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اون کے مبارک بدن سے مٹی پونچھنا

کتنا بڑا اشرف ہے اللہ تعالیٰ خارجیوں کا منہ کالا کرے جو ایسے مقدس اور مرتبے والے بزرگ کے حق مین بدگوئی کرتے ہین حافظ نے کہا امام بخاری نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ مسجد مین سونا جائز ہے کیونکہ حضرت علی مسجد مین سورہے تھے اور شاید دن کو سونا مسجد مین جائز ہو نہ رات کو سونا لیکن ابن عمر کی حدیث سے رات کا سونا بھی نکلتا ہے اوس کے لیے جسکا گھر نہ ہو اور اس حدیث سے کئی فائدے نکلتے ہین مسجد مین ذنکو سونا درست ہے غصے والے شخص سے مزاح کرنا اوسکا غصہ دور کرنے کے لیے کنیت بغیر ولد کے رکھنا ایسا ہی لقب دینا جس سے لقب والا غصہ نہ ہو اور حضرت علی اس کنیت سے خوش ہوتے تھے جیسے اوپر بیان ہوا لگا داماد کو منانا اور اوسکے غصے کو سہنا باپ کا اپنے بیٹے کے گھر مین جانا گو خاوند سے اجازت نہ لیوے جب یہ معلوم ہو کہ خاوند ناراض نہ ہوگا نماز کے سوا اور حالتون مین مونڈھا کھل جاوے تو قباحت نہین اور باقی بحث اسکی خدا چاہے تو حضرت علی کے فضائل مین آویگی اور مؤلف نے اس حدیث کو استیذان مین نکالا اور فضائل علی مین اور مسلم نے فضائل مین (عت ، ق) حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَيْتُ سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ إِمَّا إِزَارٌ وَإِمَّا كِسَاءٌ قَدْ رَبَطُوا فِي أَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةَ أَنْ تُرَى عَوْرَتُهُ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے مین نے صفہ والون مین سے ستر آدمیون کو دیکھا (یہ اون ستر کے سوا ہین جو بیر معونہ مین شہید ہوے کیونکہ وہ ابوہریرہ کے اسلام سے پہلے شہید ہوگئے تھے) اون مین سے کسی کے پاس چادر نہ تھی (اوڑھنے کو) بلکہ صرف تہبند تھا یا کمل جسکو وہ اپنی گردنون مین باندھ لیتے بعضے اون مین سے (یعنے اون تہبندون اور کملون مین سے) نصف پنڈلی تک تھے اور بعضے ٹخنون تک بھی تھے تو دونون ہاتھ سے اسکو پکڑے رہتے اس ڈر سے کہ ستر نہ کھلے **ف** حافظ نے کہا اہل صفہ کے نام ابن اعرابی اور سلمی اور حاکم اور ابو نعیم نے جمع کیے ہین اور ہر ایک نے بعض وہ نام بیان کیے ہین جو دوسرون نے نہین کیے اور بعضون مین اعتراضات بھی ہین جنکے تفصیل کی یہان گنجایش نہین اور اسماعیلی کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ کپڑے کا بگڑے رہنا نماز مین ہوتا اور حاصل یہ ہے کہ اون لوگون کے پاس ایک کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا نہ تھا (فتح) **بَابُ الصَّلٰوةِ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ** جب سفر سے لوٹ کر آوے تو پہلے مسجد مین نماز پڑھنا وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلَّى فِيهِ اور کعب بن مالک نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم جب سفر سے لوٹ کر آتے تو پہلے مسجد میں جاتے وہاں نماز پڑھتے **ف** یہ ٹکڑا ہے ایک لمبی حدیث کا جسکو مؤلف نے مغازی میں نکالا اوسکے بعد جابر کی حدیث بیان کی جو قولی ہے تاکہ یہ شبہ ہو کہ یہ حکم حضرت کا خاص تھا (ف) **حَدَّثَنَا** خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ مِسْعَرٌ أُرَاهُ قَالَ ضُحًى فَقَالَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِي عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے میں جناب رسالت مآب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ مسجد میں تھے مسعر نے کہا میں سمجھتا ہوں محارب نے کہا (مسعر اور محارب دونوں اس حدیث کے راوی ہیں) چاشت کے وقت خیر آپ نے فرمایا مجھ سے دو رکعتیں پڑھ (سفر سے لوٹنے کی یا تحیۃ المسجد کی) اور جابر نے کہا میرا قرض حضرت پر آتا تھا آپ نے اوس کو ادا کیا اور زیادہ دیا **ف** وہ قرض یہ تھا کہ جابر نے اپنا اونٹ راہ میں حضرت کے ہاتھ بیچا تھا آپ نے مدینہ میں آ کر اونٹ کی قیمت سے زیادہ اون کو دیا اور اونٹ بھی پھیر دیا یہ حدیث طول کے ساتھ کتاب الشروط میں مذکور ہو گی انشاء اللہ تعالی اور مؤلف نے اس حدیث کو بیس مقاموں میں کہیں طول کے ساتھ کہیں اختصار کے ساتھ ذکر کیا اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے ظاہر ہے کیونکہ یہ واقعہ اوس وقت کا ہے جب جابر سفر سے آئے تھے جیسے دوسری روایت میں صاف پایا جاتا ہے اور مغلطائی نے اسپر خیال نہیں کیا تو کہا اس حدیث سے باب کا مطلب نہیں نکلتا نووی نے کہا یہ نماز سفر سے آنیکی تھی گو اس سے تحیۃ المسجد بھی ادا ہو گیا اور اس حدیث کو مسلم نے صلوۃ اور بیوع میں اور ابو داؤد اور نسائی نے نکالا (ف ق) **بَابٌ** إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ جب مسجد میں جاوے تو دو رکعتیں پڑھے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ ترجمہ ابو قتادہ سلمی (حارث بن ربعی جو مدینہ میں مرے سنہ ۵۴ھ میں) روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں جاوے تو دو رکعتیں پڑھے بیٹھنے سے پہلے **ف** سہیل نے ابو قتادہ کے بدل جابر کہا ہے اور ترمذی اور دار قطنی نے کہا یہ خطا ہے اور صحیح ابو قتادہ ہے علما نے کہا یہ حکم استحبابی ہے اور ابن بطال نے اہل ظاہر سے نقل کیا کہ یہ امر وجوب کے لیے ہے اور ابن حزم نے کہا کہ تحیۃ المسجد پڑھنا واجب نہیں ہے اور دلیل عدم وجوب کی یہ ہے کہ حضرت نے

فرمایا اوس شخص سے جو لوگون کی گردنین پھاندتا آرہا تھا بیٹھ جا تو نے ایذا دی اور نماز پڑھنے کا اوسکو حکم نہین
کیا اور یہی دلیل لی طحاوی وغیرہ نے اور طحاوی نے کہا جن وقتون مین نماز منع ہے وہ مستثنی ہین اس حکم سے
مین کہتا ہون دونون عام متعارض ہوئے اب شافعیہ کے نزدیک اصح یہ ہے کہ تحیۃ المسجد ہر وقت مین پڑھ لیوے
اور ممانعت خاص ہی اور نمازون سے سوا تحیۃ المسجد کے اور حنفیہ اور مالکیہ یہ کہتے ہین کہ اوقات مکروہہ مین تحیۃ
المسجد بھی نہ پڑھے وہ حدیث کو خاص کرتے ہین اور نیز فرمایا بیٹھنے سے پہلے اس سے یہ نکلا کہ اگر کوئی مسجد
مین جا کر بیٹھ گیا اور تحیۃ المسجد نہ پڑھا تو اب نہ پڑھے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابن حبان نے اپنی صحیح
مین ابوذر سے نکالا کہ وہ مسجد مین گئے تو حضرت نے اونسے فرمایا کیا تم نے دو رکعتین پڑھی ہین اونہون نے کہا نہین
آپنے فرمایا تو اوٹھو اور پڑھو اور ابن حبان نے اسپر یہ ترجمہ باب قائم کیا کہ بیٹھ جانے سے تحیۃ المسجد فوت
نہین ہوتا اور ایسا ہی ہے سلیک کے قصے مین جو جمعہ مین آویگا اور محب طبری نے کہا احتمال ہے کہ بیٹھنے
سے پہلے تحیۃ المسجد کا افضل وقت ہو اور بیٹھنے کے بعد جائز ہو یا بیٹھنے سے پہلے ادا ہے اور بعد قضا ہے
اور احتمال ہے کہ بیٹھنے کے بعد تحیۃ المسجد مشروع ہونا اوس حالت مین ہو جب دیر تک نہ بیٹھے اور حدیث
ابو قتادہ کی ایک سبب پر وارد ہوئی وہ یہ کہ ابو قتادہ مسجد مین گئے وہان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کو اپنے اصحاب کے ساتھہ بیٹھا ہوا پایا وہ بھی اونکے ساتھہ بیٹھ گئے آپنے اون سے فرمایا تم نے نماز کیون نہین
پڑھی وہ بولے مین نے آپ کو اور لوگون کو بیٹھا ہوا پایا آپنے فرمایا جب تم مین سے کوئی مسجد مین آوے تو بیٹھے
نہین یہانتک کہ دو رکعتین پڑھے نکالا اوسکو مسلم نے اور ابن ابی شیبہ نے دوسرے طریق سے نکالا ابو قتادہ
سے کہ حضرت نے فرمایا مسجدون کا حق ادا کرو لوگون نے کہا اون کا حق کیا ہے آپنے فرمایا دو رکعتین بیٹھنے سے
پہلے (فتح) قسطلانی نے کہا اگر کوئی بھولے سے بیٹھ گیا اور دیر تک نہین بیٹھا تو اوسکو تحیۃ المسجد پڑھ
لینا مشروع ہے ایسا ہی کہا تحقیق مین اور روضہ مین ابن عبدان سے ایسا ہی نقل کیا اور اسکی تائید اس
روایت سے ہوتی ہے کہ آپ منبر پر بیٹھے تھے جمعہ کے دن اتنے مین سلیک غطفانی آیا اور تحیۃ المسجد پڑھنے سے
پہلے بیٹھ گیا آپنے فرمایا اوٹھ اور دو رکعتین پڑھ اور شرح مہذب مین ہے کہ اگر تحیۃ المسجد دو رکعتون سے
زیادہ پڑھا ایک سلام سے تو جائز ہے اور جو نماز فرض یا نفل مسجد مین بیٹھنے سے پہلے پڑھے اوس سے تحیۃ
المسجد ادا ہو جاوے گا کیونکہ غرض یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے کوئی نماز پڑھی جاوے البتہ ایک رکعت پڑھنے یا جنازے
کی نماز سے یا سجدہ شکر یا سجدہ تلاوت سے تحیۃ المسجد ادا نہ ہوگا اور مسجد الحرام مین جو جاوے اوسکو تحیۃ المسجد

مسنون نہیں ہے کیونکہ وہاں پہلے طواف میں مشغول ہونا کافی ہے اور طواف کے بعد دوگانہ پڑھا جاتا ہے وہ
تحیۃ المسجد کے بدل کافی ہو جاویگا اور جس وقت امام فرض نماز پڑھ رہا ہو اوسوقت بھی تحیۃ المسجد نہ پڑھے کیونکہ
صحیحین کی حدیث ہے جب فرض نماز کی تکبیر ہو جاوے تو کوئی نماز نہیں ہے سوا فرض کے اسیطرح جب موذن تکبیر کہنا
شروع کردے اور اس حدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے نکالا ا ر قسطلانی باختصار ما نیل الاوطار
میں ہے کہ ابو قتادہ کی حدیث کو جماعت نے روایت کیا اور اثرم نے اپنی سنن میں اوسکی عبارت یہ ہے کہ مسجد والوں
کے حق اونکو دو لوگوں نے عرض کیا اونکا حق کیا ہے آپ نے فرمایا دو رکعتیں پڑھو بیٹھنے سے پہلے اور بخاری اور
مسلم نے جابر بن عبد اللہ سے نکالا کہ سلیک غطفانی جمعہ کے دن آئے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
خطبہ پڑھ رہے تھے وہ نماز پڑھنے سے پہلے بیٹھ گئے آپ نے اون کو حکم کیا دو رکعتیں پڑھنے کا (یعنی تحیۃ المسجد
کی اس حدیث سے یہ نکلا کہ فقہائے حنفیہ نے جو یہ لکھا ہے کہ امام جب خطبہ پڑھنے لگے اوسوقت کوئی آدمی تو تحیۃ المسجد
نہ پڑھے بلکہ یونہی بیٹھ جاوے غلط ہے) اور امام مسلم نے جابر سے نکالا کہ وہ جب آپ سے اونٹ کی قیمت لینے کے
لیے مسجد میں آئے تو آپ نے حکم کیا اونکو دو رکعتیں پڑھنے کا اور ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تحیۃ المسجد واجب
ہے اور اسکا ترک حرام ہے اور یہی قول ہے ظاہریہ کا ایسا ہی نقل کیا ابن بطال نے اور جمہور کے نزدیک وہ
سنت ہے اور نووی نے کہا اسپر اجماع ہے مسلمانوں کا اور قاضی عیاض نے امام داؤد ظاہری اور اونکے
اصحاب سے اوسکا وجوب نقل کیا ہے اور جمہور کی دلیلوں میں سے ایک وہ ہے جو ابن ابی شیبہ نے نکالا زید بن
اسلم سے کہ حضرات اصحاب مسجد میں جاتے پھر باہر نکلتے اور نماز نہ پڑھتے اور دوسری ضمام بن ثعلبہ کی حدیث
ہے جسکو نکالا بخاری اور مسلم اور مالک اور ابو داؤد اور نسائی نے کہ اونہوں نے جب پوچھا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے فرض نمازوں کو تو آپ نے فرمایا پانچ نمازیں اونہوں نے کہا اسکے سوا اور کوئی نماز مجھپر ہے
آپ نے فرمایا نہیں مگر تو اگر نفل پڑھنا چاہے اور جو لوگ واجب کہتے ہیں وہ گردنیں پھاندنے والے کی حدیث
کا یہ جواب دیتے ہیں کہ شاید اوس نے گردنیں پھاندنے سے پہلے مسجد کے کسی کونے میں نماز پڑھ لی ہو اور اسی
لیے آپ نے اوسکو بیٹھ جانیکا حکم کیا اور نماز پڑھنے کا حکم نہیں کیا اور زید بن اسلم کی روایت محمول ہے
اوس حالت پر کہ مسجد میں بیٹھنے کا قصد نہ ہو صرف اندر جا کر چلا آوے اور تحیۃ المسجد اوسوقت مشروع ہے جب
بیٹھنے کا قصد ہو اور اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ صحابہ مسجد میں جاتے تھے اور وہاں بیٹھتے تھے اور تحیۃ
المسجد بغیر پڑھے نکل جاتے تھے علاوہ اسکے صحابہ کے افعال حجت نہیں ہیں اور جو شخص اجماع کو حجت

نہین جانتا اوسکی نزدیک تو یہ صاف ہے اور جو اجماع کو حجت کہتا ہے اوس کے نزدیک تمام صحابہ کا فعل حجت ہوگا وہ
بہی حضرتؐ کی وفات کے بعد نہ آپ کی حیات مین جیسے علم اصول مین ثابت ہو چکا ہے اور ضمام بن ثعلبہ کی حدیث
کا یہ جواب دیتے ہین کہ وہ ابتدائی تعلیم تہی اور اسیواسطے بہت سے واجبات اور فرائض کا اس مین ذکر نہین اور
جن لوگون نے ضمام کی حدیث سے حجت لی ہے خود اونہون نے بعضی نمازون کو وجوب کہا ہے جیسے جنازے کی نماز کو اور
دوگانہ طواف کو اور نماز عیدین اور جمعہ کو پہر جو وہ جواب دینگے وہی اہل الظاہر کیطرف سے بہی دیا جاویگا اور حدیث
سے یہ نکلتا ہے کہ تحیۃ المسجد تمام وقتون مین پڑہنا درست ہے اور یہی مذہب ہے ایک جماعت علما کا اُن مین سے
ہین شافعیہ اور ابوحنیفہ اور لیث اور اوزاعی یہ کہتے ہین کہ اوقات مکروہہ مین اوسکا پڑہنا مکروہ ہے اور شافعیہ
یہ جواب دیتے ہین کہ اوقات مکروہہ مین بلا موجب نماز پڑہنا مکروہ ہے نہ وہ نماز جسکا سبب یا موجب پایا جاوے اور
دلیل اسکی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد ظہر کا دوگانہ پڑہا اور تحیۃ المسجد کو کسی حال مین ترک
نہین کیا بلکہ خطبہ پڑہتے ہین جو شخص آیا تہا وہ بیٹہ گیا تہا اوسکو حکم کیا کہ کہڑا ہو اور دو رکعتین پڑہے
حالانکہ خطبہ کے وقت نماز منع ہے سوا تحیۃ المسجد کے اور ایک روایت مین ہے کہ آپ نے خطبہ کو موقوف کر دیا اور اسکو
کو حکم کیا تحیۃ المسجد پڑہنے کا پس اگر تحیۃ المسجد ضروری نہوتا تو آپ اوسکا اتنا اہتمام نکرتے شوکانی نے
کہا یہاں تعارض ہے دو حکمون کا ایک تو ممانعت کا حکم اوقات مخصوصہ مین وہ بہی عام ہے ہر نماز کے لیے
دوسرے تحیۃ المسجد پڑہنے کا حکم اب کسی عام کی تخصیص دوسرے سے تحکم ہے اسیطرح ترجیح ایک حکم کی دوسرے پر
کیونکہ دونون صحیح روایتون سے ثابت ہین البتہ اگر کسی حدیث سے ایک حکم کی تخصیص ثابت ہوجاوے تو اوسکو خاص
کرلینگے اور حضرتؐ نے جو ظہر کی سنت عصر کے بعد پڑہی یہ حکم حضرتؐ سے خاص تہا کیونکہ امام احمد نے روایت
کیا کہ ام المومنین ام سلمہ نے حضرت سے پوچہا کیا ہم ظہر کی سنتون کی قضا پڑہین جب وہ فوت ہوجاوین آپ نے
فرمایا نہین اور اگر ہم یہ مان بہی لین کہ یہ حکم حضرتؐ سے خاص نہ تہا تو بہی اوس سے صرف ظہر کی سنت پڑہنا
جائز ہوگا نہ اور سببی نمازون کا پڑہنا البتہ یزید بن اسود کی یہ حدیث کہ آپ نے فرمایا دو شخصون سے تم نے
ہمارے ساتہ نماز کیون نہین پڑہی اونہون نے کہا ہم اپنے ٹہکانون مین نماز پڑہ چکے تہے آپ نے فرمایا جب تم اپنے
ٹہکانون مین نماز پڑہ لو پہر جماعت کی مسجد مین آؤ تو لوگون کے ساتہ دوبارہ نماز پڑہو وہ نفل ہوجاویگی اور یہ
حکم فجر کی نماز مین دیا مخصص ہو سکتی ہے اور میرے نزدیک یہ مقام مشکل ہے اور پرہیزگار کے لیے بہتر یہی کہ اوقات
مکروہہ مین مسجد مین نہ جاوے انتہے باختصار ف ابن قیم نے کہا کہ مسجد حرام کا تحیۃ طواف ہے کیونکہ آنحضرتؐ

نے وہان شروع کیا طواف کو اور اسپر یہ اعتراض ہوا کہ آپ مسجد مین جاکر بیٹھے نہ تھے اور تحیۃ المسجد اوسکے لیے ہے جو بیٹھنا چاہے پس جو کوئی مسجد حرام مین جاوے وہ طواف شروع کرے پھر دوگانہ طواف پڑھکر بیٹھے اور اگر کوئی مسجد حرام مین جاوے اور طواف سے پہلے بیٹھنا چاہے تو تحیۃ المسجد کا دوگانہ ادا کرے اور جو کوئی عید کی نماز کے لیے مسجد مین جاوے وہ تحیۃ المسجد نہ پڑھے اسباب مین ایک حدیث ہے جسکا ذکر آگے آویگا (رئیل) **باب الحدث فی المسجد** مسجد مین حدث کرنا کیسا ہے **ف** مازری نے کہا امام بخاری نے اس باب سے رد کیا اسپر جو محدث کو مسجد مین جانا منع سمجھتا ہے یا محدث کو مسجد مین بیٹھنا اور وہ محدث کو جنب کی مثل جانتا ہے اور یہ مبنی ہے اسپر کہ حدث سے مراد یہان بادِ سرنا ہو اور ابوہریرہ نے ایسی ہی تفسیر کی جیسے کتاب الطہارت مین گذرا (فتح) **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الملائکۃ تصلی علی احدکم ما دام فی مصلاہ الذی صلی فیہ ما لم یحدث تقول اللہم اغفر لہ اللہم ارحمہ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے تم مین سے ایک کے لیے دعا کرتے ہین جب تک وہ اپنی نماز کی جگہہ مین رہتا ہے جہان اوس نے نماز پڑھی جب تک اوسکو حدث نہین ہوتا وہ یہ کہتے ہین یا اللہ بخش دے اوسکو یا اللہ رحم کر اوسپر **ف** فرشتون سے مراد محافظ فرشتے ہین یا اور سیر کرنے والے فرشتے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جب نماز کی جگہہ سے اوٹھ جاتا ہے تو یہ دعا موقوف ہوجاتی ہے اور نماز کی جگہہ سے مراد وہ جگہہ ہے جو نماز کے لیے طیار کی گئی ہو نہ خاص مسجد ہی کی جگہہ کیونکہ آگے ایک حدیث مین آویگا کہ جو نماز کا انتظار کرے وہ گویا نماز ہی مین ہے اور یہ عام ہے کہ مسجد مین اوسی جگہہ بیٹھکر انتظار کرے جہان نماز پڑھی ہو یا اور کسی جگہہ پر مسجد مین اور جب حدث ہوگیا گو اوسی جگہہ بیٹھا رہے تو دعا موقوف ہوجاویگی اور اس سے یہ نکلا کہ مسجد مین حدث کرنا تھوکنے سے زیادہ برا ہے کیونکہ تھوکنے کا کفارہ بیان کیا اسکا کفارہ بیان نہین کیا بلکہ حدث کرنیوالا مسجد مین محروم ہوا فرشتون کی دعا اور استغفار سے اور باقی فائدے اس حدیث کے خدا چاہے تو آگے آوینگے اور مؤلف نے اوسکو صلوۃ مین نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے (ف ق) منذری نے کہا پوری حدیث یون ہے مرد کی نماز جماعت مین گھر کی نماز سے دو چند ثواب رکھتی ہے اور بازار مین پچیس درجے زیادہ ہے اور یہ اسلیے کہ جب اوسنے وضو کیا اچھی طرح پھر نکلا نماز ہی کے قصد سے تو کوئی قدم نہ اوٹھاویگا مگر اوس سے اوسکا ایک درجہ بلند ہوگا اور ایک گناہ معاف ہوگا پھر جب نماز پڑھے گا تو فرشتے اوسکے لیے دعا کرتے رہینگے جب تک وہ نماز کی جگہہ مین رہیگا یا اللہ رحمت بھیج

اوسپر یا اللہ رحم کر اوسپر اور ہمیشہ نماز ہی مین رہیگا جب تک نماز کا انتظار کرتا رہیگا اور ایک روایت مین یون ہے یا اللہ بخش اوسکو یا اللہ قبول کر توبہ اوسکی جب تک وہ ایذا نہ دے حدث نکرے مسجد مین امام مالک کی روایت مین یہ ہے جو شخص وضو کرے اچھی طرح پھر نماز کے قصد سے نکلے تو وہ نماز ہی مین ہے جب تک نماز کا قصد ہے اور اوسکو ایک قدم پر ایک نیکی ملیگی اور دوسرے قدم پر ایک گناہ محو ہوگا پھر جب تکبیر سنے تو دوڑے نہین کیونکہ بڑا ثواب تم مین اسی کو جسکا گھر تم مین مسجد سے زیادہ دور ہے لوگون نے کہا ای ابوہریرہ اسکی وجہ کیا ہے اونھون نے کہا اوسکے قدم زیادہ ہونا اور نکالا اوسکو ابن حبان نے صحیح مین اوسمین یہ ہے جس وقت سے تم مین سے کوئی اپنے مکان سے نکلتا ہے میری مسجد تک پیدل تو اوسکے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے ایک پاؤن سے اور دوسرے پاؤن سے ایک گناہ مٹتا ہے یہانتک کہ لوٹے اوسکو نسائی اور حاکم نے بھی نکالا اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر انکی روایت مین لوٹنے کا ذکر نہین ہے

بَابُ بُنْيَانِ الْمَسْجِدِ مسجد نبوی کے بننے کا بیان وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ كَانَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ اور ابوسعید خدری نے کہا مسجد نبوی کا چھت کھجور کی ڈالیون کا تھا ف اس روایت کو مولف نے وصل کیا اعتکاف مین وَأَمَرَ عُمَرُ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ أَكِنَّ النَّاسَ مِنَ الْمَطَرِ وَإِيَّاكَ أَنْ تُحَمِّرَ أَوْ تُصَفِّرَ فَتَفْتِنَ النَّاسَ اور حضرت عمر نے حکم کیا مسجد بنانیکا (یعنے مسجد نبوی کی مرمت کرنیکا) اور فرمایا (معمار سے) بچا تو لوگون کو پانی سے (یعنے ایسا چھت بنا دے کہ لوگ پانی مین بھیگنے سے بچین اور دھوپ سے) اور مسجد مین لال یا زرد رنگ کیجیو اور لوگون کو فتنے مین نہ ڈالیو ف یعنے مسجد خانہ خدا ہے اور بڑی غرض مسجد سے یہ ہے کہ لوگ اوس مین اللہ کی یاد دل لگا کر کرین اور یہ غرض سادی عمارت سے حاصل ہوجاتی ہے پس اسیقدر کافی ہے اور زیادہ رنگ آمیزی اور نقش و نگار کی ضرورت نہین بلکہ مضر ہے اسوجہ سے کہ لوگ نماز مین اودھر خیال کرینگے اور خشوع مین فرق آویگا ابن بطال نے کہا حضرت عمر نے یہ حکم اوس حدیث سے نکالا جس مین یہ ہے کہ حضرت نے ابوجہم کی نقشی چادر واپس کر دی اور فرمایا اوس نے مجھے نماز سے غافل کر دیا مین کہتا ہون شاید حضرت عمر نے اس باب مین کوئی خاص حدیث حضرت سے سنی ہوگی اور ابن ماجہ نے حضرت عمر سے مرفوعا نکالا کسی قوم کا کام نہین بگڑا مگر اوسنے اپنی مسجدون کو آراستہ کیا حدیث کے سب راوی ثقہ مین سوا جبارہ بن مغلس کے جو شیخ ہے ابن ماجہ کا اوس مین کلام ہے اور یہ قول حضرت عمر کا ایک ٹکڑا ہے اوس طویل قصہ کا جسکو مولف نے تجدید مسجد نبوی مین نکالا (فتح) وَقَالَ أَنَسٌ يَتَبَاهَوْنَ بِهَا ثُمَّ لَا يَعْمُرُونَهَا إِلَّا قَلِيلًا اور انس نے کہا لوگ فخر کرینگے مسجدین بنا کر پھر اون کو آباد نکرینگے مگر کم

ف مسجد کی آبادی نماز سے ہے اور ذکر الٰہی سے تو یہ بات تو کم کرینگے نمازی بہت کم ہونگے لیکن مسجدیں بہت ہونگی اور ہر ایک مسجد بنانیوالا دوسرے پر فخر کریگا اپنی عمدہ عمارت اور نقش و نگار اور زیب اور زینت سے اور اصل بات کی کوشش نکریگا کہ نماز اور ذکر الٰہی کا خوب اہتمام ہو اور یہ تعلیق ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں اور ابن خزیمہ نے نکالی ابو قلابہ کی طریق سے اونہوں نے کہا میں نے انس سے سنا وہ کہتے تھے میں نے حضرت سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت پر ایک زمانہ ایسا آویگا کہ وہ فخر کرینگے مسجدوں سے پھر انکو آباد نکرینگے مگر تھوڑا اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان نے دوسرے طریق سے نکالا ابو قلابہ سے اونہوں نے انس سے اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے قیامت نہ قائم ہوگی یہانتک کہ لوگ فخر کرنے لگینگے مسجدوں سے اور پہلا طریق عمدہ ہے اور ابو نعیم نے کتاب المساجد میں نکالا کہ فخر کرینگے مسجدوں کی کثرت سے (فتح) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى اور ابن عباس نے کہا کہ تم زینت دوگے مسجدوں کو جیسے زینت دی یہود اور نصاریٰ نے ف اپنی چرچوں اور گرجاؤں کو حافظ نے کہا زخرفہ سے مراد زینت ہے اور اصل میں زخرف سونیکو کہتے ہیں پھر ہر ایک زینت کو کہنے لگے اور اس تعلیق کو ابو داؤد اور ابن حبان نے نکالا ابن عباس سے موقوفاً اور مرفوع حدیث میں یوں ہے کہ مجھے حکم نہیں ہوا مسجدیں بلند بنانیکا اور یہود اور نصاریٰ نے اپنے گرجاؤں کو اسوقت آراستہ کیا جب اپنی کتابوں کو بدل ڈالا اور ان میں تحریف کی اور دین کو تباہ کر دیا اور ظاہری آراستگی اور نقش و نگار پر مستعد ہوئے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ مسجد کو آراستہ کرنا سونے کے پانی وغیرہ نقش و نگار سے مکروہ ہے کیونکہ نمازی کے خشوع میں اس سے خلل آتا ہے دوسرے مال بیفائدہ تباہ ہوتا ہے البتہ اگر لوگ اپنے پاس سے بطریق تعظیم مسجد ایسا کریں لیکن بیت المال کا روپیہ صرف نہ ہو تو مکروہ نہیں اور جو کسی نے وصیت کی مسجد کے بلند کرنے کی یا اس میں لال یا زرد رنگ پھیرنے کی تو اوسکی وصیت نافذ کیجاویگی اسلیے کہ اس زمانے میں ان باتوں کا رواج ہو گیا ہے اور مسلمان اور کافر سب اپنے گھروں کو بلند کرنے لگے ہیں اور اگر اس زمانے میں ہم مسجدوں کو کچی اینٹ سے بناویں اور بلند بلند اونچے گھروں سے اونکو نیچا رکھیں خصوصاً ذمی کافروں کے گھروں سے تو ڈر ہے کہ اسلام کی حقارت ہو یہ سارا کلام ابن منیر کا ہے اور سب پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ مسجدوں کی آراستگی سے اگر ممانعت اسوجہ سے ہے کہ سلف کے طریق کے خلاف ہے تو یہ وجہ چل سکتی ہے اور جو اسوجہ سے ہے کہ نمازی کے دل لگنے میں اوس سے خلل ہوتا ہے تو یہ وجہ درست نہیں کیونکہ یہ علت ہر زمانے میں باقی ہے (ف وق) امام شوکانی نے نیل میں کہا کہ جن لوگوں نے مسجدوں کو

کا آراستہ کرنا جائز رکھا ہی اور اسکو بدعت حسنہ کہا ہے اونکے دلائل اعتبار کے لائق نہین اور احادیث سے یہ ثابت
ہے کہ مسجدون سے فخر کرنا حرام ہے اور وہ قیامت کی نشانی ہی اور حضرت علی نے کہا وہ یہود اور نصاری کا فعل ہے
اور حضرت کو یہود اور نصاری کی مخالفت پسند تہی اور مسجدون کی آرائش بدعت ہے ظالم بادشاہون کی ایجاد
ہے اہل علم نے اوسکی اجازت نہین دی اور علماء نے بنظر حفظ جان اور عزت ان ظالمون کے مقابلہ مین سکوت کیا
بطور تقیہ کے اور یہ دعوی کہ وہ بدعت حسنہ ہی باطل ہے انتہی مختصراً حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ
حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ صَالِحِ بْنِ کَیْسَانَ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ
عَبْدَ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ الْمَسْجِدَ کَانَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَبْنِیًّا بِاللَّبِنِ وَ
سَقْفُهُ الْجَرِیْدُ وَعَمَدُهٗ خُشُبُ النَّخْلِ فَلَمْ یَزِدْ فِیْهِ اَبُوْبَکْرٍ شَیْئًا وَزَادَ فِیْهِ عُمَرُ وَبَنَاهُ عَلٰی
بُنْیَانِهٖ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّبِنِ وَالْجَرِیْدِ وَاَعَادَ عَمَدَهٗ خُشُبًا ثُمَّ
غَیَّرَهٗ عُثْمَانُ فَزَادَ فِیْهِ زِیَادَةً کَثِیْرَةً وَّبَنٰی جِدَارَهٗ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوْشَةِ وَالْقَصَّةِ وَجَعَلَ عَمَدَهٗ
مِنْ حِجَارَةٍ مَّنْقُوْشَةٍ وَّسَقَفَهٗ بِالسَّاجِ ترجمہ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانے مین مسجد نبوی کچی اینٹ سی بنی تہی اور اوسکا چہت کہجور کی ڈالیون کا تہا اور اوسکی ستون کہجور
کی لکڑیون کے تہے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے (اپنی خلافت مین) مسجد مین کچہ نہین بڑہایا (بلکہ ویسا ہی رکہا جیسا کہ
مسجد حضرتؐ کے زمانے مین تہی) اور حضرت عمرؓ نے (اپنی خلافت مین) مسجد کو بڑہایا طول اور عرض مین اور
عمارت وہی رکہی جیسے حضرتؐ کے زمانے مین تہی کچی اینٹون اور کہجور کے ڈالیون کی اور ستونون کیجگہہ
اور لکڑیان لگائین کہجور کی پہر حضرت عثمانؓ نے (اپنی خلافت مین) مسجد کو بدل ڈال اور اوسکو بہت
بڑہایا اور اوسکی دیوار نقشی پتہرون سی طیار کی اور گچ سے اور ستون نقشی پتہر کے لگائے اور چہت ساگوان
کی بنائی **ف** حدیث مین ساج ہے حافظ نے کہا وہ ایک لکڑی ہی جو ہندوستان سی آتی ہے ابن بطال
نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہی کہ مسجد کی عمارت مین میانہ روی بہتر ہے اور آراستگی مین غلو کرنا بہتر نہین
کیونکہ حضرت عمرؓ نے باوجود وسعت مال اور کثرت فتوحات کے مسجد کو اوسی حال مین رکہا اور مرمت صرف اتنی
کی کہ کہجور کی ڈالیان اگلی گل گئین تہین پہر حضرت عثمان کا زمانہ ہوا اوسوقت روپیہ بہت تہا اونہون
نے مسجد کو آراستہ کیا لیکن نہ اوس طرح سے کہ بیکار آراستگی اور باوجود اسکے بہی بعض صحابہ نے اونکے
فعل پر انکار کیا اور سب سے پہلے جس نے مسجدون کو آراستہ کیا وہ ولید بن عبد الملک بن مروان تہا اوسوقت

صحابہ کا زمانہ اخیر ہو چکا تہا اور جو اہل علم او سوقت تہے اونہون نے سکوت اختیار کیا فتنہ اور فساد کے ڈر سے
اور بعض اہل علم نے اس امر کی رخصت بہی دی ہے بشرطیکہ مسجد کی تعظیم کے لیے ایسا کیا جاوے ابو حنیفہ کا
یہی قول ہے اور بیت المال پر اوسکا خرچ نہ پڑے اور انس کی حدیث مین جو اوپر گذری حضرت کی نشانی ہے نبوت
کی کیونکہ آپ نے جیسا بیان فرمایا تہا ویسا ہی واقع ہوا قسطلانی نے کہا اس حدیث کو ابوداؤد نے صلوۃ مین
نکالا **باب** التَّعَاوُنِ فِي بِنَاءِ الْمَسْجِدِ مسجد بنانے مین مدد کرنا ایک دوسرے کی وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى
مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللّٰهِ شَاهِدِينَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ أُولٰئِكَ حَبِطَتْ
أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ
الصَّلٰوةَ وَآتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰى أُولٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ **ترجمہ**
اور فرمایا اللہ جل جلالہ نے نہیں سزاوار ہے مشرکون کو اللہ کی مسجدون کی مرمت اور آبادی کرنا جس حال مین
کہ اونکے دل مین کفر ہے (اللہ کے ساتھہ شرک کرتے ہین اور اوسکے رسول کو جھٹلاتے ہین) وہ تو وہ لوگ ہین جن
کے اعمال بیکار ہوگئے۔ اور وہ ہمیشہ دوزخ مین رہینگے اللہ کی مسجدون کی وہ لوگ مرمت اور آبادی کرتے ہین
جو یقین لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور قائم کیا اونہون نے نماز کو اور دیا زکوۃ کو اور نہین ڈرے مگر خدا سے
یہ لوگ قریب ہین کہ راہ پاوین **ف** قسطلانی نے کہا جب بدر کے دن حضرت عباس قیدی ہوے تو مسلمانون
نے انکو ملامت کی شرک اور قطع رحم پر اور حضرت علی نے انکو سخت کہا اونہون نے جواب دیا کہ تم ہماری عیب
بیان کرتے ہو اور ہماری خوبیان بیان نہین کرتے ہم مسجد حرام کو آباد رکھتے ہین اور کعبہ پر پردہ ڈالتے ہین
اور قیدی کو چھڑاتے ہین تب یہ آیت اوتری اور مطلب یہ ہے کہ مسجد کی آبادی مشرکون اور کافرون سے نامکن
ہے بڑی آبادی مسجد کی یہ ہے کہ اوس مین نماز اور ذکر الٰہی ہو اور مشرکین اس سے بے نصیب ہین اور آبادی
سے مراد اوسکی تعمیر اور آراستگی ہے اور روشنی کرنا اور عبادت اور ذکر الٰہی اور درس و تدریس کرنا عبد بن
حمید نے اپنی مسند مین روایت کیا کہ مسجدون کے آباد کرنے والے اہل اللہ ہین اور ایک روایت مین یہ ہے کہ اللہ
جل جلالہ نے فرمایا میرے گہر زمین مین مسجدین ہین اور میری زیارت کرنیوالے وہ لوگ ہین جو اون کو آباد رکہتے
ہین مبارک ہو اوس بندے کو جو طہارت کرے اپنے گہر مین پہر زیارت کرے میری میرے گہر مین اور جسکی زیارت
کیجاتی ہے اوس پر حق ہے زیارت کرنیوالے کی خاطر داری کرنا اور یہ جو فرمایا۔ قریب ہین کہ راہ پاوین اور قطعی
طور پر نہ فرمایا وہ راہ پانیوالے ہین اس مین اشارہ ہے کہ مومن کو اپنے اعمال اور ایمان پر مغرور ہو جانا

نجات ہے شاید اسکا خاتمہ برا ہو اور جب مومن اپنی ہدایت کا یقین نہیں کر سکتے تو کافر کس طرح اپنی ہدایت اور خیر کا دعوی کر سکتے ہیں حافظ نے کہا اس آیت کو ذکر کرنے سے مؤلف کی غرض یہ ہے کہ مسجدوں سے مراد اس آیت میں عرفی مسجدیں ہیں یعنے وہ مکانات جو نماز کے لیے طیار کیے گئے اور یہی راجح ہے اور آبادی سے اوسکی بنا اور مرمت مراد ہے یا ذکر الٰہی اور نماز اون میں قائم رکھنا انتہی **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصْلِحُهُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى أَتَى عَلَى ذِكْرِ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ وَيَقُولُ وَيْحَ عَمَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ قَالَ يَقُولُ عَمَّارٌ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفِتَنِ **ترجمہ** عکرمہ سے روایت ہے جو مولی تھے ابن عباسؓ کے اونہوں نے کہا ابن عباسؓ نے فرمایا مجھ سے اور اپنے بیٹے علی سے دونوں جاؤ ابو سعید خدریؓ کے پاس اور اونکی حدیث سنو تو ہم دونوں گئے وہ ایک باغ میں تھے اوسکو درست کر رہے تھے پھر اونہوں نے اپنی چادر لی اور گوٹ مار کر بیٹھے (یعنے چادر پیٹھ اور پنڈلیوں پر لپیٹ لی) اور حدیث بیان کرنا شروع کی ہم سے یہانتک کہ مسجد نبوی کے بننے کا ذکر آیا اونہوں نے کہا (جب مسجد بننے لگی) ہم ایک ایک اینٹ اوٹھاتے تھے اور عمار بن یاسرؓ دو دو اینٹیں اوٹھاتے تھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمار کو دیکھا اور اونکے بدن سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے ہائے عمار بلاویگا لوگوں کو جنت کیطرف اور لوگ اسکو بلاوینگے دوزخ کیطرف عمار کہتے تھے پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی فتنوں سے **ف** عبد اللہ بن عباس کے بیٹے علی تھے جنکی کنیت ابو الحسن تھی یہ بڑے عابد اور زاہد تھے ایک سو بیس ہجری کے بعد اون کا انتقال ہوا اور جس روز جناب امیر شہید ہوے اوسی دن یہ پیدا ہوے اس لیے انکا نام علی رکھا گیا یہ تمام قریش کے لوگوں میں زیادہ حسین تھے حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ دین کا علم کوئی شخص گھیر نہیں سکتا کیونکہ ابن عباس نے باوجود وسعت علم کے ابو سعید سے حدیث سننے کا حکم دیا اور اسکی وجہ یہی تھی کہ ابو سعید کو وہ حدیثیں معلوم ہونگی جو ابن عباس کو نہ پہونچی ہونگی اور شاید یہ وجہ بھی ہو کہ ابو سعید ابن عباس سے اقدم تھے اور سماع حدیث میں اون سے زیادہ تھے تو ابن عباس نے علو سند حاصل کرنا چاہا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلف کے لوگوں میں کس درجہ تواضع اور انکسار تھا اور اپنی

معاش کا کام اپنی ذات سے کرتے تھے اور اہل فضل کی فضیلت کا اعتراف کرتے تھے اور طلبہ علم کی خاطر داری اور دلجوئی کرتے تھے معمر نے اپنی جامع میں یہ بڑھایا کہ عمار جو دو دو اینٹیں اوٹھاتے تھے اوسکی وجہ یہتی کہ ایک اینٹ اپنی طرف سے اوٹھاتے تھے اور ایک آنحضرت صلعم کیطرف سے آپ سے یہ نکلا کہ نیک کام میں زیادہ مشقت اٹھانا زیادہ ثواب ہے اور رئیس کی توقیر کرنا بہتر ہے اور اوسکے کاموں کا کر دینا باعث اجر ہے اور یہ جو فرمایا کہ عمار لوگوں کو جنت کیطرف بلا دینگے اور وہ انکو دوزخ کیطرف اس سے مراد وہ فتنہ ہے جس میں حضرت عمار شہید ہوے اور وہ لڑائی تھی صفین کی درمیان حضرت علی اور معاویہ کی عمار حضرت علی کیطرف سے لڑے اور شہید ہوئے دوسری روایت میں ہے کہ عمار کو باغی گروہ قتل کریگا یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ معاویہ کے ساتھ بھی ایک جماعت تھی صحابہ کی تو یہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ دوزخ کے طرف بلاتے تھے اور جواب اسکا یہ ہے کہ وہ لوگ مجتہد تھے اگر اون سے اجتہاد میں خطا ہوئی تو انپر ملامت نہیں ہے اور جنت اور دوزخ کیطرف بلانے سے یہ مطلب ہے کہ جنت کے سبب اور دوزخ کے سبب کیطرف بلا دینگے اور عمار لوگوں کو بلاتے تھے امام اور خلیفہ رشید کی اطاعت کی طرف جو سبب ہے جنت میں جانیکا کیونکہ حضرت علی اسوقت میں امام برحق واجب الاطاعت تھے اور اون کے مخالفین لوگوں کو بلاتے تھے امام کی نافرمانی اور بغاوت کی طرف اور وہ سبب ہے دوزخ میں جانے کا پر وے لوگ معذور تھے بوجہ اس کے کہ اونہوں نے اجتہاد کیا اور رای میں غلطی واقع ہوئی اور امید ہے کہ اللہ تعالی ایسی غلطی کو معاف کرے ابن بطال نے یہ جواب دیا کہ حدیث میں وہ خوارج مراد ہیں جنکی طرف عمار گئے تھے حضرت علی کیطرف سے اون کو سمجھانے کے لیے اور جماعت میں شریک کرنے کے لیے اور یہ حدیث صحابہ میں سے کسی کے حق میں صحیح نہیں ہو سکتی حافظ نے کہا کہ ابن بطال کے اس جواب پر کئی اعتراض ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ خوارج اُس وقت پیدا ہوئے جب عمار شہید ہو چکے تھے اسپر تمام اہل علم کا اتفاق ہے کیونکہ خوارج تحکیم کے بعد پیدا ہوئے اور تحکیم اوس وقت ہوئی جب صفین کی لڑائی کا خاتمہ ہو چکا تھا اور عمار یقیناً اوس سے پہلے شہید ہو گئے تھے تو وہ خوارج کے پاس کیونکر گئے دوسرے یہ کہ عمار جن لوگوں کی طرف گئے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیطرف سے تھے وہ اہل کوفہ تھے اونکو مستعد کرنے گئے تھے جنگ جمل کے لیے اور اون میں کئی صحابہ تھے بلکہ اون صحابہ سے افضل بھی تھے جو معاویہ رض کے ساتھ تھے اس صورت میں ابن بطال نے اور خرابی کی کہ ان صحابہ کو خوارج قرار دیا اور ممکن ہے

کہ عمار کو دوزخ کی طرف بلانیوالے قریش کے کافر ہوں لیکن یہ توجیہ رد ہوتی ہے اوس عبارت سے جو صغانی کے نسخہ میں ہے وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوهُمْ کیونکہ اس عبارت سے صاف یہ نکلتا ہی کہ دوزخ کی طرف بلانے والے وہی اہل شام تھے جنہوں نے عمار کو قتل کیا اور بزار کی روایت مین یون ہے کہ ابوسعید نے کہا میرے یارون نے مجھ سے بیان کیا اور مین نے خود نہین سُنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے سمیہ کے بیٹے تجھکو باغی گروہ قتل کریگا اور سمیہ عمار کی والدہ کا نام تھا اسکی اسناد امام مسلم کی شرط پر ہے اور دوسری روایت مین ابوسعید نے راوی کا نام ابوقتادہ بیان کیا اور کہا وہ مجھ سے بہتر تھے اور اسمٰعیلی اور ابونعیم نے مستخرج مین اس روایت مین یہ بڑہایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمار تم اپنے یارون کی طرح ایک ایک اینٹ کیون نہین اوٹہاتے اونہون نے کہا مین اللہ پاک سے اجر چاہتا ہون حافظ نے کہا یہ حدیث کہ عمار کو باغی گروہ قتل کریگا ایک جماعت صحابہ نے روایت کی اون مین سے ہین قتادہ بن النعمان اور اُم سلمہ اون سے مسلم نے نکالا اور ابوہریرہ اون سے ترمذی نے اور عبداللہ بن عمرو بن عاص اون سے نسائی نے اور عثمان بن عفان اور حذیفہ اور ابوایوب اور ابورافع اور خزیمہ بن ثابت اور معاویہ اور عمرو بن عاص اور ابوالیسر اور خود عمار ان سب سے طبرانی نے نکالا اور اسکے اکثر طریق صحیح ہین یا حسن اور ان کے سوا اور صحابہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا جن کے شمار کرنے مین طول چاہیے اور اس حدیث مین صاف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی نشانی ہے اور فضیلت ہے حضرت علی کی اور عمار کی اور رد ہے ناصبیون اور خارجیون کا جو کہتے ہین کہ حضرت علی اپنی لڑائیون مین صواب پر نہ تھے معاذ اللہ اور دلیل ہے اس حدیث مین کہ فتنون سے پناہ مانگنا چاہیے اور یہ حدیث جو منقول ہے کہ مت پناہ مانگو اللہ کی فتنون سے کیونکہ اون مین تباہی ہوتی ہے منافقون کی باطل ہے اور تفصیل فتن کی خدا چاہے تو کتاب الفتن مین آوے گی (فتح) قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو جہاد اور فتن مین بھی نکالا

بَابُ الِاسْتِعَانَةِ بِالنَّجَّارِ وَالصُّنَّاعِ فِي أَعْوَادِ الْمِنْبَرِ وَالْمَسْجِدِ بڑھئی اور کاریگرون سے مدد لینا مسجد اور منبر کے بنانے مین ف حدیث مین بڑھئی سے مدد لینا مذکور ہے اور کاریگرون کو بھی اسپر قیاس کرسکتے ہین اور شاید مؤلف

نے اشارہ کیا طلق بن علی کی حدیث کی طرف کہ میں نے مسجد بنائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ فرماتے تھے طلق کو مٹی کے پاس رکھو وہ تم سب میں مٹی اچھی طرح ملاتا ہے زیادتی سے اور خوب سونتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے پہاوڑا لیا اور مٹی اوس کے ملائی یہ امر شاید حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند آیا آپ نے فرمایا طلق کو مٹی ملانے دو وہ تم سے مٹی اچھی ملاتا ہے اور نکالا اوسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اوس میں یہ ہے میں نے کہا یا رسول اللہ کیا میں بھی سامان ڈھوؤں جیسے لوگ ڈھوتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں تو مٹی ملا اون کے لیے کیونکہ تو اوسکو خوب جانتا ہے (ف) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى امْرَأَةٍ أَنْ مُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ يَعْمَلْ لِي أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ ترجمہ سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو (اوس کا نام عائشہ تھا جیسے اوپر گذر چکا) کہلا بھیجا کہ تو اپنے غلام کو جو بڑھئی ہے حکم کر وہ مجھے کچھ لکڑیاں بنا دے جن پر میں بیٹھوں (خطبہ اور وعظ کے لیے یعنے منبر بنا دے حافظ نے کہا یہ حدیث مؤلف نے یہاں مختصر بیان کی اور پوری حدیث بیوع میں ذکر کی اور ہم اس کے فائدے کتاب الجمعہ میں خدا چاہے تو بیان کریں گے قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو صلوٰۃ میں اور ایسا ہی مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا) حَدَّثَنَا خَلَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ فَإِنَّ لِي غُلَامًا نَجَّارًا قَالَ إِنْ شِئْتِ فَعَمِلَتِ الْمِنْبَرَ ترجمہ جابر سے روایت ہے ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ کیا میں آپ کے بیٹھنے کے لیے کوئی چیز طیار نکروں (یعنے وعظ کیوقت) کیونکہ میرا ایک غلام ہے بڑھئی آپ نے فرمایا اچھا اگر تو چاہے پھر اُس عورت نے منبر طیار کیا (ف) یہ بیان اگلی حدیث کے خلاف نہیں جسمیں یہ مذکور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس عورت سے منبر طیار کرنے کے لیے فرمایا کیونکہ احتمال ہے کہ پہلے عورت نے خود اسکی تحریک آپ سے کی پھر منبر کے طیار کرنے میں دیر کی تو آپ نے اوسکے پاس کہلا بھیجا اور مصنف نے جو روایت علامات نبوت میں نکالی اوس میں صاف یہ ہے کیا میں آپ کے لیے ایک منبر نہ بناؤں اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہدیہ اگر بغیر سوال کے آوے تو قبول کرلے اور وعدہ کی ایفا کے لیے تقاضا کرنا درست ہے اور اہل فضل کے ساتھ تقرب

حاصل کرنا خدمت بجا لاکر عمدہ بات ہے اور باقی فائدے علامات النبوۃ میں خدا چاہے تو مذکور ہونگے اور مولف نے اوسکو ہیج اور علامات نبوت مین نکالا باب مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا مسجد بنانے کی فضیلت حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِی عَمْرٌو اَنَّ بُکَیْرًا حَدَّثَهُ اَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عُبَیْدَ اللّٰهِ الْخَوْلَانِیَّ اَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رض یَقُوْلُ عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِیْهِ حِیْنَ بَنٰی مَسْجِدَ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّکُمْ اَکْثَرْتُمْ وَاِنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا قَالَ بُکَیْرٌ حَسِبْتُ اَنَّهُ قَالَ یَبْتَغِیْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَی اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِی الْجَنَّةِ ترجمہ عثمان بن عفان سے روایت ہے جب لوگون نے اونپر طعن کیا جس وقت اونہون نے مسجد نبوی کو بنانا چاہا (اونہیں اور چونے سے) تو اونہون نے کہا تم نے بہت باتین بنائین اور مین نے سنا جناب رسالت آب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص مسجد بناوے اللہ تعالی کی رضا مندی کے لیے (نہ نام اور شہرت کے لیے) تو اللہ تعالی ویسا ہی گھر اوسکے لیے جنت مین بناوے گا ف مسلم کی روایت مین ہے کہ جب حضرت عثمان نے مسجد نبوی کو از سر نو پختہ بنانا چاہا تو لوگون نے اوسکو برا جانا اور پسند کیا کہ مسجد اوسی حال مین رہے جیسے حضرت کے وقت مین تھی بغوی نے کہا شاید صحابہ نے مسجد مین نقشی پتھر لگانا برا جانا نہ اوسکو کشادہ کرنا اور یہ بنا حضرت عثمان کی ۳۰ ہجری مین تھی اور بعضون نے کہا انکی خلافت کے آخر سال مین اور کعب الاحبار سے منقول ہے جب حضرت عثمان مسجد کو بنانے لگے تو کعب نے کہا کاش یہ مسجد نہ بنتی کیونکہ عثمان جب اوسکے بنانے سے فارغ ہونگے قتل کیے جاوینگے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ایسا ہی ہوا اور احتمال ہے کہ بنا ۳۰ مین شروع ہوئی ہو اور خلافت کے اخیر سال مین ختم ہوئی ہو اور یہ جو فرمایا جو شخص مسجد بناوے تو یہ عام ہے شامل ہے چھوٹی اور بڑی مسجد کو اور ترمذی نے انس رضی اللہ تعالے عنہ سے نکالا اوس مین صاف یہ ہے مسجد چھوٹی ہو یا بڑی اور ابن ابی شیبہ نے اسی حدیث مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اتنا زیادہ کیا اگرچہ وہ مسجد چڑیا کے انڈی دینے کی جگہہ کے برابر ہو اور یہ زیادت ابن حبان اور بزار نے بھی ابوذر سے نکالی اور ابومسلم کجی نے ابن عباس سے اور طبرانی نے اوسط مین حضرت انس

اور ابن عمر سے اور ابو نعیم نے حلیہ مین ابو بکر صدیق سے اور ابن خزیمہ نے جابر سے اوس مین یہہ ہے چڑیا کے انڈے دینیکی
جگہہ کے برابر یا اوس سے بہی چہوٹی بعضون نے کہا یہ مبالغہ کے طور پر فرمایا کیونکہ اتنی چہوٹی جگہہ مین تو نماز بہی نہین
ہو سکتی اور بعضون نے کہا مبالغہ نہین ہے بلکہ مراد یہہ ہے کہ مسجد مین اگر اتنی ذری سی جاے بہی زیادہ کرے تو بہی ثواب ہے
یا مراد وہ صورت ہے کہ کئی آدمی ایک مسجد کے بنانے مین شریک ہون تو ہر ایک کے حصے مین اتنی جاے آوے اور انس جیسے
کی روایت مین ہے جو کوئی اللہ کے لیے گہر بناوے اوسکو ترمذی نے نکالا فوائد مین باسناد حسن ابو ذر کی روایت مین ہے جو کوئی
مسجد بناوے ایسی جسمین اللہ کی یاد کیجاوے نکالا اوسکو ابن ماجہ اور ابن حبان نے اور نسائی نے عمرو بن عبسہ سے ایسا ہی
نکالا اور طبرانی کی روایت مین ہے حضرت عائشہ سے اوسکی نیت ریا اور شہرت کی نہو حافظ نے کہا یہہ سب ایسی
مسجدین ہیں جو کہی ہین مسافرون کے رستون مین جن مین صرف قبلہ کی دیوار اوٹہا دیتے ہین اور بعضی نہایت چہوٹی ہوتی
ہین اونمین مقام سجدہ سے زیادہ جگہہ نہین ہوتی اور بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت عائشہ سے ایسا ہی نکالا اسمین
یہ زیادہ ہے مینے کہا اور یہہ مسجدین جو رستون مین ہین آپنے فرمایا ہان اور طبرانی نے ابو قرصافہ سے ایسا ہی نکالا اون
دونو کا اسناد حسن ہے ابن جوزی نے کہا جسنے اپنا نام مسجد پر کندہ کرایا وہ مخلص نہین اور جسنے مزدوری لیکر
مسجد بنائی اوسکو بہی یہہ ثواب نہین اگرچہ کچہ اجر ہوگا اور اصحاب سنن اور ابن خزیمہ اور حاکم نے عقبہ بن عامر سے نکالا
مرفوعًا کہ اللہ تعالی ایک تیر سے تین آدمیون کو جنت مین لیجاویگا اوسکو بنانیوالے کو جو جہاد کرنیکے واسطے بناوے اور اوسکو
مارنے والے کو اور اوسکی مدد کرنیوالے کو اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر اجرت پر بہی بناوے تب بہی ثواب ہے لیکن اخلاص اوسی
مین ہے جو بلا اجرت یہ کام کرے اور یہہ جو فرمایا ایسا ہی گہر اوسکے لیے بناویگا جنت مین یعنی ایک گہر یا دس گہر کیونکہ
ایک نیکی کا بدلہ دس گنا ہے اور یہ غرض نہین کہ وہ گہر مسجد ہی کے برابر ہوگا یا مسجد ہی کے برابر ہو لیکن جنت مین ایک بالشت جگہ
ساری دنیا سے بہتر ہے امام احمد نے واثلہ سے نکالا کہ اللہ اوسکے لیے جنت مین اوس سے افضل بناویگا اور طبرانی
نے ابو امامہ سے اوس سے زیادہ کشادہ اور طبرانی اور احمد نے نکالا ابن عمر سے اوس سے زیادہ کشادہ گہر
اور یہہ حدیث کو مسلم اور ترمذی نے بہی نکالا (فتح و قسطلانی) **بَابُ يَأْخُذُ بِنُصُولِ النَّبْلِ إِذَا مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ** جب تیر لیکر مسجد مین گذرے تو اوسکی پیکان یعنے بہال تہام لیوے **حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرٍو أَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ مَرَّ رَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ سِهَامٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا** ترجمہ سفیان بن عیینہ سے روایت ہے مینے عمرو بن
دینار سے کہا کیا تمنے جابر بن عبد اللہ سے سنا ہے وہ کہتے تہے ایک شخص مسجد مین سے گذرا اپنے لیے ہوے تیر جنابِ

خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس سے فرمایا تیرون کی نوکین تھام لے ف تاکہ کسی مسلمان کو زخم نہ لگے یہ آپ کی کمال شفقت
تھی اپنی غریب امت پر اور قتیبہ نے اس حدیث مین عمرو کا جواب بیان نہین کیا اصیلی کی روایت مین ہے کہ عمرو نے کہا
ہان مینے جابر سے یہ سنا ہے حافظ نے کہا اصیلی کی روایت مین مینے یہ جواب نہین پایا البتہ مولف نے اوسکو دوسرے
طریق سے نکالا کتاب الفتن مین اوسکے اخیر مین یہ ہے کہ عمرو نے کہا ہان اور مسلم کی روایت مین یہ سوال ہے نہ جواب اور
بخاری اور مسلم نے عمرو سے نکالا کہ ایک شخص مسجد مین گذرا تیر لیے ہوے اوسکی نوکین سامنے تھین آپ نے حکم کیا نوکین
تھامنے کا تاکسی مسلمان کو کوچا نہ لگے اور مسلم کی روایت مین ہے کہ وہ شخص تیر صدقہ دیا کرتا مسجد مین اور مجھے اوسکا نام
معلوم نہین ہوا اور حدیث سے یہ نکلا کہ مسلمان کی حرمت کرنا ضرور ہے اور تھوڑا یا بہت خون مسلمان کا بہانا برا ہے
اور مسجد مین ہتیار لیکر جانا درست ہے اور طبرانی نے اوسط مین ابو سعید سے نکالا کہ حضرت نے منع کیا ہتیار بہرانے سے
مسجد مین اور اس حدیث کو مولف نے فتن مین اور مسلم نے ادب مین اور نسائی نے صلاۃ مین اور ابوداود نے جہاد مین
اور ابن ماجہ نے ادب مین نکالا (ف وق ملخصا) **باب المرور فی المسجد** مسجد مین گذرنا تیر وغیرہ لیکر
درست ہے جب انکی نوکین تھام لیوے **حدثنا** موسی بن اسمعیل قال حدثنا عبد الواحد قال حدثنا
ابو بردۃ بن عبد اللہ قال سمعت ابا بردۃ عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من مر
فی شیء من مساجدنا او اسواقنا بنبل فلیاخذ علی نصالها لا یعقر بکفہ مسلما ترجمہ ابو بردہ
عامر نے اپنے باپ ابو موسی اشعری سے روایت کی اونہون نے کہا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا جو کوئی ہماری مسجدون یا بازارون مین تیر لیکر گذرے وہ انکی پیکان تھامے رہے ایسا نہ ہو کسی مسلمان
کو زخمی کرے ف یہ مضمون اول حدیث سے بھی نکلتا تھا مگر اس روایت مین بازار کا ذکر زیادہ تھا اسوجہ سے مولف
نے یہ روایت بیان کی اور اسکی روایت مین ہے اپنے ہتیلی سے تیرون کی پیکانین تھام لیوے ایسا نہ ہو کسی مسلمان کو
لگ جاوے اور مسلم کی ایک روایت مین یون ہے اوسکی پیکانین تھام لیوے اور مولف نے اوسکو فتن مین اور مسلم
نے ادب مین اور ابوداود نے جہاد مین اور ابن ماجہ نے ادب مین نکالا (ف وق) **باب الشعر فی
المسجد** مسجد مین اشعار پڑھنا کیسا ہے **حدثنا** ابو الیمان الحکم بن نافع قال اخبرنا شعیب عن
الزہری قال اخبرنی ابو سلمۃ بن عبد الرحمن بن عوف انہ سمع حسان بن ثابت الانصاری
یستشہد ابا ہریرۃ انشدک اللہ ہل سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول یا حسان اجب
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم ایدہ بروح القدس قال ابو ہریرۃ نعم ترجمہ

ابو سلمہ نے حسان بن ثابتؓ سے جو شاعر تھے حضرتؐ کے وہ گواہی چاہتے تھے ابوہریرہؓ سے تو کہتے تھے میں اللہ کا نام لیکر تم
سے پوچھتا ہوں کیا تم نے سنا ہے جناب رسالت مآب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اے حسان تو جواب
دے کافروں اور مشرکوں کو اللہ کے رسول کی طرف سے یا اللہ مدد کر حسان کی روح القدس سے ابوہریرہؓ نے کہا ہاں
میں نے سنا ہے **ف** دوسری روایت میں یوں ہے کہ حضرت عمرؓ مسجد میں گذرے حسان کو دیکھا شعر پڑھ رہے ہیں
حسان نے کہا میں تو مسجد میں انکے سامنے شعر پڑھتا تھا جو تم سے بہتر تھے پھر ابوہریرہؓ کی طرف دیکھا اور ان سے
کہا میں اللہ کا نام لیکر تم سے پوچھتا ہوں اخیر تک اور روح القدس سے مراد جبرئیلؑ ہیں جیسے براء کی روایت میں ہے جو مؤلف
نے نکالی کہ جبرئیلؑ تمہارے ساتھ ہیں اور جواب دینے سے مراد کافروں کا رد کرنا ہے جو اللہ کے رسولؐ کی اور آپ کے اصحاب
کی ہجو کرتے اور ترمذی نے حضرت عائشہؓ سے نکالا کہ آنحضرتؐ حسان کے لیے مسجد میں منبر رکھواتے حسان اوس پر کھڑے
ہو کر کافروں کی ہجو کرتے اور باب کی حدیث میں گو یہ نہیں ہے کہ حسان نے مسجد میں حضرتؐ کے سامنے شعر پڑھے ہیں
لیکن جو روایت مؤلف نے بدء الخلق میں نکالی اوس سے یہ نکلتا ہے کہ آپ نے حسان سے مسجد میں فرمایا کہ میری طرف
سے جواب دے اور انھوں نے مسجد میں مشرکوں کا جواب دیا پس یہ اعتراض نہ ہوگا کہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں
ہے بعضوں نے کہا باب کی حدیث سے یہ نکلا کہ عمدہ شعر حق ہے جب تو حضرتؐ نے حسان کے لیے دعا کی اور حق بات مسجد میں
کرنا درست ہے جیسے ناپاک باتیں اور لغو کلام مسجد میں منع ہے اب جو ابن خزیمہ نے صحیح میں اور ترمذی نے عبد اللہ بن
عمرو سے نکالا کہ حضرتؐ نے منع کیا شعر پڑھنے سے مسجد میں اوسکے اسناد میں گفتگو ہے اور دونو حدیثوں میں تطبیق
یوں ہو سکتی ہے کہ جاہلیت اور لغو کلام کی شعر پڑھنا منع ہے اور جن شعروں میں یہ بات نہ ہو انکا پڑھنا جائز ہے اور
بعضوں نے کہا ممانعت جب ہے کہ اکثر مسجد میں شعر ہی پڑھتا رہے اور بعضی نے ممانعت کی حدیث کو ناسخ قرار
دیا ہے اور یہ بعید ہے اور مؤلف نے اس حدیث کو بدء الخلق میں اور ابوداؤد نے ادب میں اور نسائی نے صلوٰۃ اور عمل
الیوم واللیلہ میں نکالا (ف وق) **باب** اَصْحَابِ الْحِرَابِ فِی الْمَسْجِدِ برچھیاں رکھنے والوں کا مسجد میں جانا حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَۃُ
ابْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَۃَ قَالَتْ لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فِیْ بَابِ حُجْرَتِیْ وَالْحَبَشَۃُ
یَلْعَبُوْنَ فِی الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتُرُنِیْ بِرِدَائِہٖ اَنْظُرُ اِلٰی لَعِبِھِمْ وَزَادَ اِبْرَاھِیْمُ
ابْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَھْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْحَبَشَۃُ یَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِھِمْ **ترجمہ** ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول

خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا اوس وقت حبشی لوگ مسجد مین کھیل رہے تھے اپنے ہتیارون سے جنگ کی طیاری کے لیے اور اسی سبب سے یہ فعل مسجد مین جائز ہوا کیونکہ دین کا کام ہے (قسطلانی) اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر سے مجھکو ڈھانپے تھے مین انکی کھیل کو دیکھتی تھی دوسری روایت مین ہے حبشی اپنی ہتیارون سے کھیل رہے تھے **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد مین ہتیارون سے کھیلنا درست ہے اور ابن تین نے ابو الحسن لخمی سے نقل کیا ہے کہ ہتیارون سے کھیلنا مسجد مین پہلے جائز تہا پہر منسوخ ہو گیا قرآن اور حدیث سے قرآن مین یہ آیت اوتری فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ اور حدیث یہ ہے جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَمَجَانِينَكُمْ یعنی بچاؤ اپنی مسجدون کو دیوانون سے اور بچون سے اخیر تک اور اسکا رد یون ہوا ہے کہ حدیث ضعیف ہے اور آیت مین دعوے کی دلیل نہین علاوہ اسکے نسخ کے لیے تاریخ معلوم ہونا ضرور ہے اور بعض مالکیہ نے نقل کیا کہ حبشیون کا کھیل مسجد کے باہر تہا اور حضرت عائشہ مسجد مین تہین اور یہ امام مالک سے ثابت نہین ہے بلکہ یہ قول خلاف ہے اوس طریق کے جس مین یہ تصریح ہے کہ حضرت عمر نے انکار کیا حبشیون پر مسجد کے اندر کھیلنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انکو چہوڑ دے اور ہتیارون سے کھیلنا نرا کھیل نہین ہے بلکہ اسمین تعلیم اور مشق ہوتی ہے جنگ کی جس مین تمام مسلمانون کا فائدہ ہے اور ایسے کام مسجد مین درست ہین اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مباح کھیل کا دیکھنا درست ہے اور آپ کا حسن خلق اپنے اہل وعیال کے ساتھ معلوم ہوا خصوصا حضرت عائشہ کی فضیلت اور آپکی محبت انکے ساتھ اور یہ جو فرمایا حضرت صلعم چادر سے مجھکو ڈھانپے تھے اس سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ حجاب کا حکم اوترنے کے بعد کا ہے اور اس سے یہ بھی نکلا کہ عورت کو غیر مردون کی طرف دیکھنا درست ہے اور جن لوگون نے اسکو منع کیا ہے انہون نے یہ جواب دیا ہے کہ اوس وقت حضرت عائشہ کم سن تہین اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حجاب کا حکم اوترنے کے وقت حضرت عائشہ جوان ہو چکی تہین اور بعضون نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے اس حدیث سے جس مین حضرت صلعم نے فرمایا تم تو اندھی نہین ہو لیکن یہ حدیث ایسی ہے جسکی صحت مین اختلاف ہے اور اس مسئلہ کی تفصیل خدا چاہے تو اپنے مقام مین آویگی (فتح) قسطلانی نے کہا عائشہ حبشیون کے ہتیارون کو دیکھتی تہین نہ خود حبشیون کو کیونکہ عورت کو اجنبی مردون کا دیکھنا جائز نہین مین کہتا ہون یہ تاویل قسطلانی کی فاسد ہے کیونکہ محال ہے کہ کوئی شخص کھیل کو دیکھے اور کھیلنے والون پر نظر نہ پڑے قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو عیدین اور مناقب قریش مین نکالا اور مسلم نے عیدین مین

بَابُ ذِكْرِ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِي الْمَسْجِدِ مسجد مین منبر پر خرید اور فروخت کا ذکر کرنا **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَتَتْهَا بَرِيرَةُ تَسْأَلُهَا فِي كِتَابَتِهَا فَقَالَتْ

ان شئت اعطيت اهلك ويكون الولاء لي وقال اهلها ان شئت اعطيتها ما بقي وقال سفيان
مرة ان شئت اعتقتها ويكون الولاء لنا فلما جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكرته ذلك
فقال النبي صلى الله عليه وسلم ابتاعيها فاعتقيها فان الولاء لمن اعتق ثم قام رسول الله
صلى الله عليه وسلم على المنبر وقال سفيان مرة فصعد رسول الله صلى الله عليه وسلم على
المنبر فقال ما بال اقوام يشترطون شروطا ليس في كتاب الله من اشترط شرطا ليس في كتاب الله
فليس له وان اشترط مائة مرة ورواه مالك عن يحيى عن عمرة ان بريرة ولم يذكر صعد
المنبر قال علي قال يحيى وعبد الوهاب عن يحيى عن عمرة نحوه وقال جعفر بن عون عن يحيى
قال سمعت عمرة قالت سمعت عائشة رضي الله عنها ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ نے کہا بریرہ (بنت
صفوان) اونکے پاس آئی اور وہ یہ چاہتی تھی بدل کتابت ادا کرنے میں (بریرہ کے مالکون نے اوسکو مکاتبہ کر دیا
تھا مکاتب اوس بردے کو کہتے ہیں جس سے مالک نے کچھ مال ٹھیرا کر اقرار کیا ہو کہ تو اوسکو ادا کر دے تو آزاد ہے) حضرت عائشہ نے
اوس سے کہا اگر تجھکو منظور ہو تو میں تیرے مالکون کو دے دیتی ہون (اوتنا روپیہ جو تجھپر باقی ہے) اور تیری ولا میں لونگی (ولا
کا بیان انشاء اللہ آگے آویگا ولا وہ حق ہے جو آزاد کرنیوالے کا آزاد کیے ہوئے بردے پر ہوتا ہے کہ اگر وہ مرجاوے اور اوس کا
کوئی وارث عصبہ نہو تو آزاد کرنے والا اوسکا عصبہ ہوگا) اور بریرہ کے مالکون نے حضرت عائشہ سے کہا اگر تم کو منظور ہو تو بریرہ کو
جتنا روپیہ باقی ہے وہ اوسکو دیدو (سفیان بن عیینہ جو حدیث کے راوی ہین اونھون نے ایک بار یون کہا کہ اگر تم چاہتی
ہو تو اوسکو آزاد کرا دو) لیکن ولا ہم لینگے جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ نے آپ
سے یہ حال بیان کیا آپ نے فرمایا تو بریرہ کو خرید کر لے (پانچ اوقیہ پر جو اوسپر باقی تھے) اور اوسکو آزاد کر دے اور ولا
اوسی کو ملیگی جو آزاد کریگا پھر جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے (ایکبار سفیان نے یون کہا کہ
منبر پر چڑھے) اور فرمایا کیا حال ہے لوگون کا (یہ آپکا کمال خلق تھا کہ نام نہین لیتے تھے) وہ شرطین کرتے ہین جو
اللہ کی کتاب میں (یعنے شریعت) نہین ہین جو شخص ایسی شرط کرے جو اللہ کی کتاب میں نہین ہے تو اوسکا حق نہو گا
گو سو بار وہ شرط لگا دے ف حافظ نے کہا ترجمہ باب اسی فقرے سے نکلتا ہے کیا حال ہے لوگون کا اخیر تک کیونکہ
اس میں آپنے اشارہ کیا بریرہ کے قصے کیطرف جس میں بیع اور شرا اور عتق اور ولا سب تھے اور مقصود امام بخاری
کا باب سے یہی ہے کہ بیع اور شرا کا ذکر یعنے اوسکی خبر بیان کرنا منبر پر درست ہے نہ یہ کہ بیع اور شرا منبر پر کرنا مازری
نے کہا اگر کوئی مسجد مین بیع اور شرا کا عقد کرے تو وہ صحیح ہے لیکن اوسکے جواز میں اختلاف ہے اور جو فرمایا جو شرط

اللہ کی کتاب میں نہیں ہے اور سکا حق نہ رکھیگا اس سے یہ غرض ہے کہ جو شرط شریعت کے خلاف ہو وہ باطل اور لغو ہے نہ یہ کہ جو بات اللہ کی کتاب میں صراحتاً مذکور نہیں وہ لغو ہے کیونکہ بہت سے مسائل حدیث سے ثابت ہوئے ہیں اور ولا کا مسئلہ بھی انہی میں سے ہے تو اللہ کی کتاب سے یا قرآن مراد ہے یا اللہ کا حکم خواہ قرآن میں ہو یا حدیث میں ہو یا لوح محفوظ اور امام بخاری نے اس حدیث کو بیوع اور عتق کئی مقاموں میں نکالا اور ہم اسکے فائدے کتاب العتق میں اگر خدا چاہے تو بیان کرینگے قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو زکوٰۃ اور عتق اور بیوع اور ہبہ اور فرائض اور طلاق اور شروط اور اطعمہ اور کفارۃ الایمان میں نکالا اور ابو داؤد نے عتق میں اور ترمذی نے وصایا میں اور نسائی نے بیوع اور عتق اور فرائض اور شروط میں اور ابن ماجہ نے عتق میں انتہے **ف** اور امام مالک نے اس حدیث کو روایت کیا یحییٰ سے اونہوں نے عمرہ سے کہ بریرہ نے اخیر تک اوسمیں یہ ذکر نہیں ہے کہ آپ منبر پر چڑہے علی بن المدینی نے کہا یحییٰ بن سعید قطان اور عبد الوہاب نے روایت کیا یحییٰ بن سعید سے اونہوں نے عمرہ سے اس حدیث کو اور جعفر بن عون نے یحییٰ بن سعید سے اونہوں نے کہا میں نے سنا عمرہ سے اونہوں نے کہا میں نے سنا عائشہ سے تو اس طریق میں تصریح ہے یحییٰ اور عمرہ کی سماع کی **باب**

التَّقَاضِي وَالْمُلَازَمَةِ فِي الْمَسْجِدِ قرضدار پر تقاضا کرنا مسجد میں اور اسکا پیچھا کرنا مسجد میں **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبٍ اَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ اَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ اِلَيْهِمَا حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ فَنَادٰى يَا كَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا وَاَوْمَأَ اِلَيْهِ اَيِ الشَّطْرَ قَالَ لَقَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُمْ فَاقْضِهٖ** ترجمہ کعب بن مالک انصاری رضی سے روایت ہے اونہوں نے مدینہ میں قرض کا تقاضا کیا ابن ابی حدرد پر اور انکا نام عبد اللہ بن سلامہ تھا مسجد نبوی میں تو دونو کی آوازیں بلند ہوئیں یہانتک کہ سنیں جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی آوازیں اپنے گھر میں سے آپ باہر نکلے یہانتک کہ اپنے حجرہ کا پردہ کھولا پھر پکارا اے کعب اونہوں نے کہا حاضر ہوں یارسول اللہ آپ نے فرمایا کچھ معاف کردے اپنے قرض میں سے اور اشارے سے آدہا معاف کردینے کو فرمایا کعب نے کہا میں نے معاف کیا یارسول اللہ **ف** سبحان اللہ صحابہ سے کوئی اطاعت اور فرمانبرداری سیکھے حکم ہونے دیر نہیں کہ اوسپر عمل کیا تو حبیب کا حکم آدہا قرض معاف کرنے کے لیے ہوا اگر سارا قرض معاف کردینے کے لیے حکم ہوتا تو اوسیوقت معاف کردیتے قرض کیا حقیقت جان اور مال اور اولاد اور عزت سب تصدق ہے حبیب سے حبیب کی جوتیوں کی خاک ساری دنیا کی حکومت اور بادشاہت اور ساری دنیا کی

مال اور اسباب سے زیادہ قیمتی ہے آسمان اور زمین سب قربان اور تصدق اپنے حبیب کے اللہم صل وسلم وبارک علیہ
آپ نے ارشاد فرمایا ابن ابی حدرد سے آدھا اور کعب کا قرض ادا کرے یعنی اب فورًا ادا کر دے کیونکہ آدھا اوسنے چھوڑ دیا
معافی اور مہلت دونوں نہیں ہو سکتی حافظ نے کہا حدیث سے تقاضا تو ثابت ہے مسجد میں لیکن پیچھا لینا کہاں ثابت
ہے بعضوں نے یہ جواب دیا کہ کعب نے حضرت کے برآمد ہونے تک ابن ابی حدرد کا پیچھا بھی لیا تھا میں کہتا ہوں شاید امام بخاری
نے اشارہ کیا دوسرے طریق کی طرف جسکو نکالا باب الصلح میں اس میں یہ ہے کہ کعب نے ابن ابی حدرد کا پیچھا لیا اور دونو
نے باتیں کیں اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مسجد میں آواز بلند کرنا درست ہے جب بہت نہ بلند کرے اور امام مالک نے اسکو
مطلقًا منع کہا ہے مہلب نے کہا اگر یہ ناجائز ہوتا تو حضرت ان دونوں سے بیان کر دیتے اور اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ
شاید پہلے آپ اس سے منع کر چکے ہوں اسی پر اکتفا کیا اور یہ بھی نکلا کہ صاحب حق سے سفارش کرنا درست ہے اور حاکم کو
صلح کے لیے اشارہ کرنا جائز ہے اور شفاعت کا قبول کرنا اور دروازے پر پردہ لٹکانا (فتح) اور مؤلف نے اس حدیث کو
صلح اور ملازمت میں نکالا اور مسلم نے بیوع میں اور ابو داؤد اور نسائی نے قضا میں اور ابن ماجہ نے احکام میں (ق) **باب**

كَنْسِ الْمَسْجِدِ وَالْتِقَاطِ الْخِرَقِ وَالْقَذَى وَالْعِيدَانِ مسجد میں جھاڑو دینا وہاں کے چیتھڑے اور کوڑا اور لکڑیاں
چننا حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
أَنَّ رَجُلًا أَسْوَدَ أَوِ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ
فَقَالُوا مَاتَ قَالَ أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُونِي بِهِ دُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ أَوْ قَالَ عَلَى قَبْرِهَا فَأَتَى قَبْرَهُ فَصَلَّى
عَلَيْهَا **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے ایک کالا مرد یا ایک کالی عورت (یہ شک ثابت کو ہوا جو راوی ہے حدیث کا) مسجد
(نبوی) میں جھاڑو دیتا تھا یا دیتی تھی وہ مر گیا یا مر گئی تو جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکا حال پوچھا لوگوں نے
کہا وہ مر گیا یا مر گئی آپ نے فرمایا تم نے مجھ کو خبر نہ کی بتلاؤ مجھے قبر اوسکی پھر آپ آئے اوسکی قبر پر اور نماز پڑھی اوس پر (**ف**) حافظ
نے کہا دوسری روایت میں جو مؤلف نے آگے نکالی یہ ہے کہ میں اوسکو عورت سمجھتا ہوں اور ابن خزیمہ کی روایت میں
کالی عورت ہے اور شک نہیں اور بیہقی نے اوسکو روایت کیا باسناد حسن بریدہ سے اوس میں عورت کا نام ام محجن مذکور
ہے اور ابو الشیخ نے کتاب الصلوۃ میں بسند مرسل جزم کیا کہ وہ عورت تھی اور حضرت کو جواب ابوبکر صدیق نے دیا تھا اور
ابن مندہ نے صحابہ میں خرقا کو ذکر کیا ہے کہ وہ ایک کالی عورت تھی جو مسجد کو جھاڑتی تھی اور ابن حبان نے اسکو صحابہ میں
لکھا تو شاید خرقا اوسکا نام ہوگا اور ام محجن کنیت ہوگی اگر کوئی کہے کہ حدیث سے مسجد کا جھاڑنا نکلتا ہے لیکن اور
باتیں جو باب میں مذکور ہیں کہاں نکلتی ہیں اوسکا جواب بعضوں نے دیا ہے کہ مؤلف نے اون کو قیاس کیا جھاڑنے پر

میں کہتا ہوں امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا حدیث کی اور طریقوں کی طرف علماء کی طریق میں
ہے کہ وہ چیتھڑے اور لکڑیاں مسجد میں سے چنتی نکالا اوسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور بریدہ کی روایت میں ہے
کہ اوسکو حرص تھی مسجد کے کوڑے نکالنے کی اور مصنف نے جنائز میں زیادہ کیا کہ صحابہ نے حقیر جانا اوسکو اور ابن خزیمہ
کی روایت میں ہے کہ اونہوں نے کہا وہ رات کو مرگئی ہمنے برا جانا آپکو بیدار کرنا مسلم کی روایت میں ہے اخیر میں کہ
حضرت نے فرمایا قبریں تاریک ہیں سب قبر والوں پر اور اللہ تعالی اوسکو روشن کردیتا ہے میرے نماز پڑھنے سے اور
ابوداؤد طیالسی کی روایت میں ہے کہ اوس وقت ایک انصاری بولا میرا باپ یا بھائی مرگیا ہے یا دفن ہوگیا ہے آپ
اوس پر نماز پڑھ دیجیے پس سنکر آپ اوسکے ساتھ گئے اس حدیث سے مسجد کا پاک صاف رکھنا خادم کا حال پوچھنا دوست کا
جب وہ غائب ہوجاوے دوستی کا بدلہ کرنا دعا اور نماز جنازہ سے نیک لوگوں کے جنازے میں حاضر ہونا قبر پر نماز جنازہ
پڑھنا موت کی خبر کرنا یہ سب باتیں نکلتی ہیں طبرانی کی روایت میں ابن عباس سے ہے کہ ایک عورت مسجد سے
کوڑا چنا کرتی وہ مرگئی حضرت کو اوسکے گاڑنے کی خبر نہ دی آپنے فرمایا جب کوئی تم میں سے مرجاوے تو مجھکو خبر دیا کرو اور
نماز پڑھی آپنے اوس عورت پر اور حضرت نے فرمایا میں نے اس عورت کو جنت میں دیکھا وہ مسجد میں سے کوڑا چن رہی ہے
اور یہ حدیث حجت ہے مالکیہ پر جنہوں نے قبر پر جنازے کی نماز پڑھنے سے منع کیا ہے اور مولف نے اس حدیث کو صلوۃ اور جنائز
میں نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اور ابن خزیمہ نے ابوسعید سے نکالا کہ ایک کالی عورت مسجد
جہاڑتی تھی وہ رات کو مرگئی صبحکو حضرت کو خبر دی اوسکے مرنیکی آپنے فرمایا تمنے مجھکو خبر کیوں نہ دی پھر آپ اپنے
اصحاب کے ساتھ نکلے اور اوسکی قبر پر کھڑے ہوے اور تکبیر کہی اور لوگ آپکے پیچھے تھے اور دعا کی اوسکے لیے پھر لوٹے

(ف وق) **باب** تحریم تجارۃ الخمر فی المسجد مسجد میں شراب کی سوداگری کا حرام ہونا۔

ف گو شراب کی سوداگری مطلقاً حرام ہے خواہ کہیں ہو مگر مولف نے مسجد کی قید اسواسطے بڑہائی کہ یہ حکم آپنے
مسجد میں دیا تہا حدثنا عبدان عن ابی حمزۃ عن الاعمش عن مسلم عن مسروق عن عائشۃ
قالت لما انزلت الایات فی سورۃ البقرۃ فی الربا خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرأهن
علی الناس ثم حرم تجارۃ الخمر ترجمہ ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے جب سورۂ بقر کی وہ آیتیں
اوتریں جو سود کی باب میں ہیں یعنے الذین یاکلون الربوا اخیر تک) تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے
یعنے حجرے سے مسجد میں) پھر ان آیتوں کو پڑہا لوگوں پر پھر آپنے حرام کیا شراب کی سوداگری کو **ف** حافظ
نے کہا اس حدیث کی بحث تفسیر سورۂ بقر میں آویگی انشاء اللہ تعالی قاضی عیاض نے کہا شراب سود کی آیت اوترنے

پہلے حرام ہوچکا تہا بہت پہلے تو احتمال ہے کہ آپنے اوسکی حرمت دوبارہ بیان کی تاکید کے لیے مین کہتا ہون احتمال ہے کہ شراب حرام ہوچکا ہو لیکن اوسکی سوداگری حرام نہوئی ہو اور اسکا جزب جاتا ہے (فتح) اور اس حدیث کو مولف نے بیوع مین نکالا اور تفسیر مین اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے **باب الخدم للمسجد** مسجد کے لیے خادمون کا ہونا **وقال ابن عباس نذرت لك ما في بطني محررا للمسجد يخدمه** ابن عباس رضی نے کہا یہ عمران کی بی بی کا قول کلام اللہ مین ہے کہ مین نے نذر کیا تیرے لیے اوس بچے کو جو میرے پیٹ مین ہے وہ آزاد ہے اوسکا مطلب یہ ہے کہ وہ مسجد اقصے کی خدمت کریگا **ف** اس قول کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا اور یہ کہنے والی حنہ بنت فاقوذ تہین جو بی بی تہین عمران کی وہ بانجہ تہین ایک روز اونہون نے ایک پرندہ کو دیکہا جو اپنے بچہ کو بہرا رہا تہا انکو بہی بچے کی خواہش ہوئی تو اللہ تعالی سے دعا کی یا اللہ مجہکو بہی بچہ عنایت فرما اللہ تعالی نے انکی دعا قبول کی اور عمران نے انسے صحبت کی وہ حاملہ ہوگئین جب انکو حمل کا یقین ہوا تو اونہون نے کہا مین نے اس بچے کو تیرے نذر کیا وہ مسجد اقصے کی خدمت کیا کریگا اور کوئی کام نکریگا ابوذر کی روایت مین ہے وہ خدمت کریگا مسجدون کی یا صخرہ کی یا مقدس زمین کی اور یہ نذر اونکی مذہب مین مشروع تہی لڑکون کے لیے اونہون نے یہی خیال کیا کہ میرے پیٹ مین لڑکا ہے یا اونہون نے لڑکے ہی کے لیے دعا کی ہوگی جب جنی ہوئی تو حضرت مریم پیدا ہوئین اوسوقت انہون نے کہا ای مالک مین تو لڑکی جنی اونہون نے یہ رنج سے کہا اللہ تعالی نے لڑکی ہی کو قبول فرمایا اور حضرت مریم کو تمام جہان کی عورتون پر شرف دیا اور انکی پیٹ سے حضرت عیسی روح اللہ علیہ الصلوۃ والسلام پیدا ہوئے اور امام بخاری یہ قصہ اسلیے لائے کہ مسجد کی خدمت اگلی امتون مین بہی مشروع تہی یہانتک کہ بعض لوگ اپنے لڑکون کو نذر کردیتے تہے اسکام کے لیے (ق ف) **حدثنا** احمد بن واقد قال حدثنا حماد عن ثابت عن ابي رافع عن ابي هريرة ان امرأة او رجلا كان يقم المسجد ولا اراه الا امرأة فذكر حديث النبي صلى الله عليه وسلم انه صلى على قبره **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے ایک عورت یا ایک مرد جہاڑتی تہی مسجد کو ابورافع نے کہا مین تو اوسکو عورت سمجہتا ہون پہر بیان کیا حدیث کو کہ آپنے نماز پڑہی اوسکی قبر پر **ف** یہ حدیث اوپر گذر چکی **باب الاسير او الغريم يربط في المسجد** قیدی یا قرضدار کا مسجد مین باندہنا **حدثنا** اسحاق بن ابراهيم قال اخبرنا روح ومحمد بن جعفر عن شعبة عن محمد بن زياد عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان عفريتا من الجن تفلت علي البارحة او قال كلمة نحوها ليقطع علي الصلوة فامكنني الله منه فاردت ان اربطه الى سارية من سواري المسجد حتى

تُصْبِحُوا وَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهُ خَاسِئًا ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ایک دیو گراں جن گذشتہ رات کو میرے مقابل ہوا ایا آپ نے ایسا ہی کوئی کلمہ ارشاد فرمایا **ف** دوسری روایت میں مؤلف کے یہ ہے کہ وہ میرے سامنے آیا اور مجھپر سخت ہوا اور عبد الرزاق کی روایت میں ہے کہ بلی کی صورت میں میرے سامنے آیا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ ایک شعلہ آگ کا لیکر آیا میرا منہ جلانے کے لیے اور نسائی کی روایت میں ہے حضرت عائشہ سے مین نے اوسکو پکڑا اور دے مارا پھر اوسکا گلا گھونٹا تھا یہانتک کہ اوسکی زبان کی سردی میرے ہاتھ پر لگی اور باقی فائدے اس حدیث کے باب ذکر الجن اور تفسیر سورہ ص مین خدا چاہے تو مذکور ہونگے (فتح) **ف** وہ اسلیے آیا تہا کہ میری نماز توڑ ڈالے پھر اللہ تعالی نے مجھکو قدرت دی اور میں نے چاہا اوسکو باندہ دون مسجد کے ایک ستون سے تا کہ صبح ہو اور تم سب اوسکو دیکھو پھر مین نے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کا قول یاد کیا اونہون نے دعا کی تہی اے مالک بخشدے مجھکو اور ایسی سلطنت مجھکو دے جو میرے بعد کسی کو سزاوار نہو **ف** یعنے آدمیون مین کسی آدمی کو میرے بعد ایسی حکومت نملے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود قدرت کے اوس شریر جن کو چھوڑ دیا اس خیال سے کہ اللہ تعالی حضرت سلیمان کی دعا قبول کرے اور یہ حدیث کو مؤلف نے صلوۃ اور تفسیر اور احادیث انبیا اور صفت ابلیس مین نکالا اور مسلم نے صلوۃ مین اور نسائی نے تفسیر مین (قسطلانی) **ف** روح بن عبادہ کہا رجم اس حدیث کا راوی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو ذلیل کرکے چھوڑ دیا **ف** مسلم کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالی نے اسکو پھیر دیا ذلیل کرکے اور حدیث سے یہ نکلا کہ قیدی کو مسجد مین باندہنا درست ہے اور مدیون کا باندہنا اوس پر قیاس کیا

بَابُ الْاغْتِسَالِ إِذَا أَسْلَمَ وَرَبْطِ الْأَسِيرِ أَيْضًا فِي الْمَسْجِدِ اسلام لانیکے وقت غسل کرنا اور قیدی کو مسجد مین باندہنا **ف** حافظ نے کہا اکثر روایتون مین ترجمہ باب اسیطرح مذکور ہے اور اصیلی اور کریمہ کی روایت مین قیدی کے باندہنے کا ذکر نہین اور بعض روایتون مین صرف باب مذکور ہے بلا ترجمہ کے گویا یہ فصل ہے پہلے باب کی اور احتمال ہے کہ امام بخاری نے یہان ترجمہ قائم کرنے کے لیے خالی جاے چہوڑی ہو اور لوگون نے یہ ترجمہ لگا دیا ہو اور اسماعیلی نے یہ ترجمہ کیا ہے باب مشرک کا جانا مسجد مین اور امام بخاری کی یہ عادت نہین کہ ایک ترجمہ کو دوبار بیان کرین اور اسلام کے غسل کو مساجد کے ابواب سے کوئی تعلق نہین البتہ یہ تاویل کر سکتے ہین کہ کافر اکثر جنب ہوتے ہین اور جنب کو مسجد مین جانا درست نہین مگر ضرورت سے پھر جب کافر مسلمان ہو جاوے تو اب اوسکو جنابت کیحالت مین مسجد مین رہنا نہ چاہیے بلکہ غسل کرے پھر مسجد مین رہے اگر کوئی کہے کہ مؤلف کو یہ حدیث جو اس باب مین ہے اگلے باب

مین بیان کرنا بہتر تہا اوس کا جواب یہ ہے کہ جن کا قصہ اس باب کیلیے زیادہ مفید ہے کیونکہ اوسکے باندہنے کا مسجد مین حکم حضرت نے قصد کیا تہا اور ثمامہ کو اور دونو نے باندہا تہا اور آپ نے جب اسکو بندہا دیکہا تو فرمایا چہوڑ دو اوسکو یہ تقریر ابن منیر نے کی اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ خود امام بخاری نے اواخر مغازی مین یون روایت کی ہے کہ حضرت ثمامہ پر تین بار گذرے وہ بندہا ہوا تہا اور تیسرے دن آپنے اوسکے چہوڑ دینے کا حکم کیا اور ایسا ہی امام مسلم نے نکالا اور ابن اسحاق نے مغازی مین تصریح کی کہ آنحضرت ہی نے ثمامہ کے باندہنے کا صحابہ کو حکم کیا تہا تو باطل ہوئی تقریر ابن منیر کی اور شاید اونہون نے یہ حدیث پوری نہین دیکہی نہ صحیح بخاری مین نہ اور کتابون مین اور مجہے اونسے یہ تعجب ہوتا ہے کہ اونہون نے یہ کیسے جائز رکہا کہ صحابہ کوئی کام مسجد مین حضرت کی مرضی کے خلاف کرتے تہے تو سارا کلام اونکا فاسد ہے (فتح مختصرا) وَكَانَ شُرَيْحٌ يَأْمُرُ الْغَرِيمَ أَنْ يُحْبَسَ إِلَى سَارِيَةِ الْمَسْجِدِ اور شریح ابن حارث کندی نخعی قاضی کوفی کے جو حضرت کے زمانے مین تہے لیکن آپسے ملے نہین حکم کرتے تہے کہ قرضدار مسجد کے ستون کے پاس قید رہے ف اس روایت کو وصل کیا معمر نے ایوب سے اونہون نے ابن سیرین سے کہ شریح جب فیصلہ کرتے کسی شخص پر کسی حق کا تو حکم کرتے وہ مسجد مین قید رہے یہانتک کہ اپنے ذمہ کا حق ادا کرے پہر اگر وہ ادا کر دیتا تو خیر ورنہ حکم کرتے اوسکو قیدخانے مین لیجانے کا (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کچہ سوارون کو نجد کیطرف بہیجا دسوین محرم سنہ ۶ ہجری مین تیس سوارون کو قرطا کی طرف جو ایک شاخ تہی بنی کلاب کی اونسے بنی حنیفہ مین سے ایک شخص کو لیکر آئے جسکو ثمامہ بن اُثال کہتے تہے اوسکو باندہ دیا مسجد کے ستونون مین سے ایک ستون سے پہر جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکی طرف برآمد ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ ثمامہ کو چہوڑ دو (تصدق آپکے رحم اور کرم اور اخلاق کے) ف قسطلانی نے کہا آپنے منت احسان رکہکر اوسکو چہوڑ دینے کا حکم کیا یا اسوجہ سے کہ آپنے اوسکے دل کی رغبت ایمان کی طرف پہچان لی یا اسوجہ سے کہ اوسنے اسلام قبول کیا جیسے ابن خزیمہ اور ابن حبان کی روایت مین ہے ابوہریرہ سے ف پہر ثمامہ مسجد کے قریب ایک کہجور کے درخت پاس گیا اور غسل کیا پہر مسجد مین آیا اور کہنے لگا مین گواہی دیتا ہون کہ بجز خدا کے کوئی سچا

معبود نہین اور محمد اوسکے رسول ہین **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ کافر جب مسلمان ہونا چاہے تو غسل کرے امام احمد کے نزدیک واجب ہے اور اس حدیث کو مؤلف نے صلوٰۃ اور مغازی مین نکالا اور مسلم نے مغازی مین اور ابو داؤد نے جہاد مین اور نسائی نے طہارت مین اور صلوٰۃ مین (قسط) حافظ نے کہا اس حدیث کے باقی فائدے خدا چاہے تو آگے مذکور ہونگے

بَابُ الْخَيْمَةِ فِي الْمَسْجِدِ لِلْمَرْضٰى وَغَيْرِهِمْ

مسجد مین بیمارون وغیرہ کے لیے خیمہ لگانا حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُصِيبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فِي الْأَكْحَلِ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُوْدَهُ مِنْ قَرِيبٍ فَلَمْ يَرُعْهُمْ وَفِي الْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ إِلَّا الدَّمُ يَسِيلُ إِلَيْهِمْ فَقَالُوا يَا أَهْلَ الْخَيْمَةِ مَا هٰذَا الَّذِي يَأْتِينَا مِنْ قِبَلِكُمْ فَإِذَا سَعْدٌ يَغْذُو جُرْحُهُ دَمًا فَمَاتَ فِيهَا **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے روایت ہے سعد بن معاذ کو (جو سردار تھے قبیلہ اوس کے اور جنکے لیے عرش جھوم گیا) خندق کی لڑائی مین (جو ذیقعدہ ۴ھ یا ۵ھ مین ہوئی) اکحل کی رگ مین (جسکو سر روح اور حیاۃ کی رگ بھی کہتے ہین) زخم لگا (ابن عرقہ نے تیر مارا تھا) تو جناب رسول مقبول سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے لیے مسجد مین خیمہ لگا دیا تاکہ انکی بیمار پرسی نزدیک سے کر لین تو لوگون کو ڈر نہ ہوا مگر اوس وقت جب انکے خیمہ سے خون بہنے لگا بنی غفار کے خیمہ کیطرف جو مسجد مین تھا اونھون نے کہا اے خیمہ والو یہ کیا ہے جو تمہاری طرف سے آتا ہے ہماری طرف دیکھا تو سعد کے زخم مین سے خون بہ رہا ہے پھر سعد مر گئے اوسی زخم سے **ف** یا اوسی خیمہ مین اس حدیث کو مؤلف نے صلوٰۃ اور مغازی اور ہجرت مین نکالا اور ابو داؤد نے جنائز مین اور نسائی نے صلوٰۃ مین اور اس حدیث کے باقی فائدے کتاب المغازی مین مذکور ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ (ف وق)

بَابُ إِدْخَالِ الْبَعِيرِ فِي الْمَسْجِدِ لِلْعِلَّةِ

ضرورت سے اونٹ کا مسجد مین لیجانا درست ہے وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعِيرِهٖ اور عبد اللہ بن عباس نے کہا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا اپنے اونٹ پر اس روایت کو خود مؤلف نے وصل کیا کتاب الحج مین حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَشْتَكِي قَالَ طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ **ترجمہ** ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے اونھون نے کہا مین نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

شکایت کی مین بیمار ہون آپنے ارشاد فرمایا تو طواف کر لوگون کے اُس پار یعنے اونکے پیچھے سے سوار ہو کر میننے طواف کیا اونٹ پر سوار ہو کر اوسوقت آپ بیت اللہ کے بازو نماز پڑہ رہے تھے اور نماز مین سورۃ وَالطُّورِ وَکِتَابٍ مَّسْطُورٍ پڑہ رہے تھے **ف** بعضون نے کہا کہ ترجمہ باب مین جو امام بخاری نے للعلۃ کہا اس سے ضعف اور بیماری مراد ہے اور ابو داؤد نے نکالا کہ حضرتؐ مکہ مین تشریف لائے آپ بیمار تھے تو طواف کیا اپنی اونٹنی پر اور جابر نے کہا کہ آپنے طواف کیا اونٹ پر اسلیے کہ لوگ آپکو دیکھین آپ سے پوچھین اور اس حدیث کی بحث کتاب الحج مین اگر خدا نے چاہا تو آویگی ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو جانور حلال ہین انکو مسجد مین لیجانا درست ہے اگر ضرورت ہو کیونکہ اون کا پیشاب نجس نہین ہے برخلاف حرام جانورون کے حافظ نے کہا جب مسجد کے آلودہ ہونیکا ڈر ہو تو لیجانا درست نہین اور لوگون نے کہا ہے کہ آپ کی اونٹنی تعلیم یافتہ تھی وہ جب تک چلتی رہتی تو پیشاب اور پاخانہ نہ کرتی اور احتمال ہے کہ ام المومنین ام سلمہ کا بھی اونٹ ایسا ہی ہو (فتح) ایک بزرگ سے منقول ہے کہ مینے حضرتؐ کی سب سنتون کو ادا کیا مگر طواف اونٹ پر سوار ہو کر نہ کر سکا کس لیے کہ لوگ اس زمانہ مین اونٹ کو مسجد کے اندر نہین لیجانے دیتے اس سے یہ نکلا کہ اولیا اللہ وہی ہین جو بہ نسبت اورون کے سنت پر زیادہ چلتے ہین بلکہ جہانتک ہو سکتا ہے اقوال اور افعال اور عادات ہر ایک امر مین حضرت رسول کریمؐ کے طریق پر چلتے ہین اور جس فعل کو ہماری حضرتؐ نے ایک بار بھی کیا وہ سنت ہو چکا اب اگر سارا زمانہ اوسکو برا جانے یا اوسکا عیب کرے تو وہ لغو ہے بلکہ حضرتؐ کی کسی ادنے سے ادنی سنت یا فعل کی تحقیر کرنا یا اوسکا عیب کرنا کفر ہے معاذ اللہ **بَابٌ** یہ اصل کتاب مین ایسا ہی ہے کوئی ترجمہ مذکور نہین اور شاید امام بخاری نے ترجمہ لکھنے کے لیے یہان جا خالی چھوڑی پھر وہ جا ویسی ہی خالی رہی اور ابن رشید نے جو کہا کہ ایسے مقامون مین باب پہلے باب کی فصل ہوتا ہے تو یہ وہان ہے جہان دوسرے باب کے پہلے باب سے مناسبت ہو اور یہان یہ بات نہین ہے اب ہی الواب ساجد سے مناسبت وہ یہ ہو کہ اس حدیث مین جن دو شخصون کا ذکر ہے اونہون نے دیر کی حضرتؐ کے ساتھ مسجد مین رہکر وہ عشا کی نماز کا انتظار کرتے تھے بصورت مین اس باب کا یہ ترجمہ مناسب ہے کہ مسجد کو جانا اندھیری رات مین اور اشارہ ہو اوس حدیث کی طرف جسکو ابو داؤد نے نکالا بریدہ سے خوشخبری دی مسجد کیطرف جانیوالون کو اندھیرون مین پوری نور کی قیامت کے دن اور باقی فوائد اس حدیث کے خدا چاہے تو کتاب المناقب مین مذکور ہونگے وہان مولف نے بیان کیا ہے کہ یہ دونو شخص اسید بن حضیر اور عباد بن بشر تھے رضی اللہ عنہما (فتح الباری) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی لَیْلَۃٍ مُّظْلِمَۃٍ وَّمَعَھُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَیْنِ یُضِیْئَانِ بَیْنَ اَیْدِیْھِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا وَاحِدٌ حَتّٰی اَتٰی اَھْلَہٗ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے دو شخص جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے آپکے پاس سے نکلے اندہیری رات مین اُندونون کے ساتھہ دو چراغون کی مانند تہے جو اون کے سامنے روشنی دیتے تہے جب وہ دونون جدا ہوئے تو ہر ایک کے ساتھہ ایک ایک چراغ ہوگیا یہانتک کہ وہ اپنے گہر کو پہونچے **ف** یہ اللہ تعالی نے اون دونون صحابیون کو روشنی بہیجی ببرکت صحبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انکی عزت بڑہائی اللہ انکو دنیا مین بہی وہ نور دیگا جو اندہیرے مین مسجد جانے والون کو آخرت مین ملیگا اسحدیث کو مؤلف نے علامات نبوت مین نکالا اور سنا قب میں (قسط)

بَابُ الْخَوْخَۃِ وَالْمَمَرِّ فِی الْمَسْجِدِ مسجد مین کہڑکی رکہنا اور مسجد مین سے گذرنا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَیْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ عَنْ عُبَیْدِ بْنِ حُنَیْنٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَطَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَہٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰہِ فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ فَقُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ مَا یُبْکِیْ ھٰذَا الشَّیْخَ اِنْ یَّکُنِ اللّٰہُ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَہٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰہِ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ الْعَبْدَ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ اَعْلَمَنَا فَقَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ لَا تَبْکِ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبُوْبَکْرٍ وَّلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا مِّنْ اُمَّتِیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ وَّلٰکِنْ اُخُوَّۃُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُہٗ لَا یَبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابُ اَبِیْ بَکْرٍ **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑہا تو فرمایا کہ اللہ جل جلالہ نے ایک بندے کو اختیار دیا (دنیا مین رہے یا اسکے پاس جو ہے (آخرت مین) اوسکو اختیار کرے تو اوس بندے نے اختیار کیا وہ جو اللہ کے پاس ہے (اور دنیا مین زیادہ رہنا منظور نکیا) یہ سنکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روئے مینے اپنے دل مین کہا یہ بوڑہا کیون روتا ہے اگر اللہ تعالی نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا دنیا مین رہنے مین یا اللہ کے پاس جو ہے اوسکو اختیار کرنے مین پہر جو اللہ کے پاس ہے وہ اوسنے اختیار کیا (یعنے بظاہر ابوبکر کے رونیکی کوئی وجہ نہین اور یہ نہ سمجہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ بندے تہے (جنکو اختیار ملا تہا) اور ابوبکر صدیق ہم سب مین (یعنے صحابہ مین) زیادہ عالم تہے (اور حضرت کی اشارون کو خوب سمجہتے تہے دوسری روایت مین ہے کہ جب حضرت نے یہ فرمایا تو ابوبکر نے عرض کیا ہم تصدق کرتے ہین آپ پر سے اپنے مالون کو اور اپنی اولاد کو اور رونے لگے حضرت نے اونکو تسلی اور تشفی دی)

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای ابوبکر مت رو کسی کی صحبت اور مال کا احسان اتنا مجھپر نہیں ہے جتنا ابوبکر کا ہے **ف** حدیث مین آمن الناس ہے قرطبی نے کہا وہ امتنان سے ہے یعنے ابوبکر کے حقوق مجھپر اتنے ہین کہ اگر اور کسی کے اتنے حقوق ہوتے تو وہ مجھپر احسان جتاتا نووی نے کہا علما نے کہا ہے کہ آمن الناس سے یہ مراد ہے کہ ابوبکر کی سخاوت ہمارے اوپر بہت ہے مال اور جان دونون سے اور احسان کہنے کے معنے صحیح نہین کیونکہ احسان کسی کا آپ پر نہین ہے بلکہ آپ کا احسان تمام مخلوقات پر ہے اور ابوبکر صدیقؓ کے بڑے حقوق یہ تہے کہ اونہون نے اورون سے پہلے آپکی تصدیق کی آپکے اوپر اپنا روپیہ خرچ کیا آپکے ساتھ رہے مصیبت اور رحمت مین یہانتک کہ اپنی جان جانیکا بہی اندیشہ نہ کیا گو حضرتؐ کا احسان اونکے اوپر بہت بڑا تہا کہ آپ کی بدولت آخرت مین انکو بڑے بڑے مرتبے ملے جن کے مقابلہ مین دنیا کے مال اور دولت کی کچھ حقیقت نہین ہے اسیپر بہی حضرتؐ نے انکا شکریہ ادا کیا اور ترمذی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا کہ حضرتؐ نے فرمایا کسیکا احسان ہمپر ایسا نہین ہے جسکا بدلہ ہم نے نہ کیا ہو مگر ابوبکر کا انکا احسان ہمارے اوپر ہے جسکا بدلہ اللہ تعالیٰ انکو قیامت کے دن دیگا (فتح وقسط) **ف** اور جو مین کسیکو اپنے امت مین سے جانی دوست بنانیوالا ہوتا تو ابوبکر کو اپنا جانی دوست بناتا **ف** حدیث مین خلیل کا لفظ ہے مطلب یہ ہے کہ ابوبکر خلت کے لائق تہے مگر خلت کرنے سے آپ کو ایک امر مانع تہا وہ یہ کہ آپ پروردگار کی خلت اور محبت مین ایسا غرق تہے کہ دوسرے کی خلت ممکن نہ تہی کیونکہ خلیل آدمی کا ایک ہی ہوتا ہے اور خلیل سے اوپر کر حبیب ہے اور سہو ہے سطلی حضرتؐ نے ابوبکرؓ اور عائشہؓ کی نسبت فرمایا کہ وہ سب لوگون سے زیادہ مجھکو محبوب ہین اور انکو خلیل نہین فرمایا (قسط) اور وہ جو خطیب نے روایت کیا ابو ہریرہؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا ہر ایک نبی کا ایک خلیل ہوتا ہے اوسکی امت مین سے اور میرے خلیل عثمان ہین تو یہ حدیث موضوع اور باطل ہے اوسکے راوی مین اسحاق بن نجیح اور یزید بن مروان دونو کذاب ہین البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کو اپنا حبیب فرمایا روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور بیان اوسکا مفصلاً کتاب المناقب مین آویگا انشاء اللہ تعالیٰ **ف** لیکن اونسے بہائی چارہ ہے اسلام کا اور دوستی ہے اسلام کی **ف** تو نفی خلت کی اور اعتبار سے کی اور اثبات اور اعتبار سے کیا اس صورت مین شروع حدیث کا آخر کے خلاف نہوگا حافظ نے کہا اس اشکال کا جواب خدا چاہے تو کتاب المناقب مین آویگا اور دوسری روایت مین ہے کہ اسلام کی دوستی افضل ہے کیونکہ اوسکے درجے ہین اور ابوبکر کا درجہ سب صحابہ مین زائد تہا **ف** مسجد مین کوئی دروازہ نرہے مگر بند کردیا جاوے مگر ابوبکر کا دروازہ **ف** ابن عباسؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپنے مرض موت

مین فرمایا جب ابو بکر صدیقؓ کو نماز پڑہانیکے لیے حکم دیا بعضون نے کہا اس مین اشارہ ہی انکی خلافت کی طرف
کیونکہ فضیلت دی انکو اور صحابہ پر اور اونکا دروازہ مسجد کیطرف کہلا رکہا اور سب کے دروازے بند کرا دیے اور اس
کا معارضہ ہوا ہے اوس روایت سے جسکو ترمذی نے نکالا ابن عباسؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا بند کر دو سب دروازونکو
مگر علیؓ کے دروازے کو اور جواب دیا ہی اس طرح سے کہ ترمذی نے اس حدیث کو غریب کہا اور ابن عساکر نے کہا وہ وہم ہے
لیکن اس حدیث کی کئی طریقے ہین اور ہر ایک دوسرے کو قوی کرتا ہی حافظ ابن حجر نے کہا بعض طریقون کا اسناد قوی
ہے اور بعضون کے راوی ثقہ ہین اور حدیث سے یہ نکلا کہ مسجد کو راہ کر لینے سے بچانا چاہیے اور بلا ضرورت جو دروازے
لوگون کے مسجد کیطرف ہون انکو بند کر دینا چاہیے اور اس حدیث کو مؤلف نے فضائل مین نکالا مترجم کہتا ہے جو
فضیلت حضرت ابو بکر صدیقؓ کی اس حدیث مین مروی ہی وہ حضرت ابو بکر سے خاص نہین ہی جیسے بعضون نے خیال
کیا اور تعصب کی وجہ سے احادیث ثابتہ کو موضوع اور باطل قرار دیا اس حدیث مین حضرت ابو بکر کی دو فضیلتین
مذکور ہین جو اون سے خاص نہین ہین ایک تو اخوت و مودت اسلامی دوسرے انکا دروازہ بند نکیا جانا پہلی فضیلت
دوسری صحیح حدیث مین حضرت علی مرتضےٰ کے لیے بہی وارد ہی کہ آپ نے فرمایا اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یعنے تو میرا
بہائی ہی دنیا اور آخرت مین اور دوسری فضیلت بہی حضرت علیؓ کے لیے ترمذی کی حدیث مین   موجود ہے جو
ابہی بیان ہوئی اور نکالا اوسکو امام احمد نے اپنی مسند مین اور نسائی نے اور ابو نعیم نے اور خطیب نے مختلف
طریقون سے اور ابن جوزی نے تشدد کیا اس مقام مین اور کہا کہ اس حدیث کو رافضیون نے بنایا ہے صحیح حدیث کا
جو ابو بکر کے باب مین وارد ہی مقابلہ کرنے کو اور رد کیا ابن جوزی پر حافظ ابن حجر نے القول المسدد فی الذب عن مسند
احمد مین اور کہا کہ یہ وہم ہے ابن جوزی کا کہ اونہون نے نافہمی سے احادیث صحیحہ کو باطل خیال کیا اور یہ حدیث مشہور
ہے اوسکی کئی طریقے ہین اور ہر ایک طریق حسن کے درجے سے کم نہین اور سب طریق ملا کر حدیث یقیناً صحیح ہے
پہر رد کیا حافظ ابن حجر نے بڑے طول کے ساتھ ابن جوزی پر اور بیان کیا حدیث کی سب طریقون کو اور پہر کہا کہ
یہ معارض نہین ابو بکر کی حدیث کی کیونکہ اوس مین موکہون اور جہروکون کے بند کرنے کا حکم تہا اور حضرت علی کا
گہر تو مسجد کے اندر تہا حضرتؐ کے گہرون سے ملا ہوا اور حافظ سیوطی نے بیان کیا اور کئی طریقون کو اس حدیث کی
جنکو حافظ ابن حجر نے نہین ذکر کیا اور ہم اس بحث کو انشاء اللہ تعالی کتاب المناقب مین تفصیل سے بیان کرینگے
البتہ ایک فضیلت اس حدیث مین ہی کہ اگر وہ خاص کیجاوے ابو بکر صدیق سے تو ممکن ہے وہ یہ   کہ حضرتؐ نے
فرمایا اون کا احسان مال اور صحبت مین اوروں سے زیادہ ہی راضی ہووے اللہ تعالی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

اور حضرت علی مرتضیٰ سے اور ہدایت کرے رافضیوں اور خارجیوں کو جو ایسے بزرگوں کے حق میں بدگوئی کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ يَعْلَى بْنَ حَكِيمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ عَاصِبًا رَأْسَهُ بِخِرْقَةٍ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ النَّاسِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلَكِنْ خُلَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ سُدُّوا عَنِّي كُلَّ خَوْخَةٍ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرَ خَوْخَةِ أَبِي بَكْرٍ ترجمہ عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی اوس بیماری میں جس میں انتقال فرمایا آمد ہوئے اپنے سر پر ایک کپڑے کی پٹی باندھے ہوئے اور منبر پر بیٹھے پھر اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی اور اوسکی ثنا کی بعد اوسکے فرمایا کسی نے اپنے مال اور جان کو مجھ سے اور پر ابوبکر سے زیادہ خرچ نہیں کیا اور جو میں لوگوں میں سے کسی کو دوست بناتا یعنے جانی دوست تو ابوبکرؓ کو بناتا البتہ اسلام کی دوستی فضیلت رکھتی ہے یعنے یہ بھی فضیلت رکھتی ہے گو جانی دوستی کے برابر نہیں) بند کرو میری طرف سے ہر سوکھ کو اوس مسجد میں خفہ ہے حافظ نے کہا خوخہ چھوٹا دروازہ اوسمیں چوکھٹ ہو یا نہو) صرف ابوبکرؓ کا سوکھ رہنے دو اس حدیث کو مولف نے فرائض میں بھی نکالا اور نسائی نے مناقب میں)

بَابُ الْأَبْوَابِ وَالْغَلْقِ لِلْكَعْبَةِ وَالْمَسَاجِدِ

مسجدوں میں دروازہ اور زنجیر لگانا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يَا عَبْدَ الْمَلِكِ لَوْ رَأَيْتَ مَسَاجِدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبْوَابَهَا امام ابوعبداللہ بخاری نے کہا مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا اونہوں نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے اونہوں نے ابن جریج سے روایت کی اونہوں نے کہا مجھ سے عبداللہ بن عبدالرحمان ابن ابی ملیکہ نے کہا اے عبدالملک اگر تو ابن عباس کی مسجدیں اور اونکے دروازے دیکھتا تو تجھکو معلوم ہوتا وہ کیسی عمدہ اور صاف اور پاک تھیں اور دروازے کیسے مضبوط تھے حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مَكَّةَ فَدَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ فَفَتَحَ الْبَابَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ وَأُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ ثُمَّ أُغْلِقَ الْبَابُ فَلَبِثَ فِيهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَجُوا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَبَدَرْتُ فَسَأَلْتُ بِلَالًا فَقَالَ صَلَّى فِيهِ فَقُلْتُ فِي أَيٍّ قَالَ بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَذَهَبَ

عَلَىٰ اَنْ اَسْئَلَهٗ كَمْ صَلّٰى ترجمہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ مین تشریف لائے (جس سال مکہ فتح ہوا) تو عثمان بن طلحہ حجبی کو بلایا اونہون نے کعبہ کا دروازہ کہولا پہر آپ اندر گئے اور بلال اور اسامہ اور عثمان بن طلحہ بہی اندر گئے پہر دروازہ بند کردیا گیا (تاکہ زیادہ ہجوم نہ ہو) آپ ایک ساعت تک کعبے کے اندر رہے پہر سب لوگ باہر نکلے ابن عمرؓ نے کہا مین لپکا اور مین نے بلال سے پوچہا کیا آپ نے کعبے کے اندر نماز پڑہی اونہون نے کہا ہان مین نے کہا کون سی جگہہ نماز پڑہی اونہون نے کہا دو نو ستون کے بیچ مین ابن عمرؓ نے کہا مجہے خیال نہین رہا یہ پوچہنے کا کہ آپ نے کتنی رکعتین پڑہین **ف** حافظ نے کہا اس حدیث کی بحث خدا چاہے تو کتاب الحج مین آویگی ابن بطال نے کہا دروازہ بند کر لینے مین یہ حکمت تہی کہ لوگ کعبے کے اندر نماز پڑہنا سنت نہ سمجہین اور اوسکو لازم نہ کرلین اور یہ کلام صحیح نہین ہے کیونکہ جب حضرتؐ نے کعبے کے اندر نماز پڑہی تو یہ فعل سنت ہوگیا البتہ یہ صحیح ہے کہ کعبے کے اندر جانا جسکو اس زمانے مین عوام داخلی کہتے ہین ضرور اور واجب نہین ہی بعضون نے کہا حکمت یہ تہی کہ لوگ ہجوم نکرین اور ہجوم کی وجہ سے پریشانی نہ ہو اور آپ عثمان کو اسلیے ساتہہ لے گئے کہ وہ یہ نہ سمجہین کہ کعبے کی ولایت جو اونکی خاندان تہی جاتی رہی اور بعضون نے کہا حکمت یہ تہی کہ آپ کعبے کے اندر چارون طرف نماز پڑہ سکین اور جب دروازہ کہلا ہوتا تو اوسطرف نماز صحیح نہوتی (فتح) اس حدیث کو مؤلف نے مغازی اور جہاد مین نکالا اور مسلم نے حج مین اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے (قسطلانی)

بَابُ دُخُوْلِ الْمُشْرِكِ فِي الْمَسْجِدِ مشرک کا مسجد مین جانا

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِيْ الْمَسْجِدِ ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہی جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کچہہ سوار نجد کیطرف بہیجے وہ ایک شخص کو پکڑ لائے جو بنی حنیفہ مین سے تہا اوسکا نام ثمامہ بن اثال تہا پہر صحابہ نے اوسکو باندہ دیا مسجد کے ستونون مین ایک ستون سے **ف** تاکہ وہ مسلمانون کی نماز اور جماعت کو دیکہے اور اوسکے دل مین اسلام کی رغبت پیدا ہو حافظ نے کہا یہ حدیث مغازی مین پوری طور سے مذکور ہوگی اور اوپر جو مؤلف نے اس حدیث کو مسجد مین قیدی باندہنے کے باب مین ذکر کیا اور یہان پہر دوبارہ ذکر کیا تو یہ تکرار نہین ہی کیونکہ پہلا ترجمہ باب خاص تہا اور یہ عام ہے اور اس مسئلہ مین کئی مذہب ہین حنفیہ کے نزدیک مشرک کا مطلقاً مسجد مین جانا جائز ہے اور مالکیہ اور مزنی کے نزدیک مطلقاً منع ہے اور شافعیہ کے نزدیک مسجد حرام مین جانا درست نہین

اور مسجدون مین درست ہے اور بعضون نے کہا اہل کتاب کو مسلمانون کی اجازت سی مسجد کے اندر جانا درست ہی (فتح) شوکانی نے کہا دوسری ایک حدیث موجود ہی کہ حضرت ﷺ نے ثقیف کے قاصدون کو مسجد مین اوتار اوہ بھی مشرک تھے اور ان دونو حدیثون سی مشرکون کا مسجد مین رکھنا درست ہوتا ہے واللہ اعلم

باب رَفْعِ الصَّوْتِ فِی الْمَسْجِدِ مسجد مین آواز بلند کرنا کیسا ہے **ف** حافظ نے کہا امام بخاری نے اس ترجمہ باب سے اشارہ کیا کہ اس مسئلہ مین اختلاف ہی امام مالک کے نزدیک مسجد مین آواز بلند کرنا مطلقاً منع ہے گو تعلیم علم مین ہو اور اورون نے کہا کہ دینی غرض سے درست ہے دنیاوی غرض سے درست نہین اور امام بخاری نے اس باب مین حضرت عمر کی حدیث بیان کی جس سے ممانعت نکلتی ہے اور کعب کی حدیث بیان کی جس سے جواز نکلتا ہے اور اسکا یہ مطلب ہے کہ ضرورت سے جائز ہے اور بلا ضرورت منع ہے اور مسجد مین آواز بلند کرنے کی ممانعت مین اور حدیثین بھی وارد ہین لیکن وہ ضعیف ہین۔ ان مین سی بعض کو ابن ماجہ نے نکالا (فتح)

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْجُعَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَزِیْدُ بْنُ خُصَیْفَۃَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کُنْتُ قَائِمًا فِی الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِیْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَاِذَا عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْھَبْ فَأْتِنِیْ بِھٰذَیْنِ فَجِئْتُہٗ بِھِمَا فَقَالَ مَنْ اَنْتُمَا اَوْ مِنْ اَیْنَ اَنْتُمَا قَالَا مِنْ اَھْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ کُنْتُمَا مِنْ اَھْلِ الْبَلَدِ لَاَوْجَعْتُکُمَا تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَکُمَا فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ترجمہ سائب بن یزید سی روایت ہے (یہ صحابی تھے) کہ مین کہڑا تھا مسجد (نبوی) مین اتنے مین ایک شخص نے میرے اوپر کنکریان پہینکین مینے دیکہا تو وہ حضرت عمرؓ تھے اونہون نے کہا جا اور ان دونون شخصون کو (جو ثقیف کے تھے) میرے پاس لے آ مین اون کو لیکر آیا حضرت عمر نے پوچھا تم کون ہو یا کہان سے آئے اونہون نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہین حضرت عمر نے کہا اگر تم اس شہر کے (یعنے مدینہ منورہ کے) رہنے والے ہوتے تو مین تم کو مارتا (کوڑون سے) تم اپنی آواز بلند کرتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین **ف** عبد الرزاق کی روایت مین ہی نافع سے حضرت عمرؓ کہتے تھے مسجد مین غل مت کرو پہر وہ مسجد مین گئے اونہون نے دو شخصون کو دیکہا چلا رہے ہین حضرت عمرؓ نے کہا ہماری اس مسجد مین آواز بلند نہ کیجاوے اور یہ روایت منقطع ہے کیونکہ نافع نے حضرت عمر کا زمانہ نہین پایا (فتح) قسطلانی نے کہا حضرت عمرؓ نے اون سے پوچھا کہ تم کہان کے رہنے والے ہو جب اونہون نے کہا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہین تو انکو معذور رکہا کیونکہ وہ پردیسی تھے اونکو یہ مسئلہ معلوم نہ ہوگا کہ مسجد مین شور و غل کرنا منع ہے انتہے شوکانی نے کہا امام مالک

اور ایک جماعت علما نے مسجد میں آواز بلند کرنا منع کہا ہے گو تعلیم علم کے لیے ہو اور ابو حنیفہ اور محمد بن مسلمہ نے تعلیم علم اور فیصلہ خصومت میں اور جسکی احتیاج ہے جائز رکھا ہے اور بعض مالکیہ نے مسجد میں لڑکوں کا پڑھانا مکروہ کہا ہے یہ سبب ہے کہ تعلیم اجرت پر ہو اور جو بلا اجرت ہو جب بھی مکروہ ہے اسلیے کہ بچے نجاست سے پرہیز نہیں کرتے انتہی مختصراً حَدَّثَنَا اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ تَقَاضٰى ابْنَ اَبِيْ حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ فَخَرَجَ اِلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ وَنَادٰى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ اَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ قَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْ فَاقْضِهٖ **ترجمہ** کعب بن مالک سے روایت ہو انہوں نے ابن ابی حدرد (عبداللہ بن سلامہ) پر اپنے قرض کا تقاضا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد میں تو دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں (یہیں سے باب کا مضمون نکلتا ہے کیونکہ آپ نے انکو منع کیا آواز کرنے سے) یہانتک کہ آپ نے سنا انکو اپنے گھر میں سے آپ نکلے یہانتک کہ اپنے حجرے کے پردے کا ایک کونا اوٹھایا اور پکارا اے کعب کعب نے کہا حاضر ہوں آپکی خدمت میں یا رسول اللہ آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا قرض معاف کردے کعب نے کہا میں نے معاف کیا یا رسول اللہ تب آپ نے (ابن ابی حدرد سے) فرمایا اوٹھ اوسکا قرض ادا کر **ف** یہ حدیث مع شرح اوپر گذر چکی (ف) **بَابُ الْحِلَقِ وَالْجُلُوْسِ فِي الْمَسْجِدِ** مسجد میں حلقہ باندھکر بیٹھنا (تعلیم علم یا قرات قرآن کے لیے) اور مسجد میں بیٹھنا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا تَرٰى فِيْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ قَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيَ الصُّبْحَ صَلّٰى وَاحِدَةً فَاَوْتَرَتْ لَهٗ مَا صَلّٰى وَاِنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِهٖ **ترجمہ** عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے ایک شخص نے (اوسکا نام معلوم نہیں ہوا) جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ منبر پر تھے آپ کیا فرماتے ہیں رات کی نماز میں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا دو دو رکعتیں پڑھ (یعنی ہر دوگانہ کے بعد سلام پھیر) جب صبح ہونیکا ڈر ہو تو ایک رکعت وتر کی پڑھ لے یہ وہ ساری نماز کو طاق کر دیگی نافع نے کہا ابن عمر کہتے

تھے وتر کو رات کی نماز کا آخر کرو (یعنے تہجد کے بعد وتر پڑھو) کیونکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم دیا **ف** اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ جب آپ منبر پر تھے تو لوگ مسجد میں بیٹھے ہونگے اور ان میں سے یہ شخص بھی تھا جس نے سوال کیا تو مسجد میں بیٹھنا جائز نکلا (ق) **حَدَّثَنَا** اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ كَيْفَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ فَقَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ تُوْتِرُ لَكَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ قَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَجُلًا نَادَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ **ترجمہ** ابن عمرؓ سے روایت ہے ایک شخص جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپ خطبہ پڑھ رہے تھے اور اس نے کہا رات کی نماز کیونکر ہے آپ نے فرمایا دو دو رکعتیں جب تجھے صبح کا ڈر ہو تو ایک رکعت وتر کی پڑھ لے وہ طاق کر دیگی تیری نماز کو دوسری روایت میں یوں ہے ایک شخص نے پکارا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ مسجد میں تھے **ف** حافظ نے کہا وتر کا بیان تفصیل سے آگے آویگا اور مؤلف نے جو دوسری روایت ولید بن کثیر کی بیان کی یہ تعلیق ہے اوسکو وصل کیا امام مسلم نے اور اسکے بیان کرنے سے امام بخاری کی یہ غرض ہے کہ ترجمہ باب کا مطلب ثابت ہو جاوے۔ اسماعیلی نے یہ اعتراض کیا کہ ان حدیثوں سے تو مسجد میں بیٹھنا نکلتا ہے نہ حلقہ کرنا اور اسکا جواب یہ ہے کہ تعلیق سے صاف مسجد میں بیٹھنے کا ثبوت ہوتا ہے اور حلقہ کرنا امام بخاری نے اسطرح نکالا کہ جب لوگ مسجد میں آپ کے گرد بیٹھے اور آپ خطبہ پڑھ رہے تھے تو ایسا ہی شاگردوں کا حلقہ کرنا عالم کے گرد جائز ہوا کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ جب آپ منبر پر مسجد میں خطبہ پڑھتے ہونگے تو لوگ آپ کے گرد بیٹھے ہونگے اور بعضوں نے کہا کہ ابن عمر کی حدیث ترجمہ باب کی ایک جز سے متعلق ہے یعنے مسجد میں بیٹھنے سے اور ابو واقد کی حدیث جو آگے آتی ہے وہ حلقہ کرنے سے متعلق ہے اور وہ جو مسلم نے روایت کیا جابر بن سمرہ سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے لوگ حلقہ باندھے بیٹھے تھے آپ نے فرمایا کیا ہوا تمکو جو میں تم کو جُٹ جُٹ دیکھتا ہوں (یعنے الگ الگ جھنڈ جھنڈ) تو یہ معارض نہیں ہے ابو واقد کی حدیث کے کس لیے کہ آپ نے مکروہ جانا لوگوں کا بلا ضرورت حلقہ باندھنا اور بیکار (لیکن اگر علم حاصل کرنے کے لیے ہوتا تو آپ برا نہ جانتے فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّ اَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيْلِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَخْبَرَهُ عَنْ اَبِيْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةً فَجَلَسَ وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ الثَّلَاثَةِ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللّٰهِ فَآوَاهُ اللّٰهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَى فَاسْتَحْيَى اللّٰهُ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ ترجمہ ابو واقد لیثی (حارث بن عوف) سے روایت ہی ایک بار جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ آپکے ساتھ تھے آپ لوگون کو دین کی باتین تعلیم کر رہے تھے اتنے مین تین آدمی آئے (اور مسجد مین گھسے) اون مین سے دو تو حضرت کے پاس آئے اور ایک چلدیا اون دونون مین سے ایک نے (حلقہ مین) تھوڑی خالی جگہہ پائی وہ وہان بیٹھ گیا اور دوسرا لوگون کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا تو چلا ہی گیا تھا جب جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم (وعظ سے) فارغ ہوئے تو فرمایا کیا مین تم سے تینون آدمیون کا حال نہ کہون اُن مین سے ایک نے تو پناہ لی اللہ کی اللہ نے اُسکو جگہہ دی اور دوسرے نے شرم کی (لوگون مین گھسنے سے) اللہ نے بھی اُس سے شرم کی اور تیسرے نے تو منہہ پھیر لیا (اللہ کے کام سے) اللہ نے بھی اُسکی طرف سے مونہہ پھیر لیا۔ ف قسطلانی نے یہان تاویل کی کہ جگہہ دینا شرم کرنا منہہ پھیر لینا یہ باتین اللہ جل جلالہ کے حق مین محال ہین تو مراد اونسے لوازم ہین یعنے خیر پہونچانے کا ارادہ کرنا عذاب نہ کرنا اور یہ تاویل قسطلانی کی فاسد ہے اور خلاف ہے طریقہ سلف کے سلف کا طریقہ احادیث اور آیات صفات مین یہ ہے کہ وہ اپنے ظاہری معانی پر محمول ہین لیکن اُنکی حقیقت پروردگار ہی خوب جانتا ہے جیسے پروردگار کی ذات اوسکی حقیقت بھی وہی جانتا ہے اور یہی طریقہ اسلم اور احکم ہے اور یہ حدیث اوپر کتاب العلم مین گذر چکی ہے

بَابُ الِاسْتِلْقَاءِ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد مین چت لیٹنا صغانی اور ابوذر اور ابن عساکر کے نسخون مین اتنا زیادہ ہے وَمَدِّ الرِّجْلِ اور پاؤن پھیلانا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى ترجمہ عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی سے روایت ہے اونہون نے دیکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد مین چت لیٹے ہوئے ایک پاؤن اپنا دوسرے پاؤن پر رکھے ہوئے ف خطابی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس حدیث مین اس طرح لیٹنے سے ممانعت آئی ہے وہ منسوخ ہے یا ممانعت اس حالت مین ہے جب ستر کھلنے کا ڈر ہو اور اجازت اوس حالت مین ہے جب ڈر نہ ہو مین کہتا ہون دوسری توجیہ اچھی ہے

کیونکہ نسخ صرف احتمال سے ثابت نہیں ہو سکتا اور بیہقی اور بغوی اور ابن بطال وغیرہم نے جزم کیا ہے نسخ کا مازری نے کہا ابو داؤد وغیرہ کی کتاب میں ایک حدیث مروی ہے جس میں ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھنے کی ممانعت مذکور ہے اور یہ حدیث صحیح کتابوں میں نہیں ہے پر یہ حدیث قولی ہے اور عام ہے اور امام بخاری نے جو حدیث ذکر کی وہ فعلی ہے تو احتمال ہے کہ جواز خاص ہو حضرتؐ سے لیکن بعد جو حضرت عمرؓ اور عثمانؓ سے نقل کیا اوس سے نکلتا ہے کہ جواز عام ہے حضرتؐ سے خاص نہ تھا پس تعارض ہوگا اور تعارض کا جواب وہی ہوگا جو خطابی نے دیا حافظؒ نے کہا مازری نے جو کہا کہ یہ حدیث صحیح کتابوں میں نہیں ہے یہ انکی غفلت ہے کیونکہ امام مسلم نے اوسکو روایت کیا جابرؓ سے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرتؐ کا فعل جواز ظاہر کرنے کے لیے تھا اور شاید آپنے اس حرکت کو وقت میں ایسا کیا نہ لوگوں کے مجمع میں کیونکہ مجمع میں حضرتؐ پورے وقار سے بیٹھتے تھے خطابی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد میں تکیہ لگانا لیٹنا اور استراحت کرنا درست ہے اور داؤدی نے کہا کہ مسجد میں رہنے والے کو جو ثواب ہے وہ اسکو بھی حاصل ہوگا جو لیٹا رہے مسجد میں اور بیٹھنے والے سے خاص نہیں (فتح الباری) قسطلانی نے کہا مولف نے اوسکو لباس اور استیذان میں نکالا اور مسلم نے لباس میں اور ابو داؤد نے ادب میں اور ترمذی نے استیذان میں اور کہا حسن صحیح ہے اور نسائی نے صلوۃ میں وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ كَانَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْعَلَانِ ذَلِكَ ترجمہ سعید بن المسیب نے کہا حضرت عمر اور حضرت عثمان دونوں ایسا کرتے تھے ف یعنی مسجد میں چت لیٹتے تھے ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھکر یہ تعلیق نہیں ہے بلکہ وعن ابن شہاب عطف ہے پہلے اسناد پر اور جس نے تعلیق سمجھا اوس نے غفلت کی قسطلانی نے کہا حمیدی نے ابن مسعود سے زیادہ کیا کہ حضرت ابو بکر بھی ایسا کرتے تھے اور اس سے رد ہوا اسکا جو کہتا ہے اسکا جواز حضرتؐ سے خاص تھا

بَابُ الْمَسْجِدِ يَكُونُ فِي الطَّرِيقِ مِنْ غَيْرِ ضَرَرٍ بِالنَّاسِ اگر راہ میں مسجد بناوے بشرطیکہ لوگوں کو نقصان نہ پہونچے تو جائز ہے وَبِهِ قَالَ الْحَسَنُ وَأَيُّوبُ وَمَالِكٌ اور یہی قول ہے حسن اور ایوب اور مالک کا ف مسجد کا بنانا اپنی ملک میں جائز ہے بالاجماع اور غیر ملک میں ممنوع ہے بالاجماع اور راہ میں جائز ہے بشرطیکہ چلنے والوں کو نقصان نہ پہونچے اور بعضوں نے کہا راہ میں مطلقاً جائز نہیں تو امام بخاری نے اس قول کو رد کیا اور یہ قول مروی ہے ربیعہ سے اور عبد الرزاق نے اوسکو نقل کیا علی اور ابن عمر سے لیکن اوسکا اسناد ضعیف ہے (فتح) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ

وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً ثُمَّ بَدَا
لِأَبِي بَكْرٍ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ فَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَقِفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ
وَأَبْنَاؤُهُمْ يَعْجَبُونَ مِنْهُ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ
فَأَفْزَعَ ذٰلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے اونھون نے کہا مین
نے تو اپنے ماں باپ ابوبکر اور ام رومان کو جب سے پہچانا (یعنے جب سے مجھکو ہوش آیا) وہ مسلمان ہی
تھے اور کوئی دن ایسا نہ گذرتا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم صبح اور شام ہمارے پاس نہ آوین پھر ابوبکر
کے دل مین آیا (جب وہ ابن دغنہ کی پناہ مین دوبارہ مکہ مین لوٹ کر آگئے اور ابن دغنہ نے یہ شرط کی تھی کہ ابوبکر علانیہ
خدا کی عبادت نکرین) اونھون نے اپنے گھر کے سامنے جو زمین خالی ہوتی ہے اوس مین ایک مسجد بنائی وہان نماز
پڑھا کرتے اور قرآن پڑھتے تو مشرکون کی عورتین اور بچے تعجب سے کھڑے ہوجاتے اور انکو دیکھتے اور ابوبکر بڑے
رونیوالے آدمی تھے وہ جب قرآن پڑھتے تو اپنی آنسون روک نہ سکتے اس بات نے قریش کے اشراف لوگون
کو جو مشرک تھے گھبرا دیا **ف** انکو یہ خیال پیدا ہوا کہ کہین ہماری عورتین بچے قرآن سنکر مسلمان نہ ہوجاوین
اور اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یون ہے کہ حضرتؐ نے ابوبکر کی مسجد کا حال سنا اور انکو اوس مین مسجد بنانے
سے منع نہ کیا حافظ نے کہا مؤلف نے یہ حدیث کتاب الہجرۃ مین طول کے ساتھہ بیان کی ہے اور ہم اسکی شرح
خدا چاہے تو وہین بیان کرینگے قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو اجارہ اور کفالہ اور ادب اور ہجرت مین
بیان کیا اور کچھ غزوہ رجیع مین **بَابُ الصَّلٰوةِ فِي مَسْجِدِ السُّوقِ** بازار کی مسجد مین نماز پڑھنا جائز ہے
ف مؤلف نے اشارہ کیا کہ یہ جو حدیث وارد ہے کہ بازارین سب مقامون مین بری ہین اور مسجدین سب مقامون
مین بہتر ہین روایت کیا اسکو بزار وغیرہ نے اسکا اسناد صحیح نہین ہے اور جو یہ حدیث صحیح ہوتی تو بازار مین مسجد بنانا
روا نہوتا (فتح) **مترجم** کہتا ہے یہ حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ابوہریرہ سے أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى
مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ أَسْوَاقُهَا اور جبیر بن مطعم اور عبد اللہ بن عمر اور انس بن مالک سے بھی ایسا ہی
مروی ہے اور حاکم نے کہا کہ جبیر کی حدیث صحیح الاسناد ہے پھر حافظ صاحب کا یہ کہنا کہ یہ حدیث صحیح نہین
ہے صحیح نہین ہے وَصَلَّى ابْنُ عَوْنٍ فِي مَسْجِدٍ فِي دَارٍ يُغْلَقُ عَلَيْهِمُ الْبَابُ اور عبد اللہ بن عون نے نماز
پڑھی ایک مسجد مین جو گھر کے اندر تھی اور اسکا دروازہ بند کیا جاتا تھا اون کے اوپر **ف** اس حدیث سے
مؤلف نے یہ استدلال کیا کہ جب گھر کی مسجد مین نماز پڑھنا جائز ہوا تو بازار کی مسجد مین بھی جائز ہوگا یا رد کیا

حنفیہ کا جنہوں نے کہا کہ گھر میں جہاں لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو مسجد بنانا جائز نہیں اور حنفیہ کی کتابوں میں یہ امر مکروہ لکھا ہے نہ حرام (فتح) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمِيْعِ تَزِيْدُ عَلٰى صَلٰوتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَصَلٰوتِهٖ فِيْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ وَاَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيْدُ اِلَّا الصَّلٰوةَ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَّحَطَّ عَنْهُ خَطِيْئَةً حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ وَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِيْ صَلٰوةٍ مَّا كَانَتْ تَحْبِسُهٗ وَتُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمَلٰٓئِكَةُ مَا دَامَ فِيْ مَجْلِسِهِ الَّذِيْ فِيْهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُؤْذِ يُحْدِثْ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کی نماز گھر کی اور بازار کی نماز سے جو اکیلے پڑھے ہے پچیس درجے زیادہ ثواب رکھتی ہے کیونکہ تم میں سے جب کوئی وضو کرے اچھی طرح اور مسجد میں آوے صرف نماز ہی کی نیت سے تو ہر ایک قدم پر جو وہ اٹھاوے گا اوسکا ایک درجہ اللہ تعالی بلند کریگا اور ایک گناہ اوسکا مٹ جاویگا مسجد میں گھسنے تک پھر جب مسجد کے اندر گیا تو اوسکو نماز کا ثواب ملتا رہیگا جب تک وہ رکا رہے نماز کے لیے اور فرشتے اوسکے لیے دعا کرتے رہیں گے جب تک وہ اُسی جگہ بیٹھا رہے جہاں نماز پڑھی ہے وہ کہتے رہیں گے یا اللہ بخشدے اوسکو رحم کر اوسپر جب تک وہ تکلیف نہ دے (فرشتوں کو وضو ٹوٹنے سے) ف گوز ہو یا اور کوئی حدث اس حدیث سے بازار میں اکیلے نماز پڑھنے کا جواز نکلا اور جب اکیلے نماز وہاں جائز ہوئی تو جماعت سے مسجد میں اولی ہوگی اور یہ حدیث باب الجماعت میں مع فوائد مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالی اور اوپر بھی یہ حدیث گذر چکی ہے باب الحدث فی المسجد میں اور نکالا اوسکو مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے (ف و ق)

بَابُ تَشْبِيْكِ الْاَصَابِعِ فِي الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهٖ (انگلیاں ایک ہاتھ کی دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے اندر ڈالنا مسجد میں ہو یا اور کہیں جائز ہے) حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا وَاقِدٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَوِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ شَبَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَابِعَهٗ ترجمہ ابن عمر یا ابن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالا (عربی میں اس کو تشبیک کہتے ہیں) قسطلانی نے کہا صحابی کے نام میں واقد نے شک کیا جو راوی ہے اس حدیث کا وَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ اَبِيْ فَلَمْ اَحْفَظْهُ فَقَوَّمَهٗ لِيْ

وَاقِدٌ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ وَهُوَ یَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
یَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو کَیْفَ بِکَ اِذَا بَقِیْتَ فِیْ حُثَالَةٍ مِّنَ النَّاسِ بِهٰذَا ترجمہ عبداللہ بن عمرو سے
روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ تیرا کیا حال ہوگا جب تو چند کمینے لوگوں میں
رہجاویگا ف اس حدیث کو امام بخاری نے عاصم بن علی سے روایت کیا معلقًا اونھوں نے عاصم بن محمد سے انہوں
نے کہا میں نے اس حدیث کو اپنے باپ محمد بن زید سے سُنا لیکن مجھکو یاد نہ رہی تو میرے بھائی واقد نے اسکو درست
کردیا اپنے باپ سے اُنہوں نے کہا میں نے سُنا اپنے باپ محمد بن زید سے وہ کہتے
تھے عبداللہ بن عمرو نے کہا اخیر تک یہ وہی حدیث ہے جسکا ایک ٹکڑا امام بخاری نے اور دوسری سند سے ذکر
کیا حافظ نے کہا اس تعلیق کو ابراہیم حربی نے وصل کیا غریب الحدیث میں اور بیان کیا اسکو حمیدی نے جمع
بین الصحیحین میں ابو مسعود سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ انکے عہد اور امانتیں بگڑجاوینگی اور وہ اختلاف
کرینگے اور اسطرح ہوجاوینگے اور آپنے تشبیک کی انگلیوں کی اخیر حدیث تک (فتح) حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ
یَحْیٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰى عَنِ
النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا وَشَبَّکَ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصَابِعَهٗ ترجمہ ابو موسی اشعری سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے دیوار کی طرح ہے جیسے دیوار کا ایک ٹکڑا مضبوط رہتا ہے دوسرے
ٹکڑے کیوجہ سے اسیطرح ایک مومن کو دوسرے مومن کو قوت ہوتی ہے) اور تشبیک کی آپنے اپنی انگلیوں کی
ف اس حدیث کو مؤلف نے ادب اور مظالم میں بھی نکالا اور ترمذی نے بر میں اور نسائی نے (ق)
حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شُمَیْلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَبِیْ
هُرَیْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِحْدٰى صَلٰوتَیِ الْعَشِیِّ قَالَ ابْنُ
سِیْرِیْنَ قَدْ سَمَّاهَا اَبُوْ هُرَیْرَةَ وَلٰکِنْ نَسِیْتُ اَنَا قَالَ فَصَلّٰى بِنَا رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ اِلٰى خَشَبَةٍ
مَعْرُوْضَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَاتَّکَاَ عَلَیْهَا کَاَنَّهٗ غَضْبَانُ وَوَضَعَ یَدَهُ الْیُمْنٰى عَلَى الْیُسْرٰى وَشَبَّکَ بَیْنَ
اَصَابِعِهٖ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْاَیْمَنَ عَلٰى ظَهْرِ کَفِّهِ الْیُسْرٰى وَخَرَجَتِ السَّرْعَانُ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ
فَقَالُوْا اَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ وَفِی الْقَوْمِ اَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ فَهَابَا اَنْ یُّکَلِّمَاهُ وَفِی الْقَوْمِ رَجُلٌ فِیْ یَدَیْهِ
طُوْلٌ یُقَالُ لَهٗ ذُو الْیَدَیْنِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسِیْتَ اَمْ قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ قَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ

فقال أكما يقول ذو اليدين فقالوا نعم فتقدم فصلى ما ترك ثم سلم ثم كبر وسجد مثل سجوده أو أطول ثم رفع رأسه وكبر ثم كبر وسجد مثل سجوده أو أطول ثم رفع رأسه وكبر فربما سألوه ثم سلم فيقول نبئت أن عمران بن حصين قال ثم سلم۔ ترجمہ ابوہریرہؓ

سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تیسرے پہر کی دو نمازوں میں سے (یعنے ظہر یا عصر کی نماز) ایک نماز پڑہائی۔ ابن سیرین نے کہا ابوہریرہ نے اوس نماز کا نام لیا تہا لیکن میں بہول گیا ابوہریرہ نے کہا تو آپنے دو رکعتیں پڑہ کر سلام پہیر دیا اور ایک لکڑی کی طرف تشریف لے گئے جو آڑی پڑی ہاتی مسجد کے کونے میں آپنے اوس پر ٹیکا دیا ایسا معلوم ہوتا تہا کہ آپ غصے میں ہیں آپنے اپنا داہنا ہاتہ بائیں ہاتہ پر رکہا اور انگلیوں میں تشبیک کی (اسی فقرے سے ترجمہ باب نکلتا ہے) اور اپنا داہنا گال اپنے بائیں پہونچے پر رکہا اور جو لوگ جلد باز تہے وہ مسجد کے دروازوں میں سے باہر چلدیے تب لوگوں نے (آپس میں) کہا کیا نماز قصر ہوگئی (یعنے پروردگار کی طرف سے چار رکعتوں کے بدل دو رکعتیں رہ گئیں) اون لوگوں میں ابوبکرؓ اور عمرؓ بہی تہے لیکن وہ دونوں ڈرے آپسے بات کرنے میں (اسلیے کہ بادشاہ کا رعب مقرب لوگوں پر زیادہ ہوتا ہے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کا ایمان اور صحابہ کی نسبت زیادہ قوی تہا اور جتنا ایمان زیادہ ہوگا اوتنا ہی خدا اور رسول کی عظمت اور بزرگی دل میں زیادہ ہوگی) اور لوگوں میں ایک شخص تہا جسکے دونوں ہاتہ کچہ لمبے تہے اوسکو ذوالیدین کہتے تہے (یعنے دو ہاتہ والا) اوس نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ بہول گئے یا نماز قصر ہوگئی آپنے فرمایا نہ میں بہولا نہ نماز قصر ہوئی (یہ آپنے اپنے گمان کے موافق فرمایا اور یہ کذب نہیں ہے) پہر آپنے (لوگوں سے) فرمایا کیا ایسا ہی ہے جیسا ذوالیدین کہتا ہے اونہوں نے عرض کیا جی ہاں یہ سنکر آپ آگے بڑہے اور جتنی نماز چہوٹ گئی تہی اوسکو ادا کیا پہر سلام پہیرا پہر اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا اپنے سجدہ کی طرح یا اوس سے لمبا پہر سر اوٹہایا اور اللہ اکبر کہا پہر اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا اپنے سجدہ کے برابر یا اوس سے لمبا پہر سر اوٹہایا اور اللہ اکبر کہا۔ لوگوں نے ابن سیرین سے (جو راوی ہیں اس حدیث کے) کبہی پوچہا پہر سلام پہیرا (یعنے دونوں سجدوں کے بعد) اونہوں نے کہا مجہے خبر پہونچی کہ عمران بن حصین نے کہا پہر سلام پہیرا ف یعنی سجدہ سہو کے بعد دوبارہ سلام پہیرا جیسے حنفیہ کا قول ہے۔ حافظ نے کہا ابن سیرین کے کلام سے یہ نکلتا ہے کہ اونہوں نے یہ مضمون خود عمران سے نہیں سنا اور ابوداؤد اور ترمذی نے اشعث کے طریق سے نکالا اونہوں نے ابن سیرین سے اونہوں نے خالد حذا سے اونہوں نے ابوقلابہ سے اونہوں نے اپنے چچا ابوالمہلب سے اونہوں نے عمران بن حصین

سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہائی پہر سہو کیا تو دو سجدے کیے پہر تشہد پڑہا پہر سلام پہیرا اس اسناد مین ابن سیرین اور عمران بین تین واسطے ہین جنکو ابن سیرین نے اس روایت مین مبہم رکہا اور اس حدیث کو مؤلف نے سہو مین نکالا اور ایسا ہی مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے۔ حافظ نے کہا ابو موسی کی حدیث سے مطلق تشبیک کا جواز نکلتا ہے اور ابوہریرہ کی حدیث سے مسجد مین تشبیک کا جواز ثابت ہوتا ہے اور جب مسجد مین جائز ہوئی تو اور مقامون مین بطریق اولی جائز ہوگی ابن بطال نے کہا امام بخاری اس مسئلہ کو اسلیے لائے کہ تشبیک کی ممانعت مین مسجد کے اندر کچہ حدیثین وارد ہوئی ہین تو اونہون نے اشارہ کیا کہ وہ حدیثین ثابت نہین ہین اون مین سے بعض مرسل ہین اور بعض مسند اور مسند سے مراد انکی شاید کعب بن عجرہ کی حدیث ہے کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی تم مین سے وضو کرے پہر مسجد جانے کے قصد سے نکلے تو تشبیک کرے کیونکہ وہ نماز مین ہے نکالا اسکو ابوداؤد نے اور صحیح کہا اسکو ابن خزیمہ نے اور ابن حبان نے اور حدیث کے اسناد مین اختلاف ہے اور اسی وجہ سے بعضون نے ضعیف کہا اسکو اور ابن ابی شیبہ نے دوسرے طریق سے نکالا جب کوئی تم مین سے نماز پڑہے تو اپنی انگلیون مین تشبیک نکرے اسلیے کہ یہ شیطان کیطرف سے ہے اور تم مین سے ایک نماز ہی مین ہے جبتک وہ مسجد مین رہے یہانتک کہ مسجد سے باہر نکلے اور اسکی اسناد مین ایک ضعیف اور مجہول ہے اسماعیلی نے دونون روایتون مین جمع کیا اس طور سے کہ ممانعت جبتک ہے کہ نماز پڑہ رہا ہو یا نماز کا منتظر ہو بعضون نے کہا تشبیک منع ہونیکی یہ وجہ ہے کہ اوس سے نیند آتی ہے اور بعضون نے کہا وہ صورت ہے اختلاف کی اسلیے آپنے اسکو برا جانا اور باقی بحث ابن عمر کی حدیث کی کتاب الفتن میں اور ابو موسے کی حدیث کی کتاب الادب مین اور ابوہریرہ کی حدیث کی سجدہ سہو مین آویگی ان شاء اللہ تعالی (فتح مختصراً) مترجم کہتا ہے اس حدیث سے یہ نکلا کہ سہوًا بات کرلینے سے یا مسجد سے نکل جانے سے نماز باطل نہین ہوتی گو حنفیہ اسکے خلاف ہین۔

بَابُ الْمَسَاجِدِ الَّتِي عَلَى طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَالْمَوَاضِعِ الَّتِي صَلَّى فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ان مسجدون کا بیان جو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے درمیان واقع ہین اور اون مقامون کا ذکر جہان حضرت نے نماز پڑہی ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ رَأَيْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَتَحَرَّى أَمَاكِنَ مِنَ الطَّرِيقِ فَيُصَلِّي فِيهَا وَيُحَدِّثُ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يُصَلِّي فِيهَا وَأَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي تِلْكَ الْأَمْكِنَةِ وَحَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي تِلْكَ الْأَمْكِنَةِ وَسَأَلْتُ سَالِمًا فَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا وَافَقَ

نَافِعًا فِی الْاَمْكِنَةِ كُلِّهَا اِلَّا اَنَّهُمَا اخْتَلَفَا فِیْ مَسْجِدٍ بِشَرَفِ الرَّوْحَاءِ ترجمہ موسی بن عقبہ سے روایت
ہے اونہون نے کہا میں نے سالم بن عبد اللہ بن عمر کو دیکھا وہ راہ میں چند مقامون کو ڈھونڈھ کر وہان نماز پڑھتے تھے
اور بیان کرتے تھے کہ اون کے باپ (عبد اللہ بن عمر رض) اون مقامون میں نماز پڑھتے تھے اور اونہون نے جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اون مقامون میں نماز پڑھتے دیکھا اور موسی بن عقبہ نے کہا مجھ سے حدیث
بیان کی نافع نے اونہون نے روایت کی ابن عمر سے کہ وہ نماز پڑھتے تھے اُن مقامون میں اور میں نے پوچھا
سالم سے تو اونہون نے بھی موافقت کی نافع کی سب مقامون میں البتہ اون دونون نے اختلاف کیا اوس مسجد میں
جو شرف الروحاء میں ہے ف شرف الروحا ایک مقام ہے مدینہ سے چھتیس ۳۶ میل پر جیسے مسلم نے اذان میں
نکالا اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں تیس میل پر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس مقام کے حق میں
فرمایا کہ یہ ایک وادی ہے جنت کی وادیون میں سے اور مجھ سے پہلے یہان ستر نبیون نے نماز پڑھی ہے اور
یہان حضرت موسی علیہ السلام حج یا عمرے کی نیت سے گذرے تھے حافظ نے کہا ان حدیثون کے بیان کرنے سے
غرض یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمر برکت کے لیے اُن مقامون میں نماز پڑھتے تھے اور اتباع سنت میں اون کا تشدد
مشہور ہے اور یہ معارض نہیں اوس روایت کو جو حضرت عمر سے مروی ہے کہ اونہون نے سفر میں لوگون کو دیکھا
ایک جگہہ کیطرف جلدی جاتے ہوئے پوچھا یہ کیا ہے لوگون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس جگہہ
مین نماز پڑھی تھی حضرت عمر رض نے کہا جس شخص کو نماز کا وقت آجاوے وہ نماز پڑھ لیوے نہین تو آگے چلا
جاوے کیونکہ اہل کتاب ہلاک ہوگئے اسوجہ سے کہ اونہون نے اپنے پیغمبرون کے آثار کو ڈھونڈھا اون کے پیچھے
پڑے اونکو گرجا اور کنیسہ کر لیا کیونکہ مراد حضرت عمر کی یہ تھی کہ خالی اس قسم کے آثار کی زیارت کرنا بغیر نماز
کی نیت کے بیفائدہ ہے اور اونہون نے اوسکو مکروہ جانا یا انہون نے یہ خیال کیا کہ بعض جاہل بیوقوف لوگ اس امر
کو واجب سمجھنے لگین گے اور ابن عمر ان دونون امرون سے محفوظ تھے اور اوپر عتبان کی حدیث گذر چکی ہے کہ اونہون
نے حضرت سے درخواست کی تھی کہ آپ میرے گھر میں کسی جگہہ نماز پڑھ دیجیے تاکہ میں اوسکو مصلے بنا لون اور
حضرت نے اُنکی درخواست کو منظور کیا اس وجہ سے اس امر کی کہ صالحین کے آثار سے برکت لینا درست ہے
(فتح الباری) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى
بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
يَنْزِلُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ حِيْنَ يَعْتَمِرُ وَفِيْ حَجَّتِهِ حِيْنَ حَجَّ تَحْتَ سَمُرَةٍ فِيْ مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بِذِي

ع فاذا ظهر من بطن واد

الحليفة وكان اذا رجع من غزوٍ وكان في تلك الطريق او في حجٍّ او عمرةٍ هبط من بطن وادٍ فاذا اناخ
بالبطحاء التي على شفير الوادي الشرقية فعرّس ثَمّ حتى يصبح ليس عند المسجد الذي بحجارة
ولا على الاكمة التي عليها المسجد كان ثَمّ خليج يصلي عبد الله عنده في بطنه كُثُب كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثَمّ يصلي فدحا فيه السيل بالبطحاء حتى دفن ذلك المكان
الذي كان عبد الله يصلي فيه وان عبد الله بن عمر حدثه ان النبي صلى الله عليه وسلم
صلى حيث المسجد الصغير الذي دون المسجد الذي بشرف الروحاء وقد كان عبد الله يعلم
المكان الذي كان فيه النبي صلى الله عليه وسلم يقول ثَمّ عن يمينك حين تقوم في المسجد
تصلي وذلك المسجد على حافة الطريق اليمنى وانت ذاهب الى مكة بينه وبين المسجد الاكبر
رمية بحجر او نحو ذلك وان ابن عمر كان يصلي الى العرق الذي عند منصرف الروحاء وذلك
العرق انتهاء طرفه على حافة الطريق دون المسجد الذي بينه وبين المنصرف وانت ذاهب
الى مكة وقد ابتُني ثَمّ مسجد فلم يكن عبد الله يصلي في ذلك المسجد كان يتركه عن
يساره ووراءه ويصلي امامه الى العرق نفسه وكان عبد الله يروح من الروحاء فلا يصلي
الظهر حتى ياتي ذلك المكان فيصلي فيه الظهر واذا اقبل من مكة فان مرّ به قبل الصبح
بساعة او من آخر السحر عرّس حتى يصلي بها الصبح وان عبد الله حدثه ان النبي صلى الله
عليه وسلم كان ينزل تحت سرحة ضخمة دون الرويثة عن يمين الطريق ووجاه الطريق في
مكان بطح سهل حتى يفضي من اكمة دوين بريد الرويثة بميلين وقد انكسر اعلاها فانثنى
في جوفها وهي قائمة على ساق وفي ساقها كُثُب كثيرة وان عبد الله بن عمر حدثه ان
النبي صلى الله عليه وآله وسلم صلى في طرف تلعة من وراء العرج وانت ذاهب الى هضبة
عند ذلك المسجد قبران او ثلاثة على القبور رضم من حجارة عن يمين الطريق عند سلمات
الطريق بين اولئك السلمات كان عبد الله يروح من العرج بعد ان تميل الشمس بالهاجرة
فيصلي الظهر في ذلك المسجد وان عبد الله بن عمر حدثه ان رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم نزل عند سرحات عن يسار الطريق في مسيل دون هرشى ذلك المسيل لاصق بكراع
هرشى بينه وبين الطريق قريب من غلوة وكان عبد الله يصلي الى سرحة هي اقرب السرحات

إلى الطريق وهو أطولهن وأن عبد الله بن عمر حدثه أن النبي صلى الله عليه وسلم كان ينزل في المسيل الذي في أدنى مر الظهران قبل المدينة حين يهبط من الصفراوات ينزل في بطن ذلك المسيل عن يسار الطريق وأنت ذاهب إلى مكة ليس بين منزل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وبين الطريق إلا رمية بحجر وأن عبد الله بن عمر حدثه أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان ينزل بذي طوى ويبيت حتى يصبح يصلي الصبح حين يقدم مكة ومصلى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ذلك على أكمة غليظة ليس في المسجد الذي بني ثم ولكن أسفل من ذلك على أكمة غليظة وأن عبد الله حدثه أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم استقبل فرضتي الجبل الذي بينه وبين الجبل الطويل نحو الكعبة فجعل المسجد الذي بني ثم يسار المسجد بطرف الأكمة ومصلى النبي صلى الله عليه وسلم أسفل منه على الأكمة السوداء تدع من الأكمة عشرة أذرع أو نحوها ثم تصلي مستقبل الفرضتين من الجبل الذي بينك وبين الكعبة ترجمہ نافع سے روایت ہے عبد اللہ بن عمر نے اون سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ذو الحلیفہ میں اوترتے تھے (وہ ایک مقام ہے مشہور جہاں سے مدینہ والے احرام باندھتے ہیں) جب عمرہ کرتے تھے اور حج میں جب آپ نے حج کیا تھا (یعنی حجۃ الوداع) ببول کے درخت کے تلے اوس جگہہ میں جہاں اب مسجد ہے ذو الحلیفہ کی اور آپ جب اوس جہاد سے لوٹتے جو اس رستے میں (یعنی ذو الحلیفہ کی راہ میں) ہوتا یا حج اور عمرے سے تو وادی کے نشیب سے اوترتے (یعنی وادی عقیق کے) جب نشیب سے اوپر چڑھتے تو اپنی اونٹنی کو بطحا میں بٹھاتے (بطحا کہتے ہیں پانی بہنے کی جگہہ کو جو کشادہ ہو اور وہاں باریک باریک کنکریاں پانی کی بہنے سے اکٹھا ہوں) وہ بطحا جو وادی کے کنارے پر پورب کیطرف ہے رات کو وہیں آرام فرماتے صبح تک یہ مقام اوس مسجد کے پاس نہیں ہے جو پتھر سے بنی ہے نہ اوس ٹیلے کے پاس جس پر مسجد ہے اوس جگہہ ایک گہرا نالہ تھا عبد اللہ بن عمر اوس کے پاس نماز پڑھتے تھے اوسکے پیٹ میں چند ٹیلے تھے یہی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہاں نماز پڑھتے تھے پھر پانی وہاں کنکریاں بہا کر لے گیا یہاں تک کہ وہ جگہہ پاٹ دی جہاں عبد اللہ بن عمر نماز پڑھا کرتے تھے ؎ اور عبد اللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اوس جگہہ پر جہاں اب چھوٹی مسجد ہے اوس مسجد سے اوتر کر جو شرف روحا میں ہے اور عبد اللہ اوس جگہہ کو پہچانتے تھے جہاں حضرت نے نماز پڑھی تھی یا اوس جگہہ کی نشانی بتلاتے تھے تو کہتے تھے وہ اس مقام پر ہے تیرے داہنے طرف جب

توسجد مین نماز پڑہنے کو کہڑا ہوا اور یہ مسجد راہ کے داہنے کنارے پر ہے مکہ کو جاتے ہوئے اس مسجد اور بڑی مسجد مین ایک پتھر کی مار کا یا کچہ ایسا ہی فاصلہ ہے اور عبد اللہ بن عمر عرق کی طرف نماز پڑہتے تھے (عرق چھوٹا پہاڑ یا عرق الظبیہ جو ایک وادی ہے) جو روحا کے آخر مین ہے اور یہ عرق کا کنارہ راہ کے کنارے پر ختم ہوا ہے اوس مسجد سے قریب جو اوسکے یعنی عرق کے اور روحا کے آخر کے بیچ مین ہے مکہ کو جاتے ہوئے وہان پر ایک مسجد بنگئی ہے عبد اللہ اوس مسجد مین نماز نہین پڑہتے تھے بلکہ اوسکو بائین طرف اور پیچہے چھوڑ دیتے تھے اور مسجد کے آگے نماز پڑہتے تھے خود عرق کی طرف اور عبد اللہ روحا سے چلتے دوپہر ڈہلنے کے بعد تو ظہر نہ پڑہتے جبتک اوس مقام پر نہ آتے وہان آکر ظہر پڑہتے اور جب مکہ سے آتے اور فجر کے وقت سے ایک ساعت پہلے وہان پہونچتے یا آخر سحر کو (یعنی جب صبح صادق مین ایک ساعت یا کم باقی رہتا) تو وہان اوترتے صبح کی نماز پڑہنے تک۔

۳۔ اور عبد اللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک بڑے درخت کے تلے اوترتے جو رویثہ کے پاس ہے (وہ ایک گاؤن ہے مدینہ سے سترہ فرسخ پر) راہ کی داہنی جانب اوسکے سامنے کشادہ نرم ہموار جگہ مین یہانتک کہ نکلتے اوس ٹیلے سے جو رویثہ کے راہ سے دو میل پر ہے یا برید کے اوس مقام سے جہان قاصد اوترتے ہین دو میل پر ہے اوس درخت کا اوپر کا حصہ ٹوٹ گیا ہے اور بیچ مین دوہرا ہو گیا ہے اور ایک شاخ پر کہڑا ہے اوسکی جڑ مین ڈہیرے مین ریتی کے ۴ اور عبد اللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی پہاڑ کے کنارے مین جو اوپر سے نیچے کو بہتی ہے عرج کے پیچہے (وہ ایک گاؤن ہے رویثہ سے تیرہ یا چودہ میل پر) ہضبہ کو جاتے ہوئے (ہضبہ وہ پہاڑ ہے جو زمین پر پہیلا ہو بعضون نے کہا لنبا) ایک پتہر اس مسجد کے پاس دو یا تین قبرین ہین اور قبرون پر پتھر تلے اوپر رکہے ہین راستہ کی داہنی طرف اون گنڈون کے پاس جو راہ پر ہین یا اون درختون کے پاس جو راہ پر ہین اون کے بیچ مین عبد اللہ عرج سے چلتے تہے دوپہر ڈہلنے کے بعد تو ظہر کی نماز اوس مسجد مین پڑہتے ۵ اور عبد اللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم درختون کے پاس اوترے بائین جانب راہ کے نشیب مین ہرشا کے پاس (ہرشا ایک پہاڑ ہے مدینہ اور شام کی راہون کے ملاپ پر جحفہ کے قریب) یہ نشیب ہرشا کے کنارے سے لگی ہوئی ہے اوس مین اور راہ مین ایک تیر کی مار کا فاصلہ ہے یا گہوڑے کی دوڑ کا اور عبد اللہ بن عمر اوس درخت کی طرف نماز پڑہتے تھے جو سب درختون مین راہ سے زیادہ قریب ہے اور سب سے لنبا ہے ۶ اور عبد اللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پہاڑ مین اوترتے تہے اسکے نالی

مین (اور مر الظہران کی نشیب مین ہے جسکو اب بطن مرو کہتے ہین) مدینہ کے سامنے پڑتا ہے اوسکے لیے جو صفروات سے اوترے (صفروات وہ نالی اور پہاڑ جو مر الظہران کے بعد آتے ہین) آپ اوس نالے کے نشیب مین اوترتے تھے راہ کے بائین طرف مکہ کو جاتے ہوئے آپکے اوترنے کے مقام مین اور راہ مین ایک پتھر کی مار سے زیادہ فاصلہ نہ تہا

۷ اور عبد اللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ذی طوی مین اوترتے تھے (وہ ایک مقام ہے مکہ مین) اور رات کو وہین رہتے صبح تک صبح کی نماز پڑہکر مکہ مین آتے اور آپ کی نماز کیجگہ ذی طوی مین ایک سخت ٹیکری پہ ہے اوس جگہ نہین جہان اب مسجد بن گئی ہے بلکہ اوس سے نیچے سخت ٹیکری پر

۸ اور عبد اللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منہ کیا پہاڑ کے دونون کونون کیطرف جن مین سے اندر گہستے ہین اور یہ پہاڑ آپکے اور لنبے پہاڑ کے بیچ مین تہا کعبہ کیطرف تو عبد اللہ نے اوس مسجد کو جو وہان بنی ہے بائین طرف کیا اوس مسجد کے جو ٹیکری کے کنارے پر ہے اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز کا مقام اوس سے نیچے ہے کالی ٹیکری پر ٹیکری سے دس ہاتھ چہوڑکر یا اوس سے کچہ زیادہ وہان تو نماز پڑہی تو تیر اوس پہاڑ کے درے کے دونو کونون کیطرف ہوگا یعنے اوس پہاڑ کے جو تیرے اور کعبے کے بیچ مین ہے ف قسطلانی نے کہا ابن عمر کا نماز پڑہنا ان مقامون مین بطور تبرک کے تہا اور یہ اوسکے خلاف نہین جو حضرت عمر سے مروی ہے کیونکہ حضرت عمر نے اوس حال مین اسکو مکروہ رکھا جب کوئی واجب اور ضروری سمجھکر ایسا کرے اور عبد اللہ بن عمر ایسے خیال سے محفوظ تہے بلکہ بغوی نے کہا جو شافعیہ مین سے ہین کہ جن مسجدون مین حضرت نے نماز پڑہی ہے اگر کوئی اون مین سے کسی مسجد مین نماز پڑہنے کی نذر کرے تو اوسکا ایفا لازم آویگا جیسے مسجد حرام یا مسجد نبوی یا مسجد اقصے مین نماز پڑہنے کی نذر کرے غرض یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار شریفہ کا ڈہونڈہنا اس مین تبرک ہے اور آپ کی تعظیم ہے اور خلاف عبد اللہ کا اپنے باپ سے ٹہرا اختلاف ہے اور حضرت عمر کا مطلب یہ تہا کہ اتباع بہتر ہے ابتداع سے اور حضرت عمر نے یہ جتلایا کہ سوا ان تین مسجدون کے اور مسجدین جن مین حضرت نے نماز پڑہی ہے شعائر مین داخل نہین ہین نہ اون کا حکم ان تین مسجدون کے مثل ہے عظمت اور بزرگی مین اور اس زمانہ مین ان مسجدون سے جنکا ذکر اس حدیث مین ہے کوئی پہچانی نہین جاتی سوا ذو الحلیفہ کی مسجد کے اور روحا کی مسجدون کے انکو وہان والے پہچانتے ہین اس حدیث مین نو حدیثین مذکور ہین انکو حسن بن سفیان نے اپنی مسند مین نکالا متفرق طور پر لیکن تیسری حدیث کو نہین نکالا اور مسلم نے آخری حدیث کو نکالا کتاب الحج مین انتہے حافظ نے کہا مسلم نے اخیر کی

دونون حدیثون کو نکالا اور ترمذی نے عمرو بن عوف سے روایت کیا کہ حضرت صلعم نے نماز پڑہی وادی روحا مین اور فرمایا کہ یہان ستر نبیون نے نماز پڑہی ہے اور امام بخاری نے اون مسجدون کا ذکر کیا جو مدینہ کی راہ مین ہین اور جو مسجدین خاص مدینہ مین تہین جنمین حضرت صلعم نے نماز پڑہی ہے اونکا ذکر نہین کیا اسلیے کہ اونکا اسناد اون کی شرط پر نہوگا اور عمر بن شبہ نے اخبار مدینہ مین اون سب مقامون اور مسجدون کا ذکر کیا ہے جن مین حضرت صلعم نے نماز پڑہی ہے مدینہ مین اور ابو غسان نے کئی علماء سے نقل کیا کہ مدینہ اور مدینہ کے اطراف مین جتنی مسجدین نقشی پتہر کی بنی ہوی ہین اون سب مین آپنے نماز پڑہی ہے اور عمر بن عبد العزیز خلیفہ نے اپنے زمانے مین لوگون سے ایسے مقام دریافت کرکے وہان مسجدین بنادی تہین نقشی پتہر کی اور عمر بن شبہ نے اون مین سے اکثر مقامون کو معین کیا ہے مگر اس زمانے مین وہ اکثر مقام مٹ گئے اور مشہور مسجدین جو اس زمانے تک باقی ہین وہ مسجد قبا ہے اور مسجد فضیخ جو مسجد قبا سے مشرق کیطرف ہے اور مسجد بنی قریظہ اور مشربہ ام ابراہیم اور وہ مسجد قریظہ کے شمال مین ہے اور مسجد بنی ظفر بقیع سے مشرق کیطرف اوسکو مسجد بغلہ کہتے ہین اور مسجد بنی معاویہ اوسکو مسجد الاجابت کہتے ہین اور مسجد فتح جو سلع پہاڑ کے پاس ہے اور مسجد قبلتین جو بنی سلمہ مین ہے ہمارے بعض مشائخ نے ایسا ہی بیان کیا اور فائدہ اون مسجدون کے پہچاننے کا وہی ہے جو بغوی نے ذکر کیا (بغوی کا قول اوپر گذرا قسطلانی کے نقل سے حافظ صاحب نے بہی وہی قول بغوی کا نقل کیا اور اسکو تسلیم رکہا) واللہ اعلم تمام ہوئے ابواب مساجد کے اور جلالہ کے فضل سے مساجد کے متعلق وہ حدیثین جو امام بخاری رحمہ اللہ نے نہین نکالین۔ امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور دارقطنی نے یعلے بن مرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب ایک تنگ جگہہ مین پہونچے آپ اونٹ پر سوار تہے اور آسمان سے پانی برس رہا تہا اور نیچے زمین تر تہی اتنے مین نماز کا وقت آگیا آپنے حکم دیا موذن کو اوسنے اذان کہی اور تکبیر کہی پہر آپ آگے بڑہے اور نماز پڑہی اپنے اونٹ پر سوار رہکر اشارے سے اور سجدے کو آپ نیچا کرتے رکوع سے اور ایسا ہی ثابت ہے انس سے صحیح کہا اوسکو عبد الحق نے اور ترمذی نے حسن کہا اور بیہقی نے اوسکو ضعیف کہا شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ فرض نماز بہی اونٹ پر درست ہے جیسے بعض علما کا مذہب ہے اور کشتی مین تو بالاجماع نماز جائز ہے اور ظاہر یہ ہے کہ سفر مین اگر کوئی عذر ہو تو سواری پر بہی فرض درست ہوگا اسلیے کہ کوئی امر اس سے مانع نہین سوا اجماع کے اور اجماع نہین ہے سواری پر فرض نہ جائز ہونے پر ترمذی نے امام احمد اور اسحاق سے نقل کیا کہ وہ دونو کہتے ہین فرض نماز اونٹ پر جائز ہے جب نیچے نماز پڑہنے کے لیے جگہہ نہ پاوے اور عراقی

ف فرض نماز کا عذر سے سواری پر پڑہنا

نے شرح ترمذی مین امام شافعی سے بہی ایسا ہی نقل کیا ہے اور نووی نے کہا کہ اگر آدمی سفر مین جانور پر قافلے مین ہو اور فرض کے لیے اوترنے مین کسی قسم کا خوف ہو تو جانور ہی کے اوپر سوار رہکر نماز پڑہ لیوے لیکن اوسکا اعادہ ضرور ہے کیونکہ یہ عذر نادر ہے اور تفصیل اس مسئلہ کی خدا چاہے تو آگے آویگی (۲) ابوداؤد اور ترمذی نے انس سے کہ حضرت نے فرمایا میری امت کے ثواب میرے سامنے لائے گئے یہانتک کہ اوس کچری کا ثواب بہی جسکو آدمی مسجد سے نکالتا ہے اور میری امت کے گناہ بہی میرے سامنے لائے گئے تو مین نے کوئی گناہ اس سے بڑا نہ دیکہا کہ آدمی کو قرآن کی کوئی سورت یا کوئی آیت یاد ہو پہر اوسکو بہولجاوے حافظ نے کہا ابن خزیمہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ابن رسلان نے کہا مین نے بعض مشائخ سے سنا جو شخص مسجد مین سے کوڑا نکالے یا راہ مین سے ایذا دینے والی چیز ہٹادے تو اوسوقت لا آلہ الا اللہ کہے تاکہ ایمان کی اعلی اور ادنی دونون شاخین اوسکو حاصل ہوجاوین اور اس حدیث مین ترغیب ہے مسجد کے صاف اور پاک رکہنے کی (۳) پانچوین عالموں مسو نسائی کے حضرت عائشہ رض سے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا گہرون مین مسجد بنانے کا اور اون کو پاک اور خوشبودار رکہنے کا اور امام احمد اور ترمذی نے سمرہ بن جندب سے کہ حکم کیا ہم کو حضرت نے اپنے گہرون مین مسجد بنانے کا اور حکم کیا اون کو صاف رکہنے کا ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے ابوداؤد کی روایت مین ہے آپ حکم کرتے تہے ہمکو مسجدین بنانے کا گہرون مین اور اونکو اچہی طرح طیار کرنے کا اور پاک رکہنے کا اور روایت کیا اوسکو امام احمد نے باسناد صحیح ابن رسلان نے کہا مسجد کی خوشبو مردون کی خوشبو ہے یعنے جسکا رنگ پوشیدہ ہو اور بو ظاہر ہو اور بہتر یہ ہے کہ جہان نماز پڑہنے کی جگہہ ہے یا مسجد ہی کی جگہہ وہان خوشبو لگائی جاوے اور بعضون نے کہا خوشبو سے دہونی دینا مراد ہے جیسے عود یا لوبان کی (۴) امام احمد اور نسائی اور مسلم اور ابوداؤد نے ابو حمید اور ابو اسید سے کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی تم مین سے مسجد مین جاوے تو یہ کہے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور جب باہر نکلے تو کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ اور ابوداؤد نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے کہ حضرت جب مسجد مین جاتے تو فرماتے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْہِہِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن السنی نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ جب مسجد مین جاوے تو سلام کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنے یون کہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا السلام علی رسول اللہ اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن السنی کی ایک روایت مین یہی یون ہے کہے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور ابن ماجہ اور ابو عوانہ کی ایک روایت مین یون ہے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَسَہِّلْ

ف: مسجد کا کوڑا نکالنے کا ثواب

ف: گہرون مین مسجد بنانا

ف: مسجد مین جاتے وقت اور نکلتے وقت کی دعا پڑہنا

لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں یوں ہے بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اور ایک روایت میں بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ نکالا اوسکو ابن ماجہ اور ترمذی اور ابن ابی شیبہ اور ابن خزیمہ نے حضرت فاطمہ زہرا رض سے اور ابن خزیمہ نے جناب سیدہ سے روایت کیا یوں کہے اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اور ابن ماجہ اور ترمذی اور ابن ابی شیبہ اور ابن خزیمہ نے نکالا اونہی سے اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور ابن سنی نے انس رض سے نکالا کہ حضرت جب مسجد میں جاتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور جب نکلتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور طبرانی نے اوسط میں ابن عمر سے کہ جب مسجد سے نکلتے تو فرماتے اَللّٰہُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ فَضْلِكَ اوسکی اسناد میں سالم بن عبد الاعلی ہے اور حاکم نے مستدرک میں نکالا اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر ابن عباس سے فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ کی تفسیر میں کہ مراد اس سے مسجد ہے جب تو مسجد میں جاوے تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِيْنَ اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن سنی نے ابو ہریرہ رض سے نکالا کہ جب مسجد سے نکلو تو سلام بھیجو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور کہے اَللّٰہُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّيْطَانِ اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی کی روایت میں ہے یوں کہے اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ اور ابن ابی شیبہ اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور امام احمد کی روایت میں حضرت فاطمہ زہرا سے یوں ہے بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ شوکانی نے کہا یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ فاطمہ بنت حسین نے حضرت فاطمہ زہرا کو نہیں پایا اور لیث اگر ابو سلیم کا بیٹا ہے تو اس میں بھی گفتگو ہے اور ابن خزیمہ نے جناب سیدہ سے روایت کیا جب مسجد سے نکلے تو یوں کہے اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اور ابن ابی شیبہ اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے یوں کہے اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ (۵) امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص سنے کسی سے وہ مسجد میں گمی ہوئی چیز کے لیے آواز کرے تو یوں کہے اللہ تعالی نہ دلاوے تجھ کو تیری گمی ہوئی چیز کیونکہ مسجدیں اسلیے نہیں بنیں اور امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ نے بریدہ سے کہ ایک شخص نے مسجد میں پکارا اور کہا کون بلا دیگا مجھکو سرخ اونٹ کی طرف حضرت صلعم نے فرمایا خدا کرے تو نہ پاوے مسجدیں جس کام کے لیے بنی ہیں اوسی کے لیے بنی ہیں (مسجد میں آواز بلند کرنا منع ہے یہانتک کہ علم کے سکھانے میں بھی امام مالک اور ایک جماعت علما کا یہی قول ہے اور اسکا ذکر اوپر گذر چکا) (۶) امام احمد اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص ہماری اس مسجد میں آوے نیک بات سیکھنے کیلیے یا سکھانے کیلیے وہ اس کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور جو شخص اور مطلب کیلیے آوے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے اوس شخص کی جو دوسرے کے مال کو تکے

نے شرح ترمذی میں امام شافعی سے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے اور نووی نے کہا کہ اگر آدمی سفر میں جانور پر قافلے میں ہو اور فرض کے لیے اوترنے میں کسی قسم کا خوف ہو تو جانور ہی کے اوپر سوار رہکر نماز پڑھ لیوے لیکن اوسکا اعادہ ضرور ہے کیونکہ یہ عذر نادر ہے اور تفصیل اس مسئلہ کی خدا چاہے تو آگے آویگی (۲) ابوداؤد اور ترمذی نے انس سے حضرت نے فرمایا میری امت کے ثواب میرے سامنے لائے گئے یہاں تک کہ اوس کچری کا ثواب بھی جسکو آدمی مسجد سے نکالتا ہے اور میری امت کے گناہ بھی میرے سامنے لائے گئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑا نہ دیکھا کہ آدمی کو قرآن کی کوئی سورت یا کوئی آیت یاد ہو پھر اوسکو بھول جاوے حافظ نے کہا ابن خزیمہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ابن رسلان نے کہا میں نے بعض مشائخ سے سنا جو شخص مسجد میں سے کوڑا نکالے یا راہ میں سے ایذا دینے والی چیز ہٹادے تو اوس وقت لا الٰہ الا اللہ کہے تاکہ ایمان کی اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں شاخیں اوسکو حاصل ہوجاویں اور اس حدیث میں ترغیب ہے مسجد کے صاف اور پاک رکھنے کی (۳) پانچوں عالموں نے سوا نسائی کے حضرت عائشہ رضی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا گھروں میں مسجد بنانے کا اور اون کو پاک اور خوشبودار رکھنے کا اور امام احمد اور ترمذی نے سمرہ بن جندب سے کہ حکم کیا ہم کو حضرت نے اپنے گھروں میں مسجد بنانے کا اور حکم کیا اون کو صاف رکھنے کا ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے ابوداؤد کی روایت میں ہے آپ حکم کرتے تھے ہمکو مسجدیں بنانے کا گھروں میں اور اونکو اچھی طرح طیار کرنے کا اور پاک رکھنے کا اور روایت کیا اوسکو امام احمد نے باسناد صحیح ابن رسلان نے کہا مسجد کی خوشبو مردوں کی خوشبو ہے یعنے جسکا رنگ پوشیدہ ہو اور بو ظاہر ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ جہاں نماز پڑھنے کی جگہ ہے یا مسجد ہی کی جگہہ وہاں خوشبو لگائی جاوے اور بعضوں نے کہا خوشبو سے دہونی دینا مراد ہے جیسے عود یا لوبان کی (۴) امام احمد اور نسائی اور مسلم اور ابوداؤد نے ابوحمید اور ابواسید سے کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی تم میں سے مسجد میں جاوے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب باہر نکلے تو کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ اور ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے کہ حضرت جب مسجد میں جاتے تو فرماتے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن السنی نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ جب مسجد میں جاوے تو سلام کرے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یعنے یوں کہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا السلام علی رسول اللہ اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن سنی کی ایک روایت میں یہی یوں ہے کہے اللّٰهم افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور ابن ماجہ اور ابوعوانہ کی ایک روایت میں یوں ہے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَسَهِّلْ

ف: مسجد کو صاف رکھنے کا ثواب

ف: گھروں میں مسجد بنانا

ف: مسجد میں جانے اور مسجد سے نکلنے کے وقت کیا دعا پڑھے

لَنَا اَبْوَابَ رِزْقِكَ اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں یوں ہے بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اور ایک روایت میں
بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ نکالا اوسکو ابن ماجہ اور ترمذی اور ابن ابی شیبہ اور ابن خزیمہ نے حضرت فاطمہ زہرا
سے اور ابن خزیمہ نے جناب سیدہ ؓ سے روایت کیا یوں کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اور ابن ماجہ اور ترمذی اور
ابن ابی شیبہ اور ابن خزیمہ نے نکالا اونہی سے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور ابن سنی نے انس ؓ
سے نکالا کہ حضرت ؐ جب مسجد میں جاتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور جب نکلتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ
عَلٰی مُحَمَّدٍ اور طبرانی نے اوسط میں ابن عمر سے کہ جب مسجد سے نکلتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ فَضْلِکَ اوسکی اسناد
میں سالم بن عبد الاعلیٰ ہے اور حاکم نے مستدرک میں نکالا اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر ابن عباس
سے فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ کی تفسیر میں کہ مراد اس سے مسجد ہے جب تو مسجد میں جاوے تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا
وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن سنی نے ابو ہریرہ ؓ سے نکالا کہ جب
مسجد سے نکلے تو سلام بھیجے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور کہے اَللّٰھُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ اور مسلم اور ابو داؤد اور
نسائی کی روایت میں ہے یوں کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ اگلے ابن ابی شیبہ اور ترمذی اور ابن ماجہ اور
ابن خزیمہ اور امام احمد کی روایت میں حضرت فاطمہ زہرا ؓ سے یوں ہے بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذُنُوْبِیْ
وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ اسکو شوکانی نے کہا یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ فاطمہ بنت حسین ؓ نے حضرت فاطمہ زہرا ؓ کو نہیں پایا
اور لیث اگر ابو سلیم کا بیٹا ہے تو اس میں بھی گفتگو ہے اور ابن خزیمہ نے جناب سیدہ ؓ سے روایت کیا جب مسجد
سے نکلے تو یوں کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اور ابن ابی شیبہ اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ کی
روایت میں ہے یوں کہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْٓ اَبْوَابَ فَضْلِکَ (۵) امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ اور
ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت ؐ نے جو شخص سنے کسی سے وہ مسجد میں گمی ہوئی چیز کے لیے آواز کرے تو یوں کہے
اللہ تعالیٰ نہ دلاوے تجھ کو تیری گمی ہوئی چیز کیونکہ مسجدیں اسلیے نہیں بنیں اور امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ نے بریدہ
سے کہ ایک شخص نے مسجد میں پکارا اور کہا کون بلا دیگا مجھکو سرخ اونٹ کی طرف حضرت ؐ نے فرمایا خدا کرے تو نہ
پاوے مسجدیں جس کام کے لیے بنی ہیں اوسی کے لیے بنی ہیں مسجد میں آواز بلند کرنا منع ہے یہانتک کہ علم کے سکھانے
میں بھی امام مالک اور ایک جماعت علما کا یہی قول ہے اور اسکا ذکر اوپر گذر چکا (۶) امام احمد اور ابن ماجہ نے
ابو ہریرہ سے کہ حضرت ؐ نے فرمایا جو شخص ہماری اس مسجد میں آوے نیک باتیں سیکھنے کیلیے یا سکھانے کیلیے اسکی طرح ہے جو اللہ کی
راہ میں جہاد کرے اور جو شخص اور مطلب کیلیے آوے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے اوس شخص کی جو دوسرے کے مال کو تکے

شوکانی نے کہا اوسکی اسناد میں سب ثقہ ہیں سوا حاتم بن اسماعیل کے اوسکو بھی ابن سعد نے سچا کہا اور کہا کہ وہ وہم کرتا تھا اور نکالا اوسکو بیہقی نے شعب الایمان میں اور مراد حضرتؐ کی اور مطلب ہے وہ کام ہے جو تعلیم اور تعلم کے سوا ہو یعنے اگر خیر ہو تو نماز اور ذکر اور اعتکاف اور تمام عبادات تعلیم اور تعلم کے مثل ہیں (۷) امام احمد اور ابو داؤد اور دارقطنی نے حکیم بن حزام سے کہ حضرتؐ نے فرمایا مسجدوں میں حدیں قائم نہ کیجاویں نہ قصاص لیا جاوے اوسکو نکالا حاکم اور ابن سکن اور بیہقی نے بھی حافظ نے کہا تلخیص میں اوسکی اسناد میں کچھ برائی نہیں اور بلوغ المرام میں کہا کہ اوسکا اسناد ضعیف ہے اور اس باب میں ابن عباس سے ترمذی نے نکالا اور ابن ماجہ نے اوسکی اسناد میں اسمعیل بن مسلم مکی ضعیف ہے اور بزار نے جبیر بن مطعم سے نکالا اوسکی سند میں واقدی ہے اور عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے اوسکی سند میں ابن لہیعہ ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد میں حد قائم کرنا یا قصاص لینا حرام ہے (نیل) (۸) ترمذی اور نسائی اور حاکم اور ابن حبان نے ابو ہریرہؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جب تم دیکھو اوسکو جو بیچتا ہے یا خریدتا ہے مسجد میں تو کہو اللہ تعالیٰ تیری تجارت میں فائدہ نہ دیوے اور جب تم دیکھو اوسکو جو مسجد میں گمی ہوئی چیز کے لیے چلاتا ہے تو کہو اللہ تعالیٰ وہ چیز تجھکو نہ پھیرے شوکانی نے کہا نسائی نے اس حدیث کو عمل الیوم واللیلہ میں نکالا اور ترمذی نے اسکو حسن کہا اور پانچوں عالموں اور ابن خزیمہ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے نکالا کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں خریدنے اور بیچنے سے اور اس میں شعر پڑھنے سے اور گمی ہوئی چیز کے لیے چلانے سے اور جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقہ باندھکر بیٹھنے سے حسن کہا اوسکو ترمذی نے اور صحیح کہا اوسکو ابن خزیمہ نے اور علی بن المدینی نے کہا یحیی بن سعید نے کہا عمرو بن شعیب کی حدیث عن ابیہ عن جدہ ہمارے نزدیک ضعیف ہے اور اس باب میں بریدہؓ سے روایت کیا مسلم اور ابن ماجہ اور نسائی نے اور جابر سے نسائی نے اور انس سے طبرانی نے عراقی نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہیں اور ابو ہریرہ سے اور طریق سے مسلم نے اور سعد بن ابی وقاص سے بزار نے اوسکی اسناد میں حجاج بن ارطاة ہے اور ابن مسعود سے بزار نے اور طبرانی نے اور ثوبان سے طبرانی نے اور یہ ثوبان وہ نہیں ہیں جو مولی تھے حضرتؐ کے انکو ابن حبان اور ابن عبد البر نے صحابہ میں ذکر نہیں کیا البتہ ابن مندہ نے انکو ذکر کیا اور معاذ بن جبل سے طبرانی نے اور ابن عمر سے ابن ماجہ نے اور واثلہ بن اسقع سے ابن ماجہ نے اور عصمہ سے طبرانی نے اور ابو سعید سے ابن ابی حاتم نے علل میں اور دونوں حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد میں خرید و فروخت حرام ہے اور جمہور کا یہ قول ہے کہ وہ مکروہ ہے اور حق یہ ہے کہ حرام ہے اور بعض شافعیہ نے کہا کہ

ف : مسجد میں حدود یا قصاص جاری کرنا

ف : مسجد میں خرید و فروخت کرنا

ف : مسجد میں اشعار پڑھنا

ف : مسجد میں حلقہ باندھ کر جمعہ کے دن نماز سے پہلے بیٹھنا

مسجد مین بیع اور شرا مکروہ نہین لیکن یہ قول مردود ہے احادیث سے اور حنفیہ نے کہا کہ اگر کثرت سے بیع اور شرا کرے
مسجد مین تو مکروہ ہے اور جو کمتر کرے تو مکروہ نہین اور یہ فرق بیدلیل ہے لیکن شعرون کا پڑہنا تو حدیث سے یہ
نکلتا ہے کہ مسجد مین جائز نہین اور معارض ہے اوسکے عمر اور حسان کا قصہ (جو اوپر گذرا) اور امام احمد نے
جابر بن سمرہ سے نکالا اونہون نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس سو بار سے زیادہ مسجد مین حاضر ہوا آپ
کے اصحاب شعرون پڑہتے تہے اور جاہلیت کی باتین بیان کرتے تہے کبھی آپ اونکے ساتھہ تبسم کر دیتے اور
روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا صحیح ہے اوس مین یہ ہے کہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ
بیٹہا سو بار سے زیادہ آپکے اصحاب شعرون پڑہتے تہے اور جاہلیت کی کبھی باتون کا تذکرہ کرتے تہے آپ
خاموش رہتے کبھی تبسم فرماتے اونکے ساتھہ اور ان حدیثون مین دو طرح سے جمع ہوا ہے ایک یہ کہ ممانعت
تنزیہا ہے اور جواز رخصت کیلیے ہے دوسرے یہ کہ رخصت عمدہ شعرون پڑہنے کیلیے ہے جیسے وہ شعر جن مین مشرکون
کی ہجو ہو اور آنحضرتؐ کی مدح ہو اور ممانعت اون شعرون سے ہے جن مین تفاخر ہو یا ہجو ہو اور امام نسائی نے
یہ باب بنایا ہے کہ شعر پڑہنے کا جواز مسجد مین اور ذکر کیا قصہ حسان کا حضرت عمر کے ساتھہ اور امام شافعی
نے کہا کہ شعر کلام ہے تو اچہا اوس مین سے اچہا ہے اور برا برا ہے اور یہ مضمون مرفوعًا وارد ہوا ہے کئی حدیثون
مین ابو یعلے نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا شعر سے
آپنے فرمایا وہ کلام ہے اچہا اوسکا اچہا ہے اور برا اوسکا برا ہے عراقی نے کہا اوسکا اسناد حسن ہے اور نکالا
اوسکو بیہقی نے اپنی سنن مین ابو یعلی کے طریق سے پہر کہا کہ وصل کیا اوسکو ایک جماعت نے اور صحیح اوسکا
ارسال ہے اور طبرانی نے اوسط مین نکالا عبد اللہ بن عمر سے کہ حضرتؐ نے فرمایا شعر بمنزل کلام کے ہے اوسکا
اچہا اچہی کلام کیطرح ہے اور برا برے کلام کیطرح ہے ابن عربی نے کہا مسجد مین شعر پڑہنے مین کوئی
قباحت نہین بشرطیکہ اوس مین دین کی تعریف ہو اور شرع کی پیروی کی ترغیب ہو اگرچہ اوس مین شراب
کی تعریف ہو اور اسکی بو یا رنگ کی کیونکہ کعب بن زہیر نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح کی شعرون
مین مسجد مین اور اون مین شراب کا ذکر تہا مطلع اونکے شعرون کا یہ ہو بانت سعاد فقلبی الیوم متبول یہان
تک کہ سعاد کی تہوک کی تعریف مین اونہون نے کہا کانہ منہل بالراح معلول یعنے شراب گویا اس مین
ملا ہوا ہے عراقی نے کہا اس قصیدے کو ہمنے کئی طریقون سے روایت کیا لیکن کوئی طریقہ صحیح نہین ہے اور
ابن اسحاق نے اوسکو بسند منقطع نقل کیا ہے اور جو یہ قصیدہ کعب سے ثابت ہو اور یہ بھی ثابت ہو کہ اونہون نے

آنحضرتؐ کے سامنے مسجد میں پڑہا تہا تو کہیں گے کہ اوس مین شراب کی تعریف نہین ہے بلکہ سعاد کی تہوک کی تعریف ہے کہ اوسکو تشابہت دی ہے شراب سے مترجم کہتا ہے اس قصیدہ مین شاعر نے سعاد کے پہلو دانتون کی تعریف کی ہے چنانچہ اول مصرع سے صاف عیان ہے تجلو عوارض ذی ظلم اذا ابتسمت کانہ منہل بالراح معلول یعنے وہ ظاہر کرتی ہے اپنے چمکدار با آب وتاب دانتون کو جن مین تہوک ہے ہنسی کیوقت گویا وہ پہلا اور دوبارہ شرابسے پلایا گیا ہے اور دانتون مین تہوک پایا جاتا ہے تو گویا اوسکی تہوک کو شراب سے تشبیہ دی ہے عراقی نے کہا مسجد مین شعر پڑہنے مین کچہ قباحت نہین بشرطیکہ آواز اتنی بلند نکرے کہ نمازی کو یا قرآن پڑہنے والے کو تکلیف ہو یا اون لوگون کو جو نماز کا انتظار کرتے ہون اور اگر آواز بلند کرے اور لوگون کو تکلیف پہونچے تو مکروہ ہے بلکہ حرام بہی کہہ سکتے ہین اب رہا مسجد مین حلقہ باندہکر بیٹہنا جمعہ کے دن نماز سے پہلے تو جمہور کے نزدیک وہ مکروہ ہے اور طحاوی نے کہا یہ اسوقت منع ہے جب بہاری یا اکثر مسجد مین حلقہ ہو اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نماز کے بعد یہ جائز ہے اسیطرح جمعہ کے سوا اور دنون مین اور اسباب مین ابو واقد لیثی کیحدیث صحیحین مین آ چکی اوپر گذری لیکن دنیاوی کامون کے لیے مسجد مین حلقہ کرنا تو وہ جائز نہین ابن مسعودؓ کی حدیث مین ہے کہ اخیر زمانے مین ایسے لوگ پیدا ہونگے جو مسجدون مین حلقہ باندہکر بیٹہینگے اور انکی غرض دنیا ہو گی اون کے ساتہہ مت بیٹہنا اللہ کو اونکی حاجت نہین ہے عراقی نے شرح ترمذی مین کہا اسکا اسناد ضعیف ہے بزیغ ابو الخلیل اسکے اسناد مین بہت ضعیف ہے (نیل مختصرا) (۹) ابو داؤد نے عبد الرحمان بن ابی بکر سے حضرتؐ نے فرمایا تم مین سے کسی نے آج کے دن کسی مسکین کو کہانا کہلایا ہے ابو بکر نے کہا مین مسجد مین آیا تو مینے ایک سائل کو دیکہا جو سوال کر رہا تہا مینے ایک ٹکڑا روٹی کا عبد الرحمان کے سامنے پایا وہ اوس سے لیکر سائل کو دیدیا آپ نے کہا یہ حدیث عبد الرحمن سے اسی سند سے مروی ہے اور مرسلاً بہی مروی ہے منذری نے کہا حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح مین نکالا اور نسائی نے سنن مین ابو حازم سلمان اشجعی سے ایسا ہی اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد مین تصدق کرنا جائز ہے اسیطرح حاجت کیوقت سوال کرنا اور ابو داؤد نے اپنی سنن مین باب بنایا ہے اس حدیث کے لیے تو کہا باب مسجد مین سوال کرنے مین (۱۰) ابن ماجہ نے عبد اللہ بن حارث سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مسجد مین روٹی اور گوشت کہاتے تہے شوکانی نے کہا حدیث سے یہ ثابت ہے کہ مسجد مین کہانا درست ہے اور اہل صفہ مسجد مین رہتے تہے اور جب اون کا کوئی گہر نہ تہا تو وہین کہاتے ہونگے اور آپ نے ثمامہ بن اثال کو تین دن مسجد مین قید رکہا اور سعد بن معاذ کے لیے خیمہ مسجد مین لگایا

ف مسجد مین سوال کرنا

ف مسجد مین کہانا کہانا

اور وفد ثقیف کو مسجد میں اوتارا اور کالی عورت جو مسجد جہاڑتی تھی وہ بھی مسجد ہی میں رہتی تھی یہ سب حدیثیں
اوپر گذر چکی ہیں اور ان سب سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد میں کہانا درست ہے (۱۱) امام احمد اور ابوداؤد نے عثمان
بن طلحہ سے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر تشریف لے گئے تو اون کو بلایا اوسکے بعد اور فرمایا میں نے
کعبہ میں گہتے وقت مینڈہے کے دو سینگ دیکھے تو میں بہول گیا تجہہ سے یہ کہنا کہ انکو ڈہانک دے کیونکہ نمازی
کے سامنے قبلہ کی طرف کوئی ایسی چیز نہ ہونا چاہیے جو اوسکو غافل کرے شوکانی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے
کہ محراب وغیرہ کی آرایش کرنا نقش و تصویر وغیرہ سے مکروہ ہے اسیطرح نمازی کے قبلہ کی جانب کو اور یہ بھی نکلا کہ
اگر تصویر کو ڈہانپ دیوے تو پہر نماز اوس مقام میں مکروہ نہیں کیونکہ کراہت کی علت جاتی رہی اور علت یہہ
تہی کہ نمازی کا دل اوس سے بٹے گا اور اوپر یہ مسئلہ گذر چکا (۱۲) امام احمد نے ابوہریرہ رض سے کہ حکم کیا ہمکو رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم مسجد میں ہو پہر اذان ہو نماز کی تو کوئی تم میں سے مسجد سے نہ نکلے جبتک نماز
نہ پڑہ لیوے اور جماعت نے سوا بخاری کے روایت کیا ابو الشعثاء سے کہ ایک شخص اذان ہونے کے بعد مسجد سے
چلدیا ابوہریرہ نے کہا اوس نے نافرمانی کی جناب ابو القاسم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور ابن سنجر اور زبیدونی نے
احکام میں اور ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں روایت کیا حضرت عثمان رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے جو شخص مسجد میں اذان کو پاوے پہر نکلے بغیر ضرورت کے اور لوٹنے کا ارادہ نہ رکہتا ہو تو وہ
منافق ہے حجم کہتا ہے یہ حدیث کو ابن ماجہ نے نکالا اور طبرانی نے اوسط میں نکالا ابوہریرہ رض سے کہ حضرت صلعم
نے فرمایا جو کوئی پہر کی اس مسجد میں اذان سنے پہر وہاں سے بغیر حاجت کے نکل جاوے پہر لوٹے نہیں تو وہ منافق
ہے منذری نے کہا اوسکے سب راویوں سے صحیح میں حجت لی ہے ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ اذان سننے کے
بعد مسجد سے بغیر نماز پڑہے نکلنا حرام ہے مگر وضو یا حاجت کے لیے یا اور کسی ضرورت سے اور ابراہیم نخعی سے مروی
ہے کہ جبتک تکبیر نہ ہو تو نکلنا درست ہے ترمذی نے کہا ہمارے نزدیک اس سے یہ مراد ہے کہ اگر اوسکو کوئی عذر ہو
تو نکل سکتا ہے (نیل مختصراً) (۱۳) امام مسلم نے جابر رض سے روایت کیا مسجد کے گرد زمینیں خالی ہوئیں تو
بنو سلمہ کے لوگوں نے چاہا مسجد کے پاس آ رہنے کا یہ خبر حضرت صلعم کو پہونچی آپ نے فرمایا اون سے مجہکو خبر پہونچی
ہے تم مسجد کے پاس آ کر رہنا چاہتے ہو اونہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ ہمارا ارادہ ایسا ہے آپ نے فرمایا اے
بنی سلمہ تم اپنے گہروں میں رہو تمہاری قدم لکہی جاتے ہیں تم اپنے گہروں میں رہو تمہاری قدم لکہے جاتے ہیں
اونہوں نے کہا ہم خوش نہیں ہیں اپنے گہروں سے چلے آتے اور ایک روایت میں ہے تمکو ہر قدم پر ایک درجہ ہے

ف: نمازی کی طرف دل بٹانے والی چیز نہ رکہنا

ف: اذان کے بعد مسجد سے نہ نکلنا

ف مسجدین اندہیرے مین جانیکی فضیلت

(۱۴) ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بریدہ اور سہل بن سعد اور انس سے فرمایا حضرت نے خوشخبری دو
ان لوگون کو جو اندہیرون مین مسجدون کو جاتے ہین پوری روشنی کی قیامت کے دن (۱۵) ترمذی اور
ابن ماجہ اور دارمی نے ابو سعید خدری سی حضرت نے فرمایا جب تم کسی کو دیکھو مسجد مین حاضر باش ہے اور اسکی خدمت
کرے تو گواہی دو اسکی مومن ہونے کی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے اللہ کی مسجدون کو وہ آباد کرتے ہین جو ایمان لاتے
اللہ پر اور پچھلے دن پر منذری نے کہا اوسکو نکالا ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیحون مین اور حاکم نے ترمذی

ف مسجد کی خدمت کرنیکی فضیلت

نے کہا حسن ہے غریب اور حاکم نے کہا صحیح الاسناد ہے (۱۶) امام بغوی نے شرح السنۃ مین عثمان بن مظعون سے
اونہون نے کہا یا رسول اللہ اجازت دیجیے ہم کو خصی ہوجانے کی آپنے فرمایا وہ ہم مین سے نہین ہے جو خصی کرے یا خصی
ہووے میری امت کا خصی ہونا روزہ ہے پھر اونہون نے کہا یا رسول اللہ اجازت دیجیے ہمکو سیر اور سیاحت کرنیکی
آپنے فرمایا میری امت کی سیاحت جہاد ہے اللہ کی راہ مین پھر اونہون نے کہا اجازت دیجیے ہم کو درویشی کی آپنے

ف نماز کی انتظاری کرنے کی فضیلت

فرمایا میری امت کی درویشی مسجدون مین بیٹہنا ہے نماز کی انتظار مین (۱۷) دارمی نے عبد الرحمان بن
عایش سے حضرت نے فرمایا مینے اپنے پروردگار کو اچھی صورت مین دیکھا اوس نے فرمایا اوپر والے کس بات مین
جھگڑتے ہین مینے کہا تو خوب جانتا ہے پھر اوس نے اپنی ہتیلی میرے دونون مونڈہون کے بیچ مین رکھدی اوسکی ٹھنڈک
میرے دونون چہاتیون کے بیچ مین معلوم ہوئی اُسوقت مین نے جان لیا جو آسمانون اور زمین مین تہا اور
آپنے یہ آیت پڑہی وَکَذٰلِکَ نُرِیْٓ اِبْرٰہِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ اور ترمذی نے ایسا

ف نماز کے بعد مسجد مین ٹہیرنے کی فضیلت

ہی نکالا عبد الرحمان سے اور ابن عباس اور معاذ بن جبل سے اور اسمین یہ زیادہ ہے اے محمد تم جانتے ہو اوپر والے
کس بات مین جھگڑتے ہین مینے کہا ہان کفارون مین اور وہ یہ ہین مسجدون مین ٹہیرنا نماز کے بعد اور جماعت
کے لیے پیدل جانا اور وضو کا پورا کرنا تکلیفون مین (جیسے سردی یا بیماری مین) سو جس نے ایسا کیا وہ زندہ
رہا بہتری کے ساتھہ اور مریگا بہتری کے ساتھہ اور گناہون سے ایسا صاف ہوجاویگا جیسا اوسدن تہا
جسدن ماں کے پیٹ سے نکلا تہا اور فرمایا مالک نے اے محمد جب تو نماز پڑہ لے تو یون کہہ یا اللہ مین تجھہ سے
مانگتا ہون نیکیون کا بجا لانا اور برائیون کو چھوڑنا اور مسکینون کی محبت اور جب تو اپنے بندون پر کوئی
عذاب بھیجنا چاہے تو مجھکو اوس سے پہلے اوٹہا لے اور کہا کہ درجے یہ ہین سلام پکار کر کہنا اور کہانا کہلانا

ف مسجد مین جانے والیکی فضیلت

اور رات کو نماز پڑہنا جب لوگ سوتے ہون (۱۸) ابو داؤد نے ابو امامہ سی حضرت نے فرمایا تین شخصون
کی ضمانت اللہ پر ہے ایک وہ جو نکلا جہاد کے لیے اوسکی راہ مین اللہ اوسکا ضامن ہے اوسکے مرنے تک یا تو

اوسکو جنت میں لیجاویگا یا اوسکو ثواب اور رزق کا مال دیکر گھر میں لوٹا دیگا دوسرا وہ شخص جو مسجد کو جاوے اسپر اللہ اوسکا ضامن ہے تیسرا وہ شخص ہے جو اپنے گھر میں سلام کر کے جاوے اسپر بھی اللہ اوسکا ضامن ہے ابن حبان نے بھی اوسکو نکالا اور اوسمین یہ زیادہ ہے اگر جئیگا تو روزی دیا جاویگا اور اللہ اوسکے لیے کافی ہوگا اور جو مر جاویگا تو اللہ اوسکو جنت میں لیجاویگا (۱۹) امام احمد اور ابو داؤد نے ابو امامہ سے حضرت نے فرمایا جو شخص اپنے گھر سے نکلے وضو اور طہارت کر کے فرض نماز کے لیے اوسکو اتنا ثواب ملیگا جیسے احرام باندہنے والے حاجی کو اور جو شخص چاشت کی نماز کے لیے نکلے اور کوئی کام اوسکو نہ ہو تو اوسکو عمرہ کرنے والے کا ثواب ہے اور جو نماز دوسری نماز کے بعد پڑہی جاوے بیچ میں فضول بات نکرے تو وہ علیین میں لکھی جاویگی (۲۰) ابوہریرہؓ سے روایت ہے حضرتؐ نے فرمایا جب تم جنت کی کیاریون پر گذرو تو چرو لوگون نے کہا اے رسول اللہ جنت کی کیاریان کیا ہیں آپؐ نے فرمایا مسجدین لوگون نے کہا چرنا کیا ہے آپؐ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ نکالا اوسکو ترمذی نے (۲۱) ابو داؤد نے ابوہریرہ سے حضرتؐ نے فرمایا جو شخص مسجد میں کسی کام کے لیے آوے وہی اوسکا حصہ ہے (۲۲) قرہ بن ایاس سے ابو داؤد نے نکالا کہ حضرتؐ نے منع کیا اون دونوں درختون سے یعنی پیاز اور لہسن سے اور فرمایا جو کوئی اوسکو کہاوے وہ ہماری مسجد میں نہ آوے اور فرمایا اگر تم ضرور ہی اونکو کہانے والے ہو تو پکا کر اون کو مار ڈالو (۲۳) ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابن عمرؓ سے ایک یہود کے عالم نے حضرتؐ سے پوچھا کون سا مقام زمین کا بہتر ہے آپ خاموش ہو رہے اور جبرئیل علیہ السلام آئے آپؐ نے اون سے پوچھا اونہون نے کہا جس سے پوچھتے ہو وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا لیکن میں اپنے مالک سے پوچھتا ہون پھر جبرئیل نے کہا اے محمدؐ میں اللہ جل جلالہ سے نزدیک ہوا اتنا کہ ویسا نزدیک کبھی نہیں ہوا تھا حضرتؐ نے فرمایا کیسے اونہون نے کہا میرے اور مالک کے بیچ میں ستر ہزار پردے نور کے تھے تب فرمایا مالک نے کہ سب مقامون میں برے مقام بازارین ہیں اور بہتر مقام مسجدین ہیں (۲۴) امام مالک نے موطا میں کہ حضرت عمرؓ نے مسجد کے کونے میں ایک جگہہ بنادی جسکو بطیحا کہتے تھے اونہون نے کہا جو شخص فضول باتیں کرنا چاہے یا شعر پڑہنا یا آواز بلند کرنا وہ اس جگہہ میں چلا جاوے (۲۵) ابو داؤد نے سائب بن خلادؓ سے ایک شخص نے امامت کی لوگون کی تو تھوکا قبلہ میں اور حضرتؐ دیکھتے تھے آپؐ نے اوسکی قوم سے فرمایا جب وہ نماز سے فارغ ہوا اب یہ نماز نہ پڑہاوے تم لوگون کی پھر اوسنے نماز پڑہانا چاہا تو لوگون نے اوسکو روکا اور جو حضرتؐ نے فرمایا تھا اوسکی خبر دی اوسنے حضرتؐ سے ذکر کیا آپؐ نے فرمایا ہان میں نے منع کیا ہے راوی نے

ف مسجدون کو بازارون پر فضیلت ہے

ف پیاز اور لہسن کہا کر مسجد میں نہ جانا

ف شعر پڑہنے اور فضول باتین مسجد میں کرنے کی ممانعت

کہا میں سمجھتا ہوں آپ نے فرمایا تو نے ایذا دی اللہ اور اوس کے رسول کو (۲۶) امام احمد اور ترمذی نے
معاذ بن جبل سے ایک دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لیے برآمد نہ ہوئے یہانتک کہ
قریب تہا ہم آفتاب کو دیکہیں بعد اوسکے آپ جلدی سے نکلے پہر آپ نے نماز پڑہائی اور ہلکی نماز پڑہی جب سلام
پہیرا تو آواز سے بلایا اور فرمایا اپنی صفوں میں رہو جیسے تم ہو پہر ہماری طرف مڑے اور فرمایا میں تم سے بیان
کرتا ہوں دیر میں نکلنے کی وجہ میں رات کو اوٹہا تو وضو کیا اور نماز پڑہی جو تقدیر میں تہی پہر میں اونگہہ گیا
اپنی نماز میں یہانتک کہ سست ہو گیا کیا دیکہتا ہوں کہ میرا مالک جل جلالہ اچہی صورت میں ہے اوس نے
فرمایا اے محمد میں نے عرض کیا حاضر ہوں تیری خدمت میں اے مالک میرے ارشاد ہوا کیا بحث کرتے ہیں اوپر والے
(یعنی فرشتے) میں نے کہا میں نہیں جانتا تین بار مالک نے یہی ارشاد فرمایا پہر میں نے دیکہا مالک نے اپنی ہتہیلی میرے
دونوں مونڈہوں کے بیچ میں رکہدی یہانتک کہ میں نے اپنے مالک کے پوروں کی ٹہنڈک اپنے دونوں چہاتیوں
کے درمیان پائی اوسوقت ہر چیز میرے اوپر کہل گئی اور میں نے پہچان لی پہر مالک نے فرمایا اے محمد میں نے کہا حاضر
ہوں اے مالک میرے ارشاد ہوا کیا جہگڑتے ہیں اوپر والے میں نے عرض کیا کفاروں میں مالک نے فرمایا وہ
کیا ہیں میں نے کہا پاؤں سے چلکر مسجدوں میں جانا اور مسجدوں میں بیٹہنا نمازوں کے بعد اور تکلیف کی حالتوں
میں وضو کا پورا کرنا پہر مالک نے فرمایا اور کاہے میں جہگڑتے ہیں میں نے عرض کیا درجوں میں ارشاد ہوا وہ
کیا ہیں میں نے کہا کہانا کہلانا نرمی سے بات کرنا نماز پڑہنا جب لوگ سوتے ہوں پہر مالک نے فرمایا مانگ میں نے
عرض کیا یا اللہ میں تجہہ سے چاہتا ہوں بہلائیاں کرنا بری باتیں چہوڑنا مسکینوں کو دوست رکہنا اپنی
مغفرت اور تیری رحمت اور جب تو کسی قوم پر عذاب کرنا چاہے تو مجہکو بے عذاب اوٹہا لے اور میں تجہہ سے مانگتا
ہوں تیری محبت اور جو تجہہ سے محبت کرے اوسکی محبت اور جو عمل مجہکو تیرے نزدیک کرے اوسکی محبت پہر
حضرت نے فرمایا یہ واقعہ سچ ہے اسکو یاد رکہو اور لوگوں کو سکہلاؤ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور
میں نے بخاری سے پوچہا اس حدیث کو اونہوں نے کہا صحیح ہے (۲۷) ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں جاتے تو فرماتے پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی جو عظمت والا ہے اور اوسکی
بزرگی والے منہ کی اور اوسکی پرانی بادشاہت کی مردود شیطان سے آپ نے فرمایا جب مومن ایسا کہے تو شیطان
کہتا ہے سارے دن اوس نے بچاؤ کر لیا اپنا مجہہ سے (۲۸) امام مالک نے عطا بن یسار سے حضرت نے فرمایا الٰہی
میری قبر کو بت مت بنائیو جسکو لوگ پوجیں بڑا غصہ اللہ کا اون لوگوں پر ہے جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو

مسجد بنانا (۲۹) امام احمد اور ترمذی نے معاذ بن جبلؓ سے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مستحب جانتے تھے نماز پڑھنا باغون مین اور بعضون نے کہا دیوار کے پاس تاکہ گذرنے والون کو تکلیف نہ ہو ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور نہین پہچانتے ہم اوسکو مگر حسن بن ابی جعفر کی روایت سے اور ضعیف کیا اوسکو یحییے بن سعید نے (۳۰) ابن ماجہ نے انس بن مالکؓ سے حضرتؐ نے فرمایا مرد کا نماز پڑھنا اپنے گھر مین اوس میں ایک نماز کا ثواب ہے اور اپنے محلے کی مسجد مین پچیس نمازون کا ثواب ہے اور جامع مسجد مین پانسو نمازون کا ثواب ہے اور بیت المقدس کی مسجد مین پچاس ہزار نماز کا ثواب ہے اور میری مسجد مین (یعنے مسجد نبوی مدینہ مین) پچاس ہزار نمازون کا ثواب ہے اور مسجد حرام مین (یعنے کعبہ مین) ایک لاکھ نماز کا ثواب ہے (۳۱) امام مسلم نے جابرؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے مسجد مین نماز ادا کرے تو ایک حصہ نماز کا اپنے گھر کو بھی دیوے کیونکہ اللہ تعالی نماز کی وجہ سے اوسکے گھر مین بہتری کریگا (۳۲) ابوداؤد نے ابوالولید سے جنے ابن عمرؓ سے پوچھا مسجد کی کنکریون کو اونہون نے کہا ایک رات پانی پڑا صبح کو زمین تر تھی تو ایک شخص اپنے کپڑے مین کنکریان لا کر اپنے تلے بچھانے لگا جب حضرتؐ نماز پڑھ چکے تو فرمایا کیا اچھا کیا اوس نے (۳۳) ابوداؤد نے ابوہریرہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا کنکری اللہ کی قسم دیتی ہے اوس شخص کو جو اوسکو مسجد سے باہر نکالتا ہے اسواسطے کہ رہنے دے اوسکو منذری نے کہا اسکا اسناد جید ہے اور دارقطنی نے کہا صحیح اوسکا وقف ہے ابوہریرہ پر اور رفع وہم ہے ابوبدر کا جو راوی ہے اس حدیث کا (۳۴) ابوداؤد نے ابن مسعودؓ سے حضرتؐ نے فرمایا عورت کی نماز اپنے کوٹھری مین افضل ہے حجرے مین نماز پڑھنے سے اور کوٹھری کے اندر چھوٹی کوٹھری مین افضل ہے کوٹھری مین پڑھنے سے (۳۵) ابوداؤد نے ابن عمرؓ سے حضرتؐ نے فرمایا کاش اس دروازے کو ہم عورتون کے لیے چھوڑ دین نافع نے کہا ابن عمر پھر اوس دروازے سے نہ گئے یہانتک کہ مر گئے (۳۶) ابوداؤد نے حضرت عائشہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا پھیر دو ان گھرون کو مسجد کی طرف سے کیونکہ مین درست نہین کرتا مسجد حائضہ اور جنب کے لیے (۳۷) ابوداؤد نے ابن عمرؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے مسجد مین اونگھے تو جہان بیٹھا ہو وہان سے اوٹھکر دوسری جگہہ چلا جاوے (۳۸) ابن خزیمہ نے صحیح مین جابر بن عبد اللہ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جس شخص نے کنوان کھودا پانی کا تو اوس مین سے جس جاندار کلیجے مین پانی جاویگا جن کے یا آدمی کے یا پرند کے اللہ تعالی اوسکا ثواب اوسکو دیگا قیامت کے دن اور جس نے مسجد بنائی قطاجانور کے انڈے دینے کی جگہہ برابر یا اس سے بھی چھوٹی اللہ اوسکے لیے جنت مین گھر بناویگا منذری نے کہا

چڑیا ۱۲

ابن ماجہ نے فقط مسجد کا ذکر کیا اور اسکی سند صحیح ہے اور نکالا اوسکو احمد اور بزار نے ابن عباس سے (۳۹)
امام احمد اور طبرانی نے بشر بن حیان سے کہ واثلہ بن اسقع آئے اور ہم مسجد بنا رہے تھے وہ کھڑے ہوئے
ہمپر اور سلام کیا ہم کو پھر کہا میں نے سنا حضرت سے آپ فرماتے تھے جو کوئی ایسی مسجد بنا وے جسمیں نماز پڑھی
جاوے تو اللہ پاک اوس سے افضل گھر اوسکے لیے جنت میں بنا دیگا (۴۰) طبرانی نے اوسط میں اور بزار
نے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایسا گھر بنا دے جس میں اللہ کی عبادت کیجاوے
حلال مال سے تو اللہ تعالی اوسکے لیے ایک گھر بناویگا جنت میں موتی اور یاقوت کا (۴۱) ابن ماجہ اور
ابن خزیمہ اور بیہقی نے باسناد حسن ابوہریرہؓ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا مومن کو مرنے کے بعد جن چیزوں کا ثواب ہوتا رہتا
ہے اون میں سے ایک علم ہے جسکو وہ سکھلاوے اور پھیلاوے مثلاً شاگردوں کو پڑھاوے کتابیں تالیف کرے
اونکو لکھوا کر یا چھپوا کر مشہور کرے دین کی کتابوں کا دوسری زبانوں میں ترجمہ کرے یا کراوے انکو چھاپے یا
چھپوادے یا شرح یا حاشیہ لکھے دوسری نیک اولاد ہے جسکو وہ چھوڑ جاوے تیسری مصحف ہے جو اوروں کو ترکے میں
آوے اپنے وارثوں کے وہ اوس میں پڑھیں یا اور لوگ پڑھیں چوتھی مسجد ہے جسکو بناوے پانچویں سرا ہے
مسافروں کے لیے جسکو بناوے چھٹی نہر ہے جسکو جاری کرے ساتویں صدقہ ہے جسکو صحت کی حالت میں اور
زندگی میں اپنے مال سے نکالے وہ اوس سے ملجاویگا اوسکے مرنے کے بعد (۴۲) ابو الشیخ اصبہانی نے عبید
بن مرزوق سے ایک عورت تھی مدینہ میں جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی حضرت کو اوسکے مرنے کی خبر نہیں ہوئی آپ
اسکی قبر پر سے گذرے تو فرمایا یہ قبر کیسی ہے لوگوں نے کہا ام محجن کی قبر ہے آپ نے فرمایا ام محجن کی جو مسجد کو جھاڑا
کرتی لوگوں نے عرض کیا جی ہاں پھر لوگوں نے صف باندھی آپ نے اوسپر نماز پڑھی پھر فرمایا صاحب قبر کی
طرف خطاب کر کے تو نے کونسا کام افضل پایا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ عورت سنتی ہے آپ نے
فرمایا تم اس سے زیادہ نہیں سنتے پھر اوس عورت نے حضرت کو جواب دیا کہ میں نے افضل کام مسجد کا جھاڑنا پایا
منذری نے کہا یہ حدیث مرسل ہے (مترجم کہتا ہے اس حدیث سے سماع موتی کا ثبوت ہوتا ہے اور ایسا ہی مضمون صحیح
حدیث میں ہے جو مقتولین بدر کے باب میں آپ نے فرمایا مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ الخ اور محققین اہلحدیث کا یہی
قول ہے گو معتزلہ اور حنفیہ اوسکے خلاف ہیں) (۴۳) طبرانی نے معجم کبیر میں ابو قرصافہ سے کہ حضرت صلعم نے
فرمایا مسجدیں بناؤ اور کوڑا اون میں سے نکالا کرو جو کوئی اللہ کے لیے مسجد بناویگا اللہ اوسکے لیے ایک
گھر بناویگا جنت میں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مسجدیں جو راہ میں ہوتی ہیں آپ نے فرمایا ہاں

اور مسجد مین سے کوڑا نکالنا یہ مہر ہے بڑی آنکھ والی حورون کا (۴۴) ابن ماجہ نے ابو سعید خدری رضی سے حضرت ص
نے فرمایا جو کوئی مسجد سے کوڑا نکالے اللہ اوس کے لیے جنت مین ایک گھر بنا ویگا منذری نے کہا اوسکا اسناد
شاید حسن ہو (۴۵) ابن ماجہ نے واثلہ بن اسقع سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا بچاؤ اپنی مسجدون کو بچون سے اپنے اور
دیوانون سے اپنے اور خریدنے اور بیچنے سے اور جہگڑون سے اور آوازین بلند کرنے سے اور حدین قائم کرنے
سے اور تلوارین سونتنے سے اور مسجدون کے دروازون پر طہارت کے برتن رکھو اور جمعہ کے دن اون مین دہونی دیا
کرو خوشبو کی منذری نے کہا اسحدیث کو طبرانی نے کبیر مین ابو الدرداء اور ابو امامہ اور واثلہ سے نکالا ذکر کیا
اوس کو شوکانی نے موضوعات مین اور سخاوی نے مقاصد مین کہا اسحدیث کے شاہد مین طبرانی اور عقیلی کے
پاس اور ابن عدی کے پاس ابو الدرداء اور ابو امامہ اور واثلہ سے اور معاذ سے اور عبد الرزاق نے اور اسحاق
نے معاذ کی حدیث کو نکالا اور ابن عدی نے ابو ہریرہ سے اور بزار نے ابن مسعود سے نقل کیا اوسکو عبد الحق نے اور کہا
اوسکی اصل نہین ہے (۴۶) طبرانی نے کبیر مین ابن مسعود رض سے اونہون نے سنا ایک شخص مسجد مین گمی ہوئی
چیز کے لیے چلا رہا تھا تو انہون نے اوسکو خاموش کیا اور جھڑکا اور کہا ہم منع کیے گئے اس سے منذری نے
کہا یہ روایت منقطع ہے ابن سیرین نے ابن مسعود سے نہین سُنا (۴۷) امام احمد نے باسناد حسن ابو سعید کے
مولی سے اونہون نے کہا مین ابو سعید کے ساتھ تھا وہ حضرت ص کے ساتھ تھے اتنے مین ہم مسجد مین گئے ایک شخص کو
دیکھا مسجد کے بیچ مین گوٹ مار کر بیٹھا ہے ایک ہاتھ کی انگلیون کو دوسرے ہاتھ کی اونگلیون مین ڈالے ہوئے
آنحضرت ص نے اوسکی طرف اشارہ کیا وہ آپکے اشارے کو نہ سمجھا آپ نے ابو سعید کی طرف دیکھا اور فرمایا جب
کوئی تم مین سے مسجد مین ہووے تو اونگلیان اونگلیون مین نہ ڈالے کیونکہ یہ شیطان کی طرف سے ہے اور تم مین
سے ایک نماز ہی مین ہے جبتک مسجد مین رہیگا یہانتک کہ مسجد سے نکلے (۴۸) ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین
اور حاکم نے ابو ہریرہ رض سے کہ حضرت ص نے فرمایا جب کوئی تم مین سے وضو کرے اپنے گھر مین پھر مسجد مین آوے تو وہ
نماز ہی مین ہے جبتک لوٹے تو ایسا نکرے اور آپنے اونگلیون کو انگلیون مین ڈالا حاکم نے کہا صحیح ہے
بخاری اور مسلم کی شرط پر اور منذری نے کہا حاکم کے صحیح کہنے پر اعتراض ہے (۴۹) احمد اور ابوداؤد
نے باسناد جید کعب بن عجرہ سے اونہون نے کہا مینے سُنا حضرت ص سے آپ فرماتے تھے جب کوئی تم مین سے وضو کرکے
پھر نماز کے قصد سے نکلے تو وہ انگلیون کو اونگلیون مین نہ ڈالے یعنے تشبیک نہ کرے اسلیے کہ وہ نماز مین
ہے اسکی اسناد مین سعید مقبری ہے ایک شخص سے اوسکا نام مجہول ہے اور ابن ماجہ کی روایت مین سعید نے

کب سے روایت کی ہے اس شخص کا واسطہ نہیں اور امام احمد کی ایک روایت میں ہے حضرت مسجد میں تشریف لائے
اور میں نے تشبیک کی تہی اونگلیوں میں آپنے فرمایا اے کعب جب تو مسجد میں ہو تو مت تشبیک کر اپنی انگلیوں
میں کیونکہ تو نماز میں ہے جب تک نماز کا انتظار کرے اور ابن حبان نے صحیح میں ایسی ہی روایت کی (۵۰) ابن
ماجہ نے ابن عمر رضہ سے حضرت نے فرمایا چند باتیں ہیں جو مسجد میں نہ کرنا چاہییں ایک تو مسجد کو رستہ نکرنا دوسرے اوس
میں ہتیار نہ کہینچنا تیسرے کمان کے چلّے کو نہ کہینچنا اور چہوڑنا کہ اوسمیں سے آواز نکلے جو تہے تیر نہ پہیلانا پانچویں
کچا گوشت لیکر اوس میں سے نہ گذرنا چہٹی اوسکے اندر حد نہ مارنا ساتویں اوسکے اندر کسی سے قصاص نہ لینا آٹھویں
اوسکو بازار نہ بنانا اور نکالا اوسکو طبرانی نے اوس میں ہے مسجدوں کو رستے مت بناؤ مگر ذکر الٰہی کے لیے
یا نماز کے لیے اور طبرانی کے اسناد میں کوئی برائی نہیں (۵۱) ابن حبان نے صحیح میں عبد اللہ بن مسعود
سے حضرت نے فرمایا اخیر زمانہ میں کچہ ایسے لوگ پیدا ہونگے جو مسجد میں اپنی باتیں کرینگے اللہ تعالیٰ کو اونکی احتیاج
نہیں (۵۲) امام احمد اور ابو یعلے اور طبرانی نے کبیر میں اور اوسط میں اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے
اپنی صحیح میں عقبہ بن عامر رضہ سے حضرت نے فرمایا جب انسان طہارت کرے پہر مسجد میں آوے نماز کا انتظار کرے تو اوسکے
لکہنے والے ہر قدم پر مسجد تک اوس کے لیے دس نیکیاں لکہتے ہیں اور جو شخص بیٹہا ہوا نماز کا انتظار کرتا ہو وہ
مثل عبادت کرنیوالے کے ہے اور وہ نمازیوں میں لکہا جاویگا جس وقت سے اپنے گہر سے نکلے لوٹنے کے وقت
تک (۵۳) امام احمد نے باسناد حسن اور طبرانی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں عبد اللہ بن عمر رضہ سے
حضرت نے فرمایا جو جماعت کی مسجد کو جاوے تو اوسکا ہر قدم ایک گناہ میٹے گا اور دوسرا قدم ایک نیکی لکہے گا آتے
اور جاتے ہوئے (۵۴) ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ابن عباس رضہ سے کہ حضرت نے فرمایا انسان کے ہر عضو پر جسکا
نام ایک ہے یا ہر جوڑ پر یا ہر ہڈی پر ہر دن ایک صدقہ ہے ایک شخص بولا لوگوں میں سے یہ بہت سخت حکم ہے جو آپ لائے
ہماری اوپر آپنے فرمایا اچہی بات کا حکم کرنا بری بات سے منع کرنا نماز ہے ضعیف ناتوان کا بار اوٹہانا نماز ہے
راہ سے کچہرا سر کا دینا نماز ہے جو قدم تو نماز کے لیے رکہے وہ نماز ہے (۵۵) ابن خزیمہ نے حضرت عثمان رضہ سے
میں نے حضرت سے سنا آپ فرماتے تہے جو شخص پورا وضو کرے پہر فرض نماز کے لیے چلے اور امام کے ساتہ اوسکو
ادا کرے تو اوسکا گناہ بخشدیا جاویگا (۵۶) ابو داؤد نے سعید بن مسیب سے ایک انصاری مرنے لگا اوس نے
کہا میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اور نہیں بیان کرتا اوسکو مگر خدا کے واسطے ثواب کی نیت سے میں نے
سنا حضرت سے فرماتے تہے جب کوئی تم میں سے وضو کرے اچہی طرح پہر نماز کے لیے نکلے تو داہنا قدم نہ اوٹہاویگا

کہ اللہ تعالیٰ اسکے لیے نیکی لکھیگا اور بایان قدم نہ اوٹھاویگا کہ اللہ تعالیٰ ایک برائی اسکی محو کریگا اب چاہیے مسجد دور رہے یا نزدیک پھر اگر مسجد مین آیا اور جماعت سے نماز پڑھی تو وہ بخشدیا جاویگا پھر اگر مسجد مین آوے اور لوگ تھوڑی نماز پڑہ چکے ہون تھوڑی باقی ہو تو جتنی پاوے وہ پڑھے اور جو رہ گئی ہو اوسکو پورا کرے پھر اگر مسجد مین آوے اور لوگ نماز پڑہ چکے ہون اور نماز پورا کرے تو بھی یہی ثواب پائیگا (۵۷) ترمذی نے ابن عباس رضی سے حضرت صلعم نے فرمایا رات کو ایک آنیوالا میرے مالک کے پاس سے مجھ پاس آیا پھر بیان کیا حدیث کو یہانتک کہا اے محمد تم جانتے ہو اوپر والے کاہے مین جھگڑتے ہین مینے کہا ہان درجون مین اور کفارون مین اور جماعت کے لیے قدم اوٹھانے مین اور وضو پورا کرنے مین ٹھنڈی اور سرد فجرون مین اور نماز کا انتظار کرنے مین ایک نماز کے بعد اور جو کوئی محافظت کریگا نماز و نپر وہ بہتری کے ساتھ زندہ رہیگا اور مریگا بہتری کے ساتھ اور اپنے گناہون سے ایسا صاف ہوگا جیسے اوس دن تھا جسدن مان کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا (۵۸) ابن خزیمہ نے صحیح مین ابو ہریرہ رضی سے حضرت صلعم نے فرمایا کوئی تم مین سے اچھی طرح وضو نہین کرتا اوسکو پورا کرکے پھر مسجد مین آتا ہے صرف نماز کی نیت سے مگر اللہ تعالیٰ اوس سے ایسا خوش ہوتا ہے جیسے غائب شخص کے گھر والے اوسکے نظر آنے سے خوش ہوتے ہین (۵۹)

ابن ماجہ نے ابن عباس رضی سے کہ انصار کے گھر مسجد سے دور تھے اونہون نے نزدیک رہنا چاہا تب آیت اوتری وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ پھر وہ لوگ اپنے گھرون مین رہے (۶۰) امام احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور حاکم نے اور کہا صحیح ہے ابو ہریرہ رضی سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جتنا مسجد سے دور زیادہ ہو اوتنا ہی زیادہ ثواب ہے (۶۱) طبرانی نے کبیر مین مرفوعًا اور موقوفًا زید بن ثابت سے اونہون نے کہا مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا نماز کے لیے آپ چھوٹے چھوٹے قدم رکھ رہے تھے آپ نے فرمایا تم جانتے ہو مین چھوٹے چھوٹے قدم کیون رکھتا ہون مینے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا بندہ ہمیشہ نماز مین رہتا ہے جبتک نماز کی طلب مین ہو ایک روایت مین یون ہے مینے چھوٹے چھوٹے قدم اسلیے رکھے کہ قدم زیادہ ہون نماز کی طلب مین (۶۲) امام مسلم اور ابن ماجہ نے ابی بن کعب رضی سے اونہون نے کہا انصار مین ایک شخص تھا مین نہین جانتا کہ مسجد سے دور اوس سے زیادہ کسی کا مکان ہو اوسکی کوئی نماز (جماعت) ناغہ نہین ہوتی لوگون نے اوس سے کہا کاش تو ایک گدھا خرید لے اوسپر سوار ہوا کرے اندھیری اور جلتی زمین مین وہ بولا مین اس سے خوش نہین کہ میرا مکان مسجد کے پڑوس مین ہو مین چاہتا ہون کہ مجھے مسجد تک پیدل چلنے اور وہان سے اپنے گھر کو لوٹنے کا ثواب ملے تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے تجھے یہ سب دیا ایک روایت مین یون ہے

مجھے اوس پر درد ہوا مین نے کہا اے فلانی کاش تو ایک گدہا خرید لے جو تجھ کو بچا دے جلتی زمین سے اور زمین کے
کیڑون سے وہ بولا قسم خدا کی مجھے یہ پسند نہین کہ میرا گہر حضرت کے گہر سے ملا ہوا ہو یہ بات اوسکی مجھکو گران گذری
یہانتک کہ مین حضرت صلعم کے پاس آیا آپ سے بیان کیا آپ نے اوسکو بلا بھیجا اوس نے پہر یہی بات کہی اور کہا کہ مجھے
اُمید ہے قدمون کا ثواب ملنے کی آپ نے فرمایا تجھے ملیگا جو تو اللہ کے واسطے کرے (۶۳) ابو ہریرہ کی حدیث الا
ادلکم علی ما یمحو اللہ بہ الخطایا کتاب الوضو مین گذر چکی اوس مین یہ ہے وکثرۃ الخطا الی المساجد یعنے بہت
قدم اوٹھانا مسجدون کیطرف رباط مین داخل ہے (۶۴) ابو یعلے اور بزار نے باسناد صحیح حضرت علی سے
حضرت نے فرمایا وضو کا پورا کرنا سختیون مین اور قدمون کا چلنا مسجدون کیطرف اور نماز کا انتظار کرنا ایک
نماز کے بعد گناہون کو دہو ڈالتے ہین (۶۵) طبرانی نے اوسط مین باسناد حسن حضرت سے حضرت نے فرمایا اللہ تعالے
روشنی دیگا قیامت کے دن چمکتے نور سے اون لوگون کو جو اندہیری مین مسجدون کیطرف نکلتے ہین (۶۶)
طبرانی نے کبیر مین باسناد حسن ابو الدردا سے حضرت نے فرمایا جو کوئی رات کو اندہیرے مین مسجد کو پیدل جاوے وہ اللہ
تعالی سے ملیگا قیامت کے دن نور کے ساتھ ابن حبان نے صحیح مین اوسکو نکالا اوس مین یہ ہے جو کوئی رات
کے اندہیرے مین مسجدون کو پیدل چلے اللہ تعالی قیامت کے دن اوسکو نور عطا فرماویگا (۶۷) طبرانی نے
کبیر مین ابو امامہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ راتون کو مسجدون کیطرف جاتے ہین اندہیرون
مین انکو خوشخبری دے قیامت کے دن نور کے منبرون کی لوگ گہبراوینگے اور وہ نہ گہبراوینگے۔ منذری نے کہا
اسکی اسناد پر اعتراض ہے (۶۸) ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور حاکم نے سہل بن سعد سے حضرت نے فرمایا جو
لوگ اندہیرون مین مسجدون کو جاتے ہین پیدل انکو خوشخبری دی جاوے پوری روشنی کی قیامت کے دن
حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر منذری نے کہا یہ حدیث ابن عباس اور ابن عمر اور
ابو سعید خدری اور زید بن حارثہ اور عائشہ وغیرہم سے مروی ہے (۶۹) ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے
حضرت نے فرمایا مسجدون کی طرف پیدل جانیوالے اندہیرون مین وہ غوطہ مارنیوالے ہین اللہ کی رحمت مین
اوسکی اسناد مین اسماعیل بن رافع ہے لوگون نے اوس مین کلام کیا ہے اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا
کہ وہ ثقہ ہے مقارب الحدیث (۷۰) طبرانی نے کبیر مین دو اسنادون سے اون مین سے ایک جید ہے سلمان سے
ہے کہ حضرت نے فرمایا جو کوئی اپنے گہر مین اچھی طرح وضو کرے پہر مسجد کو آوے تو وہ اللہ پاک کی زیارت کو آیا
اور جسکی زیارت کو کوئی جاوے تو اوسپر حق ہے زیارت کرنے والے کی عزت کرنا اور لڑکا لالا اوسکو بہیجتے

سو فوقاً باسناد صحیح (۷۱) ابن ماجہ نے ابو سعید خدری سے حضرتؐ نے فرمایا جو کوئی اپنے گھر سے نماز کو نکلے اور یہ کہے
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِحَقِّ السَّآئِلِیْنَ عَلَیْکَ وَبِحَقِّ مَمْشَایَ ھٰذَا فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَّلَا بَطَرًا وَّلَا رِیَآءً وَّلَا سُمْعَۃً وَّخَرَجْتُ اتِّقَآءَ سَخَطِکَ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِکَ فَاَسْاَلُکَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ تو اللہ تعالیٰ
اسکی طرف متوجہ ہوگا اپنا منہ سامنے کرکے اور ستر ہزار فرشتے اوسکے لیے استغفار کرینگے (۷۲) امام احمد اور بزار
اور ابو یعلیٰ اور حاکم نے اور کہا صحیح الاسناد ہے جبیر بن مطعمؓ سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کون سا شہر اللہ کو
بہت پسند ہے اور کون سا ناپسند ہے آپنے فرمایا مین نہین جانتا ہیانتک کہ پوچھون جبرئیل علیہ السلام سے پھر جبرئیل
آپکے پاس آئے اور آپسے بیان کیا کہ بہت پسند مقامون مین اللہ کو مسجدین ہین اور بہت ناپسند مقامون مین
اللہ کو بازارین ہین (۷۳) طبرانی نے کبیر مین اور ابن حبان نے صحیح مین عبد اللہ بن عمرؓ سے ایک شخص نے
آنحضرتؐ سے پوچھا مقامون مین کونسا مقام بہتر ہے اور کونسا برا ہے آپنے فرمایا مین نہین جانتا ہیانتک کہ پوچھون
جبرئیل علیہ السلام سے پھر آپنے اون سے پوچھا اونہون نے کہا مین نہین جانتا ہیانتک کہ پوچھون میکائیل علیہ
السلام سے پھر حضرت جبرئیل آئے اور کہا کہ بہتر مقامون مین مسجدین ہین اور برے مقامون مین بازارین ہین
(۷۴) طبرانی نے اوسط مین انس بن مالکؓ سے حضرتؐ نے فرمایا حضرت جبرئیل سے کونسا مقام بہتر ہے انہون
نے کہا مین نہین جانتا آپنے فرمایا پوچھو اوسکو اپنے مالک عزت اور بزرگی والے سے یہ سنکر حضرت جبرئیلؑ
رو دیے اور کہنے لگے اے محمدؐ کیا ہم اللہ جل جلالہ سے پوچھنے کے لائق ہین وہ جو چاہتا ہے ہمکو بتلاتا ہے پھر وہ
آسمان پر چڑھے ہے بعد اوسکے حضرتؐ پاس لوٹکر آئے اور کہا بہتر مقامون مین اللہ کے گھر ہین زمین مین آپنے
فرمایا برے مقامون مین کون ہین پھر وہ آسمان پر چڑھے ہے بعد اوسکے آئے آپ پاس اور کہا برے مقامون مین
بازارین ہین (۷۵) ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے اور کہا صحیح ہے
بخاری اور مسلم کی شرط پر ابو ہریرہؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جس شخص نے مسجد کو اپنا ٹھکانا بنایا نماز اور ذکر الٰہی کے
لیے تو اللہ تعالیٰ اوس سے ایسا خوش ہوگا جیسے کوئی شخص غائب کے آنے سے اوسکے گھر والے خوش ہوتے ہین ابن
خزیمہ کی روایت مین یون ہے کوئی شخص ایسا نہین جس نے مسجد کو ٹھکانا بنا لیا ہو پھر وہ کسی بیماری یا ضرورت کیوجہ
سے نہ آسکے بعد اوسکے آوے تو اللہ تعالیٰ ایسا خوش ہوتا ہے اوس سے جیسے غائب شخص کے گھر والے اوس کے آنے
سے (۷۶) طبرانی نے کبیر مین اور بزار نے عبد اللہ بن عمروؓ سے حضرتؐ نے فرمایا مومن کی چھ مجلسین ہین جب تک
اون مین ہے تو اللہ تعالیٰ اوسکا ضامن ہے ایک نماز جماعت کی مسجد مین دوسرے بیمار کے پاس تیسرے جنازے مین

جوتھی اپنے گھر مین پانچوین عادل حاکم کے پاس جسکی تعظیم اور تکریم کرتا ہے چھٹی جہاد مین لڑائی منذری نے کہا اِ
کا اسناد قوی نہین لیکن معاذ سے باسناد صحیح مروی ہے اسکا بیان جہاد مین آویگا (۷۷) طبرانی نے
اوسط مین انس بن مالکؓ سے حضرتؐ نے فرمایا اللہ کے گھرون کو آباد رکھنے والے وہی اللہ والے ہین (یعنے
اولیاء اللہ) (۷۸) طبرانی نے اوسط مین ابو سعید خدری سے حضرتؐ نے فرمایا جو مسجد سے الفت رکھے اللہ
تعالی اوس سے الفت رکھیگا (۷۹) امام احمد نے معاذ بن جبلؓ سے حضرتؐ نے فرمایا شیطان بھیڑیا ہے
آدمی کا اور بھیڑیے کا قاعدہ ہے کہ ریوڑ سے ذرا علیحدہ بکری کو لیجاتا ہے تو تم بچو پھوٹ سے اور لازم کرلو اپنے
اوپر جماعت کو اور عامہ خلائق کے ساتھ رہو اور مسجد کو لازم کرلو (۸۰) امام احمد نے ابو ہریرہؓ سے فرمایا
حضرتؐ نے مسجد کے کچھ لوگ اوتاد ہوتے ہین فرشتے اونکے ساتھ بیٹھنے والے ہین اگر وہ غائب ہون تو فرشتے
انکو ڈھونڈھتے ہین اور جو بیمار ہون تو فرشتے انکی عیادت کو جاتے ہین اور جو وہ کسی کام مین ہون تو فرشتے
انکی مدد کرتے ہین پھر فرمایا مسجد مین بیٹھنے والے تین مین سے کوئی فائدہ کماتا ہے یا تو ایک بھائی ملتا ہے یا حکمت
کی بات معلوم ہوتی ہے یا رحمت جسکا انتظار ہے وہ ملتی ہے اسکے اسناد مین ابن لہیعہ ہے اور حاکم نے اوسکو عبد اللہ
بن سلام سے نکالا اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر (۸۱) طبرانی نے کبیر اور اوسط مین اور بزار
نے باسناد حسن ابو الدرداءؓ سے مین نے سنا حضرتؐ سے آپ فرماتے تھے مسجد گھر ہے ہر پرہیزگار کا اور جو مسجد کو گھر بناوے
اللہ اوسکا ضامن ہے اوسپر مہربانی اور رحمت کا اور پلصراط سے گذار دینے کا اور اپنی رضامندی وغیرہ کا جنت مین
داخل ہونے تک (۸۲) مسلم نے جابرؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جو کوئی پیاز یا لہسن یا گندنا کھاوے وہ ہماری مسجد کے
نزدیک نہ آوے کیونکہ فرشتون کو ایذا ہوتی ہے اوس سے جس سے آدمیون کو ایذا ہوتی ہے ایک روایت مین ہے
منع کیا حضرتؐ نے پیاز اور گندنا کھانے سے پھر ہم کو حاجت غالب ہوئی تو ہمنے کہایا انکو آپنے فرمایا جو کوئی
اس خبیث درخت مین سے کھاوے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ ہو اسلیے کہ فرشتون کو ایذا ہوتی ہے اوس چیز سے
جس سے آدمی کو ایذا ہوتی ہے اور نکالا اوسکو طبرانی نے اوسط اور صغیر مین اوس مین یہ ہے کہ جو شخص ان
سبزیون مین سے کھاوے یعنے لہسن اور پیاز اور گندنا اور مولی مین سے وہ ہماری مسجد کے نزدیک نہ ہو
اسلیے کہ فرشتون کو تکلیف ہوتی ہے اون چیزون سے جن سے آدمیون کو تکلیف ہوتی ہے منذری نے کہا
سب راوی ثقہ ہین مگر یحیی بن راشد بصری (۸۳) ابن خزیمہ نے صحیح مین ابو سعید خدریؓ سے حضرتؐ
کے پاس ذکر آیا لہسن اور پیاز اور گندنا کا اور کہا گیا یا رسول اللہ ان سب مین لہسن زیادہ سخت ہے کیا آپ

اوسکو حرام فرماتے ہین آپ نے فرمایا کہاؤ اوسکو لیکن جو کہاوے وہ مسجد کے پاس نہ آوے جبتک اسکی بو اوسکے مونہہ میں سے نہ جاوے (۸۴) مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عمرؓ سے اونہون نے خطبہ پڑہا جمعہ کے دن اور خطبہ مین فرمایا ای لوگو تم دو درختون مین سے کہاتے ہو مین تو انکو خبیث سمجہتا ہون پیاز اور لہسن اور مین نے دیکہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص مین انکی بو پاتے تو حکم کرتے وہ بقیع کی طرف نکالدیا جاتا پہر جو کوئی اون کو کہاوے تو پکا کر اونکو مار ڈالے (یعنے انکی بو کہو دے) (۸۵) مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جو کوئی اس درخت مین سے لہسن کہاوے وہ ہم کو ہماری مسجد مین ایذا نہ دے (۸۶) طبرانی نے باسناد حسن ابو ثعلبہ سے اونہون نے جہاد کیا حضرتؐ کے ساتھ خیبر کا وہان ایک ڈیرے مین پیاز اور لہسن پایے تو لوگون نے انکو کہالیا وہ بہوکے تہے جب مسجد مین گئے تو ساری مسجد مین پیاز اور لہسن کی بو ہوگئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس خبیث درخت مین سے کہاوے وہ ہمارے نزدیک نہ ہو منذری نے کہا مسلم نے اوسکو ابو سعید سے نکالا اوس مین پیاز کا ذکر نہین ہے (۸۷) ابن خزیمہ نے صحیح مین حذیفہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جس نے قبلہ کیطرف تہوکا وہ قیامت کے دن آویگا اوسکا تہوک دونو آنکہون کے بیچ مین ہوگا اور جو شخص اس خبیث درخت مین سے کہاوے وہ ہماری مسجد کے نزدیک نہ آوے تین بار یہ ارشاد فرمایا (۸۸) امام احمد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے ام حمید سے جو بی بی تہین ابو حمید ساعدی کی وہ حضرتؐ کے پاس آئین اور عرض کیا یا رسول اللہ مین چاہتی ہون آپکے ساتھ نماز پڑہنا آپ نے فرمایا مین جانتا ہون کہ تو میرے ساتھ نماز پڑہنا چاہتی ہے لیکن تیری نماز تیری کوٹہری مین بہتر ہے تیری نماز سے تیرے حجرے مین اور حجرے مین بہتر ہے گہر سے اور گہر مین بہتر ہے محلہ کی مسجد سے اور محلہ کی مسجد مین بہتر ہے میری مسجد سے پہر اونہون نے حکم کیا تو اون کے لیے ایک مسجد بنائی گئی اونکی کوٹہری کے اخیر مین اندہیری جگہہ مین وہ وہین نماز پڑہتی تہین یہانتک کہ اللہ تعالی سے ملگئین ابن خزیمہ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد نبوی مین جو ایک نماز کا ثواب ہزار نمازون سے زیادہ ہے یہ حکم مردون کے لیے ہے نہ عورتون کے لیے (۸۹) امام احمد اور طبرانی نے کبیر مین ام سلمہؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا بہتر مسجدین عورتون کی انکے گہرون کے قعر ہین اسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہے حاکم نے اوسکو دوسرے طریق سے نکالا اور کہا صحیح الاسناد ہے (۹۰) طبرانی نے اوسط مین ام سلمہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا عورت کی نماز اوسکی کوٹہری مین بہتر ہے حجرے مین نماز پڑہنے سے اور حجرے مین بہتر ہے گہر مین پڑہنے سے اور گہر مین بہتر ہے گہر کے باہر پڑہنے سے منذری نے کہا اوسکا اسناد جید ہے (۹۱) ابوداؤد نے ابن عمرؓ سے حضرتؐ نے فرمایا مت

منع کرو اپنی عورتون کو مسجدون مین جانے سی اور گہر اونکے لیے بہتر ہین اور اونکے لیے دوسری روایت مین یون ہی مت منع کرو اللہ کی لونڈیون کو اللہ کی مسجدون سی عبداللہ کے بیٹے نے کہا ہم تو منع کرینگے عبداللہ یہ سنکر غصہ ہوئے اور پہر تمام عمر اوس سے بات نہ کی (۹۲) طبرانی نے اوسط مین ابن عمرؓ سے آپنے فرمایا عورت عورت ہی (یعنے ستر) اور وہ جب باہر نکلتی ہے تو شیطان اوسکو تکتا ہے اور وہ کہین اللہ سی اتنی قریب نہین ہوتی جتنی اپنے گہر مین ہوتی ہے ترمذی کی روایت مین ابن مسعودؓ سی یون ہی عورت عورت ہے جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اوسکو تکتا ہی ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہی اور نکالا اوس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اوس مین اتنا زیادہ ہی کہ وہ اپنے رب سے زیادہ قریب اپنی گہر کے قعر مین ہوتی ہے (۹۳) طبرانی نے کبیر مین ابن مسعودؓ سے اونہون نے کہا کسی عورت نی اللہ کے نزدیک زیادہ پسند نماز نہین پڑہی اوس نماز سی جو اوسکی زیادہ اندہیرے گہر مین پڑہی جاوی اور نکالا اوسکو ابن خزیمہ نے مرفوعًا کہ بہتر نماز عورت کی اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اوسکی بہت اندہیری جگہہ مین ہو اوسکے مکان مین سی اور طبرانی کی ایک روایت مین ہی کہ عورتین عورت (ستر) ہین اور عورت گہر سے نکلتی ہے اوس مین کوئی برائی نہین ہوتی پہر شیطان اوسکو تکتا ہے اور اوس سے کہتا ہے تو جس کے پاس سے گذرتی ہی وہ تجہہ کو پسند کرتا ہے اور عورت اپنے کپڑے پہنتی ہے اوس سے کہا جاتا ہے کہان جاتی ہے وہ کہتی ہے ایک بیمار کو پوچہنے کو یا جنازے کی نماز مین شریک ہونیکو یا مسجد مین نماز پڑہنے کو حالانکہ عورت کی عبادت کوئی اسکی مثل نہین ہے جو اپنے گہر مین کرے منذری نے کہا اسکا اسناد حسن ہے (۹۴) ابن حبان نے حضرت عائشہؓ سی حضرتؐ نے فرمایا جسکے پڑوس مین مسجد ہو اوسکی نماز نہین (یعنے جائز نہین) مگر مسجد مین اوسکی اسناد مین عمر بن راشد ہی ابن حبان نے کہا اسکا ذکر درست نہین مگر قدح کے ساتہہ سیوطی نے کہا عمر بن راشد کو ثقہ کہا عجلی وغیرہ نے اور روایت کیا اوس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور یہ حدیث کئی اور طریق مین جابر اور ابوہریرہ اور علی سے اور نکالا اوسکو حاکم نے ابوہریرہؓ سے دارقطنی نے جابرؓ سے نکالا مرفوعًا کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز نہین مگر مسجد مین اور ابوہریرہ سی ایسا ہی بیہقی نے معرفہ مین کہا اوسکا اسناد ضعیف ہے اور عبدالرزاق نے مصنف مین ثوری سے نکالا اونہون نے ابن حبان سی اونہون نے اپنے باپ سے اُنہون نے حضرت علیؓ سی اونہون نے کہا مسجد کے ہمسایہ کی نماز نہین ہے مگر مسجد مین ثوری نے کہا حضرت علیؓ سے پوچہا گیا مسجد کے ہمسایہ کون ہی اونہون نے کہا جو اذان کی آواز سنے اور بیہقی نے کتاب المعرفہ مین شافعی کے طریق سے نکالا ابن حیان تیمی سے اُنہون نے اپنے باپ سے اونہون نے حضرت علی سے یہی مضمون اُس مین ہے

ہے ہمسایہ مسجد کا وہ ہی جسکو موذن اذان سناوے پھر نکالا دوسرے طریق سے بھی ایسا ہی انتہی شوکانی نے کہا صغانی نے کہا یہ حدیث موضوع ہے اور فیروز آبادی نے مختصر مین کہا ضعیف ہے اور سخاوی نے مقاصد مین کہا اوسکی سندین ضعیف ہین اور کوئی اسناد ثابت نہین البتہ حضرت علی کے قول سے صحیح ہے (مترجم کہتا ہی حضرت علی کا قول بہی اس قسم کے احکام مین مثل حدیث مرفوع کے ہے) اور سخاوی نے مقاصد مین کہا کہ روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی اور حاکم اور طبرانی اور دیلمی نے ابوہریرہ سے اور دارقطنی نے جابر سے اور علی سے اور ابن حبان نے ضعفا مین حضرت عائشہ سے اور اسکی سندین ضعیف ہین اور ہمارے شیخ نے جو کہا اوسکا اسناد ثابت ہی صحیح نہین گو یہ حدیث لوگون مین مشہور ہے اور ابن حزم نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے اور شافعی اور ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے سنن مین اوسکو موقوف نکالا حضرت علی پر (۹۵) طبرانی نے حضرت عائشہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو جگہہ قریب ہوتی گہر مین وہین نماز پڑہ لیتے مین نے کہا یا رسول اللہ آپ کبہی ایسی جگہہ مین نماز پڑہتے ہین جہان حائضہ گذرتی ہے کاش آپ ایک مسجد بنا لیجیے (گہر مین) وہین نماز پڑہا کیجیے آپ نے فرمایا تعجب ہے تجہہ سے ای عائشہ مومن کا سجدہ اُس مقام کو پاک کر دیتا ہے سات زمینون تک طبرانی نے کہا متفرد ہوا اس حدیث کے ساتہہ لیث اور سعید نے حضرت عائشہ سے سوا اس حدیث کے اور کوئی حدیث روایت نہین کی شوکانی نے کہا طبرانی نے اس حدیث کو ضعیف کیا سیوطی نے کہا ابن عدی نے ہشام بن عروہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے حضرت عائشہ سے یہ نکالا کہ آپ اُس جگہہ مین نماز پڑہتے جہان امام حسن اور امام حسین علیہما السلام پیشاب کر دیتے مین نے کہا کیا ہم آپکے لیے حجرے مین ایک جگہہ خاص نہ کر دین جو اس جگہہ سے زیادہ پاکیزہ ہو آپ نے فرمایا ای حمیرا تو نہین جانتی بندہ جب اللہ کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اوسکے سجدے کے مقام کو سات زمینون تک پاک کر دیتا ہے متفرد ہوا اس روایت کے ساتہہ بزیع بن الخلیل اور وہ متروک ہے ابن حبان نے کہا ثقات سے موضوعات روایت کرتا ہے (۹۶) یہ حدیث کہ جو کوئی مسجد مین دنیا کی بات کرے اوسکی عمل حبط ہو جاوینگے صغانی نے کہا موضوع ہے اسیطرح یہ حدیث کہ قیامت کے دن ساری زمینین فنا ہو جاوینگی مگر مسجدین سب ملکر ایک ہو جاوینگی موضوع ہے اوسکو نکالا ابن عدی نے اور اوسکی اسناد مین اصرم بن حوشب کذاب ہے اسیطرح یہ حدیث کہ مسجد مین بات کرنا نیکیون کو کہاتا ہے جیسے جانور گہاس کہاتا ہے اسکا پتہ نہین ملتا اسیطرح یہ حدیث کہ مسجد بلغم تہوکنے سے سمٹ جاتی ہے اسکا بہی پتہ نہین ملتا اسیطرح یہ حدیث کہ ہر رات کو ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے ای قبر والو تم کن سے رشک کرتے ہو وہ کہتے ہین مسجد والون سے اسکا

بھی پتہ نہین ملتا اسیطرح یہ حدیث کہ جب تم مسجدون کو آراستہ کروگے اور قرآن شریف پر زیور چڑہاؤگے تو
وبال تمہارے اوپر ہوگا اسکا رفع صحیح نہین ہے اسیطرح یہ حدیث کہ جب حضرت صلعم نے مدینہ کی مسجد بنانا چاہی تو حضرت
جبرئیل آئے اور کہا اسکو سات ہاتھ لنبی بناؤ یعنے اونچی آسمان کی طرف اور نہ آراستہ کرو نہ نقش اسکا بھی
پتہ نہین ملتا اسیطرح یہ حدیث کہ مسجدون کو اپنے بچون سے بچاؤ سخاوی نے کہا مقاصد مین ضعیف ہے البتہ
اسکے شاہد کئی ہین وہ بھی ضعف سے خالی نہین ہین اسیطرح یہ حدیث کہ اللہ تعالی کا غضب اپنے بندون پر یہ ہے کہ مسجدون
مین لوگون پر بچون کو مسلط کرے انکو منع کرین وہ نہ مانین اسکی اسناد مین ایک متروک ہے اسیطرح یہ حدیث کہ
جو کوئی مسجد مین چراغ لگادے تو فرشتے اور عرش اوٹھانے والے اسکے لیے استغفار کرینگے جب تک مسجد مین اس
چراغ کی روشنی رہیگی مقاصد مین کہا کہ اسکی سند ضعیف ہے اسی طرح یہ حدیث کہ جو کوئی مسجد مین قندیل لٹکادے
اوسپر ستر ہزار فرشتے درود بہیجین گے یہانتک کہ وہ قندیل بجھ جاوے اور جو مسجد مین بوریا بچہاوے اوسکے لیے
ستر ہزار فرشتے دعا کرینگے یہانتک کہ وہ بوریا پہٹ جاوے موضوع ہے اسکی اسناد مین عمر بن صبیح کذاب ہے اسی
طرح یہ حدیث کہ جو کوئی پورا وضو کرے پہر اپنے گہر سے نکلے مسجد جانے کی نیت سے اور کہے بسم اللہ الذی خلقنی فہو یہدین
تو اللہ اسکو دیگا جو کچہ اس آیت مین مذکور ہے صحیح نہین ہے اوسکے اسناد مین سلم بن سالم ہے وہ کچہ نہین اسیطرح
یہ حدیث جب بندہ مسجد مین تہوکنے کا ارادہ کرتا ہے تو مسجد کے درودیوار ہل جاتے ہین اخیر تک طول کیساتھ
موضوع ہے اوسکے اسناد مین حسین بن علوان وضاع ہے اسیطرح یہ حدیث اسی پر یہ مسجد پر کہڑا اوڑہا جمعرات کے دن
اور جو کوئی جمعرات کے دن مسجد سے کوڑا نکالے آنکہہ مین جو کچہ اڑ جاتا ہے اوسکے برابر تو وہ ایک بردہ آزاد کرنے کے برابر ہے موضوع ہے
اوسکی اسناد مین حسین بن علوان حدیث بنانیوالا ہے ان سب کو شوکانی نے اپنی مختصر مین بیان کیا (۹۷)
حاکم نے انس رضہ سے حضرت صلعم نے فرمایا خدمت کرو ان مسجدون کی گچہ کاری سے اور قندیلون سے اور چراغون سے اور
خوشبو سے اور اپنے گہر والون پر رمضان مین کشادگی کرو کہانے اور کپڑے سے سیوطی نے کہا اسکے اسناد مین
حسین بن علوان ہے جو حدیث بناتا ہے اور ابان ہے وہ متروک ہے شوکانی نے کہا یہ حدیث موضوع ہے (۹۸)
دیلمی نے انس رضہ سے فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص اللہ سے محبت رکہیگا وہ قرآن سے محبت رکہیگا اور جو قرآن سے محبت رکہیگا وہ مجہہ سے محبت رکہیگا
اور جو مجہہ سے محبت رکہیگا وہ میرے اصحاب سے محبت رکہیگا اور میرے ناتے والون سے اور جو اللہ سے محبت رکہیگا
وہ مسجدون سے محبت رکہیگا اخیر تک ذکر کیا اوسکو سیوطی نے موضوعات مین (۹۹) دیلمی نے انس سے
جو شخص اللہ کے گہرون مین سے ایک گہر بنا ڈالے اوس نے گویا چار سو حج کیے اور چار سو جہاد کیے اور چار سو بردے

آزاد کیے اور چار سو زرہیں رکھے ذکر کیا اوس کو سیوطی نے موضوعات میں اور کہا اوسکی اسناد میں ابو سلمہ محمد بن عبد اللہ ہے جو ثقات سے وہ حدیثیں روایت کرتا ہے جو اونکی حدیثیں نہیں ہیں (۱۰۰) ابن ماجہ نے ابن عباس رض سے حضرتؐ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں تم لوگ میرے بعد اپنی مسجدوں کو اونچا کروگے جیسے یہود اور نصاریٰ نے اپنے گرجاؤں اور صومعوں کو اونچا کیا اوسکی سند میں جبارہ بن مغلس ضعیف ہے (۱۰۱) ابن ماجہ نے عثمان بن ابی العاص سے حضرتؐ نے انکو حکم دیا طائف میں مسجد بنانے کا جہاں پہلے اونکا بت تھا (۱۰۲) ابن ماجہ نے ابن عمر سے پوچھا گیا باغوں میں جہاں نجاستیں (کھاد کے لیے) ڈالی جاتی ہے (وہاں نماز پڑھنا کیسا ہے) اونہوں نے کہا جب کئی بار پانی وہاں سینچا جاوے تو نماز پڑھو اون میں (کیونکہ پانی بار بار وہاں بہنے سے نجاست کا اثر جاتا رہیگا) ابن عمر اوسکو مرفوع کرتے تھے حضرتؐ تک (۱۰۳) ابن ماجہ نے قیس بن طخفہ سے وہ اصحاب صفہ میں سے تھے انہوں نے کہا حضرتؐ نے ہم سے فرمایا چلو تو ہم حضرت عائشہؓ کے گھر گئے وہاں کھایا پیا پھر آپنے فرمایا اگر تم چاہو تو یہیں سو رہو چاہے مسجد میں جاؤ (سونے کو) اونہوں نے کہا نہیں ہم مسجد میں جاتے ہیں (۱۰۴) ابن ماجہ نے ابو ذر سے میں نے کہا یا رسول اللہ پہلے مسجد کون سی بنی ہے آپنے فرمایا مسجد الحرام میں نے کہا پھر کون سی آپنے فرمایا مسجد اقصے (یعنے بیت المقدس) میں نے کہا ان دونوں میں کتنا فاصلہ تھا آپنے فرمایا چالیس برس کا اب ساری زمین تیری نماز کی جگہ ہے جہاں نماز کا وقت آجاوے وہاں نماز پڑھ لے (۱۰۵) ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے ایک انصاری نے کہلا بھیجا حضرتؐ کے پاس کہ آپ تشریف لایئے اور مسجد کی لکیر کر دیجیے میرے گھر میں وہاں نماز پڑھا کروں آپنے ایسا ہی کیا وہ انصاری اندھا ہو گیا تھا (۱۰۶) ابن ماجہ نے ابو سعید خدری سے سب سے پہلے مسجدوں میں جس نے چراغ لگایا وہ تمیم داری تھے (۱۰۷) ابن ماجہ نے انسؓ سے حضرتؐ نے مسجد کے قبلے میں بلغم دیکھا تو آپ غصے ہوئے یہاں تک کہ آپ کی گال سرخ ہو گئی ایک انصاری عورت آئی اوس نے اسکو کھرچ دیا اور اوس جگہ خوشبو لگا دی آپنے فرمایا کیا اچھا کام کیا (۱۰۸) ابن ماجہ نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا جس شخص کو خوشی ہو اللہ سے ملنے کی مسلمان رہکر کل کے روز وہ محافظت کرے پانچوں نمازوں کی جہاں اذان دیجاوے کیونکہ وہ ہدایت کی راہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی سے بیان کر دیا ہدایت کی راہوں کو اور قسم میری زندگی کی اگر تم میں سے ہر شخص اپنے گھر میں نماز پڑھ لے تو تم نے چھوڑ دیا اپنے پیغمبر کی سنت کو اور اگر تم اپنے پیغمبر کی سنت کو چھوڑ دوگے تو گمراہ ہو جاؤگے اور ہم نے دیکھا اپنے تئیں جماعت سے وہی شخص جدا رہتا جو منافق ہوتا جسکا نفاق معلوم ہوتا اور میں نے دیکھا ایک شخص کو وہ دو آدمیوں پر ٹیکا دیے لایا جاتا یہاں تک کہ صف میں داخل کر دیا جاتا اور کوئی شخص

ایسا نہین جو وضو کرے اچھی طرح پھر مسجد کا قصد کرے وہان جا کر نماز پڑہے وہ جتنی قدم رکھیگا اللہ ہر قدم پر اوسکا
ایک درجہ بڑہا دیگا اور ایک گناہ اوسکا مٹیگا (۱۰۹) دارمی نے ابوہریرہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا میری مسجد مین
نماز پڑہنا اور مسجدون مین ہزار نماز کے برابر ہے سوا مسجد حرام کے اور ایسا ہی نکالا ابن عمرؓ سے (۱۱۰) دارمی
نے ابوالدرداؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جو کوئی رات کے اندہیرے مین نماز کے لیے جاوے قیامت کے دن اللہ تعالی اوسکو نور دیگا
(۱۱۱) دارمی نے ابوہریرہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا نہ باندہے جاوین کجاوے مگر تین مسجدون کیطرف کیونکہ اور سب
مسجدین برابر ہین فضیلت مین مسجد کعبہ اور مسجد نبوی اور مسجد اقصے کی طرف (۱۱۲) ابوداؤد نے ابن عمر
سے مسجد نبوی کے ستون حضرتؐ کے زمانے مین کہجور کی لکڑی کے تہے اور چہت پر سایہ کر دیا تہا کہجور کی ڈالیون
سے پہر وہ گل گئین ابوبکرؓ کی خلافت مین اونہون نے اور لکڑیان کہجور کی نئی لگائین اور شاخین بہی نئی
لگائین پہر وہ بہی گل گئین حضرت عثمانؓ کی خلافت مین اونہون نے مسجد کو پکی اینٹون سے بنایا وہ اب تک
قائم ہے (۱۱۳) ابوداؤد نے میمونہؓ سے انہون نے کہا یا رسول اللہ بیت المقدس مین آپ کیا حکم دیتے ہین ہمکو آپنے فرمایا وہان
جاؤ اوس مین نماز پڑہو اور اوس ملک مین شہرون مین لڑائی پہیلی ہوئی تہی آپنے فرمایا اگر وہان نہ جا سکو اور
نماز نہ پڑہ سکو تو تیل بہیجدو اوسکی قندیلون مین جلایا جاوے (۱۱۴) ابوداؤد نے نافع سے حضرت عمرؓ منع
کرتے تہے مردون کو باب النساء مین ہوکر جانے سے (۱۱۵) امام نسائی نے عبداللہ بن عمروؓ سے حضرتؐ نے فرمایا
جب حضرت سلیمانؑ نے بیت المقدس کو بنایا تو اللہ جل جلالہ سے تین باتون کے لیے دعا کی ایک تو یہ کہ اپنی سی
حکومت انکو عطا فرماوے دوسرے ایسی سلطنت دے جو اون کے بعد کسی کو نہ ملے تیسرے جب مسجد بنانے سے فارغ
ہوئے تو دعا کی یا اللہ جو کوئی اس مسجد مین نماز ہی کے لیے آوے تو اوسکو گناہون سے ایسا پاک کر دے جیسے وہ پاک تہا
مان کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت (۱۱۶) امام نسائی نے ابوہریرہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا مین سب پیغمبرون کے اخیر مین
ہون اور میری مسجد بہی سب کے اخیر مین ہے (۱۱۷) امام نسائی نے عبداللہ بن زید سے حضرتؐ نے فرمایا میرے
گہر اور منبر کے درمیان ایک کیاری ہے جنت کی کیاریون مین سے ایک روایت مین ہے میری قبر اور منبر کے درمیان
(۱۱۸) نسائی نے ام سلمہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا میرے منبر کے پائے جنت مین گڑے ہوئے ہین (۱۱۹) امام
نسائی نے ابوسعید خدریؓ سے دو آدمیون نے جہگڑا کیا کہ قرآن مین جو آیا ہے لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی یہ کون سی
مسجد ہے ایک نے کہا مسجد قبا ہے دوسرے نے کہا حضرتؐ کی مسجد ہے آپنے فرمایا وہ میری مسجد ہے یہ (۱۲۰)
امام نسائی نے یہ باب باندہا مسجد مین بچون کا لانا پہر ذکر کیا امامہ بنت زینب کی حدیث کا کہ حضرتؐ اون کو

نماز مین اوٹھا لیتے جب کھڑے ہوتے اور بٹھا دیتے جب رکوع کرتے (۱۲۱) امام نسائی نے ابو سعید بن معلی سے اونہون نے کہا ہم صبح کو بازار جایا کرتے حضرت کے زمانے مین پھر مسجد پر سے گذرتے تو وہان نماز پڑھتے۔ اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ اگر راہ چلنے والے کا گذر مسجد پر سے ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد کی پڑھ لینا مستحب ہے **اَبْوَابُ سُتْرَةِ الْمُصَلِّي** باب نمازی کے سترے کے بیان مین (سترہ وہ شے جو نمازی کے سامنے ہو جس کے پرے گذرنے والے نمازی کے سامنے سے جا سکتے ہین) **بَابٌ** سُتْرَةُ الْإِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَهُ امام کا سترہ اسکے پیچھے نماز پڑھنے والون کو بھی کافی ہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى حِمَارٍ أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ بِمِنًى إِلَى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ فَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ **ترجمہ** عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے مین ایک مادہ گدہی پر سوار ہو کر آیا اون دنون مین جوانی کے قریب تہا (یعنے احتلام کے) اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگون سمیت نماز پڑہا رہے تہے منا مین (یہ واقعہ حج وداع کا ہے اور مسلم کی روایت مین ابن عیینہ سے بجائے منا کے عرفات ہے نووی نے کہا شاید دو واقعے ہون حافظ نے کہا اصل یہی ہے کہ واقعہ ایک ہے اور ابن عیینہ کا قول شاذ ہے) سامنے آپکے دیوار نہ تہی تو مین صف مین سے بعض لوگون کے سامنے سے گذرا پہر اوترا اور گدہی کو چھوڑ دیا وہ چرتی تہی اور مین صف مین شریک ہو گیا کسینے مجہپر اعتراض نہین کیا **ف** حافظ نے کہا اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے کیونکہ اس مین یہ ذکر نہین کہ آپنے سترے کے طرف نماز پڑہی اور بیہقی نے اس حدیث کے لیے یہ باب کیا ہے کہ بغیر سترے کے نماز پڑہنا اور اوپر یہ حدیث گذر چکی ہے اور شافعی نے کہا کہ سامنے آپکے دیوار نہ تہی اس کا یہ مطلب ہے کہ سترہ نہ تہا اور بزار کی روایت سے بہی یہی مطلب نکلتا ہے اور بعض متاخرین نے یہ کہا ہے کہ دیوار سامنے نہ ہونے سے یہ لازم نہین کہ اور کوئی سترہ بہی نہ ہو مگر اگر کوئی سترہ ہوتا تو ابن عباسؓ یہ کیون بیان کرتے کہ میرے سامنے سے گذرنے پر کسینے انکار نہین کیا اسلیے کہ حالت سترے مین سامنے سے گزرنا بالاتفاق جائز ہے اور شاید مطلب امام بخاری کا یہ ہو کہ آنحضرتؐ کی عادت شریف یہ تہی کہ آپ میدان مین نماز پڑہتے جب تک برچھی سامنے نہ گاڑتے اور اس عادت کو اونہون نے آگے کی دو حدیثون یعنے ابن عمرؓ اور ابو جحیفہ کی حدیثون سے ثابت کیا اور ابن عمرؓ کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آپ سفر مین ہمیشہ ایسا کرتے پس اس عادت کے موافق

یہان بہی آپکے سامنے سترہ ہوگا اور جب ابن عباسؓ صف کے سامنے سے نکلے اور کسی نے انکار نہ کیا تو مطلب باب
کا ثابت ہوگیا کہ امام کا سترہ مقتدیون کو بہی کفایت کرتا ہے قسطلانی نے کہا حدیث مین جو الی غیر جدار کا لفظ
ہے اسکا معنے یہ ہے الی شئ غیر جدار یعنی آپ نماز پڑہتے تہے ایک چیز کی طرف جو دیوار نہ تہی یعنے لکڑی تہی یا
اور کوئی شے اس صورت مین حدیث ترجمہ باب کے مطابق ہوجاویگی مترجم کہتا ہے رد کرتا ہے اس معنی کو وہ جو
بزار نے نکالا اپنی مسند مین ابن عباسؓ سے کہ مین اور فضل ایک گدہی پر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے سے گذرے عرفات مین آپ فرض پڑہ رہے تہے اور کوئی چیز ہم مین اور آپ مین پردہ اور آڑ نہ تہی اسی
روایت سے وہ جو حافظ صاحب نے کہا کہ ابن عیینہ کا قول کہ یہ عرفات مین تہا شاذ ہے غلط ہوتا ہے کیونکہ بزار کی روایت
ابن جریج کے طریق سے ہے اور اُس مین بہی عرفات مذکور ہے شوکانی نے نیل مین بزار کی روایت کا یہ جواب دیا
کہ اوس مین مطلق سترے کی نفی نہین ہے بلکہ اوس سترے کی جو مثل دیوار کے حائل ہو حافظ نے کہا ابن دقیق
العید نے کہا ابن عباسؓ نے جو اسحدیث مین بیان کیا کہ میرے اوپر کسی نے اعتراض نہین کیا اس سے اونہون نے
دلیل لی سامنے سے گذرنے کی جواز پر اور یہ بیان نہین کیا کہ اون لوگون نے نماز کا اعادہ نہین کیا اسلیے
کہ اعتراض نکرنا زیادہ فائدہ رکہتا ہے مین کہتا ہون نماز کا اعادہ نکرنا اس سے صرف یہ نکلتا کہ نماز جائز
ہوگئی لیکن یہ نہ نکلتا کہ سامنے سے گذرنا جائز ہے برخلاف اسکے ہے اعتراض نکرنا اوس سے دونون باتین
نکلتی ہین سامنے سے گذرنے کا جواز اور نماز کی صحت اگر کوئی اعتراض کرے کہ شاید حضرت کو ابن عباسؓ
کے سامنے گذرنے کی خبر نہ ہوئی ہو اسوجہ سے آپنے انکار نہ کیا پس گذرنے کا جواز ثابت نہوگا اوسکا جواب یہ ہے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز مین پیچہے بہی ایسی ہی دکہلائی دیتا جیسے سامنے اور یہ مضمون
اوپر گذر چکا پس ممکن نہین کہ آپنے نہ دیکہا ہو صف اول حائل ہونیکے باعث اور مولف نے حج مین جو روایت
نکالی اوس مین صاف یہ مذکور ہے کہ ابن عباس اول صف کے بعض لوگون کے سامنے سے گذرے اس صورت
مین آپکے دیکہنے کا کوئی مانع نہ رہا اور اگر یہ کوئی بات نہ ہوتی جب بہی صحابہ کی حرص مسائل دریافت کرنے
مین اس بات کو مقتضی ہوتی ہے کہ آپ کو ضرور اس امر کی اطلاع ہوئی ہوگی اور اسحدیث سے یہ بہی نکلتا ہے
کہ نمازی کے سامنے سے اگر گدہا نکل جاوے تو نماز فاسد نہ ہوگی اس صورت مین یہ حدیث ناسخ ہوگی ابوذر
کی حدیث کی جسکو امام مسلم نے نکالا اوس مین یہ ہے کہ گدہی اور عورت اور کالے کتے کے سامنے گذرنے سے
نماز فاسد ہوجاتی ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ گدہی اسوقت سامنے سے نکلی تہی جب ابن عباسؓ اوسپر

سوار تھے اور یہ مضر نہین کسلیے کہ امام کا سترہ مقتدیون کو کافی ہے البتہ ابن عباس جب گدہی سے اوترے تہے اوسکے بعد اگر گدہی کا گذرنا مذکور ہوتا تو اس استدلال کی گنجایش تہی اور وہ محتاج ہے نقل کا شوکانی نے کہا اس حدیث سے اُن لوگون کا استدلال جو گدہے کا نمازی کے سامنے سے گذرنا مضر نہین جانتے پورا نہین ہوتا کس لیے کہ یہ واقعہ اوسوقت کا ہے کہ امام کے سامنے سترہ تہا اور امام کا سترہ مقتدیون کو کافی ہے اور اسی واسطے امام بخاری اس حدیث کو اس باب مین لائے کہ امام کا سترہ مقتدیون کو کافی ہے اور یہ قرینہ ہے سترہ ہونیکا اور دیوار کی نفی سے اور کسی سترے کی نفی لازم نہین آتی علاوہ اسکے ابن عباسؓ نے یہ کہا کہ مجہپر کسی نے انکار نہ کیا اس سے یہ لازم نہین آتا کہ حضرتؐ نے بہی انکار نہ کیا کیونکہ احتمال ہے کہ حضرتؐ کو اسکی خبر نہ ہوئی ہو اور جو آپ کو خبر ہوئی ہو تو شاید آپنے سترہ ہونیکی وجہ سے انکار نہ کیا ہو اور غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ گدہے کے سامنے جانے سے نماز فاسد نہ ہوگی لیکن کالا کتا اور حائضہ عورت کے سامنے جانے سے نماز ضرور ٹوٹ جاویگی انتہے حافظ نے کہا ابن عبدالبر نے کہا یہ حدیث ابن عباس کی خاص کرتی ہے ابو سعیدؓ کی حدیث کو کہ جب کوئی تم مین سے نماز پڑہے تو کسی کو اپنے سامنے سے نہ گذرنے دے امام سے اور اوس شخص سے جو اکیلا نماز پڑہ رہا ہو لیکن مقتدی کو ضرر نہین سامنے کسی شے کے گذرنے سے ابن عباسؓ کی حدیث سے اور ان سب باتون مین علماء کا اختلاف نہین ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ عبدالرزاق نے حکم بن عمرو غفاری صحابی سے نقل کیا اونہون نے اپنے یارون کو نماز پڑہائی سفر مین اور امام کے سامنے سترہ تہا پہر کچہ گدہے یارون کے سامنے سے گذرے تو اونہون نے نماز لوٹائی اپنے یارون کے ساتہہ اور ایک روایت مین یہ ہے کہ اونہون نے کہا میری نماز تو نہین ٹوٹی لیکن تمہاری نماز ٹوٹ گئی اس روایت سے یہ نکلتا ہے کہ اس مسئلہ پر کہ امام کا سترہ مقتدیون کو کافی ہے سب کا اتفاق نہین ہے اور امام بخاری نے جو ترجمہ باب بیان لکہا ہے وہ ایک مرفوع حدیث مین وارد ہے اوسکو نکالا طبرانی نے اوسط مین انسؓ سے مرفوعاً کہ امام کا سترہ اوسکے پیچہے والون کا سترہ ہے اور کہا متفرد ہوا اس حدیث کے ساتہہ سوید عاصم سے اور سوید ضعیف ہے اہل حدیث کے نزدیک اور یہ مضمون موقوفاً بہی مروی ہے ابن عمر سے نکالا اوسکو عبدالرزاق نے اور قاضی عیاض نے کہا کہ اسپر اتفاق ہے کہ مقتدی سترہ کی طرف نماز پڑہتے ہین لیکن اس مین اختلاف ہے کہ اون کا سترہ خود امام ہے یا امام کا سترہ اور اس اختلاف کا نتیجہ اوسصورت مین ظاہر ہوگا جب امام کے سامنے سے نماز مین کوئی چیز گذر جاوے جو نماز کو توڑتی ہے تو جو لوگ امام کے سترے کو مقتدیون کا سترہ کہتے ہین اون کے نزدیک امام اور مقتدی دونون کی نماز کو ضرر ہوگا اور جو کہتے ہین امام خود مقتدیون کی نماز کا

سترہ ہے انکے نزدیک امام کی نماز کو ضرر ہوگا اور مقتدیوں کی نماز کا ضرر نہوگا اور باقی تحقیق ابن عباسؓ کی حدیث کی اوپر گذر چکی ہیں کتاب العلم میں اور یہیں ہے ابن عباسؓ کی عمر میں جو اختلاف ہے اوسکو باب تعلیم الصبیان میں اور باب الاختتان میں بیان کیا ہے (فتح الباری) نیل میں ہے کہ جب حضرتؐ کی وفات ہوئی تو اختلاف ہے کہ ابن عباسؓ کی اوسوقت کیا عمر تھی بعض کہتے ہیں تیرہ برس کی تھی بعض دس برس کی بعض پندرہ برس کی امام احمد نے کہا اخیر قول حق ہے اور بخاری نے ابن عباس سے روایت کیا اون سے پوچھا گیا حضرتؐ کے وفات کیوقت تم کس کے برابر تھے اونہوں نے کہا اُن دنوں میرا ختنہ ہوا تھا اور عربوں کی عادت تھی کہ وہ ختنہ بلوغ کے وقت کرتے انتہے مختصراً

حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ نُمَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا خَرَجَ یَوْمَ الْعِیْدِ اَمَرَ بِالْحَرْبَۃِ فَتُوْضَعُ بَیْنَ یَدَیْہِ فَیُصَلِّیْ اِلَیْھَا وَالنَّاسُ وَرَآءَہٗ وَکَانَ یَفْعَلُ ذٰلِکَ فِی السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَھَا الْاُمَرَآءُ ترجمہ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کے دن نکلتے تو حکم کرتے (اپنے خادم کو) برچھہ لیکر چلنے کا وہ آپکے سامنے گاڑ دیا جاتا آپ اوسکی سامنے نماز پڑھتے اور لوگ آپکے پیچھے ہوتے اور سفر میں بھی آپ ایسا ہی کرتے (یعنے برچھی سامنے لگا کر نماز پڑھتے) اسیوجہ سے امیروں نے برچھہ ساتھ رکھنے کی عادت کر لی ہے **ف** کہ عید کی نماز میں اوسکے ساتھ برچھہ رہتا ہے اور مؤلف نے عیدین میں نکالا اوزاعی کے طریق سے نافع سے کہ آپ سویرے عیدگاہ کو جاتے اور برچھی آپکے سامنے نصب کی جاتی آپ اُسطرف نماز پڑھتے ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور اسماعیلی کی روایت میں ہی کہ عیدگاہ ایک میدان تھا اوس میں کچھ سترہ نہ تھا حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نماز کے لیے احتیاط کرنا اور دشمنوں کے دفع کے لیے ہتیار ساتھ رکھنا خاص کر سفر میں اور خادم سے خدمت لینا اور عمر بن شبہ نے اخبار مدینہ میں روایت کی سعد قرظی سے کہ نجاشی (بادشاہ حبش) نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک ہتیار (یعنے برچھہ) بھیجا آپ نے اوسکو اپنی وفات کے بعد رکھ چھوڑا وہ وہی برچھہ ہے جو امام کے ساتھ عید کے دن جاتا اور لیث کی طریق سے نکالا کہ وہ برچھی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھی وہ ایک مشرک کی تھی اوسکو زبیرؓ نے احد کے دن قتل کیا تھا آپنے وہ برچھی اُس سے لے لی اور آپ اوسکو گاڑا کرتے اپنے سامنے نماز میں اور احتمال ہے کہ پہلے آپ زبیر کی برچھی لگایا کرتے ہوں پھر بعد وہ لگاتے ہوں جو نجاشی نے بھیجی تھی تو دونوں روایتوں میں جمع ہو جاویگا (فتح الباری) حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ

قال سمعت ابی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی بھم بالبطحاء وبین یدیہ عنزۃ الظہر
رکعتین والعصر رکعتین تمر بین یدیہ المرأۃ والحمار ۔ ترجمہ ابو جحیفہ (وہب بن عبد اللہ سوائی
سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہائی لوگون کو بطحا مین (جو ایک میدان ہے مکہ سے
باہر اوسکو ابطح بھی کہتے ہین) اور آپکے سامنے برچھی تہی (یہ ترجمہ ہے عنزہ کا قسطلانی نے کہا عنزہ آدہی
نیزے کے برابر ہوتی ہے مگر نیزے کی سنان اوپر ہوتی ہے اور عنزہ کی نیچے یعنے کانسی وار لکڑی) ظہر کی
دو رکعتین پڑہین اور عصر کی دو رکعتین آپکے سامنے سے عورت نکلتی تہی گدہا گذرتا تہا **ف** حافظ
نے کہا مطلب یہ ہے کہ آپنے جمع کیا دو نمازون کو یعنے ظہر اور عصر مین تو دونون کو ظہر کیوقت مین پڑہا جیسے
دوسری روایت مین ہے کہ دوپہر کے وقت ایسا کیا اور ابو العمیس کی روایت مین ہے کہ بلال آئے اونہون نے آپکو
جتایا نماز کے لیے پہر عنزہ لیکر نکلے اوسکو گاڑا آپکے سامنے اور نماز کی تکبیر کہی اور ابن ابی زائدہ کی عون
سے لالا اونہون نے اپنے باپ سے یعنے حضرت کو دیکہا ایک سرخ قبہ مین چمڑے کے اور مینے بلال کو دیکہا انہون
نے آپکے وضو کا پانی لیا اور مین نے لوگون کو دیکہا وہ اوس پانی پر لپکتے تہے پہر جسکو کچہ مل گیا اوسنے
بدن پر مل لیا اور جسکو کچہ نہ ملا اوسنے اپنے ساتہی کے ہاتہہ سے تری لی اور اوسی روایت مین ہے کہ آپ برآمد ہوئے
سرخ جوڑی مین کپڑے اوٹہائے ہوئے اور مالک بن مغول نے عون سے روایت کیا گویا مین آپکی پنڈلیون کی
چمک کو دیکہہ رہا ہون اور اوسی روایت مین یہ ہے کہ یہ پانی وہ تہا جو آپکے وضو سے بچ رہا تہا اور مسلم کی روایت
ہے کہ پہر آپ دو رکعتین پڑہتے رہے یعنے قصر کیا کیے یہانتک کہ مدینہ کو لوٹ کر آئے اس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ
واقعہ مکہ سے نکلنے کا ہے اور یہ جو حدیث مین ہے کہ آپکے سامنے عورت اور گدہا گذرتا تہا تو اسکا مطلب یہ ہے کہ برچھی
کے اوس پار یعنے برچھی اور قبلہ کے بیچ مین سے نہ برچھی اور آپکے بیچ مین سے اور ابن ابی زائدہ کی روایت مین
صاف یون ہے کہ مینے دیکہا لوگون کو اور جانورون کو وہ برچھی کے سامنے سے گذرتے تہے اور اس حدیث سے کئی
فائدے معلوم ہوئے صاحب عینی جنکو چہو ہین اوسکا مستحب ہونا نمازی کے لیے سترہ لگانا جہان لوگون کے سامنے سے
جانیکا ڈر ہو سترہ کا سوٹا یا بقدر برچھی کے کافی ہونا سفر مین قصر افضل ہونا اتمام سے قصر کا شروع ہونا شہر
سے باہر نکلتے ہی صحابہ کی تعظیم کا بیان جو وہ حضرت کی کرتے تہے کپڑو لٹکا اوٹہانا خصوصا سفر مین برچھی کا
ساتہہ رکہنا سفر مین اذان مشروع ہونا پنڈلی کیطرف نظر جائز ہونا اسپر اجماع ہے یعنے مرد کی پنڈلی کیطرف
جب فتنہ کا ڈر نہ ہو سرخ لباس کا پہننا درست ہونا اور اسمین اختلاف ہے اوسکا ذکر خدا چاہے تو کتاب

اللباس میں آویگا (فتح مختصرا) قسطلانی نے کہا ایک طائفہ علماء کا مذہب ابوذر کی ظاہر حدیث کے موافق ہے جسکو مسلم نے نکالا کہ عورت اور گدہے اور کتے کے سامنے گذرنے سے نماز فاسد ہوجاویگی اور امام احمد نے کہا کالے کتے کے سامنے گذرنے سے تو بیشک نماز فاسد ہوجاویگی لیکن عورت اور گدہے میں مجھکو شک ہے اور شافعی کا یہ قول ہے کہ کسی چیز کے سامنے گذرنے سے نماز فاسد نہ ہوگی خواہ کتا ہو یا عورت یا گدہا اور ابن عباس کی روایت دلیل ہے امام شافعی کی اور وہ حضرت کی وفات سے اسی دن پہلے کی حدیث ہے تو ناسخ ہوگی ابوذر رضہ کی حدیث کی اور مؤلف نے اسحدیث کو صلوۃ اور ستر عورت اور اذان اور صفت نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور لباس اور باب السترۃ بمکۃ میں نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے صلوۃ میں انتہے مترجم کہتا ہے اس مسئلہ کو قسطلانی نے یہاں بیان کیا اوسکی تفصیل خدا چاہے تو ہم آگے بیان کرینگے **بَابُ قَدْرِ كَمْ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ بَيْنَ الْمُصَلِّي وَالسُّتْرَةِ** نمازی اور سترے کے بیچ میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیے (یعنے کتنے ہاتھ) **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ مُصَلَّى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الْجِدَارِ مَمَرُّ الشَّاةِ ترجمہ سہل بن سعد ساعدی کو روایت ہے اونہوں نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جس جگہہ میں نماز پڑھتے تھے اوس میں اور دیوار میں اتنا فاصلہ تھا کہ ایک بکری گذر جاوے (دیوار سے مراد مسجد کی دیوار ہے جو قبلہ کی طرف ہوتی ہے) اور اسحدیث کو مسلم اور ابوداؤد نے بھی نکالا **حَدَّثَنَا** الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ جِدَارُ الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ مَا كَادَتِ الشَّاةُ تَجُوزُهَا ترجمہ سلمہ بن الاکوع سے روایت ہے کہ مسجد کی دیوار منبر کے پاس تھی دیوار اور منبر میں اتنا ہی فاصلہ تھا کہ ایک بکری نکل جاوے

ف یہ حدیث امام بخاری کی ثلاثیات میں سے دوسری ثلاثی ہے حافظ نے کہا اسماعیلی نے روایت کیا یزید سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں منبر تھا اوس میں اور قبلہ کی دیوار میں اتنا ہی فاصلہ تھا کہ ایک بکری نکل جاوے اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق کیونکر ہوگی تو اوسکا جواب کرمانی نے یوں دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر کے بازو کھڑے ہوتے تھے اور آپ کی مسجد میں محراب نہ تھی تو آپکے اور قبلے کی دیوار میں بھی اتنا ہی فاصلہ ہوگا جتنا منبر اور دیوار میں تھا تو گویا مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ نمازی اور سترے میں اتنا فاصلہ ہونا چاہیے جتنا آپکے منبر اور قبلہ کی دیوار میں تھا اور اس سے زیادہ صاف وہ ہے جو ابن رشید نے بیان کیا کہ امام بخاری نے اس ترجمہ سے سہل کی اوس روایت کی طرف اشارہ کیا جو باب الصلوۃ علی المنبر

مین گذری کیونکہ اوس مین یہ ہی کہ آپ منبر پر کہڑے ہوے جب وہ بنایا گیا اور نماز پڑہی اوسیر اس سے یہ نکلا کہ منبر بہی
گویا نماز کی جگہہ ہے اگر کوئی کہے کہ حدیث مین یہ نہین ہے کہ آپنے منبر پر سجدہ کیا بلکہ آپنے منبر پر سے اوتر کر نیچے
سجدہ کیا منبر کی جڑ مین اور اوس مین اور دیوار مین بکری کے گذرنے سے زیادہ فاصلہ ہوگا اوسکا جواب یہ ہے
کہ سجدہ کے سوا اکثر ارکان نماز کے منبر پر ادا کیے اور سجدہ کے لیے بہی منبر پر سے صرف اسلیے اوترے کہ اوسکی سیڑہی
مین سجدہ کے لیے کافی جگہہ نہ تہی اور دوسرے یہ کہ جب منبر کے جڑ مین سجدہ کیا تو اوپر کی سیڑہی مثل سترے کے ٹہیری
اور اوسکا فاصلہ اوسی قدر ہے ابن بطال نے کہا یہ کم سے کم فاصلہ ہے نمازی اور سترے کا یعنی ایک بکری نکل
جانے کے موافق اور بعضون نے کہا کم سے کم تین ہاتہہ کا فاصلہ چاہیے کیونکہ بلال کی حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے
کعبہ مین نماز پڑہی آپکے اور دیوار کے بیچ مین تین ہاتہہ سے کم فاصلہ تہا اور یہ حدیث آگے آویگی اور داؤدی نے
دونون مین جمع کیا ہے اس طرح سے کہ کم سے کم فاصلہ بکری کے گذرنے کے موافق ہے اور زیادہ سے زیادہ تین
ہاتہہ مین اور بعضون نے یون جمع کیا ہے کہ قیام اور قعود کی حالت مین تین ہاتہہ کے موافق فاصلہ چاہیے اور
رکوع اور سجود مین بقدر بکری کے گذر جانے کے اور ابن الصلاح نے کہا کہ بکری گذرنے کا اندازہ تین ہاتہہ
مقرر کیا ہے مین کہتا ہون اسپر اعتراض ہوتا ہے اور بغوی نے کہا اہل علم نے مستحب رکہا ہے سترے کے نزدیک
ہونیکو اتنا کہ نمازی اور سترے مین صرف سجدہ کی جا باقی رہے اور اتنا ہی فاصلہ ایک صف کو دوسری
صف سے چاہیے اور سترے کے نزدیک کہڑے ہونیکے لیے حکم ہے حدیث مین اور اوس مین حکمت بہی بیان
ہوئی ہے روایت کیا اوسکو ابوداؤد وغیرہ نے سہل بن ابی حثمہ سے مرفوعاً جب کوئی تم مین سے نماز پڑہے
سترے کی طرف تو اوسکے نزدیک رہے تا کہ شیطان اوسکی نماز نہ توڑے تمام ہوا کلام حافظ کا فتح الباری مین
مترجم کہتا ہے اوپر کی تقریر سے دو باتین اور معلوم ہوئین جنکو یاد رکہنا چاہیے ایک یہ کہ مسجد مین محراب بنانا
جسکا رواج مدت سے چلا آتا ہے سنت نہین بلکہ سنت یہ ہے کہ محراب نہ ہو اور قبلہ کی دیوار صاف برابر ہو جیسے
مکان کی دیوار ہوتی ہے اور محراب بنانے مین کوئی فائدہ نہین کیونکہ وہ سنت نہین دوسرے یہ کہ منبر مسجد کا
مسجد سے علاحدہ رکہنا مسنون ہے اور جب خطبہ ہو جاوے تو منبر اوٹہا دیا جاوے منبر کو مسجد سے لگا ہوا بنانے مین ایک
تو مخالفت ہے سنت کی دوسرے اوسکے بنانے مین ایک قباحت ہے وہ یہ کہ منبر بنانے سے اوسکے داہنے بائین بازو
جو جگہہ خالی رہتی ہے اوس مین جگہ کے خالی رہنے کی وجہ سے بعض وقت لوگ کہڑے ہو جاتے ہین اور یہ خیال
کرتے ہین کہ یہ اول صف ہے حالانکہ یہ خیال غلط ہے اول صف وہ ہے جو امام کے پیچہے سب صفون سے پہلے ہو

دوسری قباحت یہ ہے کہ منبر کے سامنے نکلی رہنے کی وجہ سے ایک صف کا نقصان ہوتا ہے اگر منبر علاحدہ ہو تو ایک صف کی گنجایش مسجد میں بخوبی نکل سکتی ہے افسوس ہے کہ اس زمانے میں لوگوں کو سنت کی پیروی مرغوب نہیں صرف رسم و رواج کے پابند ہیں مینے کسی شہر میں یہ نہیں دیکہا کہ مسجد بغیر محراب کے ہو اور منبر مسجد سے علیحدہ ہو البتہ بنگلور میں بعض برادران موحدین نے ایک مسجد بنائی ہے اوس میں محراب نہیں ہے اور منبر بہی لکڑی کا بناکر علاحدہ رکہا ہے اللہ تعالی اون لوگوں کو اس سنت پر چلنے کا اجر دیوے اور خاک پڑے اون جاہلوں کے منہ پر جو حضرت صلعم کی اس سنت کو برا جانتے ہیں اور محراب اور منبر نہ بنانے والوں کو مطعون کرتے ہیں قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم نے بہی نکالا اور امام شافعی اور امام احمد کا یہ قول ہے کہ نمازی اور سترے میں تین ہاتہ کا فاصلہ ہونا چاہیے نیل میں ہے کہ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابوسعید سے نکالا حضرت صلعم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑہے تو سترے کیطرف پڑہے اور اس سے نزدیک ہو۔ اس کے اسناد میں محمد بن عجلان ہے اور باقی راوی صحیح کے راوی ہیں اور ابوداؤد نے سہل بن ابی حثمہ سے الساہی نکالا اور نسائی نے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑہے سترہ کی طرف تو اس سے نزدیک رہے شیطان اوسکی نماز نہ توڑے اور نکالا اوسکو ابن حبان نے اور حاکم نے مستدرک میں اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور ابوداؤد نے کہا اسکی اسناد میں اختلاف ہے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سترہ کرنا واجب ہے اور موید ہے اسکی ابوہریرہ کی حدیث جو آگے مذکور ہوگی اور حاکم نے سبرہ بن معبد جہنی سے نکالا اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر کہ تم میں سے ایک نماز میں سترہ کرے اگرچہ ایک تیر ہی کا ہو اور یہ جو ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ شیطان اوسکی نماز نہ توڑ دے تو شیطان سے مراد وہ شخص ہے جو نمازی کے سامنے سے گذرے جیسے دوسری حدیث میں ہے اگر گذرنے والا نہ مانے تو اوس سے لڑے وہ شیطان ہے امام مسلم نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا گیا تبوک کی لڑائی میں نمازی کا سترہ آپ نے فرمایا پالان کی پچہلی لکڑی کے برابر جیسے سوار ٹیکا دیتا ہے اونٹ کی سواری میں نووی نے کہا جو چیز چاہے سامنے کہڑی کرلیوے اور پالان کی پچہلی لکڑی ہاتہ کی ہڈی کے برابر ہوتی ہے یعنے ہاتہ کی دو تہائی اور علمانے کہا ہے کہ حکمت سترہ میں یہ ہے کہ نمازی کی نگاہ اوسکو پرے نہ جاوے اور جو کوئی قریب سے گذرے وہ سترہ دیکہکر اوسکے پرے سے گذرے اور امام احمد اور نسائی نے بلال سے نکالا کہ حضرت کعبہ کے اندر گئے پہر نماز پڑہی آپ نے اور دیوار کے درمیان تین ہاتہ کے قریب تہا اور امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ نے طلحہ بن عبید اللہ سے نکالا کہ ہم نماز پڑہتے تہے اور جانور ہمارے سامنے سے گذرتے

تھے تو ہم نے اسکا ذکر کیا حضرتؐ سے آپنے فرمایا جب تم مین ہر کسی کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی شے ہو تو سامنے سے کسیکا گذرنا ضرر نہ کریگا اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ اگر سترہ نہ ہو تو بعضی چیزون کے سامنے گذرنے سے نمازی کے نماز کو نقصان پہونچیگا اور عبد الرزاق نے حضرت عمرؓ سے فرق روایت کیا ہے سترے اور بے سترے والے مین کیونکہ جس نے سترہ نہ لگایا اوس نے قصور کیا خصوصاً جب شارع عام مین نماز پڑہے اور امام احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑہے تو اپنے مونہہ کے سامنے کوئی چیز کر لیوے اگر کچھ نہ پاوے تو ایک لکڑی کھڑی کر لے اگر لکڑی بھی نہ ہو تو زمین پر لکیر ہی کر لیوے اب جو چیز اوسکے پرے گذرے گی وہ اوسکو ضرر نہ کریگی۔ اس حدیث کو ابن حبان نے بھی نکالا اور صحیح کہا اور بیہقی نے اور صحیح کہا اوسکو امام احمد اور ابن مدینی نے نقل کیا اوسکو ابن عبد البر نے اور سفیان بن عیینہ اور شافعی اور بغوی وغیرہم نے اس حدیث کو ضعیف کہا حافظ نے کہا ابن الصلاح نے مضطرب کی مثال اس حدیث سے دی اور اسپر اعتراض ہوا ہے اور بلوغ المرام مین کہا کہ جسنے اس حدیث کو مضطرب قرار دیا اوس نے غلطی کی اور یہ حدیث حسن ہے اور ابوداؤد نے سنن مین کہا مینے امام احمد بن حنبلؒ سے سنا اُنسے کئی بار پوچھا گیا لکیر کیونکر کرے اونہون نے کہا اسطرح عرض مین ہلال کی طرح اور مسدد کہتے ہین مین نے سُنا وہ کہتے تھے لنبی لکیر کرے تو امام احمد نے یہ اختیار کیا کہ لکیر کما مدار ہو محراب کیطرح اور گویا اسطرح نماز پڑہے جیسے کوئی محراب مین پڑہتا ہے اور مسدد نے یہ اختیار کیا کہ سیدہی لکیر کرے اپنے سامنے قبلے کیطرف تہذیب مین ہے کہ یہ لکیر مشرق سے مغرب تک ہے اور امام مالک اور اکثر فقہا جیسے حنفیہ اُنے یہ کہا ہے کہ لکیر کرنا کافی نہین ہے سترے کے لیے اور اُنکا عذر یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور مضطرب ہے اور شافعی کے اصحاب مین دو قول ہین اور جمہور شافعیہ اوسکے استحباب کے قائل ہین اور امام احمد اور ابوداؤد نے مقداد بن الاسود سے روایت کیا اُنہون نے کہا مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہین دیکہا کہ آپنے نماز پڑہی لکڑی یا ستون یا درخت کی طرف مگر اُسکو اپنی بائین یا داہنے ابرو کے مقابل کیا اور اُسکیطرف توجہ نہین کی یعنے اوسکو مقصود نہین بنایا (تاکہ بُت پرستی سے مشابہت نہو) اور روایت کیا احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے ابن عباس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان مین نماز پڑہی آپکے سامنے کچھ نہ تھا شوکانی نے کہا مقداد کی حدیث کی اسناد مین ابو عبیدہ ولید بن کامل ہے منذری نے کہا اوس مین گفتگو ہے اور تقریب مین ہے کہ وہ لین الحدیث ہے اور ابن عباس کی حدیث کے اسناد مین بھی منذری نے کہا گفتگو ہے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سترہ لگانا واجب نہین تو حکم سترہ لگانیکا

استحبابی ہوگا لیکن علم اصول مین یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ فعل آپکا قول کے معارض نہین ہوتا پس وجوب ثابت رہیگا اب ظاہر احادیث سے یہ نکلتا ہے کہ سترہ لگانیکا حکم عام ہے صحرا ہو یا بستی اور حضرتؐ سے ایسا ہی ثابت ہے اور کوئی وجہ نہین ہوسکتی کہ سترہ صحرا اور جنگل سے مخصوص کیا جاوے تمام ہوا کلام شوکانی کا نیل مین زیلعی نے کہا ہدایہ مین جو یہ حدیث نقل کی کہ جب تم مین سے کوئی جنگل مین نماز پڑہے تو اپنے سامنے سترہ لگاوے اسکا پتہ نہین ملا اور ابوداؤد کے حدیث ابوہریرہؓ سے (جو اوپر گذری) اوسکی قریب ہے اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابوسعید خدریؓ سے نکالا حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑہے تو سترے کیطرف پڑہے اور اوس سے نزدیک رہے اور کسی کو اپنے سامنے سے (یعنی سترے کے اندر) نہ گذرنے دے اگر کوئی آدمی گذرنے کو تو اوس سے لڑے وہ شیطان ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے مستدرک مین ابن عمرؓ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑہے تو سترے کی طرف پڑہے اور کسیکو اپنے سامنے سے نہ گزرنے دے حاکم نے کہا یہ صحیح ہے مسلم کی شرط پر اور نہین نکالا اوسکو دونو نے اور نکالا اوسکو ابن ماجہ اور احمد اور بزار اور اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسندون مین ابن ماجہ اور ابن حبان نے زیادہ کیا اگر گذرنے والا نہ مانے تو اوس سے لڑے کیونکہ اوسکے ساتھ قرین ہے (یعنی ساتھی اوسکا بیان مراد برا قرین ہے یعنی شیطان) ابن ماجہ کی ایک روایت مین یہ ہے کہ اوسکے ساتھ عُزّیٰ ہے یعنی بڑا دشمن مراد شیطان ہے اور بخاری نے تاریخ کبیر مین سبرہ بن معبد جہنی سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا تم مین سے ایک آڑ کرے اپنی نماز مین اگرچہ ایک تیر ہی کی ہو اور حاکم نے مستدرک مین سہل بن ابی حثمہ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑہے تو سترے سے نزدیک رہے اور اوسکی طرف نماز پڑہے اور کہا صحیح ہے بخاری و مسلم کی شرط پر اور نکالا اوسکو طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اور اوس مین اتنا زیادہ ہے نہ توڑے شیطان نماز اوسکی اور زیلعی نے کہا کہ ہدایہ مین جو یہ حدیث لکھی ہے کہ کیا تم مین سے کوئی عاجز ہے اس سے کہ جب جنگل مین نماز پڑہے تو اوسکے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر ہو یہ بھی غریب ہے اس لفظ سے نہین ملی اور امام مسلم نے طلحہ سے نکالا وہ جو اوپر گذر چکا اور ابوذر سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نماز پڑہنے کو کھڑا ہو تو آڑ کر لیگا اوس کا وہ جو پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر ہو اور ابوہریرہؓ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا توڑ دیتا ہے نماز کو گدہا اور کتا اور عورت کا سامنے سے نکل جانا اور پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر بچاؤ ہے اوسکا اور ابن حبان نے صحیح مین ابوسعید خدریؓ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی تم مین سے سترے کی طرف نماز پڑہے تو اوس سے نزدیک ہو کیونکہ شیطان اوسکے اور سترے کے بیچ مین سے ہوکر گزرتا ہے اور کسیکو اپنے سامنے نہ گذرنے دے اور نکالا اوسکو ابوداؤد

نے نصیب اور پر گذرا نووی نے خلاصہ میں کہا اوسکا اسناد صحیح ہے اور طبرانی نے معجم میں جبیر بن مطعم سے نکالا کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی تم میں سے سترے کی طرف نماز پڑہے تو اوس سے نزدیک ہو اور شیطان اوسکو اور سترے کے درمیان نہ گذرنے اور بزار نے مسند میں ایسا ہی نکالا اور کہا یہ حدیث جبیر سے اسی طریق سے مروی ہے اور طبرانی نے سہل بن سعد سے ایسا ہی نکالا اوسکی اسناد میں ابن لہیعہ ہے اور نکالا اوسکو دوسری سند سے بہی اور ابو نعیم نے حلیہ میں صفوان بن سلیم کے ترجمہ میں اوسکو نکالا اور بزار نے مسند میں بریدہ سے ایسا ہی نکالا اور کہا ہم نہیں جانتے یہ حدیث بریدہ سے مگر اسی طریق سے اور ابوداؤد نے سنن میں نکالا علی بن عیاش سے اونہوں نے ولید بن کامل سے اونہوں نے مہلب بن حجر سے اونہوں نے ضباعہ بنت مقداد بن اسود سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے کہا میں نے حضرت کو نہیں دیکہا کہ آپ نماز پڑہتے کسی لکڑی یا ستون یا درخت کیطرف مگر اوسکو اپنی داہنے یا بائیں ابرو کے مقابل کرتے اور اوسکو مقصود نہ بناتے اور نکالا اوسکو امام احمد نے مسند میں اور طبرانی نے معجم میں اور ابن عدی نے کامل میں اور علت کی اوسمیں ولید بن کامل سے اور بخاری سے نقل کیا کہ اوسکے پاس عجیب حدیثیں ہیں اور ابن القطان نے اس حدیث میں دو علتیں نکالیں ایک یہ کہ اسناد میں تین مجہول ہیں ضباعہ اور مہلب اور ولید بن کامل اور ولید اون لوگوں میں سے ہے جنکی عدالت ثابت نہیں ہوئی دوسرے یہ کہ ابن السکن نے اپنی سنن میں اس حدیث کو یون نکالا ولید بن کامل سے اونہوں نے مہلب سے اونہوں نے ضبیعہ بنت مقدام بن معدیکرب سے اونہوں نے اپنے باپ سے کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑہے ستون یا تہم کی طرف یا اور کسی چیز کیطرف تو اوسکو اپنی دونوں آنکہوں کے بیچ میں نہ کرے بلکہ اوسکو بائیں ابرو کے مقابل کرنے اور یہ مخالف ہے ابوداؤد کی روایت کے اسناداً اور متناً اور ابن السکن کے اسناد میں بقیہ ہے تمام ہوا کلام زیلعی کا مختصراً

بَابُ الصَّلٰوۃِ اِلَی الْحَرْبَۃِ بہالے کی طرف نماز پڑہنا جو نمازی اور قبلے کے درمیان گڑا ہو

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُرْکَزُ لَہُ الْحَرْبَۃُ فَیُصَلِّیْ اِلَیْہَا ترجمہ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے بہالا گاڑا جاتا پہر آپ نماز پڑہتے اوسکی طرف

بَابُ الصَّلٰوۃِ اِلَی الْعَنَزَۃِ برچہی کیطرف نماز پڑہنا یہ عنزہ کا ترجمہ ہے بعضوں نے کہا عنزہ اور حربہ ایک ہے تو یہ تکرار ہوئی اور شاید عنزہ حربہ سے چہوٹا ہوتا ہے پس تکرار نہ ہوگی **حَدَّثَنَا** اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْنُ ابْنُ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْہَاجِرَۃِ

يأتي بوضوء فتوضأ فصلى بنا الظهر والعصر وبين يديه عنزة والمرأة والحمار يمرون من ورائها ترجمہ ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو برآمد ہوئے پھر پانی لایا گیا آپ نے وضو کیا پھر ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی اور آپ کے سامنے ایک برچھی گڑی تھی اور عورت اور گدہے اوسکے پرے سے گذرتے تھے حدثنا محمد بن حاتم بن بزيع قال حدثنا شاذان عن شعبة عن عطاء بن ابي ميمونة قال سمعت انس بن مالك قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا خرج لحاجته تبعته انا وغلام ومعنا عكازة او عصا او عنزة ومعنا اداوة فاذا فرغ من حاجته ناولناه الاداوة ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب حاجت کے لیے نکلتے تو آپ کے پیچھے میں جاتا اور ایک لڑکا اور ہماری ساتھ عکازہ ہوتی (عکازہ وہ لکڑی جسکے نیچے لوہا لگا ہوتا ہے) یا عصا یا عنزہ (یہ شک ہے راوی کا) اور ایک ڈول ہوتا پھر جب آپ اپنی حاجت سے فارغ ہوتے تو ہم آپ کو ڈول دیتے **باب السترة بمكة وغيرها** مکہ میں اور اور مقاموں میں سترہ لگانا

حدثنا سليمان بن حرب قال حدثنا شعبة عن الحكم عن ابي جحيفة قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم بالهاجرة فصلى بالبطحاء الظهر والعصر ركعتين ونصب بين يديه عنزة وتوضأ فجعل الناس يتمسحون بوضوئه ترجمہ ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم دوپہر کو برآمد ہوئے تو مکہ کے میدان میں نماز پڑھی ظہر اور عصر کی (ملا کر) ہر ایک کی دو دو رکعتیں پڑہیں (یعنے قصر کیا) اور اپنے سامنے ایک برچھی کھڑی کی اور وضو کیا آپ نے تو لوگ آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی اپنے بدن پر ملنے لگے **ف** ابن منیر نے کہا امام بخاری نے اس باب میں مکہ کی تخصیص اسلیے کی کہ کوئی یہ وہم نہ کرے کہ سترہ قبلہ ہے اور مکہ میں تو کعبہ کے سوا اور کچھ قبلہ نہیں ہوسکتا تو وہاں سترہ کی احتیاج نہیں ہے حافظ نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ امام بخاری نے عبدالرزاق کے ترجمہ باب پر رد کیا اونہوں نے یہ باب قائم کیا کہ مکہ میں نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی پھر نکالا کثیر بن کثیر بن مطلب سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے دادا سے اونہوں نے کہا میں نے حضرت کو دیکھا آپ مسجد حرام میں نماز پڑھتے اور آپ کے اور لوگوں کے بیچ میں سترہ نہ تہا اور نکالا اوسکو اصحاب سنن نے اور اوسکے راوی ثقہ میں مگر یہ حدیث معلول ہے تو امام بخاری نے اشارہ کیا اوسکی ضعف کی طرف اور یہ بیان کیا کہ سترہ لگانا چاہیے اور مقاموں میں چاہیے ویسے ہی مکہ میں بھی چاہیے اور دلیل لی اسپر ابوجحیفہ کی حدیث سے اور شافعیہ کا مشہور مذہب یہی ہے اور انکے نزدیک مکہ میں بھی نمازی کے

سامنے سے گذرنا منع ہے اور بعض فقہانے طواف کرنیوالوں کے لیے اسکو معاف کیا ہے بوجہ ضرورت کے اور بعض حنابلہ کا یہ قول ہے کہ تمام مکہ میں نمازی کے سامنے سے گذرنا جائز ہے (فتح الباری) قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو چیز صالحین کے جسم سے لگے اوس سے برکت لے سکتے ہیں **باب** الصّلٰوۃ الی الاسطوانۃ تھم اور ستون کیطرف نماز پڑہنا وَقَالَ عُمَرُ الْمُصَلُّوْنَ اَحَقُّ بِالسَّوَارِیْ مِنَ الْمُتَحَدِّثِیْنَ اِلَیْھَا اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ نماز پڑہنے والے زیادہ حقدار ہیں ستونوں کے بات کرنے والوں سے جو ٹیکا دیے ہوں اوپر اس تعلیق کو ابن ابی شیبہ اور حمیدی نے وصل کیا ہمدان کے طریق سے جو قاصد تہا حضرت عمرؓ کا یمن والوں کیطرف اور نماز پڑہنے والوں کا حق ستونوں پر اسوجہ سے زائد ہوا کہ اون کو عبادت کے لیے اسکی آڑ درکار ہے اور بات کرنے والے بہی گو ٹیک کے لیے اون کے محتاج ہیں مگر باتین کرنا کوئی عبادت نہیں (فتح الباری) وَرَاٰی عُمَرُ رَجُلًا يُّصَلِّیْ بَيْنَ اُسْطُوَانَتَيْنِ فَاَدْنَاهُ اِلٰی سَارِيَةٍ فَقَالَ صَلِّ اِلَيْهَا اور حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو دیکہا دو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑہتے ہوئے تو اوسکو نزدیک کر دیا ایک ستون کے اور کہا نماز پڑہ اوسکیطرف **ف** حافظ نے کہا ابو ذر اور اصیلی وغیرہ کی روایتوں میں ابن عمرؓ ہے اور بعض راویوں نے عمر کہا ہے اور وہی ٹہیک معلوم ہوتا ہے کیونکہ ابن ابی شیبہ نے اس قصے کو نکالا معاویہ بن قرہ بن ایاس مزنی سے اونہوں نے اپنے باپ سے وہ صحابی تہے اونہوں نے کہا حضرت عمرؓ نے مجہکو دیکہا پہر بیان کیا یہی قصہ اوس میں یہ زیادہ ہے کہ اونہوں نے میری گدّی تہامی اور امام بخاری یہ تعلیق اسلیے لائے کہ آگے کی حدیثوں میں جو ستون کے پاس نماز پڑہنے کا یا ستونوں کیطرف لوگوں کے لیکنے کا ذکر ہے اوس سے یہی مراد ہے کہ ستون کی طرف نماز پڑہنا **حَدَّثَنَا** الْمَكِّیُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ اَبِیْ عُبَيْدٍ قَالَ كُنْتُ اٰتِیْ مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ فَيُصَلِّیْ عِنْدَ الْاُسْطُوَانَةِ الَّتِیْ عِنْدَ الْمُصْحَفِ فَقُلْتُ يَا اَبَا مُسْلِمٍ اَرَاكَ تَتَحَرَّی الصَّلٰوةَ عِنْدَ هٰذِهِ الْاُسْطُوَانَةِ قَالَ فَاِنِّیْ رَاَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّی الصَّلٰوةَ عِنْدَهَا **ترجمہ** یزید بن ابی عبید نے کہا میں سلمہ بن اکوع کے ساتھ آیا کرتا (مسجد نبوی میں) وہ نماز پڑہتے اوس ستون کے پاس جو مصحف کے پاس ہے میں نے کہا اے ابو مسلم (یہ کنیت ہے سلمہ کی) میں تم کو دیکہتا ہوں تم قصد کر کے اس ستون کے پاس نماز پڑہتے ہو اونہوں نے کہا مینے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا آپ قصد کر کے اوسکے پاس نماز پڑہتے تہے **ف** حافظ نے کہا یہ حدیث تیسری ثلاثی ہے امام بخاری کی اور اس سند میں

امام بخاری اپنے استاذ امام احمد بن حنبل کے برابر ہو گئے کیونکہ امام احمد نے بہی مسند مین اس حدیث کو مکی بن ابراہیم سے نکالا اور جو کہا وہ ستون جو مصحف کے پاس ہے اس سے یہ نکلتا ہے کہ مصحف کا مقام ایک خاص مقام تہا مسجد نبوی مین اور مسلم کی روایت مین ہی کہ صندوق کے پیچہے نماز پڑہتے تہے اور شاید یہ صندوق اوسی مصحف کا ہو اور ہمارے بعض مشائخ نے اس ستون کی تحقیق کی ہے اونہون نے کہا وہ بیچ کا ستون ہے روضہ مکرمہ مین اب اوسکو مہاجرین کا ستون کہتے ہین اور حضرت عائشہ سے منقول ہی اونہون نے کہا اگر لوگ اس ستون کو پہچانتے تو اوسپر قرعے ڈالتے اور انہون نے چپکے سے وہ ستون عبد اللہ بن زبیر کو بتلا دیا تہا تو عبد اللہ اکثر وہین نماز پڑہتے پہر مین نے یہ مطلب ابن نجار کی تاریخ مدینہ مین پایا اونہون نے اتنا زیادہ کہا ہے کہ قریش کے مہاجرین اوس ستون کے پاس اکٹہے ہوتے اور ان سے پہلے محمد بن حسن نے تاریخ مدینہ مین اوسکو بیان کیا ہے (فتح الباری) قسطلانی نے کہا یہ مصحف وہ ہی جو حضرت عثمان کے عہد سے مسجد نبوی مین رکہا تہا اور اس حدیث کو مسلم اور ابن ماجہ نے بہی نکالا صلوۃ مین **حدثنا** قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ كِبَارَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَدِرُونَ السَّوَارِيَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ وَزَادَ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَنَسٍ حَتَّى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** انس سے روایت ہے مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے صحابہ کو دیکہا وہ لپکتے تہے مغرب کی (اذان) کیوقت ستونون کی طرف شعبہ نے اتنا اور بڑہایا یہانتک کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوتے **ف** ہوتا آپکے ساتہہ فرض پڑہتے اور یہ لپکنا آپکے برآمد ہونے سے پہلے ستونون کیطرف اسواسطے ہوتا کہ مغرب کی سنتین ادا کرین چنانچہ مولف نے شعبہ کی روایت کو کتاب الاذان مین نکالا اوس مین یہ ہے کہ وہ دو رکعتین پڑہتے مغرب سے پہلے حافظ نے کہا خدا چاہے تو اس حدیث کی مباحث وہین ذکر کرین گے اور یہ بہی بیان کرینگے کہ یہ بڑے صحابہ کرام کون تہے

باب الصَّلٰوةِ بَيْنَ السَّوَارِي فِي غَيْرِ جَمَاعَةٍ

جب جماعت نہ ہو تو ستونون کے بیچ مین نماز پڑہنا جائز ہے **ف** لیکن اگر جماعت ہو تو ستونون کے بیچ مین کہڑا ہونا مکروہ ہے کس لیے کہ ایسا کرنے سے صف قطع ہو جاویگی اور جماعت مین صفون کا برابر کرنا ضرور ہے اور رافعی نے شرح مسند مین کہا کہ امام بخاری نے باب کی حدیث سے اسپر دلیل لی کہ اگر جماعت نہ ہو تو ستونون کے بیچ مین نماز پڑہنے مین کوئی قباحت نہین لیکن اولے یہ ہے کہ منفرد بہی ستون کو سامنے کرکے نماز پڑہے اسپر بہی

اگر کوئی جماعت میں دو ستونوں کے بیچ میں کھڑا ہو تو وہ ایسا ہی نہ ہے جیسے ستون کو سامنے کرکے کھڑا ہو میں کہتا ہوں اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھنے سے تو ممانعت آئی ہے حاکم نے اسکو انس رضی اللہ عنہ سے نکالا باسناد صحیح اور یہ حدیث تینوں سنن میں موجود ہے اور ترمذی نے اوسکو حسن کہا محب طبری نے کہا ایک جماعت نے ستونوں کے درمیان صف کرنے کو مکروہ رکھا ہے کیونکہ اس سے ممانعت وارد ہوئی اور یہ کراہت اوسی موقع پر ہے جب جگہ کی تنگی نہ ہو اور حکمت اوس میں یہ ہے کہ صف قطع نہ ہو یا یہ ہے کہ ستونوں کے بیچ میں جوتے رکھے جاتے ہیں اور قرطبی نے کہا بعضوں نے نقل کیا کہ سبب کراہت کا یہ ہے کہ مسلمان جن وہاں نماز پڑھتے ہیں (فتح الباری) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَبِلَالٌ فَاَطَالَ ثُمَّ خَرَجَ وَكُنْتُ اَوَّلَ النَّاسِ دَخَلَ عَلٰى اَثَرِهٖ فَسَاَلْتُ بِلَالًا اَيْنَ صَلّٰى قَالَ بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ اور بلال اور آپ دیر تک وہاں ٹھیرے پھر باہر نکلے اور میں سب لوگوں سے پہلے آپکے بعد اندر گیا تو میں نے بلال سے پوچھا آپنے کہاں نماز پڑھی اونہوں نے کہا آگے کے دو ستونوں کے بیچ میں حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ فَاَغْلَقَهَا عَلَيْهِ وَمَكَثَ فِيْهَا فَسَاَلْتُ بِلَالًا حِيْنَ خَرَجَ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ يَّسَارِهٖ وَعَمُوْدًا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَثَلَاثَةَ اَعْمِدَةٍ وَّرَاءَهٗ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَقَالَ اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ قَالَ عَمُوْدَيْنِ عَنْ يَّمِيْنِهٖ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے اندر گئے اور اسامہ بن زید اور بلال اور عثمان بن طلحہ حجبی (یہ عثمان کلید دار تھے کعبہ کے حجبی نسبت ہے حجاب کعبہ کی طرف اب تک کلید خانہ کعبہ کی اُنہی کے خاندان میں ہے) پھر آپنے بند کر لیا کعبہ کو (یعنے اندر سے دروازہ) اپنے اوپر اور وہاں دیر کی جب آپ برآمد ہوئے تو میں نے بلال سے پوچھا آپنے (اندر) کیا کیا بلال نے کہا آپنے ایک ستون بائیں طرف کیا اور دو اپنی طرف اور تین ستون اپنے پیچھے کیے اُس زمانے میں خانہ کعبہ چھ ستونوں پر تھا

پہر نماز پڑہی اسمعیل بن ابی اویس کی روایت مین مالک سے یون ہے کہ دو ستونون کو داہنی طرف کیا
ف حافظ نے کہا حیثیت نہ کعبہ چہ ستونون پر تہا تو پہلی روایت مین جو ہے کہ ایک ستون بائین طرف
کیا ایک داہنی طرف اسمین اشکال ہوتا ہے بلکہ ایک طرف دو ستون ہوتا ہے اور سیوا اسکی امام بخاری
نے اسماعیل کی روایت بیان کی اوس مین یہ ہے کہ داہنی طرف دو ستون کیے اور بعضون نے دونون
روایتون مین اسطرح تطبیق کی ہے کہ حضرت کے بعد پانچ ستون ہوگئے تہے اور آپ کے عہد مین چہہ ستون
تہے پہر ایک ایک ستون داہنے اور بائین جس روایت مین ہے وہ محمول ہے بعد کی حالت پر اور دو کی روایت
محمول ہے حضرت کے عہد کی حالت پر اور کرمانی نے یون جواب دیا کہ عمود کا لفظ جنس ہے اوسکا اطلاق
ایک اور متعدد پر بہی ہو سکتا ہے اور احتمال ہے کہ تین ستون اخیر کے برابر برابر نہ ہون بلکہ دو اون مین
سے برابر ہون اور ایک ہٹا ہوا اور اگلی حدیث مین جو ہے کہ آگے کے دو ستونون کے بیچ مین یہ موید ہے
اس احتمال کو اور مجاہد کی روایت جو اوپر گذری اوس سے بہی یہی نکلتا ہے اور اسمعیل کی مطابق روایت
کیا ابن قاسم اور قعنبی اور ابو مصعب اور محمد بن الحسن اور ابو حذافہ اور شافعی اور ابن مہدی نے ایک
روایت مین امام مالک سے اور جمہور نے عبد اللہ بن یوسف کی طرح ایک ستون داہنی طرف اور ایک ستون
بائین طرف روایت کیا ہے اور یحیے بن یحیے نیشاپوری نے مسلم کی روایت مین امام مالک سے اولٹا
روایت کیا ہے یعنے دو ستون بائین طرف اور ایک ستون داہنی طرف (فتح مختصرًا) نیل مین ہے
کہ احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے نکالا عبد الحمید بن محمود سے اونہون نے کہا ہمنے امیرون
مین سے ایک امیر کے پیچہے نماز پڑہی تو لوگون نے ہم کو لاچار کر دیا آخر ہمنے نماز پڑہی دو ستونون کے
بیچ مین جب ہم نماز پڑہ چکے تو انس نے کہا ہم تو اس بات سے بچتے تہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
مین ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور ابو حاتم نے کہا کہ عبد الحمید ایک شیخ تہا اور دار قطنی نے کہا وہ
کوفہ والا تہا ثقہ تہا اوس سے حجت لیجاویگی عبد الحق نے اس حدیث کو ضعیف کہا بوجہ عبد الحمید کے اور
کہا حجت نہ لیجاویگی اوسکی حدیث سے ابن قطان نے انکار کیا اور کہا کہ عبد الحمید کا ضعف انکو کہان
سے معلوم ہوا کسینے اوسکو ضعیفون مین ذکر نہین کیا اور ابو حاتم کے شیخ کہنے سے اوسکا ضعف لازم
نہین آتا بلکہ یہ نکلتا ہے کہ وہ مشہور علما مین سے نہ تہا اور نسائی نے عبد الحمید کا ذکر کیا اور کہا وہ ثقہ تہا
اور ابن ماجہ نے روایت کیا معاویہ بن قرہ سے اونہون نے اپنے باپ سے کہ ہم منع کیے جاتے تہے ستونون

کے درمیان صف کرنے سے آنحضرت صلعم کے زمانے مین اور ہنکائے جاتے تھے ستونون کے بیچ مین سے اسکے اسناد مین ہارون بن مسلم بصری ہے ابوحاتم نے کہا وہ مجہول تھا اور شاہد ہے اسکے وہ جو نکالا حاکم نے اور کہا صحیح ہے انس سے کہ ہم منع کیے جاتے تھے ستونون کے بیچ مین نماز پڑھنے سے اور ہانکے جاتے تھے وہان سے اور انس نے کہا مت نماز پڑھو ستونون کے بیچ مین اور پورا کرو صفون کو اور ان حدیثون سے بظاہر یہ نکلتا ہے کہ ستونون کے بیچ مین نماز پڑھنا حرام ہے اور بعض اہل علم نے اوسکو مکروہ کہا ہے ترمذی نے کہا بعض علما نے مکروہ جانا ہے ستونون کے درمیان صف باندھنے کو اور یہی قول ہے امام احمد اور اسحاق کا اور بعض علما نے اسکی اجازت دی ہے اور نخعی نے اوسکو مکروہ رکھا ہے اور سعید بن منصور نے اپنی سنن مین اسکی کراہت نقل کی ہے ابن مسعود اور ابن عباس اور حذیفہ سے ابن سید الناس نے کہا ان صحابہ کے خلاف کسی صحابی کا قول معلوم نہین ہوتا اور ابوحنیفہ اور مالک اور شافعی اور ابن منذر نے اوسکی اجازت دی ہے اور کہا ہے کہ حضرت سے ثابت ہے کعبہ کے اندر ستونون کے درمیان نماز پڑھنا ابن رسلان نے کہا حسن اور ابن سیرین نے بھی اوسکو جائز رکھا ہے اور سعید بن جبیر اور ابراہیم تیمی اور سوید بن غفلہ اپنے لوگون کی امامت کرتے تھے دو ستونون کے درمیان اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے ابن عربی نے کہا تنگی اور ہجوم کے وقت تو یہ امر بالاجماع جائز ہے اور گنجایش کے وقت مکروہ ہے جماعت کے لیے لیکن اکیلے شخص کے لیے درست ہے اور حضرت نے کعبے کے اندر ستونون کے درمیان نماز پڑھی ہے شوکانی نے کہا اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ انس کی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تنگی اور ہجوم کے وقت بھی ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ اوس مین یہ ہے کہ لاچار کر دیا ہم کو لوگون نے اور قرہ کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ستونون کے درمیان صف کرنا منع ہے نہ وہان نماز پڑھنا تو اس سے فرق نکلتا ہے جماعت اور منفرد کا پر انس کی دوسری حدیث مین نماز کی ممانعت وہان مذکور ہے اور ممکن ہے کہ اس سے جماعت کی نماز مراد ہو کیونکہ مطلق محمول کیا جاتا ہے مقید پر علاوہ اسکے کعبے کے اندر حضرت صلعم نے دو ستونون کے بیچ مین نماز پڑھی یہ بھی دلالت کرتا ہے کہ ممانعت جماعت کی ہے نہ بالانفراد پڑھنے کی اس صورت مین ممانعت خاص ہوگی اُن مقتدیون کی نماز سے جو ستونون کے درمیان کھڑے ہون نہ امام اور منفرد کی نماز سے اور یہ قول سب سے زیادہ اچھا ہے اور جن لوگون نے مقتدیون کو امام یا منفرد پر قیاس کیا ہے انکا قیاس فاسد ہے کیونکہ مخالف ہے احادیث مذکورہ بالا کے انتہی ما قال الشوکانی مترجم کہتا ہے اوپر کی تقریر سے یہ ثابت ہوا کہ امام احمد اور اسحق

کا مذہب حق ہے کہ ستونوں کے بیچ میں صف باندھنا مکروہ ہو البتہ امام یا اکیلے نماز پڑھنے والا وہاں پڑھ سکتا ہے اور حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ کا مذہب اس مسئلہ میں خطا ہے اور شاید اونکے اماموں کو اوپر کی حدیثیں صحت کے ساتھ نہیں پہونچیں ورنہ وہ ہرگز مخالفت نکرتے انکی اور ہمارا گمان تمام ائمہ مجتہدین کے ساتھ ایسا ہی ہے اسعد اونپر رحم کرے اور انکی خطائیں معاف فرماوے **باب** اصیلی کی روایت میں باب کا لفظ نہیں ہے اور یہ گویا فصل ہے باب اول کی لیکن اس میں ستونوں کے درمیان نماز کا ذکر نہیں ہو البتہ قبلہ کی دیوار کا فاصلہ مذکور ہے (فتح) **حدثنا** ابراهيم بن المنذر قال حدثنا ابو ضمرة قال حدثنا موسى بن عقبة عن نافع ان عبد الله كان اذا دخل الكعبة مشى قبل وجهه حين يدخل وجعل الباب قبل ظهره فمشى حتى يكون بينه وبين الجدار الذي قبل وجهه قريبا من ثلاث اذرع صلى يتوخى المكان الذي اخبره به بلال ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى فيه قال وليس على احد باس ان يصلي في اي نواحي البيت شاء **ترجمہ** عبد اللہ بن عمرؓ جب کعبہ کے اندر جاتے تو سامنے چلے جاتے اپنے مونہہ کیطرف جب اندر گھستے اور کعبہ کے دروازے کو اپنی پشت کیطرف کرتے پھر چلتے یہانتک اون میں اور دیوار میں جو انکے مونہہ کے سامنے ہوتی تین ہاتھ کے قریب فاصلہ رہ جاتا کعبہ کے اندر عبد اللہ نماز پڑھتے اور اس مقام کو ڈھونڈتے جہاں بلال نے اونسے بیان کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ابن عمرؓ نے کہا کچھ قباحت نہیں اگر کوئی شخص کعبہ کی جس کونے میں چاہے نماز پڑھے **ف** یعنی کعبہ کے اندر ہر جگہہ اور ہر طرف نماز جائز ہے پر عبد اللہ حضرتؐ کی پیروی کا بہت خیال رکھتے اسوسطے جہاں اور جدہر حضرتؐ نے نماز پڑہی تہی وہیں اور اودہر ہی وہ نماز پڑہتے تو غرض عبد اللہ کی یہی کہ کعبہ میں نماز جائز ہونیکی یہ شرط نہیں کہ اوسی جگہہ نماز پڑھے جہاں حضرتؐ نے نماز پڑہی تہی گو اوسکے اولی ہونے میں شک نہیں

باب الصلوة الى الراحلة والبعير والشجر والرحل اونٹنی اور اونٹ اور درخت اور اونٹ کی پالان کیطرف نماز پڑھنا **حدثنا** محمد بن ابي بكر المقدمي البصري قال حدثنا معتمر عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كان يعرض راحلته فيصلي اليها قلت افرأيت اذا هبت الركاب قال كان ياخذ الرحل فيعدله فيصلي الى اخرته او قال مؤخره وكان ابن عمر يفعله **ترجمہ** عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی کو عرض میں بٹھاتے پھر اوسکی طرف نماز پڑھتے عبید اللہ نے کہا میں

نافع سے کہا بھلا جسوقت اونٹ بگڑتے (اسوقت حضرت کیا کرتے) نافع نے کہا آپ پالان کو لیتے اوسکو اپنے سامنے کہڑا کرتے پہر اوسکی پچہلی لکڑی کی طرف نماز پڑہتے (پچہلی لکڑی وہ جسپر سوار ٹیکا دیتا ہے) اور ابن عمر بہی ایسا کرتے **ف** یعنے جب اونٹ بگڑے ہوتے تو پالان کو سیدہا کرکے اوسکی طرف نماز پڑہتے حافظ نے کہا حدیث میں اونٹنی اور پالان کا ذکر ہے تو امام بخاری نے اونٹ کو اونٹنی پر قیاس کیا یا اشارہ کیا اس حدیث کی دوسرے طریق کیطرف جسکو روایت کیا ابو خالد نے عبید اللہ بن عمر سے اونہوں نے نافع سے اوس میں یہ ہے کہ آپ اپنے اونٹ کی طرف نماز پڑہتے اور عبد الرزاق نے نکالا کہ ابن عمرؓ اونٹ کی طرف نماز پڑہنا مکروہ جانتے مگر جسوقت اوسکے اوپر پالان ہو اور درخت کو پالان پر قیاس کیا اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف کہ تونے ہمکو دیکہا ہوتا بدر کے دن ہم میں کوئی آدمی ایسا نہ تہا جو سو نہ گیا ہو سوا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے آپ ایک درخت کی طرف نماز پڑہتے رہے دعا کرتے رہے صبح تک نکالا اوسکو نسائی نے باسناد حسن اور اس حدیث میں یہ قول قُلْتُ فَاِذَا ھَبَّتِ الرِّکَابُ اخیر تک ظاہر میں نافع کا قول معلوم ہوتا ہے لیکن اسماعیلی کی روایت سے نکلتا ہے کہ وہ عبید اللہ کا قول ہے اونہوں نے پوچہا نافع سے اس صورت میں نافع کا بیان حدیث مرسل ہوگا کس لیے کہ اونہوں نے حضرتؐ کو نہیں پایا قرطبی نے کہا اس حدیث میں دلیل ہے کہ جانور تہما ہوا ہووے تو اوسکو نماز کے لیے سترہ کر سکتے ہیں اور یہ حدیث اوس حدیث کے خلاف نہیں جس میں اونٹوں کے بٹہانیکی جگہہ میں نماز پڑہنے کی ممانعت ہے کیونکہ ممانعت اون جگہوں میں ہے جہان اونٹوں کو پانی کے پاس بٹہاتے ہیں عربی میں انکو معاطن کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ شاید اس حدیث میں جو مذکور ہے وہ آپنے سفر میں کیا ضرورت کیوقت اور نظیر اوسکی یہ ہے کہ نماز پڑہی آپنے اوس تخت کی طرف جسپر عورت تہی یہ بہی ضرورت سے کیا کہ گہر تنگ تہا اور شافعی نے جو کہا ہے کہ عورت اور جانور کو سترہ نکرے اسکا یہ مطلب ہے کہ بے ضرورت ایسا نکرے اور عبد الرزاق نے ابن عیینہ سے نکالا اونہوں نے عبید اللہ بن دینار سے کہ ابن عمر مکروہ جانتے تہے اونٹ کی طرف نماز پڑہنا مگر جب اوسکے اوپر زین ہو اور شاید اسکی وجہ یہ ہے کہ زین جب اونٹ کی پیٹہ پر ہوتا ہے تو وہ تہما اور خاموش رہتا ہے اور فقہانے پالان کی پچہلی لکڑی کا اندازہ ایک ہاتہہ یا دو تہائی ہاتہہ کا کیا ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے لیکن عبد الرزاق نے مصنف میں نافع سے نکالا کہ ابن عمر کے پالان کی پچہلی لکڑی ایک ہاتہہ کے برابر تہی انتہے مختصراً قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم اور نسائی نے بہی نکالا منتقے الاخبار میں ایک باب قائم کیا اسکا کہ اگر

کوئی آدمی نماز پڑھے اللہ کے سامنے آدمی ہو یا چوپایہ ہو اور ذکر کیا اوس مین حضرت عائشہؓ کی حدیث کا جسکو نکالا جماعت نے سوا ترمذی کے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم رات کی نماز پڑھتے اور مین آپکے اور قبلہ کے بیچ مین آڑی پڑی ہوتی جیسے جنازہ پڑا ہوتا ہے پھر جب آپ وتر پڑھنے لگتے تو مجھکو جگا دیتے مین وتر پڑھ لیتی اور ذکر کیا میمونہؓ کی حدیث کا جسکو نکالا بخاری اور مسلم نے کہ وہ حائضہ ہوتین اور آپکی نماز کی جگہہ کے برابر سوتی رہتین آپ سجدہ گاہ پر نماز پڑھتے جب سجدہ کرتے تو میمونہؓ کا کچھ کپڑا آپسے لگ جاتا اور ذکر کیا فضل بن عباس کی حدیث کا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عباس کی زیارت کی ایک جنگل مین وہان ہماری ایک کتیا تھی ایک گدھی تھی جو چرتی تھی تو حضرتؐ نے عصر کی نماز پڑھی اور یہ دو نو جانور آپکے سامنے تھے نہ ہٹائے گئے نہ وہ ہٹے گئے نکالا اوسکو احمد اور نسائی اور ابو داؤد نے بھی ایسا ہی نکالا شوکانی نے کہا حضرت عائشہؓ کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سونے والے کیطرف نماز پڑھنا جائز ہے بلا کراہت اور مجاہد اور طاؤس اور مالک اور مجاہد کا یہ قول ہے کہ مکروہ ہے اور انہوں نے دلیل لی ابن عباسؓ کی حدیث سے جس کو نکالا ابو داؤد اور ابن ماجہ نے کہ مت نماز پڑھو سونیوالے اور باتین کرنے والے کے پیچھے ابو داؤد نے کہا اس حدیث کی سب طریق ضعیف ہین اور نووی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے باتفاق حافظین اور اس باب مین طبرانی نے ابو ہریرہؓ سے نکالا اور ابن عدی نے ابن عمرؓ سے لیکن یہ دونون روایتین ضعیف ہین اور میمونہؓ کی حدیث سے یہ نہین نکلتا کہ وہ آپکے سامنے تھین نماز مین اور بعضون نے اس سے یہی دلیل لی ہے کہ عورت کا نمازی کے سامنے سے نکل جانا نماز کو نہین توڑتا ابن بطال نے کہا یہ حدیث اور اسکے مشابہ دوسری حدیثین اُنسے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عورت نمازی اور قبلہ کے بیچ مین بیٹھی رہ سکتی ہے لیکن یہ نہین نکلتا کہ نمازی کے سامنے سے نکل جانا عورت کا جائز ہے اور فضل بن عباس کی حدیث کے اسناد مین محمد بن عمر بن علی اور عباس بن عبید اللہ بن عباس ہین یہ دونون سچے ہین منذری نے کہا بعضون نے کہا کہ اس حدیث کے اسناد مین گفتگو ہے اور اس حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ کتا اور گدھا نماز کو نہین توڑتا اور اسکی بحث انشاء اللہ تعالیٰ آگے آویگی لیکن اس حدیث مین یہ مذکور نہین کہ وہ کتیا کالے رنگ کی تھی نہ یہ کہ گدھی اور کتیا نماز مین آپکے سامنے سے گذرے اور صرف سامنے ہونا محل نزاع سے متعلق نہین ہے لیکن یہ مختصرا

باب الصلوٰۃ الی السریر

تخت کی طرف نماز پڑھنا حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اَعْدَلْتُمُوْنَا بِالْکَلْبِ وَالْحِمَارِ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ مُضْطَجِعَۃً عَلَی السَّرِیْرِ

فَیَجِیءُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَتَوَسَّطُ السَّرِیْرَ فَیُصَلِّی فَاَکْرَہُ اَنْ اُسَنِّحَہٗ فَاَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلَیِ السَّرِیْرِ حَتّٰی اَنْسَلَّ مِنْ لِحَافِیْ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے اونہون نے کہا تم نے ہمکو برابر کر دیا کتوں کے اور گدہے کے یہ کہہ کر کہ عورت اور کتے اور گدہے کو سامنے نکلجانے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے ؟ اور مین نے تو اپنے تئین تخت پر لیٹا ہوا دیکہا ہے پہر جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے بیچ تخت پر اور نماز پڑہتے مجہکو برا معلوم ہوتا کہ مین آپکے سامنے سیدہی ہون تو مین آہستہ سے تخت کے دونو پاؤن کیطرف سے کہسک جاتی یہانتک کہ اپنی لحاف سے باہر نکلجاتی **ف** اسماعیلی نے اعتراض کیا کہ باب کیحدیث سے تخت پر نماز پڑہنا نکلتا ہے نہ تخت کیطرف نماز پڑہنا مگر مولف نے جو روایت سفیان سے نکالی مسروق سے اونہون نے عائشہ سے اوسمین یہ ہے کہ آپ نماز پڑہتے اور تخت آپکے اور قبلہ کے بیچمین ہوتا تو اس روایت کو اس باب مین ذکر کرنا تہا اور کرمانی نے یہ جواب دیا کہ ترجمہ باب میں الی علے کے معنون مین ہے مین کہتا ہون اس تاویل کی ضرورت نہین فیتوسط السریر کا ترجمہ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ تخت کو اپنے اور قبلے کے بیچ مین کر لیتے تیسیر القاری مین ہے کہ بعض نسخون مین فیوسط السریر ہے اور یہ صاف ہے اس مطلب مین حافظ نے کہا مسروق کی روایت سے یہ نکلتا ہے کہ یتوسط السریر سے یہان دوسرا ترجمہ مراد ہے اور وہ موافق ہے ترجمہ باب کے قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم نے نکالا صلوۃ مین

بَابٌ یَرُدُّ الْمُصَلِّیْ مَنْ مَرَّ بَیْنَ یَدَیْہِ جو شخص نمازی کے سامنے سے گذرنا چاہے اوسکو منع کرے (خواہ آدمی ہو یا جانور) وَرَدَّ ابْنُ عُمَرَ الْمَارَّ بَیْنَ یَدَیْہِ فِی التَّشَھُّدِ اور عبد اللہ بن عمرؓ نے روکا اپنے سامنے سے گذرنے والے کو تشہد مین **ف** اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے نکالا اور عبد الرزاق نے اور انکی روایتون مین یہ ہے کہ گذرنیوالے عمرو بن دینار تہے وَ فِی الْکَعْبَۃِ اور کعبہ مین **ف** ابن قرقول نے کہا بعض روایتون مین وفی الرکعۃ ہے یعنی رکوع مین اور یہ زیادہ مناسب ہے مین کہتا ہون جمہور کی روایت فی الکعبۃ ہے اور کعبہ کی تخصیص سے یہ غرض ہے کہ کوئی ایسا خیال نہ کرے کہ مکہ مین نمازی کے سامنے سے گذرنا معاف ہے اور اس اثر کو وصل کیا ابو نعیم نے جو بخاری کے شیخ ہین کتاب الصلوۃ مین صالح بن کیسان کے طریق سے اونہون نے کہا مینے ابن عمرؓ کو دیکہا وہ نماز پڑہتے تہے کعبہ مین تو کسی کو اپنے سامنے سے گذرنے نہین دیتے تہے بلکہ اوسکو پہیر دیتے تہے وَقَالَ اِنْ اَبٰی اِلَّا اَنْ تُقَاتِلَہٗ قَاتِلْہُ اور عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا اگر سامنے سے گذرنیوالا نہ مانے بغیر لڑے تو لڑ اوس سے **ف** یہ جملہ ابن عمرؓ کا اوسکو نکالا عبد الرزاق نے اوس مین یہ ہے کہ تو اپنے سامنے سے کسی کو نہ گذرنے دے نماز پڑہتے مین اگر وہ نہ مانے بغیر لڑے تو لڑ اوس سے تیسیر القاری مین یہ ترجمہ کیا ہے کہ اگر وہ نہ مانے اور سامنے سے گذرنا نہ چہوڑے بغیر مار ڈالے تو مار ڈال اسکو اور اس مسئلہ کی تحقیق آگے آویگی انشاء اللہ تعالی حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا

یونس عن حمید بن ھلال عن ابی صالح ان ابا سعید قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ح وحدثنا
آدم قال حدثنا سلیمان بن المغیرۃ قال حدثنا حمید بن ھلال العدوی قال حدثنا ابو صالح السمان
قال رأیت ابا سعید الخدری فی یوم جمعۃ یصلی الی شیء یسترہ من الناس فاراد شاب من بنی ابی
معیط ان یجتاز بین یدیہ فدفع ابو سعید فی صدرہ فنظر الشاب فلم یجد مساغا الا بین یدیہ
فعاد لیجتاز فدفعہ ابو سعید اشد من الاولی فنال من ابی سعید ثم دخل علی مروان فشکا
الیہ ما لقی من ابی سعید ودخل ابو سعید خلفہ علی مروان فقال ما لک ولابن اخیک یا ابا سعید
قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا صلی احدکم الی شیء یسترہ من الناس فاراد
احد ان یجتاز بین یدیہ فلیدفعہ فان ابی فلیقاتلہ فانما ھو شیطان ؕ ترجمہ ابو صالح سمان ذکوان

سے روایت ہے اونھوں نے کہا میں نے ابوسعید خدری کو دیکھا جمعہ کے دن وہ نماز پڑھتے تھے ایک شے کی آڑ میں تو
بنی ابی معیط کا ایک جوان نے اُنکے سامنے سے گذرنا چاہا (ولید بن عقبہ بن ابی معیط نے) ابوسعید نے ایک مار لگائی
اوسکے سینہ میں اوس جوان نے دیکھا اور جانیکی راہ نپائی مگر ابوسعید کے سامنے سے پھر وہ لوٹا اونکے سامنے سے گذرنے
کے لیے ابوسعید نے ایک اور مار پہلی سے زیادہ سخت لگائی اوس نے ابوسعید کو برا کہا پھر وہ جوان مروان کے پاس گیا اور ابوسعید
نے جو کیا اوسکی شکایت کی ابوسعید بھی اوسکے پیچھے پیچھے مروان پاس گئے مروان نے کہا تو نے کیا کیا اپنے بھتیجے کے ساتھ
(اس سے یہ نکلتا ہے کہ گذرنیوالا ولید بن عقبہ نہ تھا کیونکہ اوسکا باپ عقبہ کفر کی حالت میں مارا گیا) ابوسعید نے کہا میں
نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے سترے کی طرف جو آڑ کرے
اوسکی لوگوں سے پھر کوئی چاہے کہ اوسکے سامنے سے گذر جاوے (یعنی اوسکے اور سترے کے بیچ میں ہو کر) تو دفع کرے اوسکو اگر وہ
نمانے تو لڑے اُس سے کیونکہ وہ شیطان ہے ف حافظ نے کہا ابونعیم نے کتاب الصلوۃ میں نکالا زید بن اسلم سے کہ
ابوسعید کھڑے ہوئے نماز پڑھتے تھے مسجد میں تو ولید بن عقبہ بن ابی معیط آیا اور اُس نے چاہا اُنکے سامنے سے گذرنا
ابوسعید نے اوسکو دفع کیا اوس نے نمانا اور سامنے سے جانا چاہا ابوسعید نے اوسکو دفع کیا اخیر تک اس روایت سے یہ نکلتا
ہے کہ گذرنیوالا ولید بن عقبہ تھا اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اسماعیلی کی روایت میں یوں ہے کہ مروان اُن دنوں مدینہ
کا حاکم تھا حالانکہ مروان معاویہ کی خلافت میں مدینہ کا حاکم ہوا تھا اوس زمانے میں ولید مدینہ میں نہ تھا کیونکہ جب
حضرت عثمان رضی شہید ہوے تو ولید جزیرے میں چلا گیا پھر وہیں رہا یہانتک کہ معاویہ کی خلافت میں مر گیا اور جو لڑائیاں
حضرت علی اور اُنکے مخالفین میں ہوئیں اون میں ولید شریک نہیں ہوا اسکے علاوہ جب مروان مدینہ کا حاکم

تہا تو ولید اوسوقت جوان نہ تہا اور حدیث مین جوان کا لفظ ہی ولید کا سن اوسوقت پچاس کے قریب ہوگا تو شاید یہ گذرنے والا ولید کا لڑکا ہوگا اور عبدالرزاق نے اسحدیث کو نکالا اوس مین بہی یون ہی ہے کہ ایک جوان آیا اور اوسکا نام نہین لیا اور دوسرے طریق مین یہ ہی کہ مروان کا ایک رشتہ دار جانے لگا اور تیسرے طریق مین یون ہی کہ ایک شخص اونکے سامنے سے گذرا بنی مروان مین سے اور نسائی کی روایت مین یون ہی کہ مروان کا ایک بیٹا گزرا اور عبدالرزاق نے سلیمان بن موسی کے طریق سے نکالا اوسمین گذرنے والیکا نام داؤد بن مروان مذکور ہے کہ اوسنے گذرنا چاہا ابوسعید کے سامنے سے اور مروان اون دنون امیر تہا مدینہ کا پہر ذکر کیا حدیث کو اخیر تک اوسپر یقین کیا ابن جوزی اور اونکی تابعین نے کہ یہ شخص داؤد بن مروان تہا اسپر یہ اعتراض ہوتا ہی کہ داؤد بن مروان بنی ابی معیط مین سے کیونکر ہو سکتا ہے اسلیے کہ مروان ابو معیط کا بیٹا نہ تہا بلکہ ابو معیط مروان کے باپ کا چچازاد بہائی تہا اسلیے کہ ابو معیط ابو عمرو بن امیہ کا بیٹا تہا اور مروان کا باپ حکم تہا اور حکم ابو العاص بن امیہ کا بیٹا تہا اور داؤد کی مان نہ مروان کی مان نہ حکم کی مان ابو معیط کی اولاد مین سے تہی تو احتمال ہی کہ داؤد کی نسبت ابو معیط کیطرف رضاعی رشتے سے ہو یا اسوجہ سے کہ داؤد کے نانا عثمان بن عفان ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے مادری بہائی تہے مگر یہ نسبت بعید معلوم ہوتی ہی اور گمان غالب یہ ہی کہ ابوسعید کو یہ واقعہ متعدد بار ہوا کیونکہ مصنف ابن ابی شیبہ مین دوسرے طریق سے ابو سعید سے اسی قصے مین یہ مذکور ہے کہ عبدالرحمان بن حارث بن ہشام نے اونکے سامنے سے گذرنا چاہا اور عبدالرحمن مخزومی تہے انکو ابو معیط سے کچہ نسبت نہتی اور رافعی نے اسحدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ نمازی کو ہٹانے اور روکنے کا حق ہے گو گذرنے والے کو اور کوئی راہ نہ ہو اسلیے کہ حدیث مین یہ ہی کہ اوس جوان نے دیکہا اور جانیکی راہ نہ پائی اور اس مین خلاف ہے امام الحرمین اور ابن رفعہ کا مسلم کی روایت مین یون ہی کہ مارے اوسکے سینہ مین قرطبی نے کہا مراد دفع سے یہ ہے کہ اشارہ سے روکے اور عمدگی سے منع کرے اور یہ جو حدیث مین ہے کہ اوس سے لڑے یعنی دوبارہ اور شدت سے منع کرے پہلی دفعہ سے زیادہ سختی سے اونہون نے کہا علما نے اجماع کیا ہے کہ ہتیار سے لڑنا لازم نہین کیونکہ ایسی لڑائی نماز کے قاعدہ کے اور خشوع کے خلاف ہی اور ایک جماعت شافعیہ نے کہا ہے کہ حقیقۃً لڑنا مراد ہے اور ابن عربی نے اسکو بعید جانا ہے اور کہا ہے کہ مقاتلہ سے مدافعہ یعنے اوسکو ہٹانا اور روکنا مراد ہے اور باجی نے ایک عجیب بات لکہی اونہون نے کہا احتمال ہی کہ مقاتلہ سے لعنت مراد ہو یا سخت گوئی اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ مستلزم ہے نماز مین بات کرنیکو اور وہ باطل کرتا ہے نماز کو برخلاف فعل قلیل کے اور ممکن ہے کہ دعا کے طور پر لعنت کرنا مراد ہو نہ خطاب کے ساتھ لیکن فعل صحابی کا اس معنے کے خلاف ہی اور صحابی زیادہ واقف ہین مراد سے اسماعیلی کی روایت

مین یون ہو اگر وہ انکار کرے تو اوسکے سینے مین مارے اور اوسکو دفع کرے اور اسمین احتمال نکلتا ہے کہ ہاتھ
سے دفع کرنا مراد ہو اور بیہقی نے امام شافعی سے نقل کیا کہ مقاتلہ سے دفع مراد ہے جو پہلے سے زیادہ سخت ہو اور ہمارے
اصحاب نے کہا کہ پہلے اوسکو رد کرے نرمی سے اگر وہ انکار کرے تو سختی سے رد کرے اگرچہ اوسکی نوبت قتل تک
پہونچے پھر اگر قتل کر ڈالے تو اوس پر کچھ سزا نہین کیونکہ شارع نے اوسکا قتل جائز کر دیا اور جائز قتل مین ضمان نہین
ہے اور قاضی عیاض نے کہا کہ علما نے اختلاف کیا ہے کہ اگر نمازی گذرنے والے کو قتل کر ڈالے تو اوسپر دیت واجب
ہوگی یا نہین اور ابن بطال نے نقل کیا کہ نمازی کو بالاتفاق اپنی جگہہ سے چلنا درست نہین اور نہ عمل کثیر کرنا اوسکو
دفع کرنے کیلیے کیونکہ یہ فعل سامنے گذرنے سے بھی زیادہ ہے اور جمہور علما نے کہا کہ اگر گذرنے والا سامنے سے گذر گیا
اور اوس نے دفع نکیا تو اب دفع نکرے کیونکہ دفع سے اوسکو دوبارہ گذرنا پڑیگا اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود
وغیرہ سے نقل کیا کہ دفع کر سکتا ہے اور نووی نے کہا مین کسی فقیہ کو نہین جانتا جسنے دفع کرنے کو واجب کہا
ہو بلکہ ہمارے اصحاب نے تصریح کی کہ وہ مستحب ہے حالانکہ اہل ظاہر کے نزدیک دفع کرنا واجب ہو تو شاید نووی نے
انکے مذہب پر خیال نہین کیا یا اون کے اختلاف کا اعتبار نہین کیا اور یہ جو فرمایا وہ شیطان ہے اسکا مطلب
ہے کہ فعل اوسکا شیطان کا فعل ہے کیونکہ منع کیے سے بھی بری کام سے باز نہین آتا اور نمازی کی نماز کو خراب
کرنا چاہتا ہے اور شیطان کا اطلاق شریر آدمی پر شائع اور مشہور ہے اور قرآن مین آیا ہے شیاطین الانس و
الجن اور ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی دین مین فساد ڈالے وہ شیطان ہے اور اسماعیلی کی
روایت مین ہے کہ اوسکے ساتھ شیطان ہے اور مسلم کی روایت مین ابن عمر سے ہے کہ اوسکے ساتھ ہمزاد ہے
اور ابن ابی جمرہ نے یہ باریکی نکالی ہے کہ اوسکو شیطان فرمانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لڑنے سے حقیقۃً لڑنا مراد نہین
ہے بلکہ شیطان سے لڑائی یہی ہے کہ اعوذ باللہ پڑھے یا اللہ کا نام لیوے اور نماز مین ضرورت سے فعل قلیل جائز
ہے پھر اگر حقیقۃً لڑائی مراد ہو تو فعل کثیر کی اوسمین حاجت ہوگی اور وہ گذرنے سے زیادہ سخت ہو جاویگا
اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے نقل کیا کہ نمازی کے سامنے سے گذرنا اوسکی آدھی نماز خراب کر دیتا ہے اور
ابونعیم نے عمر سے روایت کیا کہ اگر نمازی کو معلوم ہو وہ نقصان جو سامنے گذرنے سے اوسکی نماز مین ہوتا ہے تو
وہ نماز نہ پڑھے مگر شے کیطرف انتہی ما فی فتح الباری مختصراً قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو صفت
ابلیس مین بھی نکالا اور مسلم اور ابوداود نے صلوۃ مین نیل مین ہے کہ ابن مسعود اور عمر کے اثر اگرچہ موقوف
ہین مگر حکماً مرفوع ہین اور انسے یہ نکلتا ہے کہ دفع سے غرض یہ ہے کہ نمازی کی نماز مین خلل نہ ہو باب

اِثْمِ الْمَارِّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ نمازی کے سامنے سے گذرنا کیسا گناہ ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ اَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّ زَیْدَ بْنَ خَالِدٍ اَرْسَلَہٗ اِلٰی اَبِیْ جُھَیْمٍ یَسْاَلُہٗ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَارِّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ فَقَالَ اَبُوْ جُھَیْمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ یَعْلَمُ الْمَارُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَیْہِ لَکَانَ اَنْ یَّقِفَ اَرْبَعِیْنَ خَیْرًا لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّمُرَّ بَیْنَ یَدَیْہِ قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَا اَدْرِیْ قَالَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا اَوْ شَھْرًا اَوْ سَنَۃً ترجمہ بسر بن سعید سے روایت ہے زید بن خالد نے انکو ابوجہیم رعبداللہ انصاری کے پاس بہیجا یہ پوچہنے کو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے اوس شخص کے باب مین جو گذرے نمازی کے سامنے سے ابوجہیم نے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نمازی کے سامنے سے گذرنیوالا جانتا جو گناہ اوسپر ہے البتہ اگر چالیس تک کہڑا رہتا تو اوسکے لیے بہتر ہوتا اوسکے سامنے گذرنے سے - ابوالنضر رسالم بن ابی امیہ نے کہا مین نہین جانتا بسر نے چالیس دن کہے یا چالیس مہینے یا چالیس برس ف حافظ نے کہا سامنے گذرنے سے یہ مراد ہے کہ نمازی کے قریب سے گذرے اور اوسکی حد مین اختلاف ہے بعضون نے کہا کہ سجدہ کے مقام اور نمازی کے بیچ مین سے گذرے اور بعضون نے کہا تین ہاتھ کے اندر نمازی سے اور بعضون نے کہا پتھر کی مار کے اندر اور کشمیہنی کی روایت مین گناہ کی تصریح ہے اور راویتون مین گناہ کا لفظ نہین اور موطا مین بہی گناہ کا لفظ نہین ہے البتہ ابن ابی شیبہ کی روایت مین ہے یعنے من الاثم اور نووی نے کہا عبدالقادر رہاوی کی اربعین حدیث مین بہی یون ہے مَاذَا عَلَیْہِ مِنَ الْاِثْمِ اور ابن ماجہ اور ابن حبان کی روایت مین ابوہریرہ سے یون ہے البتہ اگر وہ سو برس تک ٹہیرا رہتا تو بہتر تہا اوسکے لیے ایک قدم چلنے سے جو چلا اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ چالیس کی قید اس روایت مین محض مبالغہ کے لیے ہے اور طحاوی نے کہا کہ پہلے چالیس فرمایا پہر سو کر دیے اس امر کو بڑا کرنے کے لیے اور بزار کی روایت مین چالیس خریف مین رخریف بہی سال کو کہتے ہین) نووی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نمازی کے سامنے سے گذرنا حرام ہے اور شاید وہ کبیرہ گناہ ہو اور حدیث سے یہ بہی نکلا کہ اپنے ساتہی سے علم کی بات دریافت کرنا تحقیق کرنا خبر واحد پر اعتماد کرنا اور ابن بطال نے اوس سے یہ نکالا ہے کہ گناہ اوسپر ہے جو جان بوجہکر یہ کام کرے اور یہ بہی نکلا کہ گناہ اوسپر ہے جو نمازی کے سامنے سے گذر جاوے نہ اوسپر جو نمازی کے سامنے عمداً کہڑا رہے یا بیٹہ جاوے یا سو جاوے اور بعض مالکیہ نے اوسکو خاص کیا ہے امام اور منفرد سے کیونکہ مقتدی کے سامنے گذرنے سے قباحت نہین جب امام کے سامنے سترہ ہو اسلیے کہ امام کا سترہ مقتدی کو بہی کفایت کرتا ہے اور یہ وجہ درست

نہیں کیونکہ سترے کا کافی ہونا مقتدی کے لیے اسکا اثر یہ ہو کہ امام کے سترے سے مقتدی کی نماز میں خلل نہیں آتا نہ یہ کہ سامنے گذرنیوالے پر حرج نہ ہو پس امام اور مقتدی اور منفرد سب اس میں برابر ہیں اور ابن دقیق العید نے کہا کہ بعض فقہای مالکیہ نے اس مسئلہ میں گذرنیوالے اور نمازی کے لیے چار صورتیں کی ہیں ایک یہ کہ نمازی سترہ کی آڑ میں نماز پڑھے اور جہان نماز پڑھتا ہے وہ رستہ نہ ہو اور گذرنے والے کو دوسرا رستہ موجود ہو اس صورت میں گذرنیوالا گنہگار ہوگا اور نمازی گنہگار نہ ہوگا دوسرے یہ کہ نمازی رستہ میں نماز پڑھے بغیر سترہ کے یا سترے سے فاصلہ پر اور گذرنے والے کو دوسری راہ نہ ہو اس صورت میں نمازی گنہگار ہوگا نہ گذرنے والا تیسری مثل دوسری صورت کے لیکن اتنا فرق ہو کہ گذرنے والے کیلیے دوسری راہ بھی ہو اس صورت میں دونوں گنہگار ہونگے چوتھی مثل پہلی صورت کے لیکن فرق اتنا ہے کہ گذرنے والے کو دوسرا رستہ نہ ہو اس صورت میں دونو گنہگار نہ ہوں گے اور ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نمازی کے سامنے سے ہر حال میں گذرنا منع ہے گو دوسرا رستہ نہ ملے ایسی حالت میں ٹھیر جانا چاہیے یہانتک کہ نمازی نماز سے فارغ ہو اور مؤید ہے اسکے ابو سعید کا قصہ جو اوپر گذرا اس میں یہ ہے کہ جوان نے جانیکی دوسری راہ نہ پائی اور ابو العباس سراج کی روایت میں یوں ہے ابو النضر سے لَو یَعلَمُ المَارُّ بَینَ یَدَیِ المُصَلِّی وَالمُصَلِّی یعنی اگر گذرنے والا اور نمازی دونو جانتے اخیر حدیث تک بعضوں نے اسکا مطلب یہ کہا ہے کہ جس حالت میں نمازی گذرنے والے کے دفع میں کوتاہی کرے یا شارع عام میں نماز پڑھے ایسی حالت میں نمازی پر بھی گناہ ہوگا اور احتمال ہے کہ اس روایت میں والمُصَلّٰی بفتح لام ہو اس صورت میں مطلب صاف ہے یعنی نمازی کے سامنے سترے کے اندر ہو کر گذرے (فتح مختصراً) قسطلانی نے کہا اس حدیث کو پانچوں اور عبدالرزاق نے نکالا تو یہ حدیث صحاح ستہ میں ہے انتھی نیل میں ہے کہ نووی نے کہا دفع اور مقاتلہ اس وقت جائز ہے جب سترے کی آڑ میں نماز پڑھتا ہو یا ایسی مقام میں جہان کسی کے گذرنیکا ڈر نہ ہو اور پہلے ہلکا دفع کرے جبکی نوبت قتل تک پہونچے پھر اس سے سخت پھر اس سے سخت یہانتک کہ قتل تک پہونچ جاوے اور امام احمد اور ابوداؤد نے مطلب ابی وداعہ سے نکالا انہوں نے دیکھا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ بنی سہم کے دروازے کے پاس نماز پڑھتے تھے اور لوگ آپ کے سامنے سے گذرتے تھے اور آپکے اون کے بیچ میں سترہ نہ تھا اور نکالا اسکو ابن ماجہ اور نسائی نے اونکی روایت میں یوں ہے میں نے حضرت کو دیکھا آپ جب طواف کے سات پھیرون سے فارغ ہوئے تو رکن کے برابر آئے پھر طواف کے ایک کنارے میں دو رکعتیں پڑھیں آپکے اور طواف کرنیوالوں کے بیچ میں کچھ نہ تھا شوکانی نے کہا اسکے اسناد میں ایک مجہول ہے اور قطع نظر اسکے یہ حدیث فعلی ہے تو قولی کے معارض نہ ہوگی اور قولی کو ترجیح ہوگی انتھی مختصراً ترغیب

ہے کہ ابن ماجہ نے باسناد صحیح ابوہریرہؓ سے نکالا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی جانتا جو اوسکے لیے ہے اپنے بھائی کے سامنے سے گذر جانے میں جب وہ سرگوشی کرتا ہے اپنے پروردگار سے (یعنے نماز کی حالت میں) البتہ اگر وہ ٹھیرا رہے اس مقام میں سو برس تک تو بہتر ہوتا اوسکے نزدیک اوس قدم سے جسکو وہ چلا اور نکالا اوسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیحوں میں اور ابن ماجہ نے باسناد صحیح اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں عبد اللہ بن عمرؓ سے نکالا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھتا ہو تو کسی کو نہ چھوڑے کہ وہ سامنے سے گذرے اگر وہ نہ مانے تو اوس سے لڑے کیونکہ اوسکے ساتھ قرین ہے (یعنے برا ساتھی شیطان) اور ابن عبد البر نے تمہید میں موقوفاً عبد اللہ بن عمرؓ سے نکالا اونھوں نے کہا اگر آدمی راکھ ہو جاوے جو اوڑتی ہے تو بہتر ہے اوسکے لیے کہ قصداً کسی کے سامنے گذرے اور وہ نماز پڑھ رہا ہو انتہے

بَابُ اسْتِقْبَالِ الرَّجُلِ وَهُوَ يُصَلِّي

ایک مرد دوسرے مرد کے سامنے منہ کرے اور وہ نماز پڑھتا ہو تو کیسا ہے **ف** صغانی کے نسخہ میں یوں ہے کہ مرد اپنے ساتھی کے سامنے ہو یا کسی اور کے نماز میں اور مطلب یہ ہے کہ یہ امر مکروہ ہے یا نہیں اور بعضوں نے کہا نمازی کے خشوع میں خلل آنیکا ڈر ہو تو مکروہ ہے ورنہ نہیں اور امام بخاری اسطرف مائل ہوئے ہیں اور اسیطرح سے اونھوں نے تطبیق دی دو مختلف اثروں میں عثمانؓ اور زید بن ثابت کے جو آگے بیان کیے (فتح) شیخ الاسلام نے کہا مقصود باب کا یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کے سامنے ہو جبکہ نماز پڑھے یعنے وہ مرد اوسکے سامنے ہو مثلاً بیٹھا ہو یا کھڑا ہو بغیر مرور اور عبور کے اور ایک جماعت علما نے کہا ہے کہ مرد دوسرے مرد کا سترہ بن سکتا ہے نماز میں اور حسن اور قتادہ نے کہا اوس حالت میں جب وہ بیٹھا ہو اور ایک روایت حسن سے ہم سے مطابق ہے یعنے بیٹھنے کی یا نمازی کی طرف پیٹھ کرنے کی شرط نہیں اور اکثر علما یہ کہتے ہیں کہ اگر نمازی کی طرف اوسکا مونہہ ہو تو مکروہ ہے نافع نے کہا ابن عمرؓ کو جب مسجد کا ستون نہ ملتا سترے کے لیے تو مجھ سے کہتے اپنی پیٹھ موڑ لے اور ابن سیرین نے کہا کہ مرد سترہ نہیں ہو سکتا نمازی کے لیے اور اہل کوفہ اور ثوری اور اوزاعی نے اجازت دی ہے باتیں کرنیوالے کے پیچھے نماز پڑھنے کی اور ابن مسعودؓ نے اوسکو مکروہ رکھا ہے اور حضرت عمرؓ سے منقول ہے کہ وہ مارتے اون دو شخصوں کو جنکا مونہہ نمازی کے سامنے ہوتا اور اون میں سے ایک نماز پڑھتا اور سعید بن جبیر سے منقول ہے انہوں نے مکروہ رکھا نماز کو اوس شخص کے سامنے جو باتیں کر رہا ہو البتہ اگر ذکر الہی کرے تو قباحت نہیں اور امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ بات کرنے والے کی پیٹھ کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ ڈر نہیں البتہ اوسکے پہلو میں درست نہیں جانتے

وَكَرِهَ عُثْمَانُ أَنْ يُسْتَقْبَلَ الرَّجُلُ وَهُوَ يُصَلِّي وَإِنَّمَا هَذَا إِذَا اشْتَغَلَ بِهِ فَأَمَّا إِذَا لَمْ يَشْتَغِلْ بِهِ فَقَدْ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا بَالَيْتُ إِنَّ الرَّجُلَ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ

ترجمہ اور حضرت عثمان بن عفان نے مکروہ رکہا اوس مرد کے سامنے منہ کرنا جو نماز پڑہتا ہو **ف** حافظ نے کہا اثر مجہکو اب تک حضرت عثمان کا نہیں ملا البتہ مصنف عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ کے مصنفون مین ہلال بن یساف سے انہون نے حضرت عمر سے یہ پایا کہ انہون نے جہڑکا اس امر سے اور حضرت عثمان سے تو ان دونون نے ایسی روایت کی جس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ امر مکروہ نہین ہے اب تامل کرنا چاہیے کیونکہ احتمال ہے کہ حضرت عثمان کا نام تصحیف ہے اور صحیح عمر ہوا تہے **ت** امام بخاری نے کہا یہ اوس حالت مین ہے جب منہ کرنے والا نمازی کا دل بٹاوے (اور خشوع مین اوسکے خلل ڈالے) لیکن اگر دل نہ بٹاوے تو زید بن ثابت انصاری کاتب الوحی نے کہا ہے مجہے ایسے سونہہ کرنیکی پرواہ نہین (یعنے اوس مین کچہ حرج نہین) کیونکہ مرد نماز نہین توڑتا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالُوْا يَقْطَعُهَا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ قَالَتْ لَقَدْ جَعَلْتُمُوْنَا كِلَابًا لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاِنِّيْ لَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَاَنَا مُضْطَجِعَةٌ عَلَى السَّرِيْرِ فَتَكُوْنُ لِيَ الْحَاجَةُ فَاَكْرَهُ اَنْ اَسْتَقْبِلَهُ فَاَنْسَلُّ انْسِلَالًا **ترجمہ** حضرت بی بی عائشہ کے پاس ذکر آیا ان چیزون کا جو نماز توڑ دیتی ہین (یعنے اونکا سامنے سے گذرنا نمازی کے) لوگون نے کہا توڑ دیتا ہے نماز کو کتا اور گدہا اور عورت کا سامنے سے گذرنا انہون نے کہا تم نے ہمکو کتون کے برابر کر دیا بیشک مینے تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہا نماز پڑہتے ہوئے اور مین آپکے اور قبلہ کے درمیان تہی تخت پر لیٹی ہوئی پہر مجہے کچہ کام ہوتا تو مین برا جانتی آپکے سامنے رہنا (یعنی منہ کرنا یہین سے ترجمہ باب نکلتا ہے) اور کہسک کر چپکے سے نکل جاتی **ف** عورت اور گدہے اور کتے کے سامنے نکل جانے کا بیان خدا چاہے تو آگے آویگا ابن منیر نے اعتراض کیا کہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہین ہے پر وہ دلالت کرتی ہے مقصود پر بطریق اولے اسلیے کہ جب عورت کا سامنے رہنا نماز مین منع نہ ہوا تو مرد کا سامنے ہونا کیونکر منع ہوگا البتہ حدیث مین یہ تصریح نہین ہے کہ بی بی عائشہ کا منہ حضرت کیطرف تہا شاید اور طرف ہو یا پیٹہ آپکیطرف ہو ابن رشید نے کہا غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ عورت جب نمازی کے سامنے ہو قبلہ کیطرف تو وہ زیادہ سخت ہے مرد کے ہونے سے پہر جب عورت کا سامنے ہونا نماز کو مضر نہ ہوا تو مرد کا سامنے ہونا کیا ضرر کریگا اور کرمانی نے یہ توجیہ کی کہ مرد اور عورت کا ایک حکم ہے احکام مین اور اسپر جو اعتراض ہوتا ہے وہ پوشیدہ نہین (فتح) وَعَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ **ترجمہ** دوسری روایت بہی حضرت عائشہ سے ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری **ف** مطلب یہ ہے کہ علی بن مسہر نے یہ حدیث کو اعمش سے دو اسنادون سے روایت

کیا ہے ایک تو اعمش سے اونہوں نے مسلم سے انہون نے مسروق سے انہون نے عائشہؓ سے دوسری اعمش سے انہون نے ابراہیم سے انہون نے اسود سے اونہون نے حضرت عائشہؓ سے حافظ نے کہا یہ مسلم ابوالضحی ہین اور کرمانی جو گمان کیا کہ وہ مسلم بطین ہین یہ ٹھیک نہین (فتح) **باب** الصلوٰۃ خلف النائم سونے کے پیچھے نماز پڑہنا حدثنا مسدد قال حدثنا یحیی قال حدثنا ہشام قال حدثنی ابی عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وانا راقدۃ معترضۃ علی فراشہ فاذا اراد ان یوتر ایقظنی فاوترت ترجمہ حضرت عائشہؓ نے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑہتے تہے اور مین آڑی سوتی رہتی آپکے بچہونے پر جب آپ وتر پڑہنے لگتے تو مجھکو جگا دیتے مین بہی (آپکے ساتھہ) وتر پڑہتی **ف** حافظ نے کہا امام بخاری نے اشارہ کیا اوس حدیث کے ضعف کیطرف جسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نکالا ابن عباسؓ سے کہ مت نماز پڑہو سونیوالے اور باتکرنیوالے کے پیچھے ابوداؤد نے کہا اوسکی طریق ضعیف ہین اور اس باب مین ابن عمر سے نکالا ابن عدی نے اور ابوہریرہ سے طبرانی نے اوسط مین اور یہ دونون روایتین بہی ضعیف ہین اور مجاہد اور طاؤس اور مالک نے سونے شخص کے پیچھے نماز مکروہ رکہی ہے اس خیال سے کہ ایسا نہو اوسکا بدن کچہ کہلے اور نمازی کا دل اودہر لگ جاوے اور مولف کے نزدیک ثابت یہ عدم کراہت ہوتی ہے جب تک ڈر نہو (فتح) قسطلانی نے کہا باب مین مرد کا ذکر ہے اور حدیث مین عورت کا لیکن مرد اور عورت کا ایک ہی حکم ہے شرع کی باتون مین جب تک کوئی دلیل تخصیص نکرے تو حدیث باب کے مطابق ہوجاویگی ابن بطال نے کہا صحیح اوسیکا قول ہے جسنے سونیوالے کے پیچھے نماز جائز رکہی ہے کیونکہ حدیث صحیح اسپر دلالت کرتی ہے اور ابوداؤد نے جو حدیث ابن عباس سے نکالی اوسکے اسناد مین ایک راوی ہے جسکا نام نہین لیا گیا اور ہشام بن زیاد بصری ضعیف ہے اور اس حدیث کے سب طریقے ابوداؤد اور ابن ماجہ اور ابن عدی اور طبرانی کے بابن ضعیف ہین حجت لینے کے لائق نہین ہین انتہے **باب** التطوع خلف المرأۃ عورت کے پیچھے نفل نماز پڑہنا حدثنا عبداللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ابی النضر مولی عمر بن عبیداللہ عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمان عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہا قالت کنت انام بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجلای فی قبلتہ فاذا سجد غمزنی فقبضت رجلی فاذا قام بسطتہما قالت والبیوت یومئذ لیس فیہا مصابیح ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے کہا مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوتی اور میرے دونون پاؤن آپ کے قبلے مین ہوتے جب آپ سجدہ کرتے تو ہاتہہ سے دبا دیتے مجہکو مین اپنے پاؤن سمیٹ لیتی پہر جب آپ کہڑے

ہوتے تو مین پاؤن پھیلاتی حضرت عائشہؓ نے کہا اون دنون گھرون مین چراغ نہ تھے ف اگر چراغ ہوتے تو حضرت
عائشہؓ حضرؐ کا سجدہ کا ارادہ دیکھکر خود پاؤن سمیٹ لیتین اور حضرتؐ کو انکا پاؤن دبانیکی ضرورت نہوتی حافظ نے
کہا چونکہ یہ گھر کی نماز کا ذکر ہے رات مین تو معلوم ہوا کہ نفل نماز تھی جیسے باب مین مؤلف نے ذکر کیا اسلیے کہ فرض
نماز آپ مسجد مین ادا کرتے قسطلانی نے کہا حدیث سے یہی نکلا کہ عورت نماز کو فاسد نہین کرتی اور امام مالک نے جو
عورت کی طرف نماز پڑھنا مکروہ رکھا ہے وہ فتنے کے ڈر سے اور حضرتؐ اس سے محفوظ تھے اس صورت مین یہ آپکا خاصہ ہوگا
مگر تخصیص کی کوئی دلیل نہین انتہی مختصرا **باب** من قال لا یقطع الصلوۃ شیء جو شخص کہتا ہے نماز کو
کوئی چیز نہین توڑتی ف یعنی نمازی کے سوا اور کسی کا فعل نماز کو نہین توڑتا حافظ نے کہا ترجمہ باب زہری
کا قول ہے جسکو مؤلف نے آگے نقل کیا اور امام مالک نے موطا مین اسکو عبد اللہ بن عمرؓ کا قول نقل کیا اور دارقطنی نے
اسکو مرفوعا نکالا سالم کے طریق سے لیکن اسکا اسناد ضعیف ہے اور نکالا اسکو ابو داؤد نے ابو سعیدؓ سے اور دارقطنی
نے انسؓ اور ابو امامہؓ سے اور طبرانی نے اوسط مین جابرؓ سے مرفوعا اور سب کی سندین ضعیف مین البتہ سعید بن
منصور نے باسناد صحیح حضرت علیؓ اور عثمانؓ وغیرہما سے موقوفا یہ روایت کیا ہے (فتح) حدثنا عمر بن حفص
قال حدثنا الاعمش قال حدثنا ابراھیم عن الاسود عن عائشۃ قال الاعمش وحدثنی مسلم
عن مسروق عن عائشۃ ذکر عندھا ما یقطع الصلوۃ الکلب والحمار والمراۃ فقالت عائشۃ
شبھتمونا بالحمر والکلاب واللہ لقد رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وانی علی السریر
بینہ وبین القبلۃ مضطجعۃ فتبدو لی الحاجۃ فاکرہ ان اجلس فاوذی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فانسل من عند رجلیہ ترجمہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سامنے ذکر آیا کہ نماز ٹوٹ جاتی
ہے کتے اور گدھے اور عورت سے اونہون نے کہا تم نے ہم کو (یعنے عورتون کو) مشابہ کردیا گدھون اور کتون سے قسم
خدا کی مین نے تو جناب رسالت مآب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نماز پڑھتے ہوئے اور مین تخت پر تھی آپکے اور
قبلہ کے درمیان لیٹی ہوئی پھر مجھکو کام ہوتا تو مین بیٹھنا (آپکیطرف مونہہ کرکے) اور آپ کو تکلیف دینا برا جانتی
مین آپکے پاؤن کے پاس سے کھسک جاتی تھی ف ——— علی بن مسہر
کی روایت مین یون ہے کہ حضرت عائشہؓ کے سامنے ذکر ہوا اون چیزون کا جو توڑ دیتی ہین نماز کو لوگون نے کہا
توڑ دیتی ہے نماز کو عورت اور گدہا اور کتا اخیر تک اور مسلم کی روایت مین ہے عروہ سے کہ عائشہؓ نے کہا کون سی
چیز نماز توڑ دیتی ہے مین نے کہا عورت اور گدہا اور سعید بن منصور کی روایت مین ہے اونہون نے یعنے

حضرت عائشہؓ نے کہا ای عراق والو تم نے ہمکو برابر کر دیا اخیر تک اور شاید انہوں نے اشارہ کیا اوس روایت کی طرف جو عراق والوں نے ابوذرؓ سے کی مرفوعًا اور اسکو نکالا امام مسلم وغیرہ نے عبد اللہ بن صامت سے اور انہوں نے ابوذر سے اور عبید اللہ نے قاسم سے نکالا اونہوں نے عائشہؓ سے اونہوں نے کہا برا ہے یہ جو برابر کیا تم نے ہم کو کتے اور گدہے کے اور شاید اونہوں نے یہ خطاب اپنے بہانجے عروہ کیطرف کیا یا ابوہریرہ کی طرف عروہ کا ذکر تو مسلم کی روایت میں ہے جو اوپر گذری اور ابوہریرہ کا ذکر ابن عبد البر نے نکالا قاسم کی روایت سے کہ حضرت عائشہؓ کو خبر ہو پہنچی کہ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ عورت نماز کو توڑ دیتی ہے اگر کوئی کہے کہ حضرت عائشہؓ نے اون لوگوں پر کیونکر انکار کیا حالانکہ امام احمد نے خود اون سے نکالا کہ فرمایا حضرتؐ نے مسلمان کی نماز کوئی نہیں توڑتا مگر گدہا اور کافر اور کتا اور عورت حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ ہم برے کے ساتھ رکہے گئی اوسکا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حدیث کا انکار نہیں کیا نہ ابوہریرہ کو جہوٹا سمجہا بلکہ اونہوں نے انکار کیا اس حکم کے قائم رہنے پر کیونکہ وہ اسکو منسوخ سمجہتی ہونگی اور کتے کی قید کی گئی ہے ابوذر کی روایت میں کہ وہ کالا ہو اور ابن ماجہ کی روایت میں حسن بصری سے اونہوں نے عبد اللہ بن مغفل سے اور طبرانی کی روایت میں حکم بن عمرو سے یہ قید نہیں ہے اور مسلم نے ابوہریرہؓ سے اور ابوداؤد نے ابن عباسؓ سے ایسا ہی نکالا لیکن ابن عباسؓ کی روایت میں عورت کی قید ہے کہ وہ حائضہ ہو اور ابن ماجہ نے بہی اوسکو ایسا ہی نکالا اوس میں کتے کی قید ہے کہ وہ سیاہ ہو اور علما نے اختلاف کیا ہے ان حدیثوں پر عمل کرنے میں تو طحاوی وغیرہ اسطرف گئے ہیں کہ ابوذر کی حدیث اور جو حدیثیں اوسکے موافق ہیں وہ منسوخ ہیں حضرت عائشہؓ کی حدیث سے اور اسپر اعتراض ہوا ہے کہ نسخ بغیر تاریخ معلوم ہوئے کیونکر ثابت ہو سکتا ہے اور علاوہ اسکے جب جمع نہ ہو سکے تو نسخ کیطرف جاتے ہیں اور یہاں جمع ممکن ہے اور امام شافعی وغیرہ اس طرف گئے ہیں کہ ابوذر کیحدیث میں نماز کے ٹوٹنے سے اوسکے خشوع کا ٹوٹنا مراد ہے نہ نماز کا باطل ہونا اور مؤید ہے اسکی کہ جو صحابی راوی ہے حدیث کا اوس نے پوچھا کالے کتے کی قید کی حکمت کیا تو اوسکو جواب ملا کہ وہ شیطان ہے اور یہ امر معلوم ہے کہ اگر شیطان نمازی کے سامنے سے گذر جاوے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ آگے صحیح حدیث میں آوے گا کہ جب نماز کی تکبیر ہوتی ہے تو شیطان پیٹہ موڑ کر چلدیتا ہے جب تکبیر ہو چکتی ہے تو پہر آتا ہے اور آدمی کے دل میں خطرہ ڈالتا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ شیطان میرے سامنے آیا نماز میں اوس نے سختی کی اور نسائی کی روایت میں ہے حضرت عائشہؓ سے میں نے اوسکو پکڑا اور گرایا اور اوسکا گلا گھونٹا اگر کوئی کہے کہ اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ شیطان آپ کی نماز توڑنے آیا تہا اسکا جواب یہ ہے کہ مسلم کی روایت میں نماز توڑنیکا سبب یہ مذکور ہے کہ وہ انگار کا ایک شعلہ لیکر آیا تہا آپکے

سو نہین لگانیکا تو صرف اوسکے گذرنے سے نماز نہ ٹوٹی اور یہی مطلب ہے اور بعضون نے کہا ابوذر کی حدیث مقدم ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ کی حدیث اپنی اصل اباحت پر ہے اور یہ مبنی ہے دونون حدیثون کے تعارض پر اور جب جمع ممکن ہے تو تعارض ہی نہ ہوا امام احمد نے کہا کہ کالے کتے کے سامنے سے گذرنے سے نماز ٹوٹ جاویگی اور عورت اور گدہے مین مجھکو شبہ ہے ابن دقیق العید نے اسکی وجہ یہ بیان کی ہے کہ امام احمد کو کالے کتے کے معارضہ مین کوئی حدیث نہین ملی اور گدہے کے باب مین ابن عباس کی حدیث ملی جو اوپر گذری اور عورت کے باب مین حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث جو باب مین مذکور ہے (فتح الباری) زیلعی نے تخریج مین کہا کہ یہ حدیث لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ مُرُورُ شَيْءٍ یعنے نماز کو نہین توڑتا کسی چیز کا سامنے سے گذرنا مروی ہے ابوسعید خدریؓ اور ابن عمرؓ اور ابوامامہؓ اور انسؓ اور جابرؓ سے لیکن ابوسعیدؓ کی حدیث تو نکالا اوسکو ابوداؤد نے سنن مین کہ فرمایا حضرتؐ نے نماز کو نہین توڑتی کوئی چیز اور دفع کرو تم جہانتک ہوسکے کیونکہ وہ شیطان ہے اسکی سند مین مجالد بن سعید ہے اوسمین گفتگو ہے اور امام مسلم نے اور لوگون کے ساتھ ملاکر اوس سے روایت کی ہے اور نکالا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے بھی اور ابن عمرؓ سے نکالا دارقطنی نے سنن مین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے کہا مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہین توڑتی اور دفع کرو تم جہانتک ہوسکے امام مالک نے موطا مین اسکو موقوفاً نکالا ابن عمرؓ سے انہون نے کہا نمازی کے سامنے سے کوئی چیز جو گذرے اوسکی نماز نہین توڑتی اور بخاری نے اپنی صحیح مین اوسکو زہری کا قول نقل کیا اور ابوامامہ سے دارقطنی نے نکالا کہ فرمایا حضرتؐ نے نماز کو کوئی چیز نہین توڑتی اور انسؓ کی حدیث کو بھی دارقطنی نے نکالا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی لوگون کے ساتھ اُنکے سامنے سے ایک گدہا نکلا عیاش بن ابی ربیعہ نے کہا سبحان اللہ سبحان اللہ جب آپنے سلام پھیرا تو فرمایا کس نے ابھی تسبیح کہی عیاشؓ نے کہا مینے یارسول اللہ کیونکہ مینے سنا تھا گدہا نماز کو توڑ دیتا ہے آپنے فرمایا نماز کو کوئی چیز نہین توڑتی ابن جوزی نے علل متناہیہ مین ان تینون حدیثون کو دارقطنی کے طریق سے نکالا اور کہا کہ اون مین سے کوئی صحیح نہین ہے تحقیق مین کہا کہ ابن عمرؓ کی حدیث مین ابراہیم بن یزید جوزی ہے احمد اور نسائی نے کہا وہ متروک ہے ابن معین نے کہا وہ کوئی چیز نہین اور ابوامامہ کی حدیث مین عفیر بن معدان ہے احمد نے کہا وہ ضعیف ہے منکر الحدیث اور یحیی اور ابوحاتم نے کہا وہ ثقہ نہین اور نکالا اسکو طبرانی نے بھی کبیر مین اور انسؓ کی حدیث مین صخر بن عبداللہ ہے ابن عدی نے کہا وہ ثقات سے باطل روایتین نقل کرتا ہے اور اکثر روایتین اوسکی منکر اور موضوع ہین ابن حبان نے کہا اوس سے روایت کرنا درست نہین ہمارے صاحب تنقیح نے کہا کہ ابن جوزی نے وہم کیا صخر مین یہ صخر جو انسؓ کی حدیث مین ہے عبداللہ بن حرملہ کا بیٹا ہے جو عمر بن عبدالعزیز سے روایت کرتا ہے اوسمین ابن عدی اور ابن حبان نے کلام نہین کیا بلکہ ابن حبان نے اسکو

ثقات مین ذکر کیا اور نسائی نے کہا وہ صالح ہے اور جس صخر کو ابن عدی نے ضعیف کیا وہ عبد اللہ کوفی کا بیٹا ہے حاجبی اوسکا لقب ہے اور یہ متاخر ہے اول صخر سے اُسنے روایت کی ہے مالک اور لیث وغیرہ سے اور جابر کی حدیث کو طبرانی نے معجم اوسط مین نکالا کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو نماز پڑہ رہے تھے اتنے مین ایک بکری نے آپکے سامنے سے نکلنا چاہا اخیر تک اس مین یہ ہے کہ پھر فرمایا آپنے نماز کو نہین توڑتی کوئی چیز اور تم دفع کرو جہانتک ہوسکے طبرانی نے کہا تفرد بہذا الحدیث یحیی ابن عیسی بن میمون ابن حبان نے کہا کتاب الضعفا مین عیسی بن میمون ابو سلمہ خواص واسطی عجائب روایت کرتا ہے اُس سے حجت لینا درست نہین جب وہ متفرد ہو نووی نے شرح مسلم مین کہا یہ حدیث لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ ضعیف ہے تمام ہوا کلام زیلعی کا نیل مین ہے کہ دارقطنی نے باسناد صحیح ابن عمر سے نکالا اونہون نے کہا مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہین توڑتی اور دارقطنی نے ابو ہریرہؓ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا آدمی کی نماز کو نہین توڑتی عورت اور نہ کتا اور نہ گدہا اور دفع کرو جہانتک ہوسکے اوسکے اسناد مین اسمعیل بن عیاش ہے اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو کہہ سکتے تھے کہ ناسخ ہے نماز ٹوٹ جانیکی حدیثون کی بشرطیکہ اوسکی تاریخ بعد ثابت ہوتی اور باقی حدیثین جو اوپر گذرین انمین کوئی نسخ کے لائق نہین کیونکہ ذکرکا ضعیف ہین زیلعی نے کہا ہماری مذہب کے موافق وہ حدیث ہے جو صحیحین مین ہے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے تھے اور مین آپکے سامنے آڑی پڑی ہوتی جنازہ کیطرح مسلم کی ایک روایت مین عروہ سے یون ہے حضرت عائشہؓ نے کہا کون سی چیز نماز کو توڑ دیتی ہے ہمنے کہا عورت اور گدہا اونہون نے کہا تو عورت ایک برا جانور ہے مینے تو اپنے تئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آڑا پڑے دیکہا جیسے جنازہ آڑا رکہا جاتا ہے اور آپ نماز پڑہتے تھے زیلعی نے کہا حنابلہ کا یہ قول ہے کہ سیاہ کتا اگر نمازی کے سامنے سے نکل جاوے تو اوسکی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور دلیل انکی وہ ہے جو روایت کی احمد اور ابن ماجہ اور مسلم نے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا حضرتؐ نے توڑ دیتی ہے نماز کو عورت اور کتا اور گدہا مسلم نے زیادہ کیا اور بچاتی ہے اس سے کوئی چیز پالان کی پچہلی لکڑی کے برابر اور روایت کی احمد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن مغفل سے کہ فرمایا حضرتؐ نے توڑ دیتی ہے نماز کو عورت اور کتا اور گدہا شوکانی نے کہا اسکے اسناد مین جمیل بن حسن ہے وہ ضعیف ہے باقی راوی اوسکے ثقہ مین اور روایت کیا جماعت نے سوا بخاری کے عبد اللہ بن صامت سے اونہون نے ابو ذر سے کہ فرمایا حضرتؐ نے جب تم مین سے کوئی کھڑے ہو کر نماز پڑہے تو اوسکی آڑ کر لیتی ہے کوئی چیز جو اوسکے سامنے ہو پالان کی پچہلی لکڑی کے برابر اگر ایسی کوئی چیز اوسکے سامنے نہو تو توڑ دیگی اوسکی نماز کو عورت اور گدہا اور کالا کتا مینے کہا اے ابو ذر یہ کالے کتے کی تخصیص کیا ہے اگر لال کتا ہو یا زرد کتا ہو اونہون نے کہا اے بہتیجے میرے مینے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی پوچہا جیسے

نو نے مجھسے پوچھا آپنے فرمایا کالا کتا شیطان ہے نرملی نے کہا عبد اللہ بن صامت بھتیجا تہا ابوذر کا اوس مین ضعف ہے اور اسی دسطے امام بخاری نے اس روایت کو نہین نکالا ابوحاتم نے کہا اسکی حدیث لکہی جاویگی مین کہتا ہون اس حدیث کو امام مسلم نے نکالا اپنی صحیح مین اور ذہبی نے میزان مین کہا کہ وہ سچا ہے بڑی شان والا اور حجت لی اس سے مسلم نے اور بخاری نے اس سے حجت نہین لی اور ثقہ کہا اسکو نسائی نے اور روایت کی طبرانی نے معجم کبیر مین حکم غفاری سے اسکی عبارت وہی ہے جو عبد اللہ بن مغفل کی حدیث کی ہے اور روایت کی بزار نے انس سے اوس مین یہ ہے کہ توڑ دیتا ہے نماز کو کتا اور گدہا اور عورت عراقی نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہین اور اشارہ کیا ترمذی نے ابوسعید کی حدیث کیطرف اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرتؐ نے توڑ دیتی ہے نماز کو عورت حائضہ اور کتا ابن ماجہ کی روایت مین کالا کتا ہے یحییٰ بن سعید نے کہا اس حدیث کو رفع نہین کیا کسی نے سوا شعبہ کے اور ابوداؤد نے کہا وقف کیا اوسکو سعید اور ہشام اور ہمام نے قتادہ سے ابن عباسؓ پر اور ابوداؤد نے ابن عباسؓ سے ایک اور مرفوع حدیث نکالی اوس مین زیادہ کیا سور اور یہودی اور مجوسی کو ابوداؤد نے کہا یہ سور اور مجوسی کی زیادتی منکر ہے اور مینے نہین سنا اس حدیث کو مگر محمد بن اسمعیل سے اور مین سمجھتا ہون اونہون نے وہم کیا کیونکہ وہ بیان کرتے تہے ہم سے حافظہ مین اپنی یاد سے اور امام احمد نے عبد اللہ بن عمروؓ سے نکالا کہ ایکبار ہم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہے وادی کے بلند جانب مین آپ نماز کو کہڑے ہوئے ہم بہی کہڑے ہوے اتنے مین گھاٹی سے ایک گدہا نمود ہوا تو آپ ٹھہر گئے اور آپنے تکبیر نہین کہی اور یعقوب بن زمعہ کو اوسکی طرف بہیجا اونہون نے اوس گدہے کو لوٹا دیا عراقی نے کہا اوسکا اسناد صحیح ہے اور روایت کیا امام احمد نے حضرت عائشہؓ سے کہ فرمایا حضرتؐ نے مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہین توڑتی مگر گدہا اور کافر اور کتا اور ہم لوگ نزدیک ہو گئے برے جانورون کے عراقی نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہین اور اوپر کی حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ کتے اور عورت اور گدہے کے سامنے جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یعنے باطل ہو جاتی ہے اور ایک جماعت صحابہ کا یہی قول ہے اون مین سے ہین ابوہریرہؓ اور انسؓ اور ابن عباسؓ ایک روایت مین اور ایسا ہی منقول ہے ابوذرؓ اور ابن عمرؓ سے اور ایک روایت ابن عمرؓ سے یہ ہے کہ وہ کتے کو نماز توڑنے والا جانتے تہے اور حکم بن عمرو غفاری گدہے کو اور تابعین مین سے جو کہتے ہین کہ ان تینون سے نماز ٹوٹ جاتی ہے حسن بصری ہین اور ابو الاحوص ابن مسعود کے صاحب اور اماموں مین سے امام احمد بن حنبل سے حکایت کی گئی ہے ابن حزم ظاہری نے انسے ایسا ہی نقل کیا ہے اور ترمذی نے نقل کیا اون سے کہ وہ صرف کالے کتے کو نماز کا توڑنے والا سمجھتے تہے اور گدہے اور عورت مین توقف کرتے تہے اور اثرم نے امام احمد سے یہی ثابت کیا ہے کہ عورت اور گدہے سے وہ نماز ٹوٹنے کے قائل تہے اور اہل ظاہر کا یہ قول ہے

کہ ان تینوں چیزوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے خواہ ان میں سے کوئی چیز نمازی کے سامنے سے گذر جاوے یا نمازی کے سامنے
ہو جاوے خواہ گدہا اور کتا چہوٹا ہو یا بڑا زندہ ہو یا مردہ البتہ اگر عورت سامنے نمازی کے آڑی لیٹی ہو تو وہ مستثنی ہے حضرت
عائشہؓ کی حدیث سے اور ابن عباسؓ اور عطا بن ابی رباح کا یہ قول ہے کہ کالے کتے اور حائضہ عورت سے نماز ٹوٹ جاویگی
اور دلیل انکی وہ حدیث ہے جو اوپر گذری کہ توڑ دیتا ہے نماز کو کالا کتا اور حائضہ عورت اور جمہور فقہا جو کہتے ہیں کہ
مطلق مقید پر محمول ہوتا ہے وہ کوئی عذر اسکا نہیں کر سکتے البتہ حنفیہ اور اہل ظاہر جو مطلق پر عمل کرتے ہیں انپر
کچھ الزام نہ ہوگا ابن عربی نے کہا جس نے عورت میں قید لگائی حائضہ کی اسکی دلیل تمام نہیں ہوئی کیونکہ یہ حدیث
ضعیف ہے اور عورت کا حیض اسکے ہاتھ اور پیٹ اور پاؤں میں نہیں ہے عراقی نے کہا اگر ضعف سے مراد راویوں
کا ضعف ہو تو یہ صحیح نہیں کیونکہ راوی اوسکے سب ثقہ ہیں اور جو یہ مقصود ہو کہ اکثر راویوں نے اسکو وقف کیا ابن
عباس پر تو یہ صحیح ہے مگر رفع کیا اوسکو شعبہ نے اور رفع ثقہ کا مقدم ہے وقف پر اور حضرت عائشہؓ سے منقول ہے
کہ کتا اور گدہا اور بلی سے نماز ٹوٹ جاویگی اور عورت سے نہ ٹوٹیگی اور شاید دلیل انکی وہی ہے جو اونہوں نے روایت
کی کہ وہ حضرت کے سامنے آڑی پڑی رہتی تہیں اور یہ جاننا چاہیے کہ آڑا پڑا رہنا اور ہے اور سامنے سے گذر جانا اور
ہے اور اوپر یہ روایت بہی حضرت عائشہؓ سے گذری کہ عورت نماز کو توڑ دیتی ہے تو خود اونہی کی روایت اونپر دلیل ہوتی
ہے اور ممکن ہے کہ دلیل لیجاوے حضرت عائشہ کی قول پر ام سلمہ کی حدیث سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونکے
حجرے میں نماز پڑہتے تہے اتنے میں سامنے سے عبداللہ گذرے یا عمر آپنے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ لوٹ گئے پہر ام سلمہ
کی ایک بیٹی گذرنے لگی آپنے اوسیطرح اشارہ کیا لیکن وہ گذر ہی گئی جب آپ نماز پڑہ چکے تو فرمایا عورتیں نہیں
مانتیں (یعنے جہالت کیوجہ سے) نکالا اوسکو احمد اور ابن ماجہ نے اور اسکا اسناد قوی نہیں اور اسکی سند میں ایسا
مجہول ہے قیس مدنی جو باپ ہے محمد بن قیس کا باقی راوی اوسکے ثقہ ہیں علاوہ اوسکے اسحدیث سے استدلال
جب پورا ہوگا کہ یہ معلوم ہو جاوے اوس وقت آپکے سامنے سترہ نہ تہا دوسری یہ کہ آپنے اوس نماز کا اعادہ نہیں
کیا بلکہ اوسکو قائم رکہا اور اسحاق بن راہویہ کا یہ قول ہے کہ کالا کتا فقط نماز کو توڑ ڈالتا ہے اور ابن منذر نے اسپر
کو حضرت عائشہؓ سے بہی نقل کیا ہے اور اس قول کی دلیل یہ ہے کہ ابن عباسؓ کی حدیث نے گدہے کو خارج کر دیا یعنے ان
چیزوں میں سے جنکے سامنے گذرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے موجب دوسری حدیث کی) اور ام سلمہ اور حضرت عائشہؓ کی حدیثوں
نے جو اوپر گذریں عورت کو خارج کر دیا اور کالے کتے کی قید نے اور رنگ کے کتوں کو خارج کر دیا اب رہی یہ حدیث کہ سور
اور مجوسی اور یہودی کا گذرنا نماز کو توڑ دیتا ہے تو وہ حجت لینے کے لائق نہیں اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ

کسحدیث مین کافر کا ذکر ہے اور اسکی راوی ثقہ ہین جیسے اوپر گذرا اور امام مالک اور شافعی اور جمہور علماء سلف اور خلف (اور امام ابوحنیفہ) کا یہ قول ہے کہ کسی چیز کا سامنے سے گذرنا نماز کو نہین توڑتا اور زہری نے سحر مین روایت کیا کہ عروہ کا قول بھی یہی ہے پھر ذکر کیا امام شوکانی نے وہی مضمون جو اوپر فتح الباری سے نقل ہوا اور رد ہوا ان مذہب والون کا اور ثابت کیا یہ امر کہ کالے کتے اور حائضہ عورت کے سامنے نکل جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اسیطرح سور اور مجوسی اور یہودی کے سامنے گذرنے سے بشرطیکہ وہ حدیث صحیح ہو جن مین انکا ذکر ہے البتہ گدہے مین شبہ ہے اب جو عورت حائضہ نہو یا جو کتا سیاہ نہو اوسکے سامنے گذرنے سے نماز کا نہ ٹوٹنا قوی ہے مترجم کہتا ہے حائضہ عورت اور کالے کتے کے سامنے گذرنے سے بھی نماز اسوقت ٹوٹیگی جب وہ سترے اور نمازی کے بیچ مین سے گذرے لیکن اگر نمازی کے سامنے سترہ ہو اور یہ چیزین سترے کے پرے گذرین تو نماز نہ ٹوٹیگی اور یہی مذہب حق ہے اور قوی ہے از روے دلائل کے اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین پہلے بیان کیا عبداللہ بن صامت کی حدیث کو ابوذر سے جو اوپر گذری پھر سہل بن ابی حثمہ کی حدیث کو یہ بھی اوپر گذر چکی پھر ابن عباسؓ کی حدیث کو مرفوعًا کہ توڑ دیتا ہے نماز کو حائضہ عورت اور کتے کا گذرنا دوسری روایت ابن عباسؓ اور عکرمہ کی طریق سے نکالی اوسمین یہ ہے مین سمجھتا ہون کہ ابن عباسؓ نے اوسکو مسند کیا آنحضرتؐ تک کہ فرمایا آپ نے توڑ دیتی ہے نماز کو حائضہ عورت اور کتا اور گدہا اور یہودی اور نصرانی اور سور اور اگر تجھسے یہ چیزین ایک تیر کی مار کے فاصلے پر سے گذرین تو تیری نماز نہ توڑینگی ابوداؤد نے بھی اسحدیث کو بھی نکالا اوسمین یہ ہے کہ جب تم مین سے کسی نے بغیر سترہ کے نماز پڑہی تو توڑ دیتا ہے اوسکی نماز کو گدہا اور سور اور یہودی اور مجوسی اور عورت اور اگر ایک پتھر کی مار کے پرے یہ چیزین گذرین تو نماز کافی ہو جاویگی پھر عبداللہ بن مغفل کی حدیث کو جو اوپر گذری پھر کہا کہ بعضون نے ان حدیثون سے دلیل لی ہے اور بعضون نے انکا خلاف کیا ہے اونہون نے دلیل لی ابن عباس کی حدیث سے کہ مین اور فضل ایک مادیان گدہی پر آئے اور حضرتؐ عرفات مین نماز پڑہا رہے تھے لوگون کے ساتھ تو ہم صف کی کچھ حصے کے سامنے سے چلے گئے پھر اوترے اور مادیان کو چھوڑ دیا چرتے ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمین کچھ نفرمایا دوسری روایت مین یہ ہے کہ آپ منا مین نماز پڑہ رہے تھے تیسرے روایت مین یون ہے کہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سے گذرا آپ نماز پڑہ رہے تھے اور مین ایک گدہی پر سوار تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکا تھا بنی ہاشم مین سے آپ نہین پھرے تو پہلی روایتون سے یہ نکلتا ہے کہ ابن عباس صف پر سے گذرے اس مین احتمال ہے شاید وہ مقتدیون کے سامنے سے گذرے ہون نہ امام کے سامنے سے اور ایسی حالت مین انسے دلیل لینا درست نہ ہوگا لیکن اخیر روایت مین یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گذرے اوس سے یہ نکلتا ہے کہ امام کے

سامنے سے بھی گدہے کا نکلنا نماز کو نہین توڑتا اور راوی ابن عباس سے یہ روایت گذری کہ گدہے کے سامنے نکلنے سے
نماز ٹوٹ جاتی ہی اب ضرور ہی کہ دونون مین سے کوئی حکم منسوخ ہو جب اسمین غور کیا گیا تو ابو بکرہ نے ہم سے حدیث بیان کی ہو علی
سے اونہون نے سفیان سے اونہون نے سماک سے اونہون نے عکرمہ سے کہ ابن عباس پاس ذکر آیا اون چیزون کا جو نماز کو توڑ لیتی
ہین تو لوگون نے کہا گدہا اور کتا نماز توڑ دیتے ہین ابن عباس نے کہا اللہ کی طرف چڑہتے ہین پاک کلمے اور یہ چیزین نماز کو توڑتی نہین
ہین البتہ نماز مکروہ ہو جاتی ہے اون کے سامنے گذرنے سے اور فضل بن عباس سے روایت ہی کہ آنحضرت ہماری ملاقات کو
آئے ایک جنگل مین اور ہمارے پاس ایک کتیا تھی اور گدہا تھا دونون چرتے تھے پھر آپ نے عصر کی نماز پڑہی اور وہ دونون آپ کے
سامنے تہین نہ ڈانٹی گئین نہ ہٹائی گئین پھر ذکر کیا اور روایات کو اور انکا مطلب ہے کہ مین نے حضرت کو دیکھا
باب بنی سہم کے پاس نماز پڑہتے ہوئے لوگ آپ کے سامنے سے گذر رہے تھے اور آپ کے اور قبلے کے بیچ مین کوئی چیز نہ تھی
اور انکا ابو سلمہ سے اونہون نے حضرت عائشہ سے اونہون نے کہا مین اپنے پاؤن پھیلاتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
قبلے مین آپ نماز پڑہتے ہوتے جب سجدہ کرتے تو میرے پاؤن دبا دیتے مین اونکو سمیٹ لیتی پھر آپ جب کھڑے ہوتے تو مین
پھیلا دیتی اور انکا حضرت عائشہ سے کہ حضرت نماز پڑہتے اور وہ آڑی پڑی ہوتین آپ کے سامنے قبلہ کیجانب مین
جب آپ وتر پڑہنے لگتے تو اپنے پاؤن سے انکو دبا دیتے اور فرماتے سرک جا اور انکا حضرت علی سے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم رات کو نفل پڑہتے اور حضرت عائشہ آپ کے اور قبلے کے بیچ مین آڑی پڑی ہوتین اور انکا ام سلمہ سے
کہ میرا بچھونا حضرت کے مصلے کے بازو بچھایا جاتا آپ نماز پڑہتے اور مین آپ کے بازو ہوتی اور انکا میمونہ سے کہ میرا بچھونا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلے کے بازو ہوتا کبھی آپ کا کپڑا مجھپر پڑ جاتا اور آپ نماز پڑہتے ہوتے اور انکا سالم
سے کہ ابن عمر سے کہا گیا کہ عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ کہتے ہین کہ توڑ دیتا ہے نماز کو کتا اور گدہا ابن عمر نے کہا مسلمان
کی نماز کو کوئی چیز نہین توڑتی اور انکا سعید بن المسیب سے کہ حضرت علی اور عثمان نے کہا مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہین
توڑتی اور دفع کرو تم اوسکو جہان تک ہو سکے اور انکا حارث سے اونہون نے حضرت علی سے اونہون نے کہا مسلمان کی نماز کو
نہ کتا اور گدہا اور عورت اور نہ اور کوئی جانور توڑتا ہے اور دفع کرو تم جہان تک ہو سکے اور انکا سعید بن ابراہیم
سے اونہون نے اپنے باپ سے کہ وہ نماز پڑہتے تھے اونکے سامنے سے ایک شخص گذرا اونہون نے روکا اونہون نے کہا وہ شخص
مجھپر غالب آیا تو مینے اوسکا ذکر حضرت عثمان سے کیا وہ اون کے باپ کے ماموں تھے اونہون نے کہا تیرا کچھ نقصان نہین
اور انکا بکیر سے کہ بشر بن سعید اور سلیمان بن یسار نے اون سے بیان کیا کہ ابراہیم بن عبد الرحمان بن عوف نماز پڑہ
رہے تھے اونکے سامنے سے سلیط بن ابی سلیط نکلا ابراہیم نے اوسکو کھینچا وہ گرا اوسکے سر مین چوٹ لگی وہ حضرت

عثمان کے پاس گیا انہون نے مجھکو بلا بھیجا اور کہا یہ کیا ہے مینے کہا وہ تیر سامنے سے گذرا مینے اوسکو ہٹایا کہ میری نماز نہ ٹوٹے اونہون نے کہا تیری نماز ٹوٹ جاتی مینے کہا تم خوب جانتے ہو اونہون نے کہا تیری نماز نہ ٹوٹے گی اور زکا لاخذ یعنے سروہ کہتے تہے نماز کو کوئی چیز نہین توڑتی پہر امام طحاوی نے کہا کہ ہم نے جو قیاس کیا تو کالے کتے کیطرح اور کتون کو بہی پایا حرمت مین اسیطرح اور درندون کو اور کہ حالانکہ اون کے سامنے نکلجانے سے نماز نہین ٹوٹتی اور گدہے کے باب مین تو اختلاف ہے بعض لوگون نے بستی کا گدہا حلال کہا ہے بعضون نے مکروہ جانا ہے اور جب حرام جانور کے نکلجانے سے نماز فاسد نہ ہوئی تو مختلف فیہ جانور کے نکلجانے سے کیونکر فاسد ہوگی **مترجم** کہتا ہے یہ تقریر بالکل فاسد ہے صحیح حدیث مین سیاہ کتے کی تخصیص کیوجہ مذکور ہے پہر اور کتون پر اوسکو قیاس کرنا یا گدہے کو اور جانورون پر قیاس ہے بمقابلہ نص کے اور وہ باطل ہے بالاجماع اور ایسے امورات قیاس سے معلوم نہین ہو سکتے واللہ اعلم حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ اَخِي ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ سَاَلَ عَمَّهُ عَنِ الصَّلٰوةِ يَقْطَعُهَا شَيْءٌ فَقَالَ لَا يَقْطَعُهَا شَيْءٌ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ فَيُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَاِنِّي لَمُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلٰى فِرَاشِ اَهْلِهِ

ترجمہ محمد بن عبد اللہ بن مسلم نے اپنے چچا محمد بن مسلم ابن شہاب سے پوچھا نماز کو کوئی چیز توڑ دیتی ہے اونہون نے کہا اسکو کوئی چیز نہین توڑتی مجہسے بیان کیا عروہ بن زبیر نے کہ ام المومنین حضرت عائشہ نے کہا بیشک جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کہڑے ہوتے اور رات کو نماز پڑہتے مین آپکے آگے قبلے کے بیچ مین آڑی پڑی ہوتی آپ کی نماز اپنے گہر والون کے بستر پر ہوتی **ف** اس ترجمہ پر علی فراش اہلہ متعلق ہوگا یصلّے سے اور بعض نسخون مین عن فراش اہلہ ہے تو متعلق ہوگا یقوم سے اول عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ آپ اپنے سونے کے بچہونے پر نماز پڑہ لیتے حافظ نے کہا ابن شہاب نے اس حدیث سے دلیل لی اسطرح کہ جب عورت نمازی کے سامنے لیٹی ہو اور اوسکی نماز فاسد نہ ہو تو اسی طرح اگر عورت نمازی کے سامنے سے گذر جاوے یا اوسکے سامنے بیٹہی یا کہڑی ہو تب بہی نماز فاسد نہ ہوگی اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ گذرنیکا قیاس سامنے لیٹے رہنے پر نہین ہو سکتا اور مخالف اوسکو کیون تسلیم کریگا علاوہ اسکے دلیل خاص ہے اور دعوی عام ہے غایۃ ما فی الباب یہی کہ حدیث سے یہ ثابت ہوگا کہ عورت کا سامنے گذرنا نماز کو نہ توڑے گا مگر اس سے یہ کیونکر ثابت ہوگا کہ اور بہی کسی چیز کا گذرنا جیسے کتے یا گدہے کا نماز کو نہین توڑتا علاوہ اسکے عورت کا گذرنا ناقض ہے اس صورت مین جب نمازی کو اوس سے تشویش ہو اور یہان تشویش کا اندیشہ نہ تہا کیونکہ دوسری روایت مین ہے کہ گہرون مین اون دنون چراغ نہ تہے دوسرے احتمال ہے کہ اجنبی عورت کا گذرنا ناقض ہو نہ اپنی بی بی کا اور حنابلہ نے کہا کہ ابوذر کی حدیث صریح ہے اور حضرت عائشہ کی حدیث

محتمل ہے تو ابوذر کی حدیث پر عمل کرنا چاہیے اور گذرنے والی میں اور سونے والی میں یہ فرق ہو کہ گذرنا حرام ہے برخلاف نمازی کے سامنے ٹھیر رہنے کے خواہ نائم ہو یا غیر نائم پس اسیطرح عورت کا بھی حکم ہوگا کہ اُسکا گذرنا نماز کو توڑ دیگا نہ ٹھیر رہنا انتہے مختصرا

باب اِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيرَةً عَلَى عُنُقِهٖ فِي الصَّلٰوةِ اگر چھوٹی بچی کو نماز میں اپنی گردن پر اوٹھا لیوے **ف** ابن بطال نے کہا امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ جب نمازی کو چھوٹی بچی کے اوٹھا لینے میں کچھ ضرر نہ ہوا تو اسکے سامنے گذرنے سے کیا ضرر ہوگا کیونکہ گذرنا اوٹھا لینے سے کم ہے اور امام شافعی نے بھی اسی مطلب کیطرف اشارہ کیا ہے مگر چھوٹی کی قید سے یہ نکلتا ہے کہ بڑی کا حکم ایسا نہیں ہے (فتح) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ حَامِلٌ اُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِاَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَاِذَا قَامَ حَمَلَهَا **ترجمہ** ابو قتادہ (حارث بن ربعی) سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے امامہ کو اوٹھائے ہوئے جو بیٹی تھین علیا حضرت زینبؓ آپ کی عالیشان صاحبزادی کی ابو العاص بن ربیعہ بن عبد شمس سے **ف** یہ آپکے داماد تھے اُن کا نام مقسم تھا یا لقیط یا قاسم یا مہشم یا ہشیم یا یاسر یہ بدر کے دن حالت کفر مین قید ہوئے تھے پھر اسلام سے مشرف ہوئے اور ہجرت کی اور آپنے علیا حضرت زینب کا نکاح اونسے باقی رکھا اور انہی کے نکاح مین ان کا انتقال ہوا اُنہوں نے وفات پائی حضرت ابوبکر کی خلافت مین (قسطلانی) حافظ نے کہا ترجمہ مین جو گردن پر اُٹھانے کا ذکر ہے سو اس حدیث مین مذکور نہین البتہ مسلم اور عبد الرزاق کی روایت مین ہے کہ آپ اپنے دوش مبارک پر امامہ کو اوٹھائے ہوئے تھے اور احمد کی روایت مین ہے کہ اپنے گردن پر اور امامہ آنحضرت کی عالی شان نواسی آپکے زمانے مین کمسن تھین پھر حضرت فاطمہ کی وفات کے بعد حضرت علی نے اونسے نکاح کر لیا تھا لیکن اُنکے پیٹ سے کوئی اولاد نہین ہی **ف** پھر جب آپ سجدہ کرتے تو اُنکو بٹھا دیتے (زمین پر) اور جب کھڑے ہوتے تو اُنکو اٹھا لیتے **ف** مسلم اور نسائی اور ابن حبان کی روایت مین یہ ہے کہ جب آپ رکوع کرتے تو اُنکو اتار دیتے اور ابوداود کی روایت مین یون ہے جب آپ رکوع کا ارادہ کرتے تو اُنکو پکڑتے اور اتار دیتے پھر رکوع کرتے اور سجدہ کرتے جب سجدے سے فارغ ہوتے اور کھڑے ہوتے تو پھر اُنکو لیکر اپنی جگہہ بٹھا لیتے ان روایتون سے یہ نکلتا ہے کہ اوٹھانا اور اوتارنا دونو آپکے فعل تھے اور وہ تاویل صحیح نہ ہوگی جو خطابی نے کی ہے کہ وہ لڑکی آپ سے ہلی ہوئی ہوگی جب آپ سجدہ کرتے ہونگے تو آپکے ہاتھ پاؤن سے لٹک جاتی ہوگی یا آپکے بدن سے چمٹ جاتی ہوگی اور رد کرتی ہے اس تاویل کو مسلم کی روایت

نماز مین عمل کثیر کا بیان

اوس مین یہی کہ آپ جب کہڑے ہوتے تو اوسکو اوٹھا لیتے اپنی جگہہ مین قرطبی نے کہا علما نے اختلاف کیا ہی اس حدیث کی تاویل مین اور تاویل کی ضرورت انکو اسلیے واقع ہوئی کہ یہ عمل کثیر ہے تو ابن القاسم نے امام مالک سے نقل کیا کہ یہ واقعہ نفل نماز مین تھا اور یہ تاویل بعید ہے ظاہر احادیث سے یہ نکلتا ہی کہ فرض نماز مین تھا اور مسلم کی روایت مین ہی کہ مینے دیکھا حضرت کو آپ امامت کرتے تھے لوگون کی اور امامہ آپکے کاندہے پر تہین مازری نے کہا نفل مین امامت معہود نہین ہے اور ابو داؤد کی روایت مین ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے ظہر یا عصر کی نماز مین اور بلال نے آپکو نماز کے لیے بلایا تھا اتنے مین آپ برآمد ہوئے اور امامہ آپکے کاندہے پر تہین پہر آپ کہڑے ہوئے اپنی نماز کی جگہہ مین ہم بہی آپکے پیچہے کہڑے ہوے آپنے تکبیر کہی ہمنے بہی تکبیر کہی اور امامہ اوسی جگہہ تہین اور زبیر بن بکار کی روایت مین ہے کہ یہ واقعہ صبح کی نماز مین ہوا اور اشہب اور ابن نافع نے امام مالک سے نقل کیا کہ ضرورت کی وجہ سے یہ جائز ہے جب بچہ کا اور کوئی خبر لینے والا نہ ہو اور بعض نے کہا کہ اگر آپ امامہ کو نہ اوٹھاتے تو وہ روتین اور رونے مین زیادہ دل بٹتا نماز مین بہ نسبت اوٹھانیکے اور بعض نے نفل اور فرض مین فرق کیا اور باجی نے کہا کہ اگر بچہ کا کوئی خبر لینے والا ہو تو نفل مین ایسا جائز ہے فرض مین نہین ورنہ دونون مین جائز ہے اور عبد اللہ بن یوسف نے امام مالک سے نقل کیا کہ یہ حدیث منسوخ ہے بیان کیا اوسکو اسمٰعیلی نے اور کہا کہ امام مالک نے کہا حضرت کی بعض حدیثیں ناسخ ہین اور بعض منسوخ اور اس حدیث پر عمل نہین ہی ابن عبد البر نے کہا شاید یہ حدیث منسوخ ہی اوس حدیث سے جسکے رو سے نماز مین عمل منع ہوا اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ صرف احتمال سے نسخ ثابت نہین ہو سکتا دوسرے یہ کہ یہ حدیث اِنَّ فِی الصَّلٰوۃِ لَشُغُلًا جس سے عمل حرام ہوا ہے ہجرت کی پہلے کی ہے اور یہ حدیث امامہ کی ہجرت کی ایک مدت بعد کی ہے اور قاضی عیاض نے بعض علما سے نقل کیا کہ یہ امر حضرت کی خصائص مین تھا کیونکہ آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ امامہ آپ پر پیشاب نہ کرینگی جب تک آپ انکو اوٹھائے رہینگے اور یہ قول رد کیا گیا ہے اس طرح سے کہ تخصیص پر دلیل کیا ہے اور اصل خاص نہ ہونا ہے اور قیاس سے تخصیص ثابت نہین ہو سکتی نووی نے کہا یہ سب دعوی باطل ہین انپر کوئی دلیل نہین اور یہ حدیث قواعد شرعی کے خلاف نہین ہے اسلیے کہ آدمی طاہر ہے اور بچون کے کپڑے اور بدن پاک ہین جب تک نجاست ظاہر نہ ہو اور اعمال اگر قلیل ہون یا متفرق ہون تو ان سے نماز باطل نہین ہوتی اور شرع کی اسپر بہت سی دلیلین ہین اور حضرت کا یہ فعل بیان جواز کے لیے تھا اور فاکہانی نے کہا کہ آپ نے امامہ کو نماز مین اوٹھایا عرب کا خیال رد کرنے کو وہ بیٹیون سے نفرت کرتے تھے اور اس حدیث سے یہ بہی نکلتا ہے کہ بچون کا مسجد مین لانا درست ہے اور چہوٹی بچی کا چہونا طہارت کو ضرر نہین کرتا اور جو شخص کسی آدمی کو اوٹھائے

ہوئی ہو یا پاک جانور کو تو اوسکی نماز صحیح ہے اور آپکا تواضع اور کرم اور شفقت اطفال پر صلے اللہ علیہ وسلم (فتح مختصرا)
قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو ادب مین نکالا اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے صلوٰۃ مین انتہی قرطبی
کہتا ہی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اسناد صحیح ثابت ہو کہ آپ فرض نماز مین حضرت امامہ کو اوٹھا لیتے اور
بٹھا دیتے تو اسکے جواز مین شبہ کرنا اور تاویلین کرنا خوب نہین ہے جو فعل نماز مین حضرت سے ثابت ہو وہ جائز ہے
اسلیے کہ افعال نماز کے توقیفی ہین انمین رای اور قیاس کو دخل نہین اور مثل اسکے ہے وہ حدیث جسکو پانچون
عالمون نے نکالا ابو ہریرہ سے کہ آنحضرت نے فرمایا قتل کرو سانپ اور بچھو کو نماز مین صحیح کہا اسکو ترمذی نے اور ابن حبان
نے اور ابن تیمیہ نے نقل کیا اور ترمذی اپنی کتاب مین اسکو حسن کہا اور نکالا اوسکو ابن حبان نے صحیح مین اور حاکم نے
اور کہا صحیح ہے اور اس باب مین مروی ہے ابن عباس سے نکالا اوسکو حاکم نے باسناد ضعیف اور ابو رافع سے
نکالا اوسکو ابن ماجہ نے اوسکی اسناد مین مندل ہے وہ ضعیف ہے اسی طرح اسکا شیخ محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع
اور ابن عمر سے اونھون نے ایک بی بی سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے اور حضرت عائشہ
سے نکالا اوسکو ابو یعلی موصلی نے اوسکے اسناد مین محمد بن یحیی صدائی ضعیف ہے اور بنی عدی کے ایک شخص سے
روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے باسناد منقطع شوکانی نے کہا ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ نماز مین سانپ اور بچھو کا
مارنا روا ہے بغیر کراہت کے اور جمہور علما کا یہی قول ہے جیسے عراقی نے کہا اور ترمذی نے ایک جماعت سے اسکی کراہت
نقل کی ہے اون مین سے ہین ابرہیم نخعی اور ایسا ہی مروی ہے ابرہیم بن ابی شیبہ سے مصنف مین اور ابن ابی شیبہ
نے قتادہ سے نکالا اونھون نے کہا جب سانپ اور بچھو تیرے سامنے نہ آوے تو مت قتل کر اوسکو نماز مین عراقی
نے کہا جن لوگون نے اوسکو قتل کیا نماز کے اندر یا قصد کیا اوسکے قتل کا اون مین سے ہین حضرت علی بن
ابی طالب اور ابن عمر ابن ابی شیبہ نے ان سے نقل کیا باسناد صحیح کہ انھون نے ایک پر دیکھا وہ اسکو بچھو سمجھے
تو اوسکو مارا اپنی جوتی سے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے بھی اور کہا کہ مارا اسکو اپنے پاون سے اور کہا مین سمجھا کہ
بچھو ہے اور تابعین مین سے حسن بصری اور ابو العالیہ اور عطا اور مورق عجلی اسیطرف گئے ہین اور جو لوگ اس سے
منع کرتے ہین یا مکروہ جانتے ہین بشرطیکہ اوسکے قتل مین فعل کثیر کی ضرورت پڑے وہ دلیل لیتے ہین اس حدیث
سے اِنَّ فِی الصَّلٰوۃِ لَشُغُلًا اور ابو داؤد کی اس حدیث سے اُسْکُنُوا فِی الصَّلٰوۃِ اور جواب یہ ہے کہ قتل کی حدیث خاص ہے
تو یہ حدیثین اسکے معارض نہونگی اسیطرح جس فعل کثیر کی اجازت ثابت ہو وہ نماز مین جائز ہے جیسے حضرت کا امامہ
کا اٹھانا اور آپکا جوتے اوتارنا اور منبر پر نماز پڑھنا اور سجدہ کے لیے نیچے اوترنا پھر منبر پر چڑھ جانا اور گذرنیوالے

کو روکنا گو قتال کی نوبت پہونچے اور دروازہ کہولنے کے لیے آنا جیسے آگے مذکور ہوگا اب یہ قتل سانپ اور بچہو کا ہر طرح جائز ہے خواہ ایک ضرب سے ہو یا دو ضربوں سے یا زیادہ سے اور بیہقی نے جو ابو ہریرۃ سے نکالا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کافی ہے تجہکو سانپ کے لیے ایک بار تو پہلے ہی مارنا اس سے یہ نہیں نکلتا کہ ایک بار سے زیادہ منع ہو اور امام بیہقی نے اسپر دلیل لی دوسری حدیث سے جسکو مسلم نے نکالا کہ جو کوئی چہپکلی کو مارے پہلی مار میں اوسکے لیے اتنی نیکیاں ہیں جو دوسری میں مارے اوسکے لیے اتنی نیکیاں ہیں جو تیسری میں مارے اوسکے لیے اتنی ہیں کہ شرح سنۃ میں ہے کہ سانپ اور بچہو کے مثل ہیں اور موذی جانور جیسے بہڑ زنبور وغیرہ اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور امام احمد نے نکالا ام المومنین عائشہ صدیقہ سے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گہر میں نماز پڑہتے تہے اور دروازہ بند ہوتا پہر میں آتی تو آپ چلتے (نماز کے اندر) یہانتک کہ دروازہ کہولدیتے میرے لیے پہر لوٹ جاتے اپنی جگہہ پر اور دروازہ قبلہ کی طرف تہا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور نسائی نے کہا کہ نفل نماز پڑہتے تہے ابن رسلان نے کہا مراد یہ ہے کہ آپ ایک قدم یا دو قدم چلتے یا اس سے زیادہ متفرق طور پر اور یہہ تاویل فاسد ہے اور مبنی ہے اپنے مذہب کی رعایت پر اور حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ نفل نماز میں ضرورت سے چلنا درست ہے تمام ہوا کلام شوکانی کا مترجم کہتا ہے ہمارا سب یہی ہیں اور ایک حدیث اوپر امام احمد کی روایت سے گذر چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر سجدے میں امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کود کر چڑہ گئے آپ جب سر اوٹہاتے تو آہستہ سے انکو پکڑ کر زمین پر بٹہا دیتے امام ابن قیم زاد المعاد میں فرماتے ہیں کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو لنبا کرنا چاہتے پہر بچے کا رونا سنتے تو نماز کو ہلکا کر دیتے اس خیال سے کہ بچے کی ماں پر گران نہ ہو اور ایک بار آپنے ایک سوار کو خبر لانے کے لیے بہیجا پہر آپ نماز پڑہتے رہے اور نماز میں بار بار اوس گہاٹی کیطرف التفات فرماتے تہے جدہر سے سوار آنے والا تہا اور آپنے فرض پڑہے امامہ کو اپنے دوش پر اٹہا کر جب رکوع اور سجدہ کرتے تو انکو بٹہا دیتے اور نماز پڑہتے میں امام حسن اور امام حسین علیہما السلام آپ کی پیٹہ پر سوار ہو جاتے تو آپ سجدے سے سر اوٹہانے میں دیر کرتے اس خیال سے کہ وہ گر نہ پڑیں اور مکان کا دروازہ بند ہوتا تو آپ حضرت عائشہؓ کے لیے نماز میں دروازہ کہولدیتے اور نماز کے اندر سلام کا جواب اشارے سے دیتے اور منبر پر نماز پڑہتے اوسیپر رکوع کرتے جب سجدہ آتا تو اولٹے پاؤں پیچہے اوتر آتے پہر سجدہ کرتے زمین پر پہر منبر پر چڑہ جاتے اور آپ نماز پڑہ رہے تہے اتنے میں شیطان آیا آپ کی نماز توڑنے کو آپنے اوسکو پکڑا اور اسکا گلا گہونٹا یہانتک کہ اوسکا لعاب آپکے ہاتہہ پر بہا اور آپ دیوار کی طرف نماز پڑہ رہے تہے پہر ایک بکری کا بچہ آپکے سامنے سے نکلنے لگا آپنے اوسکو ہٹایا یہانتک کہ اپنا پیٹ دیوار سے لگا دیا آخر

وہ پیچھے سے نکل گیا اور نماز پڑھتے میں بنی عبد المطلب کی دو لڑکیاں لڑنے لگیں آپ نے اپنے ہاتھ سے انکو پکڑا اور چھڑا دیا اور نماز پڑھتے میں ایک لڑکا آپکے سامنے سے گذرنے لگا آپنے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ لوٹ گیا ایک لڑکی آپکے سامنے سے گذرنے لگی اوسکو بھی ہاتھ سے اشارہ کیا وہ چلی گئی اور نہ مانا آپنے . فرمایا کہ عورتیں غلبہ کر لیتی ہیں یہ روایت کیا اسکو امام احمد نے سنن میں اور آپ نماز میں کھنکارتے تھے اور رکتے تھے حضرت علی نے کہا میں آپکے پاس آتا پھر اگر آپ نماز پڑھتے ہوتے تو کھنکار دیتے میں اندر چلا جاتا روایت کیا اسکو نسائی اور احمد نے غرض کھنکارنے کو آپ مفسد نماز نہیں جانتے تھے امام احمد کی روایت میں ہے کہ میں رات اور دن میں دو بار حضرت صلعم کے پاس جاتا جب آپ نماز پڑھتے ہوتے تو کھنکار دیتے انتہی مختصراً مترجم کہتا ہے پس جو افعال حضرت صلعم سے ثابت ہیں نماز میں جیسے کھنکارنا سلام کا جواب اشارے سے دینا بچے کو اوٹھا لینا ہاتھ سے کسی کو چھڑا دینا اونچی جگہ پر نماز پڑھنا اور سجدے کے لیے نیچے اترنا آگے بڑھنا پیچھے ہٹنا سانپ یا بچھو یا اور کوئی موذی جانور مارنا اگر دوسرا کوئی دروازہ کھولنے والا نہ ہو تو دروازہ کھولدینا ان سب کے کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی گو انمیں عمل کثیر کی حاجت پڑے اور جس نے ہر عمل کثیر کو مفسد صلوۃ کہا ہے اسکو ان صحیح حدیثوں کی تاویل کرنا پڑیگی اور ہمارے نزدیک تاویل کی ضرورت نہیں بلکہ جو رای اور تجویز حدیث کے خلاف واقع ہو وہ رای اور تجویز ہی غلط ہے اور حدیث شریف ہر طرح واجب العمل ہے قربان حدیث شریف کے اور قربان اوسکے فرمانے والے کے

باب اِذَا صَلّٰى اِلٰى فِرَاشٍ فِيْهِ حَائِضٌ جب کوئی شخص ایسے بچھونے کی طرف نماز پڑھے جسپر حائضہ عورت ہو تو نماز مکروہ ہے یا نہیں اور باب کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مکروہ نہیں اور یہ بحث ابواب ستر العورت میں گذر چکی ہے

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ قَالَتْ كَانَ فِرَاشِيْ حِيَالَ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُبَّمَا وَقَعَ ثَوْبُهٗ عَلَيَّ وَاَنَا عَلٰى فِرَاشِيْ **ترجمہ** ام المومنین میمونہ بنت حارث سے روایت ہے میرا بچھونا جسپر میں سوتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلے کے بازو تھا کبھی آپ کا کپڑا مجھپر پڑ جاتا اور میں اپنے بچھونے پر ہوتی **ف** حالت حیض میں جیسے دوسری روایت سے نکلتا ہے جو آگے آتی ہے (قسطلانی)

حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُوْنَةَ تَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاَنَا اِلٰى جَنْبِهٖ نَائِمَةٌ فَاِذَا سَجَدَ اَصَابَنِيْ ثَوْبُهٗ وَاَنَا حَائِضٌ **ترجمہ** ام المومنین میمونہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور میں آپکے بازو سوتی ہوتی پھر جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا مجھسے

لگ جاتا اور میں حائضہ ہوتی **ف** باب کی دونوں حدیثوں سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ حائضہ عورت کے بچھونے کے پاس
نماز درست ہے اور ترجمہ باب میں الی کا لفظ ہے یعنے بچھونے کی طرف تو شاید الی عام ہے خواہ بچھونا سامنے
ہو یا بازو داہنی طرف یا بائیں طرف بعض نسخوں میں اس حدیث کی بعد اتنی عبارت اور زیادہ ہے وَزَادَ مُسَدَّدٌ
عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ وَاَنَا حَائِضٌ **بَابٌ** هَلْ يَغْمِزُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ عِنْدَ
السُّجُودِ لِكَيْ يَسْجُدَ اگر مرد اپنی عورت کا بدن دبا دے سجدہ کے وقت تاکہ سجدہ کرے تو کیسا ہے اگلے باب میں یہ
بیان تھا کہ اگر نمازی کا کپڑا عورت سے لگ جاوے تو نماز فاسد نہیں ہوتی اس میں یہ بیان ہے کہ اگر اسکا بدن بھی
عورت سے لگ جاوے تب بھی نماز فاسد نہیں ہوتی حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا
عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ بِئْسَمَا عَدَلْتُمُوْنَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي
وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ
يَّسْجُدَ غَمَزَ رِجْلَيَّ فَقَبَضْتُهُمَا ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے انہوں نے کہا برا کیا تم نے جو برابر
کردیا ہم کو کتے اور گدھے کے بیشک میں نے دیکھا اپنے تئیں اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے
میں کروٹ پر لیٹی ہوتی آپکے اور قبلے کے بیچ میں پھر آپ جب سجدہ کرنا چاہتے تو میرا پاؤں دبا دیتے میں اپنے
دونوں پاؤں سمیٹ لیتی **ف** اس حدیث کی بحث اوپر گذر چکی ہے بَابُ التَّطَوُّعِ خَلْفَ الْمَرْأَةِ میں **بَابٌ**
الْمَرْأَةُ تَطْرَحُ عَنِ الْمُصَلِّيْ شَيْئًا مِّنَ الْاَذٰى عورت اگر نمازی پر سے کچھ نجاست اٹھا کر پھینک دیوے **ف**
ابن بطال نے کہا یہ ترجمہ باب اگلے ترجموں کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے اس وجہ سے کہ جب عورت نجاست اوٹھانے
کے لیے نمازی کے پاس آویگی تو ضرور کسی طرف سے آویگی اور وہ بھی مثل سامنے سے گذرنے کے ہے (فتح)
حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحَاقَ السُّوْرْمَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ
عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ
يُّصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعٌ مِّنْ قُرَيْشٍ فِيْ مَجَالِسِهِمْ اِذْ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ اِلٰى هٰذَا
الْمُرَائِيْ اَيُّكُمْ يَقُوْمُ اِلٰى جَزُوْرِ اٰلِ فُلَانٍ فَيَعْمِدُ اِلٰى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا فَيَجِيْءُ بِهٖ ثُمَّ
يُمْهِلُهٗ حَتّٰى اِذَا سَجَدَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ اَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِكُوْا
حَتّٰى مَالَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ مِّنَ الضَّحِكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ اِلٰى فَاطِمَةَ وَهِيَ جُوَيْرِيَةٌ فَاَقْبَلَتْ

تَسْعٰى وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتّٰى اَلْقَتْهُ عَنْهُ وَاَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثُمَّ سَمّٰى اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُهُمْ صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا اِلَى الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُتْبِعَ اَصْحَابُ الْقَلِيْبِ لَعْنَةً ترجمہ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے ایک بار جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے کعبہ کے پاس اور قریش کی ایک جماعت اپنی اپنی مجلسوں میں بیٹھی ہوئی تھی اتنے میں انہیں سے ایک کہنے والے نے کہا کیا تم اس ریاکار کو نہیں دیکھتے (معاذ اللہ حضرت کو مردودوں نے ریاکار بنایا اس وجہ سے کہ علانیہ عبادت کرتے تھے) تم میں سے کون جاتا ہے فلان لوگوں کی قربانی کی طرف جو اونٹنی کی ہے پھر اوسکے لید اور خون اور بچہ دان کو لیکر آوے اور اس شخص کو (یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو) مہلت دیوے جب وہ سجدہ کرے تو اوسکے دونوں مونڈہوں کے بیچ میں رکھدیوے یہ سنکر ان میں کا زیادہ بدبخت (عقبہ بن ابی معیط ملعون) اوٹھا اور یہ نجاست لیکر آیا جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا تو اوس نے اوسکو رکھدیا آپکے دونوں مونڈہوں کے بیچ میں اور آپ اسی طرح سجدے میں پڑے رہے وہ ہنسا کیے یہانتک کہ ایک دوسرے پر جھکنے لگا ہنسی کے مارے پھر ایک جانے والا (شاید وہ ابن مسعود ہوں ایسا ہی کہا حافظ ابن حجر نے) حضرت فاطمہ زہرا کے پاس گیا وہ اون دنوں چھوٹی لڑکی تھیں (یہ سنکر) وہ دوڑتی آئیں اور جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے ہی میں تھے یہانتک کہ حضرت فاطمہ زہرا نے وہ نجاست آپکی پیٹھ پر سے پھینکدی اور پھر اون کافروں کی طرف گئیں اون کو برا کہا جب جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو فرمایا یا اللہ تو لازم کر لے اپنے اوپر قریش کی تباہی کو یا اللہ تو لازم کر لے اپنے اوپر قریش کی تباہی کو بعد اوسکے آپنے نام لیکر فرمایا یا اللہ تو تباہ کر عمرو بن ہشام (ابو جہل مردود) کو اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ اور امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا تو قسم خدا کی میں نے ان ساتوں کو دیکھا پڑے ہوئے تھے بدر کے دن (عمارہ بیمار ہوکے وہ حبش میں مرا) پھر انکی لاشیں کھینچکر کنوے میں ڈالی گئیں یعنے بدر کے کنوے میں بعد اوسکے فرمایا حضرت نے اور پیچھے سے ان کنوے والوں پر لعنت اوتاری گئی **ف** یعنے دنیا کے قتل کے سوا اور

ذلت کی سوا آخرت مین بھی اون پر خدا کی لعنت اور پھٹکار اور تری اس حدیث کی بحث اوپر کتاب الطہارت مین گذر چکی **خاتمہ** استقبال قبلہ اور اسکے متعلقات کے ابواب مین ۹۶ مرفوع حدیثین ہین انمین سے مکرر ۴۶ حدیثین ہین اور بحذف تکرار خالص ۵۰ حدیثین ہین مسلم نے ان سبھون کو نکالا سوا حدیث انس من استقبل قبلتنا اور حدیث ابن عباس کی صلوۃ فی الکعبہ مین لیکن مسلم نے اسکو نکالا ابن عباس انہون نے اسامہ سے اور حدیث جابر کی صلوۃ علی الراحلہ تین اور حدیث عائشہ کی قصہ وشاح مین اور حدیث ابوہریرہ کی ستر اصحاب صفہ مین اور حدیث ابن عمر کے کان المسجد مبنیا باللبن اور حدیث عمار کی قصہ بناء مسجد مین اور حدیث انکی خوخہ ابوبکر مین اور حدیث عمر کی رفع الصوت فی المسجد مین اور حدیث ابن عمر کی مساجد طرق مدینہ مین اوس مین دس حدیثین ہین اور حدیث عائشہ کی لم اعقل ابوی الا وہما یدینان الدین اور اس باب مین معلق حدیثین ۱۹ ہین کل مکرر ہین سوا حدیث انس کے قصہ عباس اور مال بحرین مین یہ بھی امام بخاری کے افراد مین سے ہے مسلم نے اوسکو نہین نکالا تو سب حدیثین ایک سو چار ہین اور آثار ۲۳ ہین سب آثار معلق ہین سوا اثر مساجد ابن عباس کے اور اثر عمر اور عثمان کے کہ وہ دونون مسجد مین چت لیٹتے تھے اور اس اثر کے کہ اون دونون نے مسجد نبوی کو بڑہایا یہ موصول ہین۔ تمام ہوا کلام حافظ کا اور تمام ہوا پارہ دوسرا صحیح بخاری علیہ الرحمۃ کے تیس پارون مین سے اللہ تعالی اسکو قبول فرماوے اور اسیطرح تیسرے پارے کو بھی تمام کرا دے اپنے فضل اور کرم سے واللہ الموفق والمعین اس باب مین وہ حدیثین جو امام بخاری نے نہین نکالین اکثر تو اپنے اپنے مقام مین اوپر گذر چکین اور باقی یہ ہین (۱) ابوداؤد نے یزید بن نمران سے مین نے دیکھا ایک لنجے کو تبوک مین اوس نے بیان کیا کہ وہ گذرا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک گدہے پر اور آپ نماز پڑہ رہے تھے آپ نے فرمایا یا اللہ اوسکا اثر کاٹ دے اوس نے کہا اوس دن سے مین پاؤن سے چل نہ سکا ایک روایت مین یون ہے اوس نے ہماری نماز کاٹی اللہ اوسکا قدم (اثر) کاٹے (۲) ابوداؤد نے ابن عباس سے حضرت نے فرمایا مت نماز پڑہو سونیوالون اور بات کرنے والون اور حلقہ باندہنے والون کے پیچھے (۳) امام مالک نے کعب احبار سے اونہون نے کہا اگر نمازی کے سامنے گذرنے والا جانتا جو گناہ اوسپر ہے البتہ اگر زمین مین دہنس جاتا تو بہتر ہوتا یا آسان ہوتا اوسپر اوسکے سامنے گذرنے سے (۴) ابوداؤد نے سفیان سے مین نے شریک کو دیکھا اونہون نے ہمارے ساتھ ایک جنازے مین

عصر کی نماز پڑہی تو اپنی ٹوپی سامنے رکہہ لی (۵) ابوداؤد نے غزوان سے روایت کی وہ اوترے تبوک مین حج
کے ارادے سے اونہون نے ایک اپاہج آدمی دیکہا اوس سے حال پوچہا وہ بولا مین تم سے ایک بات کہتا
ہون بشرطیکہ جب تک مین زندہ ہون تم اوس کو کسی سے بیان نہ کرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک مین
اوترے تہے ایک درخت کی آڑ مین اور آپنے فرمایا یہ ہمارا قبلہ ہے پہر نماز شروع کی اوس طرف اور
مین آیا دوڑتا ہوا اور نکل گیا آپکے اور درخت کے بیچ مین سے آپنے فرمایا توڑ دی اس نے نماز ہماری
کاٹ دی اللہ نشان اوسکا اوس روز سے مین کہڑا نہ ہوسکا اپنے پاؤن پر آج کے دن تک (۶)
ابوداؤد نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ اوترے اذاخر کی
گہاٹی سے اتنے مین نماز کا وقت آگیا آپنے ایک دیوار کی طرف نماز پڑہی اور ہم آپ کے پیچہے کہڑے
ہوئے ایک چارپایہ آیا سامنے سے جانے کو آپ اسکو روکتے رہے یہانتک کہ آپنے اپنا پیٹ دیوار سے
لگا دیا تاکہ وہ سامنے سے نہ جاسکے آخر وہ آپکے پیچہے سے چلا گیا (۷) ابوداؤد نے ابن عباس
سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہ رہے تہے ایک بکری کا بچہ سامنے سے جانے لگا آپ اوسکو روکتے
رہے (۸) نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے میرے گہر مین ایک کپڑا تہا جس مین مورتین تہین
مینے اوسکو اوٹہا کر طاق مین رکہدیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اودہر نماز پڑہا کرتے تہے پہر آپ نے فرمایا
ای عائشہ ہٹادے اس کپڑے کو مین نے اوسکو اوتار کر اوسکے تکیے بنا ڈالے (۹) نسائی نے حضرت
عائشہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بوریا تہا آپ دن کو اوسکو بچہاتے اور رات کو اوس کی
آڑ کر لیتے اور نماز پڑہا کرتے لوگون کو معلوم ہوا تو وہ آپکے پیچہے نماز پڑہنے لگے اور انکے اور آپکے
درمیان بوریا تہا آپنے فرمایا اوتنا عمل کرو جتنے کی تم طاقت رکہتے ہو کیونکہ اللہ جل جلالہ ثواب دینے
سے نہین تہکتا اور تم تہک جاتے ہو بیشک اللہ کو وہ عمل بہت پسند ہے جو ہمیشہ کیا جاوے اگرچہ تہوڑا
ہو پہر آپنے وہان نماز پڑہنا چہوڑ دی اور کبہی نہ پڑہی یہانتک کہ اللہ تعالی نے آپ کو دنیا سے اوٹہا لیا
اور آپ جب کوئی کام کرتے تو استقلال سے کرتے یعنے ہمیشہ یہ نہین کہ چار دن کیا پہر چہوڑ دیا) ابن ماجہ
کی روایت مین اتنا ہی ہے کہ آپکے پاس ایک بوریا تہا دن کو اوسکو بچہاتے اور رات کو اوسکی آڑ کرکے
اوسکی طرف نماز پڑہتے (۱۰) ابن ماجہ نے حسن عرنی سے ابن عباس پاس ذکر ہوا کون سی چیزین
نماز توڑ دیتی ہین لوگون نے ذکر کیا کتے اور گدہے اور عورت کا ابن عباس نے کہا تم بکری کے بچے

کے باب مین کیا کہتے ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نماز پڑہ رہے تہے تو ایک بکری کا بچہ آپکے سامنے سے گذرنے کو ہوا آپ اوس سے پہلے قبلے کیطرف بڑہ گئے (اور اوسکی راہ بند کردی) یا اللہ تیرا شکر کس زبان سے ادا کرون کہ تونے مجہہ ضعیف ناتوان روسیاہ گنہگار کے ہاتہہ سے اپنے رسول اکرم حبیب معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب کا دوسرا پارہ بہی تمام کرا یا یا اللہ اسیطرح سے تمام کرادے ساری کتاب کو اور قبول فرمالے اسکو اور بخشدے اسکی وجہ سے مجہہ کو اور میرے والدین اور میرے تینون بہائیون مولوی حاجی بدیع الزمان اور مولوی فرید الزمان اور مولوی سعید الزمان مرحومین کو اور میرے تمام اوستادون اور مشائخین اور میرے تمام عزیزون کو اور تمام مومنین اور مومنات کو خصوصاً اوسکو جو باعث ہو اس کتاب عظیم النصاب کے پارہ اول اور پارۂ دوم کے ترجمہ کرانے کا یا اللہ معاف کر گناہ اوسکے اور بخشدے اسکو اور رحمت کر اوسپر اور کر مہمانی اسکی جنت مین یا اللہ بخشدے اسکو جسنے چہاپا اسکو اور جس نے لکہا اور جس نے پڑہا اور پڑہایا اسکو آمین یا رب العالمین ٭ تمام ہوا مسودہ اس پارے کا ۲۱ جمادی الاخرے سنہ ۱۳۰۱ھ روز چہارشنبہ چاشت کے وقت شہر حیدرآباد دکن مین وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین ٭

تمت

خاتمۃ الطبع

اللہ جل جلالہ کا شکر ہے کہ تسہیل القاری شرح اردو صحیح البخاری معہ شرحین فتح الباری وقسطلانی و نیل الاوطار کا دوسرا پارہ تالیف کیا ہوا عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانۂ دوران مولوی وحید الزمان صاحب کا پروردگار انکی عمر مین برکت دے اور جمیع آفات دینی اور دنیوی سے اپنے حفظ وامان مین رکہے اور اس تمام کتاب عظیم الصفات کے پورا کرنے کی انکو توفیق بخشے اس مسکین شیخ محی الدین تاجر کتب ومہتمم مطبع صدیقی لاہور بازار کشمیری کے اہتمام سے ماہ صفر سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین زیور طبع سے مزین ہوکر عاملان حدیث کے لیے مژدۂ جان وایمان ہوا اللہ تبارک وتعالے اسکو قبول فرماوے اور اسکے تیسرے پارہ کے تمام کرنیکی توفیق بخشے

اشتہار

اس پارے کی رجسٹری ہوچکی ہے بدون اجازت شیخ محی الدین تاجر کتب ومہتمم مطبع صدیقی ساکن لاہور اسکو کوئی صاحب چہاپے

صحت نامہ پارہ دوم تسہیل القاری ترجمہ اردو صحیح البخاری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۳	۳	موہون	موہنون	۵۴	۲۲	ثمودنے	محمود نے	۱۰۴	۶	آتا	آتا ہے	۱۴۸	۱۱	گنتی تہین	گنتے تہے
،،	۱۳	موہنون	موہون	۵۵	،،	سناکچہ سنا	کچہ سنا	۱۱۲	۲۳	بوداؤد	ابوداؤد	۱۵۰	۱۴	رہہے	رہے
۴	۳۱	نکمالا	نکالا	۵۶	۵	اونہون	انہون نے	۱۱۵	۱۵	مصرمی	مصری	۱۵۱	۳	کرلے	کرے
۹	۱۵	اتعال	افعال	۶۲	۱۵	والمنوح	والمنسوخ	۱۲۷	۶	انہون	انہون نے	۱۵۴	۱	ذکرکرتے	ذکرکرتے تہے
۱۲	۲۱	روایت اسین	روایت ہے سمین	۶۵	۶	نے نہی	نے بہی	،،	۲۱	تمہ	تمنہ	،،	۴	گنتی تہین	گنتے تہے
۱۵	۲۲	کے لیے تہا	کے لئے تہا	۶۷	۷	[illegible]	[illegible]	۱۲۸	۶	شحتمس	شخص	۱۵۶	۱۹	ہوتین	ہوتے
۱۷	،،	بابین	باب مین					۱۳۰	۹	گلی ہو	لگی ہو	،،	،،	،،	،،
۱۸	۱۴	کرتا	کرنا	۶۹	۱	زرامنہ	ذرامستہ	۱۳۱	۱۴	اور کوبے	اور اسکو لے	،،	۲۰	ہوجاتین	ہوجاتے
۱۹	۵	کئی اقوال	کمی اقوال	،،	۲	ابوحلیفہ	ابوحنیفہ	۱۳۴	۵	روایت مین	روایت مین ہے	۱۵۷	۱۵	لگاتی تہین	لگاتے تہے
،،	۱۳	رگڑ پہیر	رگڑا پہیر	۷۲	۱۶	سرے	میرے	،،	۱۳	جاتا	جاتا ہے	۱۶۰	۱۷	تہین	تہے
،،	۲۱	سجاست ہے	نجاست ہے	۷۳	۴	روایث	روایت	۱۳۱	۲۲	سالم عبداللہ	سالم بن عبداللہ	،،	،،	کرتی تہین	کرتے تہے
۲۱	۲۲	ابن المسبب	ابن المسیب	۷۵	۶	ابوذرعہ	ابوزرعہ	۱۴۱	۲	منع کرتین	منع کرتے	۱۶۱	۸	مولا	مولیٰ
۲۳	۲	[illegible]	[illegible]	۸۰	۲۱	ایک	ایک دن مین	،،	۱۴	کرتی تہین	کرتے تہے	،،	۱۷	ضعیف	صفت
				۸۲	۱۹	بیجا	کہلا بیجا	،،	۱۵	کرتی تہین	کرتے تہے	۱۶۲	۱۹	رویت	روایت
۲۶	۹	رلت کا	رات کا	۸۳	،،	یہانتک	یہانتک کہ	۱۴۲	۱۱	اولیا	اورایسا	،،	۲۲	لسحون	لسخون
۲۷	۲۰	وضوکرے	وضوکر	۹۵	۱۷	بائی	باقی	،،	،،	،، دوسرے	اور دوسرے	۱۶۵	۲	سغلطائی	مغلطائی
۲۹	۵	مؤالف	مؤلف	۹۸	۸	وصو	وضو	۱۴۶	۲۳	ابوالطیب	ابوالطیب	،،	۱۳	بیٹی	بیٹی
،،	۷	کاازر	کا اثر	،،	۲۰	اس اثرکے	اس اثر کے	۱۴۰	۱۱	گنتی تہین	گنتے تہے	۱۶۶	۸	ہبن	ہین
۳۵	۲۳	موادبر	سواد بر	۱۰۱	۲۳	الی الاسود کی	الی الاسود سے انکی	،،	۲۳	جانتی تہین	جانتے تہے	،،	۲۳	گمان اور	گما اور
۳۶	۱۵	کاتی تہا	کافی تہا	۱۰۲	۱۳	ایہام	ابہام	۱۴۸	۱	سمجہتی تہین	سمجہتے تہے	۱۶۷	۲	معازی	مغازی
—				،،	۲۴	ہوااپنے	ہو اپنے	،،	۲	سمجہتی تہین	سمجہتے تہے	،،	۴	عزوہ	غزوہ
۵۴	۵	شرم	تو شرم	۱۰۳	۱۲	باقی.	باقی	،،	۹	گنتی تہین	گنتے تہے	۱۷۱	۹	لوسب	توسب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۲	۱	۔م کنجیان	تمام کنجیان	۲۱۵	۱۵	سعید	صعید	۲۳۴	۱۸	یدلہ	بدلہ	۲۵۷	۱۴	ہو جاوین	ہوجاوین
۱۷۵	۶	نمار	نماز	۲۱۷	۱	مین تہا اور سعر بحر خوایا مین تہا	مین تہا	۲۳۶	۵	کردیتی تھین	کردیتی تہین	″	۱۵	دلیل‌لی	دلیل‌لی
۱۷۶	۱۱	[illegible]	ابو طالب اور طاؤس	۲۲۰	۵	ملأ اعلے	ملاء اعلے	۲۳۷	۲	ہمزہ لمزہ	ہمزۃ لمزۃ	۲۵۸	۱	ہاتہہ	ہاتہہ
۱۸۳	۱۸	خباب	خباثت	″	۸	رنیک	زنیک	۲۴۰	۱۱	مین	مین سے	″	۶	گفتکو	گفتگو
۱۸۹	۱۲	اسکی	اسکے سوا	″	۱۵	وہبہی	وہیہی	۲۴۲	۱	چاہے	چاہیے	۲۵۹	۱۹	سجان	مچان
۱۹۳	۳	اگر بہ	اگر یہ	۲۲۱	۱۵	توحکما	یہ تہ حکما	۲۴۴	۱۱	چہڑرہے	جہڑ رہے	۲۶۲	۲۲	خاوندکسی	خاوند کے
۱۹۴	۱۴	چہوڑدینی	چہوڑدیتے	″	۲۱	اور ایک۔	اور ایک	۲۴۵	۱۶	نسانی	نسائی	″	۲۳	یہ دونو	یہ دونون
۱۹۶	۹	چدون	چدہون	۲۲۲	ہندسہ	۱۲۲	۲۲۲	۲۴۸	۲	ہٹٹی	ہٹنی	۲۶۴	۱	اور صحیح کیا اور صحیح کہا اسکو	اور صحیح کہا اسکو
″	۱۳	مؤلف	مؤلف نے	″	۶	تا ثیر	تاثیر	″	۶	کرلے	گرے	۲۸۴	۱۴	بیٹھے	لیٹے
″	۷	بیان	بیان کیا	″	۱۲	یا یا	پایا	″	۱۶	یانی	پانی	۲۸۶	۱۷	ساتنی آتی	سامنے آتی
″	۲۳	رحنت	رخصت	۲۲۳	۷	اور اسکے	اور آرام کے	″	۱۸	ہوجاویگی	ہوجاوینگے	۲۸۷	۱۱	یانسے	پانسے
۱۹۸	۳	تحزیج	تخریج	″	۱۹	تحنیف	تخفیف	۲۴۹	۳	پہر فرادیگا	پہر فرماویگا	۲۸۸	۹	تمہارے	تمہارے بابر
۱۹۹	۱	مکر جب	مگر جب	۲۲۴	۱۷	کاوی	کوئی	۲۵۰	۲۳	پہر دیگا	پہر دینگا	″	۱۴	پرہ.	پردہ
۲۰۱	۱۴	بہونکا	پہونکا	۲۲۵	۱۶	ثابت ہے	ثابت ہے	۲۵۱	۱	عیادہ	عبادہ	۲۹۱	۱	آتے	آئی
۲۰۲	۱۵	بار	مار	۲۲۷	۱۳	کردن	گردن	″	۱۴	چاہتاہے	چاہتا ہی	۲۹۵	۱۲	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	نافع او سنے	نافع سے انہونے	″	۱۷	قتل سمین	قتل سے آئین	۲۵۲	۲	گناہون کا	گناہونکے	۲۹۹	۱	کہرے	کہڑے
″	۱۲	انہون	انہون نے	۲۲۸	۱۳	بیٹھیہ	بیٹھہ	۲۵۳	۹	بیبیے	بیٹھیے	″	۹	ملیکہ	ملیکہ نے
[illegible]	[illegible]	[illegible]	اور نتیجہ کرا ہے	۲۲۹	۱۲	نسبت	نسبت سے	″	۱۴	اصحاب سے	اصحاب پر	″	۲	متعد ہو	متعد ہو
۲۱۳	۲	المعرفت	المعرفۃ	۲۳۰	۲	فبول	قبول	″	۲۲	کپٹر	کپڑا	۳۰۲	۳	ہوتی ہے	ہوتی تہی
″	۹	جنازسے	جنازے	۲۳۱	۱	دمہ	ذمہ	۲۵۴	۶	البوب	الواب	۳۰۴	۷	زنیت	زینت
″	۱۶	اگر سہ دفعۃ	اگر دفعۃ	۲۳۲	۱	شاکرد	شاگرد	۲۵۵	۹	اونہون	اونہون نے	″	۲۱	بوریے	بوریے پر
۲۱۴	۱۳	گہرجا	گہر جا	۲۳۳	۱۵	چاسے	چاہیے	۲۵۶	۲۳	عورت	عورت کو	″	۲۲	مین سے	مین سے ہیز
۲۱۵	۱۱	فوت	خوف	۲۳۴	۱۱	کرلین	کرلینگے	۲۵۷	۱	جوان	جوجوان	۳۰۷	۱۳	مین سے	مین سے ہین

RESEARCH INSTITUTE LIBRARY

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۴۸	۲	تکلفت	تکلیف	۳۵۲	۲۲	یلتعه	بلتعه	۴۰۰	۵	ٴمین	مین	۴۵۵	۶	جاتی ہے	جاتی ہین
ے	۱۴	باوجہ	باوجود	۳۵۳	۱۸	اوسجدون	اور سجدون	″	۱۳	اوسکو	اوسکے	۴۵۶	۲	تیری	میری
صمہ	حاشیہ	ٹبکا	ٹپکا	۳۵۴	۳۰	ہوسکتا ہی	ہوسکتا ہے	″	۲۰	پیکان	پیکان	۴۵۷	۱۴	دیوار تھی	دیوار نہ تھی
سے	۱۳	لٹکا	لٹکاتا	۳۵۷	۱۳	تباتے	بناتے	″	۲۲	کناکیا	کہاکیا	″	۱۹	عباس رض	عباس رض
″	۲۰	ہین امام احمد نے	ہین اور امام احمد نے	۳۵۹	۴	ہین	ہین ہے	۴۰۱	۶	نتانےکا	نتاسنےکا	۴۵۸	حاشیہ	۱۵۸	۴۵۸
ے	۶	کپٹرا	کٹرا	″	۱۰	مہاجرن	مہاجرین	۴۰۲	۱۸	والیلتہ	واللیلۃ	۴۶۰	۱۳	اوسکے	اونکے
مہ	۱۲	ہان	ہان ہے	۳۶۴	۲۳	نمازے	نمازسے	۴۰۳	۱	درواز پر	دروازے پر	۴۶۱	۹	عزردہ	غزوہ
″	۱۷	حذوا	خذوا	۳۶۵	۱۳	لیشبی	پشتی	۴۱۳	۴	دچراغون	دو چراغون	″	۱۲	بتری	تری
۳۱۷		السدیہ سی	السدیہ ہے	۳۷۱	۱	اتفاقاً	اتفاقاً	۴۱۹	۱۰	بی حادد	ابی حدرد	۴۷۱	۱۱	اور اسامہ	اور اسامہ
۳۲۳	۱۳	آرل	قول	″	۳	ہمن	مین	″	۱۲	بہین	یہین	۴۷۲	۳	ہوتا ہے	ہوتی ہین
۳۲۴	۳	تمار	نماز	۳۷۲	۱۴	فیہ ابدا	فیہ ابدا	۴۲۶	۱۳	اوتناہی	اوتنی ہی	۴۸۱	۸	گذرنیوالا	گذرنیوالا
۳۲۷	۲۰	انتظام	انتظام	۳۷۹	۵	خوفنے	خوف سے	۴۴۲	۱	صفروات	صفراوات	۴۸۶	۱۹	آیپ	آپ
۳۲۹	۱۲	اومرو	اورمرد	″	۲۳	قطلانی	قسطلانی	″	۲۲	ورسحدیث	اور سحدیث	۴۸۸	۲۲	بن حرسلہ	بن حرملہ
″	۱۶	گہوین	گہومین	۳۸۴	۱۰	پیداہوا	پیداہو	۴۴۴	۱۳	گہرون سنا	گہرون مین	۴۹۱	۱۰	کتا اور گدا	کتے اور گدہ
۳۳۲	۱۹	سحد	مسجد	۳۸۵	۵	الیسا ہی	السیالکوٹی	۴۴۵	۲۰	کیلیے	کیلیے	۴۹۲	۳	روہوا	ردکیا
۳۳۳	۱۳	انتہائی	انتہی فی	۳۸۷		وہ بولے	د دبولے	۴۴۹	۱۶	زینین	زینین	۴۹۰	۷	ترمذی	ترمذی نے
۳۳۶	۶	ہے جیب	ہی مرجیب	۳۹۱	۵	اسی کو	اسی کو ہی	۴۴۰	۱	خوشخبر دی	خوشخبری دی	۴۹۸	۱۴	بہادیے	بٹھادیے
″	۱۹	بعد اوسکے	بعد اسکے	″	۱۱	اعتقاف	اعتکاف	″	۱۱	سبلنے	بین نے				
۳۳۸	۱۸	دقن	دفن	۳۹۳	۱۶	ڈال	ڈالا	۴۴۱	۳	اگر جلیگا	اگر جیگا				
۳۴۳	۷	آینے	آپ نے	۳۹۶	۴	جرہے	اجرہے	۴۴۶	۱۴	طبرانی ہے	طبرانی نے				
۳۴۵	۰۸	ہجور	کہجور	″	۲۱	[illegible]	[illegible]	۴۴۷	۱	سجدسے	مسجدسے				
۳۴۷	۱	دفتری	دوسری	۳۹۷	۱۷	تابعیون	تاحسبیون	۴۵۰	۶	فاعدہ	قاعدہ				
۳۵۱	۲۱	کرنا	کوتا	۳۹۹	۱۹	خلاقت	خلافت	۴۵۲	۲۲	مسجدکے	مسجدکا				

[illegible]

اعلان

شائقین حدیث نبویہ و طالبان طریق محمدیہ کی خدمت میں التماس ہے
کہ کتاب تیسیر القاری شرح اردو صحیح البخاری کا تیسرا پارہ تالیف کیا
ہوا عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانۂ دوران جناب مولوی وحید الزمان صاحب
کا اللہ تعالی انکی عمر دراز کرے اور جمیع آفات دینی اور دنیوی سے اپنی حفظ و امان
میں انکو رکھے اور اس تمام کتاب عظیم الصفات کی پورا کرنے کی توفیق بخشے مطبع
صدیقی لاہور میں بہت جلد چھپنا شروع ہونیوالا ہے اور نیز مژدہ ہو کہ کتاب
ہدایت مآب غنیۃ الطالبین و فتوح الغیب دونو کتابیں تصنیف لطیف
مقبول بارگاہ ربانی محبوب سبحانی ولی کامل حضرت شیخ سید محی الدین عبد القادر
جیلانی قدس سرہ العزیز علیہ الرحمۃ والغفران کی اصل کتاب عربی اعراب
لگائی گئی متن میں اور ترجمہ اردو اسکا بین السطور میں اور فتوح الغیب اصل کتاب
عربی اعراب لگائی گئی معہ ترجمہ اسکے حاشیہ پر بہت ہی خوشنمائی کے ساتھ
مطبع صدیقی لاہور میں چھپ رہی ہے بھائی مسلمانوں کو بنظر
خیر خواہی اطلاع دی گئی ہے فقط